بَلْ نَقْذِفُ بِالْحَقِّ عَلَى الْبَاطِلِ فَيَدْمَغُهُ
فَإِذَا هُوَ زَاهِقٌ وَلَكُمُ الْوَيْلُ مِمَّا تَصِفُونَ

حنفیت
مقیاسِ

مُصنفہ
(ابُو عبد الوہابؒ)
مُحمد عُمر - اچھرا - لاہور

پیکو آرٹ پریس موچی دروازہ لاہور

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

سببِ تالیف

دیوبندی وہابی جماعت نے (جن کا مجموعہ آج کل مودودی جماعت ہے) فقیر سے چند شرعی سوالات کئے۔ اور یہ بھی دریافت کیا کہ احناف کے پاس ہمیں وہابی کہنے کا مقیاسِ حنفیت کونسا ہے۔ انکا جواب تحریری دیا جائے اور ان سوالات کو طبع کرا کے تمام صوبہ پنجاب میں تقسیم کئے۔ فقیر نے بوجہ کم فرصتی ان کے سوالات کا مختصر جواب بھی لکھا ہے۔ اور اپنے حنفی بھائیوں کے اصرار پر دیوبندی اور وہابی جو احناف پر عموماً سوالات کیا کرتے ہیں انکا جواب بھی اجمالاً ازروئے قرآن پاک وحدیث شریف واقوالِ بزرگانِ دین بطریق احسن بلا طعن و تشنیع لکھا ہے۔ چونکہ اکثر سوالات احناف پر شانِ مصطفٰے صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے متعلق ہوتے ہیں لہٰذا ان کا جواب بھی بحسبِ توفیق خود مجملاً دیا گیا ہے حضور پُرنور ناصر یوم الکربتہ والنشور کی ذات بابرکات بالاصفات سیّد کائنات سے شفاعت کا ملتجی ہوں اور اپنے احناف بھائیوں سے امیّد واثق رکھتا ہوں کہ مقیاسِ حنفیّت کو پڑھ کر فقیر کے حق میں دعائے مغفرت فرمائیں گے۔ اور دیوبندی وہابی دوستوں سے توقع ہے۔ کہ مذہبی تعصّب کو بالائے طاق رکھتے ہوئے بنظرِ انصاف اِس کتاب کو پڑھ کر صراطِ مستقیم پر گامزن ہونگے۔

۸ر شوال ۱۳۷۰ھ ہجری
۱۲ر جولائی ۱۹۵۱ء یوم جمعہ

فقیر محمّد عمر اچھرا (لاہور)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

هذا كتابنا ينطق عليكم بالحق

یہ ہماری کتاب تمہارے سامنے سچ بیان کرتی ہے (جاثیہ ۲۵)

مقياس الحنفية

في رد

اهل العراق والبدعية

ابو عبدالوهاب محمد عمر اچھرہ ۔ لاہور

بار پنجم رمضان ۱۳۷۷ھ

بغیر جلد قیمت آٹھ روپے

مجلد دس روپے

ناشر:- محمد عبدالوہاب صدیقی بن مولوی محمد عمر صاحب دار المقیاس اچھرہ، لاہور

طابع:- انشا پریس - اردو بازار - لاہور

وَقُلِ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ فَمَنْ شَآءَ فَلْيُؤْمِنْ وَّمَنْ شَآءَ فَلْيَكْفُرْ

اور آپ اپنے رب کی طرف سے حق فرما دیجئے جسکا دل چاہے ایمان لائے جسکا دل چاہے انکار کردے

کہف ۱۵/۴

عَنْ عَلِيٍّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ آخِذٌ شَعْرَةً يَقُوْلُ مَنْ آذٰى شَعْرَةً مِّنْ شَعْرِيْ فَالْجَنَّةُ عَلَيْهِ حَرَامٌ

حضرت علی رضی اللہ سے روایت ہے فرمایا میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا اور آپکے پاس ایک بال تھا۔ فرماتے تھے جس شخص نے میرے ایک بال کو تکلیف دی اس پر جنت حرام ہے۔ کنز العمال ۶/۲۷۷

عَنْ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ آخِذٌ بِشَعْرِهٖ قَالَ مَنْ آذٰى شَعْرَةً مِّنِّيْ فَقَدْ آذَانِيْ وَمَنْ آذَانِيْ فَقَدْ آذَى اللّٰهَ لَعَنَهُ اللّٰهُ مِلَاءَ السَّمٰوٰتِ وَمِلَاءَ الْاَرْضِ لَا يَقْبَلُ اللّٰهُ مِنْهُ صَرْفًا وَّلَا عَدْلًا

فہرست کتاب مقیاس حنفیت

تمت بالخیر

بمصطفیٰ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست
اگر باو نرسیدی تمام بولہبی است

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عجم ہنوز نداند رموز دیں ورنہ
ز دیوبند حسین احمد ایں چہ بوالعجبیست

سرود بر سر منبر کہ ملت از وطن است
چہ بے خبر ز مقام محمد عربی است
اقبال

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ نَزَّلَ الْکِتَابَ عَلٰی عَبْدِہٖ وَلَمْ یَجْعَلْ لَّهٗ عِوَجًا یَارَبِّ ذَالْمَجْدِ وَالْعُلٰی صَلِّ عَلَیْهِ صَلٰوۃً دَائِمَۃً سَرْمَدِیَّۃً لَا اِنْقِطَاعَ لَهَا وَسَلِّمْ عَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَمَنْ اٰمَنَ بِهَا اما بعد فقیر نے سائلین فرقہ وہابیہ کے اعتراضات کے مختصر جوابات پیش کئے ہیں بعد ازاں مفصلاً تحریر ہیں۔

سوال ۱: تبلیغی جماعت کے ارکان کیا غیر مقلد ہیں ثبوت دیجیے۔

جواب:۔ تبلیغی جماعت وہابیت کے اصل کی دو نوفرعین ہیں۔ دیوبندی اور وہابی۔ دونوں کی معجون مرکب تبلیغی جماعت ہے۔ تمام حضرات کا مشاہدہ ہے۔ کہ اس میں اکثریت غیر مقلدین کی ہے جو رفع یدین کرتے ہیں۔ اور سینے پر ہاتھ باندھے ہوئے ٹانگیں چوڑی اٹنشن کھڑے ہوتے ہیں اور باقی دیوبندی ہیں۔ دوسرا جواب تبلیغی جماعت اگر وہابی نہیں تو آپ کے پاس کیوں پناہ گزین ہوتے ہیں۔ کسی اہل السنت والجماعت کے پاس کیوں نہیں ٹھہرتے۔ تیسری دلیل آپ نے اُن کی رفاقت کو کیوں پسند فرمایا۔ کسی سُنی سے آپکی رفاقت کیوں نہیں۔ کند ہمجنس باہمجنس پرواز نمبر ۴۔ ان کے اشکال و اطوار ان کی وہابیت پر واضح دلیل ہے۔ جو کسی دلیل کے محتاج نہیں۔

سوال ۲:- امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی تقلید کے مدعی کو وہابی کہنے کا آپ کے پاس کونسا مقیاس حنفیت ہے۔

الجواب:- حضرت پیر پیران صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے حنفی کو دو مقامات پر علیحدہ علیحدہ بیان فرمایا ہے جس سے احناف کی دو اقسام ثابت ہوتی ہیں۔ حنفیہ مرجیہ اور حنفی اہل السنت والجماعت جیسا کہ آج کل بھی احناف کی دونوں قسمیں موجود ہیں جس سے ثابت ہوتا ہے کہ محض دعوے کافی نہیں بلکہ حنفیت اعتقاد اور اعمال احناف کے متوازی ہونے پر مبنی ہے۔ حضرت پیر پیران رحمۃ اللہ علیہ کے بعد وہی مرجیہ حنفیہ وہابیت کے عقائد کو عمدہ سمجھ کر یکجان دو قالب بن گئے۔ (فتوی رشیدیہ جلد اول ص۱۱۹۔ فتوی رشیدیہ جلد دوم ص۸۸)

محمد بن عبدالوہاب کے مقتدیوں کو وہابی کہتے ہیں ان کے عقائد عمدہ تھے۔ یہ سر اپنا یکجان ہونے کی بنا پر ہے۔

سوال:- عبدالوہاب نجدی کیسے شخص تھے۔

الجواب:- محمد بن عبدالوہاب کو لوگ وہابی کہتے ہیں وہ اچھا آدمی تھا۔ اب فقہائے احناف سے دریافت کر لیں۔ کہ تمہارے نزدیک محمد بن الوہاب کیسا آدمی ہے۔

رد المختار جلد ۳ ص۴۲۷ } محمد بن عبدالوہاب اور اس کے معتقدین کو خارجیوں میں شمار کیا ہے۔ اگر حنفی کہلانا چاہتے ہو تو تم فقہا کے عقیدہ سے خارجی کہو۔ ان کو اچھا کیوں کہتے ہو۔ اور عامل بالحدیث سے نواز کر ان کے عقائد کو اپنا عقیدہ کیوں بناتے ہو۔

سوال ۳:- وہابیوں کے مدرسے میں پڑھتے رہے ہو۔ آپ کے استاد بھی وہابی ہیں۔ اور وہیں نماز پڑھتے رہے ہو۔

الجواب:- واقعی میرا حصول علم تمام وہابیہ سے ہے۔ وہ وہابی آپ کی طرح توہین انبیاء علیہم السلام واولیاء کرام میں چوٹی کے نہ تھے۔ بلکہ نیچے کے تھے۔ کیونکہ وہ امکان کذب باری تعالےٰ کے قائل نہیں تھے۔ ان کی کتابیں دیکھ لیجئے۔ میرا عقیدہ بھی بوقت تعلیم خود رفتہ تھا۔ جب علوم تفاسیر و احادیث پڑھے جیسے جیسے دلائل ملے وصول سند تک تمام مسائل مکمل ہو گئے۔ طالب علمی کے زمانہ میں فقیر نے کوئی فتوی بھی تو نہیں دیا۔ جب علوم حاصل کر لئے تو خدا نے فتوی کی ہمت بھی عطا فرمائی اور باطل سے مقابلہ کرنے کے لئے طاقت

بھی عنایت فرمائی۔ اور جب مرشدِ کامل غوثِ اکمل جن کے کرم نے ملک آباد کیا ہوا ہے نے نظرِ کرم فرمائی تو باطل کو فَاِذَا ھُوَزَاھِقٌ سے درست کرنے کی قوت بیانیہ بھی بخشی۔ جس سے آپ کو بھی حسد ہے۔ لیکن یہ خدا داد نعمت وہبی ہے جو ولی کامل کا عطیہ ہے۔ یہ کسبی چیز نہیں۔ اگر میرے راہبر مجھے منظورِ نظر نہ فرماتے تو عقیدہ شائد درست نہ رہتا۔ بلکہ خبر نہیں کیا ہوتا۔ جیسے آپ کے ایمان اور شریعت میں بون بعید ہے۔ جب مردِ کامل کی نظر ہوجائے تو بندہ کو بندہ بنا دیتا ہے۔ اسی واسطے حضرت بابرکت کا دامن تھاما کیونکہ کچھ نہ تھا۔ اگر کچھ ہوتا تو غلامی کی کیا ضرورت تھی۔ یہ انعام غلامی میں میسر ہوا ہے۔

دوسرا جواب:۔ آپ کے اکثر اساتذہ مدرسہ میں ہندو ہوں گے۔ کیا آپ کو ہندو کہہ سکتے ہیں۔ ثابت ہوا کہ علوم ظاہری کا حصول عقائد کو نقصان دہ نہیں ہے۔ ہاں اگر اولوالامر وہابی ہو تو وہابیت میں شک نہیں یا آپ کی طرح مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوَاهُ کا پیرو ہو تو یقیناً وہابیت کا مجسمہ ہے۔ فقیر نے آجتک کسی مسلمان کو خنزیر نہیں کہا۔ اگر اللہ تعالےٰ اُولٰٓئِكَ كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ سَبِيْلًا فرمادے تو میں فرماوا نہیں۔ کیونکہ الانعام کے ال تعریف نے حکم عام کر دیا ہے جو عمل از روئے قرآن كَالْاَنْعَامِ ثابت ہو وہ جو بھی کرے یہ حکم اُس پر ہی چسپاں ہو سکتا ہے۔ کسی کا نام تو کہا نہیں جاتا۔ اگر آپ کو شان مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سُننے سے رنج ہوتا ہے تو آپ یقیناً اُسی کے مصداق ہوں گے۔ ورنہ نہیں۔

سوال نمبر ۴:۔ حرمین شریفین زادھا اللہ تعالیٰ شرفاً کے متولی آجکل وہابی ہیں اُن کی اقتدا میں نماز ادا کرتے رہے ہو اور یہ مقاماتِ مقدسہ پاک ہے یا پلید نیز خود بھی تم نے (یعنی محمد عمر نے) ایک دن جامع مسجد دیوبندیہ میں نماز ادا کی ہے۔ کیا وہ اُس وقت پلید نہ تھی۔ نیز جماعت تبلیغی کی مسجد میں شب باشی پر اعتراض کیا گیا ہے۔ کیا حرمین میں سویا نہیں جاتا وہاں وہابی سوتے ہیں وہ پاک ہیں یا پلید۔

جواب:۔ خدا کے فضل و کرم سے حرمین شریفین پاک کرنے والے ہیں۔ وہاں جو جائے اور جیسا بھی جائے وہ اُس کو پاک کر دیتے ہیں۔ لہذا وہابیوں کا وہاں جانا مضر حرمین نہیں۔ کفار کے قیام سے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے پلید نہیں فرمایا۔ جس کی یہی مذکورہ بالا وجہ تھی اور جہاں بوسہ دینا رہا ہوں وہابیہ اور دیوبندیہ اُن مقامات مقدسہ کو چھوتے ہی نہیں اور میرے ہم خیال ساتھی پچیس کی تعداد میں تھے۔ جنہوں نے اُن کے پیچھے اقتدا نہیں

کی۔بلکہ تتبع سے ثابت ہُوا کہ اکثر مقلدین علیحدہ جماعت کر داتے ہیں۔جیسا کہ ہمارا ابھی یہی وطیرہ رہا۔اور وہاں کے مقیمین احناف کو میں نے اپنے اپنے گھروں میں نماز گذارتے دیکھا۔سوال کرنے پر یہی جواب ملتا تھا کہ نجدیوں کی اقتدا ہمارے علماء کے فتوے سے از روئے احادیث صحیحہ کسی صورت میں ہی جائز نہیں ہے۔ بلکہ گناہ ہے۔چنانچہ اس طرف کے وہابیہ نے چوٹی سے ایڑی تک زور لگایا اور حکومت نجدیہ سے استدعا کی کہ محمد عمر علیحدہ جماعت پڑھاتا ہے۔مگر حکومت نے ان کے اس اعتراض پر جب بھی ہم سے سوال کیا تو اُس وقت ہماری طرف سے اُن کے خلاف کوئی کلمہ نہ نکلتا تھا۔بلکہ حکومت نجدیہ دہابیت کے متعلق اگر کچھ دریافت کرتی تو اُن کو کہا جاتا۔کہ ہم یہاں بغرض زیارت حرمین حاضر ہوئے ہیں نہ کہ مفتی بن کر۔اگر کوئی فتویٰ ضرور ہم سے ہی دریافت طلب ہے تو سمندر پار پہنچ کر فتوے دیا جا سکتا ہے۔اس جواب سے سوائے خاموشی کے اور کچھ نہ کہہ سکتے تھے اور اس وقت جو میرے مقتدی ان کی اتباع میں نماز پڑھنے والے موجود ہیں۔ وہ اب سننے کے بعد انشاء اللہ نجدی کی اقتدا میں نہ اُلجھیں گے۔جس کا آپ کو بھی یقین ہو چکا ہے آخری اعتراض کہ حرمین نجدیوں سے پلید ہے یا نہیں اس کی مثال پانی پاک جاری یا پانی پاک کثیر کی ہے۔جس میں جنبی آدمی غسل کرے تو شرعًا پانی پاک رہیگا۔ایسے ہی حرمین شریفین نجدیت سے پلید نہیں ہوگا بلکہ بنیت طہارت داخل حرمین ہو تو پاک ہو سکتا ہے۔پہلے بیت اللہ میں بُت تھے۔جب نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے بُتوں کو باہر نکال دیا تو بیت اللہ جیسا کہ پہلے پاک تھا پھر بھی پاک رہا۔کیونکہ بیت اللہ کا اصل پاک ہے اور بابرکت ہے۔اور روضہ اطہر کے اندر تو نجدی نہ داخل ہوا ہے اور نہ انشاء اللہ اس کو داخل ہونے کی طاقت ہی ہے۔اسی واسطے روضہ اطہر کو تو اللہ تعالےٰ نے ثُمَّ لَا یُجَاوِرُوْنَکَ کے قانون سے پاک مبرا رکھا ہُوا ہے۔نجدی وہابی دیوبندی تو روضۂ اطہر کے قریب نہیں بھٹک سکتا۔کیونکہ اُن کے دل میں شیطان نے یہ جمایا ہوا ہے۔کہ اگر تُو روضہ اطہر کے قریب گیا تو نے روضہ اطہر کے سفر کی نیت بھی کی تو مشرک ہو جائے گا۔لیکن حقیقت یہ یہ ہے کہ اِنَّ الشَّیْطَانَ لِلْاِنْسَانِ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ کے ذکر سے ثابت ہے کہ واقعی شیطان انسان کا دشمن ہے جو وہابی دیوبندی کو اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک بھی نہیں جانے دیتا۔کہ اگر نزدیک چلا گیا تو پاک ہو جائیگا۔اسی عناد کی بنا پر دُور رکھتا ہے اور ان سے روضہ اطہر پر جانے کو مشرک کے فتوے دلواتا

ہے۔ جیسا کہ ان کو حضرت پیر پیران کی گیارھویں کے تبرک کے نزدیک نہیں جانے دیتا کہ تمہارے لئے حرام ہے۔ یہاں حضرت پیر پیران رحمۃ اللہ علیہ حقیقۃً اپنے تبرک کو ان سے بچاتے ہیں کہ ان کے نجس باطنوں میں پاک تبرک کیوں جائے۔ ایسے ہی وہاں اللہ تعالٰے روضہ اطہر کی طرف جانے نہیں دیتا کہ میرے محبوب صلے اللہ علیہ وسلم کے مقامِ مطہرہ کو تم طلبس منی چھونے کے قابل ہی نہیں۔ اُدھر شیطان اپنے عناد سے گمراہی میں پیچھے کھینچتا ہے اِدھر ربّ العزت اپنے محبوب صلے اللہ علیہ وسلم کے دربار سے نااہل سمجھ کر پیچھے دھکیلتا ہے جو قیامت کے دن فَلَا تَلُومُونِي وَلُومُوا أَنفُسَكُم سے بری الذمہ ہونے کی کوشش کرے گا۔ اور ربّ العزت وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذ ظَّلَمُوا أَنفُسَهُمْ جَاءُوكَ کا قانون سنا کر بلا اپیل أَلْقِيَا فِي جَهَنَّمَ كُلَّ كَفَّارٍ عَنِيدٍ کا حکم سنا دیں گے۔ باقی آپ کا سوال میرے متعلق عصر کی نماز پڑھنا سو میں نے اُس کا اعادہ کر لیا تھا۔

سوال نمبر ۵: ۔ آپ کے مقتدی پہلے جا کر نجدی کی اقتدا میں نماز پڑھتے رہے ہیں۔ کیا اُن کو توبہ کرائی اور دوبارہ کلمہ شریف پڑھایا۔

جواب: ۔ کیا آپ کے پیچھے جو حنفی غلطی سے نماز پڑھنے جاتا ہے تو آپ اُن کو پہلے توبہ کروا کر مقتدی بناتے ہیں۔ یہ کتنا کچا سوال ہے۔ جو مبتدی میرا پختہ معتقد بنتا ہے وہ خدا کے فضل و کرم سے خود بخود وہابیت سے تائب ہو کر ہی منتقل ہوتا ہے۔ مجھے توبہ کرانے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ اور بعد از سماع قبول انشاء اللہ فقیر کا مقتدی کبھی قرنِ شیطان کا مقتدی نہیں بن سکتا۔ فقیر کی دعا ہے کہ اللہ کریم آپ کو بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت عنایت فرماوے اور اُس دن سے قبل ہی توبہ کی توفیق دے جس دن توبہ کا دروازہ بند ہو جانے والا ہے۔

سوال نمبر ۶: ۔ عورت کے دودھ کو حرام کہتا ہے اور بچے کے پیشاب کو پاک۔

جواب: ۔ عورت کا دودھ واقعی حرام ہے اور احناف کے نزدیک بعد از حولین اس سے اجتناب لازمی ہے اور حنفیوں کو ہی اپنی مسجد میں ہی یہ مسئلہ سنایا گیا تھا۔ وہابیوں کا مسلک بیان نہیں کیا گیا۔ کیونکہ مجھے علم ہے کہ وہابیہ کے نزدیک داڑھی والا آدمی عورت کا دودھ پی سکتا ہے۔ وَيَجُوزُ إِرْضَاعُ الْكَبِيرِ

وَلَوْ كَانَ ذَا لِحْيَةٍ داڑھی والے کو عورت کا دودھ پینا جائز ہے۔ دیکھئے
روضۃ الندیہ ص۲۳۶ بلا شک آپ دونوں کاموں سے استفادہ فرمائیں۔ جب آپ حکم الٰہی جو لین کاملین کو چھوڑ گئے ہیں تو میرا کہنا آپ کے سامنے کیا وقعت رکھتا ہے۔ دوسرا مسئلہ فقیر نے عورتوں کے متعلق احکامات شرعیہ بیان کرتے ہوئے لڑکے کی والدہ کو تنبیہ کی کہ تم نماز سے زیادہ چُراتی ہو۔ کیا یہ کفران نعمت نہیں ہے۔ تمہارا خیال ہے کہ خدا نے ہمیں لڑکا کیوں دیا۔ اگر چھین لے تو ہی نماز کی طرف مائل ہو گی۔ پھر اگر بچے کی والدہ کو موسمِ سرما میں دو لباس کی توفیق نہ ہو تو مقامِ پیشاب کو دھویا جائے کیونکہ پلید ہے اور کپڑا دھو کر نماز ادا کر سکتی ہے۔ اگر باعثِ سردی خطرہ لاحق ہو تو پانی کے چھینٹے مار کر نچوڑ کر بھی نماز ادا کر سکتی ہے۔ گیلے سے کیونکہ کپڑا لڑکے کے پیشاب کا چھینٹے مارنے سے پاک کا حکم رکھتا ہے۔ جیسا کہ حدیث پاک میں مذکور ہے ورنہ کپڑے سے پیشاب بغیر پانی کے کسی صورت میں بھی پاک نہیں ہو سکتا۔ یہ ہے آپ کے سوالات کے مختصر جوابات۔ اب بعد ازیں مدلل سنیئے

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

"دیوبندی وہابی" (محمد عمر کو مخاطب ہو کر) تم نے قصور میں کفر کی مشین چلائی ہوئی ہے۔

"محمد عمر" اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ اَمَّا بَعْدُ اللہ تعالیٰ جل شانہٗ ہر مسلمان کو اپنی خداوندی کے صفات حمیدہ پر بلا نسبتہ عیب ایمان رکھنے کی توفیق عنایت فرماویں اور نبی اکرم نور مجسم محمد عربی مصطفٰے اصلے اللہ علیہ وسلم پر ہر وقت صلوٰۃ وسلام بھیجنے کی بلا شبہ طاقت بخشیں اور ہر کفر و شرک و بدعت سے محفوظ رکھے کیونکہ اُلٹا چور کوتوال کو ڈانٹے سُنا کرتے تھے لیکن آج وہ وقت آنکھوں سے دیکھا کہ قصور کے وہابی دیوبندی فقیر پر اعتراض کرتے ہیں کہ تم نے قصور میں کفر کی مشین چلائی ہوئی ہے۔

اکابرین دیوبندیہ وہابیہ نے مسلمانانِ دنیا کے اکابرین وصالحین، متقدمین ومتاخرین کے صحیح عقائد پر طعن وتشنیع اور جرح قدح کر کے کفر کے فتوے جاری کئے ہوئے ہیں۔ اور مشرک اور بدعتی کے خطابات سے ان کو کوسا ہے۔ یہ شیوہ آپ کا ہی ہے سُنئیے:۔

دیوبندی وہابی

(۱) **تذکیر الاخوان** مصنفہ اسماعیل صاحب دھلوی صلا۳۴

تجھ سوا مانگے جو غیروں سے مدد فی الحقیقت ہے وہی مشرک اشد
دوسرا اُس سا نہیں دنیا میں بد ہے گلے میں اس کے حبل من مسد
سب سے اُس پر لعنت وپھٹکار ہے

(۲) **تذکیر الاخوان** صفحہ ۸۳ مصنفہ مذکورہ بالا

مردوں سے حاجتیں مانگنا اور اُن کی منتیں ماننا کفار کی راہ ہے۔

محمد عمر:۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَاءِ وَعَلٰی آلِہِ الَّذِیْنَ اجْتَبٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی فقیر انشاء اللہ تمہارے تمام عقائد کا جواب پہلے قرآن کریم پھر حدیث صحیح محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم بعدہٗ بزرگان دین سے پیش کریگا۔

قرآن کریم

وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِیَاءُ بَعْضٍ
مومن مرد اور عورتیں ان کا بعض بعض کے مددگار ہیں توبہ ۱/۹

اس آیت سے ثابت ہے کہ مومنین صالحین ہر وقت ایک دوسرے کی مدد کرتے ہیں۔

(۲) وَتَعَاوَنُوْا عَلَی الْبِرِّ وَالتَّقْوٰی مائدہ ۶/۱
اور تم ایک دوسرے کی امداد کرو نیکی اور تقویٰ پر

کیا اللہ تعالےٰ نے یہاں شرک کا سبق دیا ہے۔ جو نیکی پر مدد کرنے کے لئے ارشاد فرمایا ہے۔

طبرانی صغیر صلا۲۰

حدثنا محمد بن عبد اللہ القرمطی من ولد عامر بن ربیعہ ببغداد حدثنا یحیی بن سلیمان بن نضلۃ الخزاعی حدثنا عمی محمد بن نضلہ عن جعفر بن محمد عن ابیہ عن جدہ علی ابن الحسین حدثتنی میمونہ بنت الحرث زوج النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم بَاتَ عِنْدَهَا فِیْ لَیْلَتِهَا فَقَامَ یَتَوَضَّأُ لِلصَّلٰوۃِ فَسَمِعَتْهُ یَقُوْلُ فِیْ مُتَوَضَّاہُ لَبَّیْکَ لَبَّیْکَ ثَلَاثًا نُصِرْتَ نُصِرْتَ ثَلَاثًا فَلَمَّا خَرَجَ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم سَمِعْتُکَ تَقُوْلُ

(۴) تقویۃ الایمان صفحہ ۵ } سننا چاہیئے کہ اکثر لوگ پیروں کو اور پیغمبروں کو اماموں کو اور شہیدوں کو اور فرشتوں کو اور پریوں کو مشکل کے وقت پکارتے ہیں ۔ اور ان سے مرادیں مانگتے ہیں سو وہ شرک میں گرفتار ہیں ۔

فی متوضائک لبیک لبیک ثلاثا نصرت نصرت ثلاثا کانک تکلم انسانا فھل کان معک احد فقال ھذا راجز یستصرخنی

نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی زوجہ مطہرہ میمونہ رضی اللہ عنہا بنت حرث کے پاس ان کی باری کی رات میں ٹھہرے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم (رات کو تہجد کے واسطے) اُٹھے نماز کے واسطے وضو کرتے وقت اسی مقام میں بیٹھے ہوئے میں نے سُنا کہ آپ فرماتے ہیں لبیک لبیک تین دفعہ فرمایا (یعنی میں تیرے پاس پہنچا میں تیرے پاس پہنچا۔ تو امداد کیا گیا تو امداد کیا گیا تین دفعہ فرمایا (اور اپنے وضو کرنے کے مقام میں تشریف فرما ہیں۔ کہیں دوسری جگہ بھی نہیں سرکے اور نہ غائب ہوئے) تو جب آپ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس جگہ سے علیحدہ ہوئے تو میں نے عرض کی کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے ایسے سُنا ہے۔ کہ آپ اپنے وضو کرنے کے مقام پر بیٹھے ہی فرما رہے تھے لبیک لبیک۔ نصرت نصرت تین دفعہ فرمایا گویا کہ آپ کسی انسان سے کلام فرماتے ہیں کیا حضور کے پاس کوئی تھا تو آپنے فرمایا یہ راجز مجھسے فریاد کرتا ہے۔

اصل واقعہ یہ ہے کہ عمرو بن سالم راجز کو قریش قتل کرنا چاہتے تھے تو وہ مکے سے نکلا اور مدینہ طیبہ کا راستہ اختیار کیا جب اس کو مصیبت پڑی تو وہ عمرو بن سالم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو غائبانہ پکارتا اور آپ اسکی امداد و فریاد تھے چنانچہ ایک دفعہ راستہ میں زبردست دشمن کے گھیرے میں آگیا تو اس عمرو بن سالم صحابی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو غائبانہ پکارا اور فریاد کی کہ حضور مجھے بچایئے ورنہ دشمن قتل کر دیگا تو آپ اس وقت حضرت میمونہ بنت حرث اپنی بیوی صاحبہ کے گھر وضو فرما رہے تھے تو وہیں مدینہ طیبہ میں مقام وضو میں بیٹھے ہی لبیک فرما کر راجز کے پاس اپنی حاضری کا ثبوت دیا اور نصرت سے اس کی امداد فرما کر اس کو دشمن سے بچا لیا اور اپنی امداد کی راجز رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو تسلی دی چنانچہ راجز صحابی کے اس واقعہ سے استمداد اور اپنے اپنی امداد غائبانہ

(۴) جواہر القرآن
مصنفہ مولوی غلام خاں صاحب
صہ ۱۲۲

سوال :- اگر انبیاء علیہم السلام اور اولیائے کرام و ملائکہ کو غائبانہ حاجات میں متصرف فی الامور بالعرض بھی نہ مانا جائے بلکہ اللہ جل شانہٗ کے دربار میں سفارشی سمجھ کر پکارا جائے تو کیا یہ بھی شرک ہے ؟

جواب :- یہ بھی شرک ہے ۔ مکہ کے مشرک اپنے معبودوں کو سفارشی سمجھ کر ہی پکارتے تھے ۔

کر اپنی زوجہ مطہرہ حضرت میمونہ رضی اللہ تعالٰے عنہا سے بھی بیان فرمایا اور جب عمرن سالم راجز نبی صلی اللہ کی غائبانہ امداد سے مدینہ طیبہ پہنچا تو اس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی امداد کے متعلق چند اشعار پڑھے اس کا ایک شعر فقیر بھی عرض کرتا ہے ۔ جو سنہری قلم سے لکھنے کے قابل ہے ۔

فَانْصُرْ رَسُوْلَ اللّٰہِ نَصْرًا اَعْتَدَا وَادْعُ عِبَادَ اللّٰہِ یَاْتُوْا مَدَدَا

پس تو رسول اللہ صلی اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے مدد مانگ کیونکہ آپ کی مدد ہر وقت تیار ہے اور اللہ کے بندوں کو پکارو، تیری مدد کو پہنچیں گے یہ تمام واقعہ اور اشعار اصابہ جلد ۴ صہ ۲۹۷ اور کتاب الاستیعاب جلد ۲ صہ ۴۲۶ میں بھی مذکور ہے ۔ بیہقی ۹/۲۳۳ پر بھی موجود ہے ۔

اس حدیث پاک سے چار مسائل ثابت ہوئے ۔

(۱) نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر جگہ حاضر و ناظر ہونا (۲) نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو مشکل کے وقت غائبانہ فریاد کرنا ۔ (۳) آپ کا غائبانہ پکارنے والے کی پکار سننا (۴) نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فریاد رسی فرمانا ۔

نزہۃ الخاطر الفاطر
لملا علی قاری صہ ۶۱

وَعَنِ الشَّیْخِ اَبِی الْحَسَنِ عَلِیِّ الْخَبَّازِ قُدِّسَ سِرُّہٗ قَالَ سَمِعْتُ الشَّیْخَ مُحْیَ الدِّیْنِ عَبْدُ الْقَادِرِ رضی اللہ عنہ، یَقُوْلُ مَنِ اسْتَغَاثَ بِیْ فِیْ کُرْبَۃٍ کَشَفْتُ عَنْہُ وَمَنْ نَادَانِیْ بِاسْمِیْ فِیْ شِدَّۃٍ فَرَّجْتُ عَنْہُ وَمَنْ تَوَسَّلَ بِیْ فِیْ حَاجَۃٍ قَضَیْتُ حَاجَتَہٗ ۔

شیخ عبد القادر رضی اللہ عنہ فرماتے تھے ۔ جس شخص نے مجھ کو مصیبت کے وقت پکارا کسی مصیبت میں تو میں اس سے مصیبت دور کرتا ہوں اور جس نے میرا نام لے کر پکارا تو میں تکلیف ہٹا دیتا ہوں اور جس شخص نے

(۵) جواہر القرآن ص ۱۴۷ | شرک فی الدعا غائبانہ حاجات میں کسی پیر و پیغمبر کو پکارنا کفر و شرک ہے۔ یہی شرک مشرکین مکہ میں تھا۔ اور ہر پیغمبر کے زمانے میں ہوتا رہا۔ (دیوبندیوں وہابیوں کے نزدیک نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو تو تمام انبیاء و رسل کا علم نہ تھا اور مولوی غلام خاں صاحب کو تمام انبیاء کے ہر امتی کے اقوال و افعال کی خبر ہے جو عبارت مذکورہ بالا سے بین ہے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

مجھ سے وسیلہ لیا کسی حاجت میں تو میں اسکی حاجت کو پورا کرتا ہوں۔ اب دیوبندی اکابرین کا عقیدہ سن لیجئے

قصائد قاسمی
مصنفہ مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی بانی دارالعلوم دیوبند ص ۸

مدد کر اے کرم احمدی کہ تیرے سوا		نہیں ہے قاسم بیکس کا کوئی حامی کار
جو تو ہی ہمکو نہ پوچھے تو کون پوچھے گا		بنے گا کون ہمارا تیرے سوا غمخوار
رجاء و خوف کی موجوں میں ہے امید کی ناؤ		جو تو ہی ہاتھ لگائے تو ہووے بیڑا پار

ان اشعار میں مولوی محمد قاسم صاحب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو غائبانہ اپنی حاجت کے واسطے پکارتے ہیں۔ ان پہ کیا فتویٰ لگاؤ گے فَاٰمِنُوْا بِهٖ وَاتَّقُوا اللّٰهَ

قصائد قاسمی ص ۳۶
مولوی ضیاء الدین رامپوری حافظ محمد ضامن صاحب کو لکھتے ہیں۔

تیرا سایہ ہو جس پر اس پہ ہو اللہ کا سایہ		خدا راضی ہو تو راضی ہو شاہا جس مسلماں سے
مدد کر غوث اعظم بیکسوں ہم سے غریبوں کی		چھوڑا لے اے غیرتیرے کون دست نفس و شیطاں سے
خبر لینا ہماری اے شہ دنیا و دیں جلدی		کہ ہیں گا بے بسر کیں نفس اس ننگ خلاماں سے
پکڑنا ہاتھ میرا شمع نورِ احمدی جلدی		کہ رہ ملتا نہیں مقصود کا ظلمات عصیاں سے

تذکرۃ الرشید جلد اول ص ۲۰۶ | سنا ہے کہ طوفان کی شدت کے وقت جبکی تھوڑی دیر بعد سکون کے آثار پیدا ہوئے حکیم ضیاء الدین صاحب یا کسی دوسرے شخص نے عالم رویا یا عالم واقعہ میں دیکھا تھا کہ متلاطم سمندر میں ایک جانب اعلیٰ حضرت حاجی صاحب (امداد اللہ صاحب) اور دوسری جانب حضرت حافظ ضامن صاحب جہاز کو کندھے پر رکھے ہوئے آگے کو دھکیلتے اور موجوں کے تھپیڑوں سے اس کی حفاظت فرماتے جا رہے ہیں۔ اور کہتے ہیں گھبراؤ نہیں۔

تذکرۃ الرشید
جلد اول ص ۱۱۴
مولوی اشرف علی صاحب لکھتے ہیں

یا مرشدی یا موئلی یا مفزعی		یا ملجائی فی مبدئی و معادی
ارحم علیّ ایا غیاث فلیس لی		کھفی سوی جلیسکم من زاد
فانا الانام بکم وانی حائم		فانظر الیّ برحمتہ یا ھادی

تقویۃ الایمان ص۵	سننا چاہیئے کہ اکثر لوگ پیروں کو اور پیغمبروں کو اور اماموں کو اور شہیدوں کو اور فرشتوں کو اور پریوں کو مشکل کے وقت پکارتے ہیں اور ان سے مرادیں مانگتے ہیں سو وہ شرک میں گرفتار ہیں۔

یا سیدی للّٰہ شیاء اَنْتُمْ　　انتم لی المجدی وانی جاوی

دوش وقت سحر از غصہ نجا تم دادند　　واندراں ظلمت شب آب حیاتم دادند

کیمیائیست عجب بندگی پیر مغاں　　خاک اوگشتم وچندیں درجاتم دادند

امداد المشتاق مصنفہ مولوی اشرف علی تھانوی ولولوی مشتاق احمد ص۱۱۶ — حاجی امداد اللہ جو سب دیوبندیوں کے پیر ہیں وہ اپنے پیر حضرت خواجہ نور محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق رقمطراز ہیں:۔

تم ہو اے نورِ محمدؐ خاص محبوبِ خدا　　ہند میں ہو نائب حضرت محمد مصطفےٰ

تم مددگار مدد امداد کو پھر خوف کیا　　عشق کی پینگے بانیں کانپتے ہیں دست و پا

اے شہ نورِ محمد وقت ہے امداد کا　　آسرا دنیا میں ہے از بس تمہاری ذات کا

تم سوا اوروں سے ہرگز کچھ نہیں ہے التجا　　بلکہ دن محشر کے بھی جس وقت قاضی ہو خدا

آپ کا دامن پکڑ کر یہ کہوں گا بر ملا　　اے شہ نورِ محمدؐ وقت ہے امداد کا

حاجی امداد اللہ صاحب جو تمام اکابر دیوبندیہ کے پیر ومرشد ہیں تحریر فرماتے ہیں:۔

نالہ امداد غریب مناجات ص۳

اے رسولِ کبریا فریاد ہے　　یا محمدؐ مصطفےٰ فریاد ہے

سخت مشکل میں پھنسا ہوں آج کل　　اے مرے مشکل کشا فریاد ہے

گردن و پا سے مرے زنجیر وطوق　　یا نبیؐ کیجے جدا فریاد ہے

قیدِ غم سے اب چھڑا دیجے مجھے　　یا شہ ہر دو سرا فریاد ہے

یا نبیؐ احمد کو واپس لو بُلا　　اس لئے صبح ومسا فریاد ہے

تقویۃ الایمان صـ۱۰	جو کوئی کسی کا نام اُٹھتے بیٹھتے لیا کرے اور دُور نزدیک سے پکارا کرے اور بلا کے مقابلے میں اس کی دُہائی دیوے۔

شاہ ولی اللہ صاحب اطیب النغم فی مدح سید العرب والعجم صـ۴

وَمُعْتَصِمُ الْمَكْرُوبِ فِي كُلِّ غَمْرَةٍ
وَمُنْتَجَعُ الْغُفْرَانِ مِنْ كُلِّ تَائِبٍ

یعنی بنظر نمے آید مرا مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہ دست زدن اندوہگیں اندوہگین است در ہر شدتے وجائے طلب کردن مغفرت است بہ نسبت ہر توبہ کنندہ و دریں بیت اشارہ است بمضمون آیۃ کریمہ وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ جَاءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا۔

لـہ اُٹھتے بیٹھتے کسی کا نام لے تو شرک زبردست ہے۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں:۔
اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا۔ اللہ اور اس کے فرشتے ہر وقت درود پڑھتے ہیں۔ اے مومنو تم بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ہمیشہ درود پڑھو اور سلام۔ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں کہ میرے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا درد اُٹھتے بیٹھتے پکاؤ اور یہ منع کرتے ہیں کہ مشرک ہو جاؤ گے۔ ان کو بغض ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے۔ اور انہوں نے وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ کو بالکل بھلا دیا ہے۔ فرقہ وہابیہ اور دیوبندیہ کو چاہیئے کہ پہلے خداوند تعالےٰ کو روکیں کہ تو اور تیرے فرشتے غیر کا نام کیوں رٹتے ہو۔ ہم لوگوں کو شرک کہہ کر بند کرتے ہیں اور تم اُن کا نام ہر وقت پڑھ کر ہمارے دشمنوں کی ہم پر حجت قائم کرتے ہو۔ اور وَسَلٰمٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى سے اپنے نیک بندوں پر بھی سلام بھیجتے ہیں۔

سـلـہ دُور نزدیک سے پکارنا شرک ہے اس کا جواب اُوپر گزر چکا ہے۔ چنانچہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تم بھی دُور سے ہر نماز میں ایہا النبی پکارتے ہو لہٰذا آپ بھی مشرک بن گئے۔ اہل قبور کو السلام علیکم یا اہل القبور وانا انشاء اللہ بکم لاحقون پکارتے ہو۔ لہٰذا آپ کا شرک آپ پر لوٹا اور اگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تمہارے

اور دشمن پر اس کا نام لے کر حملہ کرے اور اس کے نام کا ختم پڑھے یا شغل کرے۔ یا اس کی صورت کا خیال باندھے اور یوں سمجھے کہ جب میں اس کا نام لیتا ہوں زبان سے یا دل سے یا اس کی صورت کا یا اس کی قبر کا خیال باندھتا ہوں تو وہیں اس کو خبر ہو جاتی ہے۔ اور اس سے میری کوئی بات چھپی نہیں رہتی اور جو مجھ پر احوال گزرتے ہیں جیسے بیماری و تندرستی و کشائش و تنگی مرنا و جینا غم و خوشی سب کی ہر وقت اُسے خبر ہے۔ اور جو بات میرے منہ سے نکلتی ہے وہ سب سن لیتا ہے۔ اور جو خیال و وہم میرے دل میں گزرتا ہے وہ سب سے واقف ہے۔ سو ان باتوں سے مشرک ہو جاتا ہے۔ اور اس قسم کی باتیں سب شرک ہیں خواہ یہ عقیدہ انبیاء و اولیاء سے رکھے چشتی قادری نقشبندی سہروردی رفاعی یہ سب فرقے یہود کی طرح ہیں۔

سلام کی خبر نہیں ہوتی تو پکارتے کیوں ہو ثابت ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم پاک کا اُٹھتے بیٹھتے وظیفہ مع صلوٰۃ پڑھے اور ہر وقت آپ کی امداد کو اور انبیاء و صالحین کو اپنا پشتیبان سمجھے اور اُن سے مدد حاصل کرنے کی ہمت خدا سے طلب کرتا رہے اور مصیبت کے وقت انبیاء و صالحین کی دُہائی خدا کے سامنے پیش کرے۔ تاکہ دُنیا و عقبیٰ میں عذاب الٰہی سے محفوظ رہے اور ان کے نام سے ختم پڑھے یا پڑھاوے تاکہ ان کی دعائے خیر کا مستحق بنے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حلیۂ پاک کو اپنے تصوّر میں رکھے یا اپنے پیر کامل کا تصوّر باندھے تاکہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم تک رسائی کروا دے جیسا کہ صحابہ کرام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا تصوّر کرتے تھے۔ اگر نہ ہو سکے تو آپ کے روضۂ انور کا اپنے سامنے تصوّر باندھے اور یہ سمجھے کہ میں آپ کے روضۂ اطہر کے پاس بیٹھا ہوں اور یہ خیال رکھے کہ ہر وقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم میرے ساتھ ہیں۔ اگر کوئی خلاف سنت کام کروں گا۔ تو آپ ناراض ہوں گے اور جو مجھ پر حالات گزرتے ہیں جیسے بیماری و تندرستی کشائش و تنگی میری زندگی اور موت عزیز علیہ ما عنتم حریص علیکم بالمومنین کے قانون سے ہر وقت آپ باخبر ہیں میری تکلیف آپ کو گوارا نہیں اللہ کے حکم کے مطابق اور جو بات میرے منہ سے نکلتی ہے۔ جو خیال میرے دل میں ہوتا ہے اس کی آپ کو ہر وقت اطلاع ہے۔ آپ دنیا میں کیا بلکہ

تذکیر الاخوان صف ۸۶ | نام فلاں بخش رکھنا اور غلام فلاں رکھنا۔ آخری چہار شنبہ کو سیر کرنا اور ربیع الاول میں مولود کی محفل ترتیب دینا اور جب وہاں ذکر حضرت کے پیدا ہونے کا آوے تو کھڑے ہونا۔ ربیع الثانی کو گیارھویں کرنا۔ عرس میں جانا حلوا پکانا اور چراغ بہت سے جلانا۔ عید کے روز سیویاں پکانا یہ تمام کام کرنے والا مسلمان نہیں ہے

عالمین میں ہر وقت شاہد ہیں اور قیامت میں مشاہدے کی شہادت باذن الٰہی ہر مومن و کافر کی دیںگے۔ اگر اپنا عقیدہ ان تمام امور پر نہ رکھے تو وہابی ہے منکر قرآن کریم دشمن حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ خدا کی طرف سے راندہ درگاہ ہے۔ کیونکہ رحمۃ للعالمین کا ساتھ چھوڑنے سے خدا کی لعنت کا ساتھی رہتا ہے۔ باقی رہا تصور شیخ تو یہ بھی حدیث صحیح سے ثابت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا تصور صحابہ کرامؓ کیا کرتے تھے۔

(۱) **مسلم شریف** ب ۲/۱۲۰ قَالَ وَكَاَنِّي اَنْظُرُ اِلٰى سِوَاكِهٖ تَحْتَ شَفَتِهٖ (ابو موسیٰ اشعری نے فرمایا کہ میں آپ کو لبوں میں مسواک لئے ہوئے کا تصور رکھتا ہوں۔

(۲) **مسلم شریف** ب ۱/۴۴۰ كَاَنِّيْ اَنْظُرُ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمِنْبَرِ وَعَلَيْهِ عِمَامَةٌ سَوْدَاءُ وَقَدْ اَرْخٰى طَرَفَيْهَا بَيْنَ كَتِفَيْهِ (حریث بن عمرو رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا کہ مجھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یوں تصور بندھا ہوا ہے، گویا کہ میں دیکھ رہا ہوں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اور آپ منبر پر تشریف فرما ہیں اور سیاہ عمامہ باندھے ہوئے ہیں اور آپ کے عمامہ طیبہ کے دو نو پلے حضور کے دو نو شانوں کے درمیان لٹکے ہوئے ہیں۔ سبحان اللہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین خیر القرون کے اندر تصور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں مستغرق ہوں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تصور کو فخریہ بیان فرماویں اور آج شر القرون کی حالت ایسی متغیر ہو چکی ہے کہ وہ بھی عالم دینی کہلانے کا مستحق ہے جو تصور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا تصور شیخ کو شرک کہے جس تصور کا حکم اللہ رب العزت مومنین کو ارشاد فرماویں۔ يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اصْبِرُوْا وَصَابِرُوْا وَرَابِطُوْا وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ اس آیۃ کریمہ میں جل شانہٗ نے ایمان والوں کو صبر کرنے اور ثابت قدم رہنے اور ربط پیدا کرنے اور اتقا کی تلقین

فتاویٰ رشیدیہ جلد ۲ صہ ۱۴۲

سوال:- جو بزرگوں سے مدد مانگتا ہو یا بدعتی مثلاً جواز عرس وسوم وغیرہ ہے اور یہ جانتا ہے کہ یہ افعال اچھے ہیں تو ایسے شخص سے عقدِ نکاح جائز ہے یا نہیں کیونکہ نصاریٰ اور یہود سے تو جائز ہے تو اُن سے کیوں نہ جائز ہو۔ یہ بھی تو بہت سی رسمیں کفر و شرک کی کرتے ہیں۔

الجواب:- جو شخص ایسے افعال کرتا ہے وہ قطعاً فاسق ہے اور احتمال کفر کا ہے ایسے سے نکاح کرنا دختر مسلمہ کا اس واسطے ناجائز ہے کہ فاسق سے ربط ضبط کرنا حرام ہے۔

فرمائی ہے ان چار امروں سے رابطہ ایں تصور شیخ مضمر ہے جو اولی الابصار کے واسطے کافی دلیل ہے دیگر۔ اب فرمایئے جناب کفر کی مشین ہم ہیں یا آپ - آپ کے نزدیک تو عید کے دن سیویاں پکانے والا بھی مسلمان نہیں رہا۔ اور تم نے آخری چہار شنبہ والے دن بھی مسلمانوں میں سوگ کا دن مقرر کر دیا کہ اگر اُس دن کوئی مسلمان سیر کو باہر چلا جائے تو اسلام سے خارج ہو جائے میرے خیال میں فرقہ وہابیہ اور دیوبندیہ تو اس عبارت پر عمل کرنے کے واسطے اور اپنے ایمانوں کو چہار شنبہ کی ہوا سے بچانے کے واسطے کوٹھڑیوں میں بند ہو جاتے ہونگے۔

متعلقہ ۱۵ ـلہ اس عبارت سے معلوم ہوا کہ غلام خاں نام بھی ان کے نزدیک غیر شرعی ہے بلکہ اسلام سے خارج کر دیتا ہے اور آگے غلام خاں صاحب کا فتوےٰ موجود ہے کہ ایسے لوگوں کا کوئی نکاح نہیں جیسا کہ جواہر القرآن صـ ۱۴۷ میں لکھ چکے ہیں - غلام خاں نام رکھنے سے نکاح فاسد ہو گیا۔ اسی حال میں چالیس پنتالیس سال گذارے - کیا ان کی اولاد کا بقول ان کے کیا حال ٹھہرا۔

متعلقہ ۱۵ ـلہ **ملفوظات شاہ عبد العزیز صاحب صـ ۴۱** روزے بتقریب عرس برادر مولوی عبد القادر غور بر قبر والد ماجد وغیرہما تشریف فرما شد اول پیادہ رفت باوجود بعد مسافت در وقت واپس آمدن سوارہ آمد و قبور پیراں را کہ جد و پدر ہم بودہ است دست بوسید و بعد فراغ قرآن و فاتحہ خوش آوازے را فرمود کہ چیزے از مثنوی مولانا روم بخواند۔

فتوی رشیدیہ حصہ سوم صفحہ ۹۰ } جب انبیاء علیہم السلام کو علم غیب نہیں تو یارسول اللہ بھی کہنا ناجائز ہوگا۔ اگر یہ عقیدہ کر کے کہے کہ وہ دور سے سنتے ہیں۔ بسبب علم غیب کے تو خود کفر ہے۔

منتقلہ صفحہ ۱۶

اس سے صاف ثابت ہوا کہ قبور پر عرس اور ماں باپ کی قبر کو بوسہ دینا اور فاتحہ خوانی بر قبر اور نعت خوانی جائز ہیں۔ کہ شاہ عبد العزیز صاحب اور ان کے اکابر کے نکاح جائز تھے یا نہ وہ قابل بیعت تھے یا نہ۔ آپ کے فرمان کے مطابق تو معاذ اللہ شیطان تھے۔ یہی عقیدے آگے عبد الوہاب نجدی کے ہیں۔ پڑھ لیجئے اور خود اپنے گریبان میں منہ ڈال کر سوچو کہ تم کفر کی توپ ہو جو اپنے گھروں کو برباد کر رہے ہو۔ بلکہ دور مار توپ ہو یا نہیں۔ جس کا گولہ اپنے ہی مکانوں کو واپس آرہا ہے۔ اور اندازہ لگاؤ کہ وہابی ہو یا حنفی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی مقررہ رات میں قبرستان تشریف لے گئے ہیں۔ اور وہاں پہنچ کر یکے بعد دیگرے تین دفعہ دستِ پاک اُٹھا کر اہلِ قبور کے واسطے دعا فرمائی ہے۔ اس واقعہ کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں چپکے چپکے حضرت عائشہ صدیقہؓ نے بھی ملاحظہ فرمایا ہے۔ چنانچہ ایسے ہی آجکل موجودہ عرس مقررہ راتوں میں کئے جاتے ہیں۔ اور وہاں جا کر اہلِ قبور کے واسطے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق دُعائیں مانگی جاتی ہیں۔ اور خاص طور پر عورتوں کو مزارات پر جانے سے روکا جاتا ہے تو مستورات حضرت عائشہ صدیقہؓ کی اُس سُنت کو ادا کرتی ہوئیں مردوں کی نظروں سے پوشیدہ وہاں پہنچتی ہیں۔ چنانچہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالے عنہا نے ارشاد فرمایا۔

مسلم شریف ۱/۳۱۳ حَتّٰی جَاءَ الْبَقِیعَ فَقَامَ فَاَطَالَ الْقِیَامَ ثُمَّ رَفَعَ یَدَیْہِ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ (حضرت عائشہ صدیقہؓ نے فرمایا کہ آپ میرے گھر سے نکلے اور جنت البقیع کی طرف تشریف لائے تو آپ نے وہاں قیام فرمایا۔ اور عرصہ تک وہاں ٹھہرے رہے۔ پھر آپ نے اپنے دونوں دستِ پاک تین دفعہ اُٹھائے)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عرصہ تک جنت البقیع میں قیام فرمایا اسی سُنت کو ادا کرنے کے لئے عرس

کے موقع پر قبور میں قیام کیا جاتا ہے اور آپ کی اس سنت کو ادا کرنے کے لئے وہاں ٹھہرا جاتا ہے۔ اور آپ بھی چونکہ مقررہ رات میں تشریف لائے ہیں۔ لہٰذا ہم بھی بزرگ کی برکت والی مقررہ رات میں حاضری دیتے ہیں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے چونکہ تین دفعہ دعا فرمائی ہے اس سنت کو ادا کرنے کے ہم بھی وہاں ہاتھ اٹھا کر دعا مانگتے ہیں۔ استمداد کو حرام کہہ کر رشتہ داری توڑنے والو تم جب بچے کا جنازہ پڑھتے ہو تو اَللّٰھُمَّ اجْعَلْہُ لَنَا فَرَطًا کہ یا اللہ اس بچے کو قیامت میں ہمارے آگے بڑھنے والا یعنی دوزخ کی آڑ بن کر جنت میں لے جانے والا بنا دے۔ اور اگر ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے یقینی فرمان پر جیسا کہ مذکور ہے۔

بخاری شریف ۲/۹۷۵ اِنِّی فَرَطٌ لَّکُمْ کہ میں تمہارے پہلے تمہیں دوزخ سے روکنے کے لئے اور جنت میں لے جانے کے لئے پیش پیش ہونگا پہ ایمان لاویں اور آپ کو اپنا استمدادی سمجھیں تو تم ہم سے رشتہ داری توڑنے کا فتوےٰ دے دو تو یہ امر تمہارے اَللّٰھُمَّ اجْعَلْہُ لَنَا فَرَطًا کہنے اور واجعلہ لنا شَافِعًا وَّمُشَفَّعًا پڑھنے سے ہیں آپ کا اِنِّی فَرَطُکُمْ فرمانا ہمارے لئے زیادہ معاون ہے۔

البدایہ والنہایہ ۴/۴۵ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَزُوْرُھُمْ کُلَّ حَوْلٍ فَاِذَا بَلَغَ نَقْرَۃَ الشِّعْبِ یَقُوْلُ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَی الدَّارِ ثُمَّ کَانَ اَبُوْبَکْرٍ یَفْعَلُ ذَالِکَ کُلَّ حَوْلٍ ثُمَّ عُمَرُ ثُمَّ عُثْمَانُ وَکَانَتْ فَاطِمَۃُ بِنْتُ رَسُوْلِ اللّٰہِ تَاتِیْھِمْ فَتَبْکِیْ عِنْدَ ھُمْ وَتَدْعُوْا لَھُمْ۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہر سال شہداء کی قبور پر زیارت کے واسطے تشریف لاتے جب قبرستان کے چھوٹے ٹکڑے کے کنارے پہنچتے تو فرماتے السلام علیکم بما صبرتم فنعم عقبی الدار پھر ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ ہر سال یہی کرتے رہے پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ پھر حضرت عثمان رضی اللہ تعالےٰ عنہ ہر سال یہی کرتے رہے اور فاطمہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی بھی ان کی قبور پر تشریف لائیں تو ان کے پاس روئیں اور ان کے واسطے دعا فرمائی۔

اس حدیث شریف سے ہر سال اہل اللہ کا عرس منانا سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثابت ہو گیا اور صحابہ ثلاثہ کی سنت اور حضرت فاطمہ بنت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی سنت ثابت ہو گیا

بہشتی زیور ص۳۵	}	کسی کو دور سے پکارنا اور یہ سمجھنا کہ اس کو خبر ہو گئی۔ کسی کو نفع نقصان کا مختار سمجھنا کسی سے مرادیں مانگنا یا یوں کہنا کہ خدا اور رسول اگر چاہے گا۔ تو شرک ہے۔

اب تم سالانہ عرس کو بدعت کہو تو خدا تمہیں ہدایت دے۔

لہ اگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو مصیبت میں پکارنا دنیا میں شرک کہو گے تو قبر میں اور قیامت کو آپ دُرکار دیں گے اور امداد نہ فرمائیں گے اور فرمائیں گے کہ دُنیا میں تو نے مجھے چھوڑ دیا قبر میں اور حشر میں میں نے تجھ کو چھوڑ دیا ہے۔ وہاں میرے نفع کا تو قائل نہ تھا۔ لہذا اب میں تیرا ضامن نہیں ہوں۔ آپ کا ناواقف ہونا یہ بڑا نقصان ہے۔ آپ مسلمان عقیدتمندوں کی ہر صحیح مراد پوری فرماتے ہیں۔ اگر یہ عقیدہ نہ رکھے تو نجدی ہے۔ آپ کی رحمت سے محروم ہے اور بے نصیب ہے۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کے مطابق آپ کی ذات پاک پہ ایمان لانا ہی اسلام ہے اور ایمان ہے۔ جیسا کہ بخاری شریف جلد اول ص۷ میں مذکور ہے۔ عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صلی اللّٰہ علیہ وسلم لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْہِ مِنْ وَالِدِہٖ وَوَلَدِہٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے بخاری شریف جلد اول ص۶۔ حضرت انس رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہارا کوئی بھی ہو وہ بے ایمان رہیگا۔ یہاں تک کہ میں اس کے باپ اور بیٹے اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔

عن ابن عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللّٰہ علیہ وسلم بُنِیَ الْاِسْلَامُ عَلٰی خَمْسٍ

ابن عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام کی پانچ چیزوں پر بناء رکھی گئی ہے شَھَادَۃُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ پہلے گواہی اس کی لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔

اس حدیث میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے پانچ بناء اسلام کے مقرر فرمائے ہیں۔ جن سے پہلی بنا لا الٰہ اللہ محمد رسول اللہ ہے۔ اگر کوئی شخص تمام عمر لا الٰہ اللہ پڑھتا رہے تو وہ کبھی ناجی نہیں

ہو سکتا جب تک کہ محمد رسول اللہ زبان سے اور تصدیق بالقلب سے نہ کہے جس کے اسم شریف کا فائدہ اتنا ہے کہ بال بال سے کفر کو نکال دیتا ہے اور انسان سرتا پا ایمان سے مشرف ہو جاتا ہے۔ اور مقرب الٰہی بن جاتا ہے۔ تو آپ کی ذات پاک کا درجہ بہت ودر ہے اور فائدہ حساب سے باہر ہے۔ بدقسمت ہے وہ شخص جو آپ کے نفع سے دُور رہا۔ بخاری شریف جلد ۲ ۹۱۱

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ رَجُلاً سَأَلَ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَ مَتٰی السَّاعَۃُ یَا رَسُولَ اللّٰہِ

انس بن مالک رضؓ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے سوال کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تو عرض کیا کب ہے قیامت

یَا رَسُولَ اللّٰہِ فَقَالَ مَا اَعْدَدْتَ لَھَا قَالَ مَا اَعْدَدْتُ لَھَا مِنْ کَثِیْرِ تو آپ نے فرمایا اُس کے لئے تو نے کیا تیار کیا ہے اُس نے عرض کی میں نے اس کے لئے کچھ تیار نہیں کیا صَلٰوۃٍ وَّلَا صَوْمٍ وَّلَا صَدَقَۃٍ وَلٰکِنِّیْ اُحِبُّ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ قَالَ اَنْتَ مَعَ مَنْ اَحْبَبْتَ

نہ نماز بہت ہے نہ روزہ اور نہ صدقہ اور لیکن میں محبت رکھتا ہوں اللہ اور اس کے رسول کی آپ نے فرمایا تو اُس شخص کے ساتھ ہوگا قیامت میں جس سے تُو نے محبت کی۔

معلوم ہوا کہ صوم و صلوٰۃ بغیر محبت اللہ اور اُس کے رسول کے کوئی وقعت نہیں رکھتے کیونکہ ہمارے اعمالِ صالح پر صالح ہونے کا اتنا اعتماد نہیں ہے اور یقین نہیں ہے جتنا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت پہ اور شفاعت پہ جیسا کہ مذکورہ بالا احادیث سے ثابت ہو چکا ہے۔

ابوداؤد جلد ۲ صفحہ ۳۰۴

عَنْ اَنَسِ ابْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِیِّ صلی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ شَفَاعَتِیْ لِاَھْلِ الْکَبَائِرِ مِنْ اُمَّتِیْ انس بن مالک رضؓ سے روایت ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا میری سفارش میری اُمت کے کبیرہ گناہ کرنے والوں کے لئے ہے۔

حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی اتنی بڑی سفارش کہ کبیرہ گناہ کرنے والے آپ کے نفع سے بخشے جائیں لیکن تم دیوبندیہ وہابیہ کو آپ سے کوئی نفع نہ پہنچنا یہ تمہارے معاندانہ اور گستاخانہ روش کا نتیجہ ہے ابوداؤد کے مذکورہ بالا صفحہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے۔ قَالَ یَخْرُجُ قَوْمٌ مِّنَ النَّارِ

مبشرات	لہ رَاَیْتُ الْاَنْبِیَاءَ کُلَّھُمْ مِنْ آدَمَ اِلٰی نَبِیِّنَا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کُلُّھُمْ یُنَادُوْنَ بِاَعْلٰی نِدَاءٍ اَنَّ مَنْ دَعَا	
مولوی حسین علی واں بھچراں ص ۸	غَیْرَ اللّٰہِ تعالیٰ مُعْتَقِدًا اَنَّہٗ یَعْلَمُ وَیَسْمَعُ فَھُوَ کَافِرٌ ۔	

بِشَفَاعَۃِ مُحَمَّدٍ صلے اللہ علیہ وسلم فَیَدْخُلُوْنَ الْجَنَّۃَ

آپ نے فرمایا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سفارش کے ساتھ ایک قوم دوزخ سے نکلے گی۔

وَیُسَمَّوْنَ الْجَھَنَّمِیِّیْنَ تو جنت میں وہ داخل ہوں گے اور جہنمیوں کے نام سے لوگ ان کو پکاریں گے۔

حاشیہ ص ۱۹ میرے دوست نے جرح کرتے ہوئے حدیث کا یہ مطلب بیان نہیں کیا کہ اگر اللہ چاہے پھر محمد صلے اللہ علیہ وسلم چاہیں تو یہ کہنا جائز ہے۔ مطلب تو صرف نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بغض ہے۔

ابن ماجہ ص ۱۵۴ صحابہ کرام کو یہودیوں نے طعنہ دیا کہ تم مشرک ہو کیونکہ تم کہتے ہو ما شاء اللہ وشاء محمد تو یہ بات نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ذکر کی گئی تو آپ نے فرمایا۔

قُوْلُوْا مَا شَاءَ اللّٰہُ ثُمَّ شَاءَ مُحَمَّدٌ یعنی تم کہہ لیا کرو جو اللہ چاہے پھر محمد چاہے۔ یہ کہنا جائز ثابت ہوا۔

لہ یہ لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام انبیاء کے علم ہونے کا انکار کرتے ہیں اور خود خواب میں تمام انبیاء کو دیکھنے کا دعوےٰ کرتے ہیں۔ کیا (معاذ اللہ) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو مولوی حسین علی صاحب جتنا بھی علم نہیں ہے جو لکھتے ہیں (ترجمہ عبارت مذکورہ بالا) میں نے تمام انبیاء کو دیکھا جتنے تھے آدم علیہ السلام سے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم تک تمام ہی بلند آواز سے پکار رہے ہیں کہ جس شخص نے پکارا اللہ کے سوا کو اعتقاد رکھنے والا کہ آپ جانتے ہیں اور سنتے ہیں تو وہ کافر ہے۔ اب مولوی حسین علی صاحب سے بندہ یہ سوال کرے تم جو یہ لکھ رہے ہو کہ میں نے تمام انبیاء کو دیکھا۔ کیا آپ کو پہلے تمام انبیاء کا علم تھا جو خواب میں آپ نے ان کو پہچان لیا یا آپ کو جبرئیل نازل ہوئے

جواہر القرآن ص ۱۸۴	اگر غیر اللہ کی نذر دیتا ہے اور اعتقاد یہ رکھتا ہے کہ فلاں پیر فقیر یا پیغمبر میرے حالات جانتے ہیں اور مافوق الاسباب میرے امور میں متصرف ہیں تو اس نذر کا کھانا خنزیر کی طرح حرام ہے۔ اور دینے والا کافر ہے۔

تھے جنہوں نے آپ کو جتا دیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جن کو اللہ تعالیٰ نے علم لدنی عطا فرمایا ہے اور ان کو تمام انبیاء کا علم بھی ہے کیونکہ آپ نے مسجد اقصیٰ میں معراج کی رات تمام انبیاء کی امامت منظور فرمائی اور تمام انبیاء مسجد اقصیٰ میں تشریف لا کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت سے سرفراز ہوئے۔ باوجود اس کے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج کی رات ماضل صاحبکم وماغوی کی دلیل سے عرش معلےٰ تک نسیان نہ ہو اور راستہ نہ بھولیں۔ بلکہ بغیر جبرئیل کے بتائے کے آپ لامکان تک عروج فرمائیں اور رب کریم سے ہمکلام ہوں اور ایک بات بھی نہ بھولیں عالم علوی کا اتنا مرتبہ اور اس میں آپ کو ذھول نہ ہو اور تم کہو کہ محمد و مسجد اقصیٰ میں محمد انبیاء کا علم نہیں اور خود اپنی اتنی بزرگی ثابت کرو کہ تمام انبیاء میرے حضور میں حاضر ہوئے۔ خدارا سوچو کہ انبیاء کے علم کی تنقیص اور اپنے علم کا اتنا بڑا دعوے کیا تمہاری حنفیت آپ کو یہی سکھاتی ہے ــــ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ کے فرمان سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم تمام انبیاء علیہم السلام کے مصدق ہیں۔ اگر تمام انبیاء علیہم السلام کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو علم نہ ہو تو آپ ان کے مصدق کیسے ہو سکتے ہیں جب آپ تمام انبیاء علیہم السلام کے مصدق ثابت ہوئے تو جو یہ عقیدہ رکھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام انبیاء علیہم السلام کا علم نہیں تو وہ شخص مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ آپ کی تصدیق کا بھی منکر ہے۔ فقط۔

۱؎ پارہ ۱۱/۱۲ سورۃ توبہ :- وَمِنَ الْأَعْرَابِ مَنْ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَيَتَّخِذُ مَا يُنْفِقُ قُرُبَاتٍ عِنْدَ اللَّهِ وَصَلَوَاتِ الرَّسُولِ ۚ أَلَا إِنَّهَا قُرْبَةٌ لَهُمْ ۚ سَيُدْخِلُهُمُ اللَّهُ فِي رَحْمَتِهِ ۗ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ

ترجمہ :- اور بعض اہل دیہات ایسے بھی ہیں جو اللہ پر اور قیامت کے دن پر پورا پورا ایمان

جواہر القرآن ص ۱۴۹		آج کل کے مشرک مرے ہوئے بزرگوں کی قبروں پر جانور چھوڑتے ہیں۔

سنۃ ہجری ۱۳ رکھتے ہیں اور جو کچھ خرچ کرتے ہیں اس کو عند اللہ قرب حاصل ہونے کا ذریعہ اور رسول کی دعا کا ذریعہ بناتے ہیں۔ یاد رکھو کہ ان کا یہ خرچ کرنا بیشک ان کے لئے موجب قربت ہے۔ ضرور ان کو اللہ تعالے اپنی رحمت میں داخل کرلیں گے۔ اللہ تعالے بڑی مغفرت والے بڑی رحمت والے ہیں۔ (اشرف علی)

اس آیت کریمہ سے تین مسائل ثابت ہوئے۔ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی قربت سے نذر باصطلاح الٰہی خرچ کرنا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کا ذریعہ بنانا اور یہ عقیدہ رکھنا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو میرے اس نذرانے کے خرچ کی اطلاع ہے اور آپ میرے لئے دعا فرماویں گے۔ دوسرا مسئلہ یہ ثابت ہوا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کے ہم محتاج ہیں جو خرچ کرنے سے آپ دعا فرماتے ہیں جس کے باعث اللہ تعالے بھی قریب کر لیتے ہیں اور اپنی رحمت میں شامل فرما لیتے ہیں اور تمام گناہ بخش دیتے ہیں تیسرا مسئلہ یہ ثابت ہوا کہ آپ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مافوق الاسباب باذن الٰہی ہمارے ہر کام میں متصرف فی الامور ہیں دعا سے یا اپنی کرم نوازی سے۔

۲- توبہ ۱۱/۱۳ خُذۡ مِنۡ اَمۡوَالِهِمۡ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمۡ وَتُزَكِّيۡهِمۡ بِهَا وَصَلِّ عَلَيۡهِمۡ ؕ اِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّهُمۡ ؕ وَاللّٰهُ سَمِيۡعٌ عَلِيۡمٌ ۔

ترجمہ:- آپ ان کے مالوں میں سے صدقہ (جس کو یہ لائے ہیں) لے لیجئے جس کے (لینے کے) ذریعہ سے آپ ان لوگوں کو (گناہ کے آثار سے) پاک وصاف کردیں گے اور ان کے لئے دعا کیجئے۔ بلاشبہ آپ کی دعا ان کے لئے موجب اطمینان (قلب) ہے اور اللہ تعالے (ان کے اعتراف کو) خوب سنتے ہیں (اور ان کی ندامت کو) خوب جانتے ہیں۔ (اشرف علی)

اس آیت کریمہ سے اللہ تعالے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو نذرانے لینے کی طرف رغبت دلا

متعلقہ حاشیہ ص۲۲۰ رہے ہیں۔ جیسا کہ ابو لبابہؓ کے نذرانہ قبول کرنے کے بارے میں یہ آیت نازل فرمائی جس سے انبیاء و اولیا کا نذرانہ قبول کرنا ثابت ہو گیا۔ (۲) پھر اللہ تعالےٰ نے نذرانہ لینے کے بعد اُن کو گناہ سے پاک کرنے کا ارشاد فرمایا۔ اور وَتُطَهِّرُهُمْ کے ارشاد سے متصرف فی الامور مافوق الاسباب بنادیا۔

اور اُن کے تزکیہ النفس کا بھی ارشاد فرمایا۔ یہ بھی متصرف فی الامور ہونے پر دال ہے۔

وَصَلِّ عَلَيْهِمْ کے حکم سے ارشاد فرمایا کہ نذرانہ قبول کر کے اُن کو گناہوں سے پاک کر کے اُن کے حق میں دعا فرمایئے۔ کیونکہ آپ کی دُعا سے اسی تزکیہ پر مطمئن اور ثابت قدم رہیں گے۔ یہی معمول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا رہا۔ اور اب تک یہی معمول اولیائے عظام کا ہے کہ جب کوئی مرید اُن کو نذرانہ پیش کرتا ہے تو وہ اسی آیت کے حکم سے نذرانہ قبول کرتے ہیں۔ اور پھر نظرِ ولایت سے اُن کا تزکیہ نفس فرماتے ہیں۔ بعد ازاں اُس کی ثابت قدمی پر اللہ سے اُن کے لئے دُعا کرتے ہیں جس سے اللہ تعالےٰ مریدین صحیح العقیدہ کو ثابت قدم رکھتے ہیں۔ باقی رہا نذر کا ماننا تو جن مالوں کا یا جن طعاموں کا نذرانہ قبول کرنا جائز ہے تو اگر کوئی اُنہی کو اُسی طریقے سے نذر مانے تو نذر کا ادا کرنا بھی وَلْيُوفُوا نُذُورَهُمْ کے قانون سے نذر کو پورا کرنا بھی جائز ہوگا۔ اور جو لوگ اس کے برخلاف آیہ کریمہ پیش کرتے ہیں وہ مطلب غلط بیان کرتے ہیں۔ سُنیئے:۔ اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيرِ وَمَا أُهِلَّ بِهِ لِغَيْرِ اللَّهِ ۖ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَلَا عَادٍ فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ ۚ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ

ترجمہ:۔ بیشک خدا نے حرام کیا ہے تم پر مُردار کو اور خون جو جاری ہؤا اور گوشت سُور کا اور وہ جانور جس پر آواز نکالی جاوے سوائے خدا کے اُس کے ذبح کرنے کے وقت یعنے بتوں کے نام جو ذبح کریں پھر جو کوئی ناچار ہو اور محتاج ہو کھانے کو اُن حرام چیزوں میں سے کسی کا کہ لذت کے لئے نہ کھائے اور نہ زیادہ کھائے بھوک سے تو بیشک اللہ تعالےٰ بخشنے والا ہے۔

اب تو دیوبندیہ اور وہابیہ نے متقدمین و متاخرین کے تراجم کو یا مطالب کو جو انہوں نے قرآنِ کریم کے کئے ہیں اُن کو ٹھکرا کر اپنی رائے سے قرآن پاک کے ترجمے شروع کر دیئے ہیں جیسا کہ مَا أُهِلَّ بِهِ

لِغَیْرِ اللّٰہِ کا ترجمہ شاہ عبد القادر صاحب نے چاروں ہی جگہ پر ان آیات کے ماتحت یہی مذکورہ بالا کیا ہے۔ حالانکہ فرقہ دیوبندیہ شاہ عبد القادر صاحب کے ترجمہ کو معتبر سمجھتے ہیں۔ جیسا کہ مولوی غلام خان صاحب جواہر القرآن نے صفحہ ۵۴ پر امام المترجمین تسلیم کیا ہے۔ شاہ صاحب کو اپنے مطلب کے واسطے امام المترجمین کہیں گے۔ لیکن جب ان کو کسی مسئلہ میں اپنے خلاف پاتے ہیں تو فوراً کہہ دیتے ہیں کہ ہم شاہ صاحب کے مقلد نہیں ہیں۔ اس لئے وہ ہمارے واسطے کوئی حجت نہیں ہیں۔ مثلاً اسی مقام پر۔ چنانچہ ایسے ہی علامہ نودی شارح مسلم نے بھی یہی ترجمہ کیا ہے:۔

مسلم شریف ۱/۲۷۶ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ والی حدیث کے ماتحت نووی نے فرمایا ہے قولہ تعالےٰ وَمَا اُھِلَّ بِہٖ لِغَیْرِ اللّٰہِ اے رَفْعُ الصَّوْتِ عِنْدَ ذِبْحِہٖ بِغَیْرِ ذِکْرِ اللّٰہِ (یعنی اللہ کا فرمان وَمَا اُھِلَّ بِہٖ کا مطلب یہ ہے کہ جانور کو ذبح کرتے کے وقت آواز کو غیر اللہ کے ذکر سے بلند کیا۔

تمام محدثین اور مفسرین نے ساڑھے تیرہ سو سال تک یہی ترجمہ کیا ہے جس کو اب تم بگاڑ رہے ہو۔

تفسیر کبیر ۲/۱۲۰ فَمَعْنٰی قَوْلُہٗ وَمَا اُھِلَّ بِہٖ لِغَیْرِ اللّٰہِ یعنی مَا ذُبِحَ لِلْاَصْنَامِ وَھُوَ قَوْلُ مُجَاھِدٍ وَالضَّحَاکِ وَقَتَادَۃَ۔ مَا اُھِلَّ کے معنی جو بتوں کے واسطے ذبح کیا جائے مجاہد اور ضحاک و قتادہ نے بھی یہی ترجمہ کیا ہے۔

البدایہ والنہایہ ۹/۲۴۵ خذ والتفسیر عن اربعۃ سعید بن جبیر ومجاہد وعکرمۃ وضحاک فنو ذالکبیر پر شاہ صاحب نے ضحاک کے ترجمہ کو معتبر کہا ہے۔ تقرب الی غیر اللہ کے واسطے ہمارا کوئی حنفی ذبح نہیں کرتا یہ محض بہتان ہے بلکہ جو پہلے بزرگ کا مقرب ہو وہی ایصالِ ثواب کی نیت سے ذبح کرتا ہے۔ اور ملاحظہ ہو التفسیرات الاحمدیہ ص۲۹ مصنفہ ملا جیون جن کی کتاب علم اصول فقہ میں نور الانوار جو تمام مدارس میں پڑھائی جاتی ہے۔

وہ یوں رقمطراز ہیں:۔ وَمِنْ ھٰھُنَا عُلِمَ اَنَّ الْبَقَرَۃَ الْمَنْذُوْرَۃَ لِلْاَوْلِیَاءِ کَمَا ھُوَ الرَّسْمُ فِیْ زَمَانِنَا حَلَالٌ طَیِّبٌ لِاَنَّہٗ لَمْ یُذْکَرِ اسْمُ غَیْرِ اللّٰہِ عَلَیْھَا

وَقْتَ الذَّبْحِ وَاِنْ كَانُوْا يَنْذُرُوْنَهَا لَهٗ۔

ترجمہ:۔ اور اس جگہ سے معلوم ہوا کہ گائے جو نذر کی گئی اولیاء کے واسطے جیسا کہ وہ ہمارے زمانے میں رسم ہے حلال طیب ہے۔ کیونکہ اُس پر ذبح کے وقت غیر اللہ کے نام کا ذکر نہیں کیا گیا۔ اگرچہ وہ اُسی کے لیے نذر مانتے ہیں۔ یہ ہے فتوٰے ملاجیونؒ کا جو انہوں نے اسی آیت کے ماتحت بیان فرمایا ہے اب شاہ رفیع الدین صاحب کا فتوٰے اسی کے متعلق جس کو دیوبندیہ خنزیر کی طرح حرام کہتے ہیں آپ بیان فرماتے ہیں۔

فتاویٰ مولانا شاہ رفیع الدین صاحب ص۸ ونیز بعضے مردم جانوران جاندار مثل گاؤ وگوسفند و مرغ وغیرہ بر مقابر بزرگان بطریق نیاز مے آرند و خدمانہ میدہند و قید ذبح مطلق نمیکنند مثل نقود و شیرینی نیاز کردہ میبرند خدا آں درگاہ مختار اند اگر خواہند ذبح کنند و اگر خواہند فروختہ دہند ایں قسم ہم قباحت ندارد۔ و در اینجا فائدہ چند نوشتہ میشود حق تعالےٰ نافع گرداند یکے آنکہ نذر و نیاز میکنند برائے موتےٰ سہ قسم است یکے برائے عوام مومنین و آں محمود است زیرا کہ اعانت است آں مومنین را برائے حصول ثواب و دافع عذاب و داخل است در امر وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ و تصدق برائے موتےٰ در حدیث جا ہائے بسیار وارد شدہ است و از اں جملہ ساختن سعد بن عبادہ چاہ را و وقف کردن آں برائے ثواب مادر خود و گفتن آں ھٰذِهٖ لِاُمِّ سَعْدٍ و دیگر در خبر است از تابعین کرام كَانَ السَّلَفُ يُحِبُّوْنَ اِطْعَامَ عَنِ الْمَيِّتِ اَرْبَعِيْنَ يَوْمًا و شواہد ایں بسیار است۔

ان عبارات مذکورہ بالا سے نذر کا ادا کرنا اور انہی طرق سے جائز ثابت ہوا اور ہم احناف ایسے ہی خرچ کرتے ہیں اور نذر و نیاز دیتے ہیں۔ جن سے ہم منذورین سے فائدے کی خواہش نہیں رکھتے بلکہ نذر ادا تب ہی کی جاتی ہے جب پہلے اُن سے فائدہ پہنچتا ہے اور جس نذر کو فقہا نے حرام لکھا ہے وہ بھی منذورین کے تقرب کی شرط ہے۔ اور اس کو ہم بھی ایسے ہی کہتے ہیں۔ اور ہم جو نذریں دیتے ہیں ہمیں منذورین سے پہلے تقرب ہوتا ہے تب اُن کو نذر دی جاتی ہے۔ مثلاً حضرت پیران کا جس کو تقرب ہوتا ہے اور اعتقاد صحیح ہوتا ہے تب وہ گیارہویں دیتا ہے اور یہ شرعاً جائز ہے۔

باقی رہا وَمَا اُھِلَّ بِہٖ لِغَیْرِ اللّٰہِ تو اس آیت کا ترجمہ اور مطلب ہم تیرہ سو سال کے آئمہ مجتہدین اہل سنت و جماعت سے پتہ کریں۔

(۱) بقرہ ۲/۲۱ وَمَا اُھِلَّ بِہٖ لِغَیْرِ اللّٰہِ - آنچہ آواز بلند کردہ شود وقت ذبح وے بغیر خدا (شاہ ولی اللہ صاحب)

(۲) مائدہ ۶/۱ وَمَا اُھِلَّ لِغَیْرِ اللّٰہِ بِہٖ - (آنچہ نام غیر خدا بوقت ذبح او یاد کردہ شود (شاہ ولی اللہ صاحب)

(۳) انعام ۱۸/۸ فَاِنَّہٗ رِجْسٌ اَوْ فِسْقًا اُھِلَّ لِغَیْرِ اللّٰہِ بِہٖ پس ہر آئینہ آں حرام است یا آنکہ فسق باشد کہ برائے غیر خدا آواز بلند کردہ شد وقت ذبح او (شاہ ولی اللہ)

۱۴/۵ وَمَا اُھِلَّ لِغَیْرِ اللّٰہِ بِہٖ و آنچہ ذکر کردہ بنام غیر خدا بذبح وے (شاہ ولی اللہ صاحب)

(۵) (موضح القرآن شاہ عبد القادر صاحب ص۲۶) وَمَا اُھِلَّ بِہٖ لِغَیْرِ اللّٰہِ اور وہ جانور حرام ہے تم پر جو آواز اٹھاویں یعنی کہیں اس کو ذبح کرنے کے وقت نام سوائے اللہ کے۔

(۶) (موضح القرآن ص۹۹ وَمَا اُھِلَّ لِغَیْرِ اللّٰہِ بِہٖ اور حرام ہے جو جانور کہ آواز کی گئی ہے وقت ذبح کرنے اس کے واسطے سوائے خدا کے کہ او پر بتوں کے ذبح کرتے ہیں۔

(۷) (موضح القرآن ص۱۲۶) اَوْ فِسْقًا اُھِلَّ لِغَیْرِ اللّٰہِ بِہٖ یا ذبح کیا گیا ہو از روئے فسق کے کہ آواز کی گئی ہو وقت ذبح اس کے واسطے سوائے اللہ کے یعنی واسطے بتوں کے واسطے ذبح کیا گیا ہو۔

(۸) موضح القرآن ص۲۸۲ وَمَا اُھِلَّ لِغَیْرِ اللّٰہِ بِہٖ اور وہ جانور جس پر آواز نکالی جاوے سوائے خدا کے اس کے ذبح کرنے کے وقت یعنی بتوں کے نام جو ذبح کریں۔

(۹) (جلالین ص۱۹ مطبع دہلی) وَمَا اُھِلَّ بِہٖ لِغَیْرِ اللّٰہِ (اے ذُبِحَ عَلٰی اِسْمِ غَیْرِہٖ تَعَالٰی وَالْاِھْلَالُ رَفْعُ الصَّوْتِ وَکَانُوْا یَرْفَعُوْنَہٗ عِنْدَ الذَّبْحِ لِاٰلِھَتِھِمْ۔

(۱۰) (جلالین ص۹۵) وَمَا اُھِلَّ لِغَیْرِ اللّٰہِ بِہٖ (بِاَنْ ذُبِحَ عَلٰی اِسْمِ غَیْرِہٖ)

(۱۱) (جلالین ص۹۶) اُھِلَّ لِغَیْرِ اللّٰہِ بِہٖ (اے ذُبِحَ عَلٰی اِسْمِ غَیْرِہٖ)

(۱۲)
(بیضاوی صـ۱۲۳ مطبع دہلی)، وَمَا أُهِلَّ بِهِ لِغَيْرِ اللهِ (أَيْ رُفِعَ بِهِ الصَّوْتُ عِنْدَ ذِبْحِهِ لِلصَّنَمِ)

(۱۳)
(بیضاوی جلد ۲ صـ۸۷) وَمَا أُهِلَّ لِغَيْرِ اللهِ بِهِ (أَيْ رُفِعَ الصَّوْتُ لِغَيْرِ اللهِ بِهِ كَقَوْلِهِمْ بِاسْمِ اللَّاتِ وَالْعُزّٰى عِنْدَ ذِبْحِهِ)

(۱۴)
(بیضاوی جلد ۲ صـ۱۴۵) أُهِلَّ لِغَيْرِ اللهِ بِهِ (وَإِنَّمَا سُمِّيَ مَا ذُبِحَ عَلَى اسْمِ الصَّنَمِ فِسْقًا)

(۱۵)
(خازن جلد اول صـ۱۱۹) وَمَا أُهِلَّ بِهِ لِغَيْرِ اللهِ (يَعْنِي وَمَا ذُبِحَ لِلْأَصْنَامِ وَالطَّوَاغِيتِ)

(۱۶)
(خازن جلد ۲ صـ۱۶۰) أَوْ فِسْقًا أُهِلَّ لِغَيْرِ اللهِ بِهِ (يَعْنِي مَا ذُبِحَ عَلَى غَيْرِ اسْمِ اللهِ)

(۱۷)
(خازن جلد ۲ صـ۶) وَمَا أُهِلَّ لِغَيْرِ اللهِ بِهِ (يَعْنِي مَا ذُكِرَ عَلَى ذِبْحِهِ غَيْرُ اسْمِ اللهِ)

(۱۸)
معالم التنزیل اول صـ۱۱۹) وَمَا أُهِلَّ بِهِ لِغَيْرِ اللهِ (أَيْ مَا ذُبِحَ لِلْأَصْنَامِ وَالطَّوَاغِيتِ)

(۱۹)
(معالم التنزیل جزو ثانی صـ۶) وَمَا أُهِلَّ لِغَيْرِ اللهِ بِهِ (أَيْ مَا ذُكِرَ عَلَى ذِبْحِهِ غَيْرُ اسْمِ اللهِ۔

(۲۰)
(معالم التنزیل جزو ثانی صـ۱۲۶) أُهِلَّ لِغَيْرِ اللهِ بِهِ (وَهُوَ مَا ذُبِحَ عَلَى غَيْرِ اسْمِ اللهِ)

(۲۱)
(ابن کثیر جزو اول صـ۲۰۵) وَكَذٰلِكَ حَرَّمَ عَلَيْهِمْ مَا أُهِلَّ بِهِ لِغَيْرِ اللهِ (وَهُوَ مَا ذُبِحَ عَلَى غَيْرِ اسْمِهِ تَعَالٰى مِنَ الْأَنْصَابِ وَالْأَنْدَادِ وَالْأَزْلَامِ)

(۲۲)
(ابن کثیر جلد ۲ صـ۳) وَمَا أُهِلَّ لِغَيْرِ اللهِ بِهِ (أَيْ مَا ذُبِحَ فَذُكِرَ عَلَيْهِ اسْمُ غَيْرِ اللهِ فَهُوَ حَرَامٌ)

(۲۳)
(ابن کثیر جلد ۲ صـ۵۸۹) وَمَا أُهِلَّ لِغَيْرِ اللهِ بِهِ (أَيْ ذُبِحَ عَلَى غَيْرِ اسْمِ اللهِ)

(۲۴)
(ابن جریر جلد ۲ صـ۴۸) وَمَا أُهِلَّ بِهِ لِغَيْرِ اللهِ (فَإِنَّهُ يَعْنِي بِهِ وَمَا ذُبِحَ لِلْآلِهَةِ وَالْأَوْثَانِ يُسَمّٰى عَلَيْهِ بِغَيْرِ اسْمِهِ)

(۲۵)
(حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ يَحْيٰى قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ

قَتَادَۃَ فِی قَولِہٖ وَمَا اُھِلَّ بِہٖ لِغَیْرِ اللہِ قَالَ مَا ذُبِحَ لِغَیْرِ اللہِ مِمَّا لَمْ یُسَمَّ عَلَیْہِ۔

(۲۶) "حَدَّثَنِی الْمُثَنّٰی قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْحُذَیْفَۃَ قَالَ حَدَّثَنَا شِبْلٌ عَنْ اِبْنِ اَبِیْ نَجِیْحٍ عَنْ مُجَاھِدٍ وَمَا اُھِلَّ بِہٖ لِغَیْرِ اللہِ مَا ذُبِحَ لِغَیْرِ اللہِ"

(۲۷) "حَدَّثَنَا الْقَاسِمُ قَالَ حَدَّثَنَا الْحُسَیْنُ قَالَ حَدَّثَنِیْ قَالَ ابْنُ جُرَیْجٍ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فِیْ قَوْلِہٖ وَمَا اُھِلَّ بِہٖ لِغَیْرِ اللہِ قَالَ مَا اُھِلَّ بِہٖ لِلطَّوَاغِیْتِ۔

(۲۸) "حَدَّثَنِی الْمُثَنّٰی قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللہِ بْنُ صَالِحٍ قَالَ حَدَّثَنِیْ مُعَاوِیَۃُ عَنْ عَلِیٍّ عَنْ اِبْنِ عَبَّاسٍ وَمَا اُھِلَّ بِہٖ لِغَیْرِ اللہِ یعنی مَا اُھِلَّ لِلطَّوَاغِیْتِ کُلِّھَا یعنی مَا ذُبِحَ لِغَیْرِ اللہِ۔

(۲۹) (ابن جریر جلد ۴ صـ۱۱) وَمَا ذُبِحَ لِلْاَنْصَابِ فَسُمِّیَ عَلَیْہِ غَیْرُ اللہِ

(۳۰) (تفسیر نیشاپوری جلد ۲ صـ۱۰۲) وَمَا اُھِلَّ بِہٖ لِغَیْرِ اللہِ مَعْنَاہُ رُفِعَ بِہِ الصَّوْتُ لِلصَّنَمِ۔

(۳۱) (تفسیر نسفی جلد اوّل صـ۶۹) وَمَا اُھِلَّ بِہٖ لِغَیْرِ اللہِ (اَیْ ذُبِحَ لِلْاَصْنَامِ)

(۳۲) (تفسیر نسفی جلد اوّل صـ۲۰۹) وَمَا اُھِلَّ لِغَیْرِ اللہِ بِہٖ (اَیْ رَفَعَ الصَّوْتَ بِہٖ لِغَیْرِ اللہِ وَھُوَ قَوْلُھُمْ بِاسْمِ اللَّاتِ وَالْعُزّٰی عِنْدَ ذَبْحِہٖ)

(۳۳) (تفسیر نسفی جلد ۲ صـ۲۹) اُھِلَّ لِغَیْرِ اللہِ بِہٖ (اَیْ رُفِعَ الصَّوْتُ عَلٰی ذَبْحِہٖ بِاسْمِ غَیْرِ اللہِ وَسُمِّیَ بِالْفِسْقِ)

تمام اہل سنت وجماعت کی متفقہ تفاسیر نے لکھ دیا کہ وَمَا اُھِلَّ لِغَیْرِ اللہِ کے معنی یہی ہیں کہ ذبح کے وقت غیر اللہ کا نام پکارا جائے تو حرام ہے لیکن تمہیں یقین نہ آیا کیونکہ اہلسنت والجماعت میں آپ دیوبندی وہابی داخل ہوتے تو آپ کا یہ عقیدہ بھی ان کے عقیدہ کے مطابق ہوتا نہ مخالف پھر اگر اُھِلَّ بِہٖ لِغَیْرِ اللہِ کو مطلق بناؤ گے تو آیتہ کے پہلے جملوں کو بھی مطلق مراد لینا

پڑے گا۔ کیونکہ معطوف معطوف الیہ کا تمام حال ایک جیسا ہوتا ہے۔ یہ نہیں کہ آپ ایک کو مطلق مراد لیں اور دوسرے کو مقید۔ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں۔ اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَیْکُمُ الْمَیْتَۃَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِیْرِ وَمَآ اُھِلَّ بِہٖ لِغَیْرِ اللّٰہِ محرمات سے پہلی چیز میتہ ہے یعنی مردہ اس سے مطلق مردہ حرام نہیں۔ کیونکہ مسند امام احمد حنبل دار قطنی (۲۳۹) ابن ماجہ میں حدیث شریف مذکور ہے عن عبد اللہ بن عمر اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہ علیہ وسلم قال عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اُحِلَّتْ لَنَا مَیْتَتَانِ الْحُوْتُ وَالْجَرَادُ۔ ہمارے واسطے مردے حلال کئے گئے ہیں مچھلی اور مکڑی۔ اُھِلَّ بِہٖ لِغَیْرِ اللّٰہِ کو مطلقاً حرام کرنے والو مکڑی اور مچھلی دونو مردہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث سے حلال ہیں لہذا ہمارے واسطے دونو مُردے حلال ہوتے ہیں مچھلی اور مکڑی۔

اس آیۃ میں مردہ بھی مطلقاً حرام نہیں۔ لیکن آپ کا اطلاق مکڑی اور مچھلی کو حرام کر رہا ہے۔ حالانکہ تم دونو کو حلال کہتے ہو۔ بلکہ دونوں کو کھاتے ہو۔ چاہیئے تھا کہ آپ دونو پر حرمت کا فتوےٰ دیتے اور نہ کھاتے۔ دوسری حدیث مرفوع ہے ابن عمرؓ سے ابن کثیر جلد اوّل (۲۰۵) اَحَلَّ لَنَا مَیْتَتَانِ وَدَمَانِ السَّمَکُ وَالْجَرَادُ وَالْکَبِدُ وَالطِّحَالُ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہمارے واسطے دو مردے حلال ہیں اور دو خون حلال ہیں۔ مَیْتَتَانِ مچھلی اور مکڑی اور دمان یعنی دو خون جگر اور طحال لہذا اس حدیث سے وَالدَّمَ کا اطلاق بھی مطلق نہ رہا۔ بلکہ دو خون حرمت سے نکل گئے حالانکہ ترجمہ صریحہ کے مطابق جگر اور تلی کو بھی حرام ہونا چاہیئے تھا اور لحم خنزیر کو اللہ تعالےٰ نے خاص کیا۔ حالانکہ صرف گوشت ہی حرام ہے۔ تمہارے ترجمہ کے مطابق محض گوشت خنزیر ہی حرام ہونا چاہیئے کیونکہ مقید ہے۔ قرآن کریم میں محض گوشت کی حرمت فرمائی گئی ہے۔ یعنی خنزیر کو لحم سے مقید کیا گیا ہے۔ تو باقی خنزیر کا چمڑہ آنتیں بال جگر تلی فوتے وغیرہ آپ کو کھا لینے چاہئیں۔ حالانکہ آپ ان کو تناول نہیں فرماتے اور مَآ اُھِلَّ بِہٖ لِغَیْرِ اللّٰہِ کو اگر آپ عام رکھیں تو اس سے آپ کو بہت چیزیں جو حلال ہیں وہ حرام کرنی پڑیں گی۔ مثلاً وَالَّذِیْنَ یُتَوَفَّوْنَ مِنْکُمْ وَیَذَرُوْنَ

اَنْفُسًا جاؤ وَصِیَّۃً لِاَزْوَاجِھِمْ مَتَاعًا اِلَی الْحَوْلِ غَیْرَ اِخْرَاجٍ جن عورتوں کے خاوند فوت ہو جائیں اگر عورتوں کے بیٹھنے کا ارادہ ہو تو ایک سال تک آپ اُن کو نکال نہیں سکتے تو وہ عورت بیٹھنے والی ایک برس تک اپنے متوفی خاوند کے نام سے پکاری جاویگی جب اس عورت پر غیر اللہ کا نام ایک برس تک پکارا گیا تو ایسی عورت سے تمہارے عقیدے کے مطابق کسی دیوبندی وہابی کو نکاح نہ کرنا چاہیئے بلکہ حرام رہنی چاہیئے۔ کیونکہ جس پر غیر اللہ کا نام پکارا گیا وہ حرام ہوگئی۔ حالانکہ تم اُس سے نکاح کر لیتے ہو۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ جس کو چاہیں حلال بنا لیتے ہیں اور جس کو چاہیں حرام مطلق قرار دے دیتے ہیں۔ خدا اور اسکے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کا کوئی اعتبار نہیں کرتے۔

تمام اُمت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ اجماعی مسئلہ ہے کہ ذبح کے وقت اگر غیر اللہ کا نام پکارا جاوے تو حرام ہے نہ جو تم نے سمجھ لیا ہے کہ جس پر غیر اللہ کا نام لیا جاوے ذبح کی شرط نہیں یہ غلط ہے کیونکہ سیاق وسباق کلام جاندار اور عند الذبح پر ہی دال ہے کیونکہ آیت کا ماقبل میتۃ اور دم اور لحم خنزیر حیوانات سے تعلق رکھتے ہیں اس واسطے مَا اُھِلَّ لِغَیْرِ اللّٰہِ بِہٖ بھی حیوانات پر ہی منطبق ہو سکتا ہے اور حیوانات جب تک زندہ ہیں تب تک تو ان کا کھانا حرام ہی ہے۔ کیونکہ ان کو کاٹ کر تو کھا ہی نہیں سکتے ان کو بعد از ذبح باسم اللہ تعالےٰ ہی تو اللہ نے کھانا حلال کیا ہے۔ قبل از ذبح کسی کا نام اس پر پکارنا اس کا کیا بگاڑ سکتا ہے۔ اگر خدا کا نام اس پر قبل از ذبح مؤثر ہے تو بھلا بکرے کو کہہ دیا کہ خدا کے واسطے لیا ہے۔ پھر اُس کی بغیر ذبح ٹانگ کاٹ کر کھالی۔ دُم کھالی۔ حالانکہ پھر بھی کھانا حرام ہی ہے۔ جب تک خدا کا نام لے کر ذبح نہ کیا جاوے۔ اس کا کھانا حرام ہی رہے گا۔ پھر اگر زندہ پر غیر کا نام پکارنے سے حرام ہو جاتا ہے۔ تو عقیقہ کا بکرا یا ولیمہ کا جانور بھی حرام ہونا چاہیئے۔ کیونکہ وہ بھی خدا کے واسطے نہیں خریدا جاتا بلکہ غیر اللہ کے نام سے ہی خریدا جاتا ہے تو ان پر بھی غیر کا نام پکارا گیا ہے جو آپ کے عقیدہ کے مطابق قصاب سے گوشت مول لے کر کھانا بھی حرام ہو جاوے گا۔ کیونکہ قصاب نے اللہ کے واسطے نہ خریدا ہے نہ اللہ کے واسطے دیتا ہے۔ بلکہ غیر اللہ کا نام لے کر یعنی فروخت کرنے کے واسطے خریدا۔ فروخت کرنے کے واسطے ذبح کیا بعد میں پیسوں

ہی سے فروخت کیا۔ وہ تو آپ کے نزدیک مَا اُھِلَّ لِغَیْرِ اللّٰہِ میں ٹھیک داخل ہو گیا کیا پھر قصاب سے حرام لے کر کھاتے ہو۔ خدارا سوچو قرآن کریم کو ایسے نہ بگاڑو جس سے مسلمانوں میں تفرقہ پیدا ہو اور خدا کے حلال کردہ کو حرام کہہ کہہ کر اسلام میں رخنہ اندازی کر رہے ہو۔ اگر کوئی کہے یہ سنت ہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ مَا اُھِلَّ لِغَیْرِ اللّٰہِ بِہٖ اگر مسنون سمجھ کر کھا لیا جاوے تو جائز ہو جاوے گا عقل سے بات کرو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تو ذبح کے وقت فرمایا۔ دیکھو مسلم شریف جلد ۲ صفحہ ۱۵۶ اَخَذَ الْکَبْشَ فَاَضْجَعَہٗ ثُمَّ ذَبَحَہٗ وَقَالَ بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰھُمَّ تَقَبَّلْ مِنْ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ وَمِنْ اُمَّۃِ مُحَمَّدٍ ثُمَّ ضَحّٰی بِہٖ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مینڈھے کو پکڑا تو اس کو لٹایا پھر ذبح کیا۔ اس کو اس وقت فرمایا" میں اللہ کے نام سے ذبح کرتا ہوں۔ اے اللہ تو قبول فرما محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آل سے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت کی طرف سے۔ پھر قربانی دیا اس کو۔ کیا نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے معاذ اللہ شرک کیا اور معاذ اللہ صحابہ نے حرام کھایا۔ کچھ سوچ پھر لو۔ اور اس عقیدہ سے توبہ کرو۔ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور سلف صالحین نے جو قرآن کریم سمجھا ہے وہ صحیح ہے جو تم نے سمجھا ہے وہ غلط ہے۔

"وہابی" ہم تو اولیاء و انبیاء کی نذریں دینا خنزیر کی طرح حرام کہتے ہیں۔ کیونکہ نذر عبادت ہے اور عبادت غیر اللہ کے واسطے حرام ہے۔

"محمد عمر" نذر کے معنی اصطلاحی

مجمع البحار جلد ۳ صفحہ ۳۴۶ | اَلنَّذْرُ اِذَا اَوْجَبْتَ عَلٰی نَفْسِکَ شَیْئًا تَبَرُّعًا مِنْ عِبَادَۃٍ اَوْ صَدَقَۃٍ اَوْ غَیْرِ ذَالِکَ وَتَکَرَّرَ النَّھْیُ عَنْہُ تَاکِیْدُ الْاَمْرِہٖ وَتَحْذِیْرًا عَنِ التَّھَاوُنِ بِہٖ بَعْدَ اِیْجَابِہٖ۔

قاموس جزو ثانی ۱۴۰۔ نَذَرَ اَوْجَبَہٗ

المنجد ۸۶۸۔ نَذَرَ۔ نَذْرًا وَنُذُوْرًا۔ اَوْجَبَ عَلٰی نَفْسِہٖ مَالَیْسَ بِوَاجِبٍ

مفردات راغب ۵۰۶ - اَلنَّذْرُ اَنْ تُوْجِبَ عَلٰی نَفْسِكَ مَا لَيْسَ بِوَاجِبٍ لِحُدُوْثِ اَمْرٍ -

نذر اسے کہا جاتا ہے کہ تو اپنے نفس پر کسی چیز کو واجب کرے جو پہلے تجھ پر واجب نہیں۔ کسی مشکل کام کے وقت خواہ عبادت ہو یا صدقہ یا کچھ اور معلوم ہوا کہ نذر کو محض عبادت سے تعبیر کرنا ادلہ اربعہ میں یہ تخصیص نہیں پائی جاتی محض اجتہاد ہے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ اگر نذر سے مراد محض عبادت ہی ہوتی تو اللہ تعالے نُذُوْرَهُمْ نہ فرماتے بلکہ نُذُوْرَ اللّٰهِ فرماتے۔ تیسری وجہ یہ ہے۔ کہ اگر محض عبادت ہی مراد لی جائے تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا فرمان عبادت سے روکتا ہے۔ حالانکہ یہ غلط ہے سُنیئے۔

مسلم شریف جلد ۲ صـ ۴۴ | عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَنْذُرُوْا فَاِنَّ النَّذْرَ لَا يُغْنِيْ مِنَ الْقَدْرِ شَيْئًا وَاِنَّمَا يُسْتَخْرَجُ مِنَ الْبَخِيْلِ

ترجمہ:- ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم نذر نہ مانو۔ اس واسطے کہ نذر اللہ کی تقدیر سے کسی چیز کو ہٹا نہیں سکتی۔ سوائے اس کے اور کچھ نہیں کہ اللہ تعالے بخیل سے مال کو نکلواتا ہے۔

نسائی شریف جلد ۲ صـ ۱۴۵ | عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ نَهٰى عَنِ النَّذْرِ ابوہریرہؓ سے روایت ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آپ نے نذر ماننے سے منع فرمایا۔

اگر نذر کے معنی عبادت ہوتے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم مطلقاً نذر سے نہ روکتے جیسا کہ ان حدیثوں میں آپ نے کسی نذر کی بھی اجازت نہیں فرمائی۔ خدا کے واسطے ہو یا غیر کے واسطے اور یہ فتوے دینا کہ خدا کے واسطے جائز ہے اور غیر اللہ کے واسطے نہیں یہ سراسر حدیث شریف کے خلاف ہے البتہ اگر کوئی نذر مان بے جائز کام پر اللہ کے واسطے ہو یا دوسرے کے واسطے تو اس نذر کو

پُورا کرنا قرآن و حدیث کے لحاظ سے واجب ہوگا۔ کیونکہ نذر مان کر اپنے پر بوجھ ڈالنا منع اور نذر مانی ہوئی کو پُورا کرنا واجب ہے۔ لہذا ادا کرنے کو عبادت سے تعبیر کر سکتے ہیں۔ اور اُس کو ادا کرتے وقت ناذر یہ ضرور کہہ لیتا ہے کہ اس نذر کو خدا واسطے پوری کر رہا ہوں۔ کیونکہ نذر کو پورا کرنا اللہ ہی کا حکم ہے۔ انبیاء و اولیاء اگرچہ اہلِ قبور ہوں وہ مالک نہیں ہو سکتے۔ لیکن اگر ناذر بلا معاوضہ خدا واسطے اُن کی طرف سے اپنی نذر فقراء پر خرچ کر دے تو اُس کا ثواب منذور لہٗ کو یعنی اولیاء و انبیاءؑ کو خداوند کریم پہنچا دیتے ہیں جیسا کہ حضرت سعدؓ کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی والدہ میتہ کی طرف سے اس کو خرچ کرنے کی اجازت فرمائی۔ جب حضرت سعدؓ نے عرض کی فَلَهَا اَجْرٌ اِنْ تَصَدَّقْتُ عَنْهَا قَالَ نَعَمْ کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر میں اپنی ماں میتہ کی طرف سے صدقہ کر دوں تو اُس کو کوئی ثواب ہوگا۔ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں۔ مسلم شریف جلد ۲ ص ۱۴۱ تو یہ کہنا کہ منذور لہٗ چونکہ میت ہے اور میت مالک نہیں ہو سکتی یہ عقدہ بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حل فرما دیا جس میں سوال کی گنجائش نہیں اور نہ ہی معترض کے پاس اس کے برخلاف کوئی دلیل ادلہ اربعہ سے ہے۔ باقی رہا بحر الرائق کا منع کرنا تو اس میں خاص وجہ ہے جس کو علامہ خیر الدین رملیؒ نے ظاہر فرما دیا ہے۔ فتاویٰ خیریہ جلد اول ص میں موجود ہے کہ اس زمانہ میں مجاورین مالدار ناذر سے زبردستی نذر کا مطالبہ کرتے ہیں۔ بلکہ کئی دفعہ پولیس کو بُلا کر سزا دلوائی گئی۔ کہ اس ناذر نے ہمارے شیخ کی فلاں نذر مانی تھی۔ اب اس کا کام پورا ہو چکا ہے اب یہ ہمیں نذر ادا کرتا نہیں۔ یا قاضی کے پاس مقدمہ نذر لے جاتے کچھ حصہ نذر کا خود کھاتے باقی حکام کو کھلایا جاتا۔ فقط ھذا منہ منقولٌ اب یہ نذر خدا واسطے نہ رہی بلکہ لاٹھی کے زور سے جارج کی گئی۔ ناذر کا لحاظ بھی نہ کیا گیا اور غرباء مساکین کا حق بھی ضائع ہو گیا۔ اور نااہل کھا گیا۔ اسی وجہ سے ناذریں کی اس مصیبت کو توڑنے کے واسطے شیخ زین الدینؒ نے بحر الرائق میں منع فرمایا ہے۔ جو اُن کی عبارت سے بھی ظاہر ہو رہا ہے۔ ورنہ اگر یہ سختی نہ ہوتی تو نذر کو پُوری کرنا اور مجاوروں کو دینا منع نہ تھا اور نہ ہے۔ خدا واسطے ہو یا غیر اللہ ہو ہر صورت میں ادا کرنا تو غیروں کا ہی حق ہے۔ اور اس کا ثبوت قرآن کریم میں موجود ہے۔ جب عمران کی بیوی نے یہ نذر مانی کہ یا اللہ

پہلا بچہ میں تیرے لئے نذر کروں گی تو جب حضرت مریم علیہا السلام پیدا ہوئیں تو آپ نے حضرت زکریا علیہ السلام جو اس وقت کے امام الانبیاء تھے مریم علیہا السلام کا اُن کو کفیل بنایا اور انبیاء و اولیاء کی نذر ماننا یہ ابتدا سے چلا آرہا ہے۔ یہ نئی بدعت نہیں ہے نہ اللہ تعالےٰ نے اسے روکا نہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے بلکہ اجازت فرمائی جس کا ثبوت عنقریب آرہا ہے۔ چنانچہ ایسی نذر آئمہ کرام سے بھی ثابت ہے۔ جس کو خطیب بغدادی مصنف مشکوٰۃ شریف جو متعصبین شوافع سے شمار کئے گئے ہیں۔ فرماتے ہیں۔

تاریخ بغداد جلد اوّل صـ ۱۲۳ | وَعِنْدَ الْمُصَلّٰی الْمَوْسُوْمِ بِصَلٰوۃِ الْعِیْدِ کَانَ قَبْرٌ یُعْرَفُ بِقَبْرِ النُّذُوْرِ وَیُقَالُ اور عید گاہ کے نزدیک ایک قبر ہے جو قبر نذور سے پہچانی جاتی ہے کہا جاتا ہے کہ اِنَّ الْمَدْفُوْنَ فِیْہِ رَجُلٌ مِنْ وُلْدِ عَلِیِّ ابْنِ

اَبِیْ طَالِبٍ یَتَبَرَّکُ النَّاسُ بِزِیَارَتِہٖ اسمیں حضرت علیؓ کی اولاد سے ایک آدمی مدفون ہے۔ لوگ اس کی زیارت کرکے تبرک حاصل کرتے ہیں وَیَقْصِدُہٗ ذُوالْحَاجَۃِ مِنْھُمْ لِقَضَاءِ حَاجَتِہٖ اگلے صفحہ پر فرماتے ہیں۔

اور حاجت والے ان کے درپے ہوتے ہیں۔ اپنی حاجت کو پورا کرنے کے لئے۔

وَاِنَّمَا شُھِرَ بِقَبْرِ النُّذُوْرِ لِاَنَّہٗ مَا یَکَادُ یُنْذَرُ لَہٗ نَذْرٌ اِلَّا صَحَّ وَبَلَغَ النَّاذِرُ مَا یُرِیْدُ وَلَزِمَہٗ الْوَفَاءُ بِالْمَنْذُوْرِ اَنَا اَحَدُ مَنْ نَذَرَ لَہٗ مِرَارًا لَا اُحْصِیْھَا کَثِیْرَۃً نُذُوْرًا عَلٰی اُمُوْرٍ مُتَعَذِّرَۃٍ فَبَلَغْتُھَا وَلَزِمَنِیْ النَّذْرُ فَوَفَیْتُ بِہٖ

اور سوا اس کے نہیں قبر نذور سے مشہور ہے اس واسطے کہ ایسا کبھی نہیں ہوا کہ اس کے واسطے نذر مانی گئی ہو جو صحیح نہ ہوئی اور نذر ماننے والا اپنی مراد کو نہ پہنچا ہو۔ اس کو نذر پوری ہی کرنی پڑتی ہے۔ اور میں نے بھی اس کے واسطے کئی دفعہ بے شمار نذریں مانیں کئی مشکل کاموں پر تو میں بھی مراد کو پہنچا۔ اور مجھے نذر دینی ہی پڑی تو میں نے نذر کو پورا کیا۔

ثابت ہؤا کہ متقدمین بھی انبیاء و اولیاء کے واسطے نذریں مانتے تھے اور مقصد پورا ہونے پر ادا بھی کرتے جو بغیر اللہ نہیں ہو سکتیں۔ چنانچہ کچھ عرصہ بعض مصالح کی بنا پر ایک دو علماء نے جبر و تشدد کو دیکھتے ہوئے بند فرمایا۔ جس سے نذر کا پورا کرنا حرام نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ انہی علماء نے نذر ماننے کے غلط طریقے کو بُرا سمجھا۔ کہ اگر نا فرمیت منذور لہٗ کو بالذات متصرف فی الامور سمجھے تو کفر ہے۔ معلوم ہؤا کہ اگر اللہ کے اذن سے میت کو متصرف فی الامور سمجھے تو نذر جائز ہے اور آج کل ایسے مفتی ہیں کہ اگر کوئی شخص انبیاء و اولیاء کو باذن اللہ متصرف فی الامور سمجھے تو اُس کو بھی کافر کہہ دیتے ہیں۔ خبر نہیں انہوں نے یہ مسئلہ کہاں سے گھڑ لیا ہے۔ جو قرآن کریم کے خلاف ہے۔ حالانکہ قرآن کریم بھی تصرف کو اللہ کے بندوں کے لئے ثابت کرتا ہے۔ چنانچہ ذوالقرنین کو اللہ تعالےٰ تصرف کا عام اختیار فرماتے ہیں اِمَّآ اَنۡ تُعَذِّبَ وَاِمَّآ اَنۡ تَتَّخِذَ فِيۡهِمۡ حُسۡنًا یعنی اگر تو چاہے تو تمام کو عذاب کر دے اور اگر چاہے تو ان کو معاف کر دے کیا اس آیت میں اللہ تعالےٰ رب العزت نے ذوالقرنین کو متصرف فی الامور ما فوق الاسباب ہونے کا اختیار نہیں دیدیا۔ اور بعد از وصال کا اختیار تو اس سے متعلق اللہ تعالےٰ نے فیصلہ فرما دیا ہے۔ سَوَآءً مَّحۡيَاهُمۡ وَمَمَاتُهُمۡ یعنی اللہ کے بندوں کی حیات اور ممات یکساں ہے۔ جتنا اختیار اور تصرف کی طاقت کسی اللہ کے بندے کو حیاتی میں ہوتی ہے بعد از وصال بھی بدستور رہتی ہے بلکہ نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کو تو اللہ تعالےٰ نے وَلَلۡاٰخِرَةُ خَيۡرٌ لَّكَ مِنَ الۡاُوۡلٰى سے نوازا۔ یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا دُنیا میں وقت گزارنا اُس سے روز بروز اب تک آپ کی ترقی ہو رہی ہے۔ جیسا کہ جتنا کہ اللہ تعالےٰ نے تمام عالمین میں متصرف فی الامور ما فوق الاسباب ہونے کی طاقت فرمائی اُس سے قیامت تک اور قیامت کے بعد تک آپ کی قوت متصرفہ میں ہر روز افزوں تری ہے۔ اور اسی پر اُمت کا اجماع ہے سوائے چند وہابیہ اور دیوبندیہ کے جب زمانہ جبر و اکراہ کا گزر گیا تو فقہا نے نذر کی اجازت سابقہ اصول کے مطابق عالمگیر رح کے زمانے میں فرما دی۔ کسی چیز کو کسی تھوڑے وقت کے لئے کسی چیز سے منع کر دینا حرمت

پر دلالت نہیں کرتا۔ جیسا کہ گوشت کو کسی مریض کے لئے منع کر دیا جائے تو تندرستی کے بعد گوشت اس پر حرام نہیں ہوگا۔ ایسے ہی نذر کا دینا انبیاء و اولیاء کے واسطے اگر حرام ہوتا تو اللہ تعالےٰ حرام فرماتے یا نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس نذر کو علی الاعلان منع فرما دیتے۔ اسی بنا پر ملا جیونؒ نے جو عالمگیرؒ کے اُستاد تھے اس مسئلہ کو صاف کیا ہے۔

تفسیر احمدی صـ۲۹۔ اَنَّ الْبَقَرَۃَ الْمَنْذُوْرَۃَ لِلْاَوْلِیَاءِ کَمَا ھُوَ الرَّسْمُ فِیْ زَمَانِنَا حَلَالٌ طَیِّبٌ (یعنی جو گائے اولیاء کی نذر کی جاتی ہے۔ اولیاء اللہ کو جیسا کہ یہ ہمارے زمانے میں رسم ہے حلال پاک ہے کیا ملا جیونؒ جن کی کتابیں پڑھ کر تم فقیہ ہونے کی سند لیتے ہو ان پر فتویٰ کفر لگاؤ گے کیونکہ انہوں نے اولیاء کی منذورہ اشیاء کو حلال پاک ہونے کا فتوےٰ دیا۔ کیا اُن کے زمانہ میں فقہا نہ تھے۔ قرآن و حدیث کو سمجھنے والے موجود نہ تھے۔ جو اُن پر فتوےٰ کفر چسپاں کرتے یا آج تک کوئی ایسا عالم نہیں ہوا جس نے اُن کا رد کیا ہو۔ معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے انبیاء و اولیاء کے خلاف ٹھیکہ لیا ہوا ہے اور مسلمانوں پر کفر کا فتوےٰ دینا بہت آسان سمجھا ہے۔ وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَا تَصِفُ اَلْسِنَتُکُمُ الْکَذِبَ ھٰذَا حَلَالٌ وَّ ھٰذَا حَرَامٌ لِّتَفْتَرُوْا عَلَی اللّٰہِ الْکَذِبَ اِنَّ الَّذِیْنَ یَفْتَرُوْنَ عَلَی اللّٰہِ الْکَذِبَ لَا یُفْلِحُوْنَ

نذر کے متعلق فتویٰ خداوندی

(دہر ۲۹/۱) عَیْنًا یَّشْرَبُ بِھَا عِبَادُ اللّٰہِ یُفَجِّرُوْنَھَا تَفْجِیْرًا یُوْفُوْنَ بِالنَّذْرِ وَیَخَافُوْنَ یَوْمًا کَانَ شَرُّہٗ مُسْتَطِیْرًا۔ ترجمہ:۔ ایک چشمہ ہے جس سے پیتے ہیں اللہ کے بندے چلاتے ہیں وہ اس کو صحیح چلانا پوری کرتے ہیں وہ منت کو اور وہ ڈرتے ہیں اُس دن سے جس کی بُرائی پھیلنے والی ہے۔

اس آیت کریمہ میں یُوْفُوْنَ بِالنَّذْرِ میں عموم ہے۔ شارع کے عموم کو آپ خاص نہیں کر سکتے۔ عِبَادُ اللّٰہِ کی شان بیان فرماتے ہوئے اللہ تعالےٰ نے اُن کے فعل یُوْفُوْنَ بِالنَّذْرِ

سے اُن کو سراہا اور اجر عظیم بخشا۔ اور جو لوگ نذروں کو خنزیر کی طرح حرام کہتے ہیں نہ وہ عباد اللہ میں شامل ہوئے۔ اور نہ اُن کو آخرت میں چشموں کا پانی نصیب ہو گا۔ کیونکہ نہ انہوں نے نذر کو پُورا کیا اور نہ وہ قیامت سے ڈرے۔

(حج ۱۲/۱۷) ثُمَّ لْيَقْضُوا تَفَثَهُمْ وَلْيُوفُوا نُذُورَهُمْ وَلْيَطَّوَّفُوا بِالْبَيْتِ الْعَتِيقِ - ترجمہ:- پھر چاہیئے کہ اپنی میل کو دور کریں اور چاہیئے کہ اپنی نذروں کو پوری کریں اور چاہیئے کہ وہ پُرانے گھر کا طواف کریں۔

آیاتِ مذکورہ بالا سے نذور کا پورا کرنا ثابت ہو چکا ہے اور نُذُورَهُمْ سے اُن کی نذریں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں یعنی نذور کو اللہ تعالیٰ نے مخلوق کی طرف منسوب فرمایا۔ اگر محض اللہ ہی کے واسطے نذریں ہوتیں تو اللہ تعالیٰ وَلْيُوفُوا نُذُورَهُمْ کی بجائے وَلْيُوفُوا نُذُورَ اللهِ فرماتا نُذُورَ اللهِ تو جائز ہی تھا نُذُورِ عِبَادِ کا ترود اللہ تعالیٰ نے نُذُورَهُمْ کی اضافت سے نکال دیا جس کے آپ مخالف ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ آپ ارشادِ خداوندی کو معاندانہ نظر سے ملاحظہ فرماتے ہیں۔ اسی واسطے قرآنِ کریم کے خلاف نُذُورَهُمْ کی حرمت کا فتوے دے دیا۔

"وہابی" اگر کسی شخص نے نذر مانی کہ ماں سے زنا کرے گا۔ اگر میرا فلاں کام درست ہو جائے تو کیا یہ بھی نذر پوری کرنے کا حکم دو گے؟

"محمد عمر" ماں کے زنا کا تحفہ کبھی آپ نے کسی چندہ میں بھی جمع کرایا ہو تو بزرگ کی نذر کا بھی سوال ہو سکتا ہے۔ ورنہ مطابق حدیث پاک "جو آپ اپنی ذات کے واسطے پسند کریں دوسرے کے واسطے بھی وہی پسند ہونی چاہیئے۔" لہٰذا نذر بھی آپ اُسی چیز کی ادا کر سکتے ہیں جو بہ حیثیت مسلمان ہونے کے آپ کے واسطے حلال ہو۔ ماں کی حرمت جب بغیر نذر کے قرآن کریم میں مذکور ہے تو اُس کی نذر بھی حرام ہو گی۔ جب کسی بزرگ کی رُوح کو حلال شے کا ثواب پہنچ سکتا ہے تو اس کو للہ نذر کا ثواب ہی بخشا جا سکتا ہے اور خدا پہنچاتا ہے۔ اور نادر غربا و مساکین کو نذور تقسیم کر کے

سے پیشتر کسی سے کچھ کلام پڑھاتا ہے اور کہتا ہے کہ یہ نذر فلاں بزرگ کے لیئے مانی گئی تھی۔ اس کا ثواب اُسی کی رُوح کو بخشا جائے۔ اور اگر کلام خود پڑھتا ہے تو بعد از کلام مجید پڑھنے کے کہتا ہے کہ یا اللہ اس کلام اور طعام کا ثواب تیری رضا اور تقرب کے واسطے اور تیرے حکم وَلْيُوفُوا نُذُورَهُمْ سے خائف ہو کر میں نے فلاں نبی علیہ السلام یا ولی کی رُوح کو بخشا۔ اور یا اللہ یہ ثواب تو اس کی رُوح کو پہنچا دے۔ اس سے معلوم ہوا کہ ناذر کی نیت بوقت نذر ماننے کے بھی اللہ کی رضا مقصود ہے۔ چنانچہ اُس بزرگ منذور لہٗ کی دعا سے جب ناذر کی مشکل حل ہو جاتی ہے۔ تو خدا اُس پر راضی ہو جاتا ہے۔ کیونکہ گنہگار پر اللہ کے بندے کی نگاہِ کرم خدا کی رضا کا باعث ہوتا ہے۔ اور یہی مقصود ہے۔ جس میں آپ ہیرا پھیری کرتے ہیں۔ اور لغیر اللہ کا فتویٰ لگا کر حرام ثابت کرتے ہیں۔

نسائی شریف جلد ۲ صـ۱۴۹ عمران بن حصین قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُولُ النَّذْرُ نَذْرَانِ فَمَا كَانَ مِنْ نَذْرٍ فِي طَاعَةِ اللّٰهِ فَذَالِكَ لِلّٰهِ وَفِيهِ الْوَفَاءُ وَمَا كَانَ مِنْ نَذْرٍ فِي مَعْصِيَةِ اللّٰهِ فَذَالِكَ لِلشَّيْطَانِ وَلَا وَفَاءَ فِيهِ وَيُكَفِّرُهُ الْيَمِينَ۔ عمران بن حصینؓ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپ فرماتے تھے۔ نذر کی دو قسمیں ہیں۔ پس جو نذر اللہ کی طاعت میں ہو تو یہ اللہ کے واسطے ہے۔ اور اس میں پورا کرنا ہے۔ اور جو نذر اللہ کی نافرمانی میں ہو یہ شیطان کے واسطے ہے۔ اس میں پورا کرنا نہیں ہے۔ اور (ناذر) کفارہ ادا کرے گا

(کنز العمال جلد ۸ صـ۳۴۱)

قرآن کریم کے بعد دوسرا درجہ حدیث شریف کا ہے۔ اس حدیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نذر کو دو قسموں میں منحصر فرمایا۔ فِي طَاعَةِ اللّٰهِ وَفِي مَعْصِيَةِ اللّٰهِ پہلی قسم کو للہ ہونے کا فتوےٰ دیا اور اس نذر کو پورا کرنے کا ارشاد فرمایا۔ دوسری قسم کو للشیطان فرمایا اور اس نذر کی بجائے کفارہ قسم کا ارشاد فرمایا۔ احناف کا انبیاء عظام و اولیاء کرام کے ارواح کو نذروں کا ثواب پہنچا کر نذر پوری کرنا یہ محض للہ ہے۔ کیونکہ کسی کے حق کو نہ پورا کرنے کی سزا اللہ ہی نے قیامت کو دینی ہے

اور یہ نذر بھی انبیاء علیہ السلام کو انبیاء اللہ ہونے کی حیثیت میں اور اولیاء کرام کو اولیاء اللہ ہونے کی حیثیت میں جائز سمجھی جاتی ہے۔ کیونکہ ان کی نسبت بھی اللہ کی طرف ہے۔ اسی واسطے جیسا کہ اللہ واسطے والی چیز کو غربا اور مساکین میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ اسی طرح اولیاء اللہ اور انبیاء اللہ کے ارواح کو نذر کا ثواب پہنچا کر غربا اور مساکین میں للہ تقسیم کیا جاتا ہے۔ اب فرمایئے کہ آپ کی شریعت میں یہ نذر مطابق حدیث شریف للشیطان ہے یا للرحمان ہے اگر للرحمان ہے تو پورا کرنا جائز اور آپ کا فتوے غلط ثابت ہوا۔ اگر للشیطان ہے تو قائل اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔ کیونکہ اولیاء الرحمٰن اور انبیاء الرحمٰن کو اس نے اولیاء الشیطان اور انبیاء الشیطان کہہ دیا۔ اور یہ کفر ہے۔ اور کافر کا فتوے شرعاً مستند نہیں۔ لہٰذا نذور کو حرام کہنے والے کا فتوے ازروئے حدیث شریف مستند نہ ہوا۔

ترمذی شریف جلد اول صـ۱۸۶ | عن ابن عباس ان سعد بن عبادة استفتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ سعد بن عبادہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے فتویٰ دریافت کیا۔

مشکوٰۃ شریف صـ۲۹۷ | فِیْ نَذْرٍ کَانَ عَلٰی اُمِّہٖ تُوُفِّیَتْ قَبْلَ اَنْ تَقْضِیَہٗ
نذر کے متعلق جو اس کی ماں پر لازم تھی اس کے پورا کرنے کے پہلے فوت ہو چکی تھی

ابوداؤد جلد۲ صـ۱۱۲ | فَقَالَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم اِقْضِہٖ عَنْھَا
تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ماں کی طرف سے نذر کو پورا کر دے۔

جب اہلِ قبور کی مانی ہوئی نذر اس کی طرف سے تقسیم کی جاوے۔ تو اس کے ذمہ سے نذر پوری ہو جاتی ہے تو کیا اس کے نذرانہ کو اس کی طرف سے تقسیم کیا جاوے تو اس کا ثواب اس کو نہیں پہنچ سکتا فتدبر ولا تکن من المنکرین اب اس حدیث شریف کے رُو سے آپ کو تینوں مسئلوں سے ایک پہ ایمان ضرور لانا پڑے گا۔ اگر تینوں پہ ایمان لے آؤ پھر تو پکے ایماندار بن جاؤ۔

(۱) مطلقاً نذرِ شرعی کو میتہ کی طرف سے ادا کرنا ہے۔

(۲) آپ مختارِ کُل ہیں جو علی العموم اجازت فرما رہے ہیں۔

(۳) آپ کو علمِ غیب ہے کہ یہ میتہ کی نذر صحیح رحمانی ہی ادا کرے گا اور میتہ نے صحیح نذر ہی مانی جس کا آپ کو علمِ یقینی تھا۔ اور اسی علم کے مطابق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بلا تفریق اجازت فرمادی تینوں صورتوں میں تم اپنے فتوے کے مطابق اسلام سے خارج ہو جاتے ہو۔ کیونکہ تینوں مسائل آپ کے عقیدے کے خلاف ہیں۔ اور تمہارا تینوں مسئلوں سے انکار کرنا حدیث صحیحہ سے روگردانی کرنا ہے۔ اٰمنُوا تُفلِحُوا۔ اب طاعۃ اللہ کا متمم نذر نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے دریافت فرماتے ہیں۔

ابوداود جلد ۲ صـ ۱۱۳ مشکوٰۃ شریف صـ ۲۹۸	أَنَّ امْرَأَةً أَتَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنِّي نَذَرْتُ أَنْ أَضْرِبَ عَلَى رَأْسِكَ بِالدُّفِّ قَالَ أَوْفِي بِنَذْرِكِ قَالَتْ إِنِّي نَذَرْتُ أَنْ أَذْبَحَ بِمَكَانِ كَذَا وَكَذَا مَكَانٍ يُذْبَحُ فِيهِ أَهْلُ الْجَاهِلِيَّةِ قَالَ

لِصَنَمٍ قَالَتْ لَا قَالَ لِوَثَنٍ قَالَتْ لَا قَالَ أَوْفِي بِنَذْرِكِ

تحقیق ایک عورت (سودا) نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئی۔ تو اس نے عرض کی یا رسول اللہ میں نے نذر مانی ہے کہ میں آپ کے سامنے دف بجاؤں گی۔ آپ نے فرمایا۔ اپنی نذر کو پوری کرے عورت نے عرض کیا کہ میں نے نذر مانی ہے کہ میں فلاں فلاں جگہ قربانی کروں گی۔ اور وہ جاہلیت کا مذبح ہے۔ آپ نے فرمایا بت کے واسطے۔ عرض کیا نہیں۔ فرمایا وثن کے واسطے۔ عرض کیا نہیں۔ فرمایا اپنی نذر کو پوری کر۔

فرق صنم و وثن

المصباح المنیر جلد اول صـ ۵۲۴	ويروى عن ابن عباس وَيُقَالُ اَلصَّنَمُ الْمُتَّخَذُ مِنَ الْجَوَاهِرِ الْمَعْدَنِيَّةِ الَّتِي تَذُوبُ وَالْوَثَنُ هُوَ الْمُتَّخَذُ مِنْ حَجَرٍ أَوْ خَشَبٍ۔ ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ صنم اس کو کہتے ہیں جو جواہر

معدنیہ سے ڈھال کر بنایا جاتا ہے۔ اور وثن اس کو کہتے ہیں جو پتھر اور لکڑی سے بنایا گیا ہو۔

ف۔ حدیث مذکورہ بالا میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے پہلے نذرِ دف کی اجازت فرمائی۔ جو تین فوائد سے خالی نہیں۔

(۱) دف بجانے کا ثبوت ثابت ہوا جس کے بجانے سے آپ کو شرک کڑ دپڑتا ہے۔ اگر دف بجانا شرعاً ناجائز ہوتا تو آپ بجانے کی اجازت نہ فرماتے۔

(۲) نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مختارِ کل ہونے کا ثبوت۔

(۳) انبیاء علیہم السلام کے واسطے نذر ماننا جائز ثابت ہوا۔ کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مائی سودہ کو اپنے سامنے اپنے واسطے نذر مانی ہوئی کو پورا کرنے کا ارشاد فرمایا۔ کیونکہ خدا واسطے تو دف بجانے کی نذر مانی ہی نہ گئی تھی۔ بنی صلے اللہ علیہ وسلم کے واسطے عورت نے نذر مانی اور نبی صل اللہ علیہ وسلم نے اجازت فرمائی تو اس عورت نے نبی صل اللہ علیہ وسلم کے سامنے ہی دف بجا کر نذر کو پورا کیا۔ ایسے ہی لوگ آج کل انبیاء علیہم السلام و اولیاء کرام کے واسطے نذریں مانتے ہیں اور بلا معاوضہ اللہ اور اس کے رسول کی رضا کے واسطے اپنی منذورہ اشیاء کو تقسیم کر دیتے ہیں۔ یا ان کے مقابر کے سامنے ان کی ارواح کو ثواب پہنچا کر غرباء و مساکین کو تقسیم کر دیتے ہیں۔ جو عین سنت کے مطابق ہے

اور حدیث شریف کے دوسرے حصہ میں جو نبی صل اللہ علیہ وسلم سے مذبح جاہلیت کے متعلق عرض کیا کہ اُس میں نذر کے جانور کو ذبح کرنے کی اجازت فرمائی جائے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دو موسومین کے علاوہ جواز کا فتوےٰ فرمایا۔ اور دونوں قسموں کو بتوں کے ناموں کے باعث نذر سے روک دیا۔ جن کے واسطے نذر کا جانور ذبح کرنا حرام ہے۔ اگر کسی نبی اللہ اور ولی اللہ کے واسطے بھی ممانعت ہوتی تو آپ بتوں کے علاوہ انبیاء و اولیاء کو بھی ممتاز فرما لیتے۔ لہٰذا اپنی رائے سے قرآن و حدیث کے خلاف انبیاء و اولیاء کے ارواح کو نذر کا ثواب پہنچانے کو حرام کہنا یہ مداخلت فی الدین ہے۔ اور اس گمراہی میں تمہارا ابتلا ہونا محض اس بنا پر ہے کہ تم نے انبیاء اللہ کو غیر اللہ سمجھ لیا ہے۔ حالانکہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں:۔

(نساء ۶/۲۱) اِنَّ الَّذِیْنَ یَکْفُرُوْنَ بِاللّٰہِ وَرُسُلِہٖ وَیُرِیْدُوْنَ اَنْ یُّفَرِّقُوْا بَیْنَ اللّٰہِ وَرُسُلِہٖ وَیَقُوْلُوْنَ نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَّنَکْفُرُ بِبَعْضٍ وَّیُرِیْدُوْنَ اَنْ یَّتَّخِذُوْا بَیْنَ ذٰلِکَ سَبِیْلًا ۝ اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْکٰفِرُوْنَ حَقًّا وَاَعْتَدْنَا لِلْکٰفِرِیْنَ عَذَابًا مُّھِیْنًا وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰہِ وَرُسُلِہٖ وَلَمْ یُفَرِّقُوْا بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْھُمْ اُولٰٓئِکَ سَوْفَ یُؤْتِیْھِمْ اُجُوْرَھُمْ وَکَانَ اللّٰہُ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا

جو لوگ کفر کرتے ہیں اللہ کے ساتھ اور اس کے رسولوں کے ساتھ کہ اللہ کے اور اس کے رسول کے درمیان میں فرق رکھیں اور کہتے ہیں کہ ہم بعضوں پر ایمان لائے ہیں اور بعضوں کے منکر ہیں اور یوں چاہتے ہیں کہ بین بین ایک راہ تجویز کریں ایسے لوگ یقیناً کافر ہیں اور کافروں کے لئے ہم نے اہانت آمیز سزا تیار کر رکھی ہے۔ اور جو لوگ اللہ تعالےٰ پر ایمان رکھتے ہیں اور اس کے سب رسولوں پر بھی اور ان میں سے کسی میں فرق نہیں کرتے ان لوگوں کو اللہ تعالےٰ ضرور ثواب دیگے اور اللہ تعالےٰ بڑے مغفرت والے ہیں بڑے رحمت والے ہیں۔ (اشرف علی)

اِن آیاتِ فرقانیہ میں اللہ تعالےٰ نے اپنے اور اپنے رسولوں کے درمیان فرق ڈالنے والوں اور رسولوں کو غیر اللہ کہنے والوں کے واسطے فتویٰ کفر ارشاد فرمایا ہے کیونکہ کافر اللہ اور اُس کے رسول کے درمیان ایک غیریت کے رشتے کا قائل ہے۔ لہٰذا اللہ تعالےٰ نے ان کے واسطے سزا سخت فرمائی اور تفریق نہ کرنے والوں کو ایماندار ہونے سے سراہا اور اُن سے اجر اور بخشش کا وعدہ فرمایا۔ دوسری جگہ اللہ تعالےٰ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کرنے والوں کو اپنی بیعت فرمایا ہے۔ اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰہَ بے شک جن لوگوں نے آپ کی بیعت کی یارسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تو انہوں نے اللہ سے بیعت کی۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کو اللہ تعالےٰ نے اپنی اطاعت فرمائی ہے مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہَ

ایسے ہی اللہ تعالےٰ نے اولیاء اللہ کے مخالف کو اعلانِ جنگ فرمایا اور اُس کے سمع بصارت

کو بھی اپنی طرف منسوب فرمایا۔

بخاری شریف
جلد ۲ ص ۹۶۳

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ قَالَ مَنْ عَادٰی لِیْ وَلِیًّا فَقَدْ اٰذَنْتُهٗ بِالْحَرْبِ وَمَا تَقَرَّبَ اِلَیَّ عَبْدِیْ بِشَیْءٍ اَحَبَّ اِلَیَّ مِمَّا افْتَرَضْتُ عَلَیْهِ وَلَا یَزَالُ عَبْدِیْ یَتَقَرَّبُ اِلَیَّ بِالنَّوَافِلِ حَتّٰی اُحِبَّهٗ فَکُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِیْ یَسْمَعُ بِهٖ وَبَصَرَهُ الَّذِیْ یُبْصِرُ بِهٖ وَیَدَهُ الَّتِیْ یَبْطِشُ بِهَا وَرِجْلَهُ الَّتِیْ یَمْشِیْ بِهَا وَاِنْ سَاَلَنِیْ لَاُعْطِیَنَّهٗ۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ جس شخص نے میرے ولی سے دشمنی کی میں اُس کو اعلان جنگ کرتا ہوں اور میرا بندہ محبوب کسی مفروضہ چیز کے ساتھ میرے قریب نہیں ہوتا۔ اور ہمیشہ میرا بندہ میرے قریب ہوتا ہے۔ نوافل کے ذریعہ یہاں تک کہ میں اسکو اپنا محبوب بنا لیتا ہوں تو اس کے کان میں ہوتا ہوں جس سے وہ بندہ سنتا ہے۔ اور اس کی آنکھ میں ہوتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اور اس کا ہاتھ میں ہوتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے۔ اور اس کا پاؤں میں ہوتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے۔ اور اگر وہ مجھ سے کچھ مانگے تو اسکو ضرور عطا کرتا ہوں۔

اب فرمایئے نبی اللہ اور ولی اللہ کیا غیر اللہ ہیں۔ معلوم ہوا کہ جو شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھتا ہے وہ بھی اللہ کی عبادت میں شامل اور جو شخص ذکر اولیاء اللہ کرے مثلاً وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰهِ الصّٰلِحِیْنَ وغیرہ کہے تو یہ بھی طاعت اللہ اور عبادت الٰہی میں شامل ہوگا۔ کیونکہ اُس کے بندے کا ذکر بحکمہ اُس کا ذکر ہے۔ اور اُس کے بندوں کی نذر اللہ ہوگی کیونکہ نہ وہ من دون اللہ ہیں اور نہ اُن کی نذر من دون اللہ۔

کنز العمال
جلد ۶ ص ۱۱۹

ذِکْرُ الْاَنْبِیَاءِ مِنَ الْعِبَادَةِ وَذِکْرُ الصَّالِحِیْنَ کَفَّارَةٌ انبیاء علیہم السلام ذکر عبادت سے ہے اور ذکر صالحین کفارہ گناہ ہے۔

وہابی "تم لوگ جو من دون اللہ کو پکارتے ہو اور ان کی نذریں مانتے ہو یعنی نبیوں ولیوں کی تو ایسے لوگوں کو اللہ نے خوب رگڑا ہے سنیئے۔

وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ يَّدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَنْ لَّا يَسْتَجِيْبُ لَهٗ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَهُمْ عَنْ دُعَآئِهِمْ غٰفِلُوْنَ وَاِذَا حُشِرَ النَّاسُ كَانُوْا لَهُمْ اَعْدَآءً وَّكَانُوْا بِعِبَادَتِهِمْ كٰفِرِيْنَ ○

اور اس شخص سے کون زیادہ گمراہ ہے جو ایسے شخص کو پکارتا ہے جو قیامت تک اس کو جواب نہ دیگا اور وہ ان کے پکارنے سے بے خبر ہیں۔ یہ آیت ثابت کر رہی ہے کہ جن نبیوں اور ولیوں جمل اور فرشتوں اور بتوں کو تم پکارتے ہو وہ تمہاری پکار سے بے خبر ہیں اور وہ قیامت تک تمہارا جواب نہ دیگے قرآن نے تمہارے اس پکار وغیرہ کو اور ان کو حاجت روا سمجھ کر نذریں دینا یہ تمہاری گمراہی اور شرک کا مظہر ہے چنانچہ تمہاری اس پکار وغیرہ کا قیامت کے دن انکار بھی کرینگے۔ یہ کیتنی واضح دلیل ہے۔ جو تمہارے اس فعل کی مذمت کر رہی ہے۔

محمد عمر "بھائی تم نے قرآن کریم کی اس آیت کا غلط ترجمہ کر کے آیت پاک کو خوب بدلنے کی کوشش کی اللہ کریم تمہیں قرآن مجید کو صحیح سمجھنے کی توفیق عنایت فرماوے زیادہ تحقیق کی طرف اگر نہ بھی جاتے تو کم از کم تمہارے مولوی اشرف علی صاحب نے جو ترجمہ کیا ہے وہی ملاحظہ فرما لیتے تو شاید تمہارا اسکراس غلطی کے گڑھے میں نہ گرتا اور جو آیت کریمہ خداوند کریم نے بتوں کے لئے نازل فرمائی وہ تم مسلمانوں اور اولیاء اللہ اور انبیاء اللہ پر چسپاں نہ کرتے ملاحظہ ہو مولوی اشرف علی صاحب رقمطراز ہیں (اور اس شخص سے زیادہ گمراہ کون ہو گا جو خدا کو چھوڑ کر ایسے معبود کو پکارے جو قیامت تک اس کا کہنا نہ کرے۔)

کیوں جناب اب فرمایئے مولوی اشرف علی صاحب نے تو مَن سے منشاء الٰہی کے مطابق کفار کے بت اور ان کے معبود مراد لئے ہیں اور تم نے کیا مراد لیا اور ہم انبیاء کرام اور اولیاء عظام کو اپنا معبود نہیں سمجھتے اور نہ یہ ہمارا عقیدہ ہے کہ وہ معبود ہو سکتے ہیں۔ تو یہ شان وہابیت ہی ہے کہ اولیاء اللہ

اور انبیاء اللہ کو بتوں کے ساتھ مساوات کا حکم جاری کر کے ان پر بتوں کے رد کی آیت چسپاں کرتے ہیں۔ اور اگر تم مَنْ کو عام سمجھو اور اس میں انبیاء کرام اور اولیاء اللہ کو شامل کر لو تو اس کی صفت لَا یَسْتَجِیْبُ لَهٗ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَةِ ان کے لیے صحیح درست نہ ہوگی۔

(۱) کیونکہ دن میں کئی دفعہ نماز میں وَالصَّلَوٰتُ وَالطَّیِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ کہہ کر تم بھی صلوٰۃ و سلام کے تحفے دربار رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں اب بھی پیش کر رہے ہو اگر آپ سنتے نہیں اور جواب نہیں دیتے تو جیسا کہ تم پس و پیش تمام مواقعات خیر پر صلوٰۃ و سلام کو بُرا منلتے ہو نماز میں بھی ترک کر دو۔ تاکہ تمہارے عقیدہ کا تناقض رفع ہو جائے۔

(۲) اور اہل قبور کو تم بھی السلام علیکم جا کر کہتے ہو اگر وہ مَنْ لَّا یَسْتَجِیْبُ لَهٗ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَةِ ہیں تو تم بھی اس اپنے مقرر کردہ قانون کی زد میں گمراہ تو ہو کیونکہ تم بھی اہل قبور کے پکارنے میں شمولیت رکھتے ہو۔

(۳) اگر منشاء الٰہی بھی اس آیت کریمہ سے یہی تھا جو تم نے بیان کیا ہے تو رب العزۃ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اہل قبور گزشتہ انبیاء علیہم السلام کے پکارنے کا اور ان سے جواب طلب کرنے کا ارشاد کیوں فرمایا۔

زخرف ۲۵ وَاسْئَلْ مَنْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رُّسُلِنَا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ دریافت فرمائیے جن رسولوں کو ہم نے آپ سے پہلے بھیجا ہے کیا تمہارے اس پیش کردہ قانون کے مطابق خداوند رب العزۃ نے من دون اللہ کو پکارنے کا حکم فرما کر شرک کا سبق دیا ہے اور ایسے لوگوں کو پکارنے کا ارشاد فرما دیا جو قیامت تک بھی جواب نہیں دے سکتے بلکہ قیامت کو اس پکار کا انکار بھی کرینگے قرآن کریم ہے اس کو کچھ سمجھ کر بیان کیا کرو مخالف پر فتویٰ شرک جڑنے کے لئے آیت تو تم نے پڑھ دی لیکن اس کا مطلب ایسا ظاہر کیا جو خداوند کریم پر بھی خود عائد ہو جاوے کچھ شرم کا مقام ہے۔ تو ثابت ہوا کہ من دون اللہ سے مراد بت ہیں جو خداوند کے گھڑے ہوئے نہیں ہیں۔

بلکہ صنعت کفار ہے اور وہی ان کو معبود سمجھتے ہیں اور وہی قیامت تک بھی اگر ان کو کفار پکارتے رہیں اور ان کی عبادت کرتے رہیں تو وہ بت ان کی عبادت سے بے خبر ہیں اور انہی بتوں کو رب العزۃ قیامت کے دن قوۃ گویائی عنایت فرمادے گا تو وہ چونکہ جمادات غیر معقولہ ہیں تو وہ ان کفار کی عبادۃ سے اپنی بے خبری کا اظہار فرمادیں گے اور اگر اسی حکم ہیں انبیاء اللہ اور اولیاء اللہ کو شامل کیا جاوے تو معاذ اللہ قرآن کریم نے جو ان کی سفارشات اُخروی کا ذکر خیر فرمایا ہے غلط ثابت ہوگا اور نہ کہیں رب العزۃ نے اولیاء اللہ اور انبیاء اللہ کا قیامت کے دن اپنے متبعین سے بیزاری کا اظہار فرمایا ہے بلکہ ہمارے لئے ان کی اخروی امداد کو بیان فرمایا ہے سنیئے

زخرف ۲۵/۶ ｝ اَلْاَخِلَّاءُ یَوْمَئِذٍ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ اِلَّا الْمُتَّقِیْنَ قیامت کے دن تمام دوست ایک دوسرے کے دشمن ہوں گے سوائے متقین کے، لفظ متقین میں انبیاء کرام اور اولیاء اللہ دونو شامل ہیں۔

اس آیت کریمہ سے ثابت ہوا کہ قیامت کے دن انبیاء اللہ علیہم السلام اور اولیاء اللہ اپنے متبعین سے بے خبری اور بیزاری کا اظہار نہ فرمادینگے بلکہ ان کی دوستی ان کے متبعین کے لئے کارگر ہوگی تو یقیناً یہ بات ثابت ہوگئی کہ تمہاری پیش کردہ ایت سے من دون اللہ بت ہی مراد ہیں اور وہی بُت ان کی عبادت کے منکر ہوں گے اور وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ فرمان الٰہی سے دونو عابد اور معبود جہنم کا ایندھن ہونگے اور انبیاء علیہم السلام اور اولیاء اللہ اور ان کے متبعین فریقین ہی یعنی مطاعون و مطیعون اُولٰئِكَ عَنْهَا مُبْعَدُوْنَ فرمان الٰہی سے جہنم کی آگ سے دُور ہوں گے۔

"وہابی" لفظ "مَنْ" ذوی العقول کے لئے استعمال ہوتا ہے اور بت غیر ذوی العقول ہیں۔ لہٰذا "مَنْ" سے مراد تمہارے مقتدا ہی ہو سکتے ہیں نہ کہ بت۔

"محمد عمر" تمہارے اس سوال کا جواب علامہ نسفی رحمۃ اللہ علیہ نے دیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے لفظ مَنْ جو ذوی العقول پر مستعمل ہے بتوں پر استعمال فرمایا ہے تو یہ اس واسطے مستعمل ہے کہ چونکہ کفار ان کو سمیع و بصیر سمجھتے ہیں تو ان کے عقیدے کے مطابق ان کی بات کو نقل فرما کر مَنْ استعمال فرمایا ہے۔

تفسیر نسفی ۲/۲۱۸ سورہ نحل افمن یخلق { وَجِيئَ بِمَنْ الَّذِي هُوَ لِاَهْلِ الْعِلْمِ بِزَعْمِهِمْ اور مَنْ جو ذو علم کے واسطے مستعمل ہوتا ہے یہاں بتوں پر لایا گیا یہ کفار کے گمان کے مطابق ہے

اب ذرا تفاسیر اہل سنت وجماعت بھی ملاحظہ ہوں کہ انہوں نے اس آیۃ کا مطلب کیا سمجھا ہے۔

(۱) **تفسیر نسفی ۴/۱۰۶** { (وَكَانُوْا) اَيْ الْاَصْنَامُ یعنی بت وَمَعْنَى الْاِسْتِفْهَامِ فِي مَنْ اَضَلُّ اِنْكَارُ اَنْ يَكُوْنَ فِي الضَّلَالِ كُلِّهِمْ اَبْلَغُ ضَلَالًا مِنْ عَبَدَةِ الْاَوْثَانِ اور فرمان الٰہی مَنْ اَضَلُّ میں استفہام انکاری ہے یہ وہ تمام گمراہی ہیں ہیں ان کی گمراہی بتوں کی عبادت کی وجہ سے بہت واضح ہے۔ انہیں گمراہی کے انکار کی گنجائش نہیں۔

ثابت ہوا کہ مفسرین احناف کے نزدیک بھی اس ایت کریمہ میں من دون اللہ سے بت مراد ہیں۔ نہ جیسا کہ تم نے انبیاء اللہ اور اولیاء اللہ پر اس ایت کو چسپاں کیا ہے کیونکہ تمہارے مطلب کی بنا پر ایت کے معانی ہی تبدیل ہو جاتے ہیں اور وہ بت ہی اس آیت کا مصداق بن سکتے ہیں اور ملاحظہ ہو۔

(۲) **تفسیر جامع البیان ۴۲۵** { (وَهُمْ عَنْ دُعَائِهِمْ غٰفِلُوْنَ) لِاَنَّهُمْ جَمَادَاتٌ صُمٌّ لَا تُبْصِرُ وَلَا تَعْقِلُ اس واسطے کہ وہ جمادات

ہیں نہ دیکھ سکتے ہیں اور نہ سمجھتے ہیں۔

(۳) تفسیر جلالین ۳۱۴ } (مَاتَدعون) تَعْبُدُوْنَ (مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ) ای الْاَصْنَامُ
(مَنْ لَّا یَسْتَجِیْبُ لَہٗ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ) وَھُمُ الْاَصْنَامُ

(۴) تفسیر بیضاوی ۱۴۰:- (وَھُمْ عَنْ دُعَآئِھِمْ غٰفِلُوْنَ) لِاَنَّھُمْ جَمَادَاتٌ

(۵) تفسیر خازن ۶/۱۳۰ } (قُلْ اَرَئَیْتُمْ مَّا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ) اَیِ الْاَصْنَامَ
(وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ یَّدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ) یَعْنِی الْاَصْنَامَ

(۶) تفسیر کبیر ۷/۴۹۶ } (وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ یَّدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ الخ) اِعْلَمْ اَنَّہٗ تَعَالٰی
بَیَّنَ فِیْمَا سَبَقَ اَنَّ الْقَوْلَ بِعِبَادَۃِ الْاَصْنَامِ قَوْلٌ
بَاطِلٌ۔

"وہابی" مولوی صاحب دوسری جگہ بھی تو اسی مضمون کی آیت ہے سنیئے اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں۔

وَالَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِہٖ مَا یَمْلِکُوْنَ مِنْ قِطْمِیْرٍ وَاِنْ تَدْعُوْھُمْ لَا یَسْمَعُوْا دُعَآءَکُمْ وَلَوْ سَمِعُوْا مَا اسْتَجَابُوْا لَکُمْ اور وہ لوگ جن کو اللہ کے سوا پکارتے ہو وہ کھجور کے چھلکے کے بھی مالک نہیں ہیں اگر تم ان کو بلاؤ تو وہ تمہاری دعا کو سنتے ہی نہیں اور اگر وہ سن بھی لیں تو قبول نہیں کرتے۔ اس ایتہ سے معلوم ہوا کہ جن نبیوں ولیوں کو تم پکارتے ہو وہ کسی چیز کے مالک نہیں اور نہ وہ تمہاری بات سنتے ہیں اگر سنتے بھی ہیں تو قبول نہیں کرتے پھر تمہیں ایسے لوگوں کو پکارنے کا فائدہ کیا تو سوائے شرک کے اور کچھ نہ ہوگا۔

"محمد عمر" ذرا بنظر انصاف کلام باری تعالےٰ کو ملاحظہ فرمایئے رب العزۃ فرماتے ہیں کہ جس کو تم پکارتے ہو وہ تو ایک گٹھلی کے چھلکے کے بھی مالک نہیں اب غور طلب امر یہ ہے کہ واقعی انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام بھی قطمیر کے مالک نہیں یا رب العزۃ نے ان کے ماتحت بھی کچھ کیا ہے۔ اللہ رب العزۃ نے تو اس ایت کریمہ ؏ کفار کو خطاب کرکے بتوں کی تذلیل

فرمائی ہے کہ وہ بت ایسے من دون اللہ ہیں کہ ان کی ملکیت میں تو کھجور کا چھلکا بھی نہیں۔

تو اے وہابیو اگر تم اس کے مصداق انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام کو بناؤ گے تو ملائکہ بھی توانہی میں شامل ہونگے حالانکہ اللہ رب العزۃ نے ملک الموت کو تمام ذی روح کی جانیں ان کے قبضہ میں دی ہیں اور اسرافیل علیہ السلام کے قبضہ میں ہر شئے ذی روح ہو یا غیر رکھی ہے جب وہ قرنا پھونکیں گے تو ہر شئی کو ھَبَآءً منثورًا کر دینگے پھر ارشاد الٰہی فَالْمُدَبِّرٰتِ اَمْرًا کئی ملائکہ ایسے ہیں جن کے قبضہ میں امورات کی تدبیر رکھی ہے وہ دنیا کا نظام خداوندی کی عطا کردہ تدبیر سے چلا رہے ہیں کئی ایسے ہیں جن کے متعلق ارشاد الٰہی ہے فَالْمُقَسِّمٰتِ اَمْرًا وہ ہر کام کو تقسیم کر کے چلا رہے ہیں اب فرمایئے تمہارے نزدیک وہ بھی من دون اللہ ہیں حالانکہ ان پر مَا يَمْلِكُوْنَ مِنْ قِطْمِيْرٍ صادق نہیں آتا ایسے ہی رب العزۃ نے تمام مومنین جس کے اول مصداق انبیاء علیہم السلام ہیں۔ پھر اولیاء اللہ بعد میں حقیقی امتی ہیں ان کے حق میں ارشاد فرمایا ہے کہ

وَسَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا مِّنْهُ اور اللہ تعالے نے تمہارے تابع کئے ہیں جو چیز آسمانوں میں سے اور جو چیز زمین میں ہے سب کی سب۔ { جاثیہ ۲۵/۲

اللہ رب العزۃ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر شئی زمین آسمان کی تابع فرمادی تو معاذ اللہ آپ کو بڑا معبود سمجھنا چاہیئے تمہارا یہ کیسا برا استنباط ہے باوجودیکہ حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے تابع اللہ تعالے نے ہر شئی بنادی لیکن پھر بھی آپ معبود اور الٰہ نہیں بن سکتے تو ثابت ہوا کہ اللہ تعالے نے مَا يَمْلِكُوْنَ فرما کر بتوں کی تذلیل کی ہے دنیا میں وہی ایسے ہیں جو ایک چھلکے کے بھی مالک نہیں اور اگر تم اپنی ہٹ دھرمی پر ہی قائم رہو تو بڑے بڑے بادشاہ برطانیہ اور امریکہ اور روس جو اتنی ملکیت اورقوۃ رکھتے ہیں پھر نہیں تو اس استدلال کے مطابق اپنا معبود سمجھنا چاہیئے اور پھر کہدینا کہ فرمان خداوندی کے ماتحت وہابیوں کے خدا یہی ہیں کیونکہ الٰہ ہونے کی علامت ان میں ملکیت موجود کیونکہ جھوٹے معبود قطمیر کے بھی مالک نہیں بلکہ نہیں تو فرعون نمرود شداد وغیرہم کو بھی معبود اور الٰہ

ماننا پڑیگا۔ تو رب العزۃ نے پھر ان کو تباہ کیوں کیا اور قارون جو اب بھی زمین میں دھسا ہوا ہے اور اس کا خزانہ بھی اس کے ساتھ ہی ہے تو تمہیں اپنے مجوزہ اصول کی بنا پر اللہ ماننا چاہیئے جس کی ملکیت رب العزۃ نے بھی بیان فرمائی ہے۔

قصص ۲۰/۸ { وَاٰتَيْنٰهُ مِنَ الْكُنُوْزِ مَآ اِنَّ مَفَاتِحَهٗ لَتَنُوْٓءُ بِالْعُصْبَةِ اُولِي الْقُوَّةِ
اور دیا تھا اس کو ہم نے خزانوں سے اس قدر کہ اس کی کنجیاں البتہ بھاری ہوتی تھیں ایک جماعت قوۃ والی کو۔

حالانکہ یہ اتنی ملکیت رکھتا ہے پھر بھی اس کے کفر کی وجہ سے اس کی ملکیت کو کالعدم سمجھتے ہوئے اللہ تعالےٰ نے اسے غرق کر دیا۔ اور میرے خیال میں اسی واسطے تم نے کبھی ان کو برا بھلا بھی نہیں اور نہ کہا ثابت ہوتا ہے کہ تم ان کو اپنا الٰہ سمجھتے ہو اسی واسطے انبیاء اللہ اور اولیاء اللہ کی توہین کرتے ہو اور انہیں مَا یَمْلِکُوْنَ مِنْ قِطْمِیْرٍ کا مصداق بنا کر بتوں کے ساتھ شامل کرتے ہو کچھ تو خدا کا خوف کرو اور کلام الٰہی کو بگاڑو مت۔

دوستو یہاں من دون اللہ سے مراد بت ہیں جنکی صفت رب العزۃ نے مَا یَمْلِکُوْنَ مِنْ قِطْمِیْرٍ فرمائی ہے اور انہی کی تذلیل اور ان کی الوہیت کو باطل ثابت کرنا مقصود الٰہی ہے جس کو تم ہیرا پھیری کر رہے ہو فافہم

"وہابی" { بھائی ہم تو اہل قبور کی بات کرتے ہیں۔ خواہ وہ نبی ہوں یا ولی وہ قطمیر کے مالک نہیں۔

"محمد عمر" { اچھا تم زندہ انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام کو معبود تسلیم کر چکے ہو کیونکہ وہ قطمیر کے مالک ہیں پھر اہل قبور کے منکر ہو گئے ہو کیسی بھولی باتیں گھڑتے ہو یہاں کہیں حیات وممات کی تخصیص آئی ہے رب العزۃ نے تو وَالَّذِيْنَ کا صلہ عام رکھا ہے اس میں ممات کا مخصص کون ہے۔ اور انبیاء علیہم السلام اور اولیاء اللہ کو مردہ کہنے والا خود مردہ ہے وہ زندہ ہیں جیسا کہ آگے انشاء اللہ مذکور ہے آیئے اگر اہل قبور کو ہی زیر بحث لانا ہے تو ان کی ملکیت بھی

ثابت کر دی جاتی ہے سنیئے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں لَهُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا مومنین انبیاء علیہم السلام ہوں یا اولیاء اللہ ان کے لئے باغات ہیں جن کے نیچے ہمیشہ نہریں جاری رہینگی۔ تو اللہ رب العزۃ نے جنتیوں کو ہمیشہ کے لئے جنت کا مالک بنا دیا جس کی وسعت ملاحظہ ہو۔

ال عمران ۴/۱۴ { وَسَارِعُوْا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِيْنَ اور جلدی کرو بخشش کی طرف جو تمہارے رب کی طرف سے ہے اور جنّت کی طرف جس کی فراخی تمام آسمان اور زمین ہیں جو متقیوں کے واسطے تیار کی گئی ہے۔

اہل اللہ کی ملکیت اخروی بھی اتنی ہی رب العزۃ نے بنا دی جتنی کہ دُنیا میں تابع فرمائی تھی جو آیتہ سابقہ سے واضح ہو چکی تو ثابت ہوا کہ یہاں اہل اللہ مراد نہیں ہیں جو تم نے سمجھا ہے وہ غلط ہے بلکہ بت مراد ہیں جن کی نہ دنیا میں ملکیت نہ عقبیٰ میں بلکہ جہنم کا ایندھن ہونگے۔

اب حنفی تفسیر ملاحظہ ہو۔

(۱) تفسیر نسفی ۳/۲۵۸ { (وَالَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ) یعنی اَلْاَصْنَامَ الَّتِيْ تَعْبُدُوْنَهَا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ۔ یعنی بت جن کی وہ کفار عبادت کرتے ہیں اللہ کے سوا۔

(اِنْ تَدْعُوْهُمْ) ای الْاَصْنَامَ یعنی بتوں کو

اب تو مفسرین احناف بھی تمہارے برخلاف چلے اب تو ایمان لے آؤ کیا تمام مفسرین نے ایات کے معنی غلط سمجھے ہیں اور تم آج ساڑھے تیرہ سو سال کے بعد قرآن کریم کو صحیح سمجھ بیٹھے ہو تفکر و تدبر

اب باقی اہل سنت و جماعت کی تفاسیر کے حوالہ جات ملاحظہ ہوں۔

(۲) تفسیر موضح القرآن ۴۵۶ { (اِنْ تَدْعُوْهُمْ) یعنی دعا مانگو بتوں سے

(۳) تفسیر جلالین ۴/۲۷:۔ (وَالَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ) تَعْبُدُوْنَ (مِنْ دُوْنِهٖ) اے غیرہ

وَهُمُ الْاَصْنَامُ

(۴) تفسیر بیضاوی ۳/۱۱۴ } (لَا يَسْمَعُوْا دُعَاءَكُمْ) لِاَنَّهُمْ جَمَادٌ

(۵) تفسیر جامع البیان ۳۷۰ } (لا يَسْمَعُوْا دُعَاءَ كُمْ) لِاَنَّهُمْ جَمَادٌ

(۶) تفسیر خازن ۵/۲۴۶ } (وَالَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ) يعنى الاصنام ـ (اِنْ تَدْعُوْهُمْ) يَعْنِي الْاَصْنَامَ ـ

(۷) تفسیر معالم التنزیل ۵/۲۴۶ } (وَالَّذِيْنَ تدعُوْن من دُوْنِهٖ) يعنى الْاَصْنَامَ (اِنْ تَدْعُوْهُمْ) يَعْنِى اِنْ تَدْعُوْا الْاَصْنَامَ ـ

(۸) تفسیر ابن کثیر ۳/۵۵۱ } (وَالَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ) اے مِنَ الْاَصْنَامِ وَالْاَنْدَادِ الَّتِيْ هِيَ عَلٰى صُوْرَةِ مَنْ تَزْعُمُوْنَ مِنَ الْمَلَائِكَةِ الْمُقَرَّبِيْنَ

(اِنْ تَدْعُوْهُمْ) لِاَنَّهَا جَمَادٌ لَا اَرْوَاحَ فِيْهَا

(۹) تفسیر کشاف ۳/۲۷۲ } (وَالَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ الخ) اِنْ تَدْعُوا الْاَوْثَانَ

(۱۰) تفسیر ابن جریر ۲۲/۷۳ } حدثنا بشر قال حدثنا یزید قال حدثنا سعید عن قتادۃ: وقولہ (يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكْفُرُوْنَ بِشِرْكِكُمْ) بِقَوْلِهٖ تَعَالٰى ذِكْرُهٗ لِلْمُشْرِكِيْنَ مِنْ عَبَدَةِ الْاَوْثَانِ

تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ

"وہابی" وَالَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ لَا یَخْلُقُوْنَ شَیْئًا وَّ ھُمْ یُخْلَقُوْنَ اَمْوَاتٌ غَیْرُ اَحْیَآءٍ وَّمَا یَشْعُرُوْنَ اَیَّانَ یُبْعَثُوْنَ

اور جو لوگ اللہ کے سوا پکارتے ہیں وہ پیدا نہیں کر سکتے حالانکہ وہ پیدا کیے گئے ہیں مردے ہیں۔ زندہ نہیں ہیں اور نہیں سمجھتے وہ کہ کب اُٹھائے جاوینگے۔

کیا اس ایۃ میں مردوں کے پکارنے سے اللہ نے منع نہیں فرمایا وہ اس قابل ہی نہیں کہ ان کو پکارا جاوے کیونکہ وہ خود مخلوق ہیں اور مردہ ہیں تو مردہ کو پکارنا کب جائز ہوا تو خدا سے ڈرو مردوں کو پکار پکار کر شرک نہ کرو۔

"محمد عمر" فقیر نے پہلے بھی عرض کیا تھا کہ مفسرین اہل سنت وجماعت کے تراجم کو تو تم نے کیا ہی دیکھنا ہے کم از کم اپنے کسی مولوی کا ترجمہ ہی ملاحظہ فرمالیا کریں دیکھیے مولوی اشرف علی صاحب لکھتے ہیں۔

وَالَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ اور جن کی یہ لوگ خدا کو چھوڑ کر عبادت کرتے ہیں۔

لَا یَخْلُقُوْنَ شَیْئًا وَّ ھُمْ یُخْلَقُوْنَ وہ کسی چیز کو پیدا نہیں کر سکتے اور وہ خود ہی مخلوق ہیں۔

اَمْوَاتٌ غَیْرُ اَحْیَآءٍ وَّمَا یَشْعُرُوْنَ اَیَّانَ یُبْعَثُوْنَ بے جان ہیں زندہ نہیں اور ان کو خبر نہیں کہ مردے کب اٹھائے جائینگے۔

اِلٰـھُکُمْ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ معبود تمہارا معبود اکیلا ہے۔ ثابت ہوا کہ جو لوگ اللہ کے سوا کسی اور کی عبادت کرتے ہیں اور کسی اور کو اپنا معبود سمجھتے ہیں اس ایتہ کے ماتحت وہی مراد ہیں۔

آیئے ذرا ملاحظہ ہو کہ متقدمین مفسرین کا اس ایتہ کریمہ کے متعلق کیا خیال ہے۔

(۱) **تفسیر نسفی** ۲/۲۱۸ (وَالَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ) وَالْاٰلِھَۃُ الَّذِیْنَ یَدْعُوْھُمُ الْکُفَّارُ اور معبود جن کو کفار پکارتے ہیں۔

(۲) **تفسیر خازن** ۴/۳ (وَالَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ) یعنی الاصنام التی تدعونھا الھۃ من دون اللہ اور وہ لوگ جن کو پکارتے

لَا یَخْلُقُوْنَ شَیْئًا وَّ ھُمْ یُخْلَقُوْنَ

ہو سوائے اللہ یعنی بتوں کو جن کو تم معبود پکارتے ہو اللہ کے سوائے

(۳) تفسیر معالم التنزیل ۴/۲۷ { (وَالَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ) يعنى الاصنام (لَا يَخْلُقُوْنَ شَيْئًا وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ اَمْوَاتٌ) اى الاصنام (غَيْرُ اَحْيَاءٍ وَمَا يَشْعُرُوْنَ) يعنى الاصنام (اَيَّانَ) متى (يُبْعَثُوْنَ) والقرآن يدل ان الاصنام تبعث وتجعل فيها الحيوة

اور وہ لوگ جو پکارتے ہیں سوائے اللہ کے (یعنی بتوں کو) نہیں پیدا کر سکتے وہ کچھ حالانکہ وہ خود گھڑے ہوئے ہیں مردہ ہیں (یعنی بت زندہ نہیں اور نہیں سمجھتے وہ) یعنی بت (کب) (اٹھائے جائینگے وہ) اور قرآن دلالت کرتا ہے کہ بت اٹھائے جائینگے اور ان کو زندگی دی جاویگی۔

(۴) تفسیر ابن کثیر ۲/۵۶۵ { وانه لا ينبغى العبادة الا له دون ما سواه من الاوثان التى لا تخلق شيئا بل هم يخلقون اور بے شک وہ اللہ تعالیٰ سوائے اپنی ذات کے کسی معبود بت کی عبادۃ نہیں چاہتا جو کچھ پیدا نہیں کر سکتے بلکہ وہ خود گھڑے گئے ہیں۔

(۵) تفسیر ابن جریر ۱۴/۵۹ { حدثنا بشر حدثنا يزيد قال حدثنا سعيد عن قتادة قوله اَمْوَاتٌ غَيْرُ اَحْيَاءٍ وَمَا يَشْعُرُوْنَ اَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ وهى هذه الاوثان التى تعبد من دون الله اموات لا ارواح فيها

حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے فرمان اَمْوَاتٌ غَيْرُ اَحْيَاءٍ وَمَا يَشْعُرُوْنَ اَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ کا مطلب کیا ہے اور وہ اموات یہی بت ہیں جن کی سوائے اللہ کے عبادت کی جاتی ہے مردہ ہیں ان میں روح نہیں ہے

(۶) تفسیر کبیر ۵/۴۴۲ { فهذه الاصنام جمادات محضة وليس لها فهم ولا قدرة ولا اختيار المراد بقوله من لا يخلق الاصنام لانها جمادات۔

پھر یہ بت جمادات محضہ ہیں اور ان کو سمجھ نہیں اور قدرۃ اور اختیار نہیں اللہ کے فرمان مَنْ لَا یَخْلُقُ سے مراد بُت ہیں اور بے شک وہ جمادات ہیں۔

(۷) تفسیر جلالین ۱۶۵ (وَالَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ) یَعْبُدُوْنَ (مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ) وَھُوَ الْاَصْنَامُ (لَا یَخْلُقُوْنَ شَیْئًا وَّ ھُمْ یُخْلَقُوْنَ) یُصَوَّرُوْنَ مِنَ الْحِجَارَۃِ وَغَیْرِھَا = (وَمَا یَشْعُرُوْنَ) اَیِ الْاَصْنَامُ

اور وہ لوگ جو عبادۃ کرتے ہیں بتوں کی وہ پیدا نہیں کرسکتے کچھ حالانکہ وہ پیدا کئے گئے ہیں پتھر وغیرہ سے تصویر بنائے گئے ہیں = اور بت نہیں سمجھتے۔

(۸) تفسیر موضح القرآن ۲۷۱ مصنفہ شاہ عبدالقادر صاحب (وَالَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ لَا یَخْلُقُوْنَ شَیْئًا وَّھُمْ یُخْلَقُوْنَ) اور جن کو پوجتے ہیں۔ مکے کے لوگ سوائے خدا تعالیٰ کے کوئی چیز پیدا نہیں کی اور نہیں پیدا کرسکتے کیونکر پیدا کریں جب وہ آپ پیدا کئے ہوئے ہیں یعنی بنائے ہوئے ہیں یہ بُت۔

(۹) تفسیر کشاف ۳۲۵ (وَالَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ) وَالْاٰلِھَۃُ الَّذِیْنَ یَدْعُوْھُمُ الْکُفَّارُ (اَمْوَاتٌ) جَمَادَاتٌ لَا حَیَاۃَ فِیْھَا۔

(۱۰) تفسیر جامع البیان ۲۲۶ (وَالَّذِیْنَ) اَیْ وَالْاٰلِھَۃُ الَّذِیْنَ (یَدْعُوْنَ) اَیْ یَعْبُدُوْنَھُمْ

تِلْکَ عَشَرَۃٌ کَامِلَۃٌ

خداوند کریم کفار کے بتوں کو ذلیل کرنے کے واسطے ان کو مردہ کہے اور ان کی کمزوری کا اظہار فرمادیں اور ان کی عبادت کرنے والوں کو ان کمزوریوں کی وجہ سے شرمسار فرمادیں اور تم وہابی یہی ایت انبیاء کرام اور اولیاء اللہ پر چسپاں کرکے مسلمانوں کو ذلیل کرنا چاہتے ہو کفار تمہیں کیا استہزا کرینگے کہ جن کما انبیاؤں اور اولیاؤں کو خدا نے ایسا ذلیل کیا ہے تو اسلام میں معلوم ہوتا ہے کہ نبی اللہ ہونا اور ولی اللہ ہونا باعث ذلت ہے کچھ شرم کرو اور اس کریمہ کو منشاء الٰہی کے

مطابق سمجھو جیسا کہ خداوند نے ارشاد فرمایا ہے اور جیسا کہ متقدمین مفسرین اہل سنت وجماعت نے بیان کیا ہے۔

اور اگر مفسرین کے خلاف وَالَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ میں انبیاء کرام کو بھی شامل کروگے تو پھر تمہاری تمام وہابیہ کی شمولیت بھی عیسائیوں میں بڑی آسانی سے ہوجائیگی۔ کیونکہ حضرت عیسٰی علیہ السلام کا ارشاد قرآن کریم میں موجود ہے۔ اَنِّیْ اَخْلُقُ لَکُمْ مِّنَ الطِّیْنِ کَهَیْئَةِ الطَّیْرِ فَاَنْفُخُ فِیْهِ فَیَکُوْنُ طَیْرًا بِاِذْنِ اللّٰهِ میں گھڑتا ہوں تمہارے لئے مٹی سے پرندے کی شکل جیسی پھر اس میں میں دم کروں گا۔ تو وہ اللہ کے اذن سے اڑنے والا ہوجائے گا تو عیسٰی علیہ السلام میں دو نو صفات موجود صفت خلق بھی اور صفت حیاۃ بھی اور تم نے جو اس اٰیۃ سے استدلال لیا ہے کہ یہ دونو صفات الوہیت کی دلیل ہیں اور کسی میں نہیں لہٰذا ان کو پکارنا شرک ہے تو عیسٰی علیہ السلام تمہارے معیار الوہیت پر پورے اترے اس واسطے تم ان کو پکار الوہیت پکارا کرو کیونکہ وہ تمہارے استدلال کے رو سے معبود ثابت ہوگئے چونکہ تم وہابی بھی عیسائی عقیدہ رکھتے ہو اسی واسطے علماء اسلام کو قِسِّیْسِیْنَ اور اولیاء اللہ امت محمدیہ کو رُهْبَانً کا مصداق بناتے ہو تمہارے مذہب کی اصطلاح ہے کیوں نہ استعمال کرو مسلمانوں کو اس پر کوئی افسوس نہیں کیونکہ اسلام میں یہ اصطلاح ہے نہیں اور تمہیں علماء و اولیا اسلام سے کوئی سروکار نہیں سُبحان اللہ قرآن دانی ہو تو ایسی ہو چودھویں صدی ہے مفسر قرآن بھی واقعی ایسے ہی ہونے چاہیں جو لوگوں کو قرآن سے شرک کا سبق دیں ہاں ایسے مفسر قرآن تو وہابیوں کو ہی مبارک ہوں اسلام میں ایسے مفسروں کی ضرورت نہیں مسلمان شرک سے خدا کے فضل سے مبرا ہے جیسا کہ احناف متقدمین نے تاہنوز قرآن کریم کو سمجھ کر عمل کیا ہے اور منزل مقصود تک پہنچ رہے ہیں جو اور کسی کو نصیب نہیں۔
محض حسد کرکے اولیاء اللہ اور انبیاء اللہ کا کیا بگاڑوگے اور قرآن کریم کو سمجھو اور خدائی منشاء کے مطابق بیان کرو کہ اس اٰیۃ کریمہ میں بتوں کی تذلیل مراد ہے جنکو نہ طاقت خلق ہے اور نہ وہ زندہ ہیں اور وہ من دون اللہ بھی ہیں اور ان کو معبود سمجھنا یہ بھی من دون اللہ اور ان

کی عبادت کرنا بھی من دون اللہ ہے اور من دون اللہ کو یہ طاقتیں نہیں ہو سکتیں یہ طاقتیں اگر عیسیٰ علیہ السلام میں موجود ہیں تو وہ من دون اللہ نہیں ہیں اور ان کی قوۃ احیا تو وہ بھی من دون اللہ نہیں ہے بلکہ باذن اللہ ہے اور پھر رب العزۃ کے کلام میں تناقض لازم آئیگا کہ ایک مقام پر انبیاء اللہ کو قوۃ حیات وقوۃ تخلیق عطا فرمائی اور دوسرے مقام پر اس کے خلاف فرمایا کہ یہ علامات الوہیت کے ساتھ مختص ہیں حالانکہ یہ غلط ہے کیونکہ اصول خداوندی میں تو من دون اللہ کو یہ طاقت نہیں اور نبی اللہ کو اس نے طاقت عطا فرمائی وہ من دون اللہ نہیں ہو سکتے اور نہ من دون اللہ کا مصداق بن سکتے ہیں جیسا کہ تم نے سمجھا ہے۔ تو یہ دونو صفات بیک وقت بتوں ہیں پائے جا سکتے ہیں کہ وہ مخلوق بھی ہیں اور اَمْوَاتٌ غَیْرُ اَحْیَاءٍ بھی ہیں اور اہل قبور بھی یہاں مراد نہیں ہو سکتے جیسا کہ تم سمجھ رہے ہو کیونکہ تمہارے نزدیک وہ مر کر مٹی ہو چکے ہیں۔ اس واسطے هُمْ يُخْلَقُوْنَ کا وہ مصداق نہیں بن سکتے کیونکہ ان کا وجود تو تمہارے نزدیک ہے ہی نہیں فنا ہو چکے کسی وقت وہ مخلوق تھے بالفعل نہیں تو ان کو بالفعل هُمْ يُخْلَقُوْنَ کہنا تمہارے عقیدہ کے مطابق ناجائز ہوا اور نہ وہ اموات کا مصداق بن سکتے ہیں کہ مردہ اس جسم کو کہا جاتا ہے کہ جس کی ذات کو پہلے حیاۃ مستلزم تھی اور اب تمہارے نزدیک وہ مجسمہ قبر وَمَا نِيْهَا سوائے مٹی کے لاشیٔ محض ہے ایت کا غلط مطلب بیان کرنے سے تمہاری جان شکنجے میں آگئی یا تو ایت کا مطلب صحیح بیان کرو جو صفات بتوں میں ہیں اور یہاں بت ہی مراد ہیں اور یا عیسیٰ علیہ السلام کو اپنا معبود سمجھو اور اہل قبور کو اپنی قبور میں بجسد عنصری تسلیم کرو۔

تو ثابت ہوا کہ اس ایت سے رب العزۃ نے بت پرستوں کو شرمسار کر کے ذلیل کیا ہے اور اپنی توحید کا سبق سکھایا ہے اور اس کی طرف اشارہ فرمایا ہے کہ بت نہ کچھ پیدا کر سکتے کیونکہ من دون اللہ ہیں اور مردہ بھی ہیں اور جیسا کہ بیک وقت تمہارے مقرر کردہ معبود بتوں میں یہ دونو صفتیں بیک وقت مفقود ہیں رب العزۃ کی ذات میں بیک وقت دونو صفات

موجود تھیں اور ہیں بھی اور ہمیشہ رہے گی جن کو کبھی زوال نہیں تو اے کفار الوہیت و پرستاران بت ایسے کمزوروں کو معبود بنانے والو باز آجاؤ اور اُس طاقت ور لایزال خالق کی ہی صرف پرستش کرو اور اے فرقہ وہابیہ تمہیں خداوند ہدایت دے اور تم بھی تحریف قرآنی کر کے اسلامی بزرگوں کی توہین مت کرو اور ایسے لوگ جاہل تھے اور ہیں جو ایسا کریں۔

وہابی" تم بت پرستوں کو موت کے وقت پیر فقیر اور انبیاء بھول لیں گے اس وقت خدا یاد آویگا اور اس وقت پچھتاؤ گے کہ ہائے ہم نے خدا کو چھوڑ کر پیغمبروں کی کیوں پوجا کی دیکھو اللہ تعالےٰ نے تمہارے لوگوں کے اس وقت کا حال نقل فرمایا ہے۔

حَتّٰۤى اِذَا جَآءَتْهُمْ رُسُلُنَا یَتَوَفَّوْنَهُمْ قَالُوْۤا اَیْنَ مَا كُنْتُمْ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ قَالُوْا ضَلُّوْا عَنَّا وَ شَهِدُوْا عَلٰۤى اَنْفُسِهِمْ اَنَّهُمْ كَانُوْا كٰفِرِیْنَ

ترجمہ:۔ یہاں تک کہ جب آوینگے ان کے پاس ہمارے فرشتے جان نکالیں گے ان کی کہیں گے وہ کہاں ہیں جن کو تم اللہ کے سوا پکارتے تھے وہ جواب دیں گے کہ ہم سے وہ غائب ہیں اور اپنی جانوں پر وہ گواہی دیں گے کہ بے شک وہ کافر ہی تھے۔

بعینہٖ وقت موت یہ تمہارا حال ہوگا باز آجاؤ اور ان پیغمبروں کی پوجا چھوڑ دو۔

محمد عمر" مولوی اشرف علی صاحب کا ترجمہ ملاحظہ فرما لیجیئے تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ جن کی تم خدا کو چھوڑ کر عبادت کیا کرتے تھے۔ معلوم ہؤا کہ مولوی اشرف علی صاحب بھی بت مراد لیتے ہیں اور تم وہابی لوگ ہم پر بہتان لگاتے ہو کہ نبیوں ولیوں کی پرستش کرتے ہو۔ شاہ ولی اللہ صاحب رقمطراز ہیں گویند کجا است انچہ شما مے پرستید بجز خدا۔

سن لو اور یاد رکھو اے فرقہ وہابیہ کہ ہم تمام احناف چھوٹے سے بڑے تک اور گنہگار سے اولیاء تک عورت سے مرد تک بچے سے بوڑھے تک خدا کے سوا غیروں کی پوجا کرنے والوں کو کافر سمجھتے ہیں ہم نبی اللہ کو درجہ الوہیت نہیں دیتے ایسا کرنے والا مشرک ہے ولی اللہ کو بھی درجہ ولایت سے بڑھا کر درجہ الوہیت پر فائز نہیں سمجھتے ایسا کرنے والوں کو مشرک

سمجھتے ہیں ایسے ہی جو لوگ انبیاء اللہ کی عطائی طاقت اور عطائی علم وغیرھما کا انکار کرے اور ان کے صفات کو عیوبات سے بدل کر بیان کرے تو ہم ان کو بھی اسلام سے خارج سمجھتے ہیں۔ اور ایسے شخص کو والدہ مکرمہ کے درجہ پر دائمی فائز سمجھتے ہیں۔ خداوند کریم وحدہٗ لاشریک ہے وہی معبود ہے اس کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں اور نہ ہم خدا کے سوا کسی کی عبادت کرتے ہیں۔ اس کے تمام انبیاء علیہم السلام بمع اپنی صفات کاملہ عطائیہ کے برحق ہیں اور بت من دون اللہ ہیں نبی اللہ اور ولی اللہ کو بت کا مصداق بنانے والا خود بت اس کا استاد بت اس کے پچھلے اگلے بت جن کے ساتھ وہ جہنم کے گڑھے میں ضرور ڈالا جاوے گا۔ اب اٰیۃ مذکورہ بالا کے متعلق مفسرین کی کتب کے حوالہ جات ملاحظہ ہوں۔

(۱) تفسیر موضح القرآن ۱۴۲ } (اَیْنَمَا کُنْتُمْ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ) کہاں ہیں وہ بت کہ دعا مانگتے تھے اور بندگی کرتے تھے تم ان کی سوائے اللہ کے ثابت ہوا کہ شاہ عبدالقادر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے دعا کے معنی عبادۃ کئے ہیں اور من دون اللہ بت ہیں جو کسی کی بات سن نہیں سکتے انبیاء اللہ اور اولیاء اللہ سنتے ہیں اور وہ اس صفت سے مبرا ہیں جو تم نے سمجھا ہے

(۲) تفسیر جامع البیان ۱۳۴ } (اَیْنَمَا کُنْتُمْ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ) تَعْبُدُوْنَھَا مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ کہاں ہیں وہ جن کی تم اللہ کے سوا عبادت کرتے تھے۔

(۳) تفسیر بیضاوی ۲/۱۵۴ } (اَیْنَمَا کُنْتُمْ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ) اَیْنَ الْاٰلِھَۃُ الَّتِیْ کُنْتُمْ تَعْبُدُوْنَھَا کہاں ہیں وہ معبود جن کی تم عبادۃ کرتے تھے۔

(۴) تفسیر نسفی ۲/۴ } (قَالُوْا اَیْنَمَا کُنْتُمْ تَدْعُوْنَ) وَالْمَعْنٰی اَیْنَ الْاٰلِھَۃُ الَّذِیْنَ تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ اور معنی ہیں کہ کہاں ہیں تمہارے

وہ معبود جن کی تم اللہ کے سوا عبادت کرتے تھے۔

(۵) (شاہ ولی اللہ صاحب) گویند کجا است آنچہ شما مے پرستید بجز خدا۔

ان تمام آیات سے اور اہل سنت وجماعت کی تفسیروں سے یہ ثابت ہوا کہ تم جو معنی لیتے ہو کہ یہاں انبیاء اور اولیاء اللہ مراد ہیں یہ غلط ہے بلکہ جو لوگ اللہ کے سوا اپنے معبود سمجھ کر ان کی عبادت اور پرستش کرتے رہے ہیں۔ ان کے لئے یہ سختی اور دھمکی ملائکہ کی طرف سے ہوگی۔

جب ہم من دُون اللہ نہیں بلکہ باذن اللہ انبیاء اللہ اور اولیاء اللہ کو اپنا ممد ومعاون سمجھتے ہیں۔ اور دُنیا میں ہماری وہ امداد فرماتے ہیں تو انشاء اللہ العزیز بوقت مرگ بھی وہ اپنے متبعین کی امداد فرمادینگے کیونکہ ہم تو ان کے لئے درجہ الوہیت کا اعتقاد نہیں رکھتے بلکہ نبی اللہ کو درجہ نبوت سے نہیں بڑھاتے اور ولی اللہ کو درجہ ولایت سے زیادہ نہیں سمجھتے تو وہ بحسب استطاعت خود عطائی ہماری امداد انشاء اللہ فرمائینگے اور بت چونکہ کوئی طاقت رکھتے ہی نہیں اور نہ ان کو خداوند کریم نے کوئی طاقت دی ہوئی ہے نہ دنیا میں نہ بعد میں تو وہ ان عابدین کی کیسے امداد کو پہنچ سکتے ہیں۔

پھر دوسری عرض یہ ہے کہ حساب گیر اور اَیْنَ اٰلِھَتُکُمْ کے سائل بھی تو ملائکہ ہیں یہ سوال بھی تو خدا کا نہیں اگر یہ باذن اللہ سائل ہیں تو انبیاء اللہ اپنے متبعین کے لئے باذن اللہ ممد ہیں خصوصًا ہمارے مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے متبعین کے لئے رحمۃ للعالمین ہیں دنیا میں بھی قبر میں بھی حشر میں بھی اگر کوئی اور عالم ان کے علاوہ ہو تب بھی ہمارے لئے آپ ہر حالت میں ہر وقت ہر مکان ہر زمان رحمۃ اللعالمین ہیں اور آپ کی عام رحمۃ ہمارے لئے اب بھی نجات دہندہ ہے اور آئندہ بھی انشاء اللہ ہر آن فی کل مکان ہر حالت ہماری منجی رہیگی۔ تو آپ کی رحمۃ جو ہمارے مومنین کے لئے باذن اللہ ہے ہم متبعین وغلامانِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ملائکہ کی کیا جرأت ہے کہ ملائکہ یہ سوال کرسکیں اور کبھی ممکن ہے ؟ ہرگز نہیں کیونکہ ہم آپ کو اپنا معبود نہیں سمجھتے لیکن باذن الٰہی آپ کو رحمۃ للعالمین مُنجی ضرور سمجھتے ہیں اگر اسی کا نام معبودیت کا تصور رہے تو خداوند کو کہیئے کہ تُنے

بنی صلی اللہ علیہ وسلم کو مومنین کے لیۓ روٴف و رحیم کیوں بنادیا جو وہ ہر وقت اپنے مومنین کو فائدہ دے رہے ہیں اور مومنین فائدہ حاصل کر لیے ہیں اور ہمارے روکنے سے رُکتے نہیں۔ بھائی ہم تو یہ خدا سے دعا مانگتے ہیں کہ بوقت موت ہماری زبان پر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جملہ جاری ہو جس میں توحید و رسالت دونو کا اقرار ہے تو اس حالت میں اَیْنَمَا کُنْتُمْ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ کہنے والے فرشتوں کی کیا طاقت کہ وہ آسکیں اس وقت انشاء اللہ باذن الٰہی جنتی ملائکہ تشریف فرما ہونگے۔ جو وَالْمُرْسَلٰتِ عُرْفًا کی شان سے مرحبا اھلا وسھلا کہتا ہوا آرام سے ہماری روح کو نکالیگا اس کو علم ہے کہ یہ غلام مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے اگر اس غلام سے کچھ سختی کا برتاوٴ کیا ایسا نہ ہو کہ مجھے جنت میں آپ جھڑکیاں دیں کہ تو نے میرے غلام سے جو اپنی زبان سے میرا احترام کر رہا ہے تو نے ایسا سوال کیوں لیا یہ سوال تو جناب وہابی حضرات کے لیۓ یا تمہارے عیسائی بھائیوں کے لیۓ یا آریہ اور سکھوں کے لیۓ مختص ہے جو شان نبوت سے بے نصیب ہیں اور آپ کے ماننے والوں کو بت پرست بناتے ہیں اور بنی صلی اللہ علیہ وسلم کو معاذ اللہ مثل بت مالا یَسْمَعُ وَلَا یُبْصِرُ وَلَا یُغْنِیْ عَنْکَ شَیْئًا کے درجہ پر تصوّر رکھتے ہیں اور اپنے آپ کو وہ بھی زمرہ مومنین میں کہلاتے ہیں۔

جناب یہ ایت کریمہ بت پرستوں کی آئندہ شرمساری کو ظاہر کر رہی ہے یا جو اللہ کے سوا کسی کو معبود سمجھے اس کو وقت موت یاد دلا رہی ہے کہ موت سے پہلے اللہ تعالےٰ اور اس کے رسل اور اس کے اولیاوٴں کا دامن تھام لو تاکہ ایسے سختی کرنے والے ملائکہ بوقت موت تمہارے پاس نہ آئیں ورنہ اے بت پرستو اے غیر خدا کو خدا سمجھنے والو جب تک تم ہر ایک کو اپنے اپنے مرتبہ پر لاوٴ نہ سمجھو گے تو تمہارا انجام بُرا ہوگا اور اگر اے وہابی صاحب تم ہمیں رسالت و ولایت کے اقرار سے مشرک کہو تو تمہیں خدا ہدایت دے تاکہ تم قرآن کو صحیح سمجھ سکو اور خداوند تمہیں بھی توفیق عنایت فرمادے کہ تم بھی کسی نبی اللہ یا ولی اللہ کا دامن تھام لو جو تمہیں معبود حقیقی تک پہنچا دے تاکہ تمہاری آنکھ بھی ان کو دیکھ کر بینا ہو جاوے اور من دون اللہ کو من حیث الذات سمجھ جاوٴ۔

اگر تم نے اس ایت کے معنی صحیح نہ کئے تو تمہیں ایک اور مشکل کا سامنا پڑیگا اور وہ یہ کہ جو لوگ ملائکہ کو معاذ اللہ بنات اللہ کہتے ہیں وہ سچے ہیں کیونکہ ملائکہ ہی وقت مرگ سائل ہونگے اور وہ لوگ تمام عمر ان کو پکارتے رہے ہونگے تو ان کو کوئی تکلیف ہی نہ ہونی چاہیئے کیونکہ جب ان کو فرشتے سوال کرینگے اَیْنَمَا کُنْتُمْ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ وہ کہاں ہیں جن کو تم اللہ کے سوا پکارتے تھے تو وہ بجائے ضَلُّوْا عَنَّا کے بآسانی کہدینگے کہ ہم تمہیں ہی تمام عمر پکارتے رہے ہیں اب تم ہی حاضر ہو جن کو پکارتے رہے ہیں۔ تو ایسے مشرک لوگ بقول تمہارے ان کے عذاب و پرسش سے بچ جانے چاہیں حالانکہ وہ بھی نہ بچ سکیں گے۔ کیونکہ سوال محض پکارنے کا نہیں بلکہ توحید کا سوال ہے کہ جو لوگ خدا کے سوا دوسرے کو معبود سمجھ کر پکارتے رہے ہیں ان سے پرسش ہوگی کیونکہ وہ دوزخی فرشتے باذن الٰہی خدا کی طرف سے وارد ہوں گے۔ اسی واسطے ان کا پہلا سوال محض اپنے اللہ کی دلیل کو پیش کرنا ہوگا چونکہ تم نے خدا کی عبادت نہیں کی بلکہ غیر کی پوجا کرتے رہے ہو اس واسطے خدا نے ہمیں بھیجا ہے کہ وہ موحد جو محض توحید کا اعلان کرتے پھرتے ہیں اور عبادت الٰہی سے محروم ہیں اور انبیاء اللہ اور اولیاء اللہ کی کچھ وقعت نہیں سمجھتے اور نہ ان کے نفع نقصان کے قائل ہیں تو کیا ایسے لوگ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰھَہٗ ھَوَاہُ کے رو سے اس سوال کی سرزنش میں نہ ہونگے ؛ حالانکہ پھر ضَلُّوْا عَنَّا کا جواب بھی صحیح نہ ہوگا لیکن سوال ضرور ہوگا اور گرفت بھی ضرور ہوگی کیونکہ اس نے خدا کی عبادت کو چھوڑ کر اپنی خواہش کو معبود بنا رکھا تھا۔ ہم مومنین احناف ان کو اپنا معبود نہیں سمجھتے اور نہ انشاء اللہ ہمیں یہ سوال ہوگا بلکہ تم جو اپنی ھوئی یعنی خواہش کو الٰہ سمجھ چکے ہو اور اپنی ھواہ سے ہی ہر مومن پر فتوئی کفر و شرک جڑتے ہو تم سے یہی سوال ہوگا۔ اور تم اپنی بات لوگوں کو مناتے ہو ابھی توبہ کرو اور اپنے نفسانی فتوؤں کو ترک کر دو ورنہ ہر وقت تمہیں اس سوال سے کوئی رہائی نہ ہوگی۔ فافہم ولاتحیر۔

وہابی "اِنَّ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ عِبَادٌ اَمْثَالُکُمْ فَادْعُوْھُمْ فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لَکُمْ اِنْ کُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ۝"

بے شک جن کو تم پکارتے ہو اللہ کے سوا وہ تمہاری مثل بندے ہیں تم ان کو بلاؤ تو وہ تمہیں جواب دیتے ہیں؟ اگر تم سچے ہو۔

اس ایت نے پیر پرستوں مشرکوں کی جڑ کاٹ کر رکھ دی کہ جن کو تم پکارتے ہو تو وہ تمہاری مثل بندے ہیں اگر تم ان کو بلاؤ تو وہ تمہارے سوال کا جواب نہیں دیتے تو پھر ان کو پکارتے کیوں ہو اور ان سے مرادیں کیوں مانگتے ہو لہذا ثابت ہوا کہ اہل قبور کو پکارنے والے سب مشرک ہیں آؤ شرک سے باز آجاؤ اور نبیوں ولیوں کو پکارنا چھوڑ دو کیونکہ وہ بھی تو تمہاری مثل بندے ہی تو ہیں۔

محمد عمر "بھائی قرآن کریم کے سیاق وسباق کو دیکھنا مابعد وماقبل کے تعلق کا خیال رکھنا یہ ہر مومن پر فرض ہے اور جو ایسا نہ کرے تو وہ محرف قرآن ہے اور قطع و برید کر کے مسلمانوں کو دھوکہ دینا چاہتا ہے۔

سنئیے یہ ایت کریمہ جو تم نے پڑھی ہے یہ رب العزۃ نے محض ہندوؤں کے رد میں اور انکے معبودین بتوں کی تذلیل کے واسطے نازل فرمائی ہے۔ تم کانگرسی ملاں بھی چونکہ انہیں کے ایجنٹ ہو اس واسطے تم بجائے اس کے کہ اپنے رہنما کانگرسی ہندو پر چسپاں کرتے الٹا مسلمان کے انبیاء اور اولیاء اللہ پر چسپاں کر دی سبحان اللہ تمہارے جیسے مسلمان موحدوں کی موجودگی میں کفار سے مخالفت کرنی اور ان کو قرآنی چور کہنا سخت گناہ سمجھتا ہوں۔ آئیے فقیر تم کو اس کا مطلب صحیح عرض کرتا ہے جو متقدمین اہل سنت وجماعت کے عقیدہ کے مطابق ہے اور جس کو آج تک مسلمان مومنین غلامان مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم صحیح سمجھتے آئے ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ کفار کئی اقسام سے منقسم تھے بعض اپنے اتاروں کی مورتی بنا کر ان کی پرستش کرتے تھے بعض ملائکہ کو بنات اللہ سمجھ کر اپنے دھن سے منگھڑت تصویر گھڑ کر

سرنگوں ہوتے بعض صالحین کے حجری مجسمے بنا کر ان کو اپنا معبود سمجھتے اور انبیاء کرام جب ان کو خداوند وحدہٗ لاشریک کی طرف مدعو فرماتے تو وہ ان کی بات تک نہ سنتے تو رب العزۃ نے اس آیۂ کریمہ سے ان کی حقیقت کو ان کے عقیدہ کے مطابق ظاہر فرماتے ہوئے ان کو شرمسار کیا اور فرمایا:

اِنَّ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ عِبَادٌ اَمْثَالُکُمْ فَادْعُوْھُمْ فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لَکُمْ اِنْ کُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ اَلَھُمْ اَرْجُلٌ یَّمْشُوْنَ بِھَآ اَمْ لَھُمْ اَیْدٍ یَّبْطِشُوْنَ بِھَآ اَمْ لَھُمْ اَعْیُنٌ یُّبْصِرُوْنَ بِھَآ اَمْ لَھُمْ اٰذَانٌ یَّسْمَعُوْنَ بِھَا قُلِ ادْعُوْا شُرَکَآءَکُمْ ثُمَّ کِیْدُوْنِ فَلَا تُنْظِرُوْنِ　اعراف ۹/۴

واقعی تم خدا کو چھوڑ کر جن کی عبادت کرتے ہو وہ بھی تم ہی جیسے بندے ہیں تم ان کو پکارو پھر ان کو چاہیئے کہ تمہارا کہنا کر دیں اگر تم سچے ہو کیا ان کے پاؤں ہیں جن سے وہ چلتے ہیں یا ان کے ہاتھ ہیں جن سے کسی چیز کو تھام سکیں یا ان کی آنکھیں ہیں جن سے وہ دیکھتے ہوں یا ان کے کان ہیں جن سے وہ سنتے ہوں آپ دیہ بھی) کر دیجئے کہ تم اپنے سب شرکار کو بلا لو پھر میری ضرر رسانی کی تدبیر کرو پھر مجھ کو ذرا مہلت مت دو۔ (مولوی اشرف علی)

معلوم ہوا کہ یہ شان محض بتوں کی ہی ہے کیونکہ ان کے پاؤں گھڑے ہوتے ہیں لیکن چلنے کی طاقت نہیں رکھتے ہاتھ ہوتے ہیں لیکن ان کو پکڑنے کی طاقت نہیں ہوتی آنکھیں نظر آتی ہیں لیکن وہ دیکھ نہیں سکتے کان ان کے دکھائی دیتے ہیں لیکن وہ سننے کی طاقت نہیں رکھتے یعنی آنکھوں میں قوت بینائی نہیں کانوں میں قوت سامعہ نہیں ہاتھوں میں قوت بطش نہیں اور پاؤں میں قوۃ متحرکہ نہیں تو وہ معبودیت کی صلاحیت خاک رکھیں گے تو تم خدا کو جو موجود حقیقی ہے کیوں چھوڑتے ہو اور پھر رب العزۃ نے ان کی انہی کمزوریوں کے باعث کفار کو چیلنج بھی دیا کہ اگر یہ تمہارے ان اوصاف کے مجسمے میرا کچھ بگاڑ سکتے ہیں تو ان کو کہو کہ وہ بلا

مہلت مجھے نقصان پہنچائیں جب میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتے اور میں بگاڑ سکتا ہوں تو وہ کفار ایسے معبود حقیقی کو کیوں چھوڑتے ہیں یہ تو ہے اصل مطلب جو تمہارے مولوی اشرف علی صاحب نے بھی تم پر واضح کر دیا اگر اب بھی تم انبیاء و اولیاء اللہ پر چسپاں کرو تو تمہارا علاج پھر خدا ہی کرے اب دیگر تفاسیر اہل سنت کی طرف نظر اٹھائیں کہ کیا انہوں نے بھی یہی مطلب سمجھا ہے یا تمہارا نو ایجاد مطلب سنیئے۔

(۱) تفسیر موضح القرآن } اِنَّ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ) تحقیق جن بتوں کی کہ بندگی کرتے ہو تم سوائے اللہ کے۔

(۲) تفسیر جامع البیان ۱۵۰ } (اِنَّ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ) تَعْبُدُوْنَہُمْ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ) اَیِ الْاَصْنَامُ جن کی تم عبادت کرتے ہو سوائے اللہ کے یعنی بتوں کی۔

(۳) تفسیر بیضاوی ۲/۱۷۹ } (اِنَّ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ) اَیْ تَعْبُدُوْنَہُمْ وَتُسَمُّوْنَہُمْ اٰلِہَۃً۔

(۴) تفسیر نسفی ۲/۶۹ } (اِنَّ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ) اَیْ تَعْبُدُوْنَہُمْ وَتُسَمُّوْنَہُمْ اٰلِہَۃً (عِبَادٌ اَمْثَالُکُمْ) اَیْ مَخْلُوْقُوْنَ مَمْلُوْکُوْنَ اَمْثَالُکُمْ (وَیَنْظُرُوْنَ اِلَیْکَ) یُشْبِہُوْنَ النَّاظِرِیْنَ اِلَیْکَ لِاَنَّہُمْ صَوَّرُوْا اَصْنَامَہُمْ بِصُوْرَۃِ مَنْ قَلَّبَ حَدَقَتَہٗ اِلَی الشَّیْءِ یَنْظُرُ اِلَیْہِ۔

بے شک جن لوگوں کو تم پکارتے ہو اللہ کے سوا یعنی ان کی عبادت کرتے ہو اور ان کا نام معبود رکھتے ہو وہ تمہاری مثل بندے ہیں۔ یعنی گھڑے گئے ہیں تمہاری طرح مملوک ہیں دیکھتے ہیں وہ تمہاری طرف، آپ کی طرف دیکھنے والوں کی مشابہ ہیں کیونکہ وہ اپنے بتوں کی ایسی تصویر بناتے تھے۔ جیسا کہ کوئی شخص کسی شئے کی طرف آنکھ پلٹ کر دیکھ رہا ہے۔

(۵) تفسیر معالم التنزیل ۲/۲۶۸ } (اِنَّ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ)

یعنی الاصنام

(۶) تفسیر ابن جریر ۹/۹۵ { (اِنَّ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ عِبَادٌ اَمْثَالُکُمْ) یَقُوْلُ جَلَّ ثَنَاءُہٗ لِھٰؤُلَاءِ الْمُشْرِکِیْنَ مِنْ عَبَدَۃِ الْاَوْثَانِ مُوَبِّخُھُمْ عَلٰی عِبَادَتِھِمْ مَا لَا یَضُرُّھُمْ وَلَا یَنْفَعُھُمْ مِنَ الْاَصْنَامِ اِنَّ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ اَیُّھَا الْمُشْرِکُوْنَ اٰلِھَۃً مِّنْ دُوْنِ اللّٰہِ وَتَعْبُدُوْنَھَا شِرْکًا مِنْکُمْ وَکُفْرًا بِاللّٰہِ عِبَادٌ اَمْثَالُکُمْ یَقُوْلُ ھُمْ اَمْلَاکٌ لِرَبِّکُمْ کَمَا اَنْتُمْ لَہٗ مَمَالِیْکُ۔

اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں بتوں کی عبادۃ سے ان مشرکوں کو توبیخ کرنے والا ان کی عبادۃ پہ چونکہ نہ نقصان ہوتا ہے ان کو اور نہ نفع ہوتا ہے ان بتوں سے بے شک اے مشرکو جن کو تم اللہ کے سوا معبود پکارتے ہو اور جن کی تم عبادۃ کرتے ہو اللہ کے ساتھ شرک کرکے اور کفر کرکے وہ تمہاری مثل بندے ہیں اللہ فرماتے ہیں کہ وہ بھی تمہارے رب کی ملکیت ہیں جیسا کہ تم ملکیت ہو اپنے رب کی۔

(۷) تفسیر خازن ۲/۲۶۸ { یعنی اَنَّ الْاَصْنَامَ الَّتِیْ یَعْبُدُھَا ھٰؤُلَاءِ الْمُشْرِکُوْنَ اِنَّمَا ھِیَ مَمْلُوْکَۃٌ لِلّٰہِ اَمْثَالُھُمْ۔

وَفِیْہِ سُؤَالٌ وَھُوَ اَنَّہٗ وَصَفَھَا بِاَنَّھَا عِبَادٌ مَعَ اَنَّھَا جَمَادٌ وَالْجَوَابُ اَنَّ الْمُشْرِکِیْنَ لَمَّا اِدَّعَوْا اَنَّ الْاَصْنَامَ تَضُرُّ وَتَنْفَعُ وَجَبَ اَنْ یَعْتَقِدُوْا کَوْنَھَا عَاقِلَۃً فَاھِمَۃً فَوَرَدَتْ ھٰذِہِ الْاَلْفَاظُ عَلٰی وَفْقِ مُعْتَقَدِھِمْ تَبْکِیْتًا لَھُمْ وَتَوْبِیْخًا اِنَّمَا وَرَدَ فِیْ مَعْرِضِ الْاِسْتِھْزَاءِ بِالْمُشْرِکِیْنَ۔

(قُلِ ادْعُوْا شُرَکَاءَکُمْ) ھٰذِہِ الْاَصْنَامُ الَّتِیْ تَعْبُدُوْنَھَا۔

یعنی بے شک وہ بت جن کی یہ مشرک لوگ عبادۃ کرتے ہیں وہ اللہ کی ملک ہیں جیسا کہ یہ ان کی ملک ہیں۔

اور اس میں سوال ہے اور وہ یہ ہے کہ اللہ نے ان کو لفظ عباد سے تعبیر کیا حالانکہ وہ جماد ہیں اور جواب یہ ہے کہ مشرکین نے جب دعویٰ کیا کہ بت نقصان اور نفع دیتے ہیں واجب ہے کہ وہ اس امر کا بھی اعتقاد رکھیں کہ وہ عاقل بھی ہیں اور سمجھدار بھی ہیں تو اللہ تعالے نے یہ الفاظ ان کے عقیدے کے مطابق استعمال فرمائے ان پر افسوس کرتے ہوئے اور جھڑکتے ہوئے اور کوئی بات نہیں محض مشرکین کو استھزا کے طور پر عِبَادٌ اَمْثَالُکُمْ ارشاد فرمایا۔

ان تمام اہل سنت و جماعت کی تفاسیر سے ثابت ہوا کہ اس اٰیۃ کریمہ میں رب العزۃ نے کفار کے بتوں کی مذمت کی ہے اور ثابت کیا ہے کہ میں نے تم کو سننے والا دیکھنے والا چلنے والا پکڑنے والا بنایا ہے اور جن کی تم پوجا کرتے ہو وہ تو ان کاموں سے بھی محروم ہیں۔ تم ایسے بے وقوف ہو کر ایسے نادار بتوں کی پرستش کر رہے اور احسن الخالقین کو چھوڑتے ہو خداوند کریم کفار کو ان کے بتوں کی تفضیح کر کے ان کی کمزوری پر ان کو مخول کرے اور تم انبیاء علیہم السلام اور اولیاء اللہ کی تنقیحات کر کے ان کو مخول کرتے ہو واقعی یہ کام پہلے کفار کا بھی تھا جیسا کہ رب العزۃ نے فرمایا مَا یَاْتِیْهِمْ مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا کَانُوْا بِهٖ یَسْتَهْزِءُوْنَ کوئی ایسا رسول نہیں آیا جن کو کفار نے مخول نہ کیا ہو اور تمہیں ان کے مالک کی خبر نہیں کہ جب وہ ان کا بدلہ دے گا تو تمہارا کیا حال ہو گا کفار کو تو اللہ نے چیلنج دیا کہ تمہارے معبود اگر کچھ ہمارا بگاڑ سکتے ہیں تو بگاڑ لیں اور تم مسلمانوں کو چیلنج دیتے ہو کہ تمہارے انبیاء اور اولیاء اگر کچھ بگاڑ سکتے ہیں تو بگاڑ لیں یاد رکھو ان کے مالک کمزور تھے اور معلن زبردست تھا وہ کچھ بگاڑ نہ سکے لیکن ان کا مالک زبردست ہے جو تمہارا بھی مالک دیکھنا وہ تمہیں اپنے انبیاء علیہم السلام اور اولیائے کرام کے مخول کا کیا عجیب بدلہ دینگے جیسا کہ ارشاد الٰہی ہے فَاِمَّا نَذْهَبَنَّ بِكَ فَاِنَّا مِنْهُمْ مُّنْتَقِمُوْنَ کفار کی بات نہ سن سکتے تھے کیونکہ ان کی قوت لاشئ محض تھی اور یہ انبیاء کرام اور اولیاء عظام اپنے متبعین کی سنتے ہیں جن کی شان نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی حدیث قدسی سے ثابت ہے۔

بخاری شریف ۲/۹۶۳ } کُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِیْ یَسْمَعُ بِهٖ وَبَصَرَهُ الَّذِیْ یُبْصِرُ

بِہٖ وَیَدَہُ الَّذِیْ یَبْطِشُ بِہَا وَرِجْلَہُ الَّذِیْ یَمْشِیْ بِہَا وَاِنْ سَأَلَنِیْ لَاُعْطِیَنَّہٗ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رب العزۃ فرماتے ہیں کہ میں اپنے ولی کے کان ہوتا ہوں جن سے وہ سنتا ہے اور میں اس کی آنکھ ہوتا ہوں جس کے ساتھ وہ دیکھتا ہے اور میں اس کے ہاتھ ہوتا ہوں جن کے ساتھ وہ پکڑتا ہے اور میں ولی کے پاؤں ہوتا ہوں جن کے ساتھ وہ چلتا ہے اور اگر وہ مجھ کو کوئی سوال کرے تو میں اس کو ضرور عطا کرتا ہوں اور سنیئے۔

بخاری شریف ۲/۱۱۱ } اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ قَالَ اللّٰہُ اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِیْ بِیْ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالٰے نے فرمایا ہے کہ میں اپنے بندے کے گمان کے پاس ہوتا ہوں۔

کیوں جناب اب فرمایئے۔ اب تو رب العزۃ نے پوری لف ونشر غیر مرتب سے اپنے ولی کی ایسی شان بیان فرمائی کہ بتوں کے مقابلہ میں وہابی کا کنڈا توڑ کر رکھ دیا بلکہ دوسری حدیث شریف میں رب العزۃ نے بیان فرمادیا کہ میرا ولی بنی بتوں کی طرح نہیں میرے بندے کے جو خیال میں آجائے میں ایسے ہی کر دیتا ہوں۔

وہابی ولی اللہ اور نبی اللہ کی آنکھ وغیرہ کو بت جیسے بٹھانے بیٹھا ہے فافہم ان کان لک فہم

وہابی اللہ تعالٰے فرماتے ہیں کہ جو مردوں کو پکارتے ہیں ان کی مثال ایسے ہے جیسا کہ ایک شخص پانی کی طرف ہاتھ پھیلاوے تو پانی خود بخود اس کے منہ تک نہیں پہنچتا اور یہ وتیرہ کفار کا ہے چنانچہ ارشاد الٰہی ہے۔

وَالَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِہٖ لَا یَسْتَجِیْبُوْنَ لَہُمْ بِشَیْءٍ اِلَّا کَبَاسِطِ کَفَّیْہِ اِلَی الْمَآءِ لِیَبْلُغَ فَاہُ وَمَا ہُوَ بِبَالِغِہٖ وَمَا دُعَآءُ الْکٰفِرِیْنَ اِلَّا فِیْ ضَلٰلٍ۔

اور جو لوگ من دون اللہ کو پکارتے ہیں وہ ان کو کچھ جواب نہیں دے سکتے مگر پانی کی

لَا یَسْتَجِیْبُوْنَ لَہُمْ بِشَیْءٍ اِلَّا کَبَاسِطِ کَفَّیْہِ

طرف دونو ہاتھ پھیلانے والے کی طرح تاکہ اس کے منہ تک پہنچے حالانکہ وہ پانی اس کے منہ تک نہیں پہنچنے والا اور نہیں ہے کافروں کی دعا مگر گمراہی میں اب تم مردوں کو پکارتے ہو یہی حال تمہارا ہے۔

محمد عمر " اس آیۃ کریمہ میں اللہ تعالےٰ نے من دون اللہ کی ایک صفت بیان فرمائی ہے کہ من دون اللہ کون ہیں فرمایا لَا یَسْتَجِیْبُوْنَ لَهُمْ بِشَيْءٍ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اپنے پکارنے والوں کو کچھ جواب نہیں دے سکتے کیا انبیاء علیہ السلام اور اولیاء کرام کی شان بھی یہی ہے کہ وہ بھی اپنے بلانے والے کو کچھ جواب نہیں دیتے؟ اگر یہ واقعی سچ ہے جو تم نے سمجھا ہے تو تمہیں نبی پاک صلے اللہ علیہ وسلم پر صلوۃ وسلام چھوڑ دینا چاہیئے قبرستان میں جاکر تو تم بھی السلام علیکم کہدیتے ہو پھر تم بھی مشرک ٹھہرے کیونکہ اس آیۃ میں دور نزدیک کا تو سوال ہی نہیں اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ التحیات میں کہتے ہو تم بھی مشرک ہوگئے کیونکہ اس میں تمہارے نزدیک ندامِ دُوْنِ اللہ ہے آیئے فقیر مومنین کو اہل قبور مومنین کا جواب دینا حدیث پاک سے ثابت کردیتا ہے۔

کنز العمال $\frac{1}{267}$ | فَاَتىٰ عُمَرُ وَمَنْ مَّعَهٗ الْقَبْرَ فَقَالَ عُمَرُ يَا فُلَانُ وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتَانِ فَاَجَابَهُ الْفَتٰى مِنْ دَاخِلِ الْقَبْرِ يَا عُمَرُ قَدْ اَعْطَانِيْهِمَا رَبِّيْ فِي الْجَنَّةِ مَرَّتَيْنِ۔ پس تشریف لائے حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ اور جو شخص آپ کے ساتھ تھا ایک قبر کے پاس تو حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا اے فلاں اور جو شخص اپنے رب کے مقام سے ڈرے اس کے واسطے دو جنت ہیں پس جوان نے آپ کو جواب دیا قبر کے اندر سے اے عمر تحقیق میرے رب نے مجھے دو بار جنت عطا کئے ہیں۔

پس ثابت ہوا کہ اس آیۃ کریمہ سے مراد اہل قبور نہیں ہیں کیونکہ جو ان سے بات کرنے کی طاقت رکھتا ہو اس سے بات کرتے ہیں اور اہل قبور کو پکارنا بھی ثابت ہوگیا اور سنیئے

طبقات سبکی ۴/۱۱۳ } وَكَانَ فِي زَمَانِنَا شَخْصٌ يَكْرَهُ الْغَزَالِيَ يَذُمُّهُ وَ يَسْتَعِيبُهُ فِي الدِّيَارِ الْمِصْرِيَّةِ فَرَءَا النَّبِي صلى اللہ علیہ وسلم فِي الْمَنَامِ وَاَبَابَكْرٍ وَعُمَرَ رضی اللہ عنہما بجانبیہ وَالْغَزَالِي جَالِسٌ بَيْنَ يَدَيْهِ وَهُوَ يَقُولُ يَارَسُوْلَ اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم هٰذَا يَتَكَلَّمُ فِيَّ وَاَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ هَاتُوا السِّيَاطَ وَاَمَرَبِهٖ فَضُرِبَ لِاَجْلِ الْغَزَالِي وَقَامَ هٰذَا الرَّجُلُ مِنَ النَّوْمِ وَاَثَرُ السِّيَاطِ عَلٰى ظَهْرِهٖ وَلَمْ يَزَلْ وَكَانَ يَبْكِي وَيَحْكِيْهِ لِلنَّاسِ ۔

اور ہمارے زمانے میں ایک شخص امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کو بُرا سمجھتا تھا اور ان کی بُرائی کرتا اور شہروں میں ان کی عیب جوئی کرتا تو اس شخص نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا اور آپ کے دونو جانبین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ تھے اور آپ کے سامنے امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ تشریف فرما تھے اور امام غزالی رحمۃ اللہ دربار مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں درخواست پیش کر رہے ہیں کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ شخص میرے متعلق باتیں بناتا رہتا ہے اور تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوڑے مارنے والے کو بلاؤ (جب وہ حاضر ہوا تو) اپنے حکم جاری فرمایا کہ اس کو کوڑے مارے جائیں تو وہ شخص (عیب نکالنے والا) کوڑے مارا گیا امام غزالی کے سبب اور یہ آدمی نیند سے کھڑا ہوا اور کوڑے مارنے والے نے جو کوڑے مارے اس کے نشانات اس کی پشت پر موجود تھے اور وہ شخص ہمیشہ روتا رہتا اور لوگوں کو یہ واقعہ بیان کرتا رہتا۔

اور باقی رہا جو تم نے کہا ہے کہ انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام جب اہل قبور ہوتے ہیں۔ تو ان کی طرف ہاتھ پھیلانا ایسا ہے۔ كَبَاسِطِ كَفَّيْهِ اِلَى الْمَاءِ وَمَا هُوَ بِبَالِغِهٖ جیسا کہ پانی والا اپنے دو نو ہاتھ پانی کی طرف پھیلائے اور وہ پانی اس کو خود بخود پہنچنے والا نہیں تو تمہارا یہ استنباط بھی صحیح نہیں۔ انبیاء علیہ السلام سے تو ایک ہی مثال پیش کرتا ہوں اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں۔

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ نہیں بھیجا ہم نے آپ کو یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مگر تمام جانوں کے واسطے رحمت اب تم بتاؤ کہ مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم اس وقت روضہ میں تشریف فرما ہیں آپ کی رحمت عالمین کو محیط ہے یا نہیں؟ بغیر آپ کی رحمت کے تو بفرمان الٰہی عالمین کا قیام ہی نہیں۔ ثابت ہوا کہ اس آیتہ کریمہ کو تم نے جو انبیاء علیہ السلام اور اولیاء کرام پر چسپاں کیا ہے یہ تمہارا چسپاں کرنا غلط ہے۔ اب ذرا ولی اللہ جو قبر میں ہے اس کی ایک مثال بھی پیش کرتا ہوں۔

طبقات سبکی ۲/۱۵ ۴۶۴ھ سمرقند میں قحط چھا گیا لوگوں نے بہت دعائیں کی اور نماز استسقا بھی پڑھی لیکن بارش نہ ہوئی سمرقند کا قاضی بہت صالح تھا اس نے کہا کہ میں نے خواب دیکھی ہے مجھے کہا گیا ہے کہ تو بھی اور تیرے ساتھ لوگ محمد بن اسمٰعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی قبر کی طرف نکلیں اور اس کے پاس جا کر دعا مانگیں فَخَرَجَ الْقَاضِيْ وَالنَّاسُ مَعَهٗ وَاسْتَسْقَى الْقَاضِيْ بِالنَّاسِ وَبَكَى النَّاسُ عِنْدَ الْقَبْرِ وَتَشَفَّعُوْا بِصَاحِبِهٖ فَاَرْسَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى السَّمَآءَ بِمَآءٍ عَظِيْمٍ غَزِيْرٍ فَقَامَ النَّاسُ مِنْ اَجَلِهٖ بِخَرْتَنْكَ سَبْعَةَ اَيَّامٍ اَوْ نَحْوَهَا لَا يَسْتَطِيْعُ اَحَدٌ الْوُصُوْلَ اِلٰى سَمَرْقَنْدَ مِنْ كَثْرَةِ الْمَطَرِ وَغَزَارَتِهٖ۔

تو نکلا قاضی اور لوگ بھی اس کے ساتھ قاضی نے دعا استسقٰی پڑھی لوگوں کے ساتھ اور لوگ قبر کے پاس روئے اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی سفارش خداوند کے دربار میں پیش کی تو رب العزۃ نے آسمان سے خوب زور کی بارش برسائی تو لوگ کثرت بارش کی وجہ سے خرتنک میں سات دن باہر نہ نکل سکے اور سمرقند شہر میں بارش کی وجہ سے نہ جا سکے اے وہابی دوستو خدا را کچھ سوچ کر آیت کو چسپاں کیا کرو جو آیتیں بتوں کے حق میں نازل ہیں ان کو انبیاء علیہ السلام اور اولیاء اللہ پر چسپاں مت کرو یہ خدا کی کتاب تمہاری تصنیف شدہ نہیں کہ جو تمہارا دل چاہے مطلب بنالو تمہارے اس عقیدہ باطلہ کی تو اللہ تعالٰے نے بھی تردید فرمائی ہے۔

ال عمران ۴/۱۷ | وَيَسْتَبْشِرُوْنَ بِالَّذِيْنَ لَمْ يَلْحَقُوْا بِهِمْ مِّنْ خَلْفِهِمْ اَنْ لَّا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ۔

اور وہ شہدا مبارکیں طلب کرتے ہیں ان لوگوں سے جو ان کے ساتھ ابھی ملے نہیں ان کے پیچھے ہیں اس بات کی کہ ان پر کوئی خوف نہیں اور نہ وہ غم کھائینگے۔

سناؤ اب تو فیصلہ خداوندی ہو گیا کہ یہ پارٹی شہدا و اولیاء اللہ و انبیاء علیہم السلام کی ایسی نہیں جیسا کہ تم نے سمجھا ہے بلکہ دنیا سے ان کا تعلق رہتا ہے اور وہ طلب بشارت کرتے ہیں۔

کچھ خدا کا خوف کرو جب حیاۃ انبیاء علیہم السلام و شہداء و صالحین رضوان اللہ علیہم اجمعین بکلام الہٰی ثابت ہے اور ان سے فائدہ و استفادہ بھی ثابت ہے تو تم اگر نہ سمجھو تو تم سے خدا سمجھے آیئے اہل سنت و جماعت کی تفاسیر سے تمہاری تسلی کر دیں تاکہ اگر تم عقیدہ اہل سنت و جماعت کے مطابق رکھتے ہو تو بھلا ان کی تفسیر ہی سن کر شاید تمہارا ایمان درست ہو جائے اور خداوند تمہارے عقیدہ کو درست کر دیں يُضِلُّ بِهٖ كَثِيْرًا وَّيَهْدِيْ بِهٖ كَثِيْرًا

(۱) تفسیر خازن ۴/۱۰ | (وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ) يعني وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَهُمْ اٰلِهَةً مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَهِيَ الْاَصْنَامُ الَّتِيْ يَعْبُدُوْنَهَا

(وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ) کے معنی جن کو تم خدا کے سوا معبود پکارتے ہو اور وہ بت ہیں جن کی تم عبادت کرتے ہو۔

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ كَالْعَطْشَانِ اِذَا بَسَطَ كَفَّيْهِ فِي الْمَاءِ لَا يَنْفَعُهٗ ذٰلِكَ مَا لَمْ يَغْرِفْ بِهِمَا مِنَ الْمَاءِ وَلَا يَبْلُغُ الْمَاءَ فَاهُ مَا دَامَ بَاسِطَ كَفَّيْهِ وَهٰذَا مَثَلٌ ضَرَبَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى لِلْكُفَّارِ وَدُعَائِهِمُ الْاَصْنَامَ حِيْنَ لَا يَنْفَعُهُمْ اَلْبَتَّةَ ثُمَّ خَتَمَ هٰذَا بِقَوْلِهٖ (وَمَا دُعَاءُ الْكٰفِرِيْنَ) يعني اَصْنَامَهُمْ

اور فرمایا حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے مثال پیاسے کی جب اپنے دونوں ہاتھ

پانی کی طرف پھیلائے یہ پیاسے اسکو نفع نہیں دے سکتے جب تک کہ دونو ہاتھوں سے پانی کے چلو نہ نہ بھرے اور نہیں پہنچتا پانی کو اس کا منہ جب تک بھی وہ اپنے دونو ہاتھ پھیلائے رکھے اور یہ مثال اللہ تعالیٰ نے کفار کے لیے بیان فرمائی ہے اور ان کا بتوں کو پکارنا اور عبادت کرنا جب کسی وقت ان کو نفع نہیں دیتا۔ ہرگز پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے قول سے آیت کو ختم فرمایا (اور نہیں ہے کافروں کو پکارنا) یعنی ان کے بتوں کو۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی ثابت ہو گیا کہ یہ آیت بتوں اور کفار کے بارے میں ہے نہ کہ انبیاء علیہم السلام اور اولیاء اللہ کے حق میں جیسا کہ تم نے سمجھا ہے۔

(۲) تفسیر معالم التنزیل $\frac{۴}{۱۰}$ } (وَالَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِہٖ) یَعْبُدُوْنَ الْاَصْنَامَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ۔

اور وہ لوگ جو اللہ کے سوا بتوں کی عبادت کرتے ہیں۔

(۳) تفسیر نسفی $\frac{۲}{۱۱۸}$ } (وَالَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ) وَالْاٰلِھَۃَ الَّذِیْنَ یَدْعُوْھُمُ الْکُفَّارُ۔ (وَمَا دُعَاءُ الْکَافِرِیْنَ اِلَّا فِیْ ضَلٰلٍ) اَنْ دَعَوُا الْاَصْنَامَ لَمْ تَسْتَطِعْ اِجَابَتَھُمْ۔

اور وہ لوگ جو پکارتے ہیں اور وہ معبود جن کو کفار پکارتے ہیں۔

(۴) تفسیر ابن کثیر $\frac{۲}{۵۰۷}$ } (وَالَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِہٖ الخ) مَثَلُ الَّذِیْنَ یَعْبُدُوْنَ اٰلِھَۃً غَیْرَ اللّٰہِ

مثال ان لوگوں کی جو عبادت کرتے ہیں اللہ کے سوا معبود کی۔

(۵) تفسیر بیضاوی $\frac{۲}{۲۸۴}$ } (وَالَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ) فَالْمُشْرِکُوْنَ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ الْاَصْنَامَ

اور مشرک لوگ جن بتوں کی عبادت کرتے ہیں اور پکارتے ہیں

(۶) تفسیر جلالین ۲۰۱ } (وَالَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ) یَعْبُدُوْنَ (مِنْ دُوْنِہٖ)

أَيْ غَيْرِهِ وَهُمُ الْأَصْنَامُ۔

اور وہ لوگ جو عبادت کرتے ہیں اللہ کے سوا اور وہ بت ہیں۔

(۷) تفسیر جامع البیان ۲۱۱ } (وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ) اَلْأَصْنَامُ دونِ دُوْنِهٖ) مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ تَعَالٰى اَوِ الْمُرَادُ مِنَ الَّذِيْنَ الْأَصْنَامُ اَيِ الْأَصْنَامُ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَهُمْ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ (لَا يَسْتَجِيْبُوْنَ) اى الْأَصْنَامُ لَهُمْ لِعِبَادَتِهِمْ۔

اور جن بتوں کو اللہ کے سوا پکارتے ہیں الذین سے مراد بت ہیں یعنی وہ بت جن کو کفار اللہ کے سوا پکارتے تھے (وہ نہیں جواب دے سکتے) یعنی بت ان کو ان کی عبادت کا

(۸) تفسیر کشاف ۲/۲۸۳ } (وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ) وَالْاٰلِهَةُ الَّذِيْنَ يَدْعُوْهُمُ الْكُفَّارُ

(۹) تفسیر موضح القرآن ۲۵۲ } (وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ) اور وہ لوگ جو پکارتے ہیں سوائے خدائے تعالےٰ کے بتوں کو جو انہیں خدا تعالےٰ کا شریک کہتے ہیں (لَا يَسْتَجِيْبُوْنَ) وہ بت ان کا پکارنا اور بلانا نہیں مانتے۔ اکثر تفاسیر اہل سنت وجماعت سے ثابت ہو گیا کہ یہ آیت بتوں کے حق میں ہے نہ ولیوں نبیوں کے حق میں جیسا کہ تم نے اور تمہارے اکابرین نے سمجھا ہے۔

فاعتبروا یا اولی الابصار۔

"وہابی" اللہ تعالےٰ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے کہ جن ولیوں نبیوں کو تم پکارتے ہو وہ اپنے نفسوں کی مدد نہیں کر سکتے۔ چہ جائیکہ وہ تمہاری امداد کریں ملاحظہ ہو۔

وَالَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ نَصْرَكُمْ وَلَآ اَنْفُسَهُمْ يَنْصُرُوْنَ وَاِنْ تَدْعُوْهُمْ اِلَى الْهُدٰى لَا يَسْمَعُوْا وَتَرٰىهُمْ يَنْظُرُوْنَ اِلَيْكَ وَهُمْ

لَا یُبْصِرُوْنَ

اور جن کو تم اللہ کے سوا پکارتے ہو وہ تمہاری مدد کرنے کی طاقت نہیں رکھتے اور نہ وہ اپنے نفسوں کی مدد کر سکتے ہیں اگر تم ان کو ہدایت کی طرف بلاؤ وہ سنتے نہیں آپ ان کو ملاحظہ فرماتے ہیں۔ کہ وہ آپ کی طرف تکتے ہیں۔ حالانکہ وہ دیکھ نہیں سکتے۔

سُنا یہی ہے تمہاری قبروں کا حال جن کو تم پکارتے ہو خدا کا خوف کرو قرآن کیا کہتا ہے۔

"محمد عمر" رب العزۃ نے اس آیۃ کریمہ میں من دُوْنِ اللہ کی شرح فرمائی جیسا کہ ماقبل بھی تفاصیل گزر چکی ہیں۔ اب من دون اللہ کی تین تشقیں بیان فرمائیں۔

(۱) اپنی جانوں کی مدد کر کے وہ عذاب الٰہی سے اپنے آپ کو بچا نہیں سکتے لہٰذا وہ تمہاری مدد کے قابل نہیں۔

(۲) وہ گمراہ ہیں ہدایت سے اتنی دور ہیں کہ اگر تم ہدایت کے لئے پکارو تو وہ تمہاری بات سنتے ہی نہیں۔

(۳) وہ دیکھنے کی طاقت نہیں رکھتے کیونکہ بظاہر ان کی آنکھیں نظر آتی ہیں لیکن وہ دیکھ نہیں سکتے کیونکہ دیکھنے والی آنکھیں ان کی نہیں ہیں۔ بلکہ انسانوں کی گھڑی ہوئی ہیں۔

اب اے وہابیو تم ذرا اتنا غور فرماؤ کہ ان امور ثلاثہ کو انبیاء کرام اور اولیائے کرام پر چسپاں کرنا ایمان سے بعید ہے۔ کیونکہ یہ آیت مومن پر چسپاں نہیں ہو سکتی چہ جائیکہ انبیاء کرام و اولیائے عظام پر چسپاں کرو کیونکہ نمبر (۱) میں بتوں کی حالت یہ ہے کہ فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِیْ وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ اُعِدَّتْ لِلْکٰفِرِیْنَ تم آگ سے ڈرو جس کا ایندھن آدمی ہیں اور پتھر جو کافروں کے لئے تیار کی گئی ہے اس آیۃ سے ثابت ہوا کہ اس آیۃ مذکورہ میں معبودین کفار بت مراد ہیں جو جہنم کا ایندھن ہوں گے دوزخ کی آگ سے خود نہ بچ سکیں گے دوسروں کو انہوں نے کیا ہی بچانا ہے جن کے لئے رب العزۃ نے بھی فتویٰ دیا ہے۔ لَا یَسْتَطِیْعُوْنَ نَصْرَکُمْ وَلَآ اَنْفُسَهُمْ یَنْصُرُوْنَ یہ صفت بت کی ہے نہ کہ محبین کی جیسا کہ

تم نے سمجھا ہے کیونکہ مومنین کی شان دوسرے مقام پر کلام الٰہی میں مذکور ہے سُنیئے

انبیاء ع ۷ | اِنَّ الَّذِیْنَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِّنَّا الْحُسْنٰۤى اُولٰٓىٕكَ عَنْهَا مُبْعَدُوْنَ
بے شک وہ لوگ جن کے لئے ہماری طرف سے نیکی کا وعدہ ہو چکا ہے یہی لوگ دوزخ سے دور کئے جاویں گے۔

معلوم ہوا کہ دوزخ مومنین کے نزدیک بھی نہ ہو سکے گا چہ جائیکہ وہ بتوں کے مصداق بن کر دوزخ میں داخل ہوں اور سُنئے

اَلْاَخِلَّآءُ یَوْمَىٕذٍۭ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ اِلَّا الْمُتَّقِیْنَ تمام دوست قیامت کے دن ایک دوسرے کے دشمن ہونگے سوائے متقین کے۔

معلوم ہوا کہ متقین انبیاء کرام اور اولیاء عظام اپنی جانوں کو بھی دوزخ کی آگ سے بچائینگے اور ان کی دوستی ان کے متبعین کو بھی مفید ثابت ہوگی تو اس ایۃ کریمہ کے یہ لوگ مصداق نہ بنے جیسا کہ قرآن کریم سے ثابت کیا گیا معلوم ہوا کہ تم نے اس ایۃ کو غلط سمجھا ہے۔

ارے جن کی شان میں خداوند فرما دیں اَلَاۤ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَ لَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ تم ان کی بے ادبی ایسی کرو کہ بتوں کی ایات ان پر چسپاں کرو اور وَ لَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ کو پس پشت ڈال کر یہ کہو کہ وہ نہ اپنی جانوں کو نہ کسی کو کوئی فائدہ پہنچا ہی نہیں سکتے خدا سے ڈرو تم نے مرنا ہے کیا قبروں میں اپنے ساتھ توشہ انبیاء کرام و اولیاء کرام کی بے ادبی اور گستاخی ہی لے جاؤ گے اُن سے مت بگاڑو ان سے بگڑ گئی تو خدا راضی نہ ہوگا۔ تو تمہارا کوئی ٹھکانہ نہ ہوگا سوچ لو یہاں تو دھڑا بندی بنا لوگے لیکن وہاں ان کا دھڑا ہی کام آئیگا یہ تمہارا دھڑا کام نہ آئیگا فرمان الٰہی لَا یَسْتَطِیْعُوْنَ یہ بتوں کے متعلق ہے نہ انبیاء کرام اور اولیاء کرام کے متعلق جیسا کہ تم نے سمجھا ہے اب مفسرین اہل سنت وجماعت سے فتویٰ دریافت فرمائیے۔

(۱) تفسیر جلالین ۱۱۳ | (وَ اِنْ تَدْعُوْهُمْ) اَیِ الْاَصْنَامَ اِلَى الْهُدٰى لَا یَسْمَعُوْا (دَعَوْتَهُمْ) اَیِ الْاَصْنَامَ - اور اگر تم بتوں کو ہدایت

کی طرف بلاؤ تو وہ نہیں سنتے (اور) آپ ان کو دیکھتے ہیں، یعنی بتوں کو

(۲) جامع البیان ۱۵۰ { (وَاِنْ تَدْعُوْهُمْ) اَیِ الْاَصْنَامَ
اور اگر تم بتوں کو پکارو

(۳) تفسیر خازن ۲/۲۶۹ { (وَالَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ) هٰذِهِ الْاَصْنَامُ وَهِیَ
لَیْسَتْ كَذٰلِكَ فَلَا تَكُوْنُ مَعْبُوْدَةً

اور جن کی تم عبادت کرتے ہو اللہ کے سوا یہ بت ہیں اور وہ ایسے نہیں تو معبود نہ بن سکے۔

(۴) تفسیر معالم التنزیل ۲/۲۶۹ { (وَالَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ) یعنی الاصنام
(یَنْظُرُوْنَ اِلَیْكَ) یعنی الاصنام۔

(۵) تفسیر ابن کثیر ۲/۲۷۶ { (وَاِنْ تَدْعُوْهُمْ اِلَى الْهُدٰى لَا يَتَّبِعُوْكُمْ) یعنی
اَنَّ هٰذِهِ الْاَصْنَامَ لَا تَسْمَعُ دُعَاءَ مَنْ دَعَاهَا

یعنی یہ بت جو شخص ان کو پکارے وہ اس کی پکار کو سنتے نہیں۔

(۶) موضح القرآن ۱۶۳ - شاہ عبد القادر صاحب { اور جن بتوں کی بندگی کرتے ہو تم سوائے اللہ
کے نہیں طاقت رکھتے وہ یاری کرنے

تمہارے کی اور نہ اپنوں اپنی کی یاری کرتے ہیں۔

(۷) موضح القرآن { کم از کم اپنے مولوی اشرف علی صاحب کا ہی ترجمہ ملاحظہ
کر لو شاید سمجھ آ جائے۔ اور تم جن لوگوں کی خدا کو چھوڑ کر

عبادت کرتے ہو۔

اور دوست پہلی ایت تو تم نے اس کی چھوڑ ہی دی تا کہ پول نہ نکلے سنئے

اعراف ۹/۲۴ { اِنَّ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ عِبَادٌ اَمْثَالُكُمْ فَادْعُوْهُمْ
فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ اَلَهُمْ اَرْجُلٌ

یَّمْشُوْنَ بِهَآ اَمْ لَهُمْ اَیْدٍ یَّبْطِشُوْنَ بِهَآ اَمْ لَهُمْ اَعْیُنٌ یُّبْصِرُوْنَ بِهَآ

اَمْ لَهُمْ اٰذَانٌ يَّسْمَعُوْنَ بِهَا قُلِ ادْعُوْا شُرَكَآءَكُمْ ثُمَّ كِيْدُوْنِ فَلَا تُنْظِرُوْنِ

بے شک جن من دون اللہ کی تم عبادت کرتے ہو وہ تمہاری مثل مملوک خدا ہیں پس دعا مانگو تم ان سے تاکہ وہ تمہاری دعا قبول کریں اگر تم سچے ہو کیا ان کے پاؤں ہیں؟ جن کے ساتھ وہ چلتے ہوں کیا ان کے ہاتھ ہیں؟ جن کے ساتھ وہ پکڑتے ہوں کیا ان کی آنکھیں ہیں؟ جن سے وہ دیکھتے ہوں کیا ان کے کان ہیں؟ جن کے ساتھ وہ سنتے ہوں فرما دیجئے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بلاؤ اپنے شرکاء کو پھر وہ مجھ سے مکر کرلیں تو وہ میرا انتظار نہ کریں (جو کرنا ہے کرلیں)

یہ ہے جناب بتوں کا حال جن کو اللہ تعالےٰ نے ذلیل کرنے کے لئے ایک ایک بات میں ان کو ذلیل کیا ہے۔ اب اس کا ترجمہ پہلے اپنے اکابرین سے سنئے۔

(۱) مولوی اشرف علی صاحب (اِنَّ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ) اور تم جن لوگوں کی خدا کو چھوڑ کر عبادت کرتے ہو۔

(۲) **تفسیر موضح القرآن** تحقیق جن بتوں کی بندگی کرتے ہو تم سوائے اللہ کے

(۳) **شاہ ولی اللہ صاحب** ۔ ہر آئینہ کسانیکہ عبادت میکنند ایشاں را بجز خدا

معلوم ہوا ہے کہ اس آیۃ میں تَدْعُوْنَ سے مراد تَعْبُدُوْنَ ہے جو کوئی اہل سنت و جماعت کسی نبی اللہ و یا ولی اللہ کی عبادت نہیں کرتا یہ تمہارا بہتان ہے۔

اب مفسرین اہل سنت کے حوالہ جات ملاحظہ ہوں۔

(۴) **تفسیر جامع البیان** ۱۰ { (اِنَّ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ) تَعْبُدُوْنَهُمْ (مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ) اي الاصنام۔

جن کی تم عبادت کرتے ہو سوائے اللہ کے یعنی بتوں کی

(۵) **تفسیر خازن** $\frac{2}{268}$ { (اِنَّ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ عِبَادٌ اَمْثَالُكُمْ) يعني اَنَّ الاصنام التي يعبدها هؤلاء المشركون

مَمْلُوکَۃٌ لِلّٰہِ اَمْثَالُھُمْ یعنی بت جن کی وہ مشرکین عبادت کرتے ہیں وہ ان کی طرح اللہ کی مملوک ہیں۔

وَفِیْہِ سَوَالٌ وَّھُوَ اَنَّہٗ وَصَفَھَا بِاَنَّھَا عِبَادٌ مَعَ اَنَّھَا جَمَادَاتٌ وَالْجَوَابُ اَنَّ الْمُشْرِکِیْنَ لَمَّا ادَّعَوْا اَنَّ الْاَصْنَامَ تَضُرُّ وَتَنْفَعُ وَجَبَ اَنْ یَّعْتَقِدُوْا کَوْنَھَا عَاقِلَۃً فَاھِمَۃً فَوَرَدَتْ ھٰذِہِ الْاَلْفَاظُ عَلٰی وَفْقِ مُعْتَقَدِھِمْ تَبْکِیْتًا لَھُمْ وَتَوْبِیْخًا اِنَّمَا قَدَّدَ فِیْ مَعْرِضِ الْاِسْتِھْزَاءِ بِالْمُشْرِکِیْنَ۔

اور اس میں سوال ہے اور وہ یہ کہ اللہ تعالےٰ نے بتوں کی وصف بندوں سے فرمائی (یعنی بندوں کی مثال فرمائی) بایں طور کہ وہ بندے ہیں باوجودیکہ وہ جمادات ہیں اور جواب یہ ہے کہ مشرکین نے جب یہ دعویٰ کیا کہ بت نقصان بھی کر سکتے ہیں اور نفع بھی دیتے ہیں۔ واجب ہوا کہ وہ اعتقاد رکھیں ان کے عاقلہ فاہمہ ہونے کا بھی تو یہ الفاظ ان کے عقیدے کے موافق ان کو رولانے اور جھڑکنے کے لئے وارد ہوئے اور کوئی بات نہیں یہ بیان عباد اَمْثَالُکُمْ کا محض مشرکین کو مخول کرنے کے لئے وارد ہوا ہے (حقیقت الامر وہ بت ایسے نہیں تو ثابت ہوا کہ تم بھی انبیاء اللہ اور اولیاء اللہ کو مخول کرتے ہوئے اس ایت کو ان پر چسپاں کرتے ہو اللہ تبارک وتعلےٰ بتوں اور ان کے پرستاروں کو ایسی ایات نازل فرما کر مخول کرے اور تم بتوں اور کفار کا بدلہ لینے کے لئے وہی ائتیں مومنین اور اولیاء اللہ اور انبیاء اللہ پر چسپاں کر کے مخول کرتے ہو۔ کچھ شرم کرو۔ کچھ شرم کرو۔ کچھ شرم کرو۔

(۶) **تفسیر نیشاپوری** $\frac{9}{95}$ } اِنَّ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ عِبَادٌ اَمْثَالُکُمْ، فَسُئِلَ کَیْفَ یَحْسُنُ وَصْفُ الْجَمَادَاتِ بِاَنَّھَا عِبَادٌ وَاُجِیْبَ بَعْدَ تَسْلِیْمِ اخْتِصَاصِ الْعِبَادِ بِالْعُقَلَاءِ بِاَنَّ ذَالِکَ وَرَدَ عَلٰی مُعْتَقَدِھِمْ اَنَّھَا عُقَلَاءُ وَفِیْہِ اَیْضًا نَوْعٌ مِّنَ الْاِسْتِھْزَاءِ

(بے شک جن لوگوں کی تم عبادت کرتے ہو وہ تمہاری مثل بندے ہیں) پس سوال کیا گیا کہ جمادات کی وصف عباد کے ساتھ کیسے اچھی لگتی ہے اور جواب دیا گیا کہ عباد کی خصوصیت ان کے عقلاء کے تسلیم کرنے کے بعد اس لئے بیان ہوا کہ ان کے اعتقاد سے بتوں کا عقلاء ہونا ان کو مسلم تھا۔

اور اس میں بھی ایک قسم کا استہزاء ہے۔

(۷) تفسیر معالم التنزیل ۲/۲۶۸ } (اِنَّ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ) یعنی الاصنام یعنی بت

(۸) تفسیر کشاف ۲/۱۱۰ } (وَاِنْ تَدْعُوْهُمْ) وَاِنْ تَدْعُوْا هٰذِهِ الْاَصْنَامَ (عِبَادٌ اَمْثَالُكُمْ) وَقَوْلُهٗ عِبَادٌ اَمْثَالُكُمْ اِسْتِهْزَاءٌ بِهِمْ۔

(۹) تفسیر ابن جریر ۹/۹۵ } (اِنَّ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ عِبَادٌ اَمْثَالُكُمْ) يَقُوْلُ جَلَّ ثَنَاؤُهٗ لِهٰؤُلَاءِ الْمُشْرِكِيْنَ مِنْ عَبَدَةِ الْاَوْثَانِ مُوَبِّخَهُمْ عَلٰى عِبَادَتِهِمْ مَالَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ مِنَ الْاَصْنَامِ

اللہ تعالے ان مشرکین کو بتوں کی عبادۃ پر توبیخ فرماتے ہوئے ارشاد کرتے ہیں جو بت ان کو نہ ضرر دے سکتے ہیں اور نہ نفع۔

اِنَّ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ اَيُّهَا الْمُشْرِكُوْنَ اٰلِهَةً مِّنْ دُوْنِ اللّٰہِ وَتَعْبُدُوْنَهَا شِرْكًا مِّنْكُمْ وَكُفْرًا بِاللّٰہِ عِبَادٌ اَمْثَالُكُمْ يَقُوْلُ هُمْ اَمْلَاكٌ لِرَبِّكُمْ كَمَا اَنْتُمْ لَهٗ مَمَالِيْكُ

بے شک اے مشرکو جن معبودوں کی تم اللہ کے سوا عبادت کرتے ہو اور اللہ کے ساتھ شرک و کفر کرتے ہو وہ تمہاری مثل بندے ہیں اللہ فرماتے ہیں کہ وہ مملوک ہیں تمہارے رب کے جیسا کہ تم اسی کے مملوک ہو۔

ثابت ہوا کہ یہ تمہاری پیش کردہ ایت جس کا ماقبل تمام بتوں کی صفات سے پُر ہے یہ مکمل ایت بتوں کے حق میں ہے اور اب حدیث قدسی بخاری شریف میں مذکور ہے اس ایت کے مقابلہ میں رب العزۃ نے لف ونشر غیر مرتب سے اپنے محبوبوں کی شان بیان فرمائی ہے جو مومنین کے واسطے کافی سمجھنے کا مقام ہے۔

بخاری شریف ۲/۹۶۲ فَكُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِیْ یَسْمَعُ بِهٖ وَبَصَرَهُ الَّذِیْ یُبْصِرُ بِهٖ وَیَدَهُ الَّذِیْ یَبْطِشُ بِهَا وَرِجْلَهُ الَّذِیْ یَمْشِیْ بِهَا وَاِنْ سَاَلَنِیْ لَاُعْطِیَنَّهٗ

(اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں کہ ولی کے) میں کان ہوتا ہوں جس کے ساتھ وہ سنتا ہے اور اس کی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اور اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے اور اس کا پاؤں ہوتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے اور اگر وہ مجھ سے کوئی سوال کرے تو میں اس کو ضرور دیتا ہوں۔

اب تم پر فیصلہ ہے کہ یہ فیصلہ الٰہی اولیاء اللہ اور انبیاء اللہ کے حق میں ہے اور وہ بتوں کے حق میں تو تم بتوں کی ایت کو جب اولیاء اللہ اور انبیاء اللہ پر چسپاں کرتے ہو اور ان کو مخول کرتے ہو تو معلوم ہوا کہ تمہارا ان کو مخول کرنا یہ ان کی طرف منسوب نہیں بلکہ یہ خداوند کو مخول کرنا ہے جسکا بدلہ تم سے خداوند ہی بطش شدید سے لے گا اب تمہاری مرضی پر موقوف ہے سمجھو یا نہ اور پھر بخاری شریف میں مذکور ہے۔

بخاری شریف ۲/۱۱۱۷ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ اللّٰهُ اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِیْ بِیْ۔

یہ بھی حدیث قدسی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ فرمایا اللہ تعالےٰ نے کہ میں اپنے بندے کے گمان کے پاس ہوں کہ وہ میرے ساتھ ہے

اب اُس آیۃ کا فیصلہ تمہارے ایمان پر ڈالتا ہوں۔

"وہابی" اللہ تعالےٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا ہے کہ جن کو تم پکارتے ہو اللہ کے سوا وہ ایک مکھی بھی پیدا نہیں کر سکتے تم بیچارے کتنے مغالطے میں پڑے ہوئے ہو سنو۔

اِنَّ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ لَنْ یَّخْلُقُوْا ذُبَابًا وَّلَوِ اجْتَمَعُوْا لَہٗ وَاِنْ یَّسْلُبْھُمُ الذُّبَابُ شَیْئًا لَّا یَسْتَنْقِذُوْہُ مِنْہُ ضَعُفَ الطَّالِبُ وَالْمَطْلُوْبُ مَا قَدَرُوا اللّٰہَ حَقَّ قَدْرِہٖ اِنَّ اللّٰہَ لَقَوِیٌّ عَزِیْزٌ۔

بے شک جن لوگوں کو تم پکارتے ہو اللہ کے سوا ہرگز نہیں پیدا کر سکتے وہ مکھی کو بھی اور اگرچہ وہ اس کے واسطے تمام جمع ہو جاویں اور اگر مکھی ان سے کچھ چھین لے تو وہ اس سے چھوڑا نہیں سکتے کمزور ہے طالب بھی اور مطلوب بھی نہیں قدر کیا انہوں نے حق اس کے قدر کا۔

اس آیہ کریمہ سے ثابت ہوا کہ جن بزرگوں کو تم پکارتے ہو نبی ہوں یا ولی نذریں نیازیں دیتے ہو وہ ایک مکھی بھی نہیں بنا سکتے کبھی تم نے اپنے نبیوں ولیوں کو اپنی قبر سے مکھی اڑاتے دیکھا یہ حال ہے ان لوگوں کا جن کو تم پکارتے ہو اور یہی بڑا بھاری شرک ہے۔

"محمد عمر" دوست تم نے اس آیت کریمہ میں من دون اللہ سے مراد انبیاء اللہ اور اولیاء اللہ لئے ہیں اگر تم واقعی اس مطلب پر یقین رکھتے ہو تو اس مطلب نے تو وہابیت کی جڑ کاٹ کر رکھ دی کیونکہ وَلَوِ اجْتَمَعُوْا لَہٗ اور اگرچہ وہ تمام جمع ہو جاویں تو تمہارے اس مطلب سے اہل قبور کی نقل و حرکت اجتماع و افتراق نشست و برخاست صلاح و مشورہ ثابت ہو گئیں اور دوسری بات یہ ثابت ہوئی کہ تم لوگ بڑے موحد ہو تم چلتے پھرتے اہل قبور سے بھی بدتر ثابت ہوئے کیونکہ اللہ رب العزۃ نے فرمایا ضَعُفَ الطَّالِبُ وَالْمَطْلُوْبُ کیونکہ طالب ایسا کمزور کہ ایسے کمزور کو تسلیم کرتا ہے اور مطلوب اتنا کمزور کہ اس سے مکھی چھین لے جائے تو وہ اسکی مغصوبہ شئے مکھی سے چھڑا نہیں سکتا قبر پر تو کوئی ایسی چیز ہے ہی نہیں جس کو مکھی چھینے اور نہ کسی شخص نے کبھی قبر پر کوئی چیز رکھی ہے۔ بلکہ وہاں تو ہر وقت مجاور جھاڑو سے صفائی ہی رکھتا

ہے بلکہ ان کو جو اللہ تعالے رزق پہنچاتے ہیں وہ تو تمہارے منشور سے ہی ورا ہے بھلا وہاں مکھی کی کیا جرأت کہ ان سے چھین سکے ارے ان سے تو وہابی اپنی عمر بھر میں نہ چھین سکا حسد سے خواہ جلتا رہے لیکن چھیننے سے قاصر ہے مکھی بیچاری کی طاقت کہاں جو شے ان کی طرف سے خرچ کی جاتی ہے وہ قبروں تک جاتی ہی کہاں وہ یا تو مولوی ختم پڑھ کر کھا گیا یا مجاور قبر سے اسکو کیا تعلق کھانے کا تعلق تو یا مولوی کے متعلق ہے یا مجاور کے یا مساکین وغیرہ کے ہاں البتہ اس کے ثواب کا تعلق اہل قبور سے ہے نہ کہ قبور سے جیسا کہ تم نے سمجھ رکھا ہے اس لحاظ سے تو اہل قبور سے تمہاری حالت بدتر ہے کیونکہ تم اگر کھانا کھانے کو اپنے سامنے چیز رکھتے ہو تو تم سے پہلے فوراً مکھی اس کھانے سے چوس کر کھا جاتی ہے تم چھڑا نہیں سکتے البتہ اڑا دو گے تو معلوم ہوا کہ مکھی کو قبور سے تو کچھ وصول نہیں البتہ تجھ سے اسکو وصول ہے اور تم بھی اس سے نہ چھڑا سکے لہٰذا تم بموجب اس آیت کے اہل قبور سے زیادہ کمزور ٹھہرے تو تم پر ضعف الطالب والمطلوب صادق ہو گا نہ کہ اہل قبور پر تو ثابت ہوا کہ اس آیت کے مصداق اہل قبور نہیں۔ اور وہابی کی مثال بھی نیک و بد کی تمیز میں بعینہ مثل مگس ہے۔

اور اگر تم یہ کہو کہ اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ چونکہ وہ مکھی کو پیدا نہیں کر سکتے اس واسطے وہ کوئی وقعت نہیں رکھتے تو یہ بھی تمہارا استنباط غلط ہے کیونکہ جو انبیاء کرام اور اولیاء کرام سے پیدا کر سکے تو وہ معبود کہلا سکے گا؟ یہ بھی غلط کیونکہ عیسیٰ کو یہ طاقت تھی لیکن معبود وہ خالق حقیقی ہی ہے اور کوئی نہیں موسیٰ علیہ السلام لاٹھی پھینکتے تو وہ اژدھا بن جاتا چنانچہ وہ ایک دفعہ جادوگروں کی رسیاں نگل گیا کیا موسیٰ علیہ السلام کو معبود کہہ گئے؟ ابراہیم علیہ السلام نے قیمہ کئے ہوئے ٹکڑوں کو بلایا تو وہ ان کی طرف زندہ ہو کر دوڑتے ہوئے آئے کیا ان کو معبود سمجھو گے؟ ہرگز نہیں تو معلوم ہوا کہ من دون اللہ سے مراد بت ہیں جو خالق نے ان کی معبودیت کو باطل ثابت کر کے اپنی قوت الوہیت کے مقابلہ میں کفار اور ان کے بتوں کو ذلیل کرنے کے واسطے فرمایا کہ جن کو تم معبود اور الٰہ سمجھ بیٹھے ہو وہ تو مکھی بھی جو میری ادنے

مخلوق ہے پیدا نہیں کر سکتے اور میں ہی لائق پرستش ہوں جس نے اتنے بڑے بڑے آسمان زمین پیدا کر دیئے اور تمہارے نصب کردہ بت جن کو تم اپنا معبود سمجھ بیٹھے ہو ان کی حالت اتنی کمزور ہے کہ تم لوگ جو ان پر چیزیں چیپاں کر جاتے ہو ان پر مکھیاں بیٹھکر کھا جاتی ہیں۔ اور ان کو کھانے کی طاقت نہیں ہوتی جب تمہارے مقرر کردہ معبودوں کی اتنی کمزوری ہے تو تم ان کو اپنا معبود کیوں سمجھتے ہو بلکہ خالق کل کو ہی اپنا معبود سمجھو جب تم اس کو اپنا معبود حقیقی سمجھ کر اس کے بن جاؤ گے اور اس کی ہی عبادت کرو گے تو پہاڑ تمہارا کھا مانینگے دریا تمہارے غلام ہونگے زمین و آسمان شمس و قمر تمہارے مطیع ہونگے حتیٰ تم قبر میں بھی چلے جاؤ گے تو تمہارا رزق خداوند فرشتوں کے ذریعہ تمہیں اسی جگہ پہنچاویں گے تیرا درجہ عبودیت ہوگا لیکن تیرا کرخوشنودی خداوند ہوگا۔ تیرا ادب و احترام اطاعۃ اللہ لکھی جاویگی۔ تیری زندگی قیامت کی ڈھال ہوگی تیری قبر تیرے سبب سے حاجز عذاب الٰہی ہوگی اور باعث نزول رحمت الٰہیہ ہوگی اور مومنین کے واسطے ایۃٌ من ایات اللہ ہوگی تو اسی درجہ پر فائز ہونے سے ہر مکان ہر زمان تیرے ساتھ معیت الٰہیہ ہوگی پھر وہ ایسے ہی کریگا جو تو نے کہدیا کیونکہ تیری موت و حیات اسی کے لئے ہوگی۔

کہاں من دون اللہ طاقت بتان و اوثان اور کہاں طاقت عباد اللہ جن کو ھُوَ مَعَکُمْ کا خطاب مل چکا ہو اور معیت کا وقت اور انتہا کا ذکر ہی نہ ہو ان سے مکھی نے چھیننا تو کیا ان کی حدود میں مکھی پر نہیں مار سکتی جایئے مدینہ طیبہ میں خود ملاحظہ کر لو کہ روضہ اطہر کے حرم میں کہیں مکھی نظر نہیں آئیگی تو اس ایت کریمہ کو انبیاء اللہ اور اولیاء اللہ پر چیپان کرنا جہالت نہیں تو اور کیا ہے آیئے اہل سنت و جماعت کے مفسرین سے مشورہ کر لیں کہ اس ایت پاک کے متعلق تم ہی فیصلہ کر دو کہ یہ ایت کریمہ کس کے حق میں نازل ہے۔

(۱) تفسیر جلالین ۲۱۵ | (اِنَّ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ) تَعْبُدُوْنَ (مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ) اے غیرہ وھُمُ الاَصْنَامُ۔

بے شک جن کی تم عبادت کرتے ہو اللہ کے سوا اور وہ بت ہیں۔

(۲) **تفسیر جامع البیان ۲۹۲** { (اِنَّ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ) تَدْعُوْنَھُمْ اَیِ الْاَصْنَامَ (وَلَوِاجْتَمَعُوْا) اَلْاَصْنَامُ

بے شک جن کی تم عبادت کرتے ہو یعنی بتوں کی اور اگر جمع ہوجاویں تمام بت

(ضَعُفَ الطَّالِبُ) اَلصَّنَمُ وَالذُّبَابُ اَوِالْعَابِدُ (وَالْمَطْلُوْبُ) اَوِالذُّبَابُ اَوِالصَّنَمُ۔ (کمزور ہے طالب) بت اور مکھی یا عابد (اور مطلوب) یا مکھی یا بت

(۳) **تفسیر بیضاوی ۳/۳۳۶** { (اِنَّ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ) یعنی الاصنام یعنی بت

(ضَعُفَ الطَّالِبُ وَالْمَطْلُوْبُ) عابد الصنم ومعبودہٗ او الذباب یطلب ما یسلب عن الصنم من الطیب والصنم یطلب الذباب منہ السلب او الصنم والذباب۔

(۴) **تفسیر نسفی ۳/۸۵** { (مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ) اٰلِھَۃٌ بَاطِنَۃٌ = (مَاقَدَرُوا اللّٰہَ حَقَّ قَدْرِہٖ) مَاعَرَفُوْہُ حَقَّ مَعْرِفَتِہٖ حَیْثُ جَعَلُوْا ھٰذَا الصَّنَمَ الضَّعِیْفَ شَرِیْکًا لَّہٗ۔

اللہ کے سوا معبود باطلہ من دون اللہ معبود باطلہ ہیں (نہیں قدر کیا انہوں نے اللہ کا حق اس کے قدر کا) نہیں پہچانا انہوں نے حق اس کے پہچاننے کا جہاں بنایا انہوں نے اس بت کمزور کو اللہ کا شریک۔

(۵) **تفسیر صاوی ۳/۱۱۰** { (یَآ اَیُّھَا النَّاسُ ضُرِبَ مَثَلٌ فَاسْتَمِعُوْا لَہٗ) اَلْمُرَادُ بِہٖ عُمُوْمُ مَنْ کَانَ یَعْبُدُ الْاَصْنَامَ

(۶) **تفسیر ابن کثیر ۳/۲۲۵** { (وَلَوِاجْتَمَعُوْا لَہٗ) اَیْ وَلَوِاجْتَمَعَ جَمِیْعُ مَا تَعْبُدُوْنَ مِنَ الْاَصْنَامِ وَالْاَنْدَادِ (ضَعُفَ الطَّالِبُ وَالْمَطْلُوْبُ)

قَالَ ابنُ عَبَّاسٍ اَلطَّالِبُ الصَّنَمُ وَالمَطلُوبُ الذُّبَابُ۔

(۷) تفسیر کبیر ۶/۲۶۱ { قَالَ اِنَّ هٰذِهِ الاَصنَامُ وَاِنِ اجتَمَعَت لَن تَقدِرَ عَلٰی خَلقِ ذُبَابٍ عَلٰی ضُعفِهَا ضَعُفَ الطَّالِبُ) اَلمُرَادُ مِنهُ الصَّنَمُ

(۸) تفسیر خازن ۵/۲۳ { جَعَلَ المُشرِکُونَ الاَصنَامَ شُرَکَائِیَ یَعبُدُونَهَا۔

(۹) معالم التنزیل ۳/۲۳ { (اِنَّ الَّذِینَ تَدعُونَ مِن دُونِ اللّٰہِ) یعنی الاَصنَامَ (وَلَوِ اجتَمَعُوا لَهُ) وَالمَعنٰی اَنَّ هٰذِهِ الاَصنَامُ لَوِ اجتَمَعَت لَم یَقدِرُوا عَلٰی خَلقِ ذُبَابٍ

بے شک جن کی تم اللہ کے سوا عبادت کرتے ہو اور اگر وہ تمام جمع ہو جاویں اس کے لئے معنی یہ ہیں کہ اگر یہ تمام بت جمع ہو جاویں تو ایک مکھی پیدا کرنے پر قدرت نہیں رکھتے۔

(وَاِن یَّسلُبهُمُ الذُّبَابُ شَیئًا لَّا یَستَنقِذُوهُ مِنهُ) قَالَ ابنُ عَبَّاسٍ کَانُوا یَطلُونَ الاَصنَامَ بِالزَّعفَرَانِ فَاِذَا جَفَّ جَاءَ الذُّبَابُ فَاَسلَبَهُ مِنهُ

(اور اگر ان سے مکھی کچھ چھین لے اس سے وہ چھڑا نہیں سکتے کہا ابن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے وہ لوگ بتوں کو کیسر کے ساتھ طلا کرتے تھے تو جب خشک ہو جاتا مکھیاں آتی تو وہ اس کو اس بت سے چوس لیتیں۔

ان مفسرین کے حوالہ جات سے اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی تفسیر سے ثابت ہوا کہ یہ آیت بتوں کے متعلق رب العزۃ نے نازل فرمائی جس سے بتوں کی تذلیل مقصود ہے نہ کہ اولیاء اللہ اور انبیاء اللہ کی اب شاہ عبد القادر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تفسیر بھی ملاحظہ فرماویں۔

(۱۰) تفسیر موضح القرآن ۳۵۰ { (اِنَّ الَّذِینَ تَدعُونَ مِن دُونِ اللّٰہِ لَن یَّخلُقُوا

ذُبَابًا وَّلَوِ اجۡتَمَعُوۡا لَهٗ)

بے شک وہ لوگ جو پکارتے ہیں اور یاد کرتے ہیں یعنی پوجتے ہیں سوا خدا تعالےٰ کے بتوں کو جو وہ بت بنا نہیں سکتے اور پیدا نہیں کرسکتے ایک مکھی کو بھی اگرچہ اس کام کے واسطے سب بت اکٹھے ہوویں تب بھی نہ کرسکیں اور اگر مکھی بتوں سے کچھ لے جاوے تو بت مکھی سے نہ لے سکیں۔

تِلۡكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ

"وہابی" جن پیروں پیغمبروں کو تم پکارتے ہو اور ان سے حاجتیں مانگتے ہو وہ تو بیچارے خود کمزور ہیں جن کی حالت کو خداوند نے بیان فرمایا ہے۔ مَثَلُ الَّذِیْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ اَوْلِیَاۤءَ کَمَثَلِ الْعَنْکَبُوْتِ اِتَّخَذَتْ بَیْتًا وَ اِنَّ اَوْهَنَ الْبُیُوْتِ لَبَیْتُ الْعَنْکَبُوْتِ لَوْ کَانُوْا یَعْلَمُوْنَ مثال ان لوگوں کی کہ پکڑتے ہیں۔ سوائے اللہ کے کارساز ان لوگوں کی مثال مکڑی کی سی مثال ہے جس نے ایک گھر بنایا اور بے شک بہت سست گھروں کا البتہ مکڑی کا گھر ہے کاش کہ وہ جانتے ہوتے۔

اس آیت سے ثابت ہوا کہ تم جو اولیاء یا انبیاء کو کارساز بناتے ہو اللہ تعالےٰ نے ان پر حکم ثبت کیا کہ وہ تو مکڑی کی مانند ہیں جن کا اپنا مکان مکڑی کی طرح بودا ہے تو دوسرے کے واسطے کب کارساز بن سکتا ہے اور انبیاء و اولیاء جو خود زمین کے نیچے دبے ہوئے ہیں وہ دوسرے کی امداد کیا کر سکیں۔

"محمد عمر" تم وہابیوں کو خداوند کریم ہدایت دے خداوند کریم اگر کسی کو قرآن پڑھنے کی توفیق عطا فرماوے تو صحیح سمجھنے کی بھی توفیق دے کیا تمہاری عقل آیۃ کریمہ کو جب سمجھتی ہے الٹ ہی سمجھتی ہے کیا تم نے یہی ٹھیکہ لیا ہوا ہے کہ جو کفار اور بتوں کے حق میں رب العزۃ نے ذکر فرمایا ہو تم ان کو اولیاء اللہ اور انبیاء اللہ علیہم السلام پر چسپاں کر کے ان کی خوب بے ادبی کرو؟ کیا یہ گستاخی نہیں تو اور کیا ہے مثلاً جو گفتگو میں کسی بھنگی سے اس کے حقیر کسب کے متعلق کروں وہی گفتگو اگر تمہارے کسی عالم سے چھیڑ دوں اور جن کلمات کا مصداق سمجھ کر میں نے بھنگی کو خطاب کیا ہے وہی جملے بعینہٖ میں تمہارے اس عالم پر کسوں تو کیا آپ آزردہ خاطر نہ ہونگے بلکہ تم ضرور کہو گے کہ یہ ایسا نادان ہے کہ یہ شخص بھنگی اور عالم کی تمیز سے بے خبر ہے۔ لہٰذا فقیر تمہیں بھی مؤدبانہ گزارش کرتا ہے کہ تمہارا دماغ کیوں مسخ ہو گیا ہے۔ جو آیات خداوند تعالےٰ نے بتوں کی حقیقت کو واضح کرنے کے واسطے فرمائیں تاکہ لوگ ان کی کمزوری کو مدنظر رکھتے ہوئے ان

کی عبادت ترک کر دیں اور کفر و شرک کے جال کو توڑ کر میری توحید اور عبادت پر ہی عقیدہ اور ایمان درست کر لیں اور کسی نہ کسی طرح یہ نار سقر سے نجات پالیں اور میرے عتاب سے بچ جائیں تم ان کو عمداً و عناداً انبیاء کرام و اولیاء عظام پر جڑتے ہو کچھ خدا خوف کرو۔

اللہ تعالےٰ نے اس اٰیۃ کریمہ میں مِنْ دُوْنِ اللہ کی کمزوری کا اظہار فرمایا ہے فرمایا کہ مِنْ دُوْنِ اللہ کی مثال عنکبوت کی طرح ہے۔ جیسے اس کو ذرا سا بھی دبایا جاوے تو وہ فوراً مر جاتا ہے۔ اور اس کا مکان اس کی ذات سے بھی زیادہ کمزور ہے تو جو شخص من دُوْن اللہ یعنی بتوں کی عبادت کرتے ہیں ان کی طاقت بھی عنکبوت کی طرح ہے کہ بت کو ذرا سا چھیڑو تو فوراً گر جاتا ہے۔ رب العزۃ نے بتوں کی کمزوری کو ان کی طاقت کے مطابق مثل عنکبوت ثابت کر کے بت پرستوں کو ذلیل فرمایا اور اپنی الوہیت کا سبق دیا لیکن تم وہابی بیچارے ایسے نکلے ہو کہ وہی عنکبوت کی مثال تم نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر چسپاں کرتے ہو اللہ تعالےٰ نے تم لوگوں کے متعلق خوب ارشاد فرمایا۔

اُنْظُرْ كَيْفَ ضَرَبُوا لَكَ الْاَمْثَالَ فَضَلُّوْا فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ سَبِيْلًا

ملاحظہ فرمایئے یارسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم آپ کے لیئے وہ کیسے مثالیں بیان کرتے ہیں پس گمراہ ہو گئے وہ (ان مثالوں کی بنا پر) پس نہیں طاقت رکھتے وہ رستے کی۔

اس ایت سے ثابت ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ایسی مثالیں کفار دیا کرتے تھے جو تم پیش کرتے ہو جیسے وہ گمراہ ایسے تم بھی آگے اللہ تعالےٰ نے خود من دون اللہ کی وضاحت فرما دی اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ مِنْ شَيْءٍ ٥

فرمایا بے شک اللہ تعالےٰ جانتا ہے جن مِنْ دُوْنِ اللہ کی تم عبادت کرتے ہو وہ کچھ شئی ہی نہیں اب۔ تم ہی اے وہابیو فیصلہ کرو کہ اگر ایمان بالقرآن ہے تو تم نے جب انبیاء اللہ اور اولیاء اللہ پر مِنْ دُوْنِ اللہ ہونے کا فتویٰ چسپاں کر دیا تو تمہارے نزدیک پھر انبیاء اللہ اور اولیاء اللہ ہیچ ثابت ہوئے کچھ سوچو کہ خداوند کریم قرآن کریم میں من دون اللہ

کامصداق کس کو فرما رہے ہیں اور ہم کن پر چسپاں کر رہے ہیں اور یہ بھی سوچو کہ اس عقیدہ رکھنے سے ایمان بھی باقی رہتا ہے یا نہیں۔

"وہابی" مَا یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِہٖ مِنْ شَیْءٍ
کا یہ ترجمہ کس نے کیا ہے۔

"محمد عمر" نحوی قواعد سے بھی ترجمہ صحیح ہے۔ اور مفسرین نے بھی لکھا ہے سنیئے

تفسیر خازن ۵/۱۶۰ | (مَا یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِہٖ مِنْ شَیْءٍ) اِنَّ الَّذِیْ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِہٖ لَیْسَ لِشَیْءٍ۔

تفسیر کبیر ۶/۶۷۳ | مَا یَدْعُوْنَ لَیْسَ لِشَیْءٍ

اے ظاہری ملانوں کلام خداوندی سے بے خبر اور تفسیر بالرای کرنیوالو انبیاء عظام کو لاشیٔ سمجھتے ہو جن کے متعلق رب العزۃ فرماویں فَلَا وَرَبِّکَ لَا یُؤْمِنُوْنَ حَتّٰی یُحَکِّمُوْکَ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ لوگ بے ایمان ہی رہینگے جب تک کہ آپ کی حکومت کو تسلیم نہ کرلیں معلوم ہوا کہ تم لَا یُؤْمِنُوْنَ کی اعلیٰ جماعت میں شمولیت رکھتے ہو جو خداوند کے ایسے واحد حاکم کو لاشیٔ سمجھتے ہو میرے خیال میں ابوالاعلیٰ یعنی فرعون کی ابوت کا خطاب بھی اسی وجہ سے مل چکا ہے اور جن کی شان میں رب العزۃ فرماویں۔

حدید ۲۷/۱ | وَھُوَ مَعَکُمْ اَیْنَمَا کُنْتُمْ اور وہ خدا تمہارے ساتھ ہے جہاں بھی ہو انکو لاشیٔ سمجھے ہو

بقرآن کریم ثابت ہوا کہ انبیاء اللہ و اولیاء اللہ کے ساتھ معیت الہیہ ضروری ہے۔ خواہ وہ عالم دنیا میں ہوں یا عالم برزخ میں پھر فرمایا اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الْمُتَّقِیْنَ بے شک اللہ پرہیزگاروں کے ساتھ ہے اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الْمُؤْمِنِیْنَ بے شک اللہ تعالیٰ مومنین کے

ساتھ ہے اِنَّ اللہَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ بے شک اللہ تعالےٰ صابرین کے ساتھ ہے۔ اور صابرین سے مراد بھی ایمان والے صالحین ہی مراد ہیں کیونکہ انہی کے متعلق ارشاد الٰہی ہے۔
وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ پھر فرمایا۔

نحل ۱۴/۱۶ } اِنَّ اللہَ مَعَ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا وَّالَّذِیْنَ ھُمْ مُّحْسِنُوْنَ بے شک اللہ تعالےٰ پرہیزگاروں کے ساتھ ہے اور وہ پرہیزگار وہ ہیں جو ہر وقت نیکی کرنے والے ہیں۔

ثابت ہوا کہ اولیاء اللہ اور انبیاء علیہم السلام کے ساتھ اللہ تعالےٰ کی معیت ہے خواہ وہ فوق الارض ہو یا تحت الارض ان کو مِنْ دون اللہ کہنا ایمان کے خلاف ہے۔ اور خلاف نص صریحہ ہے۔

وہابی "تم کہتے ہو کہ انبیاء مِنْ دُوْنِ اللہ نہیں میں ثابت کرتا ہوں کہ انبیاء مِنْ دُوْنِ اللہ ہیں سنو اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں۔
وَاِذْ قَالَ اللہُ یٰعِیْسَی ابْنَ مَرْیَمَ ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِیْ وَاُمِّیَ اِلٰھَیْنِ مِنْ دُوْنِ اللہِ قَالَ سُبْحٰنَکَ مَا یَکُوْنُ لِیْ اَنْ اَقُوْلَ مَا لَیْسَ لِیْ بِحَقٍّ اِنْ کُنْتُ قُلْتُہٗ فَقَدْ عَلِمْتَہٗ

اور جب اللہ تعالےٰ نے فرمایا اے عیسیٰ بن مریم کیا تو نے کہا لوگوں کو کہ مجھے اور میری ماں کو اللہ کے سوا معبود بنالو تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کہینگے یا اللہ تو پاک ہے میرے لئے یہ لائق نہیں کہ میں کہتا جو میرا حق نہیں اگر میں نے کہا ہو تو یا اللہ جانتا ہے اس کو۔

اس آیت سے ثابت ہوا کہ عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی ماں من دون اللہ ہیں لہٰذا تمہارا کہنا کہ انبیاء مِنْ دُوْن اللہ نہیں یہ غلط ہے اس آیت میں تو نبی اللہ کا من دُوْن اللہ ہونا صاف ظاہر ہو گیا اور اس میں کوئی گنجائش بھی نہیں۔"

محمد عمر "اللہ تعالےٰ انہیں صراط مستقیم کی ہدایت دے اب تک تم انبیاء اللہ

اور اولیاء اللہ اصحاب قبور کو مِنۡ دُوۡنِ اللہ کہتے آئے ہو جب ہر طرف سے دانت کھٹے
ہوئے تو تم نے اپنا عقیدہ ظاہر کیا کہ وہابیہ صرف مرسلین اصحاب قبور کے مِنۡ دُوۡنِ
اللہ ہونیکے ہی قائل نہیں بلکہ زندہ مرسلین و انبیاء علیہم السلام کو بھی مِنۡ دُوۡنِ اللہ سمجھتے ہیں کیونکہ
اس ایتہ کریمہ سے صاف ظاہر ہے کہ عیسٰی علیہ السلام سے ان کے حین حیات کا سوال ہو رہا کہ
تم نے اپنی زندگی میں بوقت تبلیغ رسالت تبلیغ کی کہ مجھے اور میری ماں کو معبود بنا لو تو حضرت
عیسٰی علیہ السلام اپنی برئیت ظاہر فرماویں گے۔ میرا تو یہ خیال تھا کہ شاید وہابی لوگ بعد از
وصال انبیاء علیہم السلام و اولیائے کرام سے منکر ہوتے ہیں لیکن تمہارے اس اعتراض
سے ثابت ہوا کہ تم لوگ زندہ انبیاء علیہم السلام کو بھی مِنۡ دُوۡنِ اللہ سمجھتے ہو میرے
دوست اگر انبیاء علیہم السلام زندہ ہی بوقت تبلیغ رسالت مِنۡ دُوۡنِ اللہ ہیں تو یہ صاف
انبیاء کرام کا انکار ہے مرزائیوں کو تم ویسے ہی کہتے ہو جب تمہارے فرقہ وہابیہ کا انبیاء کرام
کے متعلق یہ ایمان ہے تو تمہاری موجودگی میں مرزائی کم درجہ رکھتے ہیں۔ اسے جس کا اللہ کی
طرف سے یہ اعلان قرآن شریف میں پیدائش سے ہی موجود ہو وَجَعَلَنِیۡ نَبِیًّا اور اللہ نے مجھے
نبی بنایا ہے اور ارشاد ہو وَرَسُوۡلًا اِلٰی بَنِیۡۤ اِسۡرَآءِیۡلَ اور رسول ہوں بنی اسرائیل
کی طرف اور پھر فرمایا اَنِّیۡۤ اَخۡلُقُ لَکُمۡ مِّنَ الطِّیۡنِ کَهَیۡـَٔةِ الطَّیۡرِ فَاَنۡفُخُ فِیۡهِ فَیَکُوۡنُ
طَیۡرًۢا بِاِذۡنِ اللہ میں تمہارے لئے ایک پرندے کی شکل گڑھ کر اس میں دم کرتا ہوں
تو وہ اڑنے لگ جائیگا۔ یہ اذن مجھے اللہ کی طرف سے حاصل ہے اس کے علاوہ اور طاقتیں
حضرت عیسٰی علیہ السلام کی دوسری جگہ درج ہیں ان تمام آیات سے ثابت ہو رہا ہے
کہ حضرت عیسی علیہ السلام نبی اللہ ہیں اور رسول اللہ ہیں اور کئی طاقتوں کا اللہ کی طرف سے
ان کو اذن بھی مل چکا ہے تم کہتے ہو وہ پیدائش سے قیامت تک مِن دون اللہ ہیں
اور من دون اللہ رہینگے۔

"وہابی" تم بتاؤ کہ اس آیۃ کا پھر مطلب کیا ہے جو ہماری سمجھ سے باہر ہے۔

"محمد عمر" بھائی اصل بات یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ کا یہ سوال نہ خداوند کریم کے عدم علم پر دال ہے نہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی غلط تبلیغ ہونے کا مظہر ہے اور نہ حضرت علیہا السلام کو من دون اللہ ثابت کرنا مقصود ہے۔ بلکہ رب العزۃ کا ان کے اتخاد من دون اللہ کو ظاہر کر کے مثلثین کو ذلیل کرنا مقصود ہے۔ عیسیٰ علیہ السلام اور حضرۃ مریم علیہا السلام من دون اللہ نہیں ہیں اور نہ ہو سکتے ہیں کیونکہ عیسیٰ علیہ السلام نبی اللہ ہیں نبی اللہ من دون اللہ نہیں ہو سکتا اور من دون اللہ نبی اللہ نہیں کہلا سکتا اور حضرت مریم علیہا السلام اللہ کی ولیہ ہیں وہ بھی من دون اللہ نہیں کہلا سکتیں کیونکہ ولی اللہ من دون اللہ نہیں ہوتا تو ثابت ہؤا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی والدہ تو من دون اللہ نہیں بلکہ کفار کا ان کو إِلٰہ سمجھنا من دون اللہ ہے یعنی فعل کفار من دون اللہ ہے نہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ذات جیسا کہ تم نے سمجھا ہے تم وہابیہ تو مرزائیوں سے بھی ترقی کر گئے مرزائیہ نے مرزا غلام احمد قادیانی من دون اللہ کو نبی اللہ بنا لیا تو وہ اسلام سے گئے اور تم نے انبیاء اللہ کو من دون اللہ سمجھ لیا تم ان سے بھی گئے گزرے بھائی تمہارا عقیدہ اختیار کرتے ہیں اور انبیاء علیہم السلام کو من دون اللہ کہتے ہیں تو پہلی خرابی یہ لازم آئیگی کہ انبیاء علیہم السلام کا انکار دوسری یہ کہ انکار قرآن کریم ہوگا جو لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِّن رُّسُلِهِ سے ظاہر ہے یہ عقیدہ تمہیں ہی مبارک ہو اور باقی مسلمانوں کو خداوند اس عقیدہ سے محفوظ رکھے کیونکہ عیسیٰ علیہ السلام کو ان کا نبی اللہ ہونا ہی من دون اللہ ہونے سے بری کر رہا ہے۔ اور دوسرا ان کا جواب دینا سُبْحٰنَكَ مَا يَكُوْنُ لِيْ اَنْ اَقُوْلَ مَا لَيْسَ لِيْ بِحَقٍّ ان کا من دون اللہ نہ ہونا موحن کی تسلی کر رہا ہے لہٰذا اس آیت کریمہ سے ثابت ہو رہا ہے کہ کفار کا ان کو إِلٰہ سمجھنا من دون اللہ ہے نہ کہ خود حضرت عیسیٰ علیہ السلام من دون اللہ

ہیں جیسا کہ تم منکرین نے سمجھا ہے۔

وہابی " تم لوگوں نے جو اولیاء اللہ اور انبیاء اللہ کو اپنا مددگار سمجھا ہوا ہے یہ صاف گمراہی ہے سنو قرآن میں مذکور ہے فَرِيْقًا هَدٰى وَفَرِيْقًا حَقَّ عَلَيْهِمُ الضَّلٰلَةُ اِنَّهُمُ اتَّخَذُوا الشَّيٰطِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَيَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ

ایک فرقے کو ہدایت کی اس نے اور ایک فرقہ کہ ثابت ہوئی انہیں گمراہی تحقیق انہوں نے پکڑا شیطان کو دوست سوائے خدا کے اور گمان کرتے ہیں کہ وہ راہ پانے والے ہیں۔

اس آیت سے ثبوت ملا کہ تم نے جو ولیوں پیروں نبیوں جنوں وغیرھم کو خدا کے سوا مددگار بنایا ہوا ہے یہ صراصر گمراہی ہے۔

محمد عمر " مَعَاذَ اللّٰهِ ثُمَّ مَعَاذَ اللّٰهِ تمہاری باتیں سن سن کر دل کانپ اُٹھتا ہے کہ ایسے بھی مسلمان کہلانے والے موجود ہیں جو قرآن کے معانی بدلا کر انبیاءَ اللہ علیہم السلام اور اولیاء کرام کی یُوں گستاخی کر رہے ہیں ہائے مسلمانی کے دعویدار وایسی گستاخی تو ان مقدس ہستیوں کی آریہ اور بھنگی سکھ بھی نہیں کر سکتے اس آیۂ کریمہ میں رب العلیٰ نے ان لوگوں کو گمراہ کہا ہے کہ جنہوں نے شیطانوں کو اپنا معاون بنالیا ہے کیونکہ شیاطین کو اپنا مددگار بنانا یہ من دُوْنِ اللّٰہ ہے اور شیاطین بھی من دون اللہ ہیں اور اُن کو اپنا معاون بنانے والا بھی من دون اللہ تو اس آیۂ کریمہ میں انہی لوگوں ہی کا رد فرمایا نہ انبیاء اللہ اولیاءُ اللہ کا تو اس آیت سے ثابت ہوا کہ من دون اللہ شیاطین ہیں۔

اب میں تم سے دریافت کرتا ہوں کہ تم نے انبیاء اللہ اور اولیاء اللہ پر من دون اللہ ہونے کا فتویٰ لگایا ہے۔ اور ان کو معاذ اللہ شیاطین کے ساتھ شامل کیا ہے کیا تم مسلمان ہو؟ ہرگز نہیں کیونکہ جو شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دنیاوی دینی برزخی اُخروی مدد کا کسی وقت قائل نہ ہو وہ شخص مومن کہلانے کا حقدار نہیں بلکہ جو شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے رحمۃ للعالمین

ہونے میں شک کرے وہ ہندو سے بھی بدتر ہے اور یہی معاونت ہے۔ کیونکہ جو شخص لا الہ الا اللہ کا اقرار کرے وہ مومن نہیں کہلا سکتا جب تک کہ محمد رسول اللہ کا بھی اقرار نہ کرے اور مومنین کا تعلق شیاطین سے اتنا ہے کہ مومن قرآن کریم کی تلاوت تب شروع کرے - - - - - - - جب پہلے اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم پڑھ لے اور انبیاء اللہ و اولیاء اللہ کا اور شیاطین کا آپس میں روشنی اور تاریکی کا فرق ہے شیطان پر لعنت بھیجے اور مردود کہے تو رحمۃ الٰہیہ کا مستحق اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ و سلام پڑھے اور اولیاء اللہ کو مرحوم کہے تو رحمۃ الٰہیہ کا حقدار ہو سکتا ہے شیاطین سے بچے اور پناہ خداوندی میں رہے تو مومن اور امداد خداوندی سے اولیاء اللہ اور انبیاء اللہ علیہم السلام کی پناہ میں رہے تو مومن کیونکہ اُن سے اجتناب فرض اور اِن کی غلامی فرض اِن کی غلامی سے بچا۔ اور اُن کی معیت میں پھنسا اِن کی طاقت کا قائل اور اُن کی طاقت کا منکر مسلم نہیں کہلا سکتا۔

تو اللہ رب العزۃ نے اس آیۃ کریمہ میں شیاطین کی ولایت کو تسلیم کرنے والوں کا رد فرمایا ہے۔ جس کے تم قائل ہو نہ کہ اولیاء اللہ اور انبیاء اللہ علیہم السلام کا جن کے متعلق خداوند بھی فرما رہے ہیں۔ وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی خداوند کے برگزیدہ بندوں پر خداوند کی سلامتی ہمیشہ ہے اور رحمت ہے اور فرمایا ھُنَالِكَ الْوَلَایَۃُ لِلّٰہِ الْحَقِّ اس مقام پر ولایۃ اللہ کے لئے سچی ہے۔

معلوم ہوا کہ یہ عقیدہ وہابیہ کا رد ہے نہ کہ اہل سنت وجماعت کے عقیدہ کا کیونکہ ہم تو اولیاء اللہ اور انبیاء اللہ کی ولایت و امداد کے قائل ہیں اور تم شیاطین کی طاقت کے قائل اور انبیاء اللہ اور اولیاء اللہ کی طاقت کے منکر اولیاء اللہ اور انبیاء علیہم السلام کا راستہ چھوڑ کر تم شیاطین کا راستہ قبول کرتے ہو اسی واسطے تمہارے پول کو خداوند نے رد کر دیا اور فرمایا وَیَحْسَبُوْنَ اَنَّھُمْ مُّھْتَدُوْنَ اور وہ یقین کرتے ہیں کہ ہدایت پر ہیں تم بغیر ولایت و نبوت کے وسیلہ کے اپنے آپ کو ہدایت پر یقین جمائے بیٹھے ہو لیکن

ہمیں رب العزۃ نے فرمایا کہ تم مجھ سے دعا مانگو اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ ثابت ہوا کہ منعم من اللہ اولیاء انبیاء علیہم السلام کے رستے قبول کئے بغیر صراط مستقیم محال ہے۔ اور معاذ اللہ تم ان پر شیاطین ہونے کا فتویٰ لگاتے ہو کچھ شرم کرو۔

وہابی "اس ایۃ کے متعلق تو خوب تسلی ہو گئی لیکن ایک ایت ہے جس سے خدا تعالےٰ نے تمہاری پیر پرستی کو خوب رگڑا ہے فرمایا اَفَحَسِبَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْٓا اَنْ یَّتَّخِذُوْا عِبَادِیْ مِنْ دُوْنِیْٓ اَوْلِیَآءَ اِنَّآ اَعْتَدْنَا جَھَنَّمَ لِلْکٰفِرِیْنَ نُزُلًا۔

کیا پس گمان کیا ان لوگوں نے جو کفر کیا انہوں نے یہ کہ بناتے ہیں وہ میرے بندوں کو میرے سوا کارساز بے شک ہم نے کافروں کے لئے جہنم تیار کیا ہے۔

اس ایت سے ثابت ہوا کہ اللہ کے سوا کسی کو اپنا کارساز سمجھنا کفر ہے اگر اب بھی تم نہ سمجھو تو تم سے خدا سمجھے۔

محمد عمر "بھائی فقیر عرض کرتا ہے کہ کم از کم ترجمہ تو صحیح کیا کرو اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں کیا پس کفار نے یقین کر لیا ہے یہ کہ وہ میرے بندوں کو میرے سوا کارساز یا مددگار بنا لیں گے؟ دیہ ہرگز نہیں ہو سکتا کہ میرے بندے اولیا یا انبیا میرے بغیر تمہاری کارسازی یا امداد کر سکیں کیونکہ ہم نے کافروں کے لئے جہنم تیار کیا ہے۔

یہ خداوند نے سچ فرمایا ہے کیونکہ انبیاء کرام اور اولیائے عظام اگر سفارش فرماوینگے یا امداد فرماتے ہیں تو مومنین گنہگاروں کے لئے نہ کہ کفار کے لئے اور یہ مومنین امت مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کا عقیدہ صحیح ہے معتزلہ کا عقیدہ ہے کہ گناہ کبیرہ کا مرتکب کافر ہے اور یہی عقیدہ وہابیہ کا بعینہٖ عقیدہ معتزلہ کا ہے شرح مواقف باب معتزلہ کا

نکال کر دیکھ لو احناف اس کے خلاف ہیں تو یہ آیت وہابیہ پر چسپاں ہے کیونکہ یہ لوگ انبیاء اللہ اور اولیاء اللہ کو من دون اللہ سمجھتے ہیں اور پھر اگر امید رکھیں کہ قیامت کو ہمارے گناہوں کی سفارش فرماوینگے تو یہ غلط ہے اگر ضرورت ہے تو ابھی ان کا دامن تھام لو خدا تک پہنچا دینگے اور قیامت کو بھی سفارش فرماوینگے۔

"وہابی" اللہ تعالے فرماتے ہیں۔ وَاَنَّ الْمَسَاجِدَ لِلّٰہِ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰہِ اَحَدًا وَّاَنَّہٗ لَمَّا قَامَ عَبْدُ اللّٰہِ یَدْعُوْہُ کَادُوْا یَکُوْنُوْنَ عَلَیْہِ لِبَدًا قُلْ اِنَّمَا اَدْعُوْا رَبِّیْ وَلَا اُشْرِکُ بِہٖ اَحَدًا

اور بے شک مسجدیں اللہ کے لئے ہیں پس نہ پکارو تم اللہ کے ساتھ کسی کو اور یہ کہ جس وقت کھڑا ہو بندہ خدا کا پکارتا ہے اس کو نزدیک ہیں کہ ہو دیں اوپر اس کے حلقہ حلقہ کہہ سوائے اس کے نہیں کہ پکارتا ہوں میں رب اپنے کو اور نہیں شریک لاتا میں ساتھ اس کے کسی کو۔

اس آیت سے صاف ظاہر ہے کہ اللہ کی مسجدیں محض اللہ کی عبادت کے لئے ہیں۔ ان میں لوگ جو یارسول اللہ یا یاشیخ کے وظیفے پڑھتے ہیں یہ شرک ہے اور شرک کسی طرح جائز نہیں۔

"محمد عمر" فقیر نے تمہیں کئی دفعہ عرض کیا ہے کہ کم از کم تم اپنے مولوی اشرف علی صاحب کا ہی ترجمہ ملاحظہ فرما لیا کرو۔

ان کا ترجمہ یہ ہے کہ (آپ ان سے یہ کہہ دیجئے کہ میں تو صرف اپنے پروردگار کی عبادت کرتا ہوں)

معلوم ہوا ہے کہ دعا بمعنی عبادت ہے دعا بمعنی پکارنا اس مقام پر جو تم نے لیا ہے وہ غلط ہے ہم اولیاء اللہ کی عبادت نہیں کرتے یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نعرہ لگاتے ہیں اور خصوصاً وہابیہ کو سنا کر کہا جاتا ہے تاکہ وہابیہ کا شرک ٹوٹے وہابیہ جو یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پکارنے سے بھاگتا ہے جیسا کہ شیطان حضرت عمر رضی اللہ تعالے عنہ سے اور تاکہ وہابی کو

معلوم ہو جائے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ کے رسول ہونے کی حیثیت سے پکارتے ہیں۔ نہ معبود سمجھ کر جیسا کہ تم نے سمجھا ہے۔ ایسے ہی یا شیخ عبد القادر رحمۃ اللہ علیہ کا نعرہ لگاتے ہیں تاکہ وہابی کو معلوم ہو جائے کہ یہ لوگ شیخ کو بحیثیت شیخ ہونے کے ولی ہونے کی حیثیت سے بزرگانہ طور پر پکارتے ہیں۔ نہ معبود سمجھ کر نہ نبی سمجھ کر تمہارے اس شرک کو توڑنے کے واسطے پکارا جاتا ہے اور اگر بلند آواز سے نہ پکاریں تو تمہیں ضرور ظن ہو گا کہ یہ لوگ معبود سمجھ کر پکارتے ہیں جیسا کہ تمہارا یہ بہتان ہے تم اپنا بہتان واپس لے لو ہم آہستہ کہہ لیا کریں گے اور یہی منشا خداوندی ہے۔ جیسا کہ ارشاد الٰہی ہے۔ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰہِ اَحَدًا اللہ کے ساتھ کسی کی عبادت نہ کرو یعنی خداوند کی الوہیت کے ساتھ کسی کو شریک مت بناؤ یہ نہیں کہ کسی کو نبی یا ولی بھی نہ سمجھو اسی واسطے اِنَّمَا اَدْعُوْا رَبِّیْ کی شرح وَلَآ اُشْرِكُ بِهٖٓ اَحَدًا نے واضح کر دی کہ اللہ کی ذات کے ساتھ کسی کو الوہیت میں شریک سمجھنا یعنی الوہیت میں ساجھی ... سمجھنا شرک ہے نہ جیسا کہ تم نے سمجھا ہے کہ جس کو غائبانہ پکارا جاوے تو شرک ہے یہ قانون تمہارا خود ساختہ ہے۔ ان قیودات سے قانون خداوند مذکور نہیں اور نہ اس تفصیل سے جو تم نے کی ہے۔

رو

وہابی " خدا کے سوا غائبانہ پکارنا شرک ہے۔ یہ محض خداوند کی ذات کے واسطے ہی مختص ہے۔

"محمد عمر" جو شخص بے دین ہو جاوے تو خداوند اس کی عقل بھی چھین لیتے ہیں قرآن کریم کی اصطلاح ہے کہ جس آیت کریمہ میں دعا کا مفعول من دون اللہ ہو تو اس مقام پر دعا بمعنی عبادت ہو گی اور فاعل کفار ہوں گے اور من دون اللہ بت ہوں گے اور فعل شرک فی الالوہیت ہو گا۔ دعا بمعنی عبادۃ ہو گی۔ جیسا کہ امثلہ مذکورہ میں مذکور ہوا نہ یہ کہ ہر مقام پر دعا پکارنے کے معنی میں ہی آتی ہے جیسا کہ تم نے سمجھا ہے کہ جس کو بھی پکارا جاوے تو وہ عبادۃ ہو گی۔ اور غائبانہ کی زیادتی کا استنباط کسی جملہ سے ثابت نہیں ہے۔

یہ تمہاری اختراع اس امر کا ثبوت ہے کہ ان آیات دعا بمعنی عبادۃ ہے۔ جب کوئی چارہ نہیں چلتا تو کبھی غائبانہ کی قید بڑھاتے ہو کبھی غائبانہ کے ساتھ حاجات کو مقید کرتے ہو جب اعتراضات کی بوچھاڑ پڑی تو ایک ایسے بھی وہابی پیدا ہو گئے جنہوں نے مافوق الاسباب کی قید بڑھا دی پہلے محض پکارنے کو شرک کہا گیا جب ایسی آیات پیش کی گئیں کہ جن میں محض دعا کو ہی اگر شرک کہا جاوے تو کئی آیات کے مطالب میں فرق آجاتا ہے۔ تو وہابیہ ڈگمگا گئے اور سلسلہ قیودات شروع کر دیا سنیئے

(۱) بقرہ ۱/۳ وَادْعُوْا شُهَدَآءَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ
بلاؤ تم اپنے گواہوں کو اللہ کے سوا اگر تم سچے ہو۔ کیا گواہوں کو بلانا بھی شرک ہوگا۔

(۲) ال عمران ۴/۱۶ وَالرَّسُوْلُ يَدْعُوْكُمْ فِيْٓ اُخْرٰىكُمْ۔
اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمہیں پکارتے تھے تمہاری پچھلی جانب سے۔

کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو جو پہاڑوں میں تھے بلایا کیا معاذاللہ آپ پر بھی فتوی شرک چسپاں کرو گے۔

(۳) انفال ۹/۳ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ

(۴) نور ۱۸/۸ لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَيْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا
اور نہ بلاؤ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جیسا کہ تم ایک دوسرے کو بلاتے ہو۔

اگر تمہارے معنی ہی لئے جاویں کہ ہر داعی مشرک ہے تو پھر اس آیۃ سے تمام مشرک ہو گئے مومن دنیا میں کوئی نہ رہا۔

(۵) قصص ۲۰/۳ } اِنَّ اَبِیْ یَدْعُوْکَ شعیب علیہ السلام کی بیٹی کہتی ہے (کہ میرا باپ آپ کو بلاتا ہے) شعیب علیہ السلام پر فتویٰ لگاؤ گے یا ان کی لڑکی پر

(۶) دخان ۲۵/۳ } یَدْعُوْنَ فِیْهَا بِكُلِّ فَاكِهَةٍ اٰمِنِیْنَ
کیا سب جنتی معاذ اللہ مشرک ہونگے۔

(۷) بقرہ ۲/۲۷ } وَاللّٰهُ یَدْعُوْا اِلَى الْجَنَّةِ وَالْمَغْفِرَةِ بِاِذْنِهٖ
اور اللہ بلاتا ہے جنت اور مغفرت کی طرف اپنے حکم سے۔

خدا پر بھی فتویٰ لگاؤ کیونکہ وہ بھی مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ کو پکارتا ہے۔ خداوند پر بھی فتویٰ جڑ دو۔

(۸) بنی اسرائیل ۱۵/۸ } یَوْمَ نَدْعُوْا كُلَّ اُنَاسٍۭ بِاِمَامِهِمْ
اسی دن پکاریں گے ہم تمام لوگوں کو ان کے ائمہ کے ساتھ

(۹) ال عمران ۳/۶ } فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَآءَنَا وَاَبْنَآءَكُمْ وَنِسَآءَنَا وَنِسَآءَكُمْ وَاَنْفُسَنَا وَاَنْفُسَكُمْ

(۱۰) مومنون ۱۸/۴ } وَاِنَّكَ لَتَدْعُوْهُمْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ
اور بے شک آپ ان کو بلاتے ہیں صراطِ مستقیم کی طرف
نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی فتویٰ لگا دو۔

تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ

تو ان آیات دعا سے جب دعا بمعنی عبادۃ نہ ثابت ہوئی اور ان آیات کریمہ میں دعا موجود لیکن یہ مدعوین مشرک نہ بن سکے تو مابعد کے وہابی۔۔ محض پکارنے والوں پر فتویٰ لگانا بیوقوفی سمجھتے ہوئے خاموش ہو گئے۔ جب ثابت ہو گیا کہ ہر پکارنا عبادۃ نہیں بلکہ جس مقام پر دعا کو

شرک کہا گیا ہے یا کوئی سرزنش وارد ہوئی وہاں دعا بمعنی عبادۃ شرک کہا گیا ہے۔ جو شیوہ کفار ہے نہ مومنین اور وہاں عبادۃ بھی الوہیت کی تخصیص کی بنا پر مراد ہو گی۔ ورنہ نہیں کیونکہ عبادۃ محض اللہ جل شانہٗ کے واسطے ہی مختص ہے۔ اور کسی کے لئے نہیں۔ جیسا کہ ارشاد الہٰی ہے۔

(۱) مومنون ۱۸/۶ } وَمَنْ يَّدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا آخَرَ

(۲) شعراء ۱۹/۱۱ } فَلَا تَدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا آخَرَ فَتَكُوْنَ مِنَ الْمُعَذَّبِيْنَ

(۳) ھود ۱۲/۹ } فَمَآ اَغْنَتْ عَنْهُمْ اٰلِهَتُهُمُ الَّتِىْ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ

(۴) قصص ۲۰/۹ } وَلَا تَدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا آخَرَ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ

(۵) فرقان ۱۹/۶ } وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا آخَرَ

ان آیات سے صاف ثابت ہے کہ الوہیت میں شرکت مِنْ دُوْنِ اللّٰہ محال ہے۔ انبیاء اللہ اور اولیاء اللہ مِنْ دُوْنِ اللّٰہ نہیں ہیں اور ان کو پکارنا الوہیت کا پکارنا نہیں بلکہ ندائے رسالت یا ندائے ولایت ہے اور شرعاً مطلقاً دعا ممنوع نہیں جیسا کہ مذکور ہو چکا ہے۔ بلکہ دعا غیر فی الالوہیت شرک ہے۔ جو بمعنی عبادۃ ہے اور نہ محض پکارنا ہی عبادۃ بن سکتی ہے بلکہ اِلٰہ یعنی معبود سمجھ کر جس کو پکارا جاوے اُس مقام پر بھی دعا بمعنی عبادۃ ہو گی جیسا کہ حدیث پاک میں بھی مذکور ہے۔

رعد ۱۳/۲ } (وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ) کے تحت فرماتے ہیں۔

بخاری شریف ۲/۶۸۰ } وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ كَبَاسِطِ كَفَّيْهِ مَثَلُ الْمُشْرِكِ الَّذِي عَبَدَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا۔

اور کہا ابن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے مثل پھیلانے والے کی اپنے دونو ہاتھوں کو مثل مشرک کی وہ جس نے عبادۃ کی اللہ کے ساتھ معبود اور کی۔

تو ثابت ہؤا کہ حضرت عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے بھی دعاسے غیر معبود کی عبادت مراد لی ہے بمحض دعا لغیر اللہ عبادۃ ہے۔

یہ ہے جناب ترجمہ حضرت عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا جو تمہارے عقیدہ وہابیہ کی حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے جڑ کاٹ کر رکھ دی جو تم لوگ اکابرین کے محض پکارنے کو عبادت بنا بیٹھے ہو ثابت ہؤا کہ الوہیت میں غیر کو پکارنا عبادۃ ہے اور یہی معنی الدعا هُوَ الْعِبَادَةُ کے ہیں۔

بخاری شریف ۲/۷۱۵ } مَا تَدْعُوْنَ لَا يَسْتَحِقُّ اَنْ يُّعْبَدَ اس مقام پر بھی دعا بمعنی عبادۃ ہیں۔

طوالت کے خطرہ سے دو حوالے ہی حدیث شریف سے کافی ہیں ورنہ کئی حوالہ جات تحریر کئے جاتے۔

وہابی "بس مولانا بالکل تسلی ہو گئی مگر ایک آیت کا مطلب سمجھا دو دیکھو قرآن کریم میں مذکور ہے۔

قُلِ ادْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ فَلَا يَمْلِكُوْنَ كَشْفَ الضُّرِّ عَنْكُمْ وَلَا تَحْوِيْلًا اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ يَبْتَغُوْنَ اِلٰى رَبِّهِمُ الْوَسِيْلَةَ اَيُّهُمْ اَقْرَبُ وَيَرْجُوْنَ رَحْمَتَهٗ وَيَخَافُوْنَ عَذَابَهٗ اِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ كَانَ مَحْذُوْرًا"

کہ بلاؤ ان لوگوں کو کہ دعویٰ کرتے ہو تم سوا اس کے بس نہیں اختیار رکھتے کھولنا برائی

کا تم سے اور نہ بدل ڈالنا یہ لوگ جن کو پکارتے ہیں ڈھونڈتے ہیں طرف پروردگار اپنے کی وسیلہ کونسا ان میں سے بہت نزدیک ہے اور امید رکھتے ہیں رحمت اس کے کی اور ڈراتے ہیں عذاب اس کے سے تحقیق عذاب پروردگار تیرے کا ہے خوف کیا گیا۔

بھلا باقی مذکورہ آیات تو واقعی کفار اور بتوں کی توہین کے واسطے رب العزۃ نے بیان فرمائیں جو مفسرین و اقوال صحابہ کرام و حدیث شریف و متقدمین کے تراجم سے معلوم ہو چکا ہے اب یہ آیت مذکورہ بالا ایک ایسی چوٹ ہے جسنے قبر پرستوں انبیاء پرستوں اور پیر پرستوں کی جڑ کاٹ کے رکھ دی ہے کیونکہ یہ آیت خصوصاً ان کے متعلق نازل ہوئی ہے اس میں تاویل کی کوئی گنجائش نہیں ہے لوگ انبیائے کرام کی پوجا کیا کرتے تھے تو اللہ تعالےٰ نے ان کے متعلق فرمایا کہ جن کی تم پوجا کرتے ہو اور ان سے مشکلکشائی کے خواہاں ہو وہ تم سے کوئی کسی قسم کی تکلیف دور نہیں کر سکتے وہ تو خود اپنے لئے وسیلہ نجات کے متلاشی ہیں تمہاری نجات وہ کیا کر سکیں گے اب اس کا جواب کوئی سنی انشاءاللہ نہیں دے سکے گا۔

محمد عمر "دوست واقعی تمہاری پیش کردہ آیت انبیاء کرام کی پرستش کرنے والوں کے حق میں نازل ہوئی نہ کہ ان کو رسول اللہ ماننے والوں کے حق میں نازل ہوئی ہم احناف ان کو رسول اللہ مانتے ہیں الٰہ اور معبود نہیں سمجھتے خداوند جل و علیٰ نے اس آیۂ کریمہ میں ان کفار کا ذکر فرمایا ہے۔ کہ جو لوگ انبیاء کرام اور ملائکہ کو معبود سمجھتے تھے۔ مثلاً حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اور عزیز علیہ السلام کو اور ملائکہ کو بنات اللہ اور ابن اللہ کہتے تھے جیسے ان کو ابن اللہ سمجھنا کفر ولیسا ہی ان کو رسول اللہ ہونے سے بھی اگر کوئی تم جیسا انکار کرے تو وہ بھی کافر یعنی اگر افراط سے کفر لازم آتا ہے تو تفریط سے بھی تو کفر لازم آتا ہے انہوں نے ابن اللہ کہہ کر کفر کیا تم نے ان کو ذلیل سمجھکر کفر کیا روم ۲۱/۶۔ فَاصْبِرْ إِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَلَا يَسْتَخِفَّنَّكَ الَّذِينَ لَا يُوقِنُونَ

پس صبر فرمائیے۔ یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بیشک اللہ کا وعدہ سچا ہے اور نہ خفیف سمجھیں آپ کو بے یقینے لوگ لیکن اہل سنت و جماعت ابن اللہ کہنے کو بھی کفر سمجھتے ہیں اور ان کی تذلیل کرنے والے کو بھی کافر اور اللہ رب العزت نے کفار کو خطاب کر کے فرمایا ہے۔ فَلَا یَمْلِكُوْنَ كَشْفَ الضُّرِّ عَنْكُمْ چونکہ تم ان کو ابن اللہ کہتے ہو اور ملائکہ کو بنات اللہ کہتے ہو اس لئے وہ تم سے بسبب تمہارے کفر کے تکلیف کو دور نہیں کرینگے۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ نے اُن پر لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْا اِنَّ اللّٰهَ ثَالِثُ ثَلٰثَةٍ سے فتویٰ کفر ثبت فرمایا ہوا ہے اور یہ حکم کفار کو بطور سزا سنایا گیا ہے۔ کہ چونکہ تم خداوند کے رسول کو رسول اللہ ہونے کی بجائے ابن اللہ کہکر کفر کرتے ہو اس وجہ سے وہ بھی گو نبی اللہ ہیں لیکن تمہاری تکلیف کو دور نہ کرینگے کیونکہ تم کافر ہو اس ایت کریمہ میں کفار کو ان کے کفریہ عقیدے کی بنا پر بے اُمید کر کے عتاب ہُوا ہے نہ کہ تذلیل انبیاء علیہم السلام مراد ہے جیسا کہ تم نے سمجھا ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام جو مردے کو زندہ کرنے کی طاقت رکھتے ہوں اور ان کے ماننے والے ان کی سفارش سے بھی محروم رہیں کتنی بُری بات ہے تو اللہ تعالےٰ نے ان کو ذلیل ثابت کر کے جھڑکیاں دیں کہ ایسے اولو العزم نبی اور تم محروم تم ان کو مانتے تو ہو لیکن تم نے بجائے رسالت کے کفریہ عقیدہ رکھا جس سے بجائے فائدہ کے نقصان ہوا تو کیا مانا ان کو نبی اللہ ہونے کا صحیح عقیدہ کیوں نہیں بنا لیتے تاکہ اگر تم سے کوئی جرم بھی ہو جائے تو تمہاری بخشش ہو سکے لیکن ان کو مشکل یہ ہے کہ اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت پر صحیح ایمان لے آئیں تو ان کو مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی ایمان لانا پڑتا ہے۔ یہ امر ان کے ایمان لانے کے آگے آڑے آتا ہے تو خیر! یہ ایت کفار کی تذلیل ثابت کر رہی ہے نہ کہ کمزوری انبیاء علیہم السلام کی کیونکہ کفار سے ان کا تکلیف کو نہ دور کرنا معاذ اللہ ان کی خفت پر دال نہیں جیسا کہ تم بھی نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو ماننے کا دعویٰ رکھتے ہو اور ساتھ یہ بھی عقیدہ رکھتے ہو کہ وہ ہم سے تکلیف یعنی عذاب الہٰی کو دور نہیں کر سکتے تو تمہارے اس استدلال نے تمہارے ایمان کا پول

نکال کر رکھ دیا کہ ہوں رحمۃ اللعالمین لیکن تم محروم تو ثابت ہو گیا کہ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو تمہارا کمزور سمجھنا تمہیں ایمان سے خارج کر رہا ہے اور ایسے لوگوں نے واقعی مصطفےٰ صلے اللہ علیہ والہ وسلم کی سفارش سے محروم رہنا ہے تو اس میں آپ کی خفت نہیں بلکہ تمہاری خفت ہے ایسے ہی مذکورہ بالا ایت میں کفار کو عیسیٰ علیہ السلام کے استفادہ سے محروم رکھنا مراد ہے جس کو تم الٹ سمجھے بیٹھے ہو سب اللہ تعالےٰ نے ان کی حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے بے اُمیدی ثابت کر دی، تو اب اُن کفار مثلثین کو شان مصطفےٰ صلے اللہ علیہ والہ وسلم کی ظاہر فرمائی جس کے ساتھ ہی عیسیٰ علیہ السلام و عزیز علیہ السلام کو بھی الوہیت سے مبرا فرمایا اور آگے فرمایا اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ یَبْتَغُوْنَ اِلٰى رَبِّهِمُ الْوَسِیْلَةَ اَیُّهُمْ اَقْرَبُ یہی وہ لوگ ہیں (یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام و عزیز علیہ السلام جن کو تم اپنا معبود سمجھتے ہو) جن کی عبادت کرتے ہو (وہ معبود نہیں بن سکتے کیونکہ وہ خود) اپنے رب کی طرف جو نسا ان کا زیادہ قریب ہے (مصطفےٰ صلے اللہ علیہ والہ وسلم) اپنے رب کی طرف وہ (اس کا) وسیلہ طلب کرتے ہیں۔ جملہ اَیُّهُمْ اَقْرَبُ مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات کا ہی ثبوت پیش کر رہا ہے کیونکہ انبیاء علیہم السلام سے خدا کے زیادہ اقرب نبی صلے اللہ علیہ وسلم ہی ہیں جملہ انبیاء علیہم السلام کا وسیلہ آپ ہی ہیں جن سے ان کی نبوت عیاں ہے اور قیامت میں بھی سب انبیاء علیہم السلام آپ کے ہی منتظر ہوں گے۔ جب آپ خداوند کریم کو سجدہ میں راضی فرمائینگے تو بعد ازاں باقی انبیاء علیہم السلام اور ان کے بعد اولیاء کرام کلام کر سکیں گے ورنہ ایسے پہلے سب نفسی نفسی پکارینگے تو اللہ تعالےٰ نے اس امر کی دلیل پیش کی کہ میں نے تمہارے سامنے ایسے نبی الانبیاء پیش کر دئے ہیں جن کے تمام انبیاء محتاج ہونگے اور ان کی نبوت میرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کے محتاج ہے چہ جائیکہ تم ان کو معبود تسلیم کرو کتنی سخت عقل سے بعید بات ہے اور جس ذات کے انبیاء علیہم السلام محتاج ہوں تم ان سے بیزاری کا اظہار کرو اور کہو کہ وہ ہمیں کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتے

اور جن کی رحمت باقی انبیاء علیہم السلام تک فائز ہو بھلا ان کی امت آپ کی رحمت سے کیسے محروم رہ سکتی ہے اور جو محروم ہو وہ آپ کی اُمت سے ہی نہیں اور جو رحمۃ للعالمین صلے اللہ علیہ وسلم کی رحمت کا خواستگار ہو تم ان پر کفار کی آیتیں چسپاں کرو کچھ خدا کا خوف کرو ایسے وہابیہ کے عقائد کی اطلاع ہمیں حدیث شریف سے مل چکی ہے ہم مسلمان تمہارے وہابیوں کے پھندوں میں نہیں آسکتے سنیئے۔

بخاری شریف $\frac{2}{1024}$ } وَقَوْلُ اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِلَّ قَوْمًا بَعْدَ اِذْ هَدٰهُمْ حَتّٰى يُبَيِّنَ لَهُمْ مَا يَتَّقُوْنَ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَرَاهُمْ شِرَارَ خَلْقِ اللّٰهِ وَقَالَ اِنَّهُمْ انْطَلَقُوْا اِلٰى آيَاتٍ نَزَلَتْ فِى الْكُفَّارِ فَجَعَلُوْهَا عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ

اور اللہ عزوجل کا ارشاد اور اللہ کی شان نہیں کہ گمراہ ٹھہرا دے کسی قوم کو بعد اس کے کہ ہدایت دی اس نے ان کو حتّٰی کہ بیان کرے ان کے لئے کہ وہ کس چیز سے کنارہ کش ہیں اور عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان (خارجیوں) کو اللہ کی تمام خلقت سے بہت بُری نگاہ سے دیکھتے تھے اور فرمایا کہ بے شک وہ ایسی آیتوں کی طرف جو کفار کے متعلق نازل ہوئی ہیں پس چسپاں کریں گے۔ وہ ان کو مومنوں پر۔

قسطلانی $\frac{1}{14}$ } وَصَلَهُ الطَّبَرِىُّ فِىْ تَهْذِيْبِ الْآثَارِ فِىْ مُسْنَدِ عَلِىٍّ وَعِنْدَ مُسْلِمٍ مِنْ حَدِيْثِ اَبِىْ ذَرٍّ مَرْفُوْعًا

طبری نے مسند حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ تہذیب الآثار میں حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ تک مستند بیان کیا ہے اور مسلم کے نزدیک ابوذر رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مرفوع حدیث مذکور ہے۔

سُبحان اللہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالےٰ کے علم غیب کی عجیب دلیل ثابت ہوئی

فرمایا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہ ایسے لوگ خارجی ہونگے۔ کہ جو آیتیں کفار کے حق میں نازل ہوئیں وہ ان کو مومنین پر چسپاں کرینگے اور اب تم فیصلہ کر لو کہ یہ شعار وہابیہ کا ہے یا نہیں جب تمہارے دلائل اسی فرمان کے ما تحت ہیں تو تم خود فیصلہ کر و کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ نے اس حدیث کے ماتحت ایسے لوگوں کو خارجی اور ملحد کہا ہے اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے حدیث نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی موجود ہے جو اس میں اس سے زیادہ سخت سزا مذکور ہے وہ خود قسطلانی ۱۰/۸۴ میں ملاحظہ فرمالیں آیئے اب اس آیۃ کریمہ کا فیصلہ کتب اہل سنت وجماعت سے کرالیں کہ آیا وہ کفار واقعی انبیاء علیہم السلام کو الٰہ معبود سمجھتے تھے بدیں وجہ یہ آیت نازل ہوئی ہے یا نہیں۔

(۱) تفسیر جلالین ۱۷۷ | (قُلْ) لَهُمْ (ادْعُوا الَّذِينَ زَعَمْتُمْ) أَنَّهُمْ آلِهَةٌ (مِنْ دُونِهِ) كَالْمَلَائِكَةِ وَعِيسَى عليه السلام وعزير عليه السلام فَلَا يَمْلِكُونَ كَشْفَ الضُّرِّ عَنْكُمْ وَلَا تَحْوِيلًا

فرما دیجئے یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کفار کو کہ بلا لو جن کو تم معبود گمان کرتے ہو مِنْ دُونِ اللہ (یعنی رسول اللہ ہونے کے علاوہ جو تم ان کو اپنا معبود سمجھتے ہو اس حیثیت سے ان کو بلالو) مثل فرشتوں کی اور عیسیٰ علیہ السلام کی اور عزیز علیہ السلام کی تو وہ تم کفار سے تکلیف کو ہٹا نہ سکیں گے اور نہ وہ کفار سے تکلیف رفع کر ہی سکتے ہیں۔ (تو معلوم ہوا کہ یہ کفار کو کہا گیا ہے کہ تم اپنے عقیدہ کے مطابق یعنی ابن اللہ سمجھ کر پکارو تو وہ چونکہ ابن اللہ نہیں ہیں تو وہ تمہارے اسی شرکیہ عقیدہ کی وجہ سے تمہاری پکار کا جواب نہ دینگے۔ اور نہ تمہاری تکلیف کو رفع ہی کرینگے۔ کیونکہ تم نے خلاف رسالت ان کو خدا بنا لیا ہوا ہے اور یہ نہیں منع فرمایا کہ اگر تم انکو حیثیت رسول اللہ ہونے کے بھی پکاروگے تو بھی وہ تمہاری تکلیف کو دور نہ کریں گے۔

(۲) تفسیر نسفی ۲۴۵ } (قُلِ ادْعُوا الَّذِیْنَ زَعَمْتُمْ) اِنَّهَا اٰلِهَتُكُمْ

(۳) تفسیر ابن کثیر ۴/۴۶ } (قل) یا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) لِهٰؤُلَاءِ الْمُشْرِكِیْنَ الَّذِیْنَ عَبَدُوْا غَیْرَ اللّٰهِ

فرما دیجئے یا محمد صلے اللہ علیہ وسلم ان مشرکین کو جو غیر اللہ کی عبادۃ کرتے ہیں۔

(۴) تفسیر کبیر ۵/۶۰۵ } اِعْلَمْ اَنَّ الْمَقْصُوْدَ مِنْ هٰذِهِ الْاٰیَةِ الرَّدُّ عَلَى الْمُشْرِكِیْنَ وَقَدْ ذَكَرْنَا اَنَّ الْمُشْرِكِیْنَ كَانُوْا یَقُوْلُوْنَ لَیْسَ لَنَا اَهْلِیَّةٌ اَنْ نَشْتَغِلَ بِعِبَادَةِ اللّٰهِ تَعَالٰى فَنَحْنُ نَعْبُدُ بَعْضَ الْمُقَرَّبِیْنَ مِنْ عِبَادِ اللّٰهِ وَهُمُ الْمَلَائِكَةُ ثُمَّ اِنَّهُمْ اتَّخَذُوْا لِذٰلِكَ الْمَلَكِ الَّذِیْ عَبَدُوْهُ تِمْثَالًا وَصُوْرَةً وَاشْتَغَلُوْا بِعِبَادَتِهٖ عَلٰى هٰذَا التَّاْوِیْلِ وَاللّٰهُ تَعَالٰى اِحْتَجَّ عَلٰى بُطْلَانِ قَوْلِهِمْ فِیْ هٰذِهِ الْاٰیَةِ۔

جان لے کہ مقصود اس آیۃ سے مشرکین کا رد ہے اور ضرور ہم نے ذکر کیا ہے۔ کہ مشرکین کہتے تھے کہ ہمیں اللہ کی عبادۃ سے مشغول ہونے کی طاقت نہیں تو ہم اللہ کے بندوں سے بعض کی عبادت کرتے ہیں۔ اور وہ فرشتے ہیں پھر انہوں نے بنایا ان فرشتوں کو جن کی وہ عبادت کرتے تھے بت مجسمے اور تصاویریں اور اس کی عبادۃ کے ساتھ وہ مشغول ہو گئے اس تاویل پر اللہ تعالےٰ نے اس آیۃ کریمہ میں ان کی بات کے رد پر دلیل پیش فرمائی۔

اس آیۃ کے ماتحت علامہ رازی رحمۃ اللہ علیہ نے ثابت کیا کہ وہ ملائکہ کی تصویریں اور مجسمے بنا کر ان کی پوجا کیا کرتے تھے اور اہل سنت وجماعت نہ کسی بزرگ کی عبادت کرتے ہیں اور نہ تصویریں اور نہ مجسمے وغیرہ ان کے بنا کر ان کی پوجا کرتے ہیں یہ واقعی

مشرکوں کا رویہ ہے۔
اور یہ بھی ثابت ہوا کہ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰہ سے ملائکہ کی تصویر کے بت گھڑے ہوئے یہاں مراد ہیں۔

وہابی "نوح السلام کے زمانہ میں کفار بھی تمہاری طرح ولیوں اور نبیوں کی پوجا کیا کرتے تھے۔ وَدّ و یعوق و نسر و یَغُوثَ وَسُوَاع یہ نوح علیہ السلام کے زمانہ کے بزرگوں کے نام تھے بلاشک بخاری شریف نکال کر دیکھ لو تو نوح علیہ السلام نے بد دعا فرمائی کہ یا اللہ یہ کفار وَدّ و یعوق و نسر وغیرھم کو چھوڑتے نہیں۔ ان کا ایک تخم نہ رہنے دے یہ بے ایمان توحید کو مانتے ہی نہیں اللہ تعالےٰ نے اُن تمام کو بزرگوں کے ماننے کی وجہ سے تباہ و برباد کر دیا یاد رکھو تم بھی اسی لائق ہو کوئی عبد القادر کو پکارتا ہے کوئی باہو کو پکارتا ہے کوئی شکر گنج کہتا ہے یہ سب شرک ہے تم نے تسلیم کر دیا نہ۔

محمد عمر "خداوند تم کو ہدایت نصیب فرمائے اور قرآن کریم کی تحریف سے ہر مسلمان کو محفوظ رکھے قرآن کریم کے اصل کو بدل کر بیان کرنا بھی تمہارا ہی حصہ ہے قرآن کریم کی تفسیر بالرائے کی اور مطلب جدھر مرضی چاہی پھیر کر لے گئے ذرا آیت قرآنی ملاحظہ ہو۔

نوح ۲۹/۲ وَقَالُوۡا لَا تَذَرُنَّ اٰلِهَتَكُمۡ وَلَا تَذَرُنَّ وَدًّا وَّلَا سُوَاعًا ۙ وَّلَا يَغُوۡثَ وَيَعُوۡقَ وَنَسۡرًا اور انہوں نے کہا نہ چھوڑو تم اپنے معبودوں کو اور نہ چھوڑو تم وَدّ کو اور نہ سُوَاع کو اور نہ یَغُوثَ کو اور نہ یَعُوقَ اور نہ نسر کو۔

وہابی صاحب قرآن کے چور ہیں الفاظ قرآنی کو بھی چرانے سے فرق نہیں کرتے لَا تَذَرُنَّ کو پڑھ لیا اور اٰلِهَتَكُمۡ کو چھوڑ دیا افسوس صاف اتنا موٹا لفظ لکھا ہوا

ہے کہ ان پر کفر کا فتویٰ اس واسطے عائد ہوا کہ وہ ان بزرگوں کے مجسمے بنا کر ان کو الٰہ یعنی اپنا معبود سمجھتے تھے۔ اس لئے حضرت نوح علیہ السلام نے ان کے لئے بد دعا فرمائی تو خداوند نے بھی ان کو غرق کیا کہ وہ خدا کی توحید کے بھی قائل نہ تھے اور وہ کفار بزرگوں کے بت بنا کر ان کی پوجا کرتے تھے دیکھو

بخاری شریف ۲/۷۳۲ کتاب التوحید ۵۱ محمد بن عبد الوہاب

حدثنا ابراهيم ابن موسیٰ قال اخبرنا هشام عن ابن جريج وقال عطاء عن ابن عباس صَارَتِ الْاَوْثَانُ الَّتِي كَانَتْ فِي قَوْمِ نُوحٍ فی العرب بعدُ اما وُدٌّ كانت بكَلْبٍ بِدَومَةِ الجندلِ واما سُواعٌ كانت لهذيل وَاِمَّا يغوثُ فكانت لمراد ثُمَّ لبنی غطيف بالجوف عند سبأ وَاَمَّا يَعُوق فكانت لهمدان وَاَمَّا نسرٌ فكانت لحمير لآل ذی الكلاع ونسراً اَسْمَاءُ رِجَالٍ صَالِحِيْنَ مِنْ قَوْمِ نُوحٍ فَلَمَّا هَلَكُوْا اَوْحَى الشَّيْطَانُ اِلٰى قَوْمِهِمْ اَنِ انْصِبُوْا اِلٰى مَجَالِسِهِمُ الَّتِي كَانُوْا يَجْلِسُوْنَ اَنْصَابًا وَسَمُّوْهَا بِاَسْمَائِهِمْ فَفَعَلُوْا فَلَمْ تُعْبَدْ حَتّٰى اِذَا هَلَكَ اُولٰئِكَ وَتَنَسَّخَ الْعِلْمُ عُبِدَتْ

ابن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ اس وقت عرب میں نوح علیہ السلام کی قوم کے اندر بت تھے جن کی وہ عبادت کرتے تھے۔ وَدّ شہر دومۃ جندل میں بنی کلب کا بت تھا اور لیکن سُواع ہذیل کا بت تھا اور لیکن یغوث بنی مراد کا بت تھا پھر جوف متصل سبا مدینہ بلقیس میں بنی غطیف نے اس کو اپنا معبود بنا لیا اور لیکن یعوق بت ہمدان نے اپنا معبود بنایا ہوا تھا اور لیکن نسر بت ذوالکلاع کی ال حمیر قبیلے کا معبود تھا اور نسر وغیرہم یہ تمام بت نوح علیہ السلام کی قوم کے بزرگوں کے نام سے پکارے جاتے تھے پس جب وہ بزرگ فوت ہو گئے تو شیطان نے ان کی قوموں کی طرف وحی کی کہ ان

یہ بزرگ بیٹھا کرتے تھے وہاں ان کی جگہ ان کے مجسمے بت بنا کر کھڑے کر دو اور ان بزرگوں والے نام ان بتوں کے رکھ دو تو ان لوگوں نے شیطانی انگیخت سے ایسے ہی کیا پھر ان کی پرستش شروع ہوئی تھی کہ جب یہ بت نصب کرنے والے مر گئے اور علم مٹ گیا تو ان بتوں کی پوجا شروع ہو گئی۔ اور اے حدیث شریف کے چور و حدیث نے تمہارا پول نکال دیا تم نے جو کہا تھا کہ وہ لوگ بزرگوں کی عبادت کرتے تھے غلط ثابت ہوا بلکہ حدیث شریف سے ثابت ہو گیا کہ وہ لوگ بزرگوں کے مجسمے بت جو نصب کئے ہوئے تھے ان کی پوجا کرتے تھے اور ہر قبیلے کا علیحدہ علیحدہ بت تھا اور ان بتوں کے نام وہ بزرگوں والے ہی رکھ دیتے پھر اسے شارحین بخاری سے دریافت فرمالیں۔

فتح الباری ۲۰/۳۷۶ **شرح بخاری شریف** | قال فی قولہ تعالیٰ ودا ولا سواعا الایۃ قال اَوْثَانٌ کَانَ قَوْمُ نُوْحٍ یَعْبُدُوْنَھُمْ

اللہ تعالیٰ کے فرمان ودًّا ولا سُوَاعًا آخر آیت تک ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ نوح علیہ السلام کی قوم کے بت تھے جن کی وہ عبادۃ کرتے تھے۔

پھر بت پرستی کی ابتدا فرمائی کہ کیسے شروع ہوئی

فتح الباری ۲۰/۳۷۸ **شرح بخاری شریف** | فَمَاتَ رَجُلٌ مِنْھُمْ فَجَزِعَ عَلَیْہِ فَجَعَلَ لَا یُصْبِرُ عَنْہُ فَاتَّخَذَ مِثَالًا عَلٰی صُوْرَتِہٖ فَکُلَّمَا اشْتَاقَ عَلَیْہِ نَظَرُہٗ ثُمَّ مَاتَ فَفُعِلَ بِہٖ کَمَا نُعِلَ

جب مر گیا آدمی ان سے تو اس پر رویا پیٹا گیا پھر اس سے صبر نہ کیا جاتا تو اس کی صورۃ کی ایک مثال کا بت گڑھا جاتا پھر جب اس کے شوق نے جوش مارا تو اس کے بت کو دیکھ لیا پھر جب وہ گڑھنے والا مر گیا تو بت پرستی شروع ہو جاتی۔

اور قسطلانی شارح بخاری شریف نے بھی ۷/۴۰۲ میں یہی تحقیق کی ہے۔

یہ ہے جناب کی چوری جو قرآن میں بھی تم نے کی اور حدیث میں بھی سرقے سے کام لیا اور یہاں تو نہ ان کا بت اور نہ ان کی تصویر اور نہ ان کی پوجا بلکہ مطابق شریعت محمدیہ قبر بنائی جاتی ہے اور جب کوئی کسی زائر سے دریافت کرے کہ کہاں جاتے ہو تو وہ یہی جواب دیتا ہے کہ فلاں بزرگ کے مزار مقدس پر جا رہا ہوں اور وہاں جاکر وہ قرآن کریم کی چند آیات پڑھتا ہے مراقبہ کی حالت میں اپنے قلب کو موت کی یاد دلاتا ہے اگر کوئی صاحب کشف ہو تو وہ اس صاحب قبر کی زیارت سے مشرف ہو کر فیض حاصل کرتا ہے ورنہ متقدمین اصحاب قبور سے عبرت حاصل کرتے ہیں اگر کسی نے کوئی جیسے بھی منت وغیرہ مانی ہو مثلاً قرآن پڑھنے کی منت ہو تو وہ صاحب قبر کو پڑھ کر بخش آتا ہے۔ اگر کوئی کھانے کی منت مانی ہو تو وہ صاحب قبر کی طرف سے وہاں فقرا کو تقسیم کر آتا ہے بشرطیکہ بھنگی چرسی نہ ہوں اور اگر کسی نے کوئی جانور کی منت مانی ہو تو وہ وہی جانور لیجا کر کسی صاحب شرع فقیر کو اس صاحب قبر کی طرف سے صدقہ کر آتا ہے اور جو خلاف شرع ہوں ان کو ایسے صدقات دینے ہمارے نزدیک بھی ناجائز ہیں اگر غلط ہے تو ہماری کسی کتاب چھوٹی سے چھوٹی کی تحریر سے ثابت کرو کہ ہمارے نزدیک بھنگیوں چرسیوں شرابیوں کو دینا جائز ہے یا تم کسی حدیث یا آیت قرآنی سے ان مذکورہ بالا امورات کو شرک یا ناجائز ثابت کردو وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَلَنْ تَفْعَلُوْا فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِیْ وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ اُعِدَّتْ لِلْکٰفِرِیْنَ۔ اُو وہابیو باز آجاؤ اور کفار اور بتوں والی آئتیں مومنوں پر چسپاں نہ کرو اور اپنے اعمال کو بے ایمانی کی رَو میں نہ بہاؤ۔

تو ان آیات کریمہ سے جو تم نے پیش کی ہیں وہ تمام بتوں اور کفار کے متعلقہ تھیں چاہے کسی نے نبیوں ولیوں کے بت ہی کیوں نہ بنائے ہوں بہر صورت تم نے دعا مِنْ دُوْنِ اللہ کی آیات پیش کیں جس کے معنی عبادۃ ہیں اور مِنْ دُوْنِ اللہ سے مراد بت ہیں

جیسا کہ مفسرینِ اہل سنت وجماعت کے اجماع سے ثابت ہوگیا آیئے حدیث شریف سے بھی اس کا ثبوت پیش کردوں۔

بخاری شریف پ ۲/۱۷ (مِنْ دُوْنِہٖ) بالاوثان

اور قرآن کریم میں بھی جو مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ کے صفات رب العزۃ نے بیان فرمائے ہیں ان سے مختصر بیان کئے گئے جو تم نے سُن لئے ہیں کہ من دون اللہ کی صفات سے چند یہ ہیں مثلاً

صفات من دون اللہ	صفات عباد اللہ
(۱) مَنْ لَّا یَسْتَجِیْبُ لَہٗٓ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ قیامت تک جواب نہیں دے سکتے۔	اور یہ انبیاء علیہم السلام کی شان نہیں اور اولیاء کی شان نہیں بلکہ وہ جواب دیتے ہیں۔
(۲) وَھُمْ عَنْ دُعَآئِھِمْ غٰفِلُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ ان کی پکار سے بے خبر ہیں۔	اولیاء اللہ اور انبیاء اللہ غافل نہیں ہیں۔
(۳) وَاِذَا حُشِرَ النَّاسُ کَانُوْا لَھُمْ اَعْدَآءً جب اُٹھائے جائینگے تو مِنْ دُوْنِ اللہ ان کے دشمن ہوں گے۔	یہ بھی انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام کی شان کے خلاف ہے کیونکہ وہ اپنے متبعین کو پہچانینگے اور سفارش کرینگے نساء ۵/۱۴ مَنْ یَّشْفَعْ شَفَاعَۃً حَسَنَۃً یَّکُنْ لَّہٗ نَصِیْبٌ مِّنْھَا جھوٹے معبودین کی طرح انشاء اللہ دشمن نہ ہونگے کیونکہ یہ مِنْ دُوْنِ اللہ کی شان ہوگی۔
(۴) وَکَانُوْا بِعِبَادَتِھِمْ کٰفِرِیْنَ	یہ بھی اولیاء اور انبیاء کی شان نہیں کیونکہ

صفات من دون اللہ	صفات عباد اللہ
اور وہ مِنْ دُوْنِ اللہ اپنے عابدین کی عبادت کا انکار کرینگے۔	ان کی ہم عبادت نہیں کرتے بلکہ اتباع کرتے ہیں اور وہ ہماری اتباع کا انکار نہ فرماوینگے بلکہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم رب امتی فرما کر گنہگاروں کی بخشش فرماوینگے اور پیران عظام بھی سفارش کرینگے اور اپنی اتباع کا انکار نہ کریں گے۔ یہ شیوہ مذکورہ ایت کا مِنْ دُوْنِ اللہ معبودین کا ہے۔
(۵) مَا یَمْلِکُوْنَ مِنْ قِطْمِیْرٍ مِنْ دُوْنِ اللہ وہ ہیں۔ جو کھجور کے چھلکے کے بھی مالک نہیں۔	اور انبیاء اللہ اور اولیاء اللہ بہت کچھ کے مالک ہیں جو واضح ہو چکا لہٰذا وہ من دُوْنِ اللہ نہ ہوئے کیونکہ یہ شان رسالت وولایت کے خلاف ہے شان اہل اللہ یہ ہے قُلْنَا یَا ذَالْقَرْنَیْنِ اِمَّا اَنْ تُعَذِّبَ وَاِمَّا اَنْ تَتَّخِذَ فِیْہِمْ حُسْنًا
(۶) لَا یَخْلُقُوْنَ شَیْئًا وَّھُمْ یُخْلَقُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللہ کچھ بنا نہیں سکتے وہ خود گھڑے ہوئے ہیں۔	انبیاء کرام اور اولیاء کرام کسی کے گھڑے ہوئے نہیں بلکہ خداوند کے پیدا شدہ ہیں۔ اور آگے خلق کی طاقت بھی عطائی رکھتے ہیں لہٰذا من دون اللہ نہ ہوئے۔
(۷) اَمْوَاتٌ غَیْرُ اَحْیَاءٍ مِنْ دُوْنِ اللہ	اس عنوان سے انبیاء کرام و اولیاء کرام کی ذات مبرا ہے جیسا کہ واضح ہو چکا لہٰذا من

صفات من دون اللہ

ہیں ذاتی موت ہے جمود ہیں حیات ہے
ہی نہیں کسی وقت بھی ۔

(۸) وَمَا یَشْعُرُوْنَ اَیَّانَ یُبْعَثُوْنَ اور من دون اللہ قیامت سے بے خبر ہیں۔

(۹) قَالُوْا ضَلُّوْا عَنَّا وَشَهِدُوْا عَلٰی اَنْفُسِهِمْ اَنَّهُمْ كَانُوْا كٰفِرِیْنَ ۔

(فرشتے جان لینے آئینگے تو وہ سوال کرینگے تو عابدین اپنے جھوٹے معبودین کا انکار کرینگے) ترجمہ۔ کہینگے کہ وہ مِنْ دُوْنِ اللہ ہم سے غائب ہیں الغرض وہ اپنے کفر کا خود اقرار کرینگے۔

(۱۰) لَا یَسْتَجِیْبُوْنَ لَهُمْ بِشَیْءٍ اِلَّا كَبَاسِطِ كَفَّیْهِ اِلَى الْمَاءِ وَمَا هُوَ بِبَالِغِهٖ ۔

(وہ من دون اللہ) نہیں قبول کرتے وہ ان کی دعا کو کچھ بھی مگر جیسا کہ کوئی اپنے دونو ہاتھ

صفات عباد اللہ

دُوْنِ اللہ نہ ہوئے

یہ بھی جھوٹے معبودین کی شان ہے انبیاء کرام و اولیاء کرام قیامت سے باخبر ہیں لہٰذا مِنْ دُوْنِ اللہ کی یہ صفت بھی ان میں نہ ہوئی تو من دون اللہ نہ ثابت ہوئے۔

یہاں اس کے بالکل برعکس ہے کیونکہ متبعین رسل و اولیاء اللہ بوقت موت ان کو غائب نہ کہینگے بلکہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم بوقت موت اپنے غلاموں کے پاس تشریف فرما ہوتے ہیں اور ہم مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کا کلمہ پڑھتے ہیں اور مومن آپ کی اتباع کا اسوقت انکار بھی نہیں کرتا لہٰذا من دون اللہ نہ ہوئے اگر من دون اللہ ہوتے تو اس وقت جھوٹے معبودوں کی طرح غائب ہوتے۔

انبیاء اللہ اور اولیاء اللہ سے اور ان کی قبروں سے بھی ان کا فیض لوگوں کو ہر وقت پہنچتا ہے اور قیامت تک انشاء اللہ رہیگا ورنہ ولایت کا خاتمہ ہو جائے یہ مذکورہ شان من دون اللہ کی ہے ثابت ہوا۔ کہ

صفات من دون اللہ	صفات عباد اللہ
پانی کی طرف لمبے کرے اور پانی اس کے پاس نہیں پہنچنے والا	اولیاء اللہ اور انبیاء اللہ مِن دُونِ اللہ نہیں ہیں۔
(۱۱) عِبَادٌ اَمْثَالُکُمْ فَادْعُوْهُمْ فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ۔ اعراف ۹/۲۴ { من دون اللہ تمہاری مثل بندے (نظر آتے ہیں) پھر پکارو تو سہی ان کو اگر تم (ان کی عبادۃ میں) سچے ہو تو تمہاری بات کا جواب تو دیں۔	انسانوں کی مثل تو ہیں لیکن انسان نہیں کیونکہ اُن کو اگر پکارو تو تمہاری بات کا جواب نہیں دے سکتے۔ من دون اللہ سے مراد بت ہے۔ اس آیۃ کریمہ سے صاف ثابت ہو گیا کیونکہ وہ آدمیوں جیسے تصور ہیں تو نظر آتے ہیں چونکہ وہ جمادات ہیں جواب نہیں دے سکتے انبیاء اللہ اور اولیاء اللہ اس سے ممتاز ہیں کیونکہ وہ عِبَادٌ اَمْثَالُکُمْ کے ماتحت نہیں اگر اصحب قبور کو کلام کی جاوے۔ تو جواب دیتے ہیں ثابت ہوا کہ وہ من دون اللہ نہیں۔
(۱۲) اَلَهُمْ اَرْجُلٌ يَّمْشُوْنَ بِهَا اَمْ لَهُمْ اَيْدٍ يَّبْطِشُوْنَ بِهَا اَمْ لَهُمْ اَعْيُنٌ يُّبْصِرُوْنَ بِهَا اَمْ لَهُمْ اٰذَانٌ يَّسْمَعُوْنَ بِهَا کیا من دون اللہ کے پاؤں ہیں جن کے ساتھ وہ چلتے ہوں کیا ان کے ہاتھ ہیں جن	یہ بتوں کی شان ہے کہ ان کے پاؤں ہیں لیکن چل نہیں سکتے ایسے ہی باقی اعضا بھی موجود ہیں لیکن بیکار ہیں اور اولیاء اللہ اور انبیاء اللہ کی حالت اس کے برعکس ہے جیسا کہ ذکر ہو چکا کیونکہ ان کی شان ہے کہ تَتَلَقّٰهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ان کو ملائکہ

صفات من دون اللہ

کے ساتھ وہ پکڑتے ہوں کیا ان کی آنکھیں
ہیں جن کے ساتھ وہ دیکھتے ہوں کیا ان کے
کان ہیں جن کے ساتھ وہ سنتے ہوں

(۱۳) اعراف ۹/۲۴ { لَا يَسْتَطِيعُونَ نَصْرَكُمْ وَلَا أَنْفُسَهُمْ يَنْصُرُونَ۔

من دون اللہ نہ تمہاری مدد کر سکتے ہیں اور
نہ اپنی جانوں کو بچا سکتے ہیں۔

(۱۴) وَإِنْ تَدْعُوهُمْ إِلَى الْهُدَىٰ لَا يَسْمَعُوا =

اور اگر تم مِنْ دُوْنِ اللہ کو ہدایت کی طرف
بلاؤ تو وہ ہدایت سنتے ہی نہیں۔

صفات عباد اللہ

استقبال کے لئے آتے ہیں اگر وہ من دون اللہ
ہوتے سنیں اور نہ دیکھیں وغیرہ وغیرہ تو معاذ اللہ
فرشتے ایسوں کا استقبال کرتے ہیں؟ معلوم ہوا
کہ یہ شان بتوں کی ہے اولیاء اللہ اور انبیاء اللہ
کھاتے ہیں پیتے ہیں جنت کے باغات میں
عیش کرتے ہیں ان کی سمع وبصر وغیرہ ہم سے
زیادہ قوی ہیں۔

یہ مِنْ دُوْنِ اللہ کی تیرھویں صفت ہے کہ
وہ اپنی جانوں کو عذاب الٰہی سے نہیں بچا
سکتے چہ جائیکہ وہ تمہاری مدد کر سکیں نبی صلے
اللہ علیہ وسلم اپنی گنہگار امت کو بخشا کر
جنت میں لے جائیں گے اور اولیاء اللہ
بھی بعد ازاں سفارش کر کے بخشائیں گے
ثابت ہوا کہ اولیاء اللہ اور انبیاء اللہ من
دُوْنِ اللہ نہیں بلکہ یہ ہیں هُمُ الْمُفْلِحُونَ

اس آیت پاک سے معلوم ہوا کہ من دون
اللہ بے ہدایتے ہیں اور ان کی شان ہے
أُولَٰئِكَ عَلَىٰ هُدًى مِنْ رَبِّهِمْ
ومابینھما تناقض لہذا حزب اللہ
من دون اللہ نہ کہلائینگے۔

صفات من دون اللہ

(۱۵) وَتَرٰىهُمْ يَنْظُرُوْنَ اِلَيْكَ وَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ ۔

اور آپ مِنْ دُوْنِ اللّٰہ کو دیکھ رہے ہیں۔ آپ کی طرف وہ بھی تکتے ہیں حالانکہ وہ دیکھ نہیں سکتے ۔

(۱۶) حج ۱۷/۱۰ لَنْ يَّخْلُقُوْا ذُبَابًا وَّلَوِ اجْتَمَعُوْا لَهٗ ۔

اگر وہ تمام من دون اللہ جمع ہو جاویں تو ہرگز ایک مکھی بھی پیدا نہیں کر سکیں گے ۔

(۱۷) وَاِنْ يَّسْلُبْهُمُ الذُّبَابُ شَيْئًا لَّا يَسْتَنْقِذُوْهُ مِنْهُ ۔

اور اگر مِنْ دُوْنِ اللّٰہ سے مکھی کچھ چھین لے تو وہ اس سے چھڑا نہیں سکتے ۔

صفات عباد اللہ

مِنْ دُوْنِ اللّٰہ کی شان یہ ہے کہ ان میں قوۃ باصرہ نہیں تو وہ بت ہی ہو سکتے ہیں کیونکہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالےٰ نے پہلے ہی وَتَرٰىهُمْ فرما کر من دون اللہ سے ممتاز فرمایا۔

یہ شان ہے من دون اللہ کی اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم لِمَا يُحْيِيْكُمْ سے تمام کی زندگی آپ کے باعث ہے بلکہ تمام مخلوق کی زندگی کے سبب حضور صلے اللہ علیہ وسلم ہیں۔ پتھر کی طرف یا کنکروں کی آپ کی نگاہ پاک اٹھی تو جانور بن گئے بلکہ گویا بن گئے ثابت ہوا کہ انبیاء کرام من دُوْنِ اللّٰہ نہیں۔

یہ مِنْ دُوْنِ اللّٰہ کی سترھویں صفت ہے کہ ان سے اگر مکھی کچھ چھین کرلے جاوے تو اس سے وہ چھڑا نہیں سکتے اور شان مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم یہ ہے کہ آپ دوزخ سے چھڑا سکتے ہیں اُدھر مِنْ دُوْنِ اللّٰہ میں اتنی کمزوری اور اِدھر اتنی طاقت کہ عزرائیل نزدیک آنے کی جرأت نہیں رکھ سکتا

صفات من دون اللہ	صفات عباد اللہ
	مکھی کی تو کیا ہی طاقت ہے ثابت ہوا کہ انبیاء کرام اور اولیاء کرام من دون اللہ نہیں من دون اللہ بت ہی ہیں۔
(۱۸) بنی اسرائیل ۱۵/۶ فَلَا یَمْلِكُوْنَ كَشْفَ الضُّرِّ عَنْكُمْ۔ پس نہیں مالک ہیں وہ تم سے تکلیف دور کرنے کے	یہ من دون اللہ کی اٹھارویں صفت ہے کہ وہ تکلیف کو دور نہیں کرسکتے اور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ انبیاء کرام مِنْ دُوْنِ اللہ اور حِزْبَ اللہ هُمُ الْغَالِبُوْنَ کے فرمان سے اولیاء اللہ بھی من دون اللہ نہیں ہوسکتے۔ قَالُوْا يٰمُوْسَى ادْعُ لَنَا رَبَّكَ بِمَا عَهِدَ عِنْدَكَ وَلَئِنْ كَشَفْتَ عَنَّا الرِّجْزَ لَنُؤْمِنَنَّ لَكَ وَلَنُرْسِلَنَّ مَعَكَ بَنِیْٓ اِسْرَآئِيْلَ فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُمُ الرِّجْزَ اِلٰٓى اَجَلٍ هُمْ بَالِغُوْهُ اِذَا هُمْ يَنْكُثُوْنَ ایمان دار کے واسطے اشارہ کافی ہے۔
(۱۹) عنکبوت ۲۰/۴ مَثَلُ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا	نساء ۵/۲۰ بَشِّرِ الْمُنٰفِقِيْنَ بِاَنَّ لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا

صفات من دون اللہ	صفات عباد اللہ
مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ اَوْلِیَاءَ کَمَثَلِ الْعَنْکَبُوْتِ مثال ان لوگوں کی جنہوں نے من دون اللہ کو مددگار یا کارساز پکڑا مثل مکڑی کی ہے۔	اَلَّذِیْنَ یَتَّخِذُوْنَ الْکَافِرِیْنَ اَوْلِیَاءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِیْنَ ان منافقوں کو عذاب الیم کی خوشخبری دیجیے جو مومنوں کے سوا اپنا مددگار بناتے ہیں۔ نساء ۵/۲۱ یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا الْکَافِرِیْنَ اَوْلِیَاءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِیْنَ اے ایمان والو مومنین کے سوا کفار کو اپنے مددگار نہ بناؤ۔ معلوم ہوا کہ مومنین من دون اللہ بھی نہیں اور کمثل العنکبوت بھی نہیں اور کیا رب العزۃ نے معاذ اللہ کمثل العنکبوت کے زمین و آسمان اور ہر شئی تابع کر دی کچھ خیال کرو معلوم ہوا کہ ان کی امداد بغیر کچھ نہیں ملتا۔
(۲۰) عنکبوت ۲۰/۴ اِنَّ اللّٰہَ یَعْلَمُ مَا یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِہٖ مِنْ شَیْءٍ بے شک اللہ تعالےٰ جانتا ہے جن من دون اللہ کو تم پکارتے ہو وہ کچھ نہیں۔	وَمَا اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ معلوم ہوا کہ من دون اللہ نہیں من شیء کہاں اور رحمۃ للعالمین کہاں کچھ تو انصاف سے کام لو
(۲۱) اعراف ۸/۳ } اِنَّھُمُ اتَّخَذُوا الشَّیٰطِیْنَ	اس ایت کریمہ میں رب العزۃ نے من

صفات من دون اللہ	صفات عباد اللہ
اَوْلِیَاءَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ بے شک انہوں بنالیا ہے شیاطین من دون اللہ کو کارساز	دُوْنِ اللہ پر شیاطین کا اطلاق فرمایا اور شیطان کو من دون اللہ کہا اور شیاطین سے مسلمان کو۔ خدا کی پناہ اور شیاطین کا کام ہے اِنَّ الشَّیٰطِیْنَ لَیُوْحُوْنَ اِلیٰ اَوْلِیٰئِہِمْ اپنے دوستوں کے دلوں میں وساوس ڈال کر گمراہ کرنا اور انبیاء کرام کا عمل ہے ھدایت اِنَّکَ لَتَھْدِیْ اِلیٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ اور آپ کی اطاعت میں یہی فعل ہے اولیاء کرام کا اَئِمَّۃً یَھْدُوْنَ بِاَمْرِنَا تو اولیاء الشیاطین اور شیاطین کے احکام والی آیات کو انبیاء اللہ اور اولیاء اللہ پر چسپاں کرنا اور اُن جیسا سمجھنے والا وہ ابلیسی جماعت کا نمائندہ ہے حزب اللہ سے اسے سروکار نہیں۔ شیاطین من دون اللہ ثابت ہوئے نہ انبیاء اللہ اور اولیاء اللہ قصد ہوا اور اگر ان کو من دون اللہ سمجھو گے تو پھر تم مطیع شیطان ہی کہلاؤ گے اور امت شیطان کہلانے کے حقدار ہو گے امت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نہ کہلا سکو گے۔

صفات من دون اللہ	صفات عباد اللہ
(۲۲) سبا ۲۲/۳ { قُلِ ادْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللهِ لَا يَمْلِكُوْنَ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ ۔ فرما دیجئے یا رسول اللہ صلے اللہ دعا مانگو ان من دون اللہ سے جن کو تم گمان کرتے ہو نہیں ملکیت رکھتے وہ ایک ذرے کی نہ آسمانوں میں نہ زمین میں ۔	یہ من دون اللہ کی بائیسویں صفت ہے کہ ان کو اللہ نے ایک ذرے کا مالک نہیں بنایا حالانکہ عباد اللہ کی شان یہ ہے ۔ نساء ۵/۸ :- اَمْ يَحْسُدُوْنَ النَّاسَ عَلٰى مَا اٰتٰهُمُ اللهُ مِنْ فَضْلِهٖ فَقَدْ اٰتَيْنَا اٰلَ اِبْرٰهِيْمَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاٰتَيْنٰهُمْ مُّلْكًا عَظِيْمًا کیا جلتے ہیں لوگ اس چیز پر جو ان کو اللہ نے اپنے فضل سے دیا پس تحقیق دی ہم نے ابراہیم علیہ السلام کی آل کو کتاب اور حکمۃ اور دیا ہم نے ان کو مُلكٌ عَظِيْمٌ ۔ ثابت ہوا کہ انبیاء اللہ اور اولیاء اللہ من دون اللہ نہیں ہیں ۔
(۲۳) فاطر ۲۲/۵ { اَمْ اٰتَيْنٰهُمْ كِتٰبًا فَهُمْ عَلٰى بَيِّنَتٍ مِّنْهُ ۚ کیا من دون اللہ کو ہم نے کوئی کتاب دی ہے تو وہ اللہ کی طرف سے بینہ پر ہیں ۔	مومن ۲۴/۷ جَآءَنِيَ الْبَيِّنٰتُ مِنْ رَّبِّيْ میرے پاس میرے رب کی طرف سے بینت آئیں ۔ اِنَّآ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ ہم نے آپ کی طرف کتب اتاری معلوم ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر کتاب اتاری گئی تو من دون اللہ نہ ہوئے کیونکہ من

(۲۴۲) لقمان ۲۱/۴ } ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ وَاَنَّ مَا يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهِ الْبَاطِلُ۔

یہ بہ سبب اس کے کہ اللہ تعالےٰ وہ حق ہے اور جس من دُونِ اللّٰہ کی وہ عبادت کرتے ہیں وہ باطل ہے۔

حج ۱۷/۸ } ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ وَاَنَّمَا يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ هُوَ الْبَاطِلُ۔

یہ بہ سبب اس کے کہ اللہ تعالےٰ وہ حق ہے اور جس مِنْ دُوْنِ اللّٰہ کی وہ عبادت کرتے ہیں وہی باطل ہے۔

دعا بمعنی اگر یہاں پکارنا ہی لیا جاوے تو اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں کہ جن کو یہ پکارتے ہیں وہ باطل ہے تو معاذ اللہ انبیاء اللہ اور اولیاء اللہ باطل ثابت ہونگے حالانکہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں۔

دُون اللہ کے کذب کی اور من دون اللہ ہونے کی بڑی علامت یہ ہے کہ ان کے پاس کوئی خدائی کتاب نہیں جیسا کہ مرزا غلام احمد قادیانی

اگر یَدْعُوْنَ کے معنی صرف پکارنا ہی لئے جاوینگے تو بڑی خرابی لازم آئیگی جس کو تم پکاروگے ماسوائے اللہ تو وہ باطل ثابت ہوگا اور اگر من دون اللہ سے مراد اگر بت نہ لئے جاویں بلکہ انبیاء و اولیاء کو شامل کیا جاوے تو معاذ اللہ ذات اولیاء و انبیا اللہ بموجب ان دونوں آیات کے اباطیل ثابت ہونگے حالانکہ باطل آجاوے تو اس پر اللہ تعالےٰ حق کو پھینکتے ہیں تو وہ حق باطل کو تباہ کر دیتا ہے اور حق کو اللہ تعالےٰ ثابت و غالب رکھتے ہیں اور باطل کو مٹا دیتے ہیں تو میرے خیال میں جب وہابیوں کے نزدیک انبیاء کرام و اولیاء کرام مِنْ دُوْنِ اللّٰہ اور باطل ٹھہرے تو بت اور کفار کو تو ضرور حق سمجھتے ہونگے اسی لئے کفر کا ساتھ دیتے ہیں اور حزب اللہ کی مخالفت کرتے ہیں۔ حالانکہ رب العزۃ

صفات من دون اللہ

بَلْ نَقْذِفُ بِالْحَقِّ عَلَى الْبَاطِلِ فَيَدْمَغُهُ فَاِذَا هُوَ زَاهِقٌ۔ انبیاء ۱۷/۲

بلکہ پھینکتے ہیں ہم حق کو باطل پر تو وہ اس کا بھیجا نکال دیتا ہے۔ تو وہ اس وقت مٹ جاتا ہے۔

لِيُحِقَّ الْحَقَّ وَيُبْطِلَ الْبَاطِلَ۔ انفال ۹/۱

تاکہ ثابت رکھے اللہ تعالےٰ حق کو اور تباہ کرے باطل کو۔

اَفَبِالْبَاطِلِ يُؤْمِنُوْنَ وَبِنِعْمَةِ اللّٰهِ هُمْ يَكْفُرُوْنَ وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ۔ نحل ۱۴/۱۰

کیا پس باطل کے ساتھ ایمان لاتے ہیں اور اللہ کی نعمت کے ساتھ وہ انکار کرتے ہیں اور من دون اللہ کی عبادت کرتے ہیں۔

صفات عباد اللہ

کا ارشاد ہے هُوَ الَّذِيْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُوْنَ۔

اللہ نے اپنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہدایت اور دین حق دے کر اسی لئے بھیجا ہے تاکہ تمام ادیان پر غالب کر دیں خواہ کفار کیوں نہ چلائیں۔

اور پھر فرمایا لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِيْ ضرور میں غالب رہوں گا۔ اور میرے تمام رسول اور حِزْبُ اللّٰهِ هُمُ الْغَالِبُوْنَ کا حکم تو اولیاء اللہ کو مل چکا ہے ثابت ہوا کہ یہ تمام من دون اللہ نہیں ورنہ ان کو اللہ علیہ نہ عطا کرتے بلکہ مٹا دیتے جیسا کہ تم نے سمجھا ہے پھر اگر انبیاء کرام من دون اللہ ہیں تو تم باطل کا کلمہ پڑھتے ہو باطل کی اطاعت کرتے باطل کا دین قبول کیا ہے۔ باطل کی امت ہو معاذ اللہ ثم معاذ اللہ باطل کے ساتھ ایمان لائے اور نعمت اللہ یعنی رسل کو من دون اللہ کہکر رسالت کا صاف انکار ہے معلوم ہوا

صفات من دون اللہ	صفات عباد اللہ
	اولیاء اللہ ورسل من دون اللہ نہیں
محمد ۲۶/۱ } ذَالِكَ بِاَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوا اتَّبَعُوا الْبَاطِلَ	اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِىْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ۔
یہ بایں طور کہ جن لوگوں نے کفر کیا وہ باطل کی تابعداری کرتے ہیں۔	نساء ۵/۸ } يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِى الْاَمْرِ مِنْكُمْ
	اس آیۂ کریمہ سابقہ میں ثابت کیا گیا کہ اگر تم محبوب خدا بننا چاہتے ہو تو فرما دیجیے یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم میری غلامی کرو اور دوسری میں یہ ثابت فرمایا کہ اگر تم نجات چاہتے ہو تو اللہ کی تابعداری کرو اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی اور جو تم سے اولو الامر ہوں اگر یہ سب اباطیل ہوتے تو ان کی اطاعت کا حکم نہ ہوتا اگر ان کی اطاعت کا حکم ہے تو باطل نہ ہوئے جب باطل ثابت نہ ہوئے تو ثابت ہوا کہ تمام اہل اللہ من دون اللہ نہیں۔
(۲۵) انبیاء ۱۷/۷ } اِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ اَنْتُمْ لَهَا وَارِدُوْنَ لَوْكَانَ	نساء ۵/۱۱ } مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ وَمَنْ تَوَلّٰى فَمَا اَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا جو شخص تابعداری کرے گا

صفات عباد اللہ	صفات من دون اللہ
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی پس تحقیق اس نے اللہ کی اطاعت کی اور جس نے منہ پھیرا تو ہم نے آپ کو ان پرچوکیدار بنا کر نہیں بھیجا۔	الِهَةً مَّا وَرَدُوْهَا وَكُلٌّ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ لَهُمْ فِيْهَا زَفِيْرٌ وَّهُمْ فِيْهَا لَا يَسْمَعُوْنَ بلاشک تم (کفار) اور جن من دون اللہ کی تم عبادت کرتے ہو جہنم کا ایندھن ہیں تم تمام اس جہنم کو داخل ہونیوالے ہو اگر معبود ہوتے جہنم میں داخل نہ ہوتے اور تمام اس میں ہمیشہ رہینگے اس جہنم میں (دوزخیوں کا) شور ہوگا اور وہ اس میں کچھ نہ سنیں گے۔

جب یہ ایت نازل ہوئی تو ابن زلعبری سہمی نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے مخاصمہ کیا کہ تو نے کہا ہے اِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں تو ابن زلعبری یہودی نے کہا کہ کیا یہود عزیز علیہ السلام کی عبادت نہیں کرتے تمہارے اس قانون سے یہ انبیاء و ملائکہ بھی جہنمی ثابت ہوئے تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بَلْ يَعْبُدُوْنَ الشَّيْطَانَ وہ ان کی عبادت نہیں کرتے بلکہ شیطان کی عبادت کرتے ہیں ملاحظہ ہو

خازن $\frac{4}{266}$ تو اللہ تعالے نے اس کے رد میں ایت نازل فرمائی۔ اِنَّ الَّذِيْنَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِّنَّا الْحُسْنٰٓى اُولٰٓئِكَ عَنْهَا مُبْعَدُوْنَ اور بے شک جن کے لئے ہماری طرف سے نیکی مقدر ہو چکی ہی وہ اس سے دور کئے جاوینگے۔

تو ثابت ہوا کہ انبیاء اللہ کو من دون اللہ سمجھنے والا پہلا زبعری یہودی تھا۔ جو وہابیوں کا اس امر میں پیشوا ہے تو جو انبیاء اللہ اور اولیاء اللہ کو من دون اللہ سمجھتے

ہیں وہ یہودیوں میں شامل ہیں اور انبیاء اللہ اور اولیاء اللہ کے ماننے والے اور ان کی اتباع کرنے والے ان کی پرستش میں شامل نہیں ہو سکتے پرستش وہی لوگ کرتے ہیں جو ان کے مجسمے وغیرہ بنا کر اپنے معبد خانوں میں رکھتے ہیں اور خداوند کو چھوڑ کر ان بتوں کی پوجا کرتے اور حقیقتاً وہ بھی ان انبیاء علیہم السلام کی پوجا نہیں کہلا سکتی اگر کہلا سکتی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرما دیتے کہ واقعی وہ ان کی پوجا کرتے ہیں بلکہ آپ نے جواب دیا کہ وہ انبیاء اور ملائکہ کی پوجا نہیں کرتے۔ وہ شیطان کی عبادت کرتے ہیں جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے بھی فرمایا کہ اِنَّهُمُ اتَّخَذُوا الشَّيَاطِيْنَ اَوْلِيَاءَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ جیسا کہ اس کا بیان گزر چکا تو معلوم ہوا کہ کفار کا انبیاء وصالحین کے صور کی پرستش کرنا شیاطین کی ہے ان کی پرستش نہیں مِنْ دُوْنِ اللّٰہ سے مراد یا بت ہیں یا شیاطین اور یہی جہنم کا ایندھن ہونگے۔ اولیاء اللہ یا انبیاء اللہ کی شان میں من دون اللہ کا خطاب دینا اور ان کے مطیعین کو ان کے عابدین کہنا ایمان سے خارج ہوتا ہے۔

الحاصل جس مقام پر توحید الٰہی کے مقابلہ میں من دون اللہ کی تذلیل مقصود ہو تو وہاں دو صورتیں ہونگی (۱) عابد کی تذلیل (۲) معبود جعلی کی تذلیل۔ اگر معبود جعلی کی تذلیل مذکور ہو تو من دون اللہ سے بت یا شیطان مراد ہونگے اور ان کے عابدین پر فتویٰ کفر و شرک مذکور ہوگا اور اُن سے استغاثہ ان کو پکارنا ان کے سامنے ادب سے بیٹھنا مذکور ہو ان کی طرف محبت کی نگاہ سے دیکھنا ان کی طرف چل کر برائے زیارت جانا ان کو اچھا سمجھنا یہ سب من دون اللہ اور باطل ہوگا اور یہ تمام ان کی عبادت متصور ہو گی اور ان کی صفات مذکورہ بالا ۲۵ آیات میں مختصراً عرض ہو چکیں اور ان کے پکارنے والے بھی عابدین شمار کئے جاوینگے اور وہ بھی من دون اللہ ہوں گے اور اگر پہلی صورت ہو یعنی عابد کی تذلیل مذکور ہو تو اس سے یہ ثابت ہوگا کہ اس کے معبود میں

کوئی خاصیت ہے جس کی وجہ سے اس کو ترک کیا گیا ہے تو یا وہ انبیاء کرام معصومین یا ملائکہ وغیرہ ھم ہونگے تو اس مقام پر عابدین من دون اللہ ہونگے اور ان کا فعل اتخاذ یعنی ان کا عبادت کرنا من دون اللہ ہوگا انبیاء اللہ اور اولیاء اللہ یا ملائکہ اللہ من دون اللہ نہ ہونگے اور نہ ان کو تمام قرآن کریم میں کہیں من دون اللہ کہا گیا اور ان کو پکارنا استغاثہ کرنا ان کی تعظیم کرنا ان کی قبور پر جانا اور ان سے فیض حاصل کرنا ان کا وسیلہ لینا وصول الی اللہ ہوگا معیت الہیہ حاصل ہوگی من دون اللہ نہ ہوں گے۔

من دون اللہ کو قرآن کریم میں بہت معانی سے رب العزت نے استعمال فرمایا ہے مثلاً

(۱) اعراف ۸/۳ { اِنَّھُمُ اتَّخَذُوا الشَّیَاطِیْنَ اَوْلِیَاءَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ — مِنْ دُوْنِ اللہ ۱ شیطٰن ہیں

(۲) عنکبوت ۲۰/۲ { اِنَّمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ اَوْثَانًا اور کوئی بات نہیں تم عبادت کرتے ہو مِنْ دُوْنِ اللہ کی جو بت ہیں۔ — ۲ مِنْ دُوْنِ اللہ بت ہیں یہاں الٰھًا محذوف ہے

عنکبوت ۲۰/۳ { اِنَّمَا اتَّخَذْتُمْ مِنْ دُوْنِ اللہ اَوْثَانًا اور کوئی بات نہیں بنایا تم نے مِنْ دُوْنِ اللہ کو معبود (جو بت ہیں)

(۳) یٰس ۲۳/۵ { وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ اٰلِھَۃً اور بنایا انہوں نے مِنْ دُوْنِ اللہ کو معبود — ۳ کفار کا فعل اتخاذ مِنْ دُوْنِ اللہ ہے۔

(۴) شوریٰ ۲۵/۵ } وَمَا كَانَ لَهُمْ مِّنْ أَوْلِيَاءَ يَنْصُرُونَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ

اور نہیں ہے کفار کا کوئی مددگار جان کی مدد کرے ما سوی اللہ کے۔

۴

مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ بمعنی ماسوی اللہ

(۵) جن ۲۹/۱ } وَاَنَّا مِنَّا الصّٰلِحُوْنَ وَمِنَّا دُوْنَ ذٰلِكَ

اور بے شک ہم سے بعض نیک ہیں اور بعض ہم سے برے ہیں۔

۵

یہاں دُوْن کے معنی برے لئے گئے ہیں۔

مریم ۱۶/۲ } فَاتَّخَذَتْ مِنْ دُوْنِهِمْ حِجَابًا۔ پس بنایا مریم علیہا السلام نے ورے ان کے پردہ

(۶) قصص ۲۰/۳ } وَوَجَدَ مِنْ دُوْنِهِمُ امْرَاَتَيْنِ تَذُوْدَانِ

اور پائیں موسیٰ علیہ السلام نے ورے ان کے دو عورتیں بکریاں ہٹاتی ہوئیں۔

۶

من دون بمعنی ورے

فتح ۲۶/۴ } فَجَعَلَ مِنْ دُوْنِ ذٰلِكَ فَتْحًا قَرِيْبًا پس کر دی اللہ نے ورے اس کے فتح قریب

کہف ۱۶/۱۱ } حَتّٰى إِذَا بَلَغَ مَطْلِعَ الشَّمْسِ وَجَدَهَا تَطْلُعُ عَلٰى قَوْمٍ لَّمْ نَجْعَلْ لَّهُمْ مِّنْ دُوْنِهَا سِتْرًا ۙ حتّٰی کہ جب پہنچے ذو القرنین مطلع شمس تک پایا

اس کو ایسی قوم پر طلاع کرتا ہے جو نہیں بنایا ہم نے ان کے لئے ورے ان کے کوئی پردا

(۷) نساء ۵/۲۱ } یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْکَافِرِیْنَ

اَوْلِیَاءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِیْنَ ۔

اے ایمان والو کفار کو مددگار نہ بناؤ (کیونکہ وہ)

ایمان والوں کے من دون ہیں۔

(۸) ءَ اِفْکًا اٰلِهَةً دُوْنَ اللّٰهِ تُرِیْدُوْنَ — من دون بمعنی مخالف

غیر اللہ کے جھوٹے معبودوں کا ارادہ رکھتے — دون اللہ بمعنی غیر اللہ

ہو تم اور بھی من دون کئی معنوں میں مستعمل ہوتا ہے تم وہابی بیچارے ایک غیر کے معنی جانتے ہو اور مع کے معنی نہیں جانتے جس جگہ مِنْ دُوْنِ آیا غیر کے معنی کر لیے یعنی دوست ہوں یا متقدمین ومتاخرین سے نہ مشورہ لیا کیونکہ تیرہ سو سال سے اس آیۃ کے کیا معنی مسلمان کرتے آئے ہم ان کے برخلاف کیوں چلیں خداوند تمہیں ہدایت دے۔ یاد رکھو آج سے انبیاء اللہ علیہم السلام اور اولیاء اللہ کو من دون اللہ کہنا چھوڑ دو اور توبہ کرو کہ خداوند ہمیں بھی ان کے زمرہ میں شامل فرماوے ہمیں من دون اللہ کے زمرہ میں نہ رکھے اور نہ مارے اور نہ اٹھائے اور یہی ہمیں سبق ملا ہے کہ تَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ کی دعا خدا سے مانگو تا کہ خداوند ہر دم ابرار وصالحین کی معیت عطا فرماوے تا کہ ان کی طفیل خداوند بھی ہمارا ساتھی بن جاوے جیسا کہ ارشاد الٰہی ہے۔

بقرہ ۱/۱۴ } وَاعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِیْنَ اور جانو تم کہ اللہ تعالیٰ متقین کے ساتھ ہے۔

" ۲/۳۳ } وَاللّٰهُ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ اور اللہ تعالیٰ صبرین کے ساتھ ہے۔

انفال ۵/۲ وَاَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُؤْمِنِیْنَ اور بے شک اللہ تعالیٰ مومنین کے ساتھ ہے

نحل ۱۴/۱۶ } اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا وَّالَّذِیْنَ ھُمْ مُّحْسِنُوْنَ بے شک اللہ تعالےٰ متقین کے ساتھ ہے اور جو نیکی کرنے والے ہیں۔ من دون اللہ کا اطلاق تمام قرآن کریم میں اللہ تعالےٰ نے کسی جگہ مومن پر نہیں کیا چہ جائیکہ معاذ اللہ انبیاء اللہ اور اولیاء اللہ اور ملائکۃ اللہ پر کیا جاوے کچھ خدا کا خوف کرو اور انبیاء اللہ اور ولی اللہ کو غیر اللہ نہ سمجھو ورنہ منکرین میں لکھے جاؤ گے۔ پھر بھی تمہاری تسلی نہیں ہوئی اِنَّمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِہٖ اَوْثَانًا اور کوئی بات نہیں عبادت کرتے ہو تم مِنْ دُوْنِ اللّٰہ کی جو بت ہیں اب تو قرآن کریم سے من دون اللہ کے معنی بت ثابت ہوگئے اب تو ایمان درست کر لو اور سنئیے

تفسیر نسفی ۳/۸۵ } (مِنْ دُوْنِ اللّٰہ) اٰلِھَۃً بَاطِلَۃً مِنْ دُوْنِ اللّٰہ باطلہ معبودوں کو کہتے ہیں معبود باطلہ کا مصداق انبیاء اللہ و اولیاء اللہ نہیں بن سکتے ہر صورت بت یا شیاطین کو ہی من دون اللہ کہا جاویگا اور ہمارا ایمان بھی یہی تقاضا کرتا ہے ہماری تو قرآن کریم اور تفاسیر اہل سنت پر تسلی ہے تم ایمان لاؤ یا نہ

وہابی "اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِہٖ وَیَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِکَ لِمَنْ یَّشَآءُ وَمَنْ یُّشْرِکْ بِاللّٰہِ فَقَدِ افْتَرٰٓی اِثْمًا عَظِیْمًا اور دوسری جگہ پر فرمایا فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا بَعِیْدًا"

بے شک اللہ نہیں بخشتا یہ کہ شرک کیا جاوے اس کے ساتھ اور بخشتا ہے اس کے سوا جس کو چاہتا ہے اور جو شخص اللہ کے ساتھ شرک کرتا ہے پس تحقیق باندھا اس نے گناہ بڑا اور دوسری جگہ ہے پس تحقیق گمراہ ہوا گمراہ ہونا دور کا۔

اس ایت سے ثابت ہوا کہ تم لوگ پیروں پیغمبروں کو پوجنے والے مشرک ہو تمہاری کوئی بخشش نہیں تم گمراہ لوگ ہو۔

"محمد عمر" پہلے تمہارا یہ بہتان ہے کہ ہم پیروں پیغمبروں کی پوجا کرتے ہیں۔ یہ

سراسر جھوٹ ہے لَعۡنَتُ اللہِ عَلَی الۡکَاذِبِیۡن آؤ پہلے پوجا کی تشریح کرلیں پوجا کو عربی میں عبادۃ کو کہتے ہیں۔ اور عبادۃ کے معنی عربی زبان میں ملاحظہ ہو۔

(۱) مصباح المنیر ۵۹۳ } عبدت اللہ اعبدہ عبادۃ وھی الانقیاد و الخضوع ؛ (۲) صراح ۱۳۷ :۔ العبودیۃ اصلھا الخضوعُ وَالذلُّ وعبد فیمایقال خدم الطاغوت، (۳) قاموس $\frac{1}{311}$ العبد الانسان حراکان او رقیقاً والعبدیۃ والعبودیۃ والعبودۃ والعبادۃُ الطاعۃ۔ (۴) المنجد ۵۰۲۔ عَبَدَ عِبَادَۃً وعُبُودَۃً وَعُبُودِیَّۃً وَ مَعۡبَدًا وَمَعۡبَدَۃً اللہ وَحَّدَہٗ وَخَدَمَہٗ وَخَضَعَ وَذَلَّ وَطَاعَ لَہٗ۔ (۵) مجمع البحار ۳۴۱ :۔ العبادۃ الطاعۃ اقوال المفسرین

(۱) تفسیر جلالین ۴ } اُعۡبُدُوۡا اوَحِّدُوۡا (۲) تفسیر نسفی $\frac{1}{4}$:۔ العبادۃ وھی اقصٰی غایۃ الخضوع والتذلل (۳) تفسیر بیضاوی $\frac{1}{8}$:۔ والعبادۃ اقصیٰ غایۃ الخضوع والتذلل (۴) تفسیر خازن $\frac{1}{19}$:۔ والعبادۃ اقصیٰ غایۃُ الخضوع والتذلل وَسمی العبد عبد الذلتہ وانقیادہ وقیل العبادۃ عبارۃ عن الفعل الذی یؤدی بہ الفرض لتعظیم اللہ تعالیٰ . . . . ولا تُستعمل العبادۃ الا فی الخضوع للہ تعالےٰ لانہ مولی اعظم النعم

(۵) تفسیر کبیر $\frac{1}{6}$ } فاعلم ان العبادۃ عبارۃ عن الاتیان بالفعلِ المامور بہٖ علی سبیل التعظیم بِالۡاٰمِرِ۔

تفسیر کبیر $\frac{1}{189}$ } اِنَّ العبادۃ عبارۃٌ عن نہایۃ التعظیم وھی لا تلیق الا بمن صدر عنہ غایۃ الانعام۔

ان تمام مذکورہ بالا عبارات سے ثابت ہوا کہ عبادۃ نہایت عاجزی اور تعظیم

اور ذلیل ہونا اور اطاعت کو کہتے ہیں تو سب سے زیادہ تذلل اور خضوع سجدہ سے زیادہ اور کوئی نہیں لہٰذا تمام اہل سنت وجماعت سوائے اللہ کے دوسرے انسان کو سجدہ کرنا گناہ کبیرہ کا مرتکب سمجھتے ہیں اور بت وغیرہ کو سجدہ کرنا کفر ہے۔

فتویٰ عالمگیری ۲/۲۷۹ { اِذَا سَجَدَ لِاِنْسَانٍ سَجْدَۃَ تَحِیَّۃٍ لَا یَکْفُرُ کذا فی السراجیۃ جب کسی نے انسان کو تعظیمی سجدہ کیا تو کافر نہیں ہوتا اور سجدہ عبادۃ انسان کو بھی ہر طرح کفر ہے تو ہم پیران عظام اولیاء اللہ وانبیاء علیہم السلام کو اور نہ ان کی قبور کو سجدہ نہیں کرتے ان کی قبروں کو قبریں سمجھتے ہیں ان کے مجسمے کسی اہل سنت وجماعت نے کبھی نہ بنائے اور نہ ان کے مجسموں کی تعظیم کی پھر بھی وہابیہ کافر یا مشرک کہیں تو سوائے اس کے کہ ان کا کفر و شرک مطابق حدیث پاک ان پر لوٹتا ہے اور اگر ولی اللہ کو ولی سمجھنا اور نبی اللہ کو نبی سمجھنا ہی شرک ہے تو شرک وہابیہ ہے شرک خداوندی نہیں کیونکہ ارشاد الٰہی ہے۔

نساء ۵/۱۱ { مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہَ جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرتا ہے تو وہ اللہ کا مطیع ہو سکتا ہے تو معلوم ہوا کہ شرک سے بچکر توحید پرست تب بن سکتا ہے جب مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی پہلے غلامی کرے کیونکہ ارشاد الٰہی ہے۔

نساء ۵/۹ { وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِیُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰہِ اور نہیں بھیجا ہم نے کسی رسول کو مگر تاکہ اطاعت کیا جاوے اللہ کے اذن کے ساتھ یعنی اللہ کی طرف سے تمہیں اذن دیا گیا ہے کہ تم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرو ثابت ہوا کہ بغیر رسالت توحید کا پتہ نہیں لگ سکتا اور تمہیں اتنا توحید کا دعویٰ ہے یاد رکھو محض اپنی توحید کے دعویٰ سے تم بخشش حاصل نہیں کر سکتے کیونکہ رب العزت نے اسی پیش کردہ آیت کریمہ میں آگے قید لگائی ہے۔ وَیَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِکَ لِمَنْ یَّشَآءُ بخشیگا ما دون ذالک یعنی ما دون شرک بھی جس کو چاہیگا بخشیگا اور ما دون شرک کیا ہے؟ توحید تو بفرمان الٰہی موحد کو بھی

جسے چاہے گا بخشے گا موحد کی بخشش بھی حتمی نہ ہوئی معلوم ہوتا ہے کہ کوئی اور سبب بھی ہے کہ جس کے بغیر بخشش حتمی نہیں اور وہ دربار رسالت ہے۔

نساء ۵/۹ } وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ جَاءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا

اور اگر وہ لوگ اپنے نفسوں پر ظلم کر لیں آپ کے دربار میں حاضر ہو جائیں تو اللہ سے بخشش مانگیں اور ان کے لئے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بھی بخشش مانگیں تو اللہ کو بڑا توبہ قبول کرنے والا بڑا رحم کرنے والا پائینگے (یعنی پھر عتاب کی گنجائش ہی نہیں رہتی بخشش کا سارٹیفکیٹ اور اس کا ثواب رحیم سے مل جاتا ہے) ثابت ہوا کہ بخشش حتمی کا طلبگار سفارش مصطفائی کے بغیر کامیاب نہیں ہو سکتا جب پہلے بخشش ہی بغیر رسالت نہیں تو توحید تک رسائی کہاں توحید کا صحیح سمجھنا رسالت پر موقوف اور رسالت کا سمجھنا ولایت پر موقوف بغیر اس کے کوئی صورت ابلاغ نہیں جیسا کہ ارشاد الٰہی ہے۔

نساء ۵/۱۷ } وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا

اور جو شخص مخالفت کریگا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعد اس کے کہ ظاہر ہو گئی اس کو ہدایت اور اتباع کرتا ہے مومنین کے رستے کے سوا پھیرتے ہیں ہم اس کو جدھر پھرا وہ اور ہم اس کو جہنم میں داخل کرینگے۔ اور وہ بری ہے جائے رہائش۔

سناؤ وہابیو تم تو انبیاء اللہ اور اولیاء اللہ کے ماننے والوں پر شرک کے فتوے لگاتے ہو اور من دون اللہ کہتے ہو خداوند کریم نے تو تمہیں وہابیت کی طرف جانے والوں کو رسالت کی طرف پھیرا ہی نہیں بلکہ پیچھے سے دھکیلتا ہے کہ اگر میرے محبوب صلے اللہ علیہ وسلم کے دربار اور اولیاء کرام کے راستے کو چھوڑ کر نکلتے ہو تو جاؤ نکل جاؤ ہم نے تمہارے لئے جہنم تیار کر رکھا ہے معلوم ہوا کہ جب تک اولیاء اللہ کا دامن نہ تھاما جائے

اور ان کا رستہ نہ اختیار کیا جاوے تو رسالت تک نہیں پہنچ سکتے اور رسالت اور ولایت
کی مخالفت کرنے والا اور ان کے متعین پر شرک کے فتوے لگانے والے کے واسطے جہنم
کی مہمانی تیار ہے اور پھر دوبارہ اسی واسطے اسی آیتہ کریمہ کے آگے اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغْفِرُ
اَنْ یُّشْرَكَ بِہٖ وَیَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ کو پھر دھرایا تاکہ ان میں بھی کوئی غلو کرکے
معبود نہ سمجھنے لگ جاویں جیسا کہ پہلی اُمتوں نے سمجھا پہلے رسالت و ولایت اور ان کے متعین
مخالفوں کو ڈانٹا اور ان کی اطاعت کی طرف ترغیب دلائی تاکہ کہیں ان کو نہ چھوڑیں
میرے ماننے والے ان کے راستہ سے مجھ تک پہنچ جاویں اور آگے رسل اور اولیاء اللہ
کو معبود سمجھنے والوں کو دھمکا دیا کہ ایسا نہ ہو کہ یہ لوگ کہیں یہود و نصاریٰ کی طرح اپنا معبود نہ
سمجھ بیٹھیں اور ثابت ہوا کہ اولیاء اللہ اور انبیاء اللہ کی مخالفت جہنم میں لیجاویگی ایسے
شخص کا خداوند کو واحد سمجھنا کافی نہ رہا اور نہ وہ عذاب الہٰی سے بچ سکا پھر فرمایا۔ وَ مَنْ
یَّعْصِ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ فَاِنَّ لَہٗ نَارَ جَہَنَّمَ خٰلِدِیْنَ فِیْھَا اَبَدًا اور جو شخص نافرمانی
کریگا اللہ اور اس کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کی تو اس کیواسطے ہے آگ دوزخ کی اس میں
ہمیشہ رہینگے۔

تو ثابت ہوا کہ بغیر توحید بھی مسلمان نہیں اور بغیر رسالت بھی مومن نہیں بغیر رسالت ایمان دار
نہیں ہوتا تو بغیر ولایت پہنچ نہیں سکتا ہمارا کام کہدینا ہے یارو = تم آگے چاہے مانو
یا نہ مانو

"وہابی" " اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے۔ اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَھُمْ وَرُھْبَانَھُمْ اَرْبَابًا
مِّنْ دُوْنِ اللّٰہِ وَ الْمَسِیْحَ ابْنَ مَرْیَمَ وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِیَعْبُدُوْٓا
اِلٰھًا وَّاحِدًا لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ سُبْحٰنَہٗ عَمَّا یُشْرِکُوْنَ ۔

نصاریٰ نے اپنے عالموں اور پیروں کو اللہ کے سوا رب بنالئے اور مسیح بن مریم
کو بھی حالانکہ نہیں حکم کئے گئے وہ مگر تاکہ وہ اللہ کی عبادت کریں جو معبود ایک ہے اس

کے سوا کوئی معبود نہیں وہ پاک ہے جس سے وہ شریک بناتے ہیں۔ یہی حال تمہارا ہے کہ تم نے اپنے پیروں کو رب بنایا ہوا ہے نبیوں کو رب بنایا ہوا ہے۔ کچھ خدا کا خوف کرو خدا کو کیا جواب دو گے۔

"محمد عمر" خداوند تمہیں ہدایت دے تم وہابی انبیاء علیہم اور اولیائے کرام کے نبیر نہیں کیوں اتنے دشمن بن چکے ہو ہم تمہاری طرح ان کی گستاخیاں کریں تو اس کا نام اطاعت ہے؟ فقیر نے کئی بار کہا ہے ہم انبیاء علیہم السلام کو نبی اللہ علیہ السلام ہونے سے زیادہ درجہ معبود ہونے کا نہیں دیتے اگر اسی کا نام پیر پاسل پرستی ہے تو تم عورت پرست کیونکہ عورت کے بڑے خواہشمند ہو رزق پرست کیونکہ بیبیوں کے پیچھے مارے مارے پھرتے ہو دنیا پرست کیونکہ دنیا کے پیچھے دھکے کھاتے پھرتے ہو تم وہابی طفل پرست کیونکہ جتنی خواہش لڑکوں کی رکھتے ہو اتنی خدا کی نہیں رکھتے نہیں نہیں برا نہ مناتا تمکو خواہشات انسانیہ بہت ہیں ہم احناف چونکہ مال سے زیادہ ہوس پیران طریقت کی رکھتے ہیں یہ پیر پرستی نہیں بلکہ یہ محض خداوند کو ملنے کی خاطر ہے زیادہ محبت دن رات مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم سے رکھتے ہیں وہابیوں کے طعنے برداشت کرتے ہیں لیکن پھر بھی درود شریف کا ناغہ نہیں کرتے آپ کا میلاد شریف مناکر بدعتی کہلاتے ہیں۔ لیکن اجتماع میلاد شریف پر قربان ہوتے ہیں۔ مشرک ہونے کے فتوے تم سے سہتے ہیں لیکن روضہ اطہر کی محبت وسفر پاک کو ترک نہیں کرتے یہ محض محبت الہٰی کی وجہ ہے خداوند اپنے محبوب صلے اللہ علیہ وسلم کو ساری دنیا سے زیادہ محبت نہ کرتے ہم بھی توجہ نہ دیتے خداوند ہمیں اپنے محبوب صلے اللہ علیہ وسلم کا رستہ نہ دکھاتے ہم نہ دیکھتے کفار کی مانند ہم یہ نہیں کہتے کہ اگر ہم ناحق پر ہیں تو خداوند ہمیں روک لے یہ بات غلط ہے ہم گنہگار ہیں سب مخلوق سے زیادہ گناہ رکھتے ہیں باوجود اس کے ہم پھر اس امر کے طلبگار ہیں کہ اے خدا ہمیں اپنے پیارے محبوب صلے اللہ کی محبت اور ان کے کاروبار میں ہی مشغول رکھ وہ کام ہم سے کرواتا رہو جو تیرے پیارے معراج والے کے متعلق

ہو لوگ نہیں خواہ کتنا ہی مطعون کیوں نہ کریں تیرے محبوب صلے اللہ علیہ وسلم کا ہی طعنہ ہے۔
چوری کا نہیں بدمعاشی کا نہیں بت پرستی کا نہیں حسن پرستی کا نہیں رزق پرستی کا نہیں
ایسے ہی ہم اولیائے کرام کی مزارات پر جاتے ہیں تو یا پیران عظام کی تعظیم کرتے ہیں یا
سجادہ نشنیان حضرات کی قدمبوسی کا شرف حاصل کرتے ہیں تو یہ تلاش حق کی خاطر کہ وہاں
سے سوم حق ملتا ہے ذکر الہیٰ کا وہاں ورس ہوتا ہے۔ وہاں بت خانہ نہیں کہ بتوں کی پوجا
ہوتی ہے وہ رب نہیں ہیں رب ما صنورہیں دعوی نہیں حقیقت ہے آج کی بدعت
نہیں مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم سے ہے نبوت نہیں ولایت ہے لیکن نبوت تک ان کی
رسائی ہے کَمَثَلِ الَّذِیْ یَنْعِقُ بِمَا لَا یَسْمَعُ اِلَّا دُعَاءً وَّ نِدَاءً نہیں وہاں منازل طے
ہوتے ہیں بے عملے کو دھکیلا جاتا ہے مکدر کو مصفی کیا جاتا ہے خالی نہیں پر ہیں بند نہیں
چھلکتے ہیں سائل خالی نہیں آتا وَاَمَّا السَّائِلَ فَلَا تَنْهَرْ سے بحکم الہیٰ خالی نہیں پھرتے
تمہارے دلوں میں عیسائیت گھر کر چکی ہے یہودیت شیوہ بن چکی ہے۔ اسی واسطے احبار اور
رھبان زبان سے چھوٹتا نہیں احبار عیسائیوں کے پادریوں کو کہا جاتا ہے مصطفےٰ صلے اللہ
علیہ وسلم کی امت کے عالموں کو اللہ تعالےٰ نے احبار کر کے کسی جگہ نہیں پکارا بلکہ آپ کی
امت کے علماء کو علماء کے نام سے موسوم فرمایا ہے فرمایا اِنَّمَا یَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ
الْعُلَمٰٓؤُا اللہ کے بندے عالم اللہ سے ڈرتے ہیں۔ رب العزۃ نے اس امت مغفورہ
مرحومہ کے علماء کرام کی خشیۃ کی تعریف فرمائی ورق پلٹنے والے علما نہیں قلوب پلٹنے والے
علما مسلمانوں پر کفر کے فتوے جاری کرنے والے مراد نہیں مومنین کے قلوب جاری کرنے والے
علماء ہاں البتہ جن کو احبار کے نام سے تم نوازتے ہو وہ وہابی گر احبار ہو سکتے ہیں اسلام میں
احبار کا کیا کام رھبان عیسائیوں کے پوپوں کو کہا جاتا ہے امت مصطفےٰ صلے اللہ علیہ
وسلم کے زھاد کو رب العزت نے اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا
هُمْ یَحْزَنُوْنَ سے خطاب فرمایا ہے۔ انہیں تمہاری وہابیت کے گورکھ دھندے

ہے کوئی خوف نہیں اور نہ انہیں عذاب الٰہی سے ڈر ہے کیونکہ عذاب الٰہی ان سے ڈرتا ہے کیوں نہ ڈرے ولی اللہ کو جب عذاب کا مالک وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ فرماوے تو عذاب کی کیا جرأت ہے ارے تم وہابی جہنم سے خائف ہو کیونکہ اِنَّ جَهَنَّمَ كَانَتْ مِرْصَادًا لِلطَّاغِيْنَ جہنم اکڑنے والوں کی تاک میں لگی ہوئی ہے اور اولیاء اللہ سے جہنم خائف ہے کیونکہ وہ ہجر الٰہی میں رو رو کر اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ کے وصل کو پا چکے ہیں۔ ان کو وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ کا پاس مل چکا ہے اب اگر دوزخ ان کی طرف ذرا انگلی اٹھائے تو ٹھنڈی ہو جائے ارے دوزخی کو جب جنتی بنا دیتے ہیں فقیر کو غنی بنا دیتے ہیں خالی کو بھر دیتے ہیں ان کی شان کو تم بے خبر ملاں کیا جانو یاد رکھو اولیاء اللہ کو آج سے ہی رہبانا کا خطاب نہ دینا اُن کی شان تھی اِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ الْاَحْبَارِ وَالرُّهْبَانِ لَيَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ احبار اور رہبان لوگوں کے مال کو باطل کے ساتھ کھاتے ہیں لیکن یہ کسی سے مانگتے نہیں انہیں وہ بن مانگے دیتا ہے لینے جاتے نہیں دینے والے لوگوں کو ان کے پاس خود بھیجتا ہے احبار اور رہبان کی شان آگے ہے يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ سونا جمع کرتے ہیں ان کے لنگر جاری ہیں سینکڑوں محتاج ہر روز ان کے دربار سے کھانا کھاتے ہیں اس کے مصداق تمہارے اکابر ہیں البتہ ہو سکتے ہیں کیونکہ لوگوں سے ہزاروں روپے چندہ بٹورتے ہیں اور برس کے بعد ڈکارتے ہیں۔ اولیاء اللہ کی شان ہے يَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ پھر اللہ رب العزت نے اپنے دشمنوں کو جواب دیتے ہوئے شک رفع فرما دیا فرمایا اِتَّخَذُوْا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ کہ اِن مشرکین نے اپنے پادریوں اور پوپوں کو جو اللہ کو چھوڑ کر اپنا رب بنا لیا ہے فرمایا کہ ان کے احبار اور رہبان بھی مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ہیں جو حرام مال کھاتے ہیں اور وہ بھی تمام یکساں نہیں بلکہ دوسری جگہ بعض کی تعریف بھی فرمائی بِاَنَّ مِنْهُمْ قِسِّيْسِيْنَ وَرُهْبَانًا وَّ اَنَّهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ بعض ان سے ایسے پادری اور پوپ

ہیں جو تکبر نہیں کرتے اور ان کو من دون اللہ اس واسطے فرمایا کہ لَوْلَا يَنْهٰهُمُ الرَّبّٰنِيُّوْنَ وَالْاَحْبَارُ عَنْ قَوْلِهِمُ الْاِثْمَ وَاَكْلِهِمُ السُّحْتَ لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ ان کو رب والے اور پادری ان کو کیوں نہیں روکتے گناہ کی بات سے اور رشوت خوری سے البتہ بہت برا ہے جو وہ کرتے ہیں اور امت مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم سے اہل اللہ کی یہ حالت ہے کہ ان کے پاس داڑھی منڈا جائے تو داڑھی والا بن جائے تم تمام عمر داڑھی منڈوں کو کوستے رہو تو ایک داڑھی والا نہیں بنا سکتے شرابیوں اور زانیوں بدمعاشوں چوروں کی طرف ایک دفعہ نگاہ اٹھا دیں تو صراط مستقیم پر لاکر ولی اللہ بنادیں اور تمہاری نسبت تو کیا ہی عرض کروں خفتہ را خفتہ کے کند بیدار والاحال ہے خداوند محفوظ رکھے ایسے ظاہری مفتیوں سے تم اہل اللہ کی بدگوئی چھوڑ دو تمہیں تو ساڑھے تیرہ سو سال گذر چکے لیکن ابھی تک احبار ورہبان کے خواب بھولتے نہیں اور تم بیچارے اتنے بے خبر ہو کہ یہ خطابات احبار ورہبان اور قسیسین کے تب تک ہی تھے جب تک ان کو اور ان کے متبعین کو اہل کتاب کا خطاب ہوتا رہا اور جب حجت تمام ہوگئی اور وہ کسی بات کو نہ سمجھے تو لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْا اِنَّ اللّٰهَ ثَالِثُ ثَلٰثَةٍ میں سب پر یکساں حکم عائد کر دیا کیونکہ یہ تمام مثلثین تھے اور وہ سب مِنْ دُوْنِ اللّٰہ ہیں اور مسیح بن مریم چونکہ مِنْ دُوْنِ اللّٰہ نہ تھے اس واسطے والمسیح ابن مریم کو من دُوْنِ اللّٰہ کے بعد فرمایا اگر وہ بھی مِنْ دون اللّٰہ میں شامل ہوتے تو اربابا من دون ہی کافی تھا مِنْ دُوْنِ اللّٰہ نہ تھے اسی واسطے من دُوْنِ اللّٰہ کے بعد ذکر کیا اور اس سے مراد بت ہی ہوسکتے ہیں جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے انہوں نے گڑھے ہوئے تھے اور یہاں اربابا سے مراد بھی اصطلاحی رب مراد ہیں یعنی اللہ پاک نے اربابا سے لغوی رب مراد نہیں لیا کیونکہ حقیقی رب جس سے ربوبیت حقیقی مراد ہے اس لفظ رب کا اطلاق ماسوی اللہ پر نہیں آسکتا اس رب سے مراد الٰہ ہے لغوی لفظ

رب نہیں اور یہی ربوبیت بمعنی الوہیت وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰہ میں مراد ہے جو اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اِيَّاهُ کی تشریح ہے کیونکہ لغۃً لفظ رب سوائے خداوند کی ذات کے دوسرے پر آسکتا ہے جیسا کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا اِنَّهٗ رَبِّيْ اَحْسَنَ مَثْوَايَ اور بے شک وہ میرا رب ہے جس نے بہت اچھی بنائی (ان سے) میری جگہ پھر فرمایا قَالَ ارْجِعْ اِلٰى رَبِّكَ واپس جا اپنے مالک کی طرف تو کیا انہوں نے ما سوی اللہ پر لفظ رب کا استعمال نہیں فرمایا ایسے ہی اللہ تعالے نے بندے کو اپنے ماں باپ کے متعلق دعا مانگنے کے لئے فرمایا۔

بنی اسرائیل ۱۵/۳ } وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا اور دعا فرمایئے کہ اے میرے رب رحم فرما ان دونو پر جیسا کہ پالا انہوں نے مجھ کو بچپن میں۔

ثابت ہوا کہ رب اللہ تعالے کا صفاتی نام ہے حقیقتاً وہی اللہ ہے لیکن مجازاً ما سوی اللہ پر بھی یہ صیغہ بولا جا سکتا ہے۔ چنانچہ حضرت غوث پاک رضی اللہ تعالے عنہ نے بھی یہی فرمایا ہے۔

(۲) غنیۃ الطالبین ۲۹۳ } اِعْلَمْ اَنَّ النَّاسَ اِخْتَلَفُوْا فِيْ هٰذَا الْاِسْمِ فَقَالَ خَلِيْلُ ابْنُ اَحْمَدَ وَجَمَاعَةٌ مِّنْ اَهْلِ الْعَرَبِيَّةِ اَنَّهٗ اِسْمٌ مَّوْضُوْعٌ لِلّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ لَا يُشَارِكُهٗ فِيْهِ اَحَدٌ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى هَلْ تَعْلَمُ لَهٗ سَمِيًّا يَعْنِيْ اِنَّ كُلَّ اِسْمِ اللّٰهِ تَعَالٰى مُشْتَرَكٌ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ غَيْرِهٖ لَهٗ عَلَى الْحَقِيْقَةِ وَلِغَيْرِهٖ عَلَى الْمَجَازِ اِلَّا هٰذَا الْاِسْمُ فَاِنَّهٗ مُخْتَصٌّ بِهٖ

اس بات کو سمجھ لے کہ لوگوں نے اسم اللہ میں اختلاف کیا ہے پس خلیل بن احمد نے اور عربوں کی ایک جماعت نے کہا ہے کہ وہ اللہ اسم ہے جو اللہ عزوجل کے واسطے

ہی موضوع ہے اس میں اللہ کے ساتھ کوئی شریک نہیں اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے اللہ کا کوئی اور ہمنام تو جانتا ہے؟ یعنی اللہ کا ہمنام اور کوئی نہیں، یعنی تحقیق اللہ تعالےٰ کا (ہر صفاتی نام، اس کے درمیان اور غیر کے درمیان مشترک ہے دوسرے پر بولا جاسکتا ہے) اللہ کے واسطے حقیقۃً بولا جاتا ہے اور دوسرے کے واسطے مجازاً مگر یہ اسم (یعنی اللہ) پس تحقیق وہ اسی کے ساتھ مختص ہے (دوسرے پر اللہ کا اسم نہیں بولا جاسکتا) لہٰذا ثابت ہوا کہ اللہ اسم ذاتی ہے جو کسی سے مشتق نہیں نہ وہ خود مشتق اور نہ اس کا اسم مشتق ملاحظہ ہو۔

(۲) قاموس ۴/۲۸۰ } وَاَصَحُّهَا اَنَّهٗ عَلَمٌ غَيْرُ مُشْتَقٍّ اور تمام اقوال سے صحیح قول یہی ہے کہ اللہ علم ہے کسی سے مشتق نہیں۔

(۳) تفسیر نسفی ۱/۴ } وَلَا اِشْتِقَاقَ لِهٰذَا الْاِسْمِ عِنْدَ الْخَلِيْلِ وَالزَّجَاجِ وَمُحَمَّدِ بْنِ الْحَسَنِ وَالْحَسَنِ ابْنِ الْفَضْلِ

اور یہ اسم اللہ کسی سے مشتق نہیں۔ خلیل اور زجاج اور محمد بن حسن اور حسن بن فضل کے نزدیک۔

(۴) المنجد ۱۴ } (اَلْاِلٰهُ) اَلْمَعْبُوْدُ مُطْلَقًا جَمْعُ اٰلِهَةٍ (اَللّٰهُ) اِسْمُ الذَّاتِ الْوَاجِبِ الْوُجُوْدِ۔

اِلٰہ کے معنی معبود ہیں مطلقاً اس کی جمع آتی ہے آلِهَةٌ (اللہ) اسم ہے ذات واجب الوجود کا۔

(۵) تفسیر کبیر ۱/۱۲۲ } اَللّٰهُ يُوْجِبُ التَّوْحِيْدَ الْمَحْضَ عَلِمْنَا اَنَّ قَوْلَنَا اللّٰهُ اِسْمُ عَلَمٍ مَوْضُوْعٌ لِتِلْكَ الذَّاتِ الْمُعَيَّنَةِ وَاِنَّهَا لَيْسَتْ مِنَ الْاَلْفَاظِ الْمُشْتَقَّةِ

(اسم) اللہ توحید محض کو واجب کرتا ہے ہمیں معلوم ہے کہ ہمارا قول اللہ اسم علم ہے

جو ذات معینہ کے لئے بنایا گیا ہے۔ اور بے شک وہ (اللہ) الفاظ مشتقہ سے نہیں ہے۔

صراح ۵۳۲ } وَالْاِلٰهُ الْمَعْبُوْدُ وَهُوَ اللّٰهُ سُبْحَانَ تَعَالٰى ثُمَّ اسْتَعَارَهُ الْمُشْرِكُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَالْجَمْعُ اٰلِهَةٌ اور اِلٰہ

کے معنی معبود ہیں اور وہ اللہ سُبْحَانَہٗ ہے پھر مستعار لیا اس کو مشرکوں نے مِنْ دُوْنِ اللہ کے لئے اور جمع اٰلِهَةٌ ہے۔

ثابت ہوا کہ لفظ اللہ رب کریم کا اسم ذاتی ہے کسی سے مشتق نہیں اور اسی پر اتفاق ہے۔ اور اِلٰہ کے معنی معبود ہیں جو لوگ سورن وغیرہ کرتے ہیں وہ غلط ہے اور اسی الوہیت میں اس کا کوئی شریک نہیں جیسا کہ ارشاد ہے

(۱) بقرہ ۲/۱۹ } وَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ۔

(۲) صٰفٰت ۲۳/۱ } اِنَّ اِلٰهَكُمْ لَوَاحِدٌ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَرَبُّ الْمَشَارِقِ۔

(۳) ابراہیم ۱۳/۷ } هٰذَا بَلٰغٌ لِّلنَّاسِ وَلِيُنْذَرُوْا بِهٖ وَلِيَعْلَمُوْٓا اَنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ وَّلِيَذَّكَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ۔

(۴) نحل ۱۴/۳ } اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ

(۵) عنکبوت ۲۱/۵ } وَقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا بِالَّذِيْٓ اُنْزِلَ اِلَيْنَا وَاُنْزِلَ اِلَيْكُمْ وَاِلٰهُنَا وَاِلٰهُكُمْ وَاحِدٌ وَّنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ۔

(۶) نحل ۲۰/۵ } ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ۔
کفار نے بتوں کو معبود سمجھا تو رب العزۃ نے فرمایا کہ کیا اللہ کے ساتھ کوئی شریک معبود ہے ہرگز نہیں، تھوڑے ہیں جو نصیحت پاتے ہیں۔ اپنے بتوں کو چھوڑ کر ایک خدا کی عبادت کرنا کفار کو دشوار امر تھا ایک خدا یا معبود تسلیم کرنا اپنے آپ کو

مقید بقید رکھنا سمجھتے تھے ان کے نزدیک یہ امر آزادی کے خلاف تھا۔ انسان آزادی کا پتلا ہے ایک معبود کے لئے مقید ہونا یہ اولڈ فیشن ہے اس وجہ سے وہ کفار ایک اِلٰہ کے مقابلہ میں ہزاروں بتوں کو چھوڑ نہ سکتے تھے کیونکہ گھر کا بت اور گھر کا قانون مرتب کر لیا اگر خدا کو ایک معبود تسلیم کر لیا تو قانون بھی ایک اسی کا ماننا پڑیگا جیسا کہ آجکل کے مسلمان مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوَاهُ کے ماتحت اپنی خواہشات کو اِلٰہ سمجھ کر آزاد ہو بیٹھے ہیں خدا ان کو بھی توفیق ھدایت فرماویں اور خدائی قانون کو قانونِ حق سمجھیں اور اس توحید کو قید نہ سمجھیں چنانچہ ارشاد الٰہی ہے۔

ص ۲۳/۱ } ءَجَعَلَ الْاٰلِهَةَ اِلٰهًا وَّاحِدًا اِنَّ هٰذَا لَشَيْءٌ عُجَابٌ
بنا دیا اس نے تمام معبودوں (کی بجائے) معبود ایک بیشک یہ عجیب امر ہے۔

اور الٰہ کا لفظ غیر اللہ پر انکے اعتقاد سے مجازاً مستعمل ہوا ہے جیسا کہ اس آیۃ میں اور لا الٰہ نے اس مجاز کو بھی ممنوع قرار دیا گیا۔

تو الوہیت خداوندی میں کوئی ولی اللہ یا نبی اللہ کسی قسم کی شرکت نہیں رکھتا نہ ذاتی نہ صفاتی نہ حقیقی نہ عرضی نہ بالذات نہ بالواسطہ کفار اسی الوہیت میں شریک سمجھتے تھے تو ان کا شریک سمجھنا مِنْ دُوْنِ اللہ اور بت اور شیاطین جن کو معبود سمجھا جاوے وہ بھی مِنْ دُوْنِ اللہ بت کو من حیث مالا یَسْمَعُ وَلَا یُبْصِرُ وَلَا یُغْنِیْ عَنْكَ شَیْئًا سمجھنا عین ایمان اور اس کی بجائے اولیاء اللہ و انبیاء اللہ کو بت و شیاطین کے اوصاف سے متصف کرنا عین بے ایمانی اور رسل و ملائکہ کو معبود اور مِنْ دُوْنِ اللہ سمجھنا کفر رسل کو اپنے اوصاف و قوی کی معیت میں ایمان لانا عین ایمان اور ان کو محض صفت رسالت سے متصف سمجھ کر باقی اوصاف و قوی کو شرک سمجھنا یہ بھی مِنْ دُوْنِ اللہ کوئی صفت الوہیت کو اگر شیءٌ عجاب کہتا ہے تو دوسرا صفات رسالت و ولایت کو شیءٌ عُجَابٌ کہتا ہے دونوں کو تَشَابَهَتْ قُلُوْبُهُمْ نہ کہا جاوے تو اور کیا ہے کسی نے خداوند کی الوہیت کو ترک کر کے کئی بت بنا کر دنیا کو آسان کر لیا تو کسی نے رسالت و نبوت

وولایت کی قید کو بوجھا اور شرک سمجھتے ہوئے اپنے مولویوں کی تاویلات کو مقدم رکھا اور مذہب آسان بنالیا تو کیا یہ یُضَاهِئُوْنَ قَوْلَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا نہیں ؟ الوہیت خداوندی میں دوسرے کو شریک سمجھنا یہ بھی مِنْ دُوْنِ اللّٰہ اور اس کی مسنونہ عبادت میں کسی کو شریک بنانا یہ بھی ہیں مِنْ دُوْنِ اللّٰہ اور توحید کے سبق کا حصول بغیر رسالت یہ بھی مِنْ دُوْنِ اللّٰہ اور وصول رسالت کا سبق بغیر ولایت یہ بھی مِنْ دُوْنِ اللّٰہ اس ایک فرقے کا نام اور ان پر ایمان لانے والوں کا نام حزب اللّٰہ اور اس کے نہ ماننے والے سب مِنْ دُوْنِ اللّٰہ۔ اللّٰہ جل شانہٗ بمع صفات نہ عین نہ غیر حق ہے اُس کی طرف جو عیب ذاتی یا صفاتی کو منسوب کرے وہ باطل ہے رسل بمع اپنی تمام صفات عطائی من جانب اللّٰہ حق ہیں ان کی طرف نقائص کو منسوب کرنے والا باطل ہے اولیاء اللّٰہ بمع اپنی صفات عطائی مِنْ اُمّۃِ رسول اللّٰہ سب حق ہیں منکرین سب باطل ہیں۔ باوجود مِنْ دُوْنِ اللّٰہ کی تحقیق کے واضح ہونے کے اگر کوئی ایمان نہ لاوے تو وہ بھی مِنْ دُوْنِ اللّٰہ خداوند کریم ان مِنْ دُوْنِ اللّٰہ سے ہر مومن کو بچاوے اور اپنے انبیاء کرام اور اولیائے عظام کی غلامی کی توفیق عنایت فرماوے اور جَاهِدُوْا فِی اللّٰہِ حَقَّ جِهَادِہٖ کی توفیق بخشے آمین ثُمَّ آمین من بعد ھا آمین علیٰ رغم الف مِنْ دُوْنِ اللّٰہ آمین

اے بے خبر ملا یہ نذریں اُن کی طلب کی ہوئی نہیں ہیں۔ نہ اولیاء و انبیاء اللّٰہ کسی سے طلب کرتے ہیں بلکہ یُجْبٰی اِلَیْہِ ثَمَرَاتُ کُلِّ شَیْءٍ اللّٰہ کی طرف سے انعام ہو رہا ہے۔ تحقیق من دون اللّٰہ ختم ہوئی اور آمدم بر سر مطلب

فافہم یا اولی الابصار

جواہر القرآن صد ۱۲۹	زندہ پیر کے ہاتھوں کو بوسہ دیا یا اُس کے سامنے دو زانو ہو کر بیٹھے تو سب افعال اُس پیر کی عبادت ہوں گے۔ اور اگر اسی اعتقاد کے ماتحت قرآن مجید یا درود شریف دیا

لہ ادب المفرد للبخاری صد ۱۹۴ قَالَ ثَابِتٌ لِاَنَسٍ اَمَسَسْتَ النَّبِیَّ صلی اللّٰہ علیہ وسلم بِیَدِكَ قَالَ نَعَمْ فَقَبَّلَهَا فرمایا ثابت نے حضرت انسؓ کو کیا آپ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دست پاک کو ہاتھ لگایا۔ تو آپ نے فرمایا کہ ہاں تو حضرت ثابتؓ نے حضرت انسؓ کے ہاتھ کو بوسہ دیا حضرت انسؓ کا دستِ پاک نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے دست مطہر کو پہلے مس کر چکا تھا تو حضرت ثابتؓ نے حضرت انسؓ کے دستِ پاک کو بوسہ دے کر تبرک حاصل کر کے مسلمانوں کو مسئلہ ظاہر کر دیا۔

اب فرمایئے کہ حضرت ثابتؓ نے حضرت انسؓ کے ہاتھ کو بوسہ دے کر معبود بنا لیا؟ یا اُن کو اس ترجمہ "عبادت" کی سمجھ نہ آئی۔ آپ کی ان تحریروں سے صاف عیاں ہے کہ جس کو چاہو عبادت بنا دو اور جس کو چاہو شرک کہہ دو۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ نئی دوکان آپ نے ہی نکالی ہے۔ اور سنیئے۔

البدایہ والنہایہ لابن کثیر جلد ۶ صد ۱۶۷	عمرؓ بن خطابؓ سے مرفوع روایت ہے کہ ایک عورت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئی اُس کے

سر پر بوجھ تھا فَلَمَّا رَأَتْ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللّٰہ علیہ وسلم طَرَحَتْہُ وَاَقْبَلَتْ فَقَبَّلَتْ رِجْلَیْہِ یعنی جب اُس عورت نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی تو سامان کو پھینکا اُس نے اور آگے بڑھی اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں پاؤں مبارک کو بوسہ دیا اُس نے۔ کیا نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو اس مسئلہ کا علم نہ تھا؟ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی حدیث صحیحہ مرفوعہ سے بزرگ اور نبی کے ہاتھ پاؤں کو بوسہ دینا مسنون ثابت

اعمالِ صالحہ نماز روزہ وغیرہ کرے تو اُن کا کچھ بھی ثواب نہ ملے گا۔ بلکہ وہ قرآن کریم اور نماز اُن پر لعنت کریں گے۔

جواہر القرآن صہ ۱۳۱ | اگر اس عقیدہ مشرکانہ کے ساتھ کوئی مر گیا تو اُس کے لئے صدقات وغیرہ کیے جائیں دعائیں مانگی جائیں تو کچھ بھی فائدہ نہ ہوگا بلکہ اُن کے لئے دعا مانگنی چاہیئے نہ صدقہ خیرات دینا چاہیئے اور نہ اُن کی نماز جنازہ پڑھنی چاہیئے۔

ہوا جیسا کہ آگے غوث پاک رضی اللہ عنہ کے ارشاد میں بھی مذکور ہے۔

مشکوٰۃ شریف صہ ۳ | عَنْ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ بَيْنَمَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ اِذْ طَلَعَ عَلَيْنَا رَجُلٌ فَاَسْنَدَ رُكْبَتَيْهِ اِلٰى رُكْبَتَيْهِ وَوَضَعَ كَفَّيْهِ عَلٰى فَخِذَيْهِ متفق علیہ۔ عمر بن خطابؓ سے روایت ہے کہ ہم ایک دن نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے اچانک ہماری طرف ایک آدمی آیا تو اُس نے اپنے دونوں گھٹنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں گھٹنوں کی طرف ٹیکے اور اپنے دونوں ہاتھوں کو اپنے رانوں پر رکھا۔ کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت جبرئیلؑ نے معبود سمجھا تھا؟ جو آپ کے سامنے دو زانو ہو کر بیٹھتا رہا تمہارے عقیدے کیمطابق جبرئیل علیہ السلام کو اللہ تعالے نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی عبادت کرنے سے اپنے قرب سے کیوں نہ ہٹا دیا۔ اور ہاروت اور ماروت کی طرح اُن کو سزا کیوں نہ دی کہ تم نے غیر کی عبادت کیوں کی؟ معلوم ہوا کہ جبرئیل علیہ السلام کو اُسی نگاہ سے ملاحظہ فرماتے ہیں اور اپنے قرب سے ہٹایا بھی نہیں تو یہ تمہارا کہنا کہ دو زانو ہو کر بیٹھنا غیر کے سامنے یہ عبادت بغیر اللہ ہے۔ جھوٹ ہے۔ بلکہ کسی مسلمان پر بیجا لعنت کرنے والا اللہ کی طرف سے

جواہر القرآن ص ۱۴۷	ایسے عقائد باطلہ پر مبتلا ہو کر جو انہیں کافر و مشرک نہ کہے وہ بھی ویسا ہی کافر ہے کوکب الیمانی علی اولاد الزوانی کوکب الیمانیین علی الجعلان والخراطین توضیح المراد لمن تحبط فی الاستمداد کالا کافران سب کتابوں میں ثابت کیا گیا ہے۔ کہ ایسے عقائد والے لوگ بالکل پکے کافر ہیں اور ان کا کوئی نکاح نہیں۔

خود ملعون ہوتا ہے۔ اور صراطِ مستقیم سے دُور ہے۔

حلشیہ ۱۴۷ لہ ماقبل دلائل سے ثابت ہو چکا ہے کہ یہ تمام عقائد بدلائل اربعہ ثابت ہیں اور دیوبندی وہابی مسلمانوں کو مشرک بنانے والے جھوٹے ہیں۔ اس واسطے بعض دیوبندی امام جو تقیہ کر کے ہماری احناف کی مساجد میں گھسے ہوئے ہیں اور عوام الناس کے بلانے پر ختم وغیرہ بھی پڑھ آتے ہیں۔ ان کو بلانا گناہ ہے کیونکہ وہ باطنی خائن ہیں۔ اس واسطے اُن کے دعا کے ہاتھ اُٹھے ہوئے نہ دیکھیے۔ خدا کی طرف سے اُن کی دعا نامقبول ہے۔ نہ اُن کو امام ہی مقرر کیا جائے۔ کیونکہ وہ یارسول اللہ کہنے والے کی میت پر نماز کی بجائے اپنے بزرگوں کے کہے پر لعنت بھیجتا ہے۔ اور مسلمان یارسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کہنے والے کو اُن کی اقتدا سے بچنا چاہیئے۔

لہ مولوی غلام خاں صاحب جو اس کتاب کے مصنف ہیں اُن کے والد بھی یہی عقیدہ رکھتے تھے اور ہیں۔ اور کیا اُن کا نکاح بھی فاسد ہو گیا؟ یہ قانون صحیح ہے تو اپنے گریبان میں ذرا منہ ڈالیے۔ کہ میں بے نکاحے کا ولد ٹھہرتا ہوں۔ اور میرے ماں باپ مجھے کیا سمجھیں گے اور کیا حاجی امداد اللہ صاحب اور شاہ عبد الرحیم صاحب اور محمد قاسم نانوتوی صاحب جو بانیٔ دار العلوم دیوبند ہیں اور مولوی اشرف علی تھانوی صاحب شرکت میلاد شریف کرتے رہے ہیں اُن کے نکاحوں کا کیا حال۔ کوئی بات تو سوچ سمجھ کی کیا کرو۔ کہ ہمارا خاندان ہی زنا میں مبتلا ہو جائیگا۔ اب خود ملاحظہ کر لو کہ کفر کی مشین کون ہے۔

فتاویٰ رشیدیہ جلد ۲ صـ۱۳۹ } ورد کرنا یا شیخ عبد القادر جیلانی شیئاً للہ وغیرہ حرام ہے۔

فتاویٰ امدادیہ مصنفہ مولوی اشرف علی جلد ۴ صـ۹۴ یا شیخ عبد القادر جیلانی شیئاً للہ صحیح العقیدہ سلیم الفہم کے لئے جواز کی گنجائش ہو سکتی ہے تاویل مناسب کر کے اور سقیم الفہم کے لئے بوجہ مفاسد اعتقادیہ وعملیہ کے اجازت نہیں دی جاتی۔ چونکہ اکثر عوام بد فہم اور کج طبع ہوتے ہیں ان کو علی الاطلاق منع کیا جاتا ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ مانعین وظیفہ اور حرام کہنے والے مولوی اشرف علی صاحب کے نزدیک صحیح العقیدہ اور سلیم الفہم نہیں! اور ان عقائد کے معتقدین کو کالا کافر کہنے والے بھی سقیم الفہم اور کج طبع قرار دیئے گئے۔ اس واسطے ان کیلئے واقعی حرام ہے مسلمان صحیح العقیدہ سلیم الفہم پر نہیں۔ یہ فیصلہ تمہارے بزرگ آپ کے حکیم الامت کا ہے۔ شاہ عبد الرحیم صاحب نے بھی مجلس میلاد شریف قائم کی اور قیام کیا۔ تذکرۃ الرشید جلد ۱ صـ۳۲

حاشیہ ۲ ۱۵: مولوی اشرف علی صاحب بھی محفل میلاد شریف میں قیام کرتے رہے ہیں کیا آپ کا فتویٰ شیطنت ان پر چسپاں نہیں؟ ملاحظہ ہو تذکرۃ الرشید جلد اوّل صـ۱۱۶

اب اللہ جلّ شانہ سے دریافت فرمالیں کہ میلاد شریف کا دن مقرر کرنا اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی نعت خوانی کرنی جائز ہے یا نہیں۔ اللہ جلّ شانہ نے یوم میثاق مقرر فرما کر تمام انبیاء کے مجمع میں خود نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے میلاد شریف کا خطاب فرمایا۔ اور آپ کی شان بابرکت کا بیان فرما کر تمام انبیاء سے اقرار کروایا۔

(آل عمران ۳/۹) وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ اِصْرِىْ

فتاوی رشیدیہ جلد اول ص۷۶	سوال:- اگر کوئی صوفی بعض کام خلافِ شریعت کرتا ہو مثل مولود شریف مع قیام و عرس بلا راگ اور فاتحہ بر آب وطعام وست بر داشتہ و نماز معکوس و

مراقبہ بر قبور بسورہ الم نشرح وغیرہ وغیرہ و پارچہ رنگین اور کوئی بات کفر و شرک

قَالُوْا اَقْرَرْنَا قَالَ فَاشْهَدُوْا وَاَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ

(ترجمہ) اور جس وقت لیا اللہ تعالیٰ نے پکا وعدہ انبیاء سے کہ جو کچھ میں تم کو کتاب اور حکمت دوں۔ پھر تشریف لائیں گے تمہارے پاس ایک رسول جو تصدیق کرنے والے اُس چیز کی جو تمہارے پاس ہے تو تم اُس کے ساتھ ضرور ایمان لانا اور اُس کی ضرور مدد کرنا۔ فرمایا اُس نے کیا تم نے اقرار کیا اور اُس پہ پکا وعدہ کیا تو انہوں نے عرض کی کہ ہم نے اقرار کیا۔ ارشاد فرمایا کہ تم گواہ رہو میں بھی تمہارے ساتھ گواہوں سے ہوں۔

یوم میلاد شریف میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے محامد و محاسن بیان کرنے والوں کو شیطان کہنے والو! قرآن پاک میں تو سنت اللہ ثابت ہو گیا۔ پہلے خدا پہ اعتراض کرو پھر ہم پہ فتوی دینا اگر قائل ہو۔ تو اب آپ کے بزرگ اور پیر و مرشد حاجی امداد اللہ صاحبؒ ارشاد فرماتے ہیں:-

امداد المشتاق مصنفہ مولوی اشرف علی و مولوی مشتاق احمد ص۵۰	فرمایا کہ مولد شریف تمام اہل حرمین کرتے ہیں۔ اسی قدر ہمارے واسطے حجت کافی ہے۔ اور حضرت رسالت پناہ کا ذکر کیسے مذموم ہو سکتا ہے۔ البتہ جو زیادتیاں لوگوں نے اختراع کی ہیں نہ چاہئیں۔ اور قیام کے بارے میں میں کچھ نہیں کہتا مجھ کو ایک

کیفیت قیام میں حاصل ہوتی ہے۔

کیا حاجی صاحب مذکور مولود شریف سن کر قیام کرتے رہے ہیں۔ اور تم نے قیام

کی کرتا ہو تو فرمایئے کہ ایسے صوفی سے مرید ہونا اور اُس کی صحبت میں بیٹھنا جائز ہے یا نہیں۔ اور ایسے صوفی کو بوجہ اپنے مجاہدہ و تہجد گزاری کے اور

کرنے والے کو شیطان لکھا ہے۔ ذرا سنبھل کر قدم رکھو۔ کیونکہ قریب پر چوٹ زیادہ پڑتی ہے فافہم قیام کا ثبوت حاضر و ناظر کی بحث میں موجود ہے۔

حاشیہ ۱۵۰ ۔ (سورہ انعام ۸/۱۴) فَكُلُوا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ إِنْ كُنْتُمْ بِآيٰتِهٖ مُؤْمِنِيْنَ (پس کھاؤ تم اُس چیز سے جس پر اللہ کا نام لیا گیا ہو اگر ہو تم اللہ کی آیتوں کے ساتھ ایمان لانے والے)

حاشیہ ۱۵۱ اس آیۂ کریمہ سے ثابت ہوا کہ جس شے حلال پر اللہ کا نام یا اللہ کا ذکر یا اللہ کی کلام پڑھی گئی ہو وہ چیز کھانے کے قابل ہے ورنہ نہیں۔ پھر آگے اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں۔ وَمَا لَكُمْ أَلَّا تَأْكُلُوْا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ (ترجمہ۔ اور تمہیں کیا ہوا کیوں نہیں کھاتے تم اُس چیز سے جس پر اللہ کے نام کا ذکر کیا جاتا ہے) اللہ تعالےٰ عالم الغیب ہے اس واسطے اُس نے مسلمانوں کو متنبہ فرمایا کہ جو لوگ کھاتے پر میرے کلام یا نام لینے سے چڑیں گے تم اُن کا کھانا نہ کھانا۔ اور اس عقیدے والوں کو ڈانٹ فرمائی کہ تمہارے دلوں میں کیا مرض ہے۔ کیا نفاق ہے کہ جس پر اللہ کا کلام پڑھا جاتا ہے۔ اُس کو حرام کہتے ہو حالانکہ کھانے پر کلام پڑھنے کا مفتی اللہ تعالےٰ ہے۔ اور تم کہتے ہو کہ شیطان ہے۔ بتلایئے آپ کا فتویٰ کہاں تک پہنچا۔ دوسری بات یہ ہے کہ جس پر مخلوق کا نام لیا جائے اُس کو بھی تم حرام کہتے ہو۔ اور جس پر خدا کا کلام پڑھا جائے وہ بھی حرام تو پھر اے کانگریسی ملاّ نو اپنی جماعت کے بھائیوں سے ٹل لے کر کھانے پہ بجا لیا کرو۔ تاکہ ہمارے کلام پڑھے ہوئے کھانے سے تمہارا کھانا زیادہ اطیب ہو جائے۔

فاتحہ بر آب و طعام شاہ ولی اللہ صاحب کے والد ماجد شاہ عبدالرحیم صاحب بھی کرتے

حبِ الٰہی کے محنتِ شاقہ کے کچھ کمال بھی حاصل ہو سکتا ہے یا نہیں۔
جواب:۔ نہ وہ قابلِ بیعت ہے اور نہ وہ صاحبِ طریقت ہے بلکہ شیطان ہے۔

رہے ہیں اور اپنے مریدین کو فاتحہ بر شیرینی بروز مولد شریف کا حکم بھی دیتے رہے ہیں۔ ملاحظہ ہو الانتباہ والسلاسل ص۱۰۱ آپ کے فتوے سے شاہ صاحب بھی نہ بچ سکے۔

اور سنیئے۔		الحدیث الثانی والعشرون

در ثمین مصنفہ شاہ ولی اللہ صاحبؒ | اَخْبَرَنِیْ سَیِّدِیْ الْوَالِدُ قَالَ کُنْتُ اَصْنَعُ فِیْ اَیَّامِ الْمَوْلِدِ طَعَامًا صِلَۃً بِالنَّبِیِّ صَلَّی اللہُ علیہ وسلم فَلَمْ یَفْتَحْ لِیْ سَنَۃً مِّنَ السِّنِیْنَ شَیْءٌ اَصْنَعُ بِہٖ طَعَامًا فَلَمْ اَجِدْ اِلَّا حِمَّصًا مَقْلِیًّا فَقَسَمْتُہٗ بَیْنَ النَّاسِ فَرَأَیْتُہٗ صَلَّی اللہُ علیہ وسلم وَبَیْنَ یَدَیْہِ ھٰذِہٖ الْحِمَّصُ مُتَبَھِّجًا بَشَاشًا۔

ترجمہ:۔ جناب والد صاحب فرماتے تھے کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ایام مولد شریف میں کھانا پکوایا کرتا تھا۔ میلاد شریف کی خوشی میں ایک سال میرے پاس کچھ نہ تھا کہ کھانا پکواؤں۔ کچھ میسر نہ آیا۔ مگر چنے بھنے ہوئے۔ وہی میں نے لوگوں کو تقسیم کئے تو میں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ آپ کے سامنے وہی چنے رکھے ہوئے ہیں اور آپ بہت شاد و بشاش ہیں۔ شاہ ولی اللہ صاحب کے والد ماجد شاہ عبدالرحیم صاحب ہر سال مولد منانے والے بھی اور فاتحہ بر طعام پڑھنے والے بھی آپ کے فتوے شیطنت کے مصداق ٹھہرے۔ مَعَاذَ اللہ ثُمَّ مَعَاذَ اللہ

۴۔ مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی اور مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی بانی مدرسہ دیوبند بھی عرس کرتے رہے ہیں اور عرسوں میں داخل ہوتے رہے ہیں۔ دیکھیئے اشرف التنبیہ ص۶۷

کتاب التوحید مصنفہ عبد الوہاب نجدی ص ۳۱	اِنَّ الْاِسْتِعَاذَۃَ بِالْمَخْلُوْقِ شِرْکٌ بلا شک مخلوق سے پناہ مانگنی شرک ہے۔

حاشیہ ۱۵۰ ؎ ایسے پرہیزگار، صوفی اور تہجد گذار اور حبِ الٰہی کے واسطے محنتِ شاقہ اٹھانے والے اور مجاہدہ بالنفس کرنے والے کو بغیر کسی حیل وحجت کا فر ومشرک کا فتوے لگا دینا اور شیطان کہنا یہ دیوبندی وہابیوں کا ہی حصہ ہے۔ ورنہ انبیاء کرام کے سوا باقی مومنین میں غلطی کا امکان ہو سکتا ہے اور وہ غلطی نہ شمار کی جائیگی بلکہ اُس کی جگہ باذن الٰہی ملائکہ نیکی لکھ دیتے ہیں اور بُرائی کو اعمالنامہ سے محو کر دیتے ہیں۔ جیساکہ ارشاد باری تعالےٰ ہے اِنَّ الْحَسَنَاتِ یُذْھِبْنَ السَّیِّئَاتِ۔

یہ عبارات مذکورہ بالا فتاوئ دیوبندیہ کی گوہر ریزی کے اقتباسات ہیں جس میں کفر کی مشین زرکجا کفر کی توپ کے گولے ہیں۔ جن کو مسلمان کا ایمان سُن کر کانپتا ہے۔ اب آپ اپنے چھوٹے بھائی وہابیوں کی مشین کا نمونہ ملاحظہ فرمائیے۔

لہ وَاِنْ اَحَدٌ مِّنَ الْمُشْرِکِیْنَ اسْتَجَارَکَ فَاَجِرْہُ حَتّٰی یَسْمَعَ کَلَامَ اللّٰہِ ثُمَّ اَبْلِغْہُ مَاْمَنَہٗ ذٰلِکَ بِاَنَّھُمْ قَوْمٌ لَّا یَعْلَمُوْنَ ۔

ترجمہ:- اور اگر کوئی مشرکین میں سے پناہ مانگے آپ سے یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تو پناہ دیجئے آپ اس کو۔ یہاں تک کہ سنے کلام اللہ کو پھر پہنچا دیجئے آپ اُس کو اُس کی جائے امن میں۔ یہ اس واسطے کہ وہ بے سمجھ قوم ہیں؛

رب العزت جل جلالہٗ کا اس آیت کریمہ میں ارشاد ہے کہ یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اگر کوئی مشرک جس کی تمام عمر شرک میں گزری ہو جب وہ آپ کے درِ دولت پر حاضر ہو کر آپ سے پناہ طلب کرے تو اُس کو مشرک کہہ کر ہٹا یئے نہیں بلکہ وَاَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنْھَرْ کے قانون سے سوالی کی جھولی بھر کر انعامات دینی واخروی سے اس کو مالا مال فرمایئے اور پناہ

دیکھیے اور قرآن کریم سنایئے۔ جب وہ قرآن کریم سے آپ کے قولِ بلیغ کے ذریعے مؤثر ہو گا۔ تو آپ اُس کو اُس کی جائے امن پر پہنچا دیجئے اور ہر شخص کی مومن ہو یا مشرک عالمِ دنیا یا عالم ارواح یا عالمِ عقبیٰ میں جائے امن و امن مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم ہیں۔ یعنی آپ اس کو اپنے دامنِ رحمت میں چھپا کر فیوز کیتھر کے دریا میں غوطہ دے کر اُسے جنتِ ماویٰ میں پہنچا دیجئے۔ چنانچہ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی تمام عمر کفار و مشرکین کو باوجود اُن کی تکالیف پہنچانے کے اللہ تعالےٰ کے اِس فرمان پر عمل کرتے ہوئے دوزخ کی آگ سے محفوظ فرمایا اور دُنیا میں ہی جنت کا سہرا اُن کے سر پر باندھ کر اُن کو جائے امن یعنی جنت تک پہنچایا۔ اور اپنی رحمت سے مخلوق کو اتنی وسعت سے پناہ دی اور فرمایا کہ جس شخص نے مشرک ہو یا کافر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ پڑھ کر اپنے عقیدہ کو اسی کے مطابق درست کر کے میری زیارت کر لی تو اُس کو دوزخ کی آگ نہیں چھو سکتی۔

ترمذی شریف
جلد ۲ صـ۲۲۶

عن جابر بن عبد اللّٰہ یقول سمعت النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم یقول لَا تَمَسُّ النَّارُ مُسْلِمًا رَاٰنِیْ وَرَاٰی مَنْ رَاٰنِیْ۔

ترجمہ:۔ جابر بن عبد اللہؓ سے روایت ہے کہ میں نے سُنا نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تھے کہ جس شخص نے مسلمان ہو کر مجھے دیکھا یا میرے صحابی کو دیکھا تو اس کو آگ نہ چھوئے گی)۔

آیئے صحابہ کرام کا پناہ لینے کے متعلق عقیدہ دیکھیں کہ وہ خدا کے سوا انبیاء سے پناہ مانگنا شرک سمجھتے ہیں یا نہیں۔

مسلم شریف جلد ۲ صـ۵۲

عَنْ اَبِیْ مَسْعُوْدٍ اَنَّہٗ کَانَ یَضْرِبُ غُلَامَہٗ فَجَعَلَ یَقُوْلُ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ قَالَ فَجَعَلَ یَضْرِبُہٗ

کتاب التوحید
ص ۲۲

مَا وَقَعَ فِي هٰذِهِ الْأَزْمِنَةِ وَالْعُصُوْرِ فِي كَثِيْرٍ
الْمُسْلِمِيْنَ بِالْعُلَمَاءِ وَالْعُبَّادِ وَالْمَوَالِيْ وَالْأَهَالِيْ
مَعَ أَرْبَابِ الْقُبُوْرِ وَغُلُوِّهِمْ فِي تَعْظِيْمِهَا وَالْخُضُوْعِ
لَهَا وَالْعُكُوْفِ بِهَا وَالْبِنَاءِ عَلَيْهَا وَالْبَاسِهَا بِالثِّيَابِ الْفَاخِرَةِ وَحَرْبِ

فَقَالَ اَعُوْذُ بِرَسُوْلِ اللّٰہِ فَتَرَكَهٗ ۔

ترجمہ :۔ ابو مسعودؓ سے روایت ہے کہ آپ اپنے غلام کو مار رہے تھے تو وہ اعوذ باللہ کہتا تھا یعنی میں اللہ سے پناہ مانگتا ہوں۔ راوی نے کہا کہ ابو مسعودؓ اس کو مارتے رہے تو غلام نے کہا اَعُوْذُ بِرَسُوْلِ اللّٰہِ یعنی میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے پناہ مانگتا ہوں ___ تو ابو مسعودؓ نے اس کو چھوڑ دیا۔)

اب فرمایئے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے خاص صحابی قاریٔ قرآن اور حافظِ قرآن اپنے غلام کو مارتے ہیں اور غلام اللہ سے پناہ بہتیری مانگتا ہے لیکن ابو مسعودؓ اس کو چھوڑتے نہیں۔ جب غلام نے اُس آڑے وقت میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو قاضی الحاجات سمجھ کر غائبانہ پناہ طلب کی تو آپ نے اپنے تصرفِ نبوت سے ابو مسعودؓ کو مارنے سے ہٹا دیا۔ چنانچہ ابو مسعودؓ غلام کو چھوڑتے ہیں۔ اور شرک نہیں کہتے۔ ثابت ہوا۔ کہ انبیاء علیہم السلام سے پناہ لینی جائز ہے۔

۱؎ تمام دنیا میں پہلا شخص ابن تیمیہ ہے اور دوسرا شخص مصنفِ کتاب التوحید محمد بن عبد الوہاب نجدی ہے جس نے عرسوں کو گناہ کبیرہ کہا ہے اور قبور کی بے حرمتی کا اعلان کیا ہے۔ خواہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا روضہ مطہرہ ہی کیوں نہ ہو چنانچہ ان امورات سے ان کا منع کرنا ان کے جواز کی بیّن دلیل ہے۔ کیونکہ اِن کا ثبوت پہلے خیر القرون میں چلا آتا تھا۔ اور ان کے شر القرن میں اِن حسنات کی نیکی ان کو بھلی معلوم نہ ہوئی تو انہوں

حَتَّى الْاِكْرَامُ لَهَا بِالْحُضُوْرِ لَدَيْهَا بِالْمَرَاسِيْمِ وَالْاَعْرَاسِ وَنَحْوِهَا وَيَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ عَلٰى شَيْءٍ وَلَيْسُوْا فِي الْحَقِيْقَةِ عَلٰى شَيْءٍ اِلَّا عَلٰى ذَنْبِ الْاَكْبَرِ لَا يَغْفِرُهُ اللّٰهُ تَعَالٰى اَبَدًا اَوِ النُّوْرِ الْاَعْظَمِ الَّذِيْ هُوَ الشِّرْكُ الْجَلِيُّ وَالْكُفْرُ الْوَاضِحُ -

جو واقع ہوا ہے اس زمانہ کے مسلمانوں میں علماء اور صوفیاء اہل قبور کے ساتھ اور حد سے زیادہ قبور کی تعظیم کرتے ہیں اور قبور کے واسطے خضوع کرتے ہیں اور اعتکاف بیٹھتے ہیں اور ان پر رجوع کرتے ہیں اور ان پر عجیب غلاف چڑھاتے ہیں اور زیادہ اس کی تعظیم کرتے ہیں۔ اُس کے پاس جا کر مختلف رسموں کے ساتھ اور عرسوں وغیرہ سے۔ اور وہ گمان کرتے ہیں کہ وہ ثواب کا کام کرتے ہیں۔ حقیقتاً سوائے گناہ کبیرہ کے کوئی ثواب نہیں۔ اُس کو اللہ کبھی نہیں بخشے گا۔ اور بڑا بوجھ ہے ایسا جو شرک جلی ہے اور کفر واضح ہے۔

نے بند کیا۔ اور دوسری دلیل کتاب التوحید کی خود مذکورہ بالا عبارت کا عنوان معنون کے صحیح ہونے پر دلالت کرتا ہے۔ جیسا کہ لکھا گیا ہے کہ اس زمانہ میں تمام علماء اور تمام عباد ان امور کو مستحسن سمجھ کر اور خیر القرون کی سنت حسنہ پر عامل تھے اور مصنف ھذا اکیلا ہی علماء و عباد اُمت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور اجماع اُمت کے خلاف چلا ہے جو فی کثیر المسلمین بالعلماء والعباد کی عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ اس کے زمانہ میں بھی مسلمانوں کی کثرت اور علماء حقہ کا جم غفیر اور زہاد کی جماعت اِن ہی امورات کے عامل تھے۔ اور یہ مَنْ شَذَّ شُذَّ فِي النَّارِ کی زد میں آ گئے ہیں۔ اسی کی اقتداء میں تمام فرقہ وہابیہ اور دیوبندیہ مسلمانانِ دُنیا کو کفر کے جلی فتوے لگا رہے ہیں۔ اور انبیاء و اولیاء کی تعظیم سے بند کر رہے ہیں جن کی تعظیم کرنا قرآن کریم سے ثابت ہے جو دوسری جگہ انشاء اللہ ذکر کیا جاویگا۔

کشف الشبہات مصنفہ عبد الوہاب نجدی صا	وَاِنَّ مُحَمَّدًا لَا یَمْلِكُ لِنَفْسِہٖ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا فَضْلًا عَنْ عَبْدِ الْقَادِرِ وَغَیْرِہٖ اور بے شک محمد صلے اللہ علیہ وسلم اپنے نفس کے واسطے نفع اور نقصان کے مالک نہیں۔ چہ جائیکہ عبد القادرؒ وغیرہ۔

لہ فرقہ دیوبندیہ اور وہابیہ کے نزدیک انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام وبُت مساوی ہیں۔ کیونکہ جو آیاتِ کریمہ اللہ تعالیٰ نے کفار کے بتوں کی معبودیت کو توڑنے کے واسطے ان کا عجز ثابت کیا ہے وہی آیات یہ لوگ وہابیہ اور دیوبندیہ انبیاء و اولیاء پر چسپاں کرتے ہیں کیا اللہ تعالےٰ انبیاء و اولیاء پر یہ فتوے اور اُن کا عجز ظاہر نہ کرسکتا تھا۔ حالانکہ ان کے برعکس اللہ تعالےٰ ابھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ اطہر کے اِردگرد کئی ہزار ملائکہ نازل فرماتا رہتا ہے۔ جو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے روضۂ اطہر کے پاس مؤدبانہ درود شریف پڑھتے رہتے ہیں۔ کیا وہ بھی تمہارے اسی فتوے میں شامل ہیں۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت یہ کہنا آپ اپنے نفع و نقصان کے مالک نہیں کیا رسالت اور نبوت کس ذات کو مستلزم ہوئی ؟ اور عالمین کی رحمت ایسی ذات کو بنایا گیا جو اپنے نفس کے نفع نقصان کے مالک نہیں اور پھر اپنے نفس کے نفع نقصان کے انکار سے یہ کب لازم ہؤا کہ آپ عالمین کے نفع نقصان کے بھی مالک نہیں ہیں۔ جو تمہاری عقل نافہم نے سمجھا ہے۔ خدا کا کچھ خوف کرو جن کی نسبت اللہ تعالےٰ لَاخَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ سے سراہے اور تم اُن کو ذلیل سمجھو۔ یہ آپ کا کون سا ایمان ہے۔ اب ان عبارات مذکورہ بالا سے مختصر عرض کرنا میرے خیال میں کافی ہے۔ مشتے از خروارے نمونہ کافی ہوتا ہے اور اہل انصاف کے نزدیک بھی عبرت ہوتی ہے اور متعصب ہمیشہ محروم رہتا ہے۔ اور شیشے میں اپنے داغوں کو دیکھ کر دوسروں کو مطعون کرتا ہے۔ جیسا کہ

اکابرین دیوبندیہ اور وہابیہ نے تمام مسلمانانِ دنیا کو کافر کہا اب یہ لوگ اُن کے اقتدا کنندہ ہمیں کہتے ہیں کہ تم کفر کی مشین ہو۔ حالانکہ اپنی عبارات کو ملاحظہ کرنے سے ہمیں بری الذمہ سمجھیں گے۔ بلکہ بجائے ہمیں ڈانٹنے کے اپنے اکابرین کے مکفر بنیں گے۔ کیونکہ حدیث پاک میں مذکور ہے مسلم شریف جلد اوّل صـ۵۷ عَنْ اِبْنِ عُمَرَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم اَیُّمَا اِمْرَءٍ قَالَ لِاَخِیْہِ یَا کَافِرُ فَقَدْ بَاءَ بِھَا اَحَدُھُمَا اِنْ کَانَ کَمَا قَالَ وَاِلَّا رَجَعَتْ عَلَیْہِ۔

(ترجمہ:- ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے جس آدمی نے اپنے بھائی کو کافر کہا تو اُس کفر نے اُن کے ایک کی طرف رجوع کیا۔ اگر کہنے والے نے سچ کہا ہے۔ تو فبہا ورنہ قائل پر وہ کفر رجوع کرتا ہے)۔

اس حدیث پاک سے صاف ظاہر ہوا کہ مسلمان بھائی کو کافر کہنے میں خفیفت کو سوچ کر قدم اُٹھانا چاہیئے۔ اب تم نے عباراتِ مذکورہ بالا سے یہ نتیجہ سمجھ لیا ہوگا کہ تمہارے دیوبندیہ ووہابیہ کے اکابرین نے ایسی کفر کی مشین گن چلائی کہ جس سے حضرت پیرِ پیران صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت داتا گنج بخش صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت شاہ عبد الحق صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہم کو بھی اپنے کفر کے فتویٰ سے مطعون کیا۔ حتّٰی کہ صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین وحضور صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات بھی تمہاری زبان درازی سے نہ بچ سکے۔ اور خداوند کریم کی اُن آیاتِ کریمہ کو پسِ پُشت ڈال دیا۔ جن میں ان تمام کی اتباع کا ارشاد ہوا ہے اگر یہ تمام مطاع اُمتِ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم آپ کے کہنے کے مطابق نہیں بن سکتے کیونکہ یہ مذکورہ بالا افعال کے مرتکب تھے۔ تو تم بُدھ یا کرشن کو اپنا مطاع بنا لو جیسا کہ تم نے بنایا ہوا ہے۔ جو اپنے اسلاف کو بھی گمراہ ثابت کر رہے ہو۔ اے مکفرینِ اُمتِ محمدیہ ذرا انصاف سے ملاحظہ فرمایئے کہ حق کون ہے

اور باطل کون۔ مکفر کون ہے اور مسلم گر کون۔ جنہوں نے دنیا میں اسلام پھیلایا اور ایمان کی بنیادیں رکھ دیں۔ تم نے اُن کو کافر کہہ دیا۔ اور اُلٹا چور کوتوال کو ڈانٹے۔ فقیر پر یہ بہتان کہ یہ مکفر ہے۔

مسلمانو! ہوشیار بن کر اپنے ایمان کو اسلامی بورڈ لگانے والے رہزنوں سے اپنے ایمان کو محفوظ کر لو۔ اور انبیائے عظام و اولیائے کرام کے دامن کو عملاً تھام لو۔ تاکہ اُن کی امداد سے ہم اِن کے فریب سے بچ سکیں۔ یہ ہے آپ کی "تکفیر" کا جواب۔ باقی رہا کہ آپ کی وہابیت کو اظہر من الشمس کرنا یہ فقیر کے خاندانی منصب سے ہے۔ جو تمام اسی شہر قصور میں آپ کے پوشیدہ رازوں کو افشا کرتے رہے ہیں۔ اگر آپ اُن کی تصانیف کا ملاحظہ فرمائیں۔ تو حقیقت واضح ہو جائے گی۔ چنانچہ اپنے اکابرین سے حضرت مولانا غلام محی الدین صاحب قصوری حضوری رحمۃ اللہ علیہ جن کو تمام زمانہ جانتا ہے کے چند اشعار تمہاری نذر کرتا ہوں۔ امید ہے کہ انشاء اللہ شکریہ سے یاد فرماؤ گے ؎

ہست یکے فرقہ وہابیاں	منکر از امدادِ ولی در جہان
بلکہ ز امداد نبی منکر اند	با ہمہ اموات مساوی نہند
لعنت حق باد برایں اعتقاد	رفت مسلمانی ایشاں بباد
صورتِ شاں صالح و باطن پلید	صحبت ایشاں نکنی اے سعید
گفتہ من ہیچ منہ درمیاں	بین کہ چہ گفت است ز پیشینیاں
صحبتِ بد راہ تباہ میکند	دیگ سیاہ جامہ سیاہ میکند
جملہ فساد است ز صحبت اثر	یُحفِظُنَا اللّٰہُ عَذَابَ السَّقَرِ
نیست خلل ہیچ ولی را بموت	قوت امداد نہ زو گشت فوت
موت ولی ہست حیاتِ ابد	ہر کہ نہ اقرار کند گشت رد
گر نہ مدد ہا رسد از اولیاء	غیر ولی چوں ز ولی شد جدا

خاصہ قرآں شہ ہمہ اولیاء　　　نائب کامل زِ شہ انبیا
قطب جہاں غوث زماں محی الدین　　　فیض ازو تا بقیامت یقین
پیر دگر شاہ بود نقشبند　　　ہست ز بنیاد مشائخ بلند
ہم مددش تا بقیامت یقین　　　ایں ہمہ آثار کرامت ببین
جملہ ولی راست مدد بیگمان　　　بہر مریداں وے اندر جہاں　مطبوعہ ۱۲۸۵ھ

فقیر کے خاندان سے حضرت مولانا مولوی غلام دستگیر صاحب قصوری ؒ جن کی دھاک اب تک شہر دیابنہ میں بیٹھی ہوئی ہے۔ جنہوں نے مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی اور خلیل احمد صاحب انبیٹھوی اکابرانِ دیوبندیہ سے مناظرہ کر کے بحکمِ نواب صاحب ریاست بہاولپور ریاست بدر کروایا۔ اور اُس مناظرہ کی تفصیل بنام کتاب "تقدیس الوکیل" شائع فرمائی اور تمام دُنیا کے علماؤں سے اِن کے عقائدِ باطلہ پر دستخط ثبت فرمائے۔ اور جنہوں نے اکابرینِ وہابیہ کو ریاست فرید کوٹ کے راجہ کی عدالت میں مناظرہ کر کے علمائے وہابیہ کو سزائیں دِلوائیں اور جُرمانے کروائے تو فرقہ وہابیہ برطانیہ نے ہائی کورٹ تک اپیل کر کے سزا سے بری الذمہ ہو گئے۔ لیکن جرمانہ نہ ٹوٹ سکا۔ جس کی مصدقہ نقلیں بمعہ مناظرہ فرید کوٹ بنام کتاب "ابحاثِ فرید کوٹ" عام چھپ چکی ہیں۔ جواب تک موجود ہے۔ اب اس فقیر کا پیشہ بھی اُسی خداوندی عطا سے باطل کو مسلمانوں کے سامنے واضح کرنا قرآن وحدیث نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے اپنا خاندانی پیشہ سمجھتا ہے اور اس عطائے الٰہی پر خداوند تعالےٰ سے دعا کرتا ہے کہ یا اللہ باطل کے مقابلہ میں حق کو ظاہر کرنے کے واسطے فقیر کو ثابت قدم رکھ اور انبیاء کرام و اولیائے عظام کی شان ظاہر کرتے ہوئے دُنیا میں زندہ رکھ۔ اللہ تعالےٰ نے فقیر کو اسی واسطے پیدا کیا ہوا ہے۔ اور اسی کام پر فقیر کو مسلط کیا ہوا ہے۔ جو ہر دشمنِ اسلام پر واضح ہے (انفال ۹/۱) وَ يُرِيدُ اللّٰهُ اَنْ يُّحِقَّ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ وَ يَقْطَعَ دَابِرَ الْكٰفِرِيْنَ لِيُحِقَّ الْحَقَّ وَ يُبْطِلَ الْبَاطِلَ

وَلَوْكَرِهَ الْمُجْرِمُوْنَ وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِيْنِ فَكِّرْ وَلَا تَعْجِلْ۔

سوال:۔ تبلیغی جماعت کیا غیر مقلد تھے۔ ثبوت دیجئے۔

جواب:۔ واقعی جماعت تبلیغی وہابی ہیں جن کے بانی محمد الیاس صاحب دیوبندی نے اس جماعت کی بنیاد رکھی۔ جو آجکل جماعتی صورت میں مسلمانوں کو کافر سمجھتے ہوئے پہلے کلمہ پڑھاتے ہیں۔ تاکہ اپنے مرکز میں اطلاع دیں کہ ہم نے اتنے کافروں کو مسلمان کیا ہے۔ فرقہ وہابیہ اور دیوبندیہ کے اکابرین نے مسلمانوں کو محض زبانی فتوےٰ دیا اور یہ تبلیغی الیاسی جماعت مسلمانوں کو جو مسجد میں داخل ہوں اور نمازیں بھی ادا کرتے ہوں کافر سمجھتے ہوئے کلمہ پڑھا کر اپنی وہابیت کا اقرار کرواتے ہیں۔ اگر اس جماعت کا کام حقیقۃً تبلیغ اسلام کا ہوتو مسجد کے نمازیوں کو کافر سمجھ کر کلمہ پڑھانا وہابیہ کا کام تھا۔ اِن کو چاہیئے یہ تھا کہ بھنگیوں اور چرسیوں کے ڈیروں میں جا کر حقیوں اور افیمیوں کے تکیوں میں جاکر اُن کو کلمہ پڑھائیں اور نماز کا سبق دیں۔ اور اسلام کی طرف بلائیں۔ پھر تو تبلیغِ اسلامی ہے۔ ورنہ اِن کی حرکات سے صاف ظاہر ہے کہ مسلمانوں کو وہابیت کے دانتوں سے چبانا چاہتے ہیں دراصل یہ تبلیغی جماعت اسمٰعیل دہلوی کے پروپیگنڈا سیکرٹری ہیں۔ ان کا مرکز پھاٹک حبش خاں دہلی میں ہے۔ جو وہابیہ اور دیوبندیہ سے معجون مرکب ہے۔ اب جا کر تحقیق کر لو مساجد میں بھی مسلمانوں نے ایسے ہی دیکھا ہے کہ بعض دیوبندی ہیں اور بعض وہابی ہیں۔ اب ہمارے ملک میں اس تبلیغی جماعت کی ترکیب وہابی، کانگرسی، احراری، مودودی اور دیوبندی جماعت سے ہے۔ یہ پانچوں جماعتیں مرکب ہو کر جماعت تبلیغی سے موسوم ہیں۔ اور سردارِ وہابیت مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی جو امامِ فرقہ دیوبندیہ ہیں۔ رقمطراز ہیں اور مولوی صاحب نے ثابت کر دیا ہے کہ دیوبندی وہابی ہیں۔

فتاوی رشیدیہ حصہ اوّل صد ۲۱ } مولوی اسمٰعیل صاحبؒ عالم متقی اور بدعت کے اکھاڑنے والے اور سنت کے جاری

کہنے والے اور قرآن وحدیث پر پورا عمل کرنے والے اور خلق اللہ کو ہدایت کرنے والے تھے اور تمام عمر اسی حالت میں رہے۔ آخر کار فی سبیل اللہ جہاد میں کفار کے ہاتھ سے شہید ہوئے۔ پس جس کا ظاہر حال ایسا ہو وہ ولی اللہ اور شہید ہے۔

اب اپنے فرقۂ دیوبندیہ کے مسلمہ ولی کا عقیدہ سن لیجئے۔

تنویر العینین
فی اثبات رفع الیدین صا
مصنفہ اسمٰعیل دہلوی

اَلْحَقُّ اَنَّ رَفْعَ الْیَدَیْنِ عِنْدَ الْاِفْتِتَاحِ وَالرُّکُوْعِ وَالْقِیَامِ مِنْہُ وَالْقِیَامِ اِلَی الثَّالِثَۃِ سُنَّۃٌ غَیْرُ مُؤَکَّدَۃٍ مِّنْ سُنَنِ الْھُدٰی فَیُثَابُ فَاعِلُہٗ بِقَدْرِ مَا فَعَلَ اِنْ دَائِمًا فَحَسْبُہٗ۔

ترجمہ:۔ سچی بات یہ ہے کہ رفع یدین کرنا تکبیر اولیٰ کے وقت اور رکوع کے وقت اور تیسرے قیام تک سنت غیر موکدہ ہے۔ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی سنتوں سے ہے۔ تو اس کے کرنے والے کو ثواب دیا جاویگا۔ جتنا اس نے کیا۔ اگر ہمیشہ کیا تو اسی کو کافی ہے) درست ہے۔

اس حوالہ مذکورہ میں مصنف نے شاہ ولی اللہ صاحب کا حوالہ دیتے ہوئے رفع یدین عندالرکوع وغیرہ ثابت کیا ہے اور اس تمام کتاب میں مصنف مذکور نے وہابیوں کے مسئلہ رفع یدین کو ثابت کیا ہے۔ اب تم خود فیصلہ کر لو کہ رفع یدین وہابی کرتے ہیں یا حنفی۔ اور جن کے مرشد وہابی اُن کے مریدین کیسے حنفیت کا دعوےٰ کر سکتے ہیں۔

فتاویٰ رشیدیہ
حصہ اوّل صـــ۱۱۹

سوال :۔ وہابی کون لوگ ہیں اور عبدالوہاب نجدی کا کیا عقیدہ تھا۔ اور کون مذہب تھا۔ اور وہ کیسا شخص تھا۔ اور اہل نجد کے عقائد میں اور سنی حنفیوں کے عقائد میں کیا فرق ہے۔

الجواب۔ محمد بن عبدالوہاب کے مقتدیوں کو وہابی کہتے ہیں۔ اُن کے عقائد عمدہ تھے اور مذہب اُن کا حنبلی تھا۔

کیوں جناب اب تو تمہارے امام دیوبندیہ کا اقرار ہے کہ محمد بن عبدالوہاب کے عقائد عمدہ تھے اس واسطے دیوبندیوں نے بھی احناف کے عقائد چھوڑ کر محمد بن عبدالوہاب نجدی کے عقائد عمدہ ہونے کی بنا پر قبول کئے ہوئے ہیں۔ اب بھی اور ظاہریتہ اعمال احناف کے بنا کر مسلمانوں کو دھوکا دیا جاتا ہے اب بتاؤ کہ دیوبندیوں کے وہابی ہونے میں کیا شک رہا جس کی حنفیت وہابی ہو ظاہر کا کوئی اعتبار نہیں۔

فتاوی رشیدیہ حصہ دوم ص ۱۴۱ } اس وقت اور ان اطراف میں وہابی متبع سنت اور دین دار کو کہتے ہیں۔

(رشید احمد)

فتاوی رشیدیہ حصہ دوم ص ۱۰۱ } عقائد میں سب مقلد غیر مقلد متحد ہیں۔ البتہ اعمال میں مختلف ہیں۔ (اللہ تعالے اعلم۔ رشید احمد گنگوہی

اب تو آپ کے رشید الملتہ الدیوبندیہ نے وہابیوں سے عقائد کے متحد ہونے کا فتویٰ دے دیا اپنی خاندانی وہابیت پر آپ کو ضرور آمین گنگانی چاہیئے۔ اور سنو۔ آپ کے فرقہ دیوبندیہ کی متحدہ اور معتبرہ تصنیف میں لکھا ہے۔ جس پر تمام دیابنہ کی مہریں ثبت ہیں۔

المہند ص ۹ } اگر کوئی ہندی شخص کسی کو وہابی کہتا ہے۔ تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ اُس کا عقیدہ فاسد ہے۔ بلکہ یہ مقصود ہوتا ہے کہ وہ سُنی حنفی ہے۔

اب تو تمہارے مرکز کا متفقہ فیصلہ تمہارے سامنے رکھ دیا گیا ہے۔ اور امید ہے کہ تم اپنے زبانی دعوے اصلی حنفیت کے لقب سے دست بردار ہو کر اپنی حقیقت وہابیہ کا اعلان فرماؤ گے۔ اگر کچھ شک ہو تو اور تحقیق کر لو۔

تذکیر الاخوان مصنفہ اسمٰعیل دہلوی ص ۳۵۲ }

چاہے فاسق یا کہ بے غیرت کہیں　　یا وہابی اور بے ملت کہیں
یا ہمیں گمراہ بد طینت کہیں　　یا کہ کافر اور بے عزت کہیں
اپنے حق میں صیقلِ زنگار ہے

اے فرقہ دیوبندیہ اب وہابی کہلانے کہنے سے عار نہ کرنا۔

تذکرۃ الرشید جلد اول ص ۱۳۵ | (جب مولوی رشید احمد صاحب نے مولوی اشرف علی صاحب کو لکھا ہے۔ کہ میں نے سنا ہے کہ تم مجلسِ مولود وغیرہ میں جاتے ہو قیام کرتے ہو۔ صلواتیں پڑھتے ہو تو انہوں نے یہ جواب دیا۔

الحمد للہ کہ میں نہ یہاں کسی کا محکوم ہوں نہ کسی سے مجبور مگر پوری مخالفت کر کے قیام دشوار ہے گو اب بھی یہاں کے بعض علماء مجھ کو وہابی کہتے ہیں۔ اور بعض بیرونی علماء بھی یہاں آکر لوگوں کو سمجھا گئے ہیں کہ یہ شخص وہابی ہے اس کے دھوکہ میں مت آنا۔ (آگے چل کر فرماتے ہیں)

دینی مضرت یہ کہ جو ان لوگوں کے عقائد و اعمال کی اصلاح کی گئی ہے۔ سب بے اثر اور بے وقعت ہو جاوے گی۔ اس بدگمانی میں کہ یہ شخص تو وہابی ہے۔

اب آپ کے مذہب کا تقیہ بھی ثابت ہو گیا اور وہابیت کا پوشیدہ کرنا بھی دیرینہ مرض ثابت ہوئی آپ خود انصاف کر لیں کہ تم واقعی غیر مقلد وہابی ہو جو آپ کے اکابرین بھی تسلیم کر چکے ہیں یا صرف میرا ہی کہنا ہے جس سے آپ رنجیدہ خاطر ہوئے ہیں۔ یہ آپ کا سوال کرنا کہ یہ تبلیغی جماعت ایسی کیا وہابیہ غیر مقلدوں کی جماعت ہے؟ یہ تجاہلِ عارفانہ سوال ہے۔ درحقیقت ان کی وہابیت آپ کو معلوم تو ہے کیونکہ مریض جتنا اپنی مرض کو خود سمجھتا ہے دوسرے کو سمجھنا مشکل ہے۔ عیاں کرے یا نہ کرے۔ لیکن سمجھنے والے بھی فراستِ الٰہیہ سے سمجھ جاتے ہیں۔ مریض اگر اپنی مرض کو علاج کے واسطے ظاہر کرے تو شفا پائیگا۔ اگر چھپائے گا تو خَسِرَ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةَ اور اس ایسی جماعت میں تو صاف صاف ظاہراً و باطناً وہابی ہیں جس میں کسی کو شک ہی نہیں۔ سوائے گھر والوں کے کیونکہ گھر والوں کو اپنے کا عیب ہنر نظر آتا ہے اور اگر وہ وہابی نہ تھے تو پھر وہابی چڑے کیوں۔ اب ایک احناف کے بنیادی عقیدہ تقلید کے متعلق اپنے بڑے کا فیصلہ سن لیجیے۔

ایضاح الحق مصنفہ اسمٰعیل دہلوی ص ۴۸ } تقلید شخصی بدعت ہے

"وہابی" ہاں واقعی میں کہتا ہوں تقلید حرام ہے کیونکہ اللہ کو چھوڑ کر غیر اللہ کا قلادہ بلا دلیل اپنے گلے میں ڈالنا سوائے گمراہی کے اور کیا ہو سکتا ہے جب ہمارے پاس قرآن تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ موجود ہے تو مجتہد کی تقلید جو خود بھی غلطی کر سکتا ہے۔ ہم لاریبی طریقہ کو چھوڑ کر ایک اضطرابی راستہ کے مشکلات میں پڑ جائیں یہ عقل سلیمہ کے خلاف ہے فرمان خداوندی کے خلاف ہے سنو اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں۔ اَوَلَمْ يَكْفِهِمْ اَنَّا اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ يُتْلٰى عَلَيْهِمْ اِنَّ فِىْ ذٰلِكَ لَرَحْمَةً وَّذِكْرٰى لِقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ کیا ان کو کافی نہیں کہ ہم نے تم پر کتاب اتاری جو ان پر پڑھی جاتی ہے اس میں البتہ رحمت ہے اور ایمان داروں کے واسطے نصیحت ہے اللہ تعالےٰ فرماویں کہ کیا ان کو قرآن کافی نہیں جس میں رحمت بھی ہے اور ایمان داروں کے واسطے نصیحت بھی ہے اب اس آیۃ کریمہ کو پڑھ کر بھی اگر تم کلام الٰہی پر اکتفا نہ کرو اور اماموں کے پیچھے بھٹکتے پھرو تو صاف گمراہی میں ہو (دلیل) اللہ تعالےٰ نے قرآن کے فیصلے کو چھوڑ کر دوسری طرف جانے والے پر تین فتوے لگائے ہیں سنو وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَا اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ۔ جو اللہ کی کتاب کے ساتھ فیصلہ نہ کرے تو واقعی ایسے آدمی کافر ہیں۔ وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَا اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ جو اللہ کی کتاب کے ساتھ فیصلہ نہ کرے وہی فاسق ہیں لہٰذا قرآن کو چھوڑ کر اماموں کی تقلید کرنے والوں کو اللہ تعالےٰ نے کافر اور ظالم اور فاسق فرمایا اس سے زیادہ مقلد پر اور کیا سختی ہو سکتی ہے۔ اللہ کے فرمان کو چھوڑ کر مقلد اپنے آپ کو مسلمان اور مومن کہلاوے تو اس سے زیادہ اور کونسی بے ایمانی ہے۔

"محمد عمر" غیر مقلد دوست نے ایک اعتراض میں کئی پہلو بیان کئے فقیر انشاء اللہ ہر ایک شق کا شک بالتفصیل فک کرتا ہے۔ تقلید حرام نہیں ہے یہ تمہارا اپنا فتویٰ ہے کفر نہیں بلکہ تقلید واجب ہے ہاں تقلید مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ کی واقعی حرام

ہے اللہ کے بندوں کی تقلید جن کے ساتھ اللہ کی معیت ہے ان کی تقلید واجب ہے
بغیر ان کی تقلید کے ہم ایمان و اسلام میں داخل ہی نہیں ہو سکتے ایمان بالمغیبات بغیر
تقلید کے محال ہے مثلاً خداوند کریم پر ایمان لانا محض تقلید ہی ہے جس نے ذات باری
پر ایمان لانے کے واسطے دلائل تلاش کئے وہ گمراہ ہوا اور جو شخص بلا دلائل اللہ پر ایمان
بالغیب لا کر محض انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام کی تقلید پر اکتفا کرتا ہے وہ پکا سچا مسلمان
اور مومن ہے اور قرآن مجید پر بھی محض نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی تقلید سے ایمان لایا جاتا ہے
قرآن کریم کے معجزات کو جس نے طلب کیا وہ گمراہ ہوا اور جو شخص قرآن کریم کا بلا طلب
دلائل مقلد ہوا اس کو اللہ کریم نے ایسے ایمان لانے کی وجہ سے قرآنی معجزات و کرامات
عطا فرما دیئے ایسے ہی نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا جو شخص بلا دلائل مقلد ہوا وہ مقرب ہوا اور
جو دلائل کا متلاشی ہوا وہ ابوجہل کہلانے کا حقدار ہوا اور آخرت پر ایمان لانا بھی محض
تقلیدی ہے جو دلائل کا متلاشی ہے وہ آخرت کا منکر کہلاتا ہے۔ پھر مروجہ قرآت سے
قرآن کریم کی تلاوت کرنا یہ بھی محض تقلید سے ہی ثابت ہوا اور یہی اَلَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ
بِالْغَیْبِ کے معنوں میں اگر تم تقلید کو حرام کہو تو تمہیں بلا تقلید ان تمام کا منکر سمجھا جاویگا
جب بلا دلیل تم قرآن کو ہاتھ نہیں لگا سکتے نہ پڑھ سکتے ہو تو تم بلا تقلید اس کو اپنی دلیل کیسے
پیش کر سکتے ہو جس پر ایمان ہی درست نہیں تو اس کے متعلق یہ دعویٰ کرنا کہ قرآن کو چھوڑ
کر اور فیصلہ کرنا یہ کفر ہے تو یہ بھی تو فرمان قرآنی ہے اور خود قرآن کو تم اپنی طرف سے
فیصل نہیں مقرر کر سکتے جب تک کہ اس کے بلا دلائل مقلد نہ بن جاؤ تو معلوم ہوا
کہ پہلے تقلید واجب ہے پھر قرآن کو اپنا فیصل مقرر کر سکتے ہیں چنانچہ غیر مقلد خدا کا بھی منکر
قرآن کا بھی نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا بھی آخرت کا بھی عذاب قبر کا بھی پلصراط کا بھی جنت
و دوزخ کا بھی علیٰ ھذا القیاس یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ میں تب ہی داخل ہو سکتے ہیں جب
تک کہ بلا دلائل تقلید نہ کریں کیونکہ یہ تمام محض تقلید سے متعلق ہیں۔ تقلید کے انکار سے ایک

اور بڑا بھاری نقصان ہوتا ہے۔ انسان اگر تقلید نہ کرے اور دلائل تلاش کرے تو حلالی ہی نہیں بن سکتا کیونکہ انسان اپنے والد کی نسب میں اپنے آپ کو تب ہی شمار کر سکتا ہے۔ جب اپنی ماں کا مقلد بنے کیونکہ اس کی نسبت اپنے والد کی طرف محض اس کی ماں کی تقلید پر مبنی ہے اگر ماں سے والد کی طرف منسوب ہونے میں دلائل طلب کرے اور تقلید امی نہ کرے تو سوائے حرامی کہلانے کے اس کو اور کوئی چارہ نہیں ہوگا۔ کیا مجتہد جس کی تقلید کا ارشاد اللہ تعالے فرمائے نبی صلے اللہ علیہ وسلم فرماویں اس کی تقلید کو چھوڑ کر یا بلا اجتہاد قرآن کا عامل بننا یا حدیث پاک پر عمل کرنا یہ محض گمراہی ہے جیسا کہ آگے ثابت ہوتا ہے۔ پھر غیر مقلدوں کے لئے بھی ان کی حمایت میں ان کے مذہب کے چند مجتہد کہلاتے ہیں باقی تمام انکے مقلد ہیں اگر ان کو قرآن پاک کی آیت بھی معلوم ہو جائے تو بھی ایمان نہیں لاتے جبتک ان کا مجتہد نہ کہے کیا یہ تقلید نہیں تو اور کیا ہے۔ جب ضرورت محسوس ہوئی تو قرآن کو بھی تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ تسلیم کیا لیکن یہ تسلیم کرنا محض موت کو چھوڑ کر بیماری اختیار کرنے کے برابر ہے ورنہ اس پر بھی تمہارا ایمان نہیں کیونکہ قرآن کریم کا تبیانا لکل شی ہونا یہ ہمارا عقیدہ ہے جس سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا غیب کلی ثابت ہوتا ہے جس کے تم منکر ہو اور قرآن کریم سے تبیانا لکل شی کا علم بھی تب ہی ثابت ہوتا ہے۔ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ائمہ مجتہدین کی تقلید کی جاوے ورنہ قرآن کریم بھی بلا تقلید یُضِلُّ بِهِ كَثِيرًا سے فتویٰ گمراہی جڑ دیتا ہے۔ اسی واسطے یُضِلُّ کی ضلالت کو مقدم فرمایا چونکہ غیر مقلد مقدم ہوتا ہے اس واسطے اس پر قرآن نے گمراہ ہونے کا فتویٰ صادر فرمایا اور مقلد چونکہ موخر ہوتا ہے اس واسطے اس کو يَهْدِي بِهِ كَثِيرًا سے نوازا لہٰذا اگر تم تقلید کو چھوڑ کر آگے بڑھو گے تو یُضِلُّ بِهِ كَثِيرًا کے مصداق ہوگے اور اسی بنا پر حسنات سے پیچھے ہٹ رہے ہو اور اگر بلا دلیل اہل اللہ کا قلادہ اپنے گلے میں ڈال کر اتباع کے عامل رہو گے تو حسنات میں ملائکہ سے بھی انشاء اللہ سبقت لے جاؤ گے جیسا کہ ابلیس نے تقلید کو برا سمجھا

اور براہ راست بلا تقلید اہل اللہ قرب خداوندی کا مدعی بنا تو ہمیشہ کے واسطے ملعون ہوا اور اس کے تمام اعمال صالحہ حبط ہو گئے ایسے ہی تمہارے بھی اعمال صالحہ نماز روزہ حج زکوٰۃ کلمہ بلا تقلید حبط ہو نگے اور تم کَاَنَّھُمْ خُشُبٌ مُّسَنَّدَۃٌ پڑے رہو گے اور تمہاری یہ دلیل کہ جو قرآن کو چھوڑ کر دوسروں کی تقلید کرتا پھرے اس کو اللہ تعالےٰ نے کافر ظالم فاسق فرمایا ہے ہاں واقعی یہ بھی غیر مقلدوں پر ہی کافر و ظالم فاسق کا فتویٰ چسپاں ہو رہا ہے کیونکہ ارشاد الٰہی ہے وَمَنْ لَّمْ یَحْکُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰہُ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْکٰفِرُوْنَ جو شخص بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰہُ کو اپنا فیصل نہ بنائے وہ کافر ہے اور بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰہُ کا کیا ارشاد ہے آگے نہیں پڑھتے ملاحظہ ہو۔

النساء $\frac{5}{8}$ } یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْہُ اِلَی اللّٰہِ وَالرَّسُوْلِ اِنْ کُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ ذٰلِکَ خَیْرٌ وَّ اَحْسَنُ تَاْوِیْلًا۔

اے ایمان والو اللہ کی اطاعت کرو اور رسول صلے اللہ علیہ وسلم کی اور جو تم سے الو الامر ہوں پس کسی شئی میں تمہارا جھگڑا ہو جاوے تو تم اس کو اللہ اور رسول کے سپرد کردو اگر تم اللہ اور قیامت سے ایمان رکھتے ہو یہ بہتر ہے اور حقیقۃً بہت اچھا ہے اس آیۃ کریمہ سے ثابت ہوا بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰہُ مقسم کے تین اقسام ہیں اطاعت اللہ اطاعت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور اطاعت اولی الامر اور مقسم کا اظہار وجود بغیر اپنے اقسام کے محال ہے۔ اور ہر سہ اقسام میں اجتہاد رابطہ کی حیثیت رکھتا ہے جس کے بغیر چارہ نہیں مثلاً قرآن کریم پر بغیر اجتہاد عمل کرنا محال ہے چند مثالیں تمہارے سامنے پیش کرتا ہوں۔

۲۔ بقرہ $\frac{2}{18}$ } وَمِنْ حَیْثُ خَرَجْتَ فَوَلِّ وَجْھَکَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ

اَيۡنَمَا كُنۡـتُمۡ فَوَلُّوۡا وُجُوۡهَكُمۡ شَطۡرَهٗ

اور یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جہاں آپ تشریف لے جاویں تو اپنے رخ انور کو مسجد حرام کی طرف پھیریں اور اے مسلمانو تم بھی جہاں کہیں ہو تو اپنے منہ کو اس مسجد حرام کی طرف پھیرو۔

اب ایمان سے کہنا مسجد حرام کی طرف منہ پھیرنے کے واسطے اجتہاد کی ضرورت نہیں؟ بغیر اجتہاد مسجد حرام کی طرف منہ نہیں کر سکتے اور نہ ہی اس ایت کریمہ پر عمل کر سکتے ہو۔

۳۔ بقرہ ۲/۲۳ } وَعَلَى الَّذِيۡنَ يُطِيۡقُوۡنَهٗ فِدۡيَةٌ طَعَامُ مِسۡكِيۡنٍ
اور جو لوگ روزے کی طاقت نہیں رکھتے۔ ان پر مسکین کے کھانے کا فدیہ ہے۔ تم فدیہ بھی بغیر اجتہاد نہیں ادا کر سکتے اللہ نے فدیہ کا تعین نہیں فرمایا مسلمانوں کے اجتہاد پر چھوڑ دیا اگر قرآن میں اجتہاد کا انکار کرو گے تو فدیہ نہیں ادا کر سکتے۔

۴۔ بقرہ ۲/۲۳ } وَكُلُوۡا وَاشۡرَبُوۡا حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الۡخَيۡطُ الۡاَبۡيَضُ مِنَ الۡخَيۡطِ الۡاَسۡوَدِ مِنَ الۡفَجۡرِ ثُمَّ اَتِمُّوا الصِّيَامَ اِلَى الَّيۡلِ

ترجمہ:۔ کھاؤ اور پیو حتّٰی کہ تمہارے لئے فجر کا سفید تاگہ سیاہ تاگے سے ظاہر ہو جاوے۔ پھر روزے کو پورا کرو رات تک۔

اب تم اپنے وہابی ایمان کو سامنے رکھ کر اور گریبان میں منہ ڈال کر سوچو کہ اگر اجتہاد سے کام لو تو مشرک بنتے ہو اور اگر اجتہاد نہ کرو تو تمہیں فجر کا اندازہ لگانا مشکل لہذا ثابت ہوا کہ قرآن کریم کے عامل تب کہلا سکتے ہو جب اجتہاد کو دخل دو۔

۵۔ بقرہ ۲/۲۴ } وَاَتِمُّوا الۡحَجَّ وَالۡعُمۡرَةَ لِلّٰهِ ؕ فَاِنۡ اُحۡصِرۡتُمۡ فَمَا اسۡتَيۡسَرَ مِنَ الۡهَدۡىِ ۚ وَلَا تَحۡلِقُوۡا رُءُوۡسَكُمۡ حَتّٰى يَبۡلُغَ الۡهَدۡىُ مَحِلَّهٗ ؕ

اور اللہ کے واسطے حج اور عمرہ کو پورا کرو پس اگر تمہیں روکا جاوے تو جو قربانی

تمہیں میسر ہو دی جاوے اور اپنے سروں کو نہ منڈاؤ جب تک کہ قربانی کا جانور اپنی جگہ پر نہ پہنچ جاوے ۔ منا کی طرف قربانی کے جانور کو چھوڑنا اور پھر قربانی دینے والے کے اجتہاد پر چھوڑا کہ جب تمہیں اس کے پہنچنے کا اندازہ معلوم ہو جاوے تو سر منڈادو پہلے نہیں تو اس آیۃ کریمہ پر بھی بغیر اجتہاد عمل کرنا محال ہے۔

۶۔ بقرہ ۲/۳ ｝ فَإِنْ أَرَادَا فِصَالًا عَنْ تَرَاضٍ مِّنْهُمَا وَتَشَاوُرٍ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا۔

پس اگر زوجین اپنی رضامندی اور مشورے سے بچے کا دودھ چھوڑا دیں تو ان پر کوئی گناہ نہیں۔

اس آیۃ میں بھی اللہ تعالےٰ نے اپنے حکم کے علاوہ والدین کے اجتہاد پر چھوڑا جس تعین کی تخصیص نہیں رکھی۔

نساء ۵/۶ ｝ وَإِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا فَابْعَثُوا حَكَمًا مِّنْ أَهْلِهِ وَحَكَمًا مِّنْ أَهْلِهَا۔

اور اگر تمہیں زوجین کی مخالفت کا خوف ہو تو مرد کے اہل سے ایک حکم اور عورت کے اہل سے ایک حکم ان دونوں کی طرف بھیجو ثابت ہوا کہ اللہ تعالےٰ نے علاوہ شرعی حکم کے دونوں طرف سے مجتہد حاکم مقرر کرنے کا ارشاد فرمایا جس میں اجتہاد کے بغیر اس آیۃ پر عمل کرنا محال ہے۔

مائدہ ۱۳/۷ ｝ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْتُلُوا الصَّيْدَ وَأَنْتُمْ حُرُمٌ وَمَنْ قَتَلَهُ مِنْكُمْ مُتَعَمِّدًا فَجَزَاءٌ مِّثْلُ مَا قَتَلَ يَحْكُمُ بِهِ ذَوَا عَدْلٍ مِّنْكُمْ

اے ایمان والو احرام کی حالت میں شکار کو ذبح نہ کرو اور جس شخص نے تم سے عمداً شکار ذبح کیا تو بدلہ دے اس چیز کی مثل جو اس نے ذبح کیا اور اس کے بدلے کا فیصلہ دو عادل

تم سے کریں۔

اس آیۃ کریمہ سے ثابت ہوا کہ بغیر اجتہاد کے اس آیۃ مبارکہ پر عمل نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ اس کے متعلق فیصلہ الٰہیہ ثابت ہے کہ جبتک قرآن کریم میں اجتہاد کو دخل نہ ہو قرآن کریم کے اکثر احکام پر عمل نہیں ہو سکتا۔

(۷) نساء ۵/۱۱ { اَفَلَا یَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ وَلَوْ کَانَ مِنْ عِنْدِ غَیْرِ اللّٰہِ لَوَجَدُوْا فِیْہِ اخْتِلَافًا کَثِیْرًا۔

کیا پس یہ قرآن میں تدبر نہیں کرتے اگر یہ غیر اللہ کی طرف سے ہوتا تو اس میں وہ اختلاف بہت پاتے اس آیۃ کریمہ سے ثابت ہوا کہ قرآن مجید کا اللہ کی کلام وہی سمجھ سکتا ہے۔ اور قرآن پر وہی ایمان لا سکتا ہے۔ جو اس کی آیات میں اجتہاد اور تدبر سے تطبیق دے سکے اور اختلاف آیات کی طرف نہ بھٹکے ورنہ گمراہ ہو جاویگا۔ لہٰذا جو شخص تدبر فی القرآن مجتہد کے اجتہاد کا قائل نہیں وہ از روے ما اَنْزَلَ اللہ گمراہ ہے۔

۸ نساء ۵/۱۱ { وَاِذَا جَآءَھُمْ اَمْرٌ مِّنَ الْاَمْنِ اَوِ الْخَوْفِ اَذَاعُوْا بِہٖ وَلَوْ رَدُّوْہُ اِلَی الرَّسُوْلِ وَاِلٰٓی اُولِی الْاَمْرِ مِنْھُمْ لَعَلِمَہُ الَّذِیْنَ یَسْتَنْبِطُوْنَہٗ مِنْھُمْ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰہِ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَتُہٗ لَاتَّبَعْتُمُ الشَّیْطٰنَ اِلَّا قَلِیْلًا۔

اور جب ان کے پاس کوئی کسی امر کے متعلق خبر آتی ہے امن کے متعلق یا خوف کے متعلق تو وہ اس کو پھیلاتے ہیں۔ اور اگر وہ اس خبر کو رسول صلے اللہ علیہ وسلم کے سپرد کر دیں یا اولی الامر کے سپرد کر دیں تو اس کو وہ لوگ استنباط سے معلوم کر لیتے ہیں۔ اور اگر اللہ کا فضل اور رحمت تم پر نہ ہو تو سوائے قلیل کے تم شیطان کے متبع ہو جاؤ۔

محمد ۲۶/۳ { اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ لَعَنَھُمُ اللّٰہُ فَاَصَمَّھُمْ وَاَعْمٰٓی اَبْصَارَھُمْ اَفَلَا یَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ اَمْ عَلٰی قُلُوْبٍ اَقْفَالُھَا

یہی ہیں وہ لوگ جن پہ اللہ نے لعنت کی ہے تو ان کو بہرہ کر دیا ہے۔ اور ان کی آنکھوں کو اندھا کر دیا ہے کیا پس وہ قرآن کو سوچتے نہیں یا ان کے دلوں پہ تالے لگے ہوئے ہیں۔

اس آیۃ کریمہ سے ثابت ہوا کہ جو شخص تدبر فی القرآن دوسرے معنوں میں اجتہاد فی القرآن کا قائل نہیں بلکہ جملہ قرآن کریم کو بدیہی سمجھے اور ہر آیۃ کو بلا اجتہاد مجتہد کما حقہ سمجھنے کا دعوے کرے تو اللہ تعالے ایسے لوگوں کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں کہ ایسے لوگوں کو اس عقیدے کی بنا پہ اللہ کی لعنت ہے اللہ تعالے ان پہ اپنی لعنت برساتا ہے کہ جس سے ان کو اس نے بہرہ کر دیا خواہ کوئی ان کو کتنی کلام الٰہی پڑھ کر سنائے وہ ایمان کی بات نہیں سنتے اور کہتے ہیں کہ ہم غیر مقلد ہیں۔ ہم نے براہ راست قرآن سمجھا ہوا ہے اور لعنت سے خداوند نے ان کی بینائیوں کو اندھا کر دیا ہے۔ ان میں نظر بصارت نہیں ہے۔ جب مادہ بصارت ہی نہیں تو فاعتبروا یا اولی الابصار سے وہ آیات الٰہیہ کو جانچ کیسے سکتے ہیں جب جانچ نہیں تو ان کو مادہ اجتہاد کیسے نصیب ہو سکتا ہے۔ اس واسطے غیر مقلدوں میں کوئی مجتہد نہیں اور انہی کے متعلق اللہ تعالے فرماتے ہیں۔ کہ ان کے دلوں پہ تالے لگے ہوئے ہیں یہ بیچارے اجتہاد کو کیا سمجھیں اور انہیں مجتہد کی قدر و منزلت کا پتہ ہی کیا مجتہد کی شان اب اللہ سے دریافت کریں کیا یا اللہ جب تمام قرآن کو بغیر اجتہاد مجتہد سمجھنا مشکل ہے تو مجتہد کیسا ہو سکتا ہے اور مجتہد کون کہلا سکتا ہے۔

یہ بھی اس آیۃ کریمہ سے ثابت ہوا کہ اگر قرآن کریم میں کوئی امر امن یا خوف کا ایسا آجائے جو تمہاری فراست سے بعید ہے تو اس کو غیر مقلدیت سے مشہور مت کرو بلکہ پہلے اس امر کو حدیث رسول صلے اللہ علیہ وسلم سے تلاش کرو کیونکہ آپ کی اطاعت بلا دلیل تمہارے ذمہ ہے کیونکہ ایسے امور کو تم نہیں سمجھ سکتے جبتک کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم

کی تقلید نہ کرو اور اگر حدیث رسول صلے اللہ علیہ وسلم سے نہ ملے تو اس امر کو ان مجتہدین کے سپرد کرو جو آیات فرقانیہ سے استنباط کر کے معلوم کر لیتے ہو تو ثابت ہوا کہ قرآن کریم باوجودیکہ خود ناطق ضرور ہے لیکن اس کا آواز ہم تک نہیں پہنچ سکتا کہ جب تک نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور ائمہ مجتہدین کا واسطہ درمیان میں ہم تک نہ ہو اس کی صحیح مثال یوں سمجھئے کہ ایک شخص مسمیٰ عبداللہ بن اسمٰعیل بن عبدالرحمٰن بن عبدالقادر ہے اگر عبداللہ سے کوئی شخص سوال کرے کہ تو عبداللہ عبدالقادر سے کیسے آگیا تو وہ یہ جواب دے کہ میں عبدالقادر سے بغیر واسطہ غیر کے آگیا ہوں تو لوگ یا تو اس کو پاگل سمجھیں گے یا کہینگے کہ تو عبدالقادر کا ہے ہی نہیں کیونکہ اس کو گزرے ہوئے سو سال گزر گیا ہے اور تو ابھی چار پانچ سال کا ہے۔ تیری بنوت کا اس کی ابوت سے کیسے تعلق ہو سکتا ہے۔ این خیال است و محال اور اگر صاف صاف کہہ دے کہ میں عبداللہ اسمٰعیل کا بیٹا ہوں اسمٰعیل عبدالرحمٰن کا بیٹا تھا اور عبدالرحمٰن عبدالقادر کا تو پھر ہر شخص بلا کھٹکے تسلیم کر جائے گا کہ ہاں واقعی دو کی وساطت سے یہ شخص عبدالقادر کی نسل سے کہلا سکتا ہے اور اس کی بنوت میں شامل ہو سکتا ہے ایسے ہی اگر کوئی غیر مقلد کہے کہ براہ راست بلا واسطہ قرآن کریم کا عامل و مومن ہوں اور سمجھ سکتا ہوں اور فیصلہ کر سکتا ہوں تو قطعاً غلط اور محال سمجھا جاویگا اور اسے جواب دیا جاویگا کہ تو قرآن کو جانتا ہی نہیں چہ جائیکہ اس کا عالم اور عامل کہلائے کیونکہ قرآن کریم کو نازل ہوئے تیرہ سو سال گزر چکے ہیں۔ تو اس پر ایمان کیسے لایا اور تیرے تک پہنچا کیسے تو سمجھا کیسے اور عامل کیسے ہوا اور کچھ زیادہ بھی متبع قرآن کو ماننا پڑیگا کہ میں نے یہ قرآن شریف اور اس کے مسائل ائمہ مجتہدین سے حاصل کئے جنہوں نے بالمشافہ صحابہ کرام سے حاصل کر کے اشاعت فرمائی اور بلا دلائل ان کی اطاعت کا قلادہ اپنے بعض مسائل قرآنیہ صریحہ کو نقراً و تحریراً گلے میں ڈالا اور ان کی تقلید نے ہی بعض اشارات و کنایات و دلالات قرآنیہ کو جو ہماری فراست سے بالاتر تھے۔

علم لدنی الٰہی سے آسان کر کے ہمارے کانوں تک پہنچا کر ہمیں قرآن کا حامل بنایا۔ اگر ائمہ کرام کا یہ احسان نہ ہوتا تو ہم آج کلام الٰہی کے سمجھنے سے کیا بلکہ پڑھنے سے یہود و نصاریٰ کی طرح کوسوں دور ہوتے اور انہی پر اللہ تعالیٰ نے اپنی کلام پاک کی حفاظت کا بوجھ ڈالا اگر ائمہ کرام قرآن کریم میں کوئی کسی قسم کی مداخلت بیجا کرتے تو اللہ کریم اپنے قانون اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَ اِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ سے ان کو علیحدہ کر دیتا اور سزا دیتا اور اس قابل نہ چھوڑتا کہ وہ دین میں خرابی ڈالیں جب ائمہ کرام نے مِنْ وَعَنْ قرآن کریم کی ترجمانی کی تو اللہ کریم نے ایسے مجتہدین کو تمام مسلمانوں سے نوازا اور ان کو اولی الامر کا خطاب دے کر ان کے ذریعے ہم تک قرآن پہنچایا۔ اور انہیں کے متعلق اللہ کریم نے لَعَلِمَهُ الَّذِيْنَ يَسْتَنْبِطُوْنَهٗ مِنْهُمْ کی پیشگوئی فرمائی اللہ ہی نے ان ائمہ کرام کو اپنے وعدہ کے مطابق ملکہ استنباط بخشا اُن کے سوا اگر کوئی اور امت محمدیہ میں قرآن و دین پہنچاننے کے واسطے ہے تو اپنے ایمان سے ظاہر کرو۔ جس کی تاریخ بھی شاہد ہے دیکھو۔

۹۔ ابن خلدون $\frac{1}{374}$ } اَمَّا اَبُوْ حَنِيْفَةَ فَقَلَّدَهُ الْيَوْمَ اَهْلُ الْعِرَاقِ وَمُسْلِمَةُ الْهِنْدِ وَالصِّيْنِ وَمَا وَرَاءَ النَّهْرِ وَبِلَادُ الْعَجَمِ كُلُّهَا لَمَّا كَانَ مَذْهَبُهٗ اَخَصَّ بِالْعِرَاقِ وَدَارِ الْاِسْلَامِ وَكَانَ تَلْمِيْذُهٗ صَحَابَةُ الْخُلَفَاءِ مِنْ بَنِي الْعَبَّاسِ فَكَثُرَتْ تَالِيْفُهُمْ

ابن خلدون رقمطراز ہیں لیکن ابو حنیفہ تو اس کے متعلق آج عراق والے اور ہند کے تمام مسلمان اور چین کے اور ماوراءالنہر کے اور تمام عجم کے بلاد کیونکہ امام ابو حنیفہ کا مذہب خاص کر عراق میں تھا اور دور دورہ اسلام کا ہوا اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ خلفاء صحابہ جو بنی العباس سے تھے ان کے شاگرد تھے جن کی تصنیفات بہت ہیں پھر فرمایا وَقَدْ صَارَ اَهْلُ الْاِسْلَامِ الْيَوْمَ عَلٰى تَقْلِيْدِ هٰؤُلَاءِ الْاَئِمَّةِ الْاَرْبَعَةِ کہ آج تمام اہل اسلام ان چار اماموں کی تقلید پر جمع ہیں۔

عبدالرحمٰن ابن خلدون جو تمام مورخین میں مسلمہ مورخ ہیں اور مورخین اس کو تاریخ میں سلطان اکبر کا خطاب دیتے ہیں وہ تحریر فرماتے ہیں ۷۷۹ھ میرے زمانہ میں سوائے ائمہ اربعہ کے مقلدین کے دوسرا کوئی شخص یعنی غیر مقلد نہ تھا تو اس سے صاف ثابت ہوا کہ غیر مقلدین کا فرقہ مدعیہ ہے تو کیا ۷۷۹ سال یہ قرآن کریم یہ دین متین بہ ترتیب تقلید چلا آیا اگر بقول تمہارے تقلید کو حرام کہا جاوے اور بقول تمہارے تمام مقلدین پر فتویٰ کفر لگا دیا جاوے تو معاذ اللہ قرآن پاک اور دین متین کو خیرباد کہنا پڑے گا حالانکہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ائمہ مجتہدین کی شان میں حدیث بیان فرما کر غیر مقلدین کا خوب رد فرمایا ہے۔

۱۰. بخاری ۱/۱۶ } یَقُوْلُ مَنْ یُّرِدِ اللّٰہُ خَیْرًا یُّفَقِّہْ فِی الدِّیْنِ وَ اِنَّمَا اَنَا قَاسِمٌ وَاللّٰہُ یُعْطِیْ وَلَنْ تَزَالَ ھٰذِہِ الْاُمَّۃُ قَائِمَۃً عَلٰی اَمْرِ اللّٰہِ لَا یَضُرُّھُمْ مَنْ خَالَفَھُمْ حَتّٰی یَاْتِیَ اَمْرُ اللّٰہِ

ترجمہ:۔ نبی صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جس شخص کو اللہ تعالےٰ بہتری کا ارادہ فرماتے ہیں تو اس کو تفقہ فی الدین عنایت فرماتے ہیں۔ اور کوئی بات نہیں میں قاسم ہوں اور اللہ تعالےٰ مجھے عنایت فرماتا ہے اور یہ تمام وسائل تقلیدی قرآن کریم کو کافی سمجھنے سے ثابت ہیں جن کو تم سمجھے ہو کہ ان تقلیدی وسائل کو قبول کرنا قرآن کریم سے روگردانی کرنا ہے یہ غلط ہے بلکہ ان سے انکار کرنا اور تقلید کو مطلقاً حرام کہنا قرآن کریم سے روگردانی کرنا ہے۔ ظلم اور فسق اور کفر کو قبول کرنا ہے۔ اور جنت سے محروم رہنا اور دوزخ کا ایندھن بننا ہے۔ اور اس امۃ کا زوال ہرگز نہیں ہوگا امر اللہ پر قائم رہیگی ان کا مخالف ان کو کوئی نقصان نہ دے گا۔ قیامت تک اس حدیث پاک سے چار امور ثابت ہوئے۔

(۱) جس کو اللہ تعالےٰ ارادہ خیر کا فرماتے ہیں اس کو تفقہ فی الدین عطا کرتے ہیں

ائمہ مجتہدین کو تفقہ فی الدین عطا فرمائی خصوصاً امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو یہ ان کو اللہ کی طرف سے ارادہ خیر کی علامت ہے۔

(۲) نبی صلے اللہ علیہ وسلم قاسم ہیں۔

(۳) یہ امت محمدیہ صلے اللہ علیہ وسلم امر اللہ تعالےٰ پر ہمیشہ قائم رہیگی کبھی زوال نہیں ہوگا۔ اب فیصلہ تم پر ہے کیا فرمان نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر ۹۷۷ سال کے بعد اس حدیث کا عمل شروع ہوا ہے یا آپ کے زمانہ سے۔

(۴) جب مخالف ظاہر ہوگا تو نقصان نہ پہنچا سکے گا جیسا کہ غیر مقلد مقلدوں کو نقصان پہنچانے کی کوشش کرتا ہے لیکن ناکام رہتا ہے اور قیامت تک انشاء اللہ ناکام رہیگا یہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی ہے۔

پھر تمہارا کہنا کہ ائمہ کرام سے غلطی بھی ہوسکتی ہے اگر ان کی تقلید میں پھنس گئے تو دین ہی غلط ہوگیا۔ اس کا جواب نبی صلے اللہ علیہ وسلم فرما چکے ہیں۔ چونکہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو تمہارے اس اعتراض کا علم تھا اس کو آپ نے پہلے ہی حل فرما دیا۔

(۱۱) مستدرک $\frac{4}{88}$ } عَنْ عبد اللہ بن عمرو اَنَّ رَجُلَیْنِ اِخْتَصَمَا اِلَی النَّبی صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَ لِعَمْرٍو اِقْضِ بَیْنَهُمَا قَالَ اِقْضِ بَیْنَهُمَا وَ اَنْتَ حَاضِرٌ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ صلے اللہ علیہ وسلم قَالَ نَعَمْ عَلٰی اَنَّکَ اِنْ اَصَبْتَ فَلَکَ عَشْرُ اَجُوْرٍ وَ اِنِ اجْتَهَدْتَ فَاَخْطَأْتَ فَلَکَ اَجْرٌ هٰذَا حَدِیْثٌ صَحِیْحُ الْاِسْنَادِ۔

ترجمہ:۔ عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ دو آدمی نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک جھگڑا لائے تو آپ نے عبد اللہ بن عمرو کو کہا کہ ان کے درمیان فیصلہ کر دو تو عبد اللہ نے جواب دیا کہ حضور میں فیصلہ کروں آپ کی موجودگی میں آپ نے فرمایا ہاں اس بات پر کہ اگر تو صواب کو پہنچا تو تیرے واسطے دس نیکیاں ہیں اور اگر تیرے

اجتہاد میں غلطی ہو گئی تو پھر بھی تجھے ثواب ہے یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔

اس حدیث پاک سے تین امور ثابت ہو گئے۔

(۱) نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا اپنی موجودگی میں ہی اپنے مطیعین کی اطاعت و تقلید کا حکم صادر فرمانا۔

(۲) اجتہاد کا اجرا۔

(۳) اگر مجتہد سے اجتہاد میں غلطی ہو جاوے تو بھی اس کو صواب ہے گنہگار نہیں جب مفتی گنہگار نہیں تو عامل کیسے گنہگار ہو سکتا ہے نافہم

ثابت ہوا کہ ائمہ مجتہدین کی خطا قابل گرفت نہیں تو اسی واسطے اللہ کریم نے اُن کی اتنی بڑی شان فرمائی اور امامت کا بوجھ اُن پر ڈالکر فرمایا اور ہمیں ان کی تقلید کے بغیر چارہ نہیں۔

(۱۳) ال عمران ۴/۱ } وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ۔

ترجمہ :- اور ضرور چاہیئے کہ تم سے ایسا گروہ ہو جو خیر کی طرف دعوت دیں اور نیکی کا حکم کریں۔ اور برائی سے روکیں اور ان لوگوں کو ہی فلاح ملیگی۔ ثابت ہوا کہ ضرورت امام بھی ہے بغیر اس کے چارہ نہیں اور ائمہ کرام اللہ کے حکم کو ہم تک دین پہنچاویں جو ان پر بوجھ اللہ تعالے نے ڈالا تھا اور ہم پر ان کی تقلید واجب
۱۳ فرمائی فرمایا وَاتَّبِعْ سَبِيْلَ مَنْ اَنَابَ اِلَيَّ فرمایا کہ جو میری طرف رجوع کرنے والا ہو تم اس کی اتباع کرو کیونکہ قرآن کی حقیقت سوائے اللہ کے اور اہل علم کے جو مجتہد دین نہیں ہیں کوئی جانتا نہیں۔

۱۴ ال عمران ۳/۱ } وَمَا يَعْلَمُ تَاْوِيْلَهٗٓ اِلَّا اللّٰهُ ۘ وَالرّٰسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ

قرآن کی حقیقت کو سوائے اللہ کے اور جو علم میں پختہ ہیں کوئی نہیں جانتا اس آیۃ سے ثابت ہؤا کہ ہر ایک مجتہد بننے کا مدعی نہیں ہو سکتا اور نہ ہر ایک قرآن کی حقیقت کو کوئی سمجھ سکتا ہے اللہ کریم سمجھتے ہیں یا راسخ فی العلم سمجھتے ہیں اور وہ یہی ائمہ کرام ہیں اور ہمیں بھی ان سے دریافت کر کے عمل کرنے کا ارشاد ہؤا۔

۱۵ نحل ۱۴/۱۴ انبیاء ۱۷/۱ } فَاسْئَلُوْا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ مسلمانوں اگر تمہیں علم نہ ہو اہل ذکر یعنی اہل اللہ سے دریافت کر لیا کرو معلوم ہؤا کہ اندھا دھند مجتہد بننے کا مدعی ہونا درست نہیں بلکہ اہل اللہ ائمہ مجتہدین سے دریافت کر کے عمل کرنے کا ارشاد فرمایا تاکہ خود کہیں گمراہی میں پھنس جاؤ اور اللہ تعالے نے فرمایا کہ قیامت میں بھی اماموں کے نام سے ان کے مقلدوں کو پکارا جاویگا۔

۱۶ بنی اسرائیل ۱۵/۱۸ } يَوْمَ نَدْعُوْا كُلَّ اُنَاسٍۭ بِاِمَامِهِمْ تمام لوگوں کو ہم ان کے اماموں کے نام سے پکارینگے۔

اللہ تعالے نے بِاَنْبِيَآئِهِمْ یا بِرُسُلِهِمْ نہیں فرمایا بلکہ بِاِمَامِهِمْ فرمایا ہے یعنی انبیاء کے نام سے نہیں رسولوں کے نام سے نہیں فرمایا بلکہ فرمایا کہ اماموں کے نام سے اُن کے مقلدین کو پکارینگے۔ اس آیۃ کریمہ سے ثابت ہؤا کہ بغیر امام کے گزارہ نہیں۔ کیونکہ ائمہ کرام ہی کے واسطے سے ہم نبی صلے اللہ علیہ وسلم تک پہنچ سکتے ہیں۔ اور تقلید ائمہ کرام بِمَا اُنْزِلَ میں داخل ہے۔ خارج نہیں جیسا کہ تم نے سمجھا ہے اس آیۃ قرآنی کو پڑھ سنکر بھی اگر تم امام کی ضرورت محسوس نہ کرو اور امام کے بغیر نجات اخروی تلاش کرو تو محال ہے مقلدین کو تو میدان حشر میں ان کے اماموں کے نام سے آواز دیا جاویگا۔ جبکا کوئی امام نہ ہوگا تو غیر مقلدین کو شیطان کے نام سے بلایا جاویگا۔ اور دوزخ میں شیطان کے ساتھ ڈالے جاوینگے اور ائمہ دین اور انکے مقلدین کو بھی ان کے ساتھ اللہ تعالے جنت میں لے جاویگا اور مقلدین کو اور ان کے ماں باپ بھی جو تقلید میں فوت ہوئے۔ چنانچہ ارشاد الہی ہے۔

۷۔ الطور ۲۷ } وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ بِاِيْمَانٍ اَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَمَا اَلَتْنٰهُمْ مِّنْ عَمَلِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ

اور جو لوگ ایمان لائے اور ان کی اولاد نے اُن کی اتباع کی ایمان کے ساتھ تو ان کی ذریۃ کو ان کے ساتھ ہی ہم شامل کریں گے اور ان کے عمل سے ہم کچھ ضائع نہیں کریں گے۔

لہٰذا ہم اپنے ائمہ کی تقلید میں متبع ہیں ان کے ساتھ انشاء اللہ جنت میں ہوں گے اور تم ترسو گے کیونکہ تم نہ ان کے نقشِ قدم پر چلتے ہو اور نہ ان کی تقلید کرتے ہو۔

پھر ائمہ کرام نے بھی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی تقلید کی اور ان کے مقلد بنے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق اپنے دلائل سے ان کے ارشادات کو مضبوط فرمایا نہ کہ اُن سے دلائل طلب کیے کیونکہ ان کو بھی ان کی تقلید کا ارشاد الٰہی تھا ملاحظہ ہو۔

۸۔ التوبہ ۱۱/۱۲ } وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ

اور مہاجرین اور انصار سے پہلے سبقت لے جانے والے اور جنہوں نے ان کی اتباع کی نیکی کے ساتھ ان سے اللہ راضی ہوا اور وہ اللہ سے راضی ہو گئے اور ان کے واسطے اللہ نے باغات تیار کیے ہیں جن کے نیچے نہریں ہمیشہ جاری رہیں گی یہ بڑا درجہ ہے۔

اس آیۂ کریمہ میں اللہ تعالےٰ نے صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین کی شان بیان فرمائی اور ان کے متبعین کی باحسان یعنی جنہوں نے ان کے فرمان کو بلا دلیل تسلیم کر لیا اور ان کی تقلید کر لی وہ تابعین میں شامل ہوئے اور صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ساتھ جنت میں جائیں گے اور ان کے ساتھ ہمیشہ جنت میں رہیں گے۔ یہی ان کی تقلید کا بدلہ ان کو بڑا ملا ہے۔ اور نبی صلے اللہ

علیہ وسلم نے بھی صحابہ کی تقلید کا ارشاد فرمایا۔

۱۹ ابن ماجہ ۵، بخاری شریف ۲/۱۰۸ } وَسَتَرَوْنَ مِنْ بَعْدِی اخْتِلَافاً شَدِیداً فَعَلَیْکُمْ بِسُنَّتِی وَسُنَّۃِ خُلَفَاءِ الرَّاشِدِیْنَ الْمَهْدِیِّیْنَ عَضُّوا عَلَیْهَا بِالنَّوَاجِذِ

اور عنقریب میرے بعد تم سخت اختلاف دیکھو گے تو تم پر میری سنت اور خلفاء راشدین مهدیین کی سنت واجب ہے۔

اس حدیث پاک سے بھی ثابت ہوا کہ سخت اختلاف کے وقت (جیسا کہ آجکل ہے) نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی سنت اور صحابہ کرام کی سنت ہم پر واجب ہے اگر ائمہ کرام خلفاء راشدین کی تقلید کو واجب نہ جانتے تو اب تک اسلام مفقود ہو جاتا چنانچہ آج کل بھی ائمہ کرام کی تقلید کرتے ہوئے جبتک خلفاء راشدین اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے صحیح مقلد نہ بن جاوینگے۔ تب تک اسلام کے نزدیک نہیں جا سکتے۔ چنانچہ ارشاد الٰہی ہے۔

۲۰ بقرہ ۱/۱۶ } فَإِنْ آمَنُوا بِمِثْلِ مَا آمَنْتُمْ بِهِ فَقَدِ اهْتَدَوْا وَإِنْ تَوَلَّوْا فَإِنَّمَا هُمْ فِي شِقَاقٍ فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللَّهُ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ۔

پس اگر یہ لوگ ایمان لائیں اس طرح جیسا کہ اے صحابیو تم ایمان لائے ہو تو وہ راہ راست پر ہیں اور اگر وہ تم سے پھر جاویں تو اور کوئی بات نہیں وہ مخالفت میں ہیں تو ان سے اللہ جلدی نمٹ لے گا اور وہ سننے والا جاننے والا ہے۔ اس آیۃ سے ثابت ہوا کہ تقلید صحابہ کرام بھی بِمَا اَنْزَلَ اللّٰہ میں داخل ہے۔ اور جس نے ان کی تقلید نہ کی وہ اللہ کا مخالف ہے اس سے اللہ خود نمٹنے کا ارشاد فرماتے ہیں۔

۲۱ نساء ۵/۱۷ | وَمَنْ يُشَاقِقِ الرَّسُولَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدَى

وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ نُوَلِّهِ مَا تَوَلَّى وَنُصْلِهِ جَهَنَّمَ وَسَاءَتْ مَصِيرًا۔

اور جو شخص مخالفت کریگا۔ رسول صلے اللہ علیہ وسلم کی بعد اس کے کہ اس کیواسطے ھدایت ظاہر ہو گئی اور پیروی کی اس نے مومنین کے راستے کے سوا تو ہم اس کو پھیر دیتے ہیں جدھر وہ پھرا اور اس کو جہنم میں داخل کرینگے اور بہت بری لوٹنے کی جگہ ہے۔

اب اے غیر مقلد وہابیو تم کہتے ہو کہ تقلید واجب نہیں وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ نے تقلید کو ایسا واجب کر دیا۔ کہ ان کے چھوڑنے والے غیر مقلدین کو تو جہنم کی سزا سنا دی اب تمہارے دل پہ موقوف ہے ایمان لاؤ یا جہنم قبول کر لو کیونکہ اس آئیہ کریمہ میں اللہ جل شانہٗ نے صحابہ کرام اور ائمہ مجتہدین دونو کی تقلید کا ارشاد فرمایا ہے اور اس نے منہ پھیرنے والے کو بھی جو ان کی تقلید کا منکر ہو غیر مقلد ہونے کا دعوےٰ کرے وہ خاص دوزخی ہے پھر پانچوں وقت نماز میں بھی صحابہ کرام اور ائمہ کرام کی تقلید کرنے کی دُعا سکھائی ملاحظہ ہو۔

۲۲۔ فاتحہ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ

یا اللہ ہمیں صراط مستقیم کی ہدایت دے ان لوگوں کے راستے کی جن پہ تو نے انعام کیا ہے۔

اس آئیہ کریمہ میں منعم من اللہ کے راستہ قبول کرنے کی خدا سے دعا مانگ رہا ہے۔ معلوم ہوا کہ جب منعم من اللہ کے پاس نہ جاویں ان کی تقلید نہ کریں تب تک ھدایت نصیب نہیں ہو سکتی سب سے پہلے مُنعَم مِنَ اللہ صحابہ کرام ہیں جن کو اللہ تعالےٰ نے اپنے محبوب صلے اللہ علیہ وسلم کی تقلید کا حکم کیا بعد میں ائمہ کرام جنہیں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی زیارت نصیب ہوئی۔

جن کی تقلید کا ہمیں نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی سبق دیا۔

۴۴مسند ابو داود طیالسی ۷۶ } حدثنا یونس قال حدثنا ابو داود قال حدثنا بشعبۃ قال اخبرنی ابوعون الثقفی قال
سمعت الحارث بن عمر یحدث عن اصحاب معاذ من اھل حمص و قال مرۃ عن معاذ ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم لَمَّا بَعَثَ مُعَاذًا اِلَی الْیَمَنِ قَالَ لَہٗ کَیْفَ تَقْضِیْ اِنْ عُرِضَ لَکَ قَضَاءٌ قَالَ اَقْضِیْ بِکِتَابِ اللّٰہِ قَالَ فَاِنْ لَمْ تَجِدْ فِیْ کِتَابِ اللّٰہِ قَالَ اَقْضِیْ بِسُنَّۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ قَالَ فَاِنْ لَمْ تَجِدْ مِنْ سُنَّۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ قَالَ اَجْتَھِدُ رَاْیِیْ لَا اٰلُوْ قَالَ فَضَرَبَ بِیَدِہٖ فِیْ صَدْرِیْ وَقَالَ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ وَفَّقَ رَسُوْلَ رَسُوْلِ اللّٰہِ لِمَا یَرْضٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ۔

ترجمہ:۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ رضی اللہ تعالی عنہ کو یمن کی طرف بھیجا نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کو ارشاد فرمایا کہ تو فیصلہ کیسے کریگا اگر تیرے سامنے کوئی جھگڑا اپیش ہوا تو حضرت معاذ رضی اللہ تعالی عنہ نے جواب دیا کہ میں اللہ کی کتاب سے فیصلہ کروں گا آپ نے فرمایا پس اگر تجھے کتاب اللہ میں نہ ملا تو اس نے عرض کیا کہ میں سنت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے فیصلہ کروں گا۔ حضرت نے فرمایا اگر تجھے سنت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم میں بھی نہ ملے اس نے کہا کہ میں اپنی رائے سے اجتہاد کروں گا نہیں کمی کروں گا میں حضرت معاذ رضی اللہ تعالے عنہ نے فرمایا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنا دست مبارک میرے سینے میں مارا اور فرمایا سب تعریف ہے اس ذات کے واسطے جس نے اللہ کے قاصد کو وہ توفیق عنایت فرمائی جو رسول اللہ پسند کرتا ہے۔ ایسے ہی جب علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہٗ کو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے یمن کی طرف بھیجا تو بھی مجتہد بنا کر بھیجا اور عوام کو ان کی تقلید کا ارشاد فرمایا۔

۴۴ مستدرک ۴/۸۸ } عَنْ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ قَالَ بَعَثَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم اِلَی الْیَمَنِ عَلِیًّا فَقَالَ عَلِّمْهُمُ الشَّرَائِعَ وَاقْضِ بَیْنَهُمْ قَالَ لَا عِلْمَ لِیْ بِالْقَضَاءِ فَدَفَعَ فِیْ صَدْرِهٖ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ اهْدِهٖ لِلْقَضَاءِ هٰذا حدیث صحیح علی شرط الشیخین ولم یخرجاہ ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے آپ نے فرمایا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو یمن کی طرف بھیجا تو آپ نے فرمایا اے علی ان لوگوں کو امور شریعت سکھانا اور ان کے درمیان فیصلہ بھی کرنا حضرت علی المرتضےٰ رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے عرض کیا کہ حضرت مجھے علم قضا نہیں تو آپ نے حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ کے سینے میں مارا تو فرمایا اے اللہ اس کو قضار کی راہ دکھادے یہ حدیث صحیح ہے جس شرط پر شیخین روائیت کرتے ہیں لیکن انہوں نے بیان نہیں کیا۔

نبی صلے اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین کو مجتہد تیار کریں اور تم کہو کہ ہمیں قرآن کافی ہے معلوم ہوتا ہے کہ تم مدعی نبوت ہو جو قرآن کو بغیر اجتہاد یا الوحی سمجھنے کا دعوےٰ رکھتے ہو یا معلوم ہوتا ہے کہ تم بِمَا اَنْزَلَ اللّٰہ کو سمجھے ہی نہیں اَفَتُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْکِتَابِ وَتَکْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ ایت پر ہی عمل کر کے اکتفا کر لیا ہے ورنہ جیسا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے قرآن کریم کو سمجھا ہے اور باوجود سمجھنے کے اپنے صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین کو اولی الامر تیار کرتے رہے کیا نبی صلے اللہ علیہ وسلم بِمَا اَنْزَلَ اللّٰہ کے خلاف عمل رہا صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا عمل خلاف تھا۔ کیا حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ تسلیم کرنے والوں کو مقلد نہ کہا جاویگا۔ تقلید کی تعریف بھی یہی ہے۔ شرح عقائد جلالی ص۳ هُوَ الْعَمَلُ بِقَوْلِ الْغَیْرِ لِغَیْرِ حُجَّةٍ مِّنَ الْحُجَجِ الْاَرْبَعَةِ نانهم یہ حدیث شریف فرمان الٰہی اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ آیۃ قرآنی کی ترجمانی فرمائے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور

صحابہ کرام عامل ہوں اور پھر تم کہو کہ مجتہد کی تقلید حرام ہے تو تمہیں خداوند ہدایت دے بھلا حدیث شریف کو ہی بغیر اجتہاد مجتہد سمجھ کر دکھاؤ۔

۲۵ ترمذی شریف ۱/۳ { عَنْ ابی ایوب الانصاری قَالَ قَالَ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اِذَا اَتَیْتُمُ الْغَائِطَ فَلَا تَسْتَقْبِلُوا الْقِبْلَةَ بِغَائِطٍ وَلَا بَوْلٍ وَلَا تَسْتَدْبِرُوْهَا وَلٰكِنْ شَرِّقُوْا اَوْ غَرِّبُوْا۔

ترجمہ:۔ ابوایوب انصاری سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ تم پائخانہ کو آؤ تو قبلے کی طرف رخ نہ کرو۔ پائخانہ کے وقت یا پیشاب کے وقت اور نہ پیٹھ کرو قبلے کو اور لیکن مشرق کی رخ بیٹھو یا مغرب کی جانب۔ اب اس حدیث شریف پہ اگر پاکستان و ہندوستان میں فرمان مصطفوی پر عمل کریں شَرِّقُوْا اَوْ غَرِّبُوْا سے منہ اور پیٹھ مشرق یا مغرب کو کریں تو قبلہ رخ کرنا پڑتا ہے تو مجتہد کے اجتہاد سے معلوم ہوا کہ یہ ارشاد نبوی محض علاقہ مدینہ طیبہ کے واسطے ہے جس کا رخ مکہ شریف سے جانب قطب ہے اور مکہ شریف جانب جنوب ہے اس سمت کے لحاظ سے یہ ارشاد اپنے فرمایا آپ کا مقصد صرف یہی ہے کہ قبلہ رخ نہ منہ کرکے پاخانہ پیشاب بیٹھے نہ پیٹھ کرکے باقی سمت کے لحاظ سے قبلے کا لحاظ رکھے نہ شَرِّقُوْا او غَرِّبُوْا تو یہ حدیث شریف بغیر اجتہاد مجتہد سمجھ میں نہ آئی یہ ہے جناب مجتہد کا اجتہاد جسکی ضرورت قرآن و حدیث پہ عمل صحیح کرنے کے لیے پڑتی ہے بغیر اس کے گزارہ نہیں

۲۶ مستدرک ۴/۹۴
نسائی شریف ۲۵۵ { عَنْ عبد اللہ قَالَ مَنْ عَرَضَ لَهٗ قَضَاءٌ فَلْیَقْضِ بِكِتَابِ اللہ فَاِنْ جَاءَهٗ اَمْرٌ لَیْسَ فِیْ كِتَابِ اللہ عَزَّ وَجَلَّ فَلْیَقْضِ بِمَا قَضٰى بِهِ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فَاِنْ جَاءَهٗ اَمْرٌ لَیْسَ فِیْ كِتَابِ اللہ عَزَّ وَجَلَّ وَلَمْ یَقْضِ بِهٖ نَبِیُّهٗ صلی اللہ علیہ وسلم فَلْیَقْضِ بِمَا قَالَهُ الصَّالِحُوْنَ فَاِنْ

جَاءَهٗ اَمْرٌ لَيْسَ فِيْ كِتَابِ اللهِ وَلَمْ يَقْضِ بِهٖ نَبِيُّهٗ صلى الله عليه وسلم وَلَمْ يَقْضِ بِهِ الصَّالِحُوْنَ فَلْيَجْتَهِدْ بِرَأْيِهٖ فَاِنْ لَمْ يُحْسِنْ فَلْيُقِرَّ وَلَا يَسْتَحِيْ هذا حديث صحيح الاسناد ولم يخرجاه والقاسم هو ابن عبدالرحمٰن بن عبد الله بن مسعود۔

ترجمہ:۔ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے آپ نے فرمایا جس شخص کو فیصلہ درپیش ہو تو چاہیئے کہ فیصلہ کرے کتاب اللہ میں سے پس اگر اس کے پاس ایسا امر آجاوے کہ اللہ کی کتاب میں نہیں ہے تو چاہیئے کہ فیصلہ کرے جو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فیصلہ کیا پھر اگر اس کے پاس ایسا امر آجاوے۔ اللہ کی کتاب میں بھی نہیں ہے اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا فیصلہ بھی اس کے متعلق نہیں ہے۔ تو چاہیئے کہ فیصلہ کرے جو بزرگان دین نے اس کے متعلق فیصلہ کیا ہے پھر اگر اس کو ایسا امر آگیا کہ کتاب اللہ میں بھی نہیں اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی اس کے متعلق فیصلہ نہیں کیا اور اسکے متعلق بزرگان دین کا فیصلہ بھی موجود نہیں۔ تو چاہیئے کہ اپنی رائے سے اجتہاد کرے پس اگر تم نے اچھا فیصلہ نہیں کیا تو صاف صاف اقرار کرے حیا نہ کرے یہ حدیث صحیح سندوں والی ہے۔ بخاری مسلم نے اس کو روایت نہیں کیا اور عبد اللہ راوی عبد اللہ بن مسعود اصحابی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اور قاسم راوی اس روایت کے ان کے پوتے عبد الرحمٰن کے بیٹے ہیں۔

اے جماعت غیر مقلدین اس صحیح حدیث کو سن کر اب تو امین کہدو۔

بعینہٖ یہ حدیث شریف وہ ہے جو عین اصول مقلدین ہیں کہ فیصلہ پہلے کتاب اللہ سے پھر حدیث رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے پھر اجماع سے پھر قیاس سے یہی ادلہ اربعہ مقلدین کے واسطے حجۃ ہیں جو حدیث کے مطابق مقلدین اعتقاد رکھتے ہیں جس کے تم منکر کبھی تقلید کو حرام کہتے ہو کبھی مجتہد کو خاطی سمجھکر چھوڑتے ہو کبھی قیاس کرنے

والے کو شیطان کہتے ہے اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ یہ تمہاری تمام باتیں لغو ہیں۔ اولہ اربعہ پرعمل کرنا حدیث کے مطابق ہے۔ اور عَلَيْكُمْ بِسُنَّتِيْ وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِيْنَ الْمَهْدِيِّيْنَ کے مطابق عمل ہے اور یہی تعریف تقلید ہے۔ جو فَتَجْتَهِدُ بِرَايِهِ میں موجود ہے اور سنئے۔

۲۷ طبقات ابن سعد ۴/۱۳۰ | نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے وصال پر عبداللہ بن انیس نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا مرثیہ خانی کرتے ہوئے صحابہ کرام کو خطاب کرتے ہیں۔

فَيَا لَقُرَيْشٍ قَلِّدُوا الْأَمْرَ بَعْضَهُمْ فَإِنَّ صَحِيْحَ الْقَوْلِ لِلنَّاسِ نَافِعٌ

پس اے جماعت قریش اگر تمہیں کوئی امر آجاوے تو تم بعض کی تقلید کرو کیونکہ صحیح بات لوگوں کو نفع دینے والی ہے۔

دوستو اب تو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا بھی تقلید پر صاف فتویٰ ثابت ہو گیا۔ اب بھی اگر تقلید کو حرام کہو تو تمہیں خدا ہدایت دے۔

۲۸ مستدرک ۴/۱۴ | عَنْ عَطَاءٍ كَانَتْ عَائِشَةُ أَفْقَهَ النَّاسِ وَأَعْلَمَ النَّاسِ وَأَحْسَنَ النَّاسِ رَأْيًا فِي الْعَامَّةِ

حضرت عطار سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا تمام لوگوں سے زیادہ فقیہ تھیں اور سب لوگوں سے عالمہ تھیں اور عام لوگوں میں بہت اچھی رائے دینے والی تھیں۔

اب تو حضرت عائشہ ام المومنین رضی اللہ تعالےٰ عنہا کا افقہ اور رائے عامۃ میں بہترین رائے دینے والی ثابت ہوگئیں کیا معاذ اللہ انہوں نے خلاف قرآن عمل کیا ذرا سوچ کر تو بات کرتے کیا ان کو اہل الرائے کا فتویٰ دو گے حقیقت یہ ہے کہ تمہیں بزرگانِ دین و ائمہ مجتہدین سے حسد ہے اس وجہ سے تقلید کو حرام کہتے ہو۔ سنو۔

۲۹ بخاری شریف ۱/۱۷ عَنْ عبد اللہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لَا حَسَدَ اِلَّا فِیْ اِثْنَیْنِ رَجُلٌ اٰتَاہُ اللہُ مَالًا فَسَلَّطَہٗ عَلٰی ھَلَکَتِہٖ فِی الْحَقِّ وَ اٰخَرُ اٰتَاہُ اللہُ حِکْمَۃً فَھُوَ یَقْضِیْ بِھَا وَیُعَلِّمُھَا۔

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے نہیں ہے حسد مگر دو آدمیوں میں ایک آدمی جس کو اللہ نے مال دیا ہو اور وہ حق میں خرچ کرنے پر مسلط ہو اور دوسرا جس کو اللہ نے دانائی عطا فرمائی تو وہ اس دانائی سے فیصلہ کرتا ہے اور وہ اس کو سکھاتا بھی ہے۔

واقعی نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق لوگ مال پر حسد کرتے ہیں اور تم ائمہ مجتہدین کے اجتہاد و قضا کے علم پر حسد کرتے ہو اور حدیث مصطفوی صلے اللہ علیہ وسلم اِتَّبِعُوا السَّوَادَ الْاَعْظَمَ کا انکار کر رہے ہو۔ اور سوادِ اعظم سے علیحدہ ہو۔

۳۰ کنز العمال ۲/۳۱۴ عَنْ حارثۃ بن مضرب قَالَ کَتَبَ اِلَیْنَا عُمَرُ بْنُ خَطَّابٍ اَمَّا بَعْدُ فَاِنِّیْ قَدْ بَعَثْتُ اِلَیْکُمْ عَمَّارَ بْنَ یَاسِرٍ اَمِیْرًا وَعَبْدَ اللہِ بْنَ مَسْعُوْدٍ مُعَلِّمًا وَ وَزِیْرًا وَھُمَا مِنَ النُّجَبَاءِ مِنْ اَصْحَابِ مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم مِنْ اَھْلِ بَدْرٍ فَتَعَلَّمُوْا مِنْھُمَا وَ اقْتَدُوْا بِھِمَا۔

حارثہ بن مضرب سے روایت ہے آپ نے فرمایا کہ ہماری طرف عمر بن خطاب رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے لکھا اما بعد پس تحقیق میں نے تمہاری طرف عمار بن یاسر کو امیر بنا کر بھیجا ہے اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالےٰ عنہما کو وزیر تعلیم بنا کر بھیجا ہے اور یہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے خاص اصحاب سے ہیں اور بدری بھی ہیں تم ان سے تعلیم حاصل کرو اور ان کی اقتداء کرو۔ فقیر نے پہلے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے ارشادات عالیہ پیش کئے جو انہوں نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی تقلید کا فرمایا اب

صحابہ کبار رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ارشاد عالیہ بھی عرض کر دئے۔

خدا را سوچو اور مقلدین بن کر اپنے ایمان کو درست کر لو اگر بِمَا اَنزَلَ اللّٰہُ کے معنی ذہن میں یہی بٹھلائے رکھو گے کہ محض قرآن کریم ہی کافی ہے تو قرآن کریم سے بھی جواب ملے گا۔ کیونکہ قرآن کریم میں تو جہاں خداوند اپنی اطاعت کا ارشاد فرماتے ہیں تو ساتھ ہی نبی صلے اللہ علیہ وسلم بھی اطاعت میں شامل کرتے ہیں جس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ بغیر نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے اطاعت اللہ بھی محال ہے ذرا یہ تو سمجھاؤ جو تمہاری کوری عقل میں درج ہے کہ قرآن ہی ہمیں کافی ہے۔ اللہ تعالے فرماتے ہیں۔

وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ کہ نماز کو قائم رکھو نماز کی حقیقت ذرا قرآن کریم سے تو سمجھاؤ قُوْمُوْا لِلّٰہِ قَانِتِیْنَ کہ خدا کے واسطے فرمانبردار ہو کر کھڑے ہو ہاں کیسے کھڑے ہونا ہے اور کرنا کیا ہے پڑھنا کیا ہے یا خاموش کھڑا ہونا ہے ایسے ہی فرمان الٰہی ہے وَارْکَعُوْا وَاسْجُدُوْا رکوع کرو اور سجدہ کرو صرف قرآن سے ہی ثابت کرنا بغیر فرمان مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم ذرا رکوع سجود کی ہیئت کذائیہ تو سمجھاؤ کلا وحاشا این محال است معلوم ہوا کہ جبتک حدیث پاک کے مطابق وَاَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ کے ساتھ شامل نہ سمجھو گے عمل کرنا محال ہے۔

۳۰ احزاب $\frac{22}{9}$ } وَمَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِیْمًا
اور جو شخص اطاعت کریگا اللہ اور اس کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کی پس تحقیق رتبہ پایا اس نے مرتبہ بڑا۔

۳۱ حدید $\frac{27}{4}$ } یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَاٰمِنُوْا بِرَسُوْلِہٖ یُؤْتِکُمْ کِفْلَیْنِ مِنْ رَّحْمَتِہٖ۔

اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور اللہ کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایمان لاؤ اللہ تعالے تمہیں اپنی رحمت سے دگنا ثواب دیگا۔

۳۲ نساء $\frac{4}{2}$ } وَمَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ یُدْخِلْہُ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِھَا الْاَنْھٰرُ

خٰلِدِیْنَ فِیْهَا وَذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ۔

اور جو شخص اطاعت غلامی کرتا ہے اللہ اور اس کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کی داخل ہوگا جنت میں اس کے نیچے نہریں جاری ہونگی ان میں ہمیشہ رہیگا اور یہ مرتبہ بڑا ہے۔

۲۳ وَمَنْ یَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَیَتَعَدَّ حُدُوْدَهٗ یُدْخِلْهُ نَارًا خٰلِدًا فِیْهَا وَلَهٗ عَذَابٌ مُّهِیْنٌ۔

اور جو شخص نافرمانی کریگا اللہ اور اس کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کی اور اس کی حدود سے تجاوز کریگا ہمیشہ کے واسطے جہنم میں داخل ہوگا اور اس کے واسطے عذاب ہے ذلیل کرنے والا۔

۲۴ فتح ۲۶/۲ } وَمَنْ لَّمْ یُؤْمِنْ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ فَاِنَّآ اَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِیْنَ سَعِیْرًا
اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایمان نہ لایا تو ایسے کافروں کے لیے بھڑکتا ہوا دوزخ تیار کیا ہے۔

۲۵ تغابن ۲۸/۱ } فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَالنُّوْرِ الَّذِیْٓ اَنْزَلْنَا
پس ایمان لاؤ اللہ تعالےٰ کے ساتھ اور اس کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اور اُس نور کے ساتھ جو اتارا ہم نے اس آیۃ کریمہ میں اللہ کریم نے قرآن کریم سے پہلے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کو فرمایا۔

معلوم ہوا کہ جب تک نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات کی اطاعت مقدم نہ رکھے بعد کو قرآن مجید پر ایمان درست ہوتا ہے اور جب تک اِس کے ساتھ ایمان درست نہ ہو اُس کو سمجھنا محال ہے۔

چنانچہ اللہ کریم باعتبار ذات وصفات ہمارے واسطے مقدم ہے لیکن باعتبار اطاعت ہمارے واسطے ذات نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم مقدم ہیں جب تک نبی کریم

صلے اللہ علیہ وسلم کی اطاعت پہلے نہ کی جاوے توحید وکتاب کو سمجھنا محال فرمایا۔

۲۶ نساء ۵/۱۱ | مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہَ وَمَنْ تَوَلّٰی فَمَآ اَرْسَلْنٰکَ عَلَیْھِمْ حَفِیْظًا۔

جو شخص اطاعت کریگا رسول صلے اللہ علیہ وسلم کی پس تحقیق اس نے اللہ کی اطاعت کی اور جس شخص نے منہ پھیرا تو ہم نے آپ کو یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نہیں بھیجا۔ ان پر نگہبان رد دشمن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے آپ نگہبان نہیں اور مومنین کے واسطے روف ورحیم ہیں، اس آیۃ کریمہ سے صاف صاف ثابت ہوا کہ جب تک پہلے اطاعت مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم نہ کی جامے تب تک بلاواسطہ اللہ کا مطیع نہیں ہو سکتا۔

ان تمام آیات واحادیث صحیحہ سے ثابت ہوا کہ تقلید واجب ہے اور اجتہاد مجتہد حق ہے جسکے بغیر شریعت مطہرہ کا سمجھنا محال ہے اور ہمارے واسطے ائمہ مجتہدین کی تقلید واجب ہے۔ کیونکہ ائمہ مجتہدین صحابہ کرام کی تقلید کو واجب سمجھ کر مقلد بنے اور صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین نے بارشاد الٰہی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تقلید کو واجب سمجھا اور تمام عمر مقلدین رہے اور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم بلا تقلید غیر خداوند کریم کی طرف سے ملھم من اللہ ثابت ہوئے یعنی بلا تقلید وبلا واسطہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام قرآن کریم کے حامل وعامل رہے اور ہیں اور رہینگے باقی رہا ہمارا قرآن کریم تک پہنچنا اور سمجھنا اور خدا رسیدہ ہونا بغیر تقلید محال ہے کیونکہ ہمیں قرآن وشریعت ائمہ کرام سے پہنچا اور ائمہ کرام کو صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین سے اور صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین کے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے اور رسول صلے اللہ علیہ وسلم کو خداوند کریم سے یہ تمام تقلیدی وسائل اولی الامر سے لیکر خداوند کریم تک بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰہُ میں شامل ہیں اور ثابت ہیں جس سے تم عمداً روگردانی کر رہے ہو اے منکرین تقلید ذرا سوچو کہ قرآن کریم کو براہ راست فیصل مان کر مدعی نبوت بنتے ہو۔ کیونکہ براہ راست قرآن کریم تک پہنچنا یہ نبوت ورسالت کا کام ہے جب صحابہ کرام بغیر نبی

صلے اللہ علیہ وسلم کے قرآن کریم تک نہ پہنچ سکے اور ائمہ کرام بغیر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نبی صلے اللہ علیہ وسلم تک نہ پہنچ سکے تم کون ہو جو طرف سے قرآن مجید تک پہنچ جاؤ۔ خداوند کریم آپ کو ہدایت بخشے۔ وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِيْن

اور وہابیہ کے متعلق فقہائے کرام کا فتویٰ کہ وہابیوں کو خارجیوں میں شمار کیا گیا ہے۔

ردالمختار شامی جلد ۳ صفحہ ۴۲۷ | عَلِمْتَ اَنَّ هٰذَا غَيْرُ شَرْطٍ فِي مُسَمَّى الْخَوَارِجِ بَلْ هُوَ بَيَانٌ لِمَنْ خَرَجُوْا عَلٰى سَيِّدِنَا عَلِيٍّ رضى عَنْهُ وَ اِلَّا فَيَكْفِيْ فِيْهِمْ اِعْتِقَادُهُمْ كُفْرَ مَنْ خَرَجُوْا عَلَيْهِ كَمَا وَقَعَ فِيْ زَمَانِنَا فِيْ اَتْبَاعِ عَبْدِ الْوَهَّابِ الَّذِيْنَ خَرَجُوْا مِنْ نَجْدٍ وَتَغَلَّبُوْا عَلَى الْحَرَمَيْنِ وَكَانُوْا يَنْتَحِلُوْنَ مَذْهَبَ الْحَنَابِلَةِ لٰكِنَّهُمْ اِعْتَقَدُوْا اَنَّهُمْ هُمُ الْمُسْلِمُوْنَ وَاِنَّ مَنْ خَالَفَ اِعْتِقَادَهُمْ مُشْرِكُوْنَ وَاسْتَبَاحُوْا بِذَالِكَ قَتْلَ اَهْلِ السُّنَّةِ وَقَتْلَ عُلَمَاءِهِمْ حَتّٰى كَسَرَ اللّٰهُ تَعَالٰى شَوْكَتَهُمْ وَخَرَّبَ بِلَادَهُمْ وَظَفَرَ بِهِمْ عَسَاكِرَ الْمُسْلِمِيْنَ عَامَ ثَلٰثٍ وَثَلٰثِيْنَ وَمِاَتَيْنِ وَ اَلْفٍ۔

ترجمہ:۔ تو نے جان لیا کہ خارجیوں کے مسمیٰ میں یہ غیر مشروط ہے بلکہ وہ اُن خارجیوں کا بیان ہے جنہوں نے حضرت علیؓ پر چڑھائی کی اور تبرے کئے اور نہیں تو اُن میں اُن کا اعتقادِ کفر کافی ہے۔ جیسا کہ ہمارے زمانے میں عبدالوہاب کے متبعین جو نجد سے نکلے ہیں اور حرمین شریفین پر چھا گئے ہیں۔ اور وہ اپنے آپ کو حنبلی مذہب کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ لیکن اُن کا اعتقاد ہے کہ وہ خود ہی مسلمان ہیں اور جو شخص اُن کے عقیدے کے مخالف ہے مشرک ہے۔ اور وہ اہل السنت والجماعت کے قتل کو مباح سمجھتے ہیں۔ اور اُن کے علماء کو انہوں نے قتل کیا ہے۔ حتیٰ کہ اللہ تعالےٰ نے اُن کی حکومت کو توڑا اور اُن کے شہروں کو برباد کیا۔ اور مسلمانوں کے لشکر نے ۱۲۳۳ھ میں اُن پر فتح پائی۔

دیوبندی حضرات کو جو حنفی کہلا کر مسلمانوں کو دھوکہ دیتے ہیں۔ میں انعام پیش کرتا ہوں کہ اگر وہ اپنے آپ کو نجدیوں کے عقائد کی تعریف کے انبار لگا کر اور اُن کے اعمال وعقائد کو اپنا معمول بنا کر اہل سنت وجماعت ہونا ثابت کردیں کیونکہ یہ سراسر حقیقت کے خلاف ہے۔

سوال } آپ کے پاس وہ کونسا مقیاس حنفیت ہے جس سے تم وہابی اور حنفی میں فرق کرتے ہو۔ بعہ کتب فارقہ بیان کرو۔

محمد عُمر } مقاییس حنفیت تو زیادہ ہیں لیکن مشتے از خروارے عرض کرتا ہوں۔ دیوبندی وہابیوں اور احناف اہل سنت وجماعت کے عقائد میں اور کتب میں سخت تناقص ہے۔

عقائد وہابیہ دیوبندیہ	عقائدِ احناف
"دیوبندیوں کا خدا جھوٹ بول سکتا ہے۔"	احناف کے نزدیک خدا سے جھوٹ محال اور ممتنع ہے
فتاویٰ رشیدیہ حصہ اول صفحہ ۲۰ } کذب داخل تحت باری تعالےٰ ہے۔	(**نحل** ۱۴/۵) اِنَّ الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ لَا يُفْلِحُوْنَ مَتَاعٌ قَلِيْلٌ وَّلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ
الجہد المقل حصہ دوم صفحہ ۴۴ } اگر حق تعالےٰ شانہ کلام کاذب پر قادر نہ ہوگا۔ تو قدرتِ انسانی قدرتِ ربانی سے زائد ہو جائیگی۔	ترجمہ:۔ بے شک جو لوگ افترا کرتے ہیں اللہ پر جھوٹ کا وہ خلاصی نہیں پاوینگے۔ نفع تھوڑا ہے اور ان کو عذاب ہے درد دینے والا)
الجہد المقل حصہ دوم صفحہ ۴۴ } کذب متنازع فیہ صفاتِ خداتیہ میں داخل نہیں۔	وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ حَدِيْثًا اور بات کے لحاظ سے اللہ سے زیادہ کون

بلکہ صفاتِ فعلیہ میں داخل ہے۔

الجہد المقل ۸۳/۱ | اہل سنت کے نزدیک۔
(دیوبندیوں کے نزدیک)
افعال قبیحہ مقدور باری تعالےٰ ہیں

الجہد المقل ۴۱/۱ | اب افعال قبیحہ کو قدرت قدیمہ حق تعالےٰ شانہ
کیونکر خارج کر سکتے ہیں۔

الجہد المقل ۴۴/۱ | جو حضرات قضیہ غیر مطابق للواقع (جھوٹ) کو
مقدور باری تعالےٰ کہتے ہیں ان کا یہ
مطلب ہے کہ باوجود انکشاف واقعہ اور
اوراک عدم مطابقہ واقعہ غیر واقعی (جھوٹ)
کا عقد و اصدار قدرت باری جل سلطانہ
میں داخل ہے۔

الجہد المقل ۷۸/۱ | فعل قبیح بالنظر الی قدرت باری تعالےٰ ممکن ہے

الجہد المقل ۴۱/۱ | افعال قبیحہ کو مثل دیگر ممکنات ذاتیہ مقدور
باری جملہ اہل حق (وہابی دیوبندی) تسلیم کرتے
ہیں۔

سچا ہے۔

سُبْحَانَ اللّٰہِ عَمَّا یَصِفُوْنَ

پاک ہے اللہ اس چیز سے جو وصف بیان
کرتے ہیں۔

تفسیر کبیر جلد ۵ ص ۲۵۶ | اِنَّ الْمُؤْمِنَ لَا یَجُوْزُ اَنْ یَظُنَّ
بِاللّٰہِ الْکِذْبَ بَلْ یَخْرُجُ بِذٰلِکَ
عَنِ الْاِیْمَانِ۔

(ترجمہ: بے شک مومن کو جائز نہیں کہ گمان
کرے اللہ کے ساتھ جھوٹ کا نکل جاتا ہے
ساتھ اس کے ایمان سے)

مسامرہ جلد ۲ ص ۳۳ | یَجِبُ اَنْ لَا یَتَّصِفَ
بِنَقْصٍ
واجب ہے کہ نہ وصف کیا
جائے اللہ تعالےٰ نقص کے ساتھ۔

مسامرہ جلد ۲ ص ۶۵ | لَا یُوْصَفُ اللّٰہُ تَعَالٰی
بِالْقُدْرَۃِ عَلَی الظُّلْمِ
وَالسَّفَہِ وَالْکِذْبِ
لِاَنَّ الْمُحَالَ لَا یَدْخُلُ تَحْتَ
الْقُدْرَۃِ، اَیْ لَا یَصْلُحُ مُتَعَلِّقَاتُہَا

الجہد المقل ۴۴/۱ | خلاصہ یہ نکلا کہ مابہ النزاع بین الفریقین امکان فی الکلام اللفظی ہے امکان کذب فی العلم ہرگز نہیں۔
(کلام لفظی مثلاً قرآن مجید)

(وعِنْدَ الْمُعْتَزِلَةِ يَقْدِرُ تَعَالٰى عَلٰى كُلِّ مَا ذُكِرَ۔
(ترجمہ:۔ اللہ تعالےٰ نہیں وصف کیا جاتا ساتھ قادر ہونے کے ظلم پر اور بیوقوفی پر اور جھوٹ پر اس واسطے کہ محال قدرت الٰہیہ کے ماتحت داخل نہیں ہوتا۔ یعنی اُس کے متعلقات کی صلاحیت نہیں رکھتا۔ اور معتزلہ کے نزدیک اللہ تعالےٰ ہر نقص پر قادر ہے۔ یعنی جھوٹ، بیوقوفی، ظلم وغیرھم۔

معلوم ہؤا کہ امکانِ کذب باری تعالےٰ معتزلیوں کا عقیدہ ہے۔ لہٰذا خداوند تعالےٰ کے نزدیک اور احناف کے مذکورہ بالا حوالہ جات سے دیوبندی معتزلی ٹھیرے۔ یہ دلیل اوّل ہے دیوبندیوں کے معتزلی ہونے کی اور ثابت ہوا کہ یہ دیوبندی قرآنی کذب کے قائل ہیں۔

"دیوبندی تثلیث کے قائل ہیں"

مرثیہ محمود الحسن صاحب بر گنگوہی رشید احمد ص۱۲ | خدا اُن کا مربی وہ مربی تھے خلائق کے میرے
مولیٰ میرے ہادی تھے بیشک شیخ ربانی۔
جدھر کو آپ مائل تھے اُدھر ہی حق بھی اترتا۔

قصائد قاسمی ص۳۹ ازحافظ ضامن صاحب | میرے قبلہ میرے کعبہ تھے حقانی سے حقانی۔

قرآن شریف

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ۔ اَللّٰهُ الصَّمَدُ۔ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ۔ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ۔

ترجمہ:۔ فرمادیجیے یارسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم وہ اللہ ایک ہی ہے۔ اللہ بے نیاز ہے نہیں جنا اُس نے اور نہ جنا گیا۔ اور اُس کے واسطے کوئی برابر نہیں ۔

ہمارے قبلہ و کعبہ تمہیں ہو دین و دنیا میں اگر تم سے پھریں حق سے پھریں اور اُس کے فرمان سے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۔ سب تعریفیں خاص اللہ ہی کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کے پالنے والا ہے۔

اللہ تعالےٰ فرماویں کہ رب العلمین اللہ تعالےٰ ہی ہے۔ اور دیوبندی کہیں رشید احمد گنگوہی ہے۔ اب فرق تم سوچ لو نبی پہلے اللہ علیہ وسلم کو اگر ہم مولیٰ کہدیں تو دیوبندی ہم پر فتوئے شرک ثبت کریں۔ اور اگر ان کے مقتدا کسی کو کہدیں۔ تو بجائے فتوئے کفر کے اُس پر گناہ لازم بھی نہ ہو۔ اللہ تعالےٰ فرماویں اللّٰہ الصمد اللہ بے نیاز ہے اور یہ کہیں کہ جس طرف مولوی رشید احمد صاحب کا ارادہ ہوتا تھا۔ اللہ کو اُن کی اقتدا کرنی پڑتی۔ سبحان اللہ

"دیوبندیوں کا خدا پہلے عالم الغیب نہیں"

بلغۃ الحیران مصنفہ حسین علی صاحب واں بھچراں ص۱۵۷ | سب چیز موجود کا اللہ، عالم ہے۔ اور جس چیز کا ارادہ کرتا ہے اُس کا بھی عالم ہے۔ اور جس کا ابھی ارادہ نہیں کیا۔ اُس کا عالم نہیں ہے کیونکہ اصل میں وہ شئے بھی نہیں ہے۔ اور انسان خود مختار ہے۔ اچھے کام کریں یا نہ کریں اور اللہ کو پہلے اس سے کوئی علم بھی نہیں کہ کیا کرینگے۔ بلکہ اللہ کو اُن کے کرنے کے بعد معلوم ہوگا۔

وَلِلّٰهِ غَیْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ
اور اللہ کو تمام آسمانوں و زمین کا غیب ہے

حدید ۲۲/۳ | مَا اَصَابَ مِنْ مُّصِیْبَةٍ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِیْٓ اَنْفُسِكُمْ اِلَّا فِیْ كِتٰبٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ نَّبْرَاَهَا ؕ اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ یَسِیْرٌ ۔

ترجمہ۔ زمین میں اور تمہارے نفسوں میں کوئی ایسی مصیبت نہیں جو اُس کے پیدا ہونے کے پہلے ہم نے اُس کو نہ لکھا ہو بے شک یہ اللہ پر آسان ہے،

یہ عقائد فرقہ جہمیہ کے بھی ہیں جیسا کہ مسامرہ جلد ا صفحہ میں مذکور ہے۔

قرآن مجید کی فصاحت کا انکار

بلغۃ الحیران ۱۲ | تحقیق مقام برائے تنویر یہ خیال کرنا چاہیئے کہ کفار کو عاجز کرنا کوئی فصاحت وبلاغت سے نہ تھا کیونکہ قرآن خاص واسطے کفار فصحاء بلغاء کے نہیں آیا تھا اور کمال بھی نہیں۔

قرآن خداوندی | فَأْتُوا بِسُورَةٍ مِنْ مِثْلِهِ (اگر تم بڑے فصیح بلیغ ہو، تو ایسی ایک سورۃ بنا کر دکھاؤ۔

یہ مذکورہ بالا دیوبندی عقیدہ دیانند کا آریہ کے عقیدہ کے بعینہٖ مطابق ہے۔ جیسا کہ ستیارتھ پرکاش ص۔۔۔ میں مذکور ہے "مسلمانوں کا خدا ہمہ دان نہیں" اور قرآن کریم معجزہ ہے۔

دیوبندیوں کا کلمہ بھی مسلمانوں سے علیحدہ ہے

رسالہ الامداد صفر ۱۳۳۶ھ ص ۳۵ منقول از سیف حق | (مولوی اشرف علی صاحب کے ایک مرید نے خواب اور بیداری کا واقعہ بیان کیا ہے) میں خواب میں دیکھتا ہوں کہ کلمہ شریف لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھتا ہوں۔ لیکن محمد رسول اللہ کی جگہ آپ کا (اشرف علی) نام لیتا ہوں اتنے میں دل کے اندر خیال پیدا ہوا کہ مجھ سے غلطی ہوئی کلمہ شریف کے پڑھنے میں اس کو صحیح پڑھنا چاہیئے۔ اس خیال سے دوبارہ کلمہ شریف پڑھتا ہوں۔ دل پر تو یہ ہے کہ صحیح پڑھا

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِنْ رِجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَسُولَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ

ترجمہ: محمد اللہ کے رسول ہیں اور تمہارے آدمیوں سے کسی کے باپ نہیں اور لیکن اللہ کے رسول ہیں اور نبیوں کے خاتم ہیں)

احزاب ۲۲/۵

بخاری شریف جلد اول ص۶ | بُنِيَ الْإِسْلَامُ عَلَى خَمْسٍ شَهَادَةِ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللّٰهِ وَإِقَامِ الصَّلٰوةِ وَإِيتَاءِ الزَّكٰوةِ وَالْحَجِّ وَصَوْمِ رَمَضَانَ۔

جاوے۔ لیکن زبان سے بے ساختہ بجائے رسول اللہ کے اشرف علی نکلتا ہے۔ مولوی اشرف علی صاحب فرماتے ہیں جس کی طرف تم رجوع کرتے ہو وہ بعونہٖ تعالے متبع سنت ہے۔

پہلے اجرائے نبوت کا مسئلہ دیوبندیوں نے جاری کیا

تحذیر الناس مصنفہ مولوی محمد قاسم صاحب ۱۴ | اگر بالفرض آپ کے زمانہ میں یا بالفرض آپ کے بعد بھی کوئی نبی فرض کیا جاوے تو بھی خاتمیت محمدیہ میں فرق نہ آئے گا۔

مرثیہ ص۶ | زباں پر اہل اھوا کی ہے کیوں اُعل ہبل شاید اٹھا عالم سے کوئی بانئے اسلام کا ثانی

تذکرۃ الرشید جلد ۲ ص ۱۷ | سُن لو حق وہی ہے جو رشید احمد کی زبان سے نکلتا ہے اور بقسم کہتا ہوں کہ میں کچھ نہیں ہوں۔ مگر اس زمانہ میں ہدایت و نجات موقوف ہے میری اتباع پر۔

(ترجمہ:۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسلام پانچ بنیادوں پر قائم ہے۔ لاالٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ اور نماز کا قائم کرنا اور زکوٰۃ دینا اور حج کرنا اور رمضان کے روزے۔

قرآن شریف

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا۔

ترجمہ:۔ اور نہیں رسول بنایا ہم نے آپ کو یا رسول اللہ۔ مگر تمام لوگوں کے واسطے کافی بشیر اور نذیر)

ابن ماجہ ص ۳۷ | اَنَا نَبِيٌّ وَلَا نَبِيَّ بَعْدِيْ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نبی ہوں اور میرے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا۔

فرقۂ دیوبندیہ کے نزدیک نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد اگر کوئی اور نبی فرض کیا جائے تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت میں فرق نہیں آسکتا۔ چنانچہ اس عبارت لکھنے کے بعد مولوی رشید احمد صاحب نے بھی قسم کھاکر اپنی اُمّتِ دیوبندیہ کو فرما دیا۔ کہ اس زمانہ

میں ہدایت و نجات میری اتباع پر موقوف ہے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی اتباع پر ہدایت و نجات کو قیامت تک موقوف رکھا ہے۔ تحذیر الناس (۲۵) بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئیگا۔ ثابت ہوا۔ کہ بانی مرزائیت دیابنہ ہیں جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبی پیدا کرنے کے درپے ہیں اور احناف کا عقیدہ ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے کے بعد کسی کو نبی فرض کرنا بھی کفر ہے۔ انصاف تم پر موقوف ہے۔

"دیوبندیوں کے نزدیک تعلم دیوبندی مولوی رحمۃ للعلمین ہو سکتے ہیں"

فتاوی رشیدیہ حصہ دوم ص ۹

استفتا کیا فرماتے ہیں علمادین کہ لفظ رحمۃ للعلمین مخصوص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے یا ہر شخص کو کہہ سکتے ہیں۔ الجواب۔ لفظ رحمۃ للعلمین صفت خاصہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا نہیں ہے۔ بلکہ دیگر اولیار وانبیار اور علمار ربانیین بھی موجب رحمت عالم ہوتے ہیں۔

قرآن شریف

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ

اور نہیں بھیجا ہم نے آپ کو یا رسول اللہ مگر تمام جہانوں کے واسطے رحمت۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے تمام عالمین کی رحمت بنا کر بھیجا۔ اب اور کون سے عالمین ہیں جن کے یہ بھی رحمت بن سکتے ہیں۔ جیسا کہ رَبِّ الْعٰلَمِیْن کہنے کے بعد تمام عالمین میں کسی دوسرے رب کی ضرورت نہیں۔ اگر کوئی مانے تو اس نے شرک فی التوحید کیا ہے ایسے ہی رحمۃ للعلمین کے اقرار کے بعد کوئی عالمین کی رحمت نہیں کہلا سکتا۔ اور اگر کوئی تسلیم

کرے تو مشرک فی الرسالت ہو گا۔

"دیوبندیوں کا کعبہ گنگوہ ہے"

مرثیہ ص ۱۲ پھرے تھے کعبہ میں بھی پوچھتے گنگوہ کا رستہ
جو رکھتے اپنے سینوں میں تھے ذوق و شوق عرفانی

(مکہ مکرمہ میں مدرسہ صولتیہ دیوبندیہ کی مسجد کا محراب خانہ کعبہ کی طرف ہے۔ اس محراب میں ایک چھوٹا محراب بنا ہوا ہے جس میں امام کھڑے ہو کر اپنا رخ ہندوستان کے گنگوہ کی طرف رکھتا ہے۔ جا کر خود ملاحظہ کر لیں۔ فقیر نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے)

قرآن شریف

وَمَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِیْ کُنْتَ عَلَیْهَآ اِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ یَّتَّبِعُ الرَّسُوْلَ مِمَّنْ یَّنْقَلِبُ عَلٰی عَقِبَیْهِ۔

(ترجمہ:۔ اور نہیں بنایا ہم نے قبلہ کو جس پر آپ ہیں، مگر تا کہ جان لیں ہم کون شخص رسول کی تابعداری کرتا ہے اس شخص سے جو اپنی ایڑیوں پر پھر جاتا ہے۔

وَحَیْثُ مَا کُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْهَکُمْ شَطْرَهٗ۔ (ترجمہ:۔ اور جس جگہ بھی تم ہو تو اپنے مونہوں کو مسجد حرام کی طرف پھیرو)

وَلَئِنْ اَتَیْتَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ بِکُلِّ اٰیَةٍ مَّا تَبِعُوْا قِبْلَتَکَ وَمَآ اَنْتَ بِتَابِعٍ قِبْلَتَهُمْ

ترجمہ:۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر اہل کتاب کو آپ تمام معجزات دکھائیں تو یہ آپ کے قبلہ کی تابعداری نہ کرینگے۔ اور نہ آپ ہی ان کے قبلہ کی تابعداری کرنے والے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے تمام مسلمانوں کا کعبہ و قبلہ مسجد حرام مقرر فرمائی ہے۔ نیز یہ بھی ارشاد

فرمایا کہ اگر آپ اہل کتاب کو تمام آیات دکھائیں تو بھی یہ آپ کے قبلہ کی طرف منہ نہ موڑیں گے۔ یہی حال دیوبندیہ کا ہے۔

"گنگوہ کے حج کا اعلان"

تذکرۃ الرشید جلد ۲ ص ۹۵

اے قوم بحج رفتہ کجائید کجائید
معشوق درینجا است بیائید بیائید

قرآن شریف

وَلِلّٰہِ عَلَی النَّاسِ حِجُّ الْبَیْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَیْہِ سَبِیْلًا۔ اور اللہ کے واسطے لوگوں پر بیت اللہ کا حج فرض ہے جو شخص رستے کی طاقت رکھے۔

"میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق دیوبندیوں کا عقیدہ"

براہین قاطعہ مصنفہ مولوی خلیل احمد انبٹھوی ص ۱۴۸

پس یہ ہر روز اعادہ ولادت کا تو مثل ہنود کے سانگ کھنیا کی ولادت کا ہر سال کرتے ہیں۔

قرآن کریم

وَالسَّلَامُ عَلَیَّ یَوْمَ وُلِدْتُّ وَیَوْمَ اَمُوْتُ وَیَوْمَ اُبْعَثُ حَیًّا۔

(ترجمہ:- اور سلام ہے مجھ پر جس دن میں پیدا کیا گیا۔ اور جس دن میں مروں گا۔ اور جس دن میں زندہ اٹھایا جاؤں گا۔)

مستدرک جلد ۲ ص ۶۰۲

اِنَّ اَعْرَابِیًّا سَاَلَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنْ صَوْمِ یَوْمِ الْاِثْنَیْنِ قَالَ اِنَّ ذٰلِکَ الْیَوْمَ الَّذِیْ وُلِدْتُّ فِیْہِ وَاُنْزِلَ عَلَیَّ فِیْہِ

(ترجمہ:- ایک اعرابی نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے پیر کے دن کے متعلق روزہ رکھنے کا سوال کیا تو آپ نے فرمایا یہ وہ دن ہے جس میں میں پیدا کیا گیا ہوں

اور اسی دن میں مجھ پر وحی نازل کی گئی۔

مذکورہ بالا آیت میں عیسٰے علیہ السلام کی کلام کو اللہ تعالےٰ نقل فرماتے ہیں کہ عیسٰے علیہ السلام نے فرمایا کہ میری ولادت کا دن اور یوم وصال اور قیامت کا دن مجھ پر سلامتی والا ہے۔ معلوم ہوا کہ دُنیا میں انبیاء کے لئے دونوں دن چونکہ خاص ہیں۔ اس واسطے ان دنوں میں اُن کی طرف سے کچھ صدقہ خیرات کرنا یا اُن کو کلام کا ثواب پہنچانا زیادہ ثواب کا باعث ہے۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے اِن دونوں دِنوں میں زیادہ نزولِ اسلام ہوتا ہے۔ چنانچہ یحییٰ علیہ السلام کے متعلق بھی اللہ تعالےٰ نے ایسا ہی ارشاد فرمایا ہے۔ وَالسَّلَامُ عَلَیْہِ یَوْمَ وُلِدَ وَیَوْمَ یَمُوْتُ وَیَوْمَ یُبْعَثُ حَیًّا۔ اور سلام ہے اُس یحییٰ علیہ السلام پر جس دن وہ پیدا کیا گیا۔ اور جس دن اُن کا وصال ہوگا۔ اور جس دن وہ اُٹھایا جائیگا۔ اس آیت کریمہ سے بھی یوم ولادت اور یوم وصال کی خصوصیت اللہ کی طرف سے ثابت ہوئی اگر کوئی متبع انبیائے کرام اور محکوم من اللہ فرمان الٰہی کے مطابق ان ایام کی خصوصیت میں اعادہ ولادت کرے تو اللہ کی طرف سے تو ضرور ثواب پائے گا۔ مگر دیوبندی قانون سے وہ مذہب ہنود میں سمجھا جائیگا۔ دیگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث مذکورہ سے بھی یوم ولادت کی تخصیص ثابت ہوئی۔ لیکن فرقہ دیوبندیہ نے یوم ولادت کے اعادہ کرنے والے کو ہندو اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو (معاذ اللہ) کھنیا قرار دیا۔

"کتاب تقویۃ الایمان مصنفہ اسمٰعیل دہلوی کی اہمیت فرقہ دیوبندیہ کے نزدیک اور وہ کتاب کیسی ہے اور اس پر عمل کیسا ہے"۔

فتاویٰ رشیدیہ جلد اوّل ص۱۱	کتاب تقویۃ الایمان نہایت عمدہ اور سچی کتاب اور موجب قوت و اصلاح ایمان کی ہے اور قرآن و حدیث کا مطلب پورا اس میں ہے۔ اس کا مؤلف ایک مقبول بندہ ہے۔ از بندہ رشید احمد

ثابت ہوا کہ تقویۃ الایمان دیوبندیہ اور وہابیہ ہیں قرآن کا درجہ رکھتی ہے ،

فتاوی رشیدیہ
جلد اول صـ۲۱

کتاب تقویۃ الایمان نہایت عمدہ کتاب ہے اور رد شرک و بدعت میں لاجواب ہے - استدلال اس کے بالکل کتاب اللہ اور احادیث سے ہیں - اس کا رکھنا اور پڑھنا اور عمل کرنا عین اسلام ہے - (اب ذرا دیوبندیہ وہابیہ کے قرآن و اسلام کی گہرافشانی ملاحظہ ہوں - اور قرآن وحدیث والے کی شان کا وہ کہاں تک علو مرتبہ سمجھتے ہیں اندازہ لگائیں)

تقویۃ الایمان صـ۶۸
اولیاء و انبیاء امام زادہ پیرو شہید جتنے اللہ کے مقرب بندے ہیں وہ سب انسان ہی ہیں اور بندے عاجز اور ہمارے بھائی - مگر اُن کو اللہ نے بڑائی دی وہ بڑے بھائی ہوئے -

حدیث شریف

ابوداؤد جلد اول صـ۳
عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم اِنَّمَا اَنَا لَکُمْ بِمَنْزِلَةِ الْوَالِدِ اُعَلِّمُکُمْ
ترجمہ :- ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے - فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (اور کوئی بات نہیں میں تمہارے باپ کے قائم مقام ہوں تمہیں سکھاتا ہوں)

"نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام بفرمان خود اور بقانون الٰہی اَزْوَاجُهٗ اُمَّهٰتُهُمْ کے بمنزلہ باپ ثابت ہوں اور یہ بھائی کہیں اور آپ کے تمام فضائل کا انکار کریں "

تقویۃ الایمان صـ۴۷
جو اِن کاموں کا مختار ہے اُس کا نام اللہ ہے - محمد یا علی نہیں ہے اور جس کا نام

قرآن کریم

وَوَجَدَكَ عَائِلًا فَاَغْنٰی (ترجمہ - اور آپ کو یا رسول اللہ نادار پایا پھر غنی کیا

محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں۔ آپ کو)

(توبہ ۱۰/۱۱) وَمَا نَقَمُوا اِلَّا اَنْ اَغْنٰهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ مِنْ فَضْلِهٖ فَاِنْ یَّتُوْبُوْا یَكُ خَیْرًا لَّهُمْ وَاِنْ یَّتَوَلَّوْا یُعَذِّبْهُمُ اللّٰهُ عَذَابًا اَلِیْمًا فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ وَمَا لَهُمْ فِی الْاَرْضِ مِنْ وَّلِیٍّ وَّلَا نَصِیْرٍ۔

(ترجمہ:۔ اور نہیں بدلہ لیا انہوں نے مگر اس بات کا کہ اللہ نے اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے فضل سے ان کو غنی کیا ہے۔ سو اگر توبہ کریں وہ تو اُن کے لئے بہتر ہے اور اگر منہ پھیریں وہ تو اللہ تعالٰے اُن کو دُنیا اور آخرت میں دردناک سزا دے گا۔ اور اُن کے لئے زمین میں کوئی کارساز اور مددگار نہیں)

"اللہ تعالٰے تو فرمائیں کہ تمام کو اللہ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے فضل نے غنی کیا اور دیوبندی وہابی کہیں کہ اللہ کو اختیار ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کچھ اختیار نہیں تو اَفَتُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْكِتٰبِ وَتَكْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ سے مشرکین مکہ میں داخل ہو گئے۔ کیونکہ وہ بھی نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے ہی فضل کے منکر تھے جن کو اللہ نے ارشاد فرمایا کہ اگر وہ اللہ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے فضل و غنا کی طرف رجوع کرلیں اور اپنا عقیدہ اِسی سے درست کر لیں تو اُن کے لئے دُنیا و عقبیٰ میں بہتر ہو گا۔

ورنہ اُن کا کوئی امدادی نہیں ہوگا۔ اور اُن کو اللہ تعالےٰ دُنیا و عقبیٰ میں دردناک عذاب کریگا۔

دوستو! اپنے عقائد کو فرمانِ الٰہی کے مطابق بنالو۔ اگر تقویۃ الایمان پر ایمان لے آئے اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو بے اختیار تصور کرلیا تو دنیا و عقبیٰ میں عذابِ الٰہی میں گرفتار ہوجاؤ گے اور ارشادِ الٰہی موجود ہے۔ وَوَجَدَكَ عَائِلًا فَاَغْنٰى یعنی نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ آپ نادار تھے پھر غنی کیا۔ یعنی آپ کسی جدی جائیداد کے وارث نہ تھے۔ تو اللہ نے آپ کو غنی کیا۔ اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے غنا کو بھی اللہ نے عام فرمایا ہے۔ کسی قسم کی قیدِ خصوصیت سے مقید نہیں فرمایا۔ اور دیوبندی وہابی آپ کے عدم مختار ہونے کا فتویٰ جاری کردیں تو سوا عقل کے اندھوں کے دوسرا کون بھلا تسلیم کرے اور قرآن کریم کو پسِ پشت ڈالے اور منکرِ قرآن بنے اور مومن کو ربّ العزۃ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ اور اس کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں اپنے آپ کو بے اختیار سمجھو فرمایا۔

احزاب ۲۲/۵ وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا اور کسی مومن کو یا مومنہ کو کوئی اختیار نہیں جب اللہ اور اس کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم نے کسی کام کا فیصلہ فرمادیا یہ کہ ان کے کام سے ان کو کوئی اختیار ہو اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کی (اس میں) نافرمانی کریگا (یعنی خود مختار بنے اور اللہ اور اس کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کو بے اختیار سمجھے گا) تو ضرور وہ صریح گمراہی میں گمراہ ہوا۔

ثابت ہوا کہ اللہ اور اس کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کو با اختیار اور اپنے آپ کو بے اختیار سمجھے تو مومن اور فرمانبردار ورنہ نافرمان اور گمراہ کیونکہ سب انعام اللہ اور اس کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ہر مومن کو ہے چنانچہ اس آیت کے آگے

ارشاد الہٰی موجود ہے وَاِذْ تَقُوْلُ لِلَّذِیْ اَنْعَمَ اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاَنْعَمْتَ عَلَیْہِ اور جب آپ فرما رہے تھے۔ اس شخص کو جس پر اللہ نے انعام کیا اور آپ نے اس پر انعام کیا۔

کیوں جناب انعام نبوی مومن پر ثابت ہؤا یا نہ اور جو کسی سے کھا کر انعام فراموش ہو جس خطاب سے لوگ اس کو یاد کرتے ہیں وہ تم خود سمجھتے ہو اور جو شخص انعام رسولی کا منکر وہ خداوند کا بھی احسان فراموش کیونکہ مومنیں پر انعام رسولی یہ احسان خداوندی ہے جیسا کہ ارشاد الہٰی ہے لَقَدْ مَنَّ اللّٰہُ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ بَعَثَ فِیْھِمْ رَسُوْلًا مِّنْھُمْ مومن قرآن کریم کو چھوڑ کر تقویۃ الایمان پر ایمان لاتے ہوئے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو بے اختیار کیسے سمجھے۔

قرآن کریم	تقویۃ الایمان صـ۱۶ اور یہ یقین جان لینا چاہیئے
(منفقون ۲۸) وَلِلّٰہِ الْعِزَّۃُ وَلِرَسُوْلِہٖ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ وَلٰکِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ۔ ترجمہ:۔ اور واسطے اللہ کے ہے عزت اور اُس کے رسول کے واسطے اور مومنین کے واسطے۔ اور لیکن منافق نہیں جانتے۔	کہ ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا وہ اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی زیادہ ذلیل ہے۔

"دیوبندی وہابیوں کے نزدیک بقانون مذکورہ عین اسلام یہ ہے کہ ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا اور بڑے چھوٹے کی شرح تقویۃ الایمان کے صـ۶۸ پر اولیاء و انبیاء سے تعبیر کی ہے۔ اور وہاں بڑے بھائی کا مرتبہ دیا اور یہاں تمام انبیاء و اولیاء کو چمار سے بھی زیادہ ذلیل کہہ دیا۔ معاذ اللہ ثم معاذ اللہ۔ اور ان کے مقابلے میں اللہ تعالےٰ فرماویں کہ اللہ اور اُس کے رسول تمام عزت دار ہیں لیکن منافق بوجہ نفاق کے

اِن کی عزّت کو جاننا نہیں ثابت ہوا کہ یہ دیوبندی عقیدہ اللہ تعالےٰ کے حکم سے نفاق پر موجزن ہے دنی فتذ لیٰ اللہ تعالیٰ نے اِسی لئے تم کو سمجھایا ہے۔کچھ سوچو۔

حدیث شریف	تقویۃ الایمان ۶۹
نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا"کہ جس شخص نے عمداً مجھ پر جھوٹ بولا تو وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالے"۔ اس بہتان کو جو نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر لگایا گیا ہے حدیث پاک میں اس کے برعکس ثابت ہے۔	(نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ مطہرہ پر بہتان لگایا گیا ہے"۔) میں بھی ایک دن مرکر مٹی میں ملنے والا ہوں۔
ابن ماجہ ص۱۱۹ { قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللّٰہ علیہ وسلم اِنَّ اللّٰہَ حَرَّمَ عَلَی الْاَرْضِ اَنْ تَاْکُلَ اَجْسَادَ الْاَنْبِیَاءِ فَنَبِیُّ اللّٰہِ حَیٌّ یُرْزَقُ ترجمہ۔ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے بلاشک اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام کیا ہے کہ انبیاء کے جسموں کو کھائے تو اللہ کا نبی زندہ ہے۔رزق دیا جاتا ہے)۔	

اے ایمان کا دعوے اکرنے والو اور اصلی حنفیت کے مدعیو اپنے گریبان میں منہ ڈال کر تو دیکھو کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا فرمان انبیاء علیہ السلام کی حیات کو ثابت کرتا ہے صحیح ہے یا تمہاری بناوٹ یا بہتان کی طرح سے انبیاء علیہم السلام کو بعد از وصال مردہ قرار دیتا ہے۔خدا اور اُس کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے میدانِ حساب میں کیا جواب دو گے۔یہ ہے دیوبندی وہابیوں کی کتاب تقویۃ الایمان کے عین اسلام کا خلاصہ"

دیوبندی

قرآن کریم		
قرآن کریم (احزاب ۲۱/۱)، وَاَزْوَاجُهٗۤ اُمَّهٰتُهُمْ یعنی نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات مومنوں کی مائیں ہیں۔	ایک ذاکر صالح کو مکشوف ہوا کہ احقر (اشرف علی تھانوی) کے گھر حضرت عائشہ	رسالہ الامداد صفر ۱۳۱۵ھ سیف علی صہ ۸۵

آنے والی ہیں۔ انہوں نے مجھ سے کہا کہ میرا (اشرف علی کا) ذہن معاً اسی طرف منتقل ہوا کہ کم سن عورت ہاتھ آئے گی۔

"فرمایئے جناب۔ جو ماں کی رویا کو کمسن بیوی سے تعبیر کرے اُس پر آپ کا فتوٰے کیا ہے کیا جس مذہب کے مقتدا ان خیالات باطلہ کے ہوں کہ باپ کو بھائی کہیں بلکہ اُس سے بھی ذلیل اور والدہ کو بیوی سے تعبیر کریں اُن کے متبعین کے ایمان کا حال آپ خود سمجھ لیں۔ پھر سچ کہنے والے کو مفسد کہا جاتا ہے۔

دیوبندی

قرآن کریم		
قرآن کریم وَمَاۤ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ (اور نہیں بھیجا ہم نے آپ کو یا رسول اللہ مگر تمام جہانوں کے واسطے رحمت)	وَرَاَیْتُ اَنَّهٗ یَسْقُطُ فَاَمْسَکْتُهٗ وَاَعْصَمْتُهٗ	مبشرات مولوی حسین علی صاحب وان بھچراں صہ ۸

عَنِ السُّقُوْطِ۔

(میں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو خواب میں گرتے دیکھا تو آپ کو تھاما اور گرنے سے بچا لیا۔)

" اس عبارت مذکورہ بالا سے دیوبندیوں کے رہبر کی دروغ گوئی کا آپ کو اندازہ ہو سکتا ہے کیونکہ اللہ تعالےٰ آنر نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی شان کے متعلق فرماویں۔ کہ آپ کی

رحمت تمام جہانوں کو تھامے ہوئے ہیں۔ اور دیوبندیوں کا مرشد کہے۔ کہ میں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو تھاما ہوا ہے تو اس کا یہ مطلب ہوا کہ تمام جہانوں کے تھامنے کا دعوٰے مولوی حسین علی صاحب کو ہے۔ جو اپنی جھونپڑی کے ستون کو تھامنے کی طاقت نہیں رکھتا وہ جہانوں کی رحمت کے تھامنے کا مدعی ہو۔ اور جو جہانوں کی رحمت ہو اُن کو بے اختیار اور بے بس ہونے کا اعلان کرے۔ کیا وہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا متبع کہلا سکتا ہے۔

اور جو شخص نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت کو اپنا ظل سمجھتا ہے۔ معاذ اللہ ثم معاذ اللہ خداوند تعالےٰ ایسے پیشواؤں سے مسلمانوں کو محفوظ رکھے۔ یہ بھی حصہ دیوبندیت کا ہی ہے۔

چنانچہ دیوبندی نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے اُستاد بن کر اپنی شان ظاہر کرتے ہیں"،

دیوبندی		قرآن کریم
براہین قاطعہ صہ ۲۶	اس فقیر کے گمان میں یہ آتا ہے کہ مدرسہ دیوبند کی عظمت حق تعالےٰ کی درگاہِ پاک میں بہت ہے۔ ایک صالح فخرِ عالم علیہ السلام کی زیارت سے خواب میں مشرف ہوئے، تو آپ کو (نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو) اُردو میں کلام کرتے دیکھا تو پوچھا کہ آپ کو یہ کلام کہاں سے آ گئی۔ آپ تو عربی ہیں۔ فرمایا کہ جب سے علمائے مدرسہ دیوبند سے ہمارا معاملہ ہوا۔ ہم کو یہ زبان آ گئی۔ سبحان اللہ اس سے رتبہ اس مدرسہ کا معلوم ہوا۔	وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهٖ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں (اور نہیں بھیجا ہم نے کسی رسول کو مگر اُس قوم کی زبان کے ساتھ) وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا۔ (ترجمہ:۔ اور نہیں بھیجا ہم نے آپ کو (یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) مگر تمام لوگوں کے واسطے بشیر اور نذیر)

اللہ تعالےٰ نے مذکورہ بالا آیت سے اپنے اصول کو ظاہر فرمایا۔ کہ میں جس رسولؐ کو کسی قوم کی طرف بھیجتا ہوں تو اُس قوم کی زبان سکھا کر بھیجتا ہوں۔ چنانچہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو تمام لوگوں کی طرف بھیجا بلکہ تمام جہانوں کی طرف۔ فرمایا تَبٰرَكَ الَّذِیْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰى عَبْدِهٖ لِیَكُوْنَ لِلْعٰلَمِیْنَ نَذِیْرًا۔

(ترجمہ:۔ بابرکت ہے وہ ذات جس نے حق و باطل کے فرق کرنے والی کتاب کو اپنے بندے پر نازل فرمایا۔ تاکہ وہ تمام جہانوں کے لئے نذیر ہو جائے۔)

جب آپ کو تمام جہانوں کا نذیر اور رسولؐ بنا کر بھیجا تو قانونِ خداوندی مذکورہ بالا سے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو تمام عالمین کی زبانیں سکھا کر بھیجا۔ دیوبندی کہیں کہ اُردو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو ہمارے علمائے دیوبند سے حاصل ہوا۔ تو یہ قرآن کریم کے صراحتہً خلاف ہے اور اپنے اُستاد بننے کے فخر میں قرآن مجید کا انکار ہے۔ اور رسول اللہ کی بجائے رسول دیوبند قرار دیتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ تو اپنے رسولوں کے علم کو اپنی طرف منسوب فرماویں اور یہ علمائے دیوبند کی طرف۔ یہ ہے فرقہ دیوبندیہ کا ایمان۔ جو معلّم کُل کو اور تمام جہانوں کے حکیم ساز کو اپنا شاگرد تصور کرتے ہیں۔" تو اکابرین دیوبند کا خدائی دعویٰ ظاہر ہو گیا۔

دیوبندی		قرآن کریم
تحذیر الناس مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی ص۵	انبیاء اپنی اُمّت سے اگر ممتاز ہوتے ہیں تو علوم ہی میں ممتاز ہوتے ہیں باقی رہا عمل اس میں بسا اوقات بظاہر اُمتی مساوی ہو جاتے ہیں بلکہ بڑھ جاتے ہیں۔	اَلنَّبِیُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ۔ ترجمہ:۔ نبی صلے اللہ علیہ وسلم تمام لوگوں کی جانوں سے بہت بہتر ہیں۔

اللہ تعالےٰ تمام عالمیان کی جانوں کے مقابلے میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو اولےٰ فرماویں اور تم اپنی جانوں کے اعمال کو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے اعمال سے برتر سمجھو۔ کیا دیوبندی فرقہ کو قرآنی تعلیم کا اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی غلامی کا یہی اثر ہے۔ کہ اپنے آقا سے غلام کو اعمال میں بالا سمجھتے ہو۔ سب سے پہلے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے بڑائی کا مدعی جناب کو یاد ہونا چاہیئے سابق معلم الملکوت ابلیس تھا اور اَنَا خَیۡرٌ مِّنۡهُ کی بڑ ماری تو تو اللہ تعالےٰ نے فَاخۡرُجۡ مِنۡهَا فَاِنَّكَ رَجِیۡمٌ کا حکم فرما کر مردود کر کے نکال دیا اُس کے تمام اعمال و عبادات اس بڑائی کی وجہ سے حبط کر کے حضرت آدم علیہ السلام کے مقابلہ میں ابدالاباد تک بلا اپیل رانڈہ درگاہ کر دیا۔ جو تم بھی اس صفت ابلیسی پر عامل ہو۔ اور سید الانبیاء صلے اللہ علیہ وسلم سے بڑائی کے مدعی ہو۔ تو حضرت آدم علیٰ نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بہتر بننے کے مدعی کو اور اُس کے متبعین کو تو اللہ تعالےٰ نے خلود نار کا وعدہ فرمایا ہے اور تمہیں سید الانبیاء اصالت کُل، فخرِ کُل۔ فی الکل پر بڑا کہلانے سے خبر نہیں۔ اللہ تعالےٰ تمہارے متبعین کو بمعہ تمہارے کونسے قعر جہنم میں بلا اپیل داخل فرماوے گا۔

قرآن کریم	"دیوبندیوں کے نزدیک نبی صلے اللہ علیہ وسلم
ذٰلِكَ مِنۡ اَنۡۢبَآءِ الۡغَیۡبِ نُوۡحِیۡهِ اِلَیۡكَ	جیسا علم تو معاذ اللہ کتے، بلّے، خنزیر کو بھی ہے"
ترجمہ:- یہ غیب کی خبروں سے ہے جو ہم نے وحی کیا اُس کو آپ کی طرف (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف)	حفظ الایمان مصنفہ مولوی اشرف علی تھانوی ؒ — آپ کی ذاتِ مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کُل غیب۔ اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو

اس میں حضور کی ہی کیا تخصیص ہے۔ ایسا علم
غیب تو زید و عمر بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع
حیوانات و بہائم کے لئے بھی حاصل ہے۔

اللہ تعالےٰ نے ارشاد فرمایا کہ یہ قرآن مجید جو آپ کی طرف وحی کر رہے ہیں یا رسول اللہ یہ تمام غیبی خبریں ہیں۔ اور مصنف حفظ الایمان نے یہ کہا ہے کہ ایسے علوم غیبیہ تو صبی و مجنون اور کتے، بلے، خنزیر کو بھی حاصل ہے جس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ بعض علوم غیبیہ جن کو قرآن شریف کہا جاتا ہے ہر فرد حیوان اور صبی اور مجنون پر بھی نازل ہیں۔ تو میرے خیال میں مصنف مذکور کو جو قرآن شریف نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر اترا ہے اُس کی اتباع کی کیا ضرورت ہے۔ کسی لڑکے یا دیوانے یا کتے وغیرہ کے نازل شدہ قرآن پر ہی ایمان لے آئے اور آؤ آؤ کرتا پھرے۔ تاکہ غلامانِ مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کو کچھ کہنے کا موقعہ ہی نہ ملے۔ اور نہ مصنفِ مذکور اس توہین مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم سے عذاب الیم میں گرفتار ہو۔ ورنہ اس عقیدہ رکھنے والے کو تو توہین مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے ایمان کا کچھ حصہ نصیب نہیں۔ اور مصنفِ مذکور پر صرف ہم نے ہی نہیں بلکہ بعض دیوبندیوں نے بھی اس عبارت پر فتوے کفر ثبت کیا ہے۔ (المہند صن ۳۰) ہمارے نزدیک متعین ہے کہ جو شخص نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے علم کو زید و بکر و بہائم و مجانین کے علم کے برابر سمجھے یا کہے وہ قطعاً کافر ہے۔"

دیوبندیوں کے بعض اکابرین نے مصنفِ مذکور یعنی مولوی اشرف علی تھانوی پر بھی بہتیرے فتوے کفر جڑے۔ لیکن حکیم صاحب اَخَذَتْهُ الْعِزَّةُ بِالْإِثْمِ فَحَسْبُهُ جَهَنَّمُ پر ہی ثابت قدم رہے۔ پنجابی مثل مشہور ہے "گورو جنہاں دے ٹپنے چیلے جان چھڑپ" جس اُمتِ دیوبندیہ کے حکیم کا یہ حال ہے۔ اُن کے مریضوں کے کیا ہی کہنے ہیں۔

"دیوبندیوں کے نزدیک نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے معاذ اللہ شیطان اور ملک الموت کا علم

خصائص کبرےٰ جلد ۲ صن ۱۸۰

عَلَّمَ آدَمَ الْأَسْمَاءَ كُلَّهَا كَمَا عَلَّمَ

زیادہ ہے۔"

براہین قاطعہ مصنفہ مولوی خلیل احمد انبیٹھوی صـ۵۱

الحاصل غور کرنا چاہیئے کہ شیطان ملک الموت کا حال دیکھ کر علم محیط زمین کا فخرِ عالم کو خلاف نصوص قطعیہ کے بلا دلیل محض قیاس فاسدہ سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کونسا ایمان کا حصہ ہے شیطان اور ملک الموت کو تو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی۔ فخر عالم کی وسعت علم کی کونسی نص قطعی ہے ——— ملک الموت سے افضل ہونے کی وجہ سے ہرگز ثابت نہیں ہوتا کہ علم آپ کا ان امور میں ملک الموت کے برابر بھی ہو۔ چہ جائیکہ زیادہ۔

آدَمُ الْاَسْمَاءَ كُلَّهَا۔

ترجمہ۔ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں سکھایا گیا ہوں کُل چیزوں کے نام جیسا کہ سکھائے گئے آدم علیہ السلام کُل چیزوں کے نام،

بخاری شریف

جلد اوّل صـ۷

وَاَعْلَمُکُمْ بِاللّٰہِ (اَنَا) نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تم تمام سے زیادہ جاننے والا ہوں)

"حدیث مذکورہ سے ثابت ہوا کہ آپ سب سے زیادہ جاننے والے ہیں جس میں حضرت آدم علیہ السلام بھی شامل ہیں۔ اور حضرت آدم علیہ السلام کو تمام ملائکہ جس میں ملک الموت بھی شامل ہے سے زیادہ علم ہے حضرت آدم علیہ السلام کو تمام ملائکہ کے مقابلہ میں اللہ تعالے نے زیادہ علم عطا فرما کر اُن کا اُستاد مقرر فرمایا۔ بلکہ جبرئیل وملک الموت و غیرہم ملائکہ کو آدم علیہ السلام کے علم ہی کی وجہ سے سجدے کا حکم فرمایا۔ تو بہرحال نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو حضرت آدم علیہ السلام سے علمی فوقیت حاصل ہے۔ تو اس لحاظ سے نبی صلے اللہ علیہ وسلم امام الانبیاء تمام ملائکہ یعنی ملک الموت وغیرہم کے اُستاد الاُستاد ٹھہرے۔ جو شخص ملک الموت کے استاد حضرت آدم علیہ السلام کے اعلم ہونے پر ایمان رکھتا ہے اُس کو

امام الانبیاء جناب نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے اُستاد الاستاد ہونے پر بھی ایمان لانا عین اسلام ہے۔ اور اس کا انکار اُمتِ محمدیہ سے خارج کرتا ہے۔ دیگر مصنفِ مذکور اپنے کلام سے بھی ناواقف ہے۔ کیونکہ عبارتِ مذکورہ بالا میں لکھتا ہے۔ فخرِ عالم نبی صلے اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اور عالم کا لفظ استعمال کرنے سے ملک الموت بھی شامل ہے اور فخرِ عالم کہنا تب ہی درست ہو سکتا ہے۔ کہ ملک الموت اور شیطان سے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو ان تمام سے علمی فخر بھی حاصل ہو۔ ورنہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو فخرِ عالم کے خطاب سے پکارنا غلط ہوگا۔ تو مصنفِ مذکور کو اتنی سمجھ نہ آئی کہ شیطان اور ملک الموت کے علم کو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے علم سے وسیع کہنا اور پھر نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو فخرِ عالم کے لقب سے یاد کرنا کیا یہ دروغ گورا حافظہ نباشد کا مصداق نہیں ہے۔ ع لو آپ اپنے دام میں صیاد آگیا

پھر مصنف مذکور شیطان اور ملک الموت کے علم کا اتنا وسعت سے قائل ہے کہ اُن کا علم زمین کے ذرے ذرے پر محیط ہے۔ لیکن مُعلّم کل مخلوق رسولِ اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے علم پاک کو جو تمام عمر رَبِّ زِدْنِیْ عِلْماً کا وظیفہ بھی پڑھتے رہے آپ کے علم کو ناقص جانتا ہے۔ چنانچہ اِسی بنا پر علمائے دیوبند کے بعض علماء کو مولوی خلیل احمد صاحب انبٹھوی پر فتوئے کفر لگانا پڑا۔ (المہند ص ۲۵) "جو شخص یہ کہے کہ فلاں شخص نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے اعلم ہے وہ کافر ہے اور ہمارے حضرات اس شخص کے کافر ہونے کا فتوئے دے چکے ہیں۔"

اب فرمایئے آپ کے اکابرین پر اُن کے اعتقاداتِ باطلہ کی بنا پر جماعتِ دیوبندیہ کے مسلمہ علماء جب فتوئے کفر ثبت کر رہے ہیں تو ہمارے کہنے پر آپ کیوں سیخ پا ہوتے ہیں۔ کیا آپ کے علماء کفر کریں تو مفسد نہیں۔ اور بعض دیگر آپ کے علماء اُن ہی عبارات کے قائل پر فتوئے کفر شائع کر دیں تو مفسد نہیں۔ اور ہم اُسی فتوئے کو دُہرا دیں تو ہمارے ساتھ شکر رنجی کا باعث ہو جاتا ہے۔ "ببیں عقل و دانش بباید گریست"

(دیوبندیوں کا نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے دلی تعلق)

صراطِ مستقیم محمد اسمٰعیل دہلوی ص۸۶ | وصرفِ ہمت بسوئے شیخ وامثالِ آں از معظمین گو رسالت مآب باشند بچندیں مرتبہ بدتر از استغراق در صورتِ گاؤ خرِ خود است۔

(یعنی شیخ وغیرہ اور رسالت مآب کی طرف صرفِ ہمت گائے خر کے تصور سے بدتر ہے)

دیوبندیوں کے نزدیک معاذ اللہ فرشتوں اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو شیطان کہہ سکتے

قرآن مجید

(مائدہ ۶/۳) فَقَدْ جَآءَكُمْ بَشِيْرٌ وَّنَذِيْرٌ

(توبہ ۱۱/۱۶) بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ

نماز میں جب آپ ان آیات پر پہنچتے ہیں تو بَشِيْرٌ وَّنَذِيْرٌ اور رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ پڑھتے ہوئے اگر نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا خیال دل میں نہ لائیں تو کیا انکارِ قرآنِ کریم ہے یا نہیں۔

بخاری شریف ۶/۶۳۲ | عن کعب بن مالک قال اُصَلِّىْ قَرِيْبًا مِّنْهُ فَاُسَارِقُهُ النَّظَرَ۔

کعب بن مالک رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے قریب نماز پڑھتا تھا اور میں نماز میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو نظر چرا کر دیکھتا تھا صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین کو ترستے ہوئے نماز میں نظر کرنا نصیب ہو اور تمہیں آپ کا خیال آنے سے نماز فاسد ہو جاوے۔ اب تم انصاف کرو۔

قرآن کریم

اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں۔ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ

ہیں۔"

بلغۃ الحیران ص ۴۳ | طاغوت کے معنی کُلُّ مَا عُبِدَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ فَھُوَ الطَّاغُوْتَ

اس معنی بموجب طاغوت جن اور ملائکہ اور رسول کو بولنا جائز ہوگا۔

وَ یُؤْمِنْ بِاللّٰہِ (جو شخص کفر کرتا ہے شیطان کے ساتھ اور اللہ کے ساتھ ایمان لاتا ہے۔ فَقَدِ اسْتَمْسَکَ بِالْعُرْوَۃِ الْوُثْقٰی (تو اس نے مضبوط کنڈے کو تھام لیا۔

"خداوند تعالےٰ کے فرمان مذکورہ کے مطابق مومن وہی کہلا سکتا ہے اور ایماندار جب ہی بن سکتا ہے کہ پہلے طاغوت کا انکار کرے۔ پھر اللہ کے ساتھ ایمان لائے تو وہ متبع رسالت ہو سکتا ہے۔ اسی بناپر اکابر دیوبندیہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو طاغوت کہنا جائز سمجھتے ہیں۔ تاکہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا انکار کر کے محض اللہ کے قائل ہو جائیں۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو اپنی درگاہ سے صاف جواب دے رہے ہیں۔ ارشاد الٰہی ہے مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہَ (یعنی جو شخص رسول صلے اللہ علیہ وسلم کا غلام ہے پھر وہ اللہ کا غلام ہے، ورنہ نہیں۔" اس آیت کریمہ میں اطاعت رسول صلے اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالےٰ نے اپنی اطاعت پر مقدم فرمایا ہے۔ تو انبیاء علیہم السلام اور ملائکہ کو طاغوت کہنے والا اللہ کی طرف سے وہ خود طاغوت ہے۔"

" فرقہ دیوبندیہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف اپنی نسبت کرنا ہی شرک کہتے ہیں۔"

تقویۃ الایمان ص ۵ | کوئی اپنے بیٹے کا نام عبد النبی رکھتا ہے۔ سو وہ شرک میں گرفتار ہے۔

قرآن کریم

قُلْ یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓی اَنْفُسِھِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَۃِ اللّٰہِ۔

(ترجمہ: فرما دیجئے (یارسول اللہ) اے میرے بندو جو حد سے تجاوز کر گئے ہو اللہ کی رحمت سے بے امید نہ ہو)

بہشتی زیور حصہ اوّل ص۳۶	علی بخش، حسین بخش، عبدالنبی وغیرہ نام رکھنا شرک ہے۔	(نور ۱۸/۳۲) وَالصّٰلِحِیْنَ مِنْ عِبَادِکُمْ (اور تمہارے عبدوں سے نیک لوگ)

"اگر عبد کی نسبت اللہ کے سوا کسی دوسرے کی طرف شرک ہوتی تو اللہ تعالیٰ مِنْ عِبَادِکُمْ نہ فرماتا۔ اور جب اللہ تعالےٰ نے عبد کو اپنے سوا دوسروں کی طرف منسوب کیا ہے تو اور کون روک سکتا ہے۔ اور عبد النبی نام رکھنا اگر ناجائز ہوتا یا شرک تو اللہ تعالےٰ قُلْ یٰعِبَادِیَ نہ فرماتا۔ اس کی شرح کی تصحیح اپنے بزرگ کی زبانی سن لیجئے۔ (امداد المشتاق ص۹۳) فرمایا (حاجی امداد اللہ صاحب) چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم واصل بحق ہیں۔ عباد اللہ کو عباد رسول کہہ سکتے ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ قُلْ یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓی اَنْفُسِهِمْ۔ مرجع ضمیر متکلم آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہیں مولانا اشرف علی صاحب نے فرمایا کہ قرینہ بھی انہیں معنیٰ کا ہے۔ آگے فرماتا ہے۔ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ اگر مرجع اس کا اللہ ہوتا فرماتا مِنْ رَّحْمَتِیْ تاکہ مناسبت عبادی کی ہوتی۔ یہ تو ہے آپ کے مولوی اشرف علی صاحب کا بیان اور حاجی امداد اللہ صاحب کا۔

اب صحابہ کرام کا بھی عقیدہ سن لیجئے۔

کنز العمال جلد ۳ ص۱۴۷	فَلَمَّا وَلِیَ عُمَرُ بْنُ خَطَّابٍ خَطَبَ النَّاسَ عَلٰی مِنْبَرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم حَمِدَ اللّٰهَ وَاَثْنٰی عَلَیْهِ ثُمَّ قَالَ یَا اَیُّهَا النَّاسُ اِنِّیْ قَدْ عَلِمْتُ اَنَّکُمْ کُنْتُمْ

تُؤْنِسُوْنَ مِنْ شِدَّةٍ وَغِلْظَةٍ وَذٰلِکَ اَنِّیْ کُنْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللّٰه علیه وسلم وَکُنْتُ عَبْدَهٗ وَخَادِمَهٗ۔

ترجمہ: جب عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ ہوئے لوگوں کو آپ نے خطبہ پڑھا۔ منبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر۔ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان فرمائی پھر

آپ نے فرمایا۔ اے لوگو میں جانتا ہوں کہ تم مجھ سے سخت محبت رکھتے ہو۔ اور یہ اس لئے کہ میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہا ہوں۔ اور میں آپ کا عبد ہوں اور آپ کا خادم ہوں، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب اپنے آپ کو عبد الرسول منبر پکڑے ہو کر پکارتے ہیں۔ تو عبد الرسول کہنا کونسا خلافِ شرع ہے۔ اور جب تم نے خلیفۂ رسول صلے اللہ علیہ وسلم پر فتوے اکفر جڑ دیا۔ تو ہمیں کہنے سے کونسا گریز ہے اور غلو محبت بھی ثابت ہو گیا۔

دیوبندیوں کے نزدیک امام حسین علیہ السلام کا ذکر حرام اور جو مولوی اسمٰعیل صاحب دہلوی کا ذکر خیر نہ کرے وہ لعنتی

فتویٰ رشیدیہ $\frac{3}{113}$ } محرم میں ذکر حسین علیہ السلام کرنا اگرچہ بروایات صحیحہ ہو تشبیہ روافض کی وجہ سے حرام ہے۔ فقط رشید احمد۔

فتویٰ رشیدیہ $\frac{3}{16}$ } بہر حال یہ لوگ مولوی اسمٰعیل کے طعن کرنے والے ملعون ہیں مولوی اسمٰعیل شہید مہبط رحمت حق تعالےٰ کے ہیں۔

اور مولوی اسمٰعیل صاحب کا ذکر یعنی ان کی تصنیف تقویۃ الایمان کے متعلق رقمطراز ہیں۔

فتویٰ رشیدیہ $\frac{1}{21}$ } اور کتاب تقویۃ الایمان واسطے درستی ایمان کے اکسیر اعظم ہے۔

مسلمانو انصاف کرو جن کے مذہب میں ذکر حسین علیہ السلام بروایات صحیحہ حرام اور مولوی اسمٰعیل صاحب کا ذکر اکسیر اعظم۔ خداوند ان کو ہدایت دے۔

دیوبندیوں کے نزدیک ہندو کی پکی ہوئی شئی حلال اور مومن کی مقررہ دن میں پکی ہوئی چیز حرام۔

فتویٰ رشیدیہ $\frac{2}{124}$ } مسئلہ ہندو تہوار ہولی

قرآن کریم

مدثر $\frac{29}{1}$ وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ اور پلیدی کو چھوڑ دے اور ارشاد ہے اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ مشرک پلید ہیں۔ لہذا پلید کی شئی

یا دیوالی میں اپنے استاد یا حاکم یا نوکر کو کھیلیں یا پوری یا کچھ اور کھانا (مثلاً جھٹکے کا بھنا ہوا گوشت) بطور تحفہ بھیجتے ہیں ان چیزوں کا لینا اور کھانا استاد و حاکم و نوکر مسلمان کو درست ہے یا نہیں۔

الجواب درست ہے فقط

(ہندو کے ہاتھ کی پکی ہوئی شے دیوبندی کو حلال اور غوث پاک رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی گیارھویں کا کھانا حرام

بھی پلید۔

نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے عقبہ بن ابی معیط کی دعوت کو اس شرط پر قبول فرمایا کہ ایمان لاوے۔

خازن ٥٠/٨٠ } فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما انا باکل طعامك حتی تشهد ان لا الٰه الا اللہ و انی رسول اللہ۔ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے میں تیرا کھانا نہیں کھاؤں گا حتیٰ کہ تو لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کلمہ شہادت پڑھے۔

ثابت ہوا کہ کافر کے گھر کا کھانا پکا ہوا حرام ہے۔

ہندو کے گھر کی اور مقررہ دن کی بتوں سے گھومی ہوئی پلید ہاتھوں سے تیار شدہ لَمْ یُذْکَرِ اسْمُ اللّٰہِ عَلَیْہِ کی مصداق دیوبندی کو درست اور حلال طیب لیکن مومن کے ہاتھ سے تیار شدہ پاک و حلال کھانا متبرک دن میں پکا ہوا حرام ہو جائے اور ہندو کے پلید ہاتھوں اور پلید مشکوک غیر طاہر کنوؤں سے نکالا ہوا اور سود کا فضلہ بتوں کے نام سے پکا ہوا ان کے دیوتا سبیل کے نیچے کا مقرر شدہ سبیل کا پانی پاک اور پینا جائز ملاحظہ ہو۔

فتویٰ رشیدیہ ۳/۱۱۴ } سوال ہندو جو پیاؤ پانی کی لگاتے ہیں سودی روپیہ صرف کر کے مسلمانوں کو اس کا پانی پینا درست ہے یا نہیں

الجواب اس پیاؤ سے پانی پینا مضائقہ نہیں فقط واللہ تعالےٰ اعلم رشید احمد گنگوہی عفی عنہ اور امام حسین رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی طرف سے سبیل لگائی جاوے تو اُس کا پینا حرام ہے ملاحظہ فرمایئے۔

فتویٰ رشیدیہ ۳/۱۱۴ محرم میں سبیل لگانا شربت پلانا یا چندہ سبیل اور شربت میں دینا یا دودھ پلانا سب نادرست اور تشبیہ روافض کی وجہ سے حرام ہیں فقط رشید احمد۔

اس سے ثابت ہوا کہ دیابنہ کے نزدیک مسلمان کے ہاتھ کا پانی وشربت ودودھ حرام اور ہندو کے ہاتھ کی خواہ سودی روپے کی مصرفہ ہو تو اس میں مضائقہ نہیں آنے دو اور پھر مسلمان کے ہاتھ کی شی سے گنّے کی رس چمار کے ہاتھ کی نکلی ہوئی یا چمار کے ہاتھ کا پانی حلال پاک اور دیابنہ کے نزدیک درست

فتویٰ رشیدیہ ۲/۱۲ کولہو جو یہاں چلتے ہیں اس میں سارا کاروبار چمار اپنے ہاتھ سے کرتے ہیں یعنی رس کا نکالنا اور رس میں ہاتھ ڈالنا اور رس کا اپنے برتن میں فروخت کرنا مسلمان کو ان کے ہاتھ سے چھوئے ہوئے رس کا لینا جائز ہے یا نہیں یا وہ رس نجس ہے اور ناپاک ہے علی ھذا پانی ان کے ہاتھ کا پاک ہے یا نجس ہے ایسے پانی سے وضو کر کے نماز پڑھنا درست ہے یا نہیں فقط

الجواب جبتک یقین اس امر کا نہ ہو کہ چمار کے ہاتھ نجس ہیں حکم نجاست رس وغیرہ پانی پر نہیں ہوگا پس صورت موجودہ میں خریدنا رس کا مسلمانوں کو اور استعمال کرنا اسکا درست اور حلال ہے علی ھذا پانی بھی پاک ہے نماز وغیرہ درست ہے فقط واللہ اعلم کتبہٗ عزیز الرحمٰن عفی عنہ دیوبندی مدرسہ عالیہ دیوبند۔

اور سنیئے۔

فتویٰ رشیدیہ ۲/۱۵۰ مسئلہ فاتحہ کا پڑھنا کھانے پر یا شیرینی پر بروز جمعرات کے

درست ہے یا نہیں۔

الجواب فاتحہ کھانے یا شیرینی پر پڑھنا بدعت ضلالت ہے ہرگز نہ کرنا چاہیئے فقط رشید احمد۔ کیوں جناب جس شرینی پر ام القرآن پڑھی جاوے وہ تو پرے پرے دولے دور گمراہ کی شی ہے اس واسطے کہ مسلمان نے اس پر الحمد جو قرآن کریم کی ماں ہے اس کو کیوں پڑھ دیا لیکن ہندو کے ہاتھ کی پوری کھیلیں یا اور کچھ اور کھانا مثلاً کپورے وکواپوڑے کے ہاتھ سے بھنا ہوا اور ہندو کے سودی روپے سے سبیل کا پانی اور چمار کی رس نکالی ہوئی اور اس میں اس نے ہاتھ ڈال کر صاف کیا ہو اور گوبری زمین پر لیپی ہو اور پر دیوبندی عیش اڑائے تو بہتر ہے۔

(ثبوت تقرر گیارہویں)

"دیوبندیوں کے نزدیک کلام پڑھ کر اہل قبور کو بخشنا یا اُن کی طرف سے کچھ صدقہ خیرات دینا۔ دن مقرر کر کے۔ تو صدقہ بھی حرام اور قرآن پڑھنا بھی حرام اور قرآن پڑھنے والا کافر"

فتاوی رشیدیہ حصہ اول ص ۹۵ { گیارھویں حرام ہے (قرآن پڑھا ہو یا صدقہ) ایسے عقائد فاسد موجب کفر ہیں۔

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى بِاٰيٰتِنَآ اَنْ اَخْرِجْ قَوْمَكَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ وَذَكِّرْهُمْ بِاَيّٰىمِ اللّٰهِ اِنَّ فِىْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ

ترجمہ:- اور البتہ تحقیق بھیجا ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو اپنی نشانیوں کے ساتھ تاکہ نکالیں آپ اپنی قوم کو اندھیروں سے نور کی طرف۔ اور یاد دلائیں ان کو اللہ کے دن بے شک اس میں ہر صبر کرنے والے شکر کرنے والے کے واسطے نشانیاں ہیں۔

"اللہ تعالےٰ نے اس آیہ کریمہ میں موسیٰ علیہ السلام کو ارشاد فرمایا کہ ہم نے تجھ کو معجزات دے کر اس لئے بھیجا ہے تاکہ تُو اپنی قوم کو ظلمات سے نکال کر نوُر کی طرف لے آئے۔ اور ان کو اَیَّامِ اللہ کی یاد دلاتے رہیئے۔ اَیَّامِ اللہ کی شرح مفسرین نے یوں بیان

فرمائی ہے۔

تفسیر نسفی جلد ۲ صہ ۱۹۶ { وَ ذَكِّرْهُمْ بِاَيَّامِ اللّٰهِ) بِاَيَّامِ الْاِنْعَامِ حَيْثُ ظَلَّلَ عَلَيْهِمُ الْغَمَامَ وَ اَنْزَلَ عَلَيْهِمُ الْمَنَّ وَ السَّلْوٰى وَ فَلَقَ لَهُمُ الْبَحْرَ۔ (یعنی اَيَّامِ اللّٰهِ اُن کو یاد دلایئے جن ایّام میں اللہ تعالےٰ نے انعام فرمایا۔ جس دن اُن پر سایہ کیا اور اُن پر من وسلویٰ اُتارا اور جس دن اُن کے واسطے دریا کو پھاڑا۔ ثابت ہوا کہ ایام انعام ایام اللہ ہیں۔ اُن کا ذکر دُہرانا اور اُن کی فضیلت کو بیان کرنا صابر و شاکر کے لیے موقع عبرت ہے اگر مقرّر دنوں کو دوبارہ یاد کرنا یا اُس کی فضیلت کو دُہرانا یا خصوصیت سے عبادت کرنا کوئی شخص بدعت کہے اور موجب کفر کہے اور اُس عبادت پر حرمت کا فتوےٰ دے تو دشمنِ قرآن ہے۔ اور مشرک باللہ ہے۔ چنانچہ حدیث شریف میں بھی مذکور ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی بزرگوں کے یومِ وصال کو ایام اللہ فرمایا ہے۔

کنز العمال جلد ۴ صہ ۳۲۰ { اِنَّ عَاشُوْرَاءَ يَوْمٌ مِنْ اَيَّامِ اللّٰهِ (نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عاشورے کا دن ایام اللہ سے ہے)، کیونکہ اِسی دن میں اللہ نے دریا کو پھاڑا اور اسی دن آدم علیہ السّلام کی توبہ منظور ہوئی اور اسی دن نُوح علیہ السلام کی کشتی پہاڑ جُودی پر ٹھہری بلکہ یہ دن تمام انبیاء کے انعامات کا ہے۔ اِسی واسطے ایسے مقرر دنوں کو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی منانے کا ارشاد فرمایا ہے۔ چنانچہ عیسیٰ علیہ السلام اور یحیٰی علیہ السلام کے یوم ولادت و یومِ وصال کی بھی اللہ تعالےٰ نے تخصیص فرمائی ہے جس کا بیان پہلے گزر چکا ہے۔ باقی رہا گیارھویں کے تقرر کے متعلق تو اس کو بھی اسی وجہ سے منایا جاتا ہے۔ کہ اِس دن میں حضرت غوث الاعظم پیرِ پیراں محی الدین عبد القادر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے وصال کا دن ہے۔ اور یومِ وصال کو منانا قرآنِ کریم سے ثابت ہے۔ اسی واسطے حضرت پیر پیراں رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اسی

دن مقرر شدہ یعنی یوم وصال میں آپ کی طرف سے صدقہ خیرات دیا جاتا ہے۔ اور صدقہ خیرات اہل قبور کی طرف سے تقسیم کرنا حدیث شریف سے ثابت ہے۔ اسی واسطے اس عمل کے عامل بڑے بڑے بزرگان دین بھی رہے ہیں۔ چنانچہ شاہ عبد الحق صاحب محدث دہلوی اپنی کتاب میں رقمطراز ہیں:۔

ماثبت بالسنہ ص۸

قَدْ اشْتَهَرَ فِیْ دِیَارِنَا هٰذَا الْیَوْمُ الحَادِیْ عَشَرَ وَهُوَا الْمُتَعَارِفُ عِنْدَ مَشَائِخِنَا مِنْ اَهْلِ الْهِنْدِ مِنْ اَوْلَادِهٖ كَذَا ذَكَرَ شَیْخُنَا وَسَیِّدُ الْبَهِیُّ الرَّضِیُّ ابُو الْمَحَاسِن سَیِّدِی الشَّیْخ مُوْسیٰ الحَسَنِی۔ (یعنی ہمارے شہروں میں یہ گیارھویں کا دن مشہور ہے۔ اور وہی اہل ہند کے مشائخ کے نزدیک جو حضرت پیر پیراں کی اولاد سے ہیں اُن کے نزدیک بھی مشہور ہے۔ جیسا کہ سید بہی اور شیخ موسے حسنیؒ نے بھی ذکر کیا ہے۔ اور اس مستحب امر کو اگر لازم ومقرر ضروری کرلیا جاوے تو بھی ازروئے حدیث پاک صحیح اور مسنون ہے۔

مشکوٰۃ شریف ص۱۱۷

ترمذی شریف

عَنْ بُرَیْدَةَ قَالَ اَصْبَحَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللّٰه عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَدَعَا بِلَالًا فَقَالَ بِمَا سَبَقْتَنِیْ اِلَى الْجَنَّةِ مَا دَخَلْتُ الْجَنَّةَ قَطُّ اِلَّا سَمِعْتُ خَشْخَشَتَكَ اَمَامِیْ قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللّٰه علیہ وسلم مَا اَذَّنْتُ قَطُّ اِلَّا صَلَّیْتُ رَكْعَتَیْنِ وَمَا اَصَابَنِیْ حَدَثٌ قَطُّ اِلَّا تَوَضَّأْتُ عِنْدَهٗ وَرَاَیْتُ اِنَّ لِلّٰهِ عَلَیَّ رَكْعَتَیْنِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللّٰه عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِهِمَا۔

ترجمہ:۔ بریدہؓ سے روایت ہے۔ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے صبح کے وقت حضرت بلالؓ کو بلایا تو فرمایا نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے کس چیز کے ساتھ تو نے جنت تک مجھ سے سبقت کی ہے۔ نہیں داخل ہوا میں جنت کو کبھی۔ مگر میں نے تیرے جوتے

کا آواز اپنے پیش پیش سنا۔ عرض کیا یارسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم میں نے کبھی اذان نہیں دی۔ مگر دو رکعتیں نماز پڑھیں۔ اور میرا کبھی وضو نہیں ٹوٹا۔ مگر میں نے اسی وقت وضو کیا اور مقرر کیا میں نے کہ اللہ کے واسطے مجھ پر دو رکعتیں ضروری ہیں۔ تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ان دونوں کے سبب سے)

ثابت ہوا کہ جب حضرت بلالؓ نے تحیۃ الوضو کو جب اپنے پر باوجود نفل ہونے کے فرض کر لیا۔ اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم آن کی فضیلت کے سبب سے حضرت بلالؓ کے پاؤں کی آہٹ جنت میں سن رہے ہیں تو یقیناً نفل عبادت کو اپنے پر فرض کرنے سے بمعہ جسم دنیاوی جنت تک پہنچ سکتا ہے۔ باقی رہا تقرر گیارھویں تو کوئی ایسا عمل نہیں جو ہوا ہو یا بغیر تقرر ہو سکتا ہو۔ اللہ تعالےٰ نے دنیا کو پیدا کیا تو دن مقرر کر کے اور اگر آن سے ربوبیت کا اقرار کروایا تو دن مقرر کر کے اور انبیاء علیہم السلام سے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی رسالت و فضائل کا اقرار کروایا تو دن مقرر کر کے آدمؑ کو پیدا فرمایا تو دن مقرر کر کے۔ اور اور اُن کی توبہ قبول فرمائی تو مقرر دن میں حتّٰی کہ ہر انبیاء کو جب مخالفین پر غلبہ دیا تو دن مقرر ہیں۔ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو پیدا فرمایا تو بارھویں تاریخ مقرر کر کے آپ کا وصال ہوا تو مہینہ ربیع الاوّل اور بارھویں تاریخ مقرر کر کے۔ اور حضرت پیر پیرانؒ کو وصال دیا تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے مہینہ مقررہ ربیع الاوّل کے بعد ربیع الثانی کا مہینہ مقرر فرما کر اور دن بھی گیارھویں کا مقرر فرمایا تاکہ مہینہ اور دن بعد میں رکھنے سے نبوت کے بعد درجۂ ولایت ثابت ہو جائے۔ اسی بنا پر بھی آپ کو گیارھویں والا کہا جاتا ہے۔ چونکہ اللہ تعالےٰ نے حضرت پیر پیرانؒ کا یہی ربیع الثانی کا مہینہ اور یہی گیارھویں تاریخ وصال کی مقرر فرمائی ہے جیسا کہ ملا علی قاریؒ نے نزھۃ الخاطر الفاطر کے صفحہ ۲۱ میں بیان فرمایا ہے اور خدائی قانون سے ہی یوم وصال زیادہ متبرک ہوتا ہے۔ اسی واسطے آپ کے اس گیارھویں دن مقررہ پر حضرت پیر پیرانؒ کی طرف سے صدقہ خیرات کیے جاتے ہیں۔ اور اُن کی رُوح کو ثوابات

قرآنیہ پہنچائے جاتے۔ بقانون قرآن وحدیث گیارہویں کا تقرر اور یوم وصال کا تبرک ثابت ہو گیا۔ تم بھی ہر کام جو بھی کرو دن مقرر کرکے ہی کرتے ہو۔ شادی کرو تو دن مقرر۔ نکاح کرو تو دن مقرر کرکے۔ ایسے تو نکاح بھی ناجائز ہونا چاہیئے۔ بلکہ حرام کیونکہ دن مقرر کیا گیا۔ جلسہ کرو تو دن مقرر کرکے۔ لہذا تمہارے مولویوں کا اُس مقرر دن میں آنا اور کھانا تقرر کی وجہ سے حرام ہو جانا چاہیئے۔ اور اگر آپ کے کسی مولوی صاحب کے گھر گیارھویں کو بچہ پیدا ہو جائے۔ تو یا اسکو حرامی کہنا چاہیئے یا درخواست دی جائے کہ آج حرمت کا دن ہے کل پیدا ہو۔ لہذا تیری پیدائش کا دن مقرر۔ موت کا دن مقرر اِذا جاءَ اَجلُھا لَا یَسۡتَاخِرُوۡنَ سَاعَۃً وَّلَا یَسۡتَقۡدِمُوۡنَ ۔ قیامت کا دن مقرر۔ نمازیں مقرر۔ نمازوں کے وقت مقررہ۔ رکعتیں مقرر تسبیحیں گیارہ کی حد تک مقررہ۔ وتر گیارہ کی حد تک مقررہ گیارھویں تاریخ اللہ کو زیادہ پسند۔ ارشاد الٰہی ہے۔

(سورہ فجر ۳۰/۱) وَالۡفَجۡرِ وَلَیَالٍ عَشۡرٍ وَّالشَّفۡعِ وَالۡوَتۡرِ (قسم ہے فجر کی اور قسم ہے دس راتوں یعنی محرم کی یا عشرہ ذوالحجہ کی یا عشرہ اواخر رمضان کی۔ اور قسم ہے جوڑے کی۔ عشر اور شفع کو مرکب کرنے سے اعداد ۱۲ بنتے ہیں۔ وہ بارھویں تاریخ وصال نبی صلے اللہ علیہ وسلم ہے۔ اور قسم ہے اکیلی کی عشر کو جب وتر سے ترکیب دی جائے تو اعداد گیارہ بنتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ نے گیارھویں کی بھی قسم کھائی۔ معلوم ہوا کہ گیارھویں تاریخ اللہ کو بھی زیادہ پسند ہے۔ اور آیت کا ظاہر اور سیاق وسباق اس بات پر دال ہے کہ بارھویں تاریخ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے وصال کی ہے۔ اسی واسطے اللہ تعالےٰ نے تمام انبیاء سے اپنے محبوب ترین محبوب کے وصال کے دن کی قسم کھائی ہے۔ تو بعد انقراضِ نبوت اولیاء کا درجہ ہے۔ جو اِس گیارہویں کی قسم میں مستتر ہے جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے اولیائے کرام کے فضائل اور درجہ ولایت گیارھویں ہی پارے کے بارھویں رکوع میں ذکر کیا ہے جس سے صاف ظاہر ہے۔ چونکہ گیارھویں والے کو بارھویں والے سے فیض ہے۔ اور بیاںِ

عشر و وتر کے الفاظ بھی گیارہ ہیں۔

شیخ عبدالقادر کے پڑھنے میں گیارہ ہی حروف ہیں۔ ش۔ی۔خ۔ع۔ب۔د۔ل۔ق۔ا۔د۔ر

سید عبدالقادر 〃 〃 〃 〃

حضرت محی الدین 〃 〃 〃 〃

ایک حرف (ا) اس نام میں مضمر ہے۔ وہ اسی واسطے پوشیدہ ہے پڑھنے میں نہیں آتا۔ جو اس بات پر دال ہے کہ آپ صحیح ولی اللہ فنا فی اللہ ہیں۔ اگر اس کو آپ کے اسم میں ملایا جائے تو ۱۲ بنتے ہیں۔ تاکہ ثابت ہو جائے کہ آپ کو در حقیقت یہ درجہ بارھویں والے کے طفیل حاصل ہوا ہے۔ حضرت غوث الثقلین کے صاحبزادگان بھی گیارہ ہی تھے۔ اور آپ کے سلسلہ ولایت میں بھی علی کرم اللہ وجہہ تک گیارہ واسطے ہیں۔

نزہتہ الخاطر الفاطر صـ۱۹} نقد لبس الخرقة المبارکة (رضی اللہ عنہ) من ید الشیخ قاضی القضاة ابی سعید مبارک[۱] بن علی مخزومی (وھو لبسھا) من ید الشیخ ابی الحسن علی[۲] بن یوسف القرشی الھکاری (وھو لبسھا) من ید الشیخ ابی الفرج[۳] طرسوسی (وھو لبسھا) من ید الشیخ ابی بکر دلف[۴] الشبلی (وھو لبسھا) من ید الشیخ ابی القاسم الجنید[۵] البغدادی (وھو لبسھا) من ید الشیخ سری[۶] السقطی (وھو لبسھا) من ید الشیخ معروف[۷] الکرخی (وھو لبسھا) من ید الشیخ داؤد[۸] الطائی (وھو لبسھا) من ید الشیخ حبیب[۹] العجمی (وھو لبسھا) من ید الشیخ حسن[۱۰] البصری (وھو لبسھا) من حضرة شیخہ ومرشدہ سیدنا امیر المومنین الامام علی[۱۱] ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ وھو من حضرة سید المرسلین ورسول رب العالمین سیدنا ونبینا محمد صلی اللہ علیہ وسلم شرف وکرم ومجد وعظم۔

حضرت غوث الاعظم شیخ عبد القادر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نسباً حسنی ہیں حضرت حسن علیہ السلام تک آپ کی گیارہ پشتیں ہیں۔

نزہتہ الخاطر الفاطر ص۶ — سیدنا السید محی الدین ابو محمد عبد القادر (ابن[۱]) السید ابی صالح موسیٰ جنگی دوست (ابن[۲]) السید عبد اللہ (ابن[۳]) السید یحییٰ الزاهد (ابن[۴]) السید محمد (ابن[۵]) السید داؤد (ابن[۶]) السید موسیٰ الثانی (ابن[۷]) السید عبد اللہ المحض (ابن[۸]) السید الامام الحسن المثنیٰ (ابن[۹]) السید الامام الحسن السبط۔

نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے بذاتِ خود گیارھویں والے کی طرف سے قربانی کی۔

ابو داؤد جلد ۲ ص ۳۰ — **مسلم شریف** جلد ۲ ص ۱۵۶ — **بیہقی شریف** جلد ۹ ص ۲۸۶

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم اَمَرَ بِكَبْشٍ اَقْرَنَ يَطَأُ فِي سَوَادٍ وَيَنْظُرُ فِي سَوَادٍ وَيَبْرُكُ فِي سَوَادٍ فَاُتِيَ بِهٖ فَضَحّٰى بِهٖ فَقَالَ يَا عَائِشَةُ هَلُمِّي الْمُدْيَةَ ثُمَّ قَالَ اشْحَذِيْهَا بِحَجَرٍ فَفَعَلْتُ فَاَخَذَهَا وَاَخَذَ الْكَبْشَ فَاَضْجَعَهٗ فَذَبَحَهٗ وَقَالَ بِسْمِ اللهِ اَللّٰهُمَّ تَقَبَّلْ مِنْ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ وَمِنْ اُمَّةِ مُحَمَّدٍ ثُمَّ ضَحّٰى بِهٖ۔

(ترجمہ:۔ عائشہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ ایسے مینڈھے کا جو سینگوں والا۔ سیاہ ٹانگوں والا اور سیاہ آنکھوں والا اور سیاہ منہ والا ہو لایا گیا اُس کو پھر قربانی کی آپ نے اُس کی تو فرمایا اے عائشہ چھری لاؤ۔ پھر فرمایا آپ نے پتھر کے ساتھ اس کو تیز کرو۔ تو چھری لی آپ نے اور مینڈھے کو پکڑا پھر لٹایا اُس کو پھر ذبح کیا اُس کو۔ پھر فرمایا آپ نے بسم اللہ یعنی اللہ کے نام سے ذبح کرتا ہوں۔ اے اللہ

تو قبول کر محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کی طرف سے اور محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کی آل کی طرف سے اور محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کی اُمت کی طرف سے۔ پھر قربانی دیا آپنے اس کو۔

اس حدیث میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی آل کی طرف سے قربانی فرمائی۔ اور آپ کی آل میں پیرِ پیراں بھی ہیں۔ لہٰذا پیرِ پیراں کی طرف سے بھی آپ نے قربانی کر دی۔ دن بھی مقررہ دسواں اور رات گیارھویں۔ بڑا افسوس ہے۔ کہ جس امر کو شریعت نے ہر پہلو میں جائز رکھا ہو۔ مثلاً نفرسے نیکی کرنا یا کسی بزرگ کی طرف سے صدقہ خیرات کرنا یا قرآن شریف پڑھ کر کسی ایک مقرر دن میں بندگی کی روح کو بخشنا اور تم اُس کو حرمت کے فتوے سے نامزد کرو اور موجب کفر کہو۔ یہ محض تمہارا اسلام سے عناد ہے۔ ورنہ مسلمان کے ہاتھ کی حلال کمائی اور مسلمان کے ہاتھ کی پکی ہوئی چیز حرام کہو۔ لیکن کافر کے پلید ہاتھ کی تیار شدہ بیاج سے حرام کمائی کی ہوئی اور کافر کے مقرر دن میں پکی ہوئی اور بتوں کے نام سے چڑھاوا چڑھی ہوئی دیوبندی فرقہ کے نزدیک حلال و پاک ہو۔ یہ ایمان دیوبندیہ ہی میں گنجائش ہے اسلامی قانون اس کے برعکس ہے۔ ہاں عقلِ سلیمہ اس واسطے تسلیم کر سکتی ہے کہ جیسا فرقہ دیوبندیہ کا عقیدہ ہے۔ اُن کو اعمال بھی ویسے ہی موزوں ہو گئے۔ جیسا برتن ویسا کھانا۔ اللہ تعالےٰ حضرت پیرِ پیراںؒ کی طرف سے کچھ کھانا پکا ہوا یا شیرینی مسلمان کے ہاتھ سے خود ان کے باطن میں جانے نہیں دیتا۔ کیونکہ حلال و پاک چیز کے واسطے بطنِ پاک مسلمان کی ضرورت ہے اسی واسطے منکرین کے پیٹ منکرین کے عقائد میں منکرین کے بطن کے مطابق ہی چیز عطا کی گئی ہے۔

" مسلمانو! بغیر مذہبی تعصب کے ملاحظہ ہو کہ گیارھویں کو حرام کہنے والے اور ہندو کی چیز۔ سودی روپے کی استعمال کرنے والے حق پر ہیں یا مسلمان کے ہاتھ کی گیارھویں قرآن مجید پڑھا ہوا عمل خیر سمجھے اور کافر کے ہاتھ کی تیار شدہ چیز کو اور سودی روپے کی مصرفہ اشیاء کو حرام سمجھے۔ یہ حق پر ہیں۔

اب دیوبندیوں کے اکابر کی زبانی ان کے اسلام کی اور ایمان کی حقیقت سُن لیجئے کہ یہ اپنے آپ کی اپنے اکابر کی زبانی اگر وضاحت سن لیں گے تو امید ہے کہ انشاء اللہ ضرور تائب ہو کر مسلمان بننے کی کوشش کرینگے۔ چنانچہ مرزائیوں نے دیوبندیوں کی تکفیر سے یہ نقض وارد کیا کہ تم دیوبندی ہمیں کافر کیسے کہہ سکتے ہو جبکہ تم پر بھی احمد رضا خاں صاحب بریلوی نے کفر کا فتوے لگایا ہوا ہے۔ کہ تم اس فتوے کی بنا پر کافر ہو؛ اگر تم اُن کے فتوے کفر سے کافر نہیں تو ہم تمہارے فتوے سے کافر نہیں ہیں اگر تمہارا فتوے کفر ہم پر صحیح ہے تو تم پر احمد رضا خاں صاحب کا فتوے صحیح ہے۔ اگر وہ نہیں تو یہ بھی نہیں۔ تو اس کے جواب میں مولوی مرتضے حسن صاحب دیوبندی تحریر فرماتے ہیں۔

اشد العذاب ص ۱۳ } اگر خاں صاحب کے نزدیک بعض علماء دیوبند واقعی ایسے ہی تھے جیسا کہ انہوں نے سمجھا۔ تو خاں صاحب پر اُن علماء دیوبند کی تکفیر فرض تھی۔ اگر وہ اُن کو کافر نہ کہتے تو وہ خود کافر ہو جاتے۔ جیسے علماء اسلام نے جب مرزا صاحب کے عقائد کفریہ معلوم کر لیئے اور وہ قطعاً ثابت ہو گئے۔ تو اب علماء اسلام پر مرزا صاحب اور مرزائیوں کو کافر و مرتد کہنا فرض ہو گیا۔ اگر وہ مرزا صاحب اور مرزائیوں کو کافر نہ کہیں چاہے وہ لاہوری ہوں یا قدیانی وغیرہ وغیرہ تو وہ خود کافر ہو جائیں گے کیونکہ جو کافر کو کافر نہ کہے وہ خود کافر ہے۔"

یہ ہے مولوی مرتضے حسن صاحب دیوبندی کا فتویٰ کفر جو انہوں نے اپنے اُن علمائے دیوبند پر جنہوں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی توہین میں عبارتیں لکھی ہیں۔ اور اعلیحضرت احمد رضا خاں صاحب کے فتوے التکفیر کو جو انہوں نے اکثر علماء دیوبند پر لگایا ہے صحیح تسلیم کیا ہے جب تمہارے بزرگ اس فتوے الکفر کو اپنے پر صحیح سمجھتے ہیں تو تم ہم پر کیسے معترض ہو سکتے ہو۔ ؎

مدعی لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تیری۔

اب مشتے از خروار فقہ دیوبندیہ کی طرف بھی توجہ مبذول فرمایئے تاکہ عقائد دیوبندیہ

کے سمجھنے کے بعد ان کے اعمال صالح پر بھی کچھ مسلمانوں کو واقفیت حاصل ہوجائے۔ اور امتیاز کلی کر سکیں۔

فتاوی رشیدیہ
حصہ دوم ص ۱۳۰

مسئلہ:۔ جس جگہ زاغ معروفہ و کوّا کو اکثر حرام جانتے ہوں اور کھانے والے کو برا کہتے ہوں۔ تو ایسی جگہ اس کوّا کھانے والے کو کچھ ثواب ہوگا یا نہ ثواب ہوگا نہ عذاب۔

الجواب۔ ثواب ہوگا۔ فقط
رشید احمد گنگوہی

عقیدہ احناف
ابن ماجہ ص ۲۴۱

عَنِ ابْنِ عُمَرَ مَنْ يَّاكُلُ الْغُرَابَ وَقَدْ سَمَّاهُ رَسُولُ اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فَاسِقًا۔

ترجمہ:۔ ابن عمر سے روایت ہے کہ جو شخص کوّا کھاتا ہے۔ تحقیق اس کا نام نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فاسق رکھا ہے۔

ابن ماجہ ص ۲۴۱

عَنْ عَائِشَةَ عَنْهَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قَالَ الْحَيَّةُ فَاسِقَةٌ وَّ الْعَقْرَبُ وَالفَارَةُ فُوَيْسِقُ وَالْغُرَابُ فَاسِقٌ فَقِيْلَ لِلْقَاسِمِ اَيُؤْكَلُ الْغُرَابُ قَالَ مَنْ يَّاكُلُهٗ بَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فَاسِقًا۔

ترجمہ:۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ سانپ فاسق ہے اور بچھو اور چوہا فاسق ہے تو کہا گیا قاسم کو کیا کوّا کھایا جاتا ہے۔ تو انہوں

نے فرمایا۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے
بعد فاسق کو کون کھاتا ہے)

ان روایتین سے ثابت ہوا کہ کوا فاسق ہے اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کے بعد کوا کھانے والا فاسق کہلائے گا۔ اور اگر نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان ہی نہ لائے بلکہ اپنے سے کم سمجھے تو اُس کے کوا کھانے پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔

فتاوی رشیدیہ حصہ دوم صـ۱۲

سوال:۔ تالاب دہ در دہ سے بہت زیادہ قریب بستی کے ہے۔ اہل بستی کو اُس کے اطراف وجوانب میں بول و براز کا بھی اتفاق ہوتا ہے۔ برسات میں اگر پُر نہ ہوا اور نہ باہر ٹوٹ پھوٹ کر بھی نہ نکلا ہو تو اس صورت میں طاہر ہے یا غیر طاہر۔ اور اہل بستی کو اس کی ضرورت شدید ہے۔ کوئی دریا وغیرہ نہیں جس میں دھوبی کپڑے وغیرہ دھوئیں۔ البتہ کنوئیں بہت ہیں۔

الجواب:۔ یہ تالاب پاک ہے اگر باہر نہ نکلا ہو۔ فقط۔ کتبہ احقر بندہ رشید احمد عفی عنہ

امداد الفتوی مصنفہ مولوی اشرف علی صاحب جلد دوم۔ صـ۱۶۳

سوال:۔ زید کو جماع کی سخت ضرورت ہے۔ اور اُس کی زوجہ حائضہ ہے اس صورت میں وہ کیا کرے گا۔

الجواب:۔ بی بی کی ساق وغیرہ سے رگڑ کر نکال دے۔ یا اُس کے ہاتھ سے خارج کرادے لیکن اُس کے ران کو مس نہ کرے۔

اسی واسطے دیوبندیوں کو رات کے وقت مسجد میں رہنے سے اور شب باشی کرنے سے عموماً انکار کیا جاتا ہے۔ کہ بوقت ضرورت اگر سنت اشرفیہ پر عمل کیا تو چٹائی یا مسجد کو پلید کردیں گے۔ تو نمازی ناواقفیت میں اپنی نمازیں خراب کر بیٹھیں گے۔ اپنے اس فعل سے نادم ہوکر تائب نہیں ہوتے اُلٹا مسلمانوں کو ڈانٹا جاتا ہے کہ ہماری شب باشی پر کیوں اعتراض ہے اور ہم سے اجتناب کیوں ہے آپ کی شب کے نتائج اپنی کتابوں سے ہی ملاحظہ فرمالیجئے۔ اور

اپنے تصوف پر بھی نظرِ غور فرمائیے۔

بزرگان دیوبند کا تصوف

اشرف التنبیہ ملفوظات مولوی اشرف علی صاحب تھانوی ص۸۴ } فرمایا۔ایک دفعہ تو پہلوان نے جو دیوبند کا رہنے والا تھا باہر کے کسی پہلوان کو پچھاڑ دیا تو مولانا محمد قاسم صاحب کو بڑی خوشی حاصل ہوئی۔اور فرمایا ہم بھی جاویں اور اس کے کرتب کو دیکھیں گے۔حافظ انوار الحق کی بیٹھک میں اُسے بلایا۔اور سب کرتب دیکھے۔مولانا بچوں سے ہنستے بولتے تھے اور جلال الدین صاحبزادہ مولانا محمد یعقوب صاحب سے جو اُس وقت بچے تھے بڑی ہنسی کیا کرتے تھے۔کبھی ٹوپی اُتارتے تھے کبھی کمر بند کھولتے تھے (بچوں کے کمر بند کھولنے کی عادت مولانا کو کیا اچھی ہے یا بُری۔یہ ہے حال بانئے دیوبند کا)

اشرف التنبیہ ص۸۶ } حضرت والد صاحب مرحوم نے فرمایا۔کہ مولانا منصور علی خاں صاحب مرحوم مراد آبادی حضرت نانوتوی کے تلامذہ میں سے تھے طبیعت کے بہت پختہ تھے۔اسی لئے جدھر طبیعت مائل ہوتی تھی پختگی اور انہماک کے ساتھ اُدھر جُھکتے تھے۔انہوں نے اپنا واقعہ خود مجھ سے نقل فرمایا۔کہ مجھے ایک لڑکے سے عشق ہوگیا۔اور اس قدر اُس کی محبت نے طبیعت پر غلبہ پایا کہ رات دن اُسی کے تصور میں گزرنے لگے۔میری عجیب حالت ہوگئی۔تمام کاموں میں اختلال ہونے لگا۔حضرت کی فراست نے بھانپ لیا۔لیکن سبحان اللہ تربیت و نگرانی اسے کہتے ہیں۔کہ نہایت بے تکلفی کے ساتھ حضرت نے میرے ساتھ دوستانہ برتاؤ شروع کیا۔اور اُسے اس قدر بڑھایا۔کہ دو یار آپس میں بے تکلف دل لگی کیا کرتے ہیں یہاں تک کہ خود ہی اُس محبت کا ذکر چھیڑا۔فرمایا۔کہ

ہاں بھائی وہ (وہ لڑکا) تمہارے پاس کبھی آتے بھی ہیں یا نہیں ۔ میں شرمِ حجاب سے چپ رہ گیا ۔ تو فرمایا کہ نہیں بھائی یہ حالات انسان ہی پر آتے ہیں ۔ اس میں چھپانے کی کیا بات ہے ۔ غرض اس طریق سے مجھ سے گفتگو کی کہ میری زبان سے اُس کی محبت کا اقرار کرالیا اور کوئی خفگی اور کوئی ناراضگی نہیں فرمائی بلکہ دلجوئی فرمائی اس مخصوص بے تکلفی کے آثار اب مجھ پر ظاہر ہونے شروع ہوئے ۔ میں ایک دن تنگ آگیا اور دل میں سوچنے لگا کہ یہ محبت میری رگ و پے میں سرایت کر گئی ہے مجھے تمام امور سے بیکار کر دیا ۔ کیا کروں اور کہاں جاؤں آخر عاجز آکر دوڑا ہوا حضرت کی خدمت میں پہنچا ۔ اور مؤدب عرض کیا ۔ کہ حضرت للہ میری اعانت فرمایئے ۔ میں تنگ آگیا اور عاجز ہو چکا ہوں ۔ ایسی دعا فرما دیجیے ۔ کہ اُس لڑکے کا خیال تک میرے قلب سے محو ہو جائے تو ہنس کر فرمایا کہ بس مولوی صاحب ۔ کیا تھک گئے ۔ بس جوش ختم ہو گیا میں نے عرض کیا کہ حضرت میں سارے کاموں سے بیکار ہو گیا نکما ہو گیا ۔ اب مجھے یہ برداشت نہیں ۔ خدا کے لئے میری امداد فرمایئے ۔ فرمایا ۔ بہت اچھا (مغرب کے بعد لڑکے کا خیال ہی جاتا رہا) الخ

اتنا عرصہ جانبین کا تعلق سے کیا ہی گزرا ہوگا جس کو معرض التوا میں رکھا گیا ۔ اور مسئلہ اشمنداو بھی حل کر دیا ۔"

اشرف التنبیہ ص ۶۶ } حضرت والد ماجد مولانا حافظ محمد احمد صاحب و عم محترم مولانا حبیب الرحمٰن صاحب رحمۃ اللہ علیہما نے بیان فرمایا

کہ ایک دفعہ گنگوہ کی خانقاہ میں مجمع تھا (یعنی عرس تھا) حضرت گنگوہیؒ (رشید احمد) اور حضرت نانوتویؒ (محمد قاسم) کے مرید و شاگرد سب جمع تھے ۔ اور یہ دونوں حضرات بھی وہیں مجمع ہی میں تشریف فرما تھے ۔ کہ حضرت گنگوہی نے حضرت نانوتوی سے محبت آمیز لہجہ میں فرمایا ۔ کہ یہاں ذرا لیٹ جاؤ ۔ حضرت نانوتوی کچھ شرما سے گئے ۔ مگر حضرت نے پھر فرمایا ۔ تو بہت ادب کے ساتھ چت لیٹ گئے ۔ حضرت بھی اُسی چارپائی پر لیٹ گئے ۔

اور مولانا کی طرف کو کروٹ لے کر اپنا ہاتھ اُس کے سینے پر رکھ دیا۔ جیسے کوئی عاشق صادق اپنے قلب کو تسکین دیا کرتا ہے۔ مولانا ہر چند فرماتے ہیں۔ کہ میاں کیا کر رہے ہو۔ یہ لوگ کیا کہیں گے۔ حضرت نے فرمایا۔ کہ لوگ کہیں گے کہنے دو (کیا کر رہے ہو کا شور کیوں تھا جس پر لوگ کہیں گے کہنے دو کا جواب دیا گیا۔

تذکرۃ الرشید حصہ دوم صـ۲۸۹ | ایک بار ارشاد فرمایا۔ میں نے ایک بار خواب میں دیکھا تھا۔ کہ مولوی محمد قاسم صاحب عروس کی صورت میں ہیں۔ اور میرا اُن سے نکاح ہُوا ہے۔ سو جس طرح زن وشوہر میں ایک کو دوسرے سے فائدہ پہنچتا ہے۔ اسی طرح مجھے اُن سے اور انہیں مجھ سے فائدہ پہنچا۔ انہوں نے حضرت کی تعریف کر کے مجھے مرید کرایا۔ (اسکی تصدیق مولوی محمود الحسن صاحب فرماتے ہیں)

قصیدہ مولوی محمود الحسن صاحب دیوبندی بحقیقت مولوی محمد قاسم صاحب و مولوی رشید احمد صاحب صـ۳۰۲

ان میں جو ربط ہے ہم نے تو نہ دیکھا نہ سُنا
دونوں دلدادہ ہیں اور دلبر و جاناں دونوں
قرب جسمانی پہ ہے اُن کے تعلق کا مدار
قرب روحانی ہے یہ یکدل و جاں دونوں
ایک صورت ہی نظر آتی ہے جس کے دو عکس
اک حقیقت ہے کہ جس کے یہ عنواں دونوں
عشق کا ذکر ہی کیا بغض وعداوت ان کی
جونسے دل میں ہیں ہیں توام پنہاں دونوں

ماقبل ازیں دیوبندیوں نے خود ایسے حوالہ جات پیش کئے ہیں جن سے دیابنہ نے خود ہی اپنی وہابیت کا اقرار فرمایا۔ اب اہل انصاف کے سامنے چند ایسے مسائل شرعیہ پیش کئے جاتے ہیں۔ جن سے معلوم ہو جائیگا۔ کہ دیوبندیوں کو وہابیوں کے ساتھ کن کن عقائد خاصہ ممیزہ میں اتفاق واتحاد ذاتی ہے۔ ملاحظہ ہو:۔

وہابی عقیدہ		دیوبندی عقیدہ	
نور توحید مصنفہ مولوی ثناء اللہ ص۴	حق تو یہ ہے کہ غالیہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو نور سمجھنے والے مسیحیہ اور سناتن دھرمی ہنود کے عقائد کو مثلث کی صورت میں دکھایا جائے تو بالکل مثلث متساوی الاضلاع بن جاتا ہے۔	براہین قاطعہ ص۳	بعد اثبات مماثلت بشریت کے ثابت فرمایا۔ پس اگر کسی نے بوجہ بنی آدم ہونے کے آپ کو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو بھائی کہا تو کیا خلاف نص کے کہدیا۔

مولوی ثناء اللہ صاحب وہابی نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو نور کہنے والے احناف پر سناتن دھرمی عقیدہ اور مسیحیہ عقیدہ ہونے کا فتوے دیا ہے اور دیوبندی نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو اپنا بھائی سمجھتے ہیں بلکہ شاگرد۔ اور کبھی نبوت پر ترقی کے بھی قائل ہیں۔

عقیدہ مسلمانانِ احناف } عقیدہ وہابیہ دیوبندیہ آپ نے بغور ملاحظہ فرمالیا۔ اس کے متعلق عقیدہ احناف یہ ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالےٰ نے نور محض پیدا کیا اور نور ہی رہے اور نور ہی رہیں گے۔ ہاں ہمارے نفع کے واسطے لباسِ انسانی پہنا کر دنیا کے سامنے مبعوث فرمایا۔ اس ہیئت کذائیہ کے ساتھ بھی آپ کا نور پاک شمس وقمر اور ملائکہ کے نور سے بھی اعلےٰ و اطہر و ازکیٰ ہے اور آپ لباسِ انسانی میں بھی محض نور اور سب سے اعلےٰ اللہ تعالےٰ نے پیدا فرمایا۔ آپ کے لباسِ انسانی کو بھی کسی سے مماثلت نہیں۔ نہ ہوئی اور نہ ہوسکتی ہے اور نہ اللہ تعالےٰ نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات وصفات کا مثل پیدا کیا اور نہ پیدا کرے گا۔ یہ آپ کا ذاتی وصفاتی حسن ظاہری وباطنی نور بے مثل ہے۔ اور احناف کے نزدیک نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو بشر کہہ کر پکارنا کفر ہے کیونکہ یہ کلمہ بشر انبیاء علیہم السلام کو حقارتاً کفار کہا کرتے تھے۔ اور

قَدْ جَاءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ فرمان الٰہی کے مطابق آپ کو نور کہنا اور سمجھنا اور نور کی تبلیغ کرنا عین اسلام ہے۔ اور وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ کے عین مطابق ہے اور اس کے برخلاف قرآن کریم کی مخالفت کرنا ہے۔

وہابی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے مثل بشر کہتا ہے اور حنفی آپ کو بے مثل نور کہتا ہے تم سوچو کہ کون ہو۔

ادلہ نور ملاحظہ ہوں

شرح شفا لعلی قاری ۱/۵۰۵ — فتوحات احمدیہ مصنفہ سلیمان الجمل ص ۵ — شرح قصیدہ ہمزیہ لابن حجر ہیثمی ص ۱۵ — زرقانی ۱/۴

وَشَاهِدُهٗ حدیث عبد الرزاق بِسَنَدِهٖ عَنْ جَابِرٍ یا رسول اللہ اَخْبِرْنِیْ عَنْ اَوَّلِ شَیْءٍ خَلَقَهُ اللہ تعالیٰ قَبْلَ الْاَشْیَاءِ قَالَ یَا جَابِرُ اِنَّ اللہ تعالیٰ خَلَقَ قَبْلَ الْاَشْیَاءِ نُوْرَ نَبِیِّكَ مِنْ نُوْرِهٖ

دلیل اوّل | اللہ تعالیٰ نے جب پیدائش کی ابتدا فرمائی تو سب سے پہلے اپنے محبوب صلے اللہ علیہ وسلم کے نور پاک سے مخلوق کی بنیاد رکھی چنانچہ اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰهُ نُوْرِیْ حدیث اس کی شاہد ہے اور زرقانی نے اسکو مرفوع لکھا ہے

دلیل دوم | صفات ذات سے مؤخر ہوتے ہیں۔ نبوت بھی صفت ہے۔ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے قائل کو پہلے یہ لازمی امر ہے کہ آپ کی ذات پر اللہ اور اُس کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق ایمان لائے اور بلا تاویل و تامل و بلا عذر تقدم و تاخر نفسانیت خود و بلا اتباع مذاہب مبتدعہ عقیدے کو درست کرے تو مطابق فرمان الٰہی "محمد رسول اللہ" رسالت سے ذات کا احترام اپنی ذات پر اور اپنے عقیدہ میں فرض منصبی سمجھے۔ اور فَرِيْضَةً مِّنَ فَرَائِضِ اللّٰهِ سمجھ کر اپنے ایمان کو روشن کرلے۔ جیسا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔ لَا يُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى اَكُوْنَ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِنْ وَّالِدِهٖ وَوَلَدِهٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ یعنی کوئی الک بھی ہو تم سے بے ایمان ہی رہے گا۔ حتیٰ کہ میری ذات کو اپنے ماں باپ اور اپنی اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ سمجھے۔

وہابی محمدؐ تو ہمارے بھائی اور ہمارے جیسے بشر ہی تو ہیں۔ اور یہ عقیدہ قرآن کے مطابق ہے۔ اللہ تعالےٰ نے تین دفعہ قرآن شریف میں فرمایا۔ قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰۤى اِلَيَّ اَنَّمَاۤ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ فرما دیجیے یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سوا اس کے نہیں ہیں بشر ہوں تمہاری مثل جب اللہ فرماتے ہیں کہ تم کہدو میں تمہاری مثل بشر ہوں۔ تو آپ کی نسبت ہمیں بشر کہنا کونسا کفر ہے۔

محمد عمر اسی آیت کے ماتحت جو حضرت حسنؓ نے اس آیت کا مطلب سمجھا ہے ملاحظہ ہو:۔

تفسیر خازن $\frac{6}{87}$ } قَالَ الْحَسَنُ عَلَّمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى لِتَوَاضُعٍ حضرت حسنؓ نے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو تواضع کے واسطے اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ سکھایا ہے۔

تفسیر کبیر $\frac{5}{761}$ } (قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ) اَمَرَ مُحَمَّدًا صلے اللہ علیہ وسلم بِاَنْ يَّسْلُكَ طَرِيْقَةَ التَّوَاضُعِ فَقَالَ۔ یہ اللہ تعالےٰ نے اس واسطے آپ کی زبان پاک سے کہلوایا۔ تاکہ تواضع اور عاجزی کے طریقے پر آپ کو چلاوے۔

(۲) جو نبی اپنی زبان سے بطریق تواضع و انکساری ارشاد فرماویں ہم اُن کو حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات مطہرہ پر استعمال نہیں کرسکتے۔ ہم تو اپنی طرف سے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی شان میں تواضعانہ اور انکسارانہ اور غلامانہ الفاظ پیش کرسکتے ہیں۔ ورنہ سنت کے خلاف لازم آئیگا۔

بخاری شریف $\frac{2}{919}$ } عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ خَلَقَ اللّٰهُ آدَمَ عَلٰى صُوْرَتِهٖ۔

ابوہریرہؓ سے روایت ہے۔ کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالےٰ نے آدم علیہ السلام کو اپنی صورت پر پیدا کیا۔ کیا آدم علیہ السلام یہ فرما سکتے ہیں کہ میری اور اللہ کی صورت ایک جیسی ہے۔ اور میں صورتاً اللہ کے مماثل ہوں۔ اگر یہ جائز نہیں اور کہنا کفر ہے تو ہمارے لئے بھی نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو اپنی مثل بشر کہنا کفر کیوں نہیں ہو سکتا۔ خواہ کوئی کسی قسم کی مماثلت کہے ہاں خداوند تعالےٰ فرما سکتے ہیں۔ کیونکہ وہ تمام کے خالق ہیں چنانچہ آدم علیہ السلام کے متعلق اللہ تعالےٰ نے ارشاد فرمایا اِنِّیْ خَالِقٌ بَشَرًا مِّنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ۔ اس کے بعد ترقی دی اور فرمایا فَاِذَا سَوَّیْتُهٗ وَنَفَخْتُ فِیْهِ مِنْ رُّوْحِیْ فَقَعُوْا لَهٗ سٰجِدِیْنَ۔ جب بشر کو درست کر کے اُس میں میں اپنے روح کو پھونک دوں تو اے فرشتو تم اُس کو سجدہ کرنا۔

تم ظاہری بشریت میں اُلجھ گئے اور ملائکہ مِنْ رُّوْحِیْ کے ارشاد پر پہنچ کر ساجد ہوئے اور فائز ہوئے اور اُمت محمدیہ صلے اللہ علیہ وسلم نورِ نبوت سے فیضیاب ہو کر صدیقین وشہدا اور صالحین بن گئے۔ اور تم آپ کی بشریت کے جھگڑے میں محروم رہ گئے۔ تو لَاۤ اِلٰی هٰۤؤُلَاۤءِ وَلَاۤ اِلٰی هٰۤؤُلَاۤءِ میں شامل ہوئے۔

(۱۱) آدم علیہ السلام کا کئی برس تک یہ وظیفہ رہا۔ رَبَّنَا ظَلَمْنَاۤ اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ۔ آدم علیہ السلام نے اس دعا میں اپنی ذات کی طرف ظلم اور خسارہ کو منسوب کیا۔ لیکن اگر ہم آدم علیہ السلام کی ذات کو ظلم اور خسارہ کی طرف منسوب کریں تو ایمان جاتا ہے۔ ایسے ہی یونس علیہ السلام نے لَاۤ اِلٰهَ اِلَّاۤ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ پڑھ کر اپنی طرف ظلم کو منسوب کیا۔ اگر ہم اُن کو ظالم کہدیں تو کفر ہے۔ لہذا انبیاء کرام نے جو الفاظ عجز وانکساری میں استعمال فرمائے کسی اُمتی نے اُن کا حامل اُن کو نہ قرار دیا۔ چنانچہ اگر ہم بھی انہیں الفاظ کو جو انہوں نے اپنی ذات پر استعمال فرمائے ہیں منسوب کریں تو کفر ہے۔ علیٰ ہذا القیاس حضور اکرم صلے اللہ

علیہ وسلم کا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ کہنا یا هَلْ کُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا کہنا اور انبیاء کا اِنْ نَّحْنُ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ کہنا اپنی ذات کے واسطے تواضعاً جائز ہے۔ لیکن ہم اُمتیوں کو انبیاء علیہم السلام کی شان میں خصوصاً نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی شان میں اپنی مثل بشر کہنا توہین انبیاء میں گرفتار ہونا ہے۔ اور سنت ابلیسی کے پیرو ہونا ہے۔ کیونکہ سب مخلوق سے پہلے شیطان نے آدم علیہ السلام کو لفظ بشر استعمال کیا۔ قَالَ یَا اِبْلِیْسُ مَا لَکَ اَنْ لَّا تَکُوْنَ مَعَ السّٰجِدِیْنَ اے ابلیس تجھے کیا ہوا۔ تُو نے سجدہ کرنے والوں کا ساتھ نہ دیا یعنی سجدہ نہ کیا۔ تو اُس نے جواب دیا (ا) لَمْ اَکُنْ لِّاَسْجُدَ لِبَشَرٍ خَلَقْتَهٗ مِنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ میرے لیے یہ لائق نہیں ہے کہ میں ایسے بشر کو سجدہ کروں جس کو تُو نے کیچڑ بھُنے ہوئے سے پیدا کیا۔ ان کلمات سے ابلیس نے آدم علیہ السلام کی ڈبل توہین کی۔ آپ کو بشر کہا پھر خاکی کہا جب اُس نے یہ الفاظ آدم علیہ السلام کی نسبت استعمال کئے۔ حالانکہ نقل الفاظ خداوندی تھی۔ لیکن اللہ تعالےٰ نے فرمایا فَاخْرُجْ مِنْهَا فَاِنَّکَ رَجِیْمٌ وَّاِنَّ عَلَیْکَ اللَّعْنَةَ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ۔ تو نکل جا اُس (جنّت) سے تو مردود ہے اور بلاشک تجھ پر قیامت تک لعنت ہے۔

شیطان نے جب اس حکم خداوندی کو سُنا تو عذر نہ کر سکا کہ میں نے تیری بیان کردہ حقیقت کو دہرایا ہے۔ تُو نے بھی تو اِنِّیْ خَالِقٌۢ بَشَرًا کہا تھا۔ میں نے کہدیا تو کیا ہوا وہ سمجھ چکا تھا۔ کہ یہ الفاظ شانِ خداوندی کے لائق تھے۔ میرا کہنا گستاخی ہے۔ اور اسی گستاخی پر اڑا رہا۔ ایسے ہی تم بھی یہی الفاظ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی گستاخی میں استعمال کر کے لعنت کا طوق پہن کر اُلٹے دلائل پیش کرتے ہو۔

(۴) قرآن کریم میں کئی مقام پر اللہ تعالےٰ نے ذکر فرمایا۔ کہ کفار اپنے زمانہ کے انبیاء کو اپنے مثل بشر کہتے آئے۔ تمام قرآن کریم میں یہ ثابت نہیں کہ کسی اُمتی نے بھی اپنے نبی علیہ السلام کو بشر کا خطاب کیا ہو۔ نوح علیہ السلام کی قوم کے سرداروں نے کہا۔

(۱) ہود ۱۱/۳ } مَا نَرَاكَ اِلَّا بَشَرًا مِّثْلَنَا۔ ہم اُس کو نہیں دیکھتے مگر ہماری مثل بشر ہی تو ہے۔

(۲) مومنون ۱۸/۲ } مَا هٰذَا اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يَاْكُلُ مِمَّا تَاْكُلُوْنَ مِنْهُ وَيَشْرَبُ مِمَّا تَشْرَبُوْنَ۔

یہ تمہاری مثل بشر ہے۔ کھاتا ہے جو کچھ تم کھاتے ہو اور پیتا ہے جو کچھ تم پیتے ہو۔ شعیب علیہ السلام کو اُن کی قوم کے کفّار نے خطاب کیا۔

(۳) شعراء ۱۹/۸ } وَمَا اَنْتَ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا۔ نہیں ہے تو مگر ہماری مثل بشر۔

(۴) انبیاء ۱۷/۱ } وَاَسَرُّوا النَّجْوَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا هَلْ هٰذَا اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ۔ ظالم لوگ پوشیدہ پوشیدہ سرگوشی کرتے ہیں۔ کہ یہ تمہاری مثل بشر ہیں۔ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو کفّار نے بشر کہا۔

(۵) یٰسین ۲۲/۲ } قَالُوْا مَا اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا۔ کفّار نے کہا نہیں ہو تم مگر ہماری مثل بشر۔ موسے علیہ السلام اور ہارون علیہ السّلام کو فرعون اور اُس کے سرداروں نے کہا۔

(۶) مومنون ۱۸/۴ } اَنُؤْمِنُ لِبَشَرَيْنِ مِثْلِنَا۔ کیا ہم ایسے دو شخصوں پر ایمان لاویں جو ہماری مثل بشر ہیں۔ بعد ازاں ولید بن مغیرہ نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو بشر کہا۔

(۷) مُدَّثِّر ۲۹/۱ } اِنْ هٰذَا اِلَّا قَوْلُ الْبَشَرِ۔ نہیں ہے یہ مگر بشر کا قول ہے یعنی یہ قرآن مجید نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا (بشر کا) قول ہے۔ اللہ تعالے نے اُس کے مقابلے میں جواب دیا۔ سَاُصْلِيْهِ سَقَرَ۔ اُس کو میں جلدی نارِ سقر میں داخل کروں گا۔ وَمَا اَدْرٰىكَ مَا سَقَرُ۔ اور کس چیز نے بتایا آپ کو کیا سقر

ہے۔ لَا تُبْقِیْ وَلَا تَذَرُ لَوَّاحَۃٌ لِّلْبَشَرِ۔ باقی نہیں رہنے دیتی اور چھوڑتی نہیں۔ چمڑے کو جھلسنے والی ہے۔

ولید بن مغیرہ نے لفظِ بشر سے آپ کی توہین کی تو اللہ تعالےٰ نے اُس کے چمڑے کو ہی جھلسنے والی آگ سے سزا فرمائی۔ ایسے ہی جو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو سنتِ ولیدی پر عمل کرتے ہوئے آپ کو بشر کہہ کر پکارے گا۔ تو اللہ تعالےٰ دوزخ میں اُن کے بشر کو ہی جھلسیں گے۔ اِن نو آیاتِ کریمہ سے ثابت ہوا کہ انبیاء کو کسی اُمتی نے بشر سے خطاب نہیں کیا۔ اور نہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو کسی صحابی نے ہی بشر کا خطاب کیا۔ اس کا شاہد تمام قرآن مجید ہے۔ ہاں البتہ اس بشریت کے جھگڑے کا ثبوت شیطان سے لے کر ولید بن مغیرہ پر اس کی سند ختم ہوتی ہے۔ ورنہ مومنوں میں انبیاء علیہم السلام کو بشر پکارنے والا ایک بھی ثابت نہیں ہوتا۔ ہاں ایک روایت ترمذی شریف کی باوجود خبر احاد ہونے کے ضعیف بھی ہے۔ جس کا ضعف انشاء اللہ جلدی ثابت کیا جائیگا۔

(۵) جس کلمے کے ساتھ کفار نے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو گستاخی سے خطاب کیا ہو اللہ تعالےٰ نے مومنوں کو اُس کلمہ کے استعمال سے نبی علیہ السلام کی شان میں ممانعت فرمائی ہے۔

پارہ اوّل { وَلَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا وَقُوْلُوا انْظُرْنَا۔ اے مسلمانو تم نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو راعنا نہ کہو کیونکہ یہ کلمہ کفار کہتے ہیں۔ تم اُنْظُرْنَا کا لفظ استعمال کرو۔ یعنی اے نبی صلے اللہ علیہ وسلم آپ ہماری طرف نظر مبذول فرمائیے۔ جو کلمہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کفار نے پکارا اُس سے اللہ تعالےٰ نے حکماً منع فرما دیا۔ بعد ازاں اگر کوئی مومن اس کلمہ راعنا کو صحیح نیت سے بھی کہہ دیتا تو اللہ تعالےٰ اُن کے اعمال کی طرف توجہ نہ فرماتا بلکہ بموجب گستاخی نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اُس کے تمام عبادات کو اور اعمال کو حبط کر کے قعرِ جہنم میں داخل فرماتا۔

"وہابی" کیا یہ فتوے خدا پر بھی عائد ہوتا ہے۔ کیونکہ خدا نے بھی لفظ بشر کو انبیار پر استعمال فرمایا ہے۔

"محمد عمر" خداوند کریم آپ کو ہدایت دے۔ اللہ تعالےٰ کی ذات پر اپنے آپ کو قیاس کرتے ہو۔ اللہ تعالےٰ خالق ہے۔ باقی تمام انبیار، و اولیار، ہر شے اُس کی مخلوق ہیں۔ اللہ تعالےٰ فرما سکتے ہیں۔ اُس کا فرمانا کچھ اور ہے۔ تمہارا کہنا کچھ اور۔ اللہ تعالےٰ تو پہاڑوں کی قسم، فرشتوں کی قسم بلکہ دیگر اور اشیار کی قسمیں بھی کھاتے ہیں۔ کیا تم بھی اللہ کے سوا کسی کی قسم کھا سکتے ہو۔ یہ قیاس آرائیاں چھوڑ دو۔

"وہابی" یہ بتاؤ جب قرآن پاک میں اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ آیت آئے تو کیا اُس کو چھوڑ دیا جائے؟

"محمد عمر" کیا تم جب غیر کی قسموں پر آتے ہو تو اُن آیات کو چھوڑ دیتے ہو؟ کیونکہ تمہیں غیر کی قسم کھانا جائز نہیں

دوسرا جواب یہ ہے کہ جب تم قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ پڑھتے ہو تو خدا کی کلام سمجھ کر پڑھتے ہو یہ کلام نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو تمہاری طرف سے خطاب نہیں ہے جیسا کہ فرعون ابو لہب کا نام قرآن کریم میں پڑھا جائے تو ذکر اللہ میں شمار ہوتا ہے ایسے ہی یہ آیت قرآن کریم میں پڑھنا گستاخی نہیں۔

(۶) نور $\frac{۱۸}{۹}$ } لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَيْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا۔
اے مومنو تم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو ایسے نہ بلاؤ۔ جیسے تم آپس میں ایک دوسرے کو بلاتے ہو۔

معلوم ہوا کہ ہم ایک دوسرے کو اپنی مثل بشر کہتے ہیں۔ اور سب انسانوں کو بشریت میں مساوی کہتے ہیں۔ لہذا نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو اس مثلیت سے نہیں پکارنا چاہیئے۔ اور نہ شامل کرنا چاہیئے۔ جیسا کہ مثلیہ نے مماثلت سے منع کر دیا۔ تو ہمیں اپنے سے

بالا بلکہ تمام مخلوق سے حتیٰ کہ ملائکہ سے بھی آپ کو بالا سمجھنا پڑے گا۔

(۷) نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے ازواج مطہرات کو اللہ تعالےٰ نے عالمین کی عورتوں سے ممتاز و بالا فرمایا ہے۔ اور مماثلت کو توڑا ہے۔ جس حاکم کے محکوم کی شان تمام جنس سے اللہ تعالےٰ ممتاز فرمائے تو اُس حاکم کی شان کو ادنےٰ سے تشبیہ دینی یہ کونسا ایمان کا جزو ہے۔

احزاب ۲۲/۴ { لِنِسَاءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَاءِ۔ اے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی بیبیو تم لوگوں کی عورتوں کی مثل نہیں ہو۔

اللہ تعالےٰ تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے ازواجِ مطہرات کی مثلیت غیروں سے گوارا نہ فرماویں اور تم حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کو اپنے ساتھ مماثلت میں شامل کرتے ہو۔ خدا سے ڈرو اور توبہ کرو۔

"وہابی" کیا نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پاؤں۔ آنکھ، کان ہمارے مثل نہ تھے؟

"محمد عمر" اگر اِن عوارضات کی بنا پر تم نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو اپنے جیسا سمجھتے ہو تو میرے خیال میں تم جبرئیل علیہ السلام کو بھی اپنی مثل بشر کہنے سے گریز نہ کرو گے۔ کیونکہ وہ بھی شکلِ انسانی میں ہی تشریف لاتے تھے۔ اور وہ بھی ہاتھ پاؤں، ناک کان، سیاہ زلفیں تمام عوارضات انسانی سے مزین ہو کر تشریف لاتے تھے۔ جیسا کہ بخاری شریف جلد اوّل صفحہ صـ۱۲ میں مذکور ہے۔ کہ حضرت عمرؓ فرماتے ہیں۔ فَاَتَاهُ رَجُلٌ اِلَى النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم۔ آیا ایک آدمی نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف مسبوقت جبرئیل علیہ السلام تشریف لے گئے۔ تو پھر آپ نے فرمایا کہ تم جانتے ہو کہ یہ کون تھا۔ صحابہ کرامؓ اجمعین نے عرض کی نہیں یارسول اللہ۔ تو صحابہؓ کرام کو جبرئیل علیہ السلام کا علم ہوا۔ اگر جبرئیل علیہ السلام کے انسانی لباس میں تشریف لانے سے اور ہاتھ پاؤں وغیرہ ظاہر

ہونے سے اُن کی نورانیت میں فرق نہیں آیا۔ تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے دستِ پاک یا قدم پاک ظاہر ہونے سے آپ کے نور ہونے میں فرق لازم نہیں آئیگا۔ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے قدم پاک کی آپ کے قدم سے مماثلت تو کجا جبریئل علیہ السلام بھی آپ کے قدم پاک کی خاکِ پاک کا مقابلہ بھی نہیں کر سکتا۔ جس کی اللہ تعالےٰ قسم فرماتے ہیں۔ یعنی اے نبی صلے اللہ علیہ وسلم آپ کی اُس خاکِ پاک کی قسم جو آپ کے تلووں پاکوں کو مس کر چکی ہے لَا أُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ وَأَنْتَ حِلٌّ بِهٰذَا الْبَلَدِ۔ یارسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم میں اس شہر کی قسم کھاتا ہوں اِس حال میں کہ آپ کا نزول اِس شہر میں ہے۔

ثابت ہوا کہ جو فضیلت اور نشان آپ کے قدم پاک کی خاکِ پاک کو ہے جبریئل کیا تمام ملائکہ کا نور بھی اُس منورہ مٹی سے مماثلت نہیں رکھتے (۲) اگر تم انہیں وجوہات کی بنا پر نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو اپنی مثل سمجھو گے تو پھر خدا کو بھی اپنی مثل سمجھو۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ قرآن شریف میں فرماتے ہیں۔ بَلْ يَدَاهُ مَبْسُوطَتَانِ بلکہ اللہ کے دونوں ہاتھ فراخ ہیں دوسرے مقام پر اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں۔ يَوْمَ يُكْشَفُ عَنْ سَاقٍ۔ قیامت کے میدان میں اللہ تعالےٰ اپنی پنڈلی کو ظاہر فرمائیں گے۔ اس آیت سے اللہ کی پنڈلی ثابت ہوئی۔ تیسرے مقام پر اللہ تعالےٰ نے فرمایا۔ أَيْنَمَا تُوَلُّوا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ۔ جس طرف منہ پھیرو اُسی طرف اللہ کا وجہ ہے۔ اس آیت سے اللہ کا رُخ ثابت ہو گیا۔ معلوم ہوا کہ ظاہرات سے باطن کی حقیقت پر قیاس نہیں کیا جا سکتا۔ جیسا کہ اللہ تعالےٰ کی ذات کے پاک و مبرّا بے مثل یدین اور بے مثل ساق اور بے مثل وجہ پر ایمان لانا ضروری ہے۔ ایسے ہی تم کو نبی اکرم نورِ مجسّم صلے اللہ علیہ وسلم کے اعضائے پاک پر کوئی کسی کی مثل قائم کرنا منع ہے اور ایمان لانا ضروری ہے

اللہ تعالےٰ اپنی ذات وصفات میں بے مثال اور اپنے محبوب صلے اللہ علیہ وسلم کے نورِ پاک کو پیدا فرمایا۔ تو آپ کی ذات بمعہ صفات کو بے مثل ہی ظاہر فرمایا۔ اللہ کی

ذات اور صفات میں کوئی شریک نہیں۔ اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی ہیئت کذائیہ میں نہ مکان میں نہ زمان میں نہ سیر وسفر میں نہ حضر میں نہ قیام و قعود و سجدہ میں نہ قول و فعل میں۔ نہ عقل و علم و حکمت میں۔ الغرض آپ کی ذات و تمام صفات میں کوئی شریک نہیں۔

(۸) انعام ۴ وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْأَرْضِ وَلَا طَائِرٍ يَطِيرُ بِجَنَاحَيْهِ إِلَّا أُمَمٌ أَمْثَالُكُم۔ (نہیں ہے کوئی زمین پر چلنے والا اور نہ کوئی پرندہ جو اپنے پروں سے اُڑتا ہو۔ مگر اُمتیں ہیں تمہاری مثل)۔

اللہ تعالےٰ نے اِس آیۃ کریمہ میں یہ ثابت کیا۔ کہ جیسے تم اُمتیں ہو ایسے ہی درندے کتے بلّے خنزیر اور پرندے اُلو، گدھ وغیرہ بھی تمہاری ہی طرح اُمتیں ہیں۔ اب تم بھی اُمتی ہو اور یہ تمام بھی اُمتیں اور اُمت کی اُمت کے ساتھ تشبیہ اللہ تعالےٰ نے خود فرمائی ہے تو اگر اُمتِ وہابیہ کو اُمتِ درندگان خنزیر وغیرہ سے تشبیہ دی جائے اور کہا جائے کہ اُمت ہونے میں فلاں مولوی صاحب اور خنزیر ہم مثل ہیں تو اس سے اُمتِ وہابیہ کو ناراضگی تو نہ ہوگی؟ اور نہ ہونی چاہیئے کیونکہ اللہ نے مماثلت بیان فرمائی ہے۔ اور اگر اس صحیح ارشاد الہٰی کو بیان کرنے سے اپنی گستاخی سمجھتے ہو تو ہم نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو تمہارا اپنی مثل بشر کہنا گستاخی سمجھتے ہیں۔ جب اُس مثال پر آپ کو ناراضگی ہے تو اس مثال پر ہمیں بھی ہے۔

وہابی " جی ہاں۔ اُن کی مثل کہنے سے ہمیں گریز تو نہیں ہو سکتا۔ مگر دوسری جگہ اللہ تعالےٰ نے ہمیں دوسری اُمتوں سے ممتاز کر دیا ہے۔ فرمایا كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ تم بہتر اُمت ہو۔ اس واسطے جب ہم بہتر اُمت ثابت ہو گئے تو اعلےٰ کو ادنےٰ سے تشبیہ جائز نہیں۔

محمد عمر " واہ جناب۔ اِس تشبیہ کے وقت تو آپ کو اپنی خیر اُمت ہونا یاد آگیا۔ اور یہ پتہ نہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم تم کو اپنی اُمت میں داخل بھی فرمائیں

گے یا نہیں۔ جب داخل ہو گے تب ہی تو خَیْرَ اُمَّۃٍ بنو گے۔ اور جب اُمّتِ محمد رسول اللہ ہونے میں ہی آپ کو شک ہے۔ بلکہ تم مماثلِ محمد رسول اللہ ہی اپنے آپ کو کہلواتے ہو تو خَیْرَ اُمَّۃٍ کا مصداق تم کیسے بن سکتے ہو۔ کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّۃٍ کے مخاطب تو ہم احناف ہی ہو سکتے ہیں۔ کیونکہ غلامی کا دعوےٰ تو ہمیں ہی ہے۔ ہمیں مماثلت کا دعوےٰ نہیں۔ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی مثلیت کے تم مدعی ہو۔ اسواسطے اس آیت کے مصداق تم نہیں بن سکتے۔ اپنے نبی پر تو تمہیں دوسری آیت جھٹ تلاش کرنی پڑی جس نے تمہارا ساتھ بھی نہ دیا۔ لیکن نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی شان میں اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ کے مقابلے میں دوسری آیت اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ کو بھلا دیا۔ کیونکہ اس آیہ کریمہ سے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی ذاتی اولویت ثابت ہوتی تھی۔ اپنی خیریت ثابت کرنے کے واسطے تم فوراً پلٹے۔ اور تاویل کے متلاشی ہوئے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ اُمّتِ خنزیرہ سے ہماری مثلیت ثابت ہو جائے اور جس مثلیت کو تم ہٹا بھی نہ سکے۔ لیکن اگر نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی اولویت کا سوال آجائے تو تم اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ کو چھوڑ کر اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ پڑھ دیتے ہو۔ کیا یہ تمہارا انصاف ہے اور اسی کا نام ایمان ہے؟ اب فیصلہ تم پر ہے۔ اگر بحیثیت غلام اور اُمّتی ہونے کے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے نور ہونے کے قائل ہو جاؤ تو کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّۃٍ میں داخل ہو جاؤ گے۔ ورنہ بمطابق آیہ سابقہ اُمَمٌ اَمْثَالُکُمْ میں شامل ہو جاؤ گے۔ اب تمہاری مرضی پر منحصر ہے۔

وہابی " اللہ تعالےٰ نے کئی مقامات پر نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو عبد فرمایا یعنی بندہ۔ مثلاً سُبْحٰنَ الَّذِیْ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ (پاک ہے وہ ذات جس نے اپنے بندے کو رات میں سیر کرائی اور ہر وقت نماز میں عَبْدُہٗ پڑھتے ہو۔ باوجود اس کے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات کے واسطے عبد کا لفظ

قرآن مجید میں مذکور ہو۔ اور نمازیں اللہ کے بندے ہونے کا اقرار کرو۔ لیکن عقیدہ یہ رکھو کہ آپ اللہ کے بندے نہیں ہیں۔ یہ عقیدہ صحیح نہیں ہے۔

"محمد عمر" تم نے اپنے کلام کا پہلو بدل دیا۔ بشریت سے عبدیت کی طرف لوٹ آئے۔ اللہ تعالےٰ نے قرآن شریف میں فرشتوں کو بَلْ عِبَادٌ مُّکْرَمُوْنَ فرمایا انبیاء ۲/۱۷ بلکہ فرشتے بندے ہیں بزرگی والے۔ تو اس جگہ اللہ تعالےٰ نے فرشتوں پر بھی عباد کا اطلاق فرمایا۔ اگر فرشتے پر عبد کے اطلاق سے فرشتے کے نور ہونے میں کوئی فرق لازم نہیں آتا تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر بھی عَبْدُہٗ کہنے سے آپ کے نور ہونے میں کوئی تناقض نہ ہوگا۔ کیونکہ عبد کا لفظ نور پر بھی بولا جاتا ہے۔ (۲) سُبْحٰنَ الَّذِیْ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ معراج کی شان کو بیان فرماتے ہوئے نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر لفظ عبد کا اطلاق فرمایا۔ تاکہ منکرینِ معراج شریف کو یہ انکار کا موقعہ نہ ملے۔ کہ شاید آپ کو معراجِ روحانی ہوا ہو۔ اللہ تعالےٰ نے بِعَبْدِہٖ کے لفظ کو استعمال فرما کر واضح کر دیا۔ کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالےٰ نے رُوح بمعہ جسمِ اطہر نورانی سیر کرائی ہے۔ یہ خوابی واقعہ نہ تھا۔ بلکہ عالمِ بیداری کا ذکر ہے۔ اِسی واسطے مقام شان ہیں لفظِ عبد کا استعمال فرمایا۔

"وہابی" ہر بات کو تم نے قرآن شریف سے ثابت کیا ہے۔ اور جواب دیا ہے لیکن اس بات کا کیا جواب دو گے۔ کہ آپ کی ولدیت بشری ہے۔ خاکی سے نوری کیسے پیدا ہو سکتا ہے۔

"محمد عمر" زخرف ۲۵/۶ } وَلَوْ نَشَآءُ لَجَعَلْنَا مِنْکُمْ مَّلٰٓئِکَۃً فِی الْاَرْضِ یَخْلُفُوْنَ (اور اگر چاہیں ہم تو تم ہی سے فرشتے بنا دیں جو زمین میں خلیفہ بنیں۔) اللہ تعالےٰ نے اس آیت سے اپنی طاقت فرمائی۔ کہ اگر ہم چاہیں تو تم خاکیوں سے فرشتے نوری پیدا کر دیں۔ کہ تم طاقتِ ربانی کے منکر ہو۔ اور

اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْئٍ قَدِیْر ؕ بے شک اللہ تعالےٰ ہر چیز پر قدرت والا ہے ، اگر بھول گئے ہو اور مِنْ اَنْفُسِہِمْ کا جواب بھی آگیا اگر چاہے تو خاکی سے نوری پیدا کرسکتا ہے (۲) جنت میں حوریں نوری ہیں ۔ جن سے اولاد بھی ہوگی ۔ معلوم ہوا ۔ کہ نوری کی اولاد بھی ہوسکتی ہے ۔

وہابی "تم نے کہا تھا ۔ کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو کسی اصحابی نے بشر نہیں کہا میں ثابت کرتا ہوں کہ اس کا ثبوت ہے ۔ مشکوٰۃ شریف ص۵۲۰ شمائل ترمذی ص۲۴ میں ہے حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں ۔ کَانَ بَشَراً مِنَ الْبَشَرِ ۔ حضور بشروں سے بشر تھے ۔ تمہارا یہ دعوےٰ فاسد ہوگیا ۔ کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو کسی نے بشر نہیں کہا ۔

"محمد عمر" (۱) یہ حدیث خبر احاد سے ہے ۔ قرآن شریف کے مقابلہ میں حجت نہیں ہوسکتی ۔ (۲) اس کی سند میں بہت ضعف ہے چنانچہ اس سند کے رواۃ سے عبداللہ بن صالح راوی ہیں ۔ ان کے متعلق لکھا گیا ہے ۔ تقریب التہذیب ص۲۰۲ عبد اللّٰہ بن صالح کثیر الغلط یعنی عبداللہ بن صالح بہت غلط روائتیں بیان کرتا ہے ۔ جو اس کی کتاب میں ثابت ہیں ۔

تہذیب التہذیب جلد ۵ ص۲۵۶-۲۵۷ عبد اللّٰہ بن صالح لَیْسَ ھُوَ بِشَیْئٍ ۔ عبداللہ بن صالح کچھ نہیں ۔ اِنَّہٗ کَانَ یَکْذِبُ فِی الْحَدِیْثِ علامہ ذہبی نے فرمایا ۔ کہ عبداللہ بن صالح حدیث میں جھوٹ بولتا ہے ۔ قَالَ اَحْمَد بن صالح لَیْسَ بِشَیْئٍ احمد بن صالح نے بھی کہا ۔ کہ عبداللہ بن صالح کچھ نہیں ۔ وَ قَالَ النَّسَائِیُّ لَیْسَ بِثِقَۃٍ ۔ امام نسائی نے فرمایا کہ عبداللہ بن صالح مضبوط راوی نہیں ہے ۔ ابن مریم سے روایت ہے ۔ کہ یہ جھوٹا ہے ۔ اہل حدیث بننے کا دعوےٰ کرنے والو ۔ ایسی کچی بات احناف کے سامنے پھر زبان پر نہ لانا ۔

(۹) مائدہ ۲۶/۳ | قَدْ جَاءَ كُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّكِتَابٌ مُّبِيْنٌ (تحقیق اے لوگو تمہاری طرف اللہ کی طرف سے نور آیا ہے اور کتاب بیان کرنے والے)

اِس آیہ کریمہ میں و مغایرۃ کی لاکر نور اور کتاب مبین کو علیحدہ علیحدہ دو چیزوں کا ذکر فرمایا۔ نور سے مراد نبی صلے اللہ علیہ وسلم ہیں اور کتاب مبین سے مراد قرآن مجید ہے اللہ کی طرف سے ہمارے پاس یہی دونوں چیزیں آئی ہیں۔ اس واسطے اللہ نے دونوں کا ذکر فرمایا۔ نور کو کتاب مبین پر مقدم فرمایا۔ تاکہ جس کو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے نور ہونے میں شک ہو تو اُس کے واسطے کتاب بیان کرنے والی موجود ہے۔ (۲) اگر نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا نور پاک دنیا میں مقدم نہ ہوتا۔ تو کتاب مبین دنیا میں نہ آتی۔ اِسی واسطے اللہ تعالےٰ نے اِس آیہ مذکورہ میں نور کو مقدم رکھا اور کتاب مبین کو بعد میں (۳) کتاب مبین بغیر روشنی کے ظاہر نہیں ہوسکتی۔ اور نہ اُس کا بیان ہوسکتا ہے۔ جب تک کہ نور نہ ہو۔ اِس واسطے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے نور کو مقدم فرمایا۔ تاکہ یہ ثابت ہوجائے کہ جو شخص نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے نور ہونے کا قائل نہیں۔ اُس کے واسطے کتاب مبین نہیں۔ جو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے نور کا منکر ہے۔ وہ بغیر آپ کے نور کے کتاب مبین سے بے بہرہ ہے۔ اور اُس کا دعوےٰ باطل ہے۔ اس واسطے جب تک نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے نور ہونے کا اقرار نہ کیا جائے۔ کتاب مبین پر ایمان درست نہیں ہوسکتا۔

(۱۰) شوریٰ ۲۵/۵ | مَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ اِلَّا وَحْيًا اَوْ مِنْ وَّرَاءِ حِجَابٍ اَوْ يُرْسِلَ رَسُوْلًا فَيُوْحِيَ بِاِذْنِهٖ مَا يَشَاءُ اِنَّهٗ عَلِيٌّ حَكِيْمٌ (نہیں طاقت ہے کسی بشر کی کہ اُس کو اللہ کلام کرے۔ مگر وحی سے (یعنی القاء سے) یا پردے کے پیچھے یا جبرئیل بھیجکر تو وحی کرتا ہے وہ اللہ کے اذن کے ساتھ۔ جو چاہتا ہے۔ بے شک وہ اللہ بڑا جاننے والا بڑا دانا ہے)۔

اِس آیہ کریمہ سے ثابت ہُوا۔ کہ اللہ تعالےٰ سے بالمشافہ بشر کلام نہیں کر سکتا۔ سوائے ان تین مذکورہ طریقوں کے۔ اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے اللہ تعالےٰ بالمشافہ ہمکلام ہوئے بغیر پردے کے اور بغیر جبرئیلؑ کے۔ چنانچہ ایک دفعہ کے واقعہ کو اللہ تعالےٰ نے قرآن کریم میں بیان فرمایا ہے ——— معراج کی رات ستائیسویں رجب تھی تو اللہ تعالےٰ نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو مدعو کیا۔ اندھیری رات میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو بُلانا اور آپ کا تشریف لے جانا اور اللہ تعالےٰ کا یہ فرمانا مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوٰى (تمہارا دوست بھُولا نہیں اور نہ آپ نے کجروی کی) یہ آپ کے نور ہونے کی بیّن دلیل ہے۔ اگر آپ نور نہ ہوتے۔ تو ایسے اندھیرے میں اتنی مسافت طے کرنا اور آپ کے نہ بھُولنے کی شہادت اللہ تعالےٰ کا پیش کرنا یہ ایماندار کے لئے مقام یقین ہے ورنہ اللہ تعالےٰ ا جبرئیلؑ کے ہاتھ میں کوئی روشنی دے بھیجتے۔ اللہ کو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے نور پاک پر حتمی اعتماد تھا۔ اسی واسطے مَا ضَلَّ سے اپنے محبوب صلے اللہ علیہ وسلم کی ہی شان بیان فرمائی۔ پھر سدرۃ المنتہیٰ سے آگے نبی صلے اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے تو سوائے اللہ کے اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے جبرئیل علیہ السلام کے پر کو بھی پھٹکنے کی طاقت نہ تھی۔ اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم بمعہ لباسِ دنیاوی تشریف فرما تھے جس سے یہ واضح طور پر ثابت ہوتا ہے۔ کہ آپ کا نور پاک اتنا زبردست ہے کہ اگر خاکی کپڑا آپ کی مصاحبت اختیار کرے تو وہ بھی نور ہو جاتا ہے۔ جو جبرئیلؑ کے نوری پروں سے زیادہ زبردست قوی ہوتا ہے۔ کہ اگر وہ پرواز کریں تو وہاں خاکستر ہو جائیں۔ لیکن نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے لباس پاک میں اتنی نورانی قوّت کہ جس کو تجلیاتِ الٰہیہ ڈھانپیں اور وہ لباس اپنی قوّت میں سلامت رہے جس کے لباس میں اتنی نورانی قوت ہے اُس کے جسمانی نور کے کیا کہنے ہیں جس کے متعلق اللہ تعالےٰ ارشاد فرما دے۔

النجم ۲۷/۱ :۔ ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰى (پھر قریب ہوئے (نبی صلے اللہ علیہ وسلم)

تو استقبال کیا اُس سفے (اللہ نے) نبی صلے اللہ علیہ وسلم بلا حجاب اللہ تعالےٰ کے قریب ہوئے۔

بخاری شریف $\frac{2}{1120}$ { دَنَا الجبار ربّ العزت فتدلٰی۔ اس حدیث سے ثابت ہوا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم اللہ کے قریب ہوئے۔ تو اللہ نے قرب کی شرح فرمائی۔ فَکَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی تو وہ کمانوں کی برابر فاصلہ رہ گیا یا زیادہ کم۔

زیادہ قرب کا فاصلہ اللہ تعالےٰ نے وضاحت سے نہیں بیان فرمایا معلوم ہوا کہ اقرب سے اقرب مراد ہو سکتا ہے۔ فَاَوْحٰی اِلٰی عَبْدِہٖ مَآ اَوْحٰی مَا کَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰی اَفَتُمٰرُوْنَہٗ عَلٰی مَا یَرٰی۔ (تو القا کیا اللہ نے جو القا کیا دل نے جھوٹ نہیں بولا جو دیکھا اُس نے۔ کیا پس جھگڑا کرتے ہو تم آپ سے اُس چیز پر جو دیکھا آپ نے)

اس سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالےٰ نے اُس قرب کے مقام پر بھی عبدہٖ فرمایا تاکہ مخالف کو روحانی معراج کا شک نہ ہو جائے۔ بلکہ لامکان پر بھی اللہ تعالےٰ نے رُوح بمعہ جسمِ اطہر سے جو مرکب عبد تھا وہی استعمال فرمایا۔ نو ذاتِ نبی علیہ السلام کا قرب ذاتِ الٰہی سے ہونا یہ عین نور کا ہی خاصہ ہے۔ اور نور بھی ایسا جو ملائکہ مقربین سے بھی بالا تر ہو ورنہ خاکی تو عالم ملکوت کو طے نہیں کر سکتا۔ چہ جائیکہ اَوْ اَدْنٰی کے مقام پر نبی صلے اللہ علیہ کا پہنچنا اور بلا تھکان اور بلا مرغوبیتِ اجسامی لباس ہو کر واپس تشریف لانا یہ آپ کے نور پاک کی ہی طاقت ہے۔ جب آپ کی رویت مولیٰ ذوالجلال ثابت ہو گئی اور مَا کَانَ لِبَشَرٍ اَنْ یُّکَلِّمَہُ اللّٰہُ نے ثابت کر دیا کہ بشر کی طاقت نہیں کہ اللہ سے کلام کرے۔ تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے متکلم ہونے سے آپ کے نور ہونے کی دلیل واضح ہو گئی۔

(۱۱) **نور** $\frac{18}{5}$ } مَثَلُ نُوْرِہٖ کَمِشْکٰوۃٍ فِیْھَا مِصْبَاحٌ

تفسیر ابن جریر جلد ۱۸ صفحہ ۹۵ جَاءَ ابْنُ عَبَّاسٍ اِلٰی کَعْبِ الْاَحْبَارِ فَقَالَ لَہٗ حَدِّثْنِیْ عَنْ قَوْلِ اللّٰہِ عَزَّ وَجَلَّ اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الاٰیۃ فَقَالَ کَعْبٌ مَثَلُ نُوْرِہٖ مَثَلُ مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم کَمِشْکٰوۃٍ۔

تفسیر خازن ۵/۶۳۔ مَثَلُ نُوْرِہٖ ھُوَ مُحَمَّدٌ صلی اللہ علیہ وسلم

تفسیر معالم التنزیل ۵/۹۳ قَالَ سَعِیْدُ بْنُ جُبَیْرٍ وَالضَّحَّاکُ ھُوَ مُحَمَّدٌ صلی اللہ علیہ وسلم۔

استدلالِ نورِ حضور صلی اللہ علیہ وسلم از احادیثِ صحیحہ

دلیل ۱ ترمذی شریف ۲/۱۷۶ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ نُوْرًا فِیْ قَلْبِیْ وَنُوْرًا فِیْ قَبْرِیْ وَنُوْرًا مِنْ بَیْنِ یَدَیَّ وَنُوْرًا مِنْ خَلْفِیْ وَنُوْرًا عَنْ یَمِیْنِیْ وَنُوْرًا عَنْ شِمَالِیْ وَنُوْرًا مِنْ فَوْقِیْ وَنُوْرًا مِنْ تَحْتِیْ وَنُوْرًا فِیْ سَمْعِیْ وَنُوْرًا فِیْ بَصَرِیْ وَنُوْرًا فِیْ شَعْرِیْ وَنُوْرًا فِیْ بَشَرِیْ وَنُوْرًا فِیْ لَحْمِیْ وَنُوْرًا فِیْ دَمِیْ وَنُوْرًا فِیْ عِظَامِیْ اَللّٰھُمَّ اَعْظِمْ لِیْ نُوْرًا وَّاَعْطِنِیْ نُوْرًا وَّاجْعَلْ لِیْ نُوْرًا۔ (ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ اے اللہ کر دے تُو نور کو میرے دل میں اور نور میری قبر میں اور نور میرے آگے اور نور میرے پیچھے اور نور میرے دائیں اور نور میرے بائیں اور نور میرے اوپر اور نور میرے نیچے اور نور میرے کان میں اور نور میری آنکھ

ہیں اور نور میرے بائیں اور نور میرے جلد میں اور نور میرے گوشت میں اور نور میرے خون میں اور نور میری ہڈیوں میں۔ اے اللہ میرے لئے نور کو بڑھا دے اور مجھے نور عطا کر اور مجھے ہی نور بنا دے۔

"وہابی" اگر آپ نور تھے تو سوال کی کیا ضرورت تھی۔

"محمد عمر" تم نماز میں کھڑے ہو کر اللہ سے سوال کرتے ہو اِھۡدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ کہ اے اللہ ہمیں سیدھے راستے کی ہدایت دے۔ کیا نماز میں ہاتھ باندھ کر خدا کی عبادت میں قبلہ رُخ ہوتے ہوئے پھر اللہ سے صراطِ مستقیم طلب کرتے ہو۔ کیا نماز کی حالت میں گمراہی کے راستے پر کھڑے ہوتے ہو؟ نہیں بلکہ ترقیٔ درجات کی طلب ہوتی ہے۔ ہمیشہ سے یہ قاعدہ چلا آتا ہے۔ کہ جو بہتر چیز اپنے پاس موجود ہو۔ اُس کے لُطف حاصل ہونے پر اُس کی طلب زیادہ ہو جاتی ہے۔ اُس کا لُطف اُسے حریص بنا دیتا ہے۔ نبی صلے اللہ علیہ وسلم دنیا میں نور بن کر ہی تشریف لائے۔ اور آپ کا تمام جسمِ اطہر نوری ہے۔ آپ کا نور مبارک جب اللہ کے نور کے روبرو ہوتا ہے تو نور کا لُطف آپ کو زیادتیٔ نور پہ زیادہ حریص بناتا ہے۔ اسی بناپر آپ اللہ تعالےٰ سے یہ دُعا فرماتے ہیں۔

بخاری شریف $\frac{1}{۲۶۳}$ { عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اِنِّیْ لَسْتُ مِثْلُکُمْ میں تمہاری مثل نہیں ہوں۔

عن ابی سعید الخدری "اِنِّیْ لَسْتُ کَھَیْئَتِکُمْ" نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تمہاری ہیئت جیسا نہیں ہوں۔

۳۔ ابوداود $\frac{1}{۳۲۹}$ ترمذی شریف صـ۹۷ { عن ابی ھریرۃ قال قال

رَسُوْلُ اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وَسلم اَیُّکُمْ مِثْلِیْ۔ ابوہریرہؓ سے روایت ہے۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کون ہے تمہارا میری مثل۔

اس حدیث پاک سے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ثابت فرمادیا۔ کہ تم سے میری مثل کوئی نہیں ہوسکتا۔ اور مثلیت کی کوئی تخصیص بھی نہیں فرمائی۔ کسی صورت میں کوئی آپ کا مماثل نہیں ہوسکتا۔

۴۔ طبقات ابن سعد ۱/۲۲۱
ابن ماجہ ص ۱۱۹

عَنْ اَنَسٍؓ قَالَ لَمَّا کَانَ الْیَوْمُ الَّذِیْ دَخَلَ فِیْہِ رَسُوْلُ اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وَسلم الْمَدِیْنَۃَ اَضَاءَ مِنْھَا کُلُّ شَیْئٍ۔ (حضرت انسؓ سے روایت ہے۔ آپ فرماتے ہیں۔ کہ جس دن حضور صلے اللہ علیہ وسلم مدینہ طیبہ میں داخل ہوئے۔ تو مدینہ طیبہ کی ہر چیز کو آپ نے روشن کر دیا۔

۵۔ تاریخ کبیر جلد اوّل قسم اوّل ص ۸ عَنْ علیؓ لَمْ اَرَ قَبْلَہٗ وَلَا بَعْدَہٗ مِثْلَہٗ صلی اللّٰہ علیہ والہٖ وسلم (حضرت علی کرم اللہ وجہٗ فرماتے ہیں۔ کہ میں نے نبی صلے اللہ علیہ والہ وسلم کی مثل نہ پہلے دیکھا اور نہ بعد میں،

۶۔ مشکوٰۃ شریف ص ۵۱۸ عَنْ اَبِیْ ھریرۃ قَالَ مَا رَئیْتُ شَیْئًا اَحْسَنَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم کَاَنَّ الشَّمْسَ تَجْرِیْ فِیْ وَجْھِہٖ (ابوہریرہؓ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے زیادہ حسین میں نے کسی چیز کو نہیں دیکھا۔ گویا کہ سورج آپ کے رُخ انور پر چل رہا ہے۔

۷۔ مشکوٰۃ شریف ص ۵۱۸ ۔ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہ صلی اللّٰہ

علیہ وسلم اَفْلَجَ الثَّنِیَّتَیْنِ اِذَا تَکَلَّمَ رُئِیَ کَالنُّوْرِ یَخْرُجُ مِنْ بَیْنِ ثَنَایَاہُ
رواہ الدارمی (ابن عباسؓ سے روایت ہے۔آپ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے دانت مبارک کھلے تھے۔جب آپ کلام فرماتے تو آپ کے دانتوں مبارکہ سے نور کی طرح نکلتا تھا)

۸۔مستدرک $\frac{3}{581}$ { کعب بن زہیرؓ نے قصیدہ بانت سعاد حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی عدالت عالیہ میں پڑھا جس میں یہ مصرعہ بھی موجود ہے اِنَّ الرَّسُوْلَ لَنُوْرٌ یُّسْتَضَاءُ بِہٖ بلاشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم البتہ نور ہیں جن سے روشنی حاصل کی جاتی ہے۔

اگر آپ نور نہ تھے تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کعب بن زہیرؓ کو منع فرما دیتے۔اگر نہیں تو آپ بلاشک نور ہیں۔اور یہی عقیدہ صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین کا تھا۔

۹۔مستدرک $\frac{3}{327}$
استیعاب $\frac{1}{161}$ {
وَاَنْتَ لَمَّا وُلِدْتَ اَشْرَقَتِ
الْاَرْضُ وَضَاءَتْ بِنُوْرِکَ الْاُفُقُ
فَنَحْنُ فِیْ ذٰلِکَ الضِّیَاءِ وَفِی النُّوْرِ
وَسُبُلِ الرَّشَادِ نَخْتَرِقُ۔

(اور آپ جب پیدا کئے گئے یا رسول اللہ روشن ہو گئی تمام زمین اور آپ کے نور سے آسمان کناروں تک روشن ہو گیا۔اور ہم اسی روشنی میں اور نور میں اور ہدایت کے رستوں میں چلتے ہیں۔

۱۰۔کنز العمال $\frac{6}{308}$ { عَنْ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھَا قَالَتْ قُلْتُ یَارَسُوْلَ اللہِ اِنَّکَ تَاْتِیْ الْخَلَاءَ فَلَا نَرٰی شَیْئًا مِنَ الْاَذٰی اِلَّا اِنَّا نَجِدُ رَائِحَۃَ الْمِسْکِ۔

(عائشہؓ سے روایت ہے۔آپ نے ارشاد فرمایا۔کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ

بے شک آپ بیت الخلا (پاخانہ) کو جب تشریف لاتے ہیں تو ہم کسی چیز کو آپ کے فضلہ مبارکہ سے نہیں دیکھتے سوائے اس کے کہ ہمیں کستوری کی خوشبو پہنچتی ہے۔ یہ ہے آپ کے نور مبارکہ کی حقیقت۔

۱۱۔ مستدرک ۲/۴۰۵ } عَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ يَقُوْلُ لَمَّا سَلَّمْتُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ والہ وسلم قَالَ وَهُوَ يَبْرُقُ وَجْهُهٗ وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ والہ وسلم اِذَا سُرَّ اسْتَنَارَ وَجْهُهٗ كَاَنَّهٗ قِطْعَةُ قَمَرٍ وَكَانَ يُعْرَفُ ذَالِكَ مِنْهُ هٰذا حدیث صحیح علی شرط الشیخین۔

(کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے تھے۔ جب میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام کیا۔ آپ گفتگو فرماتے اس حال میں کہ آپ کا رُخِ انور بجلی کی طرح چمکتا۔ اور جب آپ خوش ہوتے تھے۔ تو آپ کا چہرہ مبارک نور ٹپکاتا تھا۔ گویا کہ چاند کا ٹکڑا ہے۔ اور یہ آپ سے ہی معلوم ہوتا تھا۔

۱۲۔ استیعاب ۱/۳۷۴ } عامر بن واثلہ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے سامنے یہ قصیدہ پڑھتے ہیں جن کا ایک شعر یہ بھی ہے۔

اِنَّ النَّبِيَّ هُوَ النُّوْرُ الَّذِيْ كُشِطَتْ ... بِهٖ عَمَايَاتُ مَاضِيْنَا وَبَاقِيْنَا

بے شک نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایسے نور ہیں جو کھل گئیں ... آپ کے سبب ہماری گزشتہ اور باقی گمراہیاں

اس سے ثابت ہوا کہ صحابہ کرام و تابعین کا بھی یہی عقیدہ تھا۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نور ہیں۔

۱۳۔ مستدرک ۲/۶۰۰ ۲/۶۱۶ } صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم اپنی ذات کے متعلق کچھ ارشاد فرمایئے۔ آپ نے ارشاد فرمایا۔ کہ میری والدہ نے فرمایا خَرَجَ مِنِّيْ

نُوْرٌ اَضَاءَتْ مِنْهُ قُصُوْرُ الشَّامِ هٰذَا حَدِیْثٌ صَحِیْحٌ (مجھ سے نور نکلا جس سے شام کے محلات روشن ہو گئے)۔

جس شخص کو نبی صلے اللہ علیہ والہ وسلم کی ذات بابرکات پر اور آپ کی والدہ ماجدہ پر صحیح اعتماد ہو اُس کو آپ کے اس فرمان سے یقین ہو گا۔ کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نور ہیں۔ اور نور بھی ایسے کہ مکان کے اندر آپ کا نور شریف چمکے تو کوئی دیوار و پہاڑ آپ کے نور کے آڑے نہ آئیں۔ اور آپ کی والدہ ماجدہ کی نظر پاک مکہ معظمہ کے بیت المعمور میں بیٹھے ہوئے شام کے محلات پر نظر پڑی - تو وہاں بھی نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا نور پاک جلوہ افروز ہے۔

۱۴۔ کنز العمال ۶/۳۰۱ زرقانی ۵/۲۴۴ } اِنَّهٗ وُلِدَ مَقْطُوْعَ السُّرَّةِ (بے شک آپ پیدا کئے گئے ناف کٹی ہوئی۔

نبی صلے اللہ علیہ والہ وسلم جب دنیا میں تشریف لائے تو آپ کے بدن مبارک پر ناف والی رگ کا تعلق نہ تھا۔ ثابت ہوا۔ کہ آپ کی والدہ ماجدہ کے بطنِ پاک میں بھی آپ کی خوراک نور ہی تھا - خون نہیں۔

۱۵۔ مستدرک ۴/۶۴ } ام ایمنؓ نے آپ کا پیشاب مبارک پی لیا۔ تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم مسکرائے حَتّٰى بَدَتْ نَوَاجِذُهٗ یہاں تک کہ آپ کے بڑے دانت مبارک بھی روشن ہو گئے فرمایا۔ لَا یُفْجَعُ بَطْنُكِ بَعْدَهٗ اَبَدًا (نہیں تکلیف ہو گی تیرے پیٹ کو بعد ازیں ہمیشہ)

آپ نے ام ایمنؓ کو پیشاب پینے کے بعد یہ نہیں فرمایا کہ تمہارا منہ پلید ہو گیا ہے تم کلی کر لو یا جلاب لے لو بلکہ یہ فتوے دیا کہ اے ام ایمن تیرا پیٹ میرا پیشاب پینے کے بعد کبھی دُکھے گا نہیں۔

۱۶۔ بخاری شریف $\frac{2}{928}$ | عن انس بن مالک قال رفع یدیہ حتی رئیت بیاض ابطیہ (حضرت انسؓ نے فرمایا۔ کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے دونوں دست پاک اٹھائے تو آپ کی بغل مبارک سے سفیدی میں نے دیکھی۔

ثابت ہوا۔ کہ آپ کا نور پاک اتنا غالب تھا۔ کہ کپڑوں کے اندر سے باہر موجزن ہوتا۔ اور بغل میں باوجود کرتہ مبارک ہونے کے آپ کے نور کی سفیدی آپ کے وجودِ نوری ہونے کو ثابت کرتی ہے۔ یہ ہے بخاری شریف کی حدیث صحیح۔ مرفوع متصل جو ایماندار کے لئے کافی دلیل ہے۔

۱۷۔ مواہب اللدنیہ $\frac{4}{220}$ | عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ لَمْ یَکُنْ لِلنَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم ظِلٌّ لَمْ یَکُنْ مَعَ الشَّمْسِ قَطُّ اِلَّا غَلَبَ ضَوْءُہٗ ضَوْءَ الشَّمْسِ وَقَالَ ابْنُ سَبُعٍ کَانَ صلی اللہ علیہ وسلم نُوْرًا فَکَانَ اِذَا مَشٰی فِی الشَّمْسِ اَوِ الْقَمَرِ لَا یَظْہَرُ لَہٗ ظِلٌّ) لِاَنَّ النُّوْرَ لَا ظِلَّ لَہٗ (ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا سایہ نہ تھا آپ کبھی سورج کے ساتھ نہیں ہوئے۔ مگر آپ کا نور پاک سورج کی روشنی پہ غالب ہوتا۔ اور ابن سبع نے کہا کہ آپ نور تھے جب سورج یا چاند میں چلتے تو آپ کا سایہ ظاہر نہ ہوتا کیونکہ نور کا سایہ نہیں ہوتا، معلوم ہوا کہ خاکی کپڑا بھی آپ کے جسم پاک سے مس کر کے نور بن جاتا تھا اور نہ اس کا سایہ ہوتا۔

۱۸۔ مشکوٰۃ شریف ص ۵۴۴ | حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ اسید بن حضیر اور عباد بن بشر دونوں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس کسی غرض کے واسطے بات چیت کرتے رہے۔ یہاں تک کہ رات کافی چلی گئی۔ اور رات سخت اندھیری تھی۔ جب وہ دونوں دربارِ رسالت سے لوٹے تو حدیث پاک کے الفاظ

ہاں وَبِيَدِ كُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا عُصَيَّةٌ فَأَضَاءَتْ عَصَا أَحَدِهِمَا لَهُمَا حَتّٰى مَشَيَا فِي ضَوْءِهَا حَتّٰى إِذَا افْتَرَقَتْ بِهِمَا الطَّرِيقُ أَضَاءَتْ لِلْآخَرِ عَصَاهُ

(اور ہر ایک کے ہاتھ میں اُن دونوں کے چھوٹی چھوٹی چھڑیاں تھیں۔ تو اُن دونوں سے ایک کی چھڑی روشن ہو گئی۔ حتّٰی کہ اُس کی روشنی میں وہ دونوں چلے۔ یہاں تک جب اُن دونوں کا راستہ علیحدہ علیحدہ ہوا تو دوسرے کے واسطے ایک نے اپنی چھڑی سے دوسرے کی چھڑی کو روشن کر دیا)

جب ایک لکڑی کی چھڑی نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مس کرنے سے آپ کے نور پاک سے روشن ہو جائے۔ ایسے نور گر نوری وجود کو پھر بھی کوئی اپنے جیسا بشر کہے اور آیاتِ قرآنیہ واحادیثِ صحیحہ کو پسِ پشت ڈالدے تو ایسے شخص کو اللہ ہدایت ہی دے جس کے متعلق اللہ تعالےٰ بھی فرماتے ہیں۔ يَهْدِي اللّٰهُ لِنُورِهٖ مَنْ يَّشَاءُ (نورہ سے مراد نبی صلے اللہ علیہ والہ وسلم ہیں) ہدایت دیتا ہے اپنے نور کی طرف جس کو چاہتا ہے اللہ تعالےٰ ہر مومن کلمہ گو کو نورِ نبوت کی طرف ہدایت کی توفیق عطا فرمائے۔ لیکن یہ ہدایت مشیتِ ازدی پر منحصر ہے۔ آپ کے نور ہونے کا عقیدہ بھی جس کو چاہتا ہے نصیب فرماتا ہے۔

۱۹۔ کم از کم تہذیب کا ہی مطالعہ فرما لیتے۔ تو خطبہ میں ہی شائد ہدایت نصیب ہو جاتی۔ وَنَعُوذُ أَبِهِ الْاِقْتِدَاءُ سَلِيقٌ (اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے نور کے ساتھ اقتدا لائق ہے۔

۲۰۔ تفسیر محمدی ۲۴/۶ کم از کم تم اپنے بزرگ حافظ محمد لکھو کے والے کی تفسیر کو ہی دیکھ لیتے۔ حافظ صاحب نے سورۃ والضحیٰ کے بیان میں لکھا ہے ؎

جیہڑدم غالب ہوسی تیرے اُوپر نورِ الٰہی — تے بشریت نابود ہو جاسی جیہڑی اوّل آہی

۲۱- مولوی نور حسین صاحب گھرجاکھی یوں رقمطراز ہیں:-
فضائل مصطفےٰ صلے اللہ علیہ والہ وسلم ص ۱۸ ؎

جلوہ دیکھ کے نور محمدی دا کفر شرک نے بھاجڑاں چاپائیاں نی
جھبے بدر منیر دا نور چمکے اوتھے رہندیاں کدوں سیاہیاں نی

۲۲- مولوی ثناء اللہ صاحب نے کتاب نورِ توحید میں اپنے آپ کو سات دفعہ نور لکھا ہے۔ کیا وہ نور ہو سکتے ہیں؟ اور حضور پاک صلے اللہ علیہ والہ وسلم نور نہیں؟

دیوبندی:- کچھ اعتراضات عقلیہ کی تسلی چاہتا ہوں۔

محمد عمر:- ضرور تسلی فرماؤ۔

دیوبندی } جب تمہارے نزدیک نبی صلے اللہ علیہ وسلم نور ہیں اور حاضر وناظر بھی تو اندھیری رات میں اُن کی روشنی کیوں نہیں ہوتی۔

محمد عمر:- فرشتے تمہارے نزدیک نوری ہیں یا خاکی۔

دیوبندی:- نوری ہیں۔

محمد عمر:- اللہ تعالےٰ نے قرآن پاک میں ارشاد فرمایا ہے۔

النفطرت پ ۳۰:- اِنَّ عَلَيْكُمْ لَحٰفِظِيْنَ كِرَامًا كَاتِبِيْنَ (بیشک تم پر دو کراما کاتبین محافظ فرشتے ہیں)، تو اس آیہ کریمہ سے ثابت ہوا کہ ہر شخص کے ساتھ دو نوری فرشتے ضروری ہیں۔ تو اندھیری رات میں اُن کی روشنی ہوجانی چاہیئے۔ حالانکہ ایسا کبھی نہیں ہوا۔ تمہیں چاہیئے یا اُن کے نوری ہونے سے انکار کر دو۔ یا اُن کے حاضر وناظر ہونے سے انکار کر دو۔ حالانکہ دونوں صورتیں موجود بھی ہیں اور اُن کا نور تمہیں دکھائی نہیں دیتا معلوم ہوا۔ کہ اُن کی نورانیت کو دیکھنے کے واسطے کسی خاص نورانی نظر کی ضرورت ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے قرآن کریم میں اس کو مفصل بیان فرمایا ہے۔ (۲) اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (اللہ نور ہے آسمانوں اور زمین کا)۔

اللہ تعالیٰ تمہارے نزدیک بھی حاضر و ناظر ہے اور نور بھی اعلیٰ جس سے اعلیٰ کوئی اور نور نہیں۔ اور نہ ہوا اور نہ ہو سکتا ہے۔ تو سورج اور چاند کی کیا ضرورت تھی اللہ تعالیٰ کا نور ہی کافی تھا۔ اور باوجود اس کے پھر بھی اندھیری راتیں ہو جاتی ہیں معلوم ہوا کہ اللہ کے نور کو دیکھنے والی بھی کوئی نوری طاقت ہی ہو سکتی ہے۔ ہمارا تمہارا کام نہیں ایسے ہی اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم صلے اللہ علیہ والہ وسلم کا بھی بے مثال نور ظاہر فرمایا جن کو دیکھنے والے یا نورانی ملائکہ ہو سکتے ہیں یا اللہ تعالیٰ جو ہر وقت آپ پہ درود پڑھتے ہیں۔ یا اولیائے کرام کی نوری آنکھ آپ کی زیارت سے مشرف ہو سکتی ہے۔ نبی صلے اللہ علیہ والہ وسلم کے نور کو اپنے جیسا بشر کہنے والا آپ کی زیارت سے محروم رہتا ہے اور محروم رہے گا۔ آپ کے اکابرین دیوبند کے ارشادات ملاحظہ فرمایئے۔ آپکے محمود الحسن صاحب دیوبندی مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کی شان میں لکھتے ہیں :۔

(۱) مرثیہ ص ۱۶

چھپائے جامہ فانوس کیونکر شمع روشن کو تھی اُس نورِ مجسّم کے کفن میں وہی عریانی

مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی تو نورِ مجسّم ہو سکتے ہیں۔ لیکن حضور اکرم نورِ مجسّم صلے اللہ علیہ والہ وسلم کو نور کہنے سے تم کو شرک لازم آتا ہے اور اپنے جیسا بشر کہتے ہو۔

(۲) قصائد قاسمی ص ۶

رہا جمال پہ تیرے حجابِ بشریت نہ جانا کون ہے کچھ بھی کسی نے جز ستار

اب تمہارے مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی جو بانئے مدرسہ دیوبند ہیں۔ وہ حبیب کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق یہ عقیدہ پیش کریں کہ آپ کے جمال پر بشریت کا پردہ رہا ہے آپ کی حقیقت کا کسی کو علم نہ ہو سکا۔ بلکہ بشری لباس آپ کے جمال پہ پردہ تھا کیا مولوی محمد قاسم صاحب تو حبیب کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی حقیقت سمجھنے سے قاصر ہیں اور تم مولوی محمد قاسم صاحب کے پس خوردہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی حقیقت

کو سمجھ کر معترض بنتے ہو یہ کونسے ایمان کا جزو ہے

۴۔ امداد السلوک ص۲۱

شہاب ثاقب ص۵۹

مولوی حسین احمد صاحب دیوبندی "شہاب ثاقب" میں اور مولوی رشید احمد صاحب "امداد السلوک" میں صحابہ رضوان اللہ اجمعین کی شان کے متعلق بیان فرماتے ہیں "صفات بشری ایشاں بالکل مضمحل گشت"۔ صحابہ رضوان اللہ اجمعین کی صفات بشری بالکل مضمحل ہو گئی۔ اور آگے چل کر تابعین کی شان بیان فرماتے ہیں "دل وجان ایشاں نور محض گردیدند" تابعین کے دل وجان تو محض نور بن گئے۔ لیکن نور محض اور نور گر کو اپنے جیسا بشر کہا جائے۔ جن کے متعلق اللہ تعالے فرماوے۔ کہ اللہ ان لوگوں کو اندھیرے سے نور کی طرف لاتا ہے۔ یہ دن کو رات اور رات کو دن کہنا ہے۔

۵۔ مکتوبات شریف

دفتر سوم مکتوب صدم حصہ نہم ص۷۵ مجدد الف ثانی سرہندی کا عقیدہ ملاحظہ ہو:۔

باید دانست کہ خلق محمدی در رنگ خلق سائر افراد انسانی نیست بلکہ بخلقے ہیچ ہیچ فردے از افراد عالم مناسبت ندارد کہ او صلے اللہ علیہ وسلم کہ باوجود نشاء عنصری از نور حق جل وعلی مخلوق گشتہ است مَا قَالَ علیہ الصلوٰۃ والسلام خُلِقْتُ مِنْ نُوْرِ اللّٰہِ (جاننا چاہیئے کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی پیدائش تمام انسانی افراد کی پیدائش کے رنگ میں نہیں ہے۔ بلکہ کسی مخلوق کے تمام عالم کے افراد سے کسی فرد کی پیدائش میں مناسبت نہیں رکھتے۔ اس واسطے کہ آپ صلے اللہ علیہ وسلم باوجود عنصری پیدائش کے اللہ جل وعلیٰ کے نور سے پیدا ہوئے ہیں۔ جیسا کہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ کہ میں اللہ کے نور سے پیدا کیا گیا ہوں۔

دیوبندی :۔ کیا نبی علیہ السلام کے دانت مبارک غزوہ اُحد میں شہید نہ ہوئے۔

خون نور کا بہا؟

محمد عمر آپ تسلیم کر چکے ہیں کہ فرشتے نوری ہیں۔ مسلم شریف جلد ۲ ص۲۶۷ میں ہے۔ اُرْسِلَ مَلَكُ الْمَوْتِ اِلٰى مُوْسٰى علیہ السلام فَلَمَّا جَاءَهٗ صَكَّهٗ فَفَقَأَ عَيْنَهٗ۔

ملک الموت کو موسیٰ علیہ السلام کی طرف بھیجا گیا۔ جب عزرائیل علیہ السلام موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئے تو موسیٰ علیہ السلام نے طمانچہ مارا تو عزرائیل علیہ السلام کی آنکھ بہہ گئی۔ پھر اللہ نے درست کی۔ کیا عزرائیل علیہ السلام کی آنکھ نکلنے سے اُن کے ذاتی نور میں فرق آگیا؟ معلوم ہوا جو نئے جس شکل میں متشکل بنے اُسی کے عوارضات اُس پر لازم ہوتے ہیں۔ جیسا کہ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے دانت مبارک شہید ہوئے تو آپ کے نور ہونے میں فرق لازم نہ آیا۔ کیونکہ آپ دنیا میں شکلِ انسانی سے متشکل ہو کر تشریف لائے آپ کی شکل پاک بھی سب سے ممتاز اور دانت مبارک بھی ممتاز اور خون مبارک بھی ایسا نور کہ ملائکہ کا نور کسی طرح بھی مقابلہ نہیں کر سکتا۔

علامہ خیر الدین رملیؒ استاد فقہاء رقمطراز ہیں۔

(۶) اللآلی الدریہ فی الفوائد الخیریہ علی جامع الفصولین ص۳۰۲

مَنْ قَالَ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم خَرَجَ مِنْ مَخْرَجِ الْبَوْلِ فَهَلْ يُقْتَلُ اَمْ لَا نَاَجَابَ الْحَاجُّ بِاَنَّهٗ اِنْ قَالَ مُجِيْبًا لِمَنْ ذَكَرَ الْفَضْلَ فَهُوَ يُقْتَلُ وَلَا يُسْتَتَابُ وَاِنْ ذَكَرَهٗ فِيْ ذِكْرِ الصُّلَحَاءِ وَاَرَادَ اَنَّهٗ مِنَ الْبَشَرِ فَاِنَّهٗ يُضْرَبُ ضَرْبًا شَدِيْدًا وَجَمِيْعًا وَلَا يُقْتَلُ وَاِنْ تَجَرَّدَ كَلَامُهٗ غَيْرَ جَوَابٍ قُتِلَ وَلَا يُسْتَتَابُ۔ جس شخص نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ والہ وسلم مخرج بول سے نکلے ہیں تو کیا قتل کیا جائے یا نہ۔ تو خیر الدین رملیؒ نے جواب

دیا۔ کہ اگر اُس نے کہا ہے جواب دیتے ہوئے جس شخص نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی فضیلت کا ذکر کیا تو وہ قتل کیا جائیگا۔ اور توبہ نہ منظور کی جائیگی۔ اور اگر ذکر کیا اُس نے آپ کا صلحا کے ذکر میں یا ارادہ کیا اُس نے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم بشر سے ہیں تو بیشک اُس کو مارا جائیگا سخت مارنا۔ اور قتل نہ کیا جائیگا۔ اور اگر کسی کے جواب کے بغیر محض اپنی کلام میں کہا اُس نے قتل کیا جائیگا اور توبہ نہ منظور کی جائیگی،

فقہاء کے اس فتوے کو آپ خود ہی سمجھیں اور خود ہی اپنے پر فتوے لگالیں۔ اس کے برخلاف تم کوئی فقہاء کا جزیہ نہیں دکھا سکتے۔ اور نہ انشاء اللہ دکھا سکو گے۔ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَلَنْ تَفْعَلُوْا فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِیْ وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِیْنَ۔

فرقہ وہابیہ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو حاضر و ناظر نہیں جانتے بلکہ شرک کہتے ہیں۔

تم سوچو کون ہو؟

نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے حاضر و ناظر کے دلائل

(۱) نساء ع ۵ فَكَیْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ بِشَهِیْدٍ وَّجِئْنَا بِكَ عَلٰی هٰٓؤُلَآءِ شَهِیْدًا (پھر کس طرح (انکار کرینگے یہ منکر) جب لائے ہم ہر اُمت سے گواہ اور لائے ہم آپ کو یا رسول اللہ ان تمام اُمتوں پہ گواہ)

اس آیہ کریمہ سے ثابت ہوا کہ نبی صلے اللہ علیہ والہ وسلم کی تمام اُمتوں پہ گواہی لی۔

جائیگی۔ اور لفظ شہادت سے صاف ظاہر ہے۔ کہ شہادت حاضر و ناظر کی ہی ہو سکتی ہے ورنہ شہادت کا مصداق صحیح نہیں بن سکتا۔ اور شہادتِ صادقہ حاضر و ناظر ہونے سے ہی کہلا سکتی ہے۔ ورنہ شہادتِ کاذبہ کہلائے گی۔ یا شہادت علی الشہادت کہلائے گی۔ شہادتِ کاذبہ تو معاذ اللہ آپ کی طرف تو نسبت ہی نہیں ہو سکتی۔ اور شہادت علی الشہادت کا یہاں ذکر ہی نہیں۔ کیونکہ آپ سے کسی کا مرتبہ بلند نہیں۔

(۲) احزاب ۲۲/۶ { یَاۤ اَیُّهَا النَّبِیُّ اِنَّاۤ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِیْرًا وَّ دَاعِیًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَ سِرَاجًا مُّنِیْرًا۔ (اے نبی صلے اللہ علیہ والہ وسلم بے شک ہم نے آپ کو بھیجا ہے۔ مشاہدہ کرنے والا اور مبارک دینے والا۔ اور ڈرانے والا۔ اور اللہ کی طرف اُس کے اذن کے ساتھ بلانے والا۔ اور چراغ نور دینے والا یا سورج نور دینے والا۔

اِس آیہ کریمہ میں اللہ تعالےٰ نے نبی صلے اللہ علیہ والہ وسلم کو مطلق شاہد فرمایا۔ جس پر نہ ال داخل کیا اور نہ شاہد کا صلہ ل لائے نہ علی۔ جس سے صاف ظاہر ہے کہ مطلقاً ہر مخلوق پر نبی صلے اللہ علیہ والہ وسلم کا مشاہدہ موجود ہے۔ شاہد کے معنی از روئے تفسیر ملاحظہ ہوں۔

تفسیر خازن ۶/۱۹۲ { شہود ای حضور۔ شہود یعنی حاضر ہونا۔ قرآن پاک میں بھی اسی کی شرح موجود ہے۔

یونس ۱۱/۷ { کُنَّا عَلَیْكُمْ شُهُوْدًا اِذْ تُفِیْضُوْنَ فِیْهِ (ہم تم پہ حاضر ہوتے ہیں۔ جب تم اُس میں عمل شروع کرتے ہو)

۲۔ سورہ یوسف ۱۲/۳ { وَ شَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْ اَهْلِهَا (اور گواہی دی حاضر ہونے والے نے زلیخا کے اہل سے)

یہاں شاہد کے معنی مشاہدہ کرنے والے کے لئے گئے ہیں۔ اگر مشاہدے کے معنی نہ

لیے جائیں تو فرمانِ خداوندی معاذ اللہ غلط ثابت ہوتا ہے۔

۳۔ بروج ۳۰/۱ } وَشَاهِدٍ وَّمَشْهُوْدٍ (قسم ہے مشاہدہ کرنے والے کی اور مشاہدہ کیے گئے کی)، اس کا ترجمہ تفاسیر سے بھی ملاحظہ ہو۔

تفسیر ابن جریر ۳۰/۷۱ تفسیر ابن کثیر ۴/۴۹۲ } عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ الشَّاهِدُ هُوَ مُحَمَّدٌ صلی اللہ علیہ وسلم (مشاہدہ کرنے والے وہ محمد صلے اللہ علیہ والہ وسلم ہیں)

تمہارے بزرگ حافظ محمد صاحب لکھوکے والے بھی اس کو تسلیم کر چکے ہیں۔

تفسیر محمدی ۷/۳۹۱ ع ہک آکھن شاہد نبی محمدؐ ہے مشہود قیامت

۳۔ فتح ۲۶/۱۰ } اِنَّا اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا (بیشک بھیجا ہم نے آپ کو مشاہدہ کرنے والا۔)

۴۔ مزمل ۲۹/۱ } اِنَّا اَرْسَلْنَا اِلَيْكُمْ رَسُوْلًا شَاهِدًا عَلَيْكُمْ كَمَا اَرْسَلْنَا اِلٰى فِرْعَوْنَ رَسُوْلًا۔ (بیشک تمہاری طرف ہم نے رسول بھیجا۔ جو تم پر شاہد ہے جیسا کہ ہم نے فرعون کی طرف رسول بھیجا)۔

اس آیہ کریمہ میں اللہ تعالےٰ نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ والہ وسلم کے مشاہدہ کو موسیٰ علیہ السلام کے مشاہدہ سے تشبیہ دی۔ یعنی جیسا کہ موسیٰ علیہ السلام اس وقت حاضر و ناظر ہونے کی حیثیت میں فرعون کو ملاحظہ فرما رہے تھے۔ ایسے ہی نبی صلے اللہ علیہ والہ وسلم تم تمام کو بلا تکلف مشاہدہ فرما رہے ہیں۔

۵۔ سبا ۲۲/۳ وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَافَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ۔ (اور نہیں بھیجا ہم نے آپ کو یا رسول اللہ مگر تمام لوگوں کے لیے بشیر اور نذیر۔ اور لیکن بہت لوگ نہیں جانتے)

کَآفَّۃً لِّلنَّاسِ کے جملے نے ثابت کر دیا۔ کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالےٰ نے حضرت آدم علیہ السلام سے تا قیامت مُرسل بنا کر بھیجا ہے۔ اور رسول کو اپنی اُمت کی اطلاع اور مشاہدہ ہو تو ہی اُن کی رسالت درست ہو سکتی ہے۔ اور اسی مشاہدے کو حاضر و ناظر کہا جاتا ہے۔ بلکہ اللہ تعالےٰ نے دوسرے مقام پر اس سے زیادہ وضاحت فرمائی۔ فرمایا۔

۶۔ اعراف $\frac{9}{20}$ | قُلْ یٰٓاَیُّهَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْكُمْ جَمِیْعًا الَّذِیْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ۔

فرما دیجئے یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم۔ اے لوگو! مَیں تم تمام کی طرف اللہ کا رسول ہوں۔ وہ ذات جس کے واسطے بادشاہی ہے آسمانوں کی اور زمین کی،

بھیجنے والا ہو تمام کی طرف اللہ تعالےٰ اور بھیجے گئے ہوں تمام کی طرف رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور ہر ہر فرد کی طرف آپ پہنچے نہیں تو جس کے پاس آپ نہ پہنچیں تو اُس کے لئے آپ کی رسالت کیسی۔ کیونکہ رسول کے معنیٰ ہی بھیجے ہوئے کے ہیں۔ اور آپ کا رسول اللہ ہونا کیسا۔

معلوم ہؤا۔ کہ آپ کا رسول اللہ ہونا تمام کی طرف تب صحیح ہو سکتا ہے۔ جب آپ تمام کے واسطے حاضر و ناظر ہوں۔ اور اسی واسطے اللہ تعالےٰ نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو تمام پر گواہ رکھا ہے جس کی شرح دوسرے مقام پر ارشاد فرمائی۔

۷۔ بقرہ $\frac{2}{17}$ | وَیَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَیْكُمْ شَهِیْدًا۔ اور رسول صلے اللہ علیہ وسلم تم پر ہر وقت گواہ رہتے ہیں، یعنی حاضر رہتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ نے پہلے تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی کونیت ثابت فرمائی وَیَكُوْنُ فرما کر جس کا مطلب ہے کہ آپ موجود ہوتے ہیں۔ اور بعد ازاں ال الرسول میں لائے تاکہ اس ال سے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے واسطے رسول کا لفظ خاص مراد لیا جائے۔ اب یہاں رسول سے سوائے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے اور کوئی رسول مراد نہیں لے سکتے۔ اور یہی

ال عہد خارجی کا خاصہ ہے۔ آگے عَلَیۡکُمۡ کا خطاب عام فرمایا جس کی شرح پہلے جمیعا کے لفظ سے واضح ہو چکی ہے۔ تو یہاں مخاطب تمام ہی ہونگے۔ اگے اللہ تعالٰے نے شَہِیۡدًا کا لفظ فرمایا۔ یہ شَہِدَ یَشۡہَدُ کے باب سے نکلا ہے۔ اور فَعِیۡلٌ کے وزن پر صیغہ صفت مشبہ ہے اور صفت مشبہ دوام پر دلالت کرتا ہے۔ اگر ایک وقت کے لئے بھی فاصل فصل سے دور ہو جائے تو صفت مشبہ صفت مشبہ نہیں رہتا۔ تو شَہِیۡدًا میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی شہادت دائمی اگر نہ تسلیم کی جائے تو شہیدا پر ایمان درست نہیں رہتا۔ اور اس میں اگر حاضری نہ تسلیم کی جائے تو حقیقت لغوی سے انکار ہوتا ہے جس کو اللہ تعالٰے نے صاف ظاہر فرمایا اِنَّ اللّٰہَ علی کُلِّ شَیۡئٍ شَہِیۡدٌ (بے شک اللہ تعالٰے ہر چیز پر شاہد ہے) کیا شہید کے معنی یہاں شہادت الشہادت جو آپ نے نکالا ہوا ہے یہ سمجھے جائیں گے؟ یہاں اگر یہ معنی کئے جائیں تو کفر لازم آتا ہے۔ تو جب یہاں خرابی لازم آتی ہے۔ تو وَیَکُوۡنَ الرَّسُوۡلُ عَلَیۡکُمۡ شَہِیۡدًا میں تم کیسے قرآن مجید کی تحریف کرکے معنی بگاڑ سکو گے۔ بہر حال تم کو اس آیہ کریمہ کے مطابق نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو حاضر و ناظر ماننے کے بغیر کوئی چارہ نہیں۔ پھر فرمایا۔ وَیَشۡہَدُہٗ الۡمُقَرَّبُوۡنَ (اور حاضر ہونگے اُسے مقرب لوگ) چنانچہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو بھی اللہ تعالٰے نے حاضر و ناظر کی تاکید فرمائی۔

۸۔ کہف ۱۵/۱۴ وَاصۡبِرۡ نَفۡسَکَ مَعَ الَّذِیۡنَ یَدۡعُوۡنَ رَبَّہُمۡ بِالۡغَدٰوۃِ وَالۡعَشِیِّ یُرِیۡدُوۡنَ وَجۡہَہٗ وَلَا تَعۡدُ عَیۡنٰکَ عَنۡہُمۡ (اور ثابت رکھئے (یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم) اپنی ذات کو ان لوگوں کے ساتھ جو اپنے رب کو صبح شام پکارتے ہیں۔ خالص اللہ کی رضا کا ارادہ رکھتے ہیں اور اپنی نظر پاک کو اُن سے نہ پھیریئے)۔

اس آیہ کریمہ سے ثابت ہوا جو محض اللہ کی رضا کے لئے اُس کا ذکر کرتے ہیں اُن کے واسطے خدا کی طرف سے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا حاضر و ناظر ہونا اور آپ کی معیت اُن

کے ساتھ صحیح ہے اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی توجہ خاص ہے ایک آن کے لئے بھی آپ کی توجہ اُن سے مبذول نہیں ہوتی۔ خواہ وہ ذاکرین کسی زماں کسی مکاں میں ہوں۔ جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے اور زیادہ تاکید فرمائی۔

۹۔ انعام ۶/۶ } وَلَا تَطْرُدِ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ (اور نہ چھوڑیئے آپ (یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم) اُن لوگوں کو جو خاص اُسی کی رضا کے لئے اپنے رب کی صبح شام عبادت کرتے ہیں)

اس حکم میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو مومنین کے نہ چھوڑنے کا اللہ نے ارشاد فرمایا اب تم کہو نبی صلے اللہ علیہ وسلم ہمارے ساتھ نہیں ہیں تو تمہارا یہ کہنا ہم اپنے متعلق کیسے صحیح سمجھیں۔ جب ہم مومن ہیں۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو ہمارے نہ چھوڑنے کا ارشاد فرمایا ہے ہاں جو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے حاضر و ناظر ہونے کے منکر ہیں اُن کی وجہ یہی ہو سکتی ہے کہ وہ ایمان سے خالی ہیں۔ لہٰذا اُن کو حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کا ساتھ نہیں۔ اور اس لئے کہ ذکر اللہ سے انہوں نے رُوگردانی کی ہوئی ہے۔ ایسے لوگوں کے متعلق نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو اعراض کا حکم اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے۔

نجم ۲۷/۲ } فَاَعْرِضْ عَنْ مَّنْ تَوَلّٰى عَنْ ذِكْرِنَا (اور اعراض فرمایئے، (یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم، اُس شخص سے جس نے ہمارے ذکر سے منہ پھیرا)

اگر تم اللہ تعالےٰ کو خلوص دل سے پکارتے ہو تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو تمہارا حاضر و ناظر ماننا ضروری ہے۔ اور تمہارے ساتھ آپ کی معیت ہے۔ ورنہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم تم سے بیزار ہیں۔ اس لئے کہ تم اللہ تعالےٰ کے ذکر سے بیزار ہو۔ لیکن تمہارے اعمال کو ہر وقت ہر مقام پر ملاحظہ فرما رہے ہیں۔ جیسا کہ ارشاد فرمایا:۔

۱۰۔توبہ ۱۱/۱۳ } وَقُلِ اعْمَلُوْا فَسَیَرَی اللّٰہُ عَمَلَکُمْ وَرَسُوْلُہٗ
وَالْمُؤْمِنُوْنَ (اور فرما دیجئے (یارسول اللہ صلے اللہ
علیہ وآلہ وسلم) عمل کرو تم جلدی دیکھے گا اللہ تعالےٰ تمہارے عملوں کو اور اُس کا رسول
اور مومنوں) بھی یہ آیت پاک قرآن کریم کی نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ناظر ہونے کی
شہادت دے رہی ہے۔ اور بالترتیب رویت کے مراتب بھی بیان فرما دیئے۔ سب
سے پہلے اللہ بصیر ہے اس لئے اللہ تعالےٰ نے تمام کے اعمال کی رویت کو اپنی ذات کے
واسطے مقدم فرمایا۔ بعد ازاں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ناظر ہیں۔ اس واسطے اعملوا
کے عموم کو بیان فرماتے ہوئے اپنے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رویت کو اُن کے
واسطے ثابت فرمایا۔ آپ کے بعد چونکہ اولیائے کرام کا درجہ رسالت سے موخر ہے اس
واسطے اُن کی رویت کا ذکر وَرَسُوْلُہٗ کے بعد وَالْمُؤْمِنُوْنَ سے مدلل کر دیا۔ کہ اولیائے
کرام بھی دیکھیں گے تمہارے تمام اعمالوں کو۔

۱۱۔فرقان ۱۸/۱ } تَبٰرَکَ الَّذِیْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰی عَبْدِہٖ
لِیَکُوْنَ لِلْعٰلَمِیْنَ نَذِیْرًا (بابرکت ہے وہ ذات
جس نے اتارا فرقان کو اپنے بندے پر تاکہ ہو جائیں آپ تمام جہانوں کے واسطے ڈرانے والے)
اِس آیہ کریمہ میں اللہ تعالےٰ نے عالمین کے نذیر ہونے کا مرتبہ آپ کو عنایت فرمایا
انصاف سے ذرا سوچیئے کہ اگر ایسے نذیر کا وجود عالمین سے مفقود ہو جائے تو کیا اُن کی
نذارت عالمین کے واسطے ہو سکتی ہے؟ یا جس عالم میں اُن کی ذات موجود نہ ہو۔ اُن کے
واسطے وہ نذیر بن سکتے ہیں؟ ثابت ہوا کہ عالمین کے نذیر ہونے کے لئے نذیر کی موجودیت
تمام عالمین میں ضروری ہے۔

۱۲۔انبیاء ۱۷/۷ } وَمَا اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ (اور نہیں بھیجا
ہم نے آپ کو (یارسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم) مگر تمام جہانوں

کے واسطے رحمت) اللہ تعالےٰ نے محض نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو ہی رحمۃ للعالمین ہونے کا خطاب فرمایا۔ جو آج تک نہ کوئی ہوا اور نہ ہے اور نہ ہو سکتا ہے۔ یہ خصوصیت صرف آپ کے لئے ہی ہے۔ آپ سبب اور عالمین مسبب۔ مسبب کا وجود بغیر سبب محال ہے۔

معلوم ہوا کہ عالمین کے قیام کا دارومدار اللہ تعالےٰ نے آپ پر ہی رکھا ہے اگر آپ کی (یعنی نبی صلے اللہ علیہ وسلم) کی رحمت تمام جہانوں کو شامل حال نہ ہو تو تمام عالمین بوجہ اعمالِ خود قائم نہیں رہ سکتے۔ یہ سب عالمین کا ظہور و قیام محض نبی صلے اللہ علیہ والہ وسلم کی موجودیت پر ہی ہے کیونکہ آپ اللہ کی طرف سے رحمت بن کر تشریف لائے ہیں جب آپ رحمۃ اللہ علی العالمین بالدلائل ثابت ہو گئے تو اللہ تعالےٰ نے ارشاد فرمایا۔ اِنَّ رَحْمَتِیْ وَسِعَتْ کُلَّ شَیْءٍ (بے شک رحمت میری ہر چیز کو وسیع ہے اس آیت سے رحمتی اللہ تعالےٰ کے خاص رسول حضور اکرم صلے اللہ علیہ والہ وسلم ہی ہو سکتے ہیں۔ پھر کل شئے عالمین میں داخل ہے۔ اور اللہ تعالےٰ کی بڑی رحمت اور خطاب شدہ اور مقررہ رحمت عالمین کے واسطے آپ ہی ہیں۔ اس واسطے نبی صلے اللہ علیہ والہ وسلم کی ذاتِ رحمت عالمین کی ہر شئے کو محیط ہے۔ اس لئے آپ حاضر و ناظر ہونے کے بغیر وَسِعَتْ کُلَّ شَیْءٍ کے مصداق نہیں بن سکتے۔ اور آپ کی رحمت کو اللہ کی ذات محیط ہے۔ اس واسطے آپ کی رحمت کا جدا ہونا عالمین سے محال ہے۔ چنانچہ اللہ تعالےٰ نے وَاللّٰہُ یَعْصِمُکَ مِنَ النَّاسِ کا ارشاد فرمایا ہوا ہے۔ اور آپ کے حاضر و ناظر ہونے کی زبردست دلیل فرمائی۔

۱۳۔ ال عمران ۴/۱۰ } وَکَیْفَ تَکْفُرُوْنَ وَاَنْتُمْ تُتْلٰی عَلَیْکُمْ اٰیٰتُ اللّٰہِ وَفِیْکُمْ رَسُوْلُہٗ (اور کس طرح انکار کر سکتے ہو تم حالانکہ تم پہ اللہ کی آیتیں پڑھی جاتی ہیں۔ اور تم میں اللہ کے رسول ہیں)

نبی صلے اللہ علیہ والہ وسلم کے منکروں کو اللہ تعالےٰ نے جھڑکی دے کر فرمایا۔ کہ تم

کیسے انکار کر سکتے ہو۔ حالانکہ تم پر اللہ کی آیتیں بھی پڑھی جاتی ہیں۔ اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بھی تم میں موجود ہیں ۔ اس آیہ کریمہ کو سن کر اور پڑھ کر اور سمجھ کر تم ارشادِ الٰہی پر ایمان نہ لاؤ اور نبی صلے اللہ علیہ والہ وسلم کو حاضر و ناظر نہ سمجھو اور ظاہری نص کی تاویل کرو تو وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ وَكَانَ اَمْرُهٗ فُرُطًا کے رو سے تمہارا دل بھی ذکرِ الٰہی سے غافل ہو گیا۔ کیونکہ آپ نے نبی صلے اللہ علیہ والہ وسلم کو چھوڑ کر اپنی نفسانیت کی اتباع کی اور اس اتباع میں آپ کا کام حد سے تجاوز کر گیا۔ اسی سبب سے تم حاضر و ناظر ہونے کے منکر ہو گئے۔

وہابی اگر نبی صلے اللہ علیہ وسلم حاضر و ناظر ہیں تو تم ہمیں دکھا دو۔ اور اگر صحیح حاضر و ناظر ہیں تو بغیر دکھائے نظر آنے چاہئیں۔

محمد عمر کیا ہر حاضر و ناظر چیز کے لئے نظر آنا ضروری ہے ؟

(۱) ملائکہ تمہارے پاس حاضر ہیں اور وہ ناظر بھی ہیں۔ کیا تم نے ان کو کبھی دیکھا ؟ یا ان کے حاضر و ناظر ہونے کا انکار کر دو۔

(۲) اللہ تعالےٰ کو حاضر و ناظر آپ بھی مانتے ہیں اُس کو ہی تم ہمیں دکھلا دو معلوم ہوا کہ ہر حاضر و ناظر کو تمہارا نہ دیکھنا اُس کے حاضر و ناظر ہونے کے منافی نہیں۔ اور نہ ہر حاضر و ناظر کو تم دیکھ سکتے ہو۔ بڑے افسوس کی بات ہے کہ جب اللہ تعالےٰ ارشاد فرما دے کہ شیطان تمہارے لئے حاضر و ناظر ہے تو اُس کے حاضر و ناظر ہونے پر فوراً ایمان لے آؤ۔ جیسا کہ ارشادِ الٰہی ہے:۔

۱۴۔ اعراف ۸/۳ اِنَّهٗ يَرٰىكُمْ هُوَ وَقَبِيْلُهٗ مِنْ حَيْثُ لَا تَرَوْنَهُمْ اِنَّا جَعَلْنَا الشَّيٰطِيْنَ اَوْلِيَآءَ لِلَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ (بے شک وہ (شیطان) دیکھتا ہے تم کو وہ بھی اور اُس کا قبیلہ بھی۔ جہاں تم ان کو نہیں دیکھ سکتے۔ بے شک ہم نے شیطانوں کو بنایا ہے بے ایمانوں

کے واسطے اولیار، اور شیطانوں کو نہ دیکھنے کے باوجود بھی اُن کی رویت اور اُن کے حاضر و ناظر پر ایمان لانے سے تو مشرک نہ بنو۔ لیکن اللہ تعالےٰ اگر نبی صلے اللہ علیہ والہ وسلم کے ناظر و حاضر ہونے کی صاف دلیل ارشاد فرماوے تو اُس کا صاف انکار کیا جاتا ہے۔ اور شرک کہا جاتا ہے۔

۱۵۔ اعراف $\frac{9}{24}$ } وَتَرٰاهُمْ يَنْظُرُوْنَ اِلَيْكَ وَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ (اور ملاحظہ فرما رہے ہیں آپ (یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) اُن کو۔ اور وہ تکتے ہیں آپ کی طرف اور وہ دیکھ نہیں سکتے)

اس آیہ کریمہ میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا ناظر ہونا اور حاضر ہونا اور تمہارا نہ دیکھنا ثابت ہو رہا ہے۔ باوجود اس کے منکر کو شرک نے گھیرا ہوا ہے اور قرآن مجید سے پیچھے ہٹ رہا ہے۔

وہابی اللہ تعالےٰ قرآن شریف میں ارشاد فرماتے ہیں کہ وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ اِذْ يُلْقُوْنَ اَقْلَامَهُمْ اَيُّهُمْ يَكْفُلُ مَرْيَمَ اور دوسرے مقام پر فرمایا وَمَا كُنْتَ بِجَانِبِ الْغَرْبِيِّ اِذْ قَضَيْنَا اِلٰى مُوْسَى الْاَمْرَ وَمَا كُنْتَ مِنَ الشّٰهِدِيْنَ۔

ان سے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی غیر حاضری موسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں بھی اور مریم علیہا السلام کے زمانے میں بھی ثابت نہیں۔

محمد عمر تمہاری بیان کردہ آیاتِ قرآنی سے موجودیتِ ذاتی مراد ہے جس سے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے حاضر و ناظر ہونے کے منافی نہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے قیامت کے دن اپنے متعلق ارشاد فرمایا ہے۔ لَا تَخْتَصِمُوْا لَدَيَّ وَقَدْ قَدَّمْتُ اِلَيْكُمْ بِالْوَعِيْدِ (نہ جھگڑو تم میرے پاس حالانکہ تحقیق میں نے تمہاری طرف وعید پہلے بھیجا ہوا ہے) قیامت کے دن اللہ تعالےٰ کفار کو لَا تَخْتَصِمُوْا

لدنی فرماوینگے ۔کیا اللہ تعالےٰ سے بھی کوئی چیز بعید ہے؟ نہیں۔یہاں قرب وبعد ذاتی مراد ہے ۔ایسے ہی نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم بھی حاضر و ناظر تو ہیں لیکن بعض کے لئے قرب ہے بعض کے لئے بُعد ہے اور بعض کو باعتبار ناظر ہونے کے بُعد پر حاضر ہیں چنانچہ امم ماضیہ کی رؤیت آپ کو حاصل ہے ۔جیسا کہ ارشاد فرمایا:۔

۱۶۔ حاقہ ۲۹/۱ { وَاَمَّا عَادٌ فَاُهْلِكُوْا بِرِيْحٍ صَرْصَرٍ عَاتِيَةٍ سَخَّرَهَا عَلَيْهِمْ سَبْعَ لَيَالٍ وَّثَمٰنِيَةَ اَيَّامٍ حُسُوْمًا فَتَرَى الْقَوْمَ فِيْهَا صَرْعٰى كَاَنَّهُمْ اَعْجَازُ نَخْلٍ خَاوِيَةٍ فَهَلْ تَرٰى لَهُمْ مِّنْۢ بَاقِيَةٍ (اور لیکن قوم عاد تو ہلاک کئے گئے وہ ٹھنڈی ہوا اور حد سے گزرنے والی ہوا کے ساتھ پیچھے لگا دیا اللہ نے اس ہوا کو یعنی مسلط کیا اس نے اس ہوا کو قوم عاد پر۔سات راتیں اور آٹھ دن پے در پے۔پس ملاحظہ فرماتے تھے آپ ریا رسول اللہ صلے اللہ علیہ والہ وسلم ، قوم کو ان ایام ولیالی میں گری ہوئی گویا کہ وہ کھجور گری ہوئی کا ڈنڈھ ہے تو کیا دیکھتے ہیں آپ ریا رسول اللہ صلے اللہ علیہ والہ وسلم ، ان کا کوئی باقی ؟۔

اس آیہ کریمہ سے اللہ تعالےٰ نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا قوم عاد کے عذاب کو تمام ہفتہ ملاحظہ فرمانا ثابت کر دیا۔جو فَتَرَى الْقَوْمَ فِيْهَا سے ثابت ہے ۔اور اس وقت چپے چپے اور ذرے ذرے کی رویت کو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے واسطے فَهَلْ تَرٰى لَهُمْ مِّنْۢ بَاقِيَةٍ نے ثابت کر دیا۔اس کا ترجمہ تفسیر ابن جریر سے ملاحظہ ہو

ابن جریر ۲۹/۲۹ { فَتَرٰى يَا مُحَمَّدُ صلى الله عليه واله وسلم قَوْمَ عَادٍ فِيْ تِلْكَ السَّبْعِ اللَّيَالِيْ وَالثَّمٰنِيَةِ الْاَيَّامِ (پس دیکھتے تھے تم یا محمد صلے اللہ علیہ وسلم قوم عاد کو اس سات راتیں اور آٹھ دنوں میں) اس آیہ کریمہ مذکورہ بالا سے مع اس کے ترجمہ کے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی رویت

امم ماضیہ کو ثابت ہو گئی۔ اور ناظر ہونا بغیر حاضر ہونے کے محال ہے۔ لیکن اُس حاضری کی ہیئت کذائیہ ہمارے فہم و بیان سے باہر ہے۔ باوجود اس کے اس آیہ کریمہ پر ایمان لانے کے واسطے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو حاضر و ناظر ماننا پڑے گا۔

اور جب یہ بات قرآن کریم سے ثابت ہو گئی کہ آپ اللہ کی رحمت ہیں تو اللہ تعالےٰ نے آپ کے قرب کا بھی ارشاد فرمایا۔

۱۷۔ اعراف ۷/۸ | اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰہِ قَرِیْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِیْنَ (بے شک اللہ کی رحمت نیکی کرنے والوں سے قریب ہے) ثابت ہوا کہ رحمۃ اللہ مومنین کے لیے نبی کریم صلے اللہ علیہ والہ وسلم ضرور ہیں۔ کیونکہ ان کا عقیدہ یہی ہے۔ اور وہی محسنین سے ہیں اور محسنین کے واسطے رحمۃ اللہ کو قریب فرمایا۔ اور رحمۃ اللہ نبی صلے اللہ علیہ والہ وسلم ہیں۔ لہذا آپ محسنین کے قریب ہوئے۔ معلوم ہوا جو نبی صلے اللہ علیہ والہ وسلم کو اپنا قریب اور حاضر و ناظر نہیں سمجھتے وہ محسنین سے نہیں ہیں۔ اور نہ اُن کی کوئی نیکی منظور ہے۔ قابل غور یہ امر ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ والہ وسلم کا قرب مومنین کے ساتھ کتنا ہے اس کا فیصلہ قرآن مجید نے بیان فرمایا۔

۱۸۔ احزاب ۲۱/۱ | اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِھِمْ وَاَزْوَاجُہٗٓ اُمَّھٰتُھُمْ وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُھُمْ اَوْلٰی بِبَعْضٍ فِیْ کِتٰبِ اللّٰہِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُھٰجِرِیْنَ (نبی صلے اللہ علیہ وسلم زیادہ قریب ہیں مومنین کے ساتھ اُن کی جانوں سے اور آپ کے ازواج مطہرات مومنوں کی مائیں ہیں۔ اور رشتہ دار بعض اُن کے زیادہ قریب ہیں بعض کے ساتھ مومنین سے اور مہاجرین سے۔

اس آیہ کریمہ میں اللہ تعالےٰ نے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قرب کا اندازہ جو مومنین کے ساتھ ہے بیان فرمایا۔ مومنین جمع ہے اور جمع پر الف لام داخل فرمایا تاکہ فائدہ عموم کا دے۔

جس میں تمام مومنین ابتدا سے انتہا تک شامل ہو گئے۔ اور بیان فرمایا۔ کہ مومنین کی جانیں اتنی قریب اُن کے لیے نہیں ہیں جتنا کہ قرب نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو مومنین سے ہے۔ اور اولیٰ کے معنی قریب تر ظاہر کرنے کے واسطے بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ میں لفظِ اولیٰ کو دوبارہ فرمایا تاکہ پہلے اولیٰ کے معنی کوئی کج طبع بگاڑ نہ سکے۔ چنانچہ اللہ تعالےٰ نے اولیٰ بمعنی اقرب دوسری جگہ بھی مراد لئے ہیں۔ جیساکہ آل عمران ۳ میں مذکور ہے۔ اِنَّ اَوْلَى النَّاسِ بِاِبْرٰهِيْمَ لَلَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ وَهٰذَا النَّبِيُّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بے شک بہت نزدیک لوگوں کے ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اُن کی تابعداری کی۔ اور یہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ایماندار لوگ اس مقام پر بھی اللہ تعالےٰ نے اولیٰ بمعنی اقرب نزدیک تر لئے ہیں۔ چنانچہ اکابر دیوبند یہ بھی یہی معنی مراد لے رہے ہیں۔ جس کا ذکر اخیر میں ابھی آرہا ہے۔ اور اس اقربیت کا ذکر جو اولیٰ کے لفظ میں ہے مومنین کی خصوصیت سے یہ خود نبی صلے اللہ علیہ والہ وسلم نے بھی ارشاد فرمایا ہے۔

دلائل حاضر و ناظر از احادیثِ صحیحہ

نسائی شریف $\frac{1}{279}$ | اَنَا اَوْلٰى بِكُلِّ مُؤْمِنٍ مِنْ نَفْسِهٖ مَنْ تَرَكَ دَيْنًا فَعَلَيَّ۔ میں زیادہ قریب ہوں ہر مومن کے ساتھ اُس کی جان سے۔ جس نے چھوڑا قرضہ کو تو مجھ پر لازم ہے اُس کا ادا کرنا۔ اس حدیث پاک میں نبی صلے اللہ علیہ والہ وسلم نے حاضر و ناظر کے مسئلہ کو خوب حل فرمادیا۔ اگر تم مومن ہو تو آپ کا حاضر و ناظر سمجھنا تمہارے لئے ضروری ہے۔ کیونکہ نبی صلے اللہ علیہ والہ وسلم نے بِكُلِّ مُؤْمِنٍ کی قید لگائی ہے۔

وہابی اگر نبی صلے اللہ علیہ والہ وسلم حاضر و ناظر ہی ہیں تو معراج کی رات لامکان

پر کیوں تشریف لے گئے۔ ثابت ہوا کہ ہر جگہ حاضر و ناظر نہ تھے۔ ورنہ جانے کا کیا مطلب۔

محمد عمر خدا تعالٰے تمہارے نزدیک حاضر و ناظر ہے۔ اور نَحۡنُ اَقۡرَبُ اِلَيۡهِ مِنۡ حَبۡلِ الۡوَرِيۡدِ (خدا اس رگ سے بھی زیادہ قریب ہے۔ جب اُس نے نبی صلے اللہ علیہ والہ وسلم کو لامکان پہ مدعو فرمایا۔ تو اُس کے حاضر و ناظر ہونے میں کوئی فرق لازم نہیں آیا۔ تو آپ کے تشریف لے جانے سے بھی آپ کے حاضر و ناظر ہونے میں فرق لازم نہ آئیگا۔

۲۔ مسلم شریف ۲/۳۸۶
نسائی شریف ۱/۲۸۸

عَنۡ اَنَسِ بۡنِ مَالِكٍ قَالَ نَبِیُّ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اَنَّ الۡعَبۡدَ اِذَا وُضِعَ فِیۡ قَبۡرِهٖ وَتَوَلّٰی عَنۡهُ اَصۡحَابُهٗ اِنَّهٗ لَيَسۡمَعُ قَرۡعَ نِعَالِهِمۡ قَالَ يَاۡتِيۡهِ مَلَكَانِ فَيُقۡعِدَانِهٖ فَيَقُوۡلَانِ لَهٗ مَا كُنۡتَ تَقُوۡلُ فِیۡ هٰذَا الرَّجُلِ قَالَ فَاَمَّا الۡمُؤۡمِنُ فَيَقُوۡلُ اَشۡهَدُ اَنَّهٗ عَبۡدُ اللّٰهِ وَرَسُوۡلُهٗ۔

(انس بن مالک رض سے روایت ہے۔ کہ فرمایا نبی کریم صلے اللہ علیہ والہ وسلم نے کہ آدمی جب قبر میں رکھا جاتا ہے۔ اور اُس کے ساتھی اُس سے منہ موڑتے ہیں تو وہ اُن کے جوتوں کی کھڑکھڑاہٹ کو سنتا ہے۔ آپ نے فرمایا اس کے پاس دو فرشتے منکر نکیر آتے ہیں تو اُس کو بٹھاتے ہیں۔ پھر اس کو کہتے ہیں۔ کیا کہتا ہے تو اس شخص کے بارے میں۔ (اور اسی مقام پر بخاری شریف ۱/۱۷۸ میں مذکور ہے۔ مَاكُنۡتَ تَقُوۡلُ فِیۡ هٰذَا الرَّجُلِ مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ والہ وسلم۔ کہ تو کیا کہتا ہے۔ اس رجل محمد صلے اللہ علیہ والہ وسلم کے بارے میں)، آپ نے فرمایا لیکن مومن پس کہتا ہے میں گواہی دیتا ہوں کہ یہ بے شک اللہ کے بندے ہیں۔ اور اُس کے رسول ہیں) تمام روئے زمین میں کروڑوں مرتے ہیں۔ ہر ملک میں اور ہر ایک مُردہ کو زندہ کرکے منکر نکیر

ایک ہی وقت میں کروڑہا مقامات پر اُٹھا کر بٹھاتے ہیں۔ اور نبی اکرم صلے اللہ علیہ والہ وسلم بھی کروڑہا جگہ ایک ہی وقت میں تمام قبور میں پیش کیے جاتے ہیں۔ اور اُسی وقت ہی صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین میں بھی آپ تشریف فرما ہوتے تھے۔ ایک ہی وجود اطہر اللہ کے حکم سے بلا تجزیہ نفس و بلا تعدد ذات ایک ہی وقت میں کروڑہا جگہ حاضر و ناظر ہونا ثابت ہو گیا۔ ایک ہی وقت میں روئے زمین پر بھی حاضر و ناظر ہیں جو اپنے زائرین کو مختلف مقامات پر زیارت سے مشرف فرما رہے ہیں۔ اور تحت الارض بھی کروڑہا ملکوں میں بلا امتیاز زیارت کروا رہے ہیں۔ اور خواص کو بلا نوم و بلا مراقبہ بالمشافہ زیارت سے سرفراز فرما رہے ہیں۔ جیسے کہ قبور میں اہلِ قبور کے واسطے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا حاضر و ناظر ہونا اور آپ کی پہچان پر فلاح کا دارومدار ہے۔ اسی طرح فوق الارض بھی ہر اہلِ ایمان کے واسطے آپ کو حاضر و ناظر سمجھنا کسوٹی ایمان ہے۔ بلکہ اگر آدمی کو سمندر میں مچھلیاں نگل جائیں اور غذا بنا لیں تو وہاں بھی نکیرین آپ ہی کی ذاتِ بابرکات کو جو نفس کے واپس آنے سے اولیٰ تر ہیں انہی کے متعلق سوال کیا جاتا ہے۔ اب عالم برزخ میں بھی آپ کا حاضر و ناظر ہونا عالم دنیا میں بھی اور عالمِ ملکوت میں بھی اور لامکان میں بھی اور روضۂ اطہر پر جانے والوں کو بھی سوال کا جواب وہیں فرماتے ہیں اور جنت پر تخت نشین بھی ہیں۔ اور ہر مقام پر سونے والے اولیائے کرام کو بھی اپنی زیارت سے مشرف فرماتے ہیں۔ جیسے کہ ارشاد ہے:۔

۳۔ بخاری شریف $\frac{۲}{۱۰۵۳}$ | اِنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُوْلُ مَنْ رَاٰنِيْ فِي الْمَنَامِ فَسَيَرَانِيْ فِي الْيَقْظَةِ وَلَا يَتَمَثَّلُ الشَّيْطَانُ بِيْ ابو ہریرہؓ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ میں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔ آپ فرماتے تھے جس شخص نے مجھے خواب میں دیکھا وہ مجھے جلدی جاگتا دیکھے گا۔ اور شیطان میری شکل

نہیں بن سکتا، اس سے صاف ظاہر ہوا کہ آپ کے حاضر و ناظر ہونے کے واسطے قیدِ زمانی یا مکانی نہیں ہے۔ اور اسی طرح متبرکہ مقامات پر بھی آپ کے ظہور کا اور ملاقات کا اور سلام کا ارشاد خاص ہے:۔

۴۔ ابوداؤد ص۱/۳ ابن ماجہ ص۵۶ بیہقی شریف ۲/۲۴۲

عَنْ اَبِی حمید الساعدی قَالَ رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اِذَا دَخَلَ اَحَدُ کُمُ الْمَسْجِدَ فَلْیُسَلِّمْ عَلَی النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم ثُمَّ لِیَقُلْ اَللّٰھُمَّ افْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ۔ (ابی حمید ساعدی سے روایت ہے۔ کہا انہوں نے کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ جب تمہارا کوئی ایک مسجد میں داخل ہو تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر سلام کہے۔ پھر چاہیئے کہ کہے اَللّٰھُمَّ افْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ)

اس حدیث سے ثابت ہوا۔ کہ دنیا کی ہر مسجد میں دخولِ مسجد کی دعا سے پہلے السلام علیکم یارسول اللہ کہہ لے۔ اگر نبی صلے اللہ علیہ وسلم تمام دنیا میں حاضر و ناظر نہیں تو السلام علیکم یارسول اللہ کہنا آپ کیونکر ارشاد فرماتے۔

وہابی حدیث میں تو مساجد کا ذکر ہے۔ تم نے ہر جگہ کا اضافہ اپنی طرف سے ملا لیا۔

محمد عمر الحمد للہ تمام روئے زمین کی مساجد میں تو تم حاضر و ناظر مان گئے۔ اب باقی روئے زمین کے متعلق بھی حدیث شریف سن لیجئے۔

۵۔ بخاری شریف ۱/۶۲

جابرؓ بن عبداللہؓ سے روایت ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اُعْطِیْتُ خَمْسًا لَمْ یُعْطِھِنَّ اَحَدٌ مِّنَ الْاَنْبِیَاءِ قَبْلِیْ۔ جُعِلَتْ لِیَ الْاَرْضُ مَسْجِدًا وَّ طَھُوْرًا (مجھے پانچ چیزیں

عطا کی گئی ہیں (اللہ کی طرف سے) جو پہلے میرے کسی نبی کو عطا نہیں کی گئیں۔ میرے لئے تمام روئے زمین کو مسجد اور پاک بنایا گیا،

اس حدیث سے تمام روئے زمین نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے واسطے اللہ نے مسجد اور پاک بنادی۔ اور ہر مسجد میں آپ پر سلام علیکم بھیجنا مسنون طریقہ مقرر ہوا۔ لہذا آپ تمام روئے زمین پر حاضر و ناظر ثابت ہوئے۔

وہابی کیا بُرے مقامات پر بھی نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو حاضر و ناظر سمجھتے ہو۔ کیسا یہ تمہارا گندہ عقیدہ ہے۔ اور کیا وقت جماع بھی نبی علیہ السلام حاضر و ناظر ہوتے ہیں۔

محمد عمر کیا اللہ تعالےٰ کو اُن بُرے مقامات پر موجود اور سمیع و بصیر سمجھتے ہو یا نہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالےٰ پاک کی نسبت اُن بُرے مقامات پر باوجود موجودیت کے نسبت کرنا گستاخی و کفر ہے۔ کیونکہ اُس کو اُن مقامات سے نفرت ہے اسی طرح نبی صلے اللہ علیہ وسلم بھی حاضر و ناظر تو ہیں اور اُس کو جاننے والے بھی ہیں۔ اور آپ کی شہادت بھی اُن مقامات کی ضرور ہو گی۔ لیکن بوجہ آپ کی ذات پاک ہونے کے اُن مقامات متنفرہ کی طرف منسوب کرنا عین گستاخی ہے اور ایمان سے بعید ہے۔ چنانچہ تم اُن گندے مقامات پر اور اوقات متنفرہ میں اللہ کا ذکر نہیں کر سکتے۔ لیکن بوقت تعذر مثلاً آپ کو بیٹھے میں پاخانے آ رہے ہیں۔ اور آپ اُس حریص میں اُس اَٹے وقت پہ اِدھر پاخانہ نکل رہا ہے اور تکلیف ہو رہی ہے اور بیساختہ منہ سے کہہ رہے ہو کہ یا اللہ میرے گناہ معاف کر دے تو کیا اللہ تعالےٰ سمیع و بصیر تمہارے اس متنفرہ وقت اور متنفرہ مکان میں یاد کرنے کی سزا دے گا یا معافی دے گا۔ اور توجہ فرمائیگا۔ یا نہیں۔ اور اگر معافی عنایت فرمائیں۔ تو کیا تم یہ بات زبان پر لاؤ گے کہ اللہ تعالےٰ ایسے گندے مقامات پر بھی حاضر و ناظر ہے؟ نہیں۔ حالانکہ واقع صحیح ہے۔ لیکن اُس کا بیان کرنا گستاخی ہے۔ چنانچہ نبی صلے اللہ

علیہ وسلم نے اپنی ذات کے متعلق ارشاد فرمایا ہے۔ جو طبرانی کی حدیث صحیح ہے جس کو اکابرین دیوبندیہ وہابیہ نے بھی نقل کیا ہے۔ جلاء الافہام ص۲۳ بَلَغَنِیْ صَوْتُہٗ حَیْثُ کَانَ (مجھے مصلّی کا آواز پہنچتا ہے جہاں بھی ہو)

۶- ابوداؤد ۱/۲۴۴ { وَاَتَی اَبُوْ بَکْرٍ بِکُلِّ مَاعِنْدَہٗ فَقَالَ لَہٗ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم مَا اَبْقَیْتَ لِاَھْلِكَ قَالَ اَبْقَیْتُ لَھُمُ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ (ابوبکر صدیقؓ اپنے گھر کا تمام مال نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے آئے۔ تو آپ نے ارشاد فرمایا۔ کہ اے ابوبکرؓ تو نے اپنے اہل کے واسطے کیا چھوڑا۔ تو ابوبکر صدیقؓ نے عرض کی کہ میں اُن کے واسطے اللہ اور اُس کے رسول کو چھوڑ آیا ہوں)

اس حدیث سے ثابت ہوا۔ کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ بھی نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو حاضر وناظر ہر مقام پر سمجھتے تھے۔ ورنہ آپ نہ ارشاد فرماتے کہ میں اپنے گھر اللہ اور اس کے رسولؐ کو چھوڑ آیا ہوں۔ اور نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی ابوبکر صدیقؓ کے اس عقیدہ کو صحیح ہونے کی بنا پر نہ روکا۔ ورنہ آپ فرما دیتے۔ کہ اے ابوبکرؓ میں تمہارے سامنے یہاں بیٹھا ہوں اور تم کہتے ہو کہ میں اللہ اور اُس کے رسولؐ کو گھر چھوڑ آیا ہوں۔ تمہارا یہ عقیدہ غلط ہے۔ جب ابوبکر صدیقؓ کو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے نہیں روکا تو تم حاضر وناظر جاننے والوں کو کافر کیسے کہہ سکتے ہو۔ اور اگر کہو تو خلاف قرآن وحدیث ہے یا نہیں۔ اور نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حاضر وناظر ماننے والے پر فتوے دینے والا ابوبکر صدیقؓ کو کیا کہے گا۔

آیئے تمہیں حدیث پاک سے تمہاری مرضی کے مطابق ہی دکھادیں۔ کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم بوقت جنت زوجین بھی ملاحظہ فرما سکتے ہیں یا نہیں۔

مسلم شریف ۲/۲۰۹ { حدثنا ابوبکر بن ابی شیبۃ قال حدثنا یزید بن ھارون قال اخبرنا ابن عون عن ابن سیرین

عَنْ انسِ بن مالكٍ قَالَ كَانَ ابْنٌ لابی طلحة يَشْتَكِي فَخَرَجَ ابُوطَلْحَةَ فَقُبِضَ الصَّبِيُّ فَلَمَّا رَجَعَ ابُوطَلْحَةَ قَالَ مَا فَعَلَ ابْنِيْ قَالَتْ امُّ سُلَيْمٍ هُوَا سكَنَ مِمَّا كَانَ فَقَرَبَتْ اِلَيْهِ الْعِشَاءَ فَتَعَشّٰى ثُمَّ اَصَابَ مِنْهَا فَلَمَّا فَرَغَ قَالَتْ وَارُوا الصَّبِيَّ فَلَمَّا اَصْبَحَ اَبُوطَلْحَةَ اَتٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللّٰه علیہ وسلم فَاَخْبَرَهٗ فَقَالَ اَعَرَسْتُمُ اللَّيْلَةَ قَالَ نَعَمْ قَالَ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَهُمَا فَوَلَدَتْ غُلَامًا فَقَالَ لِيْ اَبُوطَلْحَةَ اَحْمِلْهُ حَتّٰى تَاْتِيَ بِهِ النَّبِيَّ صلی اللّٰه علیہ وسلم وَبَعَثَتْ مَعَهٗ بِتَمَرَاتٍ فَاَخَذَهُ النَّبِيُّ صلی اللّٰه علیہ وسلم الخ

انس ابن مالک رضی اللہ تعالے عنہ سے روایت ہے کہ ابو طلحہ رضی اللہ تعالے عنہ کا ایک بیٹا بیمار تھا تو ابو طلحہ رضی اللہ تعالے عنہ نکلے تو لڑکا فوت ہو گیا پھر جب ابو طلحہ رضی اللہ تعالے عنہ واپس ہوئے تو فرمایا میرے لڑکے کا کیا حال ہے ام سلیم رضی اللہ تعالے عنہا نے عرض کیا کہ پہلے سے آرام ہے تو حضرت ام سلیم رضی اللہ تعالے عنہا نے عشا کا کھانا چنا تو حضرت ابو طلحہ رضی اللہ تعالے عنہ نے کھانا تناول فرمایا پھر حضرت ابو طلحہ رضی اللہ تعالے عنہ نے ام سلیم رضی اللہ تعالے عنہا سے ہمبستری کی پھر جب فارغ ہوئے ام سلیم رضی اللہ تعالے عنہا نے لڑکے کو ملاحظہ فرمانے کے لئے عرض کیا تو وہ فوت ہو چکا تھا انہوں نے دفن فرمایا جب صبح حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے دربار اطہر میں حاضر ہوئے تو لڑکے کی فوتیدگی کی اطلاع دی تو آپ نے فرمایا کیا تم نے رات کو جماع کیا ہے ابو طلحہ رضی اللہ تعالے نے عرض کیا کہ جی ہاں آپ نے دعا فرمائی (ایسے صابرین شاکرین کو) یا اللہ برکت کر تو (آپ کی دعا سے) ام سلیم رضی اللہ تعالے عنہا کے گھر لڑکا پیدا ہوا تو مجھے ابو طلحہ رضی اللہ تعالے عنہ نے فرمایا اس بچے کو اٹھا لو حتی کہ تو اس کو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لا اور بھیجیں اس نے بچے کے ساتھ کھجوریں تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کو قبول فرمایا۔

حضرت ابو طلحہ رضی اللہ تعالٰے عنہ نے بچے کے فوت ہونے کی آپ کو اطلاع دی تو آپ نے اَعْرَسْتُمُ اللَّيْلَةَ فرمایا کہ کیا تم نے جماع کیا ہے آپ کے اس ارشاد سے ثابت ہؤا کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم زوجین کے جفت ہونے کے وقت بھی حاضر و ناظر ہوتے ہیں یہ علیحدہ امر ہے کہ آپ مثل کراماً کاتبین ایسے واقعات سے اپنی نظر کو محفوظ فرمالیں۔

۷۔ ابوداؤد $\frac{1}{147-146}$ عبد اللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے۔ کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے نماز میں تشہد کے وقت ان کلمات پڑھنے کا ارشاد فرمایا۔ اور ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم ہمیں ایسے تشہد سکھلاتے تھے۔ جیسے قرآن کی سورۃ اور تشہد کے لفظ کو ہی نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اس جملہ کیواسطے مقرر فرمایا۔ کہ اس جملہ میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے حاضر و ناظر ہونے پر واضح دلیل ہے اسی مطابقت کی وجہ سے ان کلمات کا نام تشہد رکھا گیا۔ اور حقیقت یہ ہے کہ جب نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم اللہ کے روبرو حاضر ہوئے تو یہ کلمات آپ کی حضوری کے اللہ تعالٰے نے استعمال فرمائے۔ اور وہی کلمات آپ کی حضوری والے آپ نے اپنی اُمت کو ارشاد فرمائے وہ کلمات یہ ہیں مذکورہ بالا صفحہ پر اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوٰتُ وَالطَّيِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ۔ جب نمازی تشہد کے وقت بیٹھتا ہے تو اُس کی حالت کچھ اور ہوتی ہے۔ یعنی باوضو ہونا۔ قبلہ رُخ ہونا نمازِ الٰہی میں مشغول ہونا اور گھٹنوں کے بَل بیٹھ کر مؤدبانہ انداز سے کہے۔ کہ اے نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کی ذات پر سلام ہو اور اللہ کی رحمتیں اور برکتیں ہوں۔ اب نمازی کا اس نماز کی حالت میں ہر وقت کی تبدیلی پر یعنی ہر نماز میں اور ہر دو رکعت کے بعد نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے حاضر و ناظر ہونے کا اقرار کرنا پڑتا ہے۔ اور سلام ندائیہ کہنا پڑتا ہے سلام سے فارغ ہونے کے بعد اس عقیدہ سے متنفر ہونا یہ عین نفاق کی دلیل ہے۔ حالانکہ غیر مقلدین کے بڑے وہابی نواب صدیق حسن خاں بھوپالی بھی یہی لکھتے ہیں۔

۸۔ مسک الختام شرح بلوغ المرام ۴۵۹/۱ { آنحضرت ہمیشہ نصب العین مومناں وقرۃ العین عابدانست

درجمیع احوال واوقات خصوصًا در حالاتِ عبادات و نورانیت وانکشاف وایں محل بیشتر وقوی تر است وبعض از عرفا قدس سرہٗ گفتہ اند کہ ایں خطاب بجہت سریانِ حقیقتِ محمدیہ است علیہ الصلوٰۃ والسلام در ذرائرِ موجودات وافرادِ ممکنات پس آنحضرت صلے اللہ علیہ والہ وسلم در ذواتِ مُصلّیاں موجود وحاضر است پس مُصلّی باید کہ ازیں معنی آگاہ باشد وازیں شہود غافل نبود تا بانوارِ قرب واسرارِ معرفت منوّر وفائز گردد۔ شعر ؎

دررہِ عشق مرحلہ قرب وبُعد نیست ؎ مے بینمت عیاں ودعامے فرستمت

(آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہمیشہ مومنوں کے نصب العین اور عبادت کرنے والوں کی آنکھ کی ٹھنڈک ہیں۔ تمام حالات میں اور تمام اوقات میں۔ خصوصًا تمام عبادات اور نورانیت اور انکشاف کی حالتوں میں اور یہ مقام بہت زیادہ اور قوی تر ہے۔ اور بعض عارفوں نے (اللہ اُن کی قبروں کو اور اُن کے رازوں کو مقدّس فرمائے) نے کہا ہے کہ یہ خطاب محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی حقیقت کے سریان کے سبب سے ہے۔ تمام موجودات کے ذروں میں اور تمام ممکنات کے افراد میں تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم تمام نمازیوں کے وجودوں میں موجود اور حاضر ہیں۔ تو نمازی کو چاہیئے کہ اس حقیقت سے آگاہ رہے۔ اور اس شہود سے غافل نہ ہو تاکہ معرفت کے اسرار اور قرب کے انوار سے منوّر اور فائز ہو جائے ؎ عشق کے رستے میں قرب اور بعد کی منزل نہیں ہے۔ تجھ کو عیاں دیکھتا ہوں ہیں (یا رسول اللہ) اور دعا کرتا ہوں ‌‌۔

اقوالِ بزرگان

۱۔شرح قصیدہ حمزیہ مصنفہ ابن حجر ہیتمی رحمۃ اللہ علیہ ص۱۲۶

تنویر الحلک فی رویۃ النبی والملک ص۱۸

قَالَ ابوالحسن شاذلی لَوْ حُجِبَ عَنِّی النبی صلی اللہ علیہ وسلم طُرْفَۃَ عَیْنٍ مَاعَدَدْتُ نَفْسِیْ مُسْلِمًا (ابوالحسن شاذلیؒ نے فرمایا۔ اگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک آنکھ جھپکنے کی دیر بھی مجھ سے در پردہ ہو جائیں تو میں اپنے نفس کو مسلم شمار نہیں کرتا۔

۲۔شرح شفا مصنفہ ملّا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ ص۱۱۶

قَالَ ابْنُ دِینَارٍ اِنْ لَمْ یَکُنْ فِی الْبَیْتِ اَحَدٌ فَقُلْ اَلسَّلَامُ عَلَی النَّبِیِّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ وَلِاَنَّ رُوْحَہٗ عَلَیْہِ السَّلَامُ حَاضِرٌ فِیْ بُیُوْتِ الْمُسْلِمِیْنَ (کہا ابن دینار نے اگر مکان میں کوئی شخص نہ ہو تو کہو السلام علی النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ اس واسطے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا رُوح مسلمانوں کے گھروں میں حاضر ہوتا ہے،

۳۔کتاب الابریز مصنفہ عبدالعزیز دباغ رحمۃ اللہ علیہ ص۴۷

وَاَقْوَی الْاَرْوَاحِ فِیْ ذَالِکَ رُوْحُ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم فَاِنَّھَا لَمْ یُحْجَبْ عَنْھَا شَیْئٌ مِّنَ الْعَالَمِ۔ (اور سب رُوحوں سے زیادہ قوی روح حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کا ہے۔ آپ کے رُوح سے کوئی چیز دنیا کی پوشیدہ نہیں،

۴۔مدارج النبوت ۲/۲۸۶ ۔ بداں کہ وے صلے اللہ علیہ وسلم مے بیند و

مے شنود کلام ترا۔ زیرا کہ وے متصف است بصفات اللہ تعالےٰ ۔ (تو جان لے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم تجھ کو دیکھتے ہیں اور تیرے کلام کو سنتے ہیں۔ اس واسطے کہ آپ اللہ کی صفات سے متصف ہیں)، مذہب ابو حنیفہ رحمۃ اللہ

۵۔ قصیدۃ النعمان مصنفہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ص ۱۴ ؎

وَاِذَا سَمِعْتُ فَعَنْكَ قَوْلًا طَيِّبًا وَاِذَا نَظَرْتُ فَمَا اَرىٰ اِلَّاكَ

حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں :-

(جب میں کوئی بات سنتا ہوں یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تو آپ کی ہی طرف سے کلام پاک سنائی دیتی ہے اور جب میں دیکھتا ہوں (ہر سُو) تو سوا آپ کے مجھے کچھ نظر نہیں آتا)

اے حنفی بننے کا دعوےٰ کرنے والو یہ ہے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان اور عقیدہ۔ اب فرمایئے کہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو بھی مشرک کہو گے۔ اس عقیدہ کو سننے کے بعد اگر تم نے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے سانچے میں اپنے عقیدے کو نہ ڈھالا تو تم حنفیت کے مدعی جھوٹے ہو۔ یا امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی اتباع کر کے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا حاضر و ناظر ہونا تسلیم کر لو۔

۶۔ شامی ب ۱/۳۷۰ طحطاوی شریف ص ۱۲۲ } يُسْتَحَبُّ اَنْ يُقَالَ عِنْدَ سَمَاعِ الْاُوْلىٰ مِنَ الشَّهَادَتِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ (مستحب ہے یہ کہ کہا جائے اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ جب موذن کہے تو سننے والا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ کہے۔

۷۔ شامی ۳/۴۴۸ } شامی کے منہیہ پر علامہ شامی لکھتے ہیں۔ قَرَّرَ الزِّيَادِيُّ اَنَّ الْاِنْسَانَ اِذَا ضَاعَ لَهٗ شَيْءٌ وَاَرَادَ اَنْ يَّرُدَّهُ اللّٰهُ سُبْحَانَهٗ عَلَيْهِ فَلْيَقِفْ عَلىٰ مَكَانٍ عَالٍ مُّسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ

وَيَقْرَءُ الْفَاتِحَةَ وَيُهْدِى ثَوَابَهَا لِلنَّبِى صلى الله عليه وسلم ثُمَّ يُهْدِى ثَوَابَ ذَالِكَ لِسَيِّدِى اَحْمَدَ بْنِ عَلْوَانَ وَيَقُوْلُ يَاسَيِّدِى اَحْمَدُ بْنُ عَلْوَانَ اِنْ كَمْ تَرُدَّ عَلَىَّ ضَالَّتِىْ وَ اِلَّا نَزَعْتُكَ مِنْ دِيْوَانِ الْاَوْلِيَاءِ فَاِنَّ اللّٰهَ يَرُدُّ عَلٰى مَنْ قَالَ ذَالِكَ ضَالَّتَهٗ۔ (زیادی نے ثابت کیا ہے جب کوئی چیز انسان کی گم ہو جاوے اور اُس کا ارادہ ہو کہ اللہ سبحانہٗ اُس کی چیز واپس دیدے تو چاہیئے کہ بلند مکان پر کھڑا ہو کر قبلہ کی طرف منہ کر کے فاتحہ پڑھے اور اُس ثواب کا ہدیہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی مِلک کرے۔ پھر سید احمد بن علوان کی مِلک کرے اور کہے اے سید احمد بن علوان اگر تُو نے میری گم شدہ چیز کو واپس نہ کیا تو میں تیرا نام اولیاء کے دفتر سے خارج سمجھوں گا۔ تو اللہ تعالےٰ اُس کے یہ الفاظ کہنے سے گم شدہ چیز واپس کر دے گا)

علامہ شامی اپنے پیر کو حاضر و ناظر سمجھ کر استمداد طلب فرمائیں تو اُن کو مستند سمجھا جائے۔ اگر ہم نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو حاضر و ناظر از رُوئے قرآن و حدیث و فقہ احناف کے سمجھیں تو نام کا حنفی کہلانے والا اُس کو شرک کہے۔ محض نام کا حنفی ہے کام کا نہیں

۸۔ جواہر البحار صـ ۴۸۳ { اَنَّ جَسَدَهُ الشَّرِيْفَ لَا يَخْلُوْ مِنْهُ زَمَانٌ وَلَا مَكَانٌ وَلَا مَحَلٌّ وَلَا اِمْكَانٌ وَلَا عَرْشٌ وَلَا كُرْسِىٌّ وَلَا قَلَمٌ وَلَا بَرٌّ وَلَا بَحْرٌ وَلَا سَهْلٌ وَلَا وَعْرٌ وَلَا بَرْزَخٌ وَلَا قَبْرٌ الخ (بلاشک آپ کے جسم اطہر سے نہ کوئی زمانہ خالی ہے نہ کوئی جگہ نہ محل اور نہ امکان نہ عرش نہ کرسی نہ قلم نہ جنگل نہ دریا نہ نرم زمین نہ سخت زمین اور نہ برزخ اور نہ قبر)

فیصلہ حاضر وناظر نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم از اکابر دیوبندیہ

مصنفہ مولوی اشرف علی صاحب تھانوی و مولوی مشتاق احمد
۱- امداد المشتاق صاحب ص۵۵ حاجی امداد اللہ صاحب نے فرمایا ہمارے
علماء مولود شریف میں بہت تنازعہ کرتے ہیں۔ تاہم علمائے جواز کی طرف بھی گئے ہیں
جب صورت جواز کی موجود ہے۔ پھر کیوں ایسا تشدد کرتے ہیں۔ اور ہمارے واسطے
اتباع حرمین کافی ہے۔ البتہ وقت قیام کے اعتقادِ تولد کا نہ کرنا چاہیئے۔ اگر احتمال
تشریف آوری کا کیا جائے تو مضائقہ نہیں۔ کیونکہ عالمِ خلق مقید بزمان ومکان ہے۔
لیکن عالمِ امر دونوں سے پاک ہے۔ پس قدم رنجہ فرمانا ذاتِ بابرکات کا بعید نہیں۔

مصنفہ مولوی اشرف علی صاحب تھانوی ۴/۳۷
۲- فتاویٰ امدادیہ- شیخ کی صورت ذہن میں حاضر کرکے نظرِ قلب
سے اُس کی طرف ٹکٹکی باندھ کر اور خیال کو سادہ کر دیکھا جاتا ہے۔ فَیَفْرِضُ کَاَنَّہٗ
حَاضِرٌ نَاظِرٌ لٰکِنْ تَصَوُّرًا فقط۔ (یعنی شیخ کے تصوّر کو حاضر وناظر تصور کیا جاوے)

۳- امداد السلوک مصنفہ مولوی رشید احمد گنگوہی ص۹ **شہاب ثاقب** ص۱۶

مولوی حسین احمد صاحب مدنی لکھتے ہیں۔ وہم مرید بہ یقین داند کہ روحِ شیخ مقید بہ یک
زمان نیست پس ہر جا کہ مرید باشد قریب یا بعید اگرچہ از شیخ دور است اما از روحانیتِ او
دور نیست وچوں ایں امر محکم داند وہر وقت شیخ را بیاد دارد و ربطِ قلب پیدا آید وہر دم
مستفید بود۔ چوں مرید ہر دم در حلِ واقع محتاج شیخ بود۔ شیخ را بقلب حاضر آوردہ بلسان حال
سوال کند (مرید بھی یقین سے جانتا ہے۔ کہ شیخ کا روح ایک زمانہ کے ساتھ مقید نہیں ہے۔

پس ہر جگہ کہ مرید قریب ہو یا کسی جگہ شیخ سے دور ہے۔ لیکن روحانیت دور نہیں جب اس امر کا یقین ہو جاوے تو ہر وقت شیخ کو یاد رکھے اور دل کا ربط ظاہر کرے۔ اور ہر وقت شیخ سے فائدہ حاصل کرے۔ جب مرید ہر وقت اپنی مشکلات کے حل کا محتاج شیخ ہے تو شیخ کو دل میں حاضر لاوے اور زبانِ حال سے التجا کرے۔

مولوی رشید احمد صاحب شیخ کو حاضر ناظر جانتا ہے اُس کو تو اپنا بزرگ تسلیم کیا جائے باقی کفر و شرک کا فتوے اُس پر چسپاں کریں۔ جو نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حاضر و ناظر جانے۔ کیا نبی صلے اللہ علیہ والہ وسلم سے ہی اتنا عناد ہے۔

۴۔ فیوض الحرمین مصنفہ شاہ ولی اللہ صاحب ص۲۸ { اِنَّ الْفَضَاءَ مُمْتَلِیٌّ بِرُوْحِہٖ علیہ الصلوٰۃ وَ ھِیَ

تَمُوْجُ فِیْہِ تَمُوْجَ الرِّیْحِ الْعَاصِفَۃِ حَتّٰی اَنَّ النَّاظِرَ یَکَادُ یَشْغَلُہٗ مَوْجُھَا عَنْ مُلَاحَظَۃِ نَفْسِہٖ اِلٰی غَیْرِ ذَالِکَ مِنَ الرَّقَائِقِ وَرَاَیْتُہٗ صلی اللہ علیہ وسلم فِیْ اَکْثَرِ الْاُمُوْرِ یُبْدِءُ لِیْ صُوْرَتَہُ الْکَرِیْمَۃَ الَّتِیْ کَانَ عَلَیْھَا مَرَّۃً بَعْدَ مَرَّۃٍ اِنِّیْ طَامِحَۃُ الْھِمَّۃِ اِلٰی رُوْحَانِیَّتِہٖ لَا اِلٰی جِسْمَانِیَّتِہٖ صلی اللہ علیہ وسلم فَتَفَطَّنْتُ اَنَّ لَہٗ خَاصِیَّۃً مِنْ تَقْرِیْرِ رُوْحِہٖ بِصُوْرَۃِ جَسَدِہٖ علیہ الصلوٰۃ والسلام

(بے شک نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے روح کے ساتھ تمام فضا پُر ہے۔ اور وہ اس میں موج مارتی ہے۔ جیسا کہ تیز ہوا حتٰی کہ دیکھنے والا قریب تھا کہ آپ کی روح کی موجوں میں ایسا مشغول ہو کہ اُس کو اپنا نفس بھی نظر نہ آئے۔ اس کے سوا عجبوں سے اور دیکھا میں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو اکثر امور میں کہ آپ نے میرے واسطے ظاہر اصورت ظاہر فرمائی اس صورت پر کہ آپ پہلے زندگی میں تھے۔ کئی دفعہ یکے بعد دیگرے باوجودیکہ میری آرزو محض آپ کی روحانیت کی تھی نہ جسمانیت کی۔ تو میں نے سمجھ لیا کہ آپ کے روح مبارک کی تقویم آپ کی صورتِ جسمیہ کے ساتھ خاص ہے)

۵۔ فیوض الحرمین صنہ۴ { مَا تَوَجَّهْتُ قِبَلَ قَبْرِهٖ صلی اللہ علیہ وسلم اِلَّا وَرَأَيْتُهُ حَاضِرًا وَظَاهِرًا (جب میں نے آپ کی قبر شریف کی طرف توجہ کی تو سوائے آپ کے حاضر اور ظاہر ہونے کے کچھ نہ دیکھا،

تمہارے دیوبندیوں کے بزرگ شاہ ولی اللہ صاحب کو بھی سوائے حاضر وناظر ماننے کے کوئی چارہ نہ ہوا۔ مشرک کہنے والو ذرا سنبھل کر قدم رکھو۔ فتوے بھی تمہارا ہے اور حاضر و ناظر کہنے والے تمہارے بھی ہیں۔

۶۔ گلزارِ معرفت مصنفہ حاجی امداد اللہ صاحب صنہ۲ ع
چو دیدم روئے خویش را بہر جائے بہر رنگے (جب میں نے اپنے پیر نور محمد صاحب کے رُوئے خوب کو دیکھا تو ہر جائی اور ہر رنگ میں موجود دیکھا)۔

۷۔ مرثیہ مصنفہ مولوی محمود الحسن صاحب دیوبندی صنہ۱۵ (اپنے مرشد رشید احمد صاحب کی شان میں تحریر فرماتے ہیں)، ع
شہید وصالح وصدیق ہیں حضرت باذن اللہ حیاتِ شیخ کا منکر ہو جو ہے اُس کی نادانی

۸۔ تحذیر الناس مصنفہ مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی صنہ۱۰۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو اپنی اُمت کے ساتھ وہ قرب حاصل ہو جاتا ہے۔ کہ اُن کی جانوں کو بھی اُن کے ساتھ قرب حاصل نہیں۔ کیونکہ اولیٰ بمعنی اقرب ہے (اَلنَّبِيُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ کے ماتحت ماقبل وعدہ کیا گیا تھا۔ چنانچہ اِس کو اُس کے ماتحت سمجھا جائے)۔

۹۔ فتاوی رشیدیہ ۹۱/۱ اور فخر عالم علیہ السلام کو مجلس مولود میں حاضر جاننا بھی غیر ثابت ہے۔ اگر باعلام اللہ تعالے جانتا ہے تو شرک نہیں۔

دلائل علم غیب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نبی صلے اللہ علیہ والہ وسلم کے علم غیب کا وہابی انکار کرتے ہیں اور احناف نبی صلے اللہ علیہ والہ وسلم کیواسطے تمام عالمین کا علم غیب حاصل ہونا مانتے ہیں۔ اب تم سوچو کہ تم حنفی ہو یا وہابی؟

لفظ نبی کی تشریح نبی کا لفظ نبأ سے مشتق ہے اور لفظ نَبِیٌّ صفت مشبہ کا صیغہ ہے اس کا معنی خبردار یعنی خبر رکھنے والا ہے اور اس کا استعمال قرآن کریم میں اکثر جگہ ہوا ہے۔ (۱) نَبِّیْٔ عِبَادِیْ (خبر دیجئے یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم میرے بندوں کو) (۲) وَاتْلُ عَلَیْهِمْ نَبَاَ ابْنَیْ اٰدَمَ (اور پڑھئے ان پر آدم علیہ السلام کے دو بیٹوں کی خبر) (۳) بِنَبَاٍ سَبَاٍ بِیَقِیْنٍ (قوم سبا کی پکی خبر) (۴) یٰاَیُّهَا النَّبِیُّ (اے خبر رکھنے والے)

اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کونسی خبر رکھنے والے ہیں۔ نبی کی نسبت اللہ کی طرف ہے تو آپ نبی اللہ ہونے کی حیثیت سے اللہ کی خبر رکھنے والے ہی مراد لے جا سکتے ہیں۔ اور اللہ تعالےٰ غیب ہے یعنی ہماری آنکھوں سے اوجھل ہے اور یہ امر لازمی ہے کہ غیب کا علم بھی غیب ہی ہو سکتا ہے۔ کیونکہ جس کی ذات غائب ہے اُس کے صفات بھی ضرور غیب ہونگے تو اللہ تعالےٰ نے اسی بنا پر آپ کا لقب اسم بامسمیٰ نبی رکھا۔ یعنی غیب کی خبر رکھنے والا۔ اور نَبِیٌّ صفت مشبہ ہونے کی وجہ سے

دوام پر دلالت کرتا ہے۔ اِس واسطے یہ ثابت ہوُا کہ نبی کو جتنا علم غیب عطا کیا ہو جس کی بنا پر اُس کو نبی کہا گیا ہے وہ علمِ غیب عطائی نبی کو علی الدوام رہے گا۔ چنانچہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالےٰ نے عالمین پر نبی بنا کر بھیجا ہے۔ اس واسطے اللہ تعالےٰ نے آپ کو عالمین کا علمِ مکمل فرمایا اور آپ نے اُس کو علی الدوام از روئے نبی ہونے کے محفوظ رکھا۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام چونکہ مامور من اللہ ہوتے ہیں۔ اس واسطے بلا اجازتِ خداوندی ظاہر نہیں فرما سکتے۔ اور اُن کا اُمت کے لئے ظاہر نہ فرمانا اُن کے عدم علم پر دلالت نہیں کرتا۔ اگر کسی نے بالفرض نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کچھ وقت کیلئے معاذ اللہ اُس خبر سے بے علم سمجھا تو اِس اعتقاد کی بنا پر اُتنی دیر وہ منکرِ نبوت رہے گا۔ یا اُس کو یہ ماننا پڑے گا کہ نبی علیہ السلام کی کچھ دیر کے لئے عدم علمی اُس کے نبوت کے انہدام پر دال ہوگی۔ اور نبوت کا نبی سے منعدم ہونا ایک آن کے لئے بھی اصولِ نبوت کیا بلکہ اصولِ الٰہیہ کے خلاف ہے ماننا پڑے گا کہ نبی علیہ السلام اپنے علمِ غیب عطائی سے ایک آن کے لئے بھی بے خبر نہیں ہو سکتے جیسا کہ نبی صلے اللہ علیہ والہ وسلم تمام عالمین کے علم سے ایک آن کے لئے بھی بے خبر نہ تھے اور نہ ہیں اور نہ ہو سکتے ہیں۔ یہی مطلب لفظِ نبی سے ظاہر ہوتا ہے۔ لہذا نبی صلے اللہ علیہ والہ وسلم کے واسطے تمام عالمین کا علمِ غیب عطائی علی الدوام ماننا یعنی از ابتدائے آفرینش حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو تا قیامت اور قیامت کے بعد تک بھی اور جنت اور دوزخ وغیرہم کا تمام علم غیب بلکہ اس سے بھی زیادہ جس کو اللہ تعالےٰ جانتے ہیں اور مخلوق کی عقلوں سے بالاتر ہے آپ کی شانِ نبوت کو حاصل ہے۔

غیب کی شرح از روئے قرآن شریف

غیب کے معنی مَا غَابَ عَنْكَ ہیں۔

ا۔ البقرہ ۱: ۔ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ (ہدایت

ہے۔ ڈرنے والوں کے واسطے جو ایمان لاتے ہیں پوشیدہ چیزوں کے ساتھ جو دکھی ہوئی نہیں)

۲۔ نساء ۵/۶ } فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِّلْغَیْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰہُ (نیک بخت عورتیں فرمانبردار حفاظت کرنے والیاں پوشیدہ چیز کی جس کی حفاظت اللہ نے فرمائی) یہاں اگر غیب کے معنی غیر مخلوق کئے جاویں تو فرمانِ الٰہی معاذ اللہ غلط ثابت ہوتا ہے۔

۳۔ مائدہ ۱۲/۱۴ } لِیَعْلَمَ اللّٰہُ مَنْ یَّخَافُہٗ بِالْغَیْبِ (تاکہ معلوم کرے اللہ تعالےٰ کون ڈرتا ہے اُس سے بن دیکھے)

۴۔ یوسف ۱۲/۷ } ذٰلِکَ لِیَعْلَمَ اَنِّیْ لَمْ اَخُنْہُ بِالْغَیْبِ (یوسف علیہ السلام نے فرمایا" یہ صفائی اس لئے کی ہے تاکہ عزیز جان لے کہ میں نے اس کی خیانت نہیں کی۔ اُس کی پس پشت)

۵۔ یٰس ۲۲/۱ } اِنَّمَا تُنْذِرُ مَنِ اتَّبَعَ الذِّکْرَ وَخَشِیَ الرَّحْمٰنَ بِالْغَیْبِ (سوا اس کے نہیں آپ اُس شخص کو ڈراتے ہیں جو اپنے رب سے بن دیکھے ڈرے)

۶۔ قٓ ۲۶/۳ } مَنْ خَشِیَ الرَّحْمٰنَ بِالْغَیْبِ جو ڈرا رحمٰن سے بن دیکھے۔

۷۔ مُلک ۲۹/۱ } اِنَّ الَّذِیْنَ یَخْشَوْنَ رَبَّھُمْ بِالْغَیْبِ لَھُمْ مَّغْفِرَۃٌ وَّاَجْرٌ کَبِیْرٌ (بے شک جو لوگ اپنے رب سے ڈرتے ہیں بن دیکھے۔ اُن کے واسطے بخشش ہے اور بڑا اجر ہے)

اور یہی معنی محدثین سے بھی ثابت ہے۔

۸- زرقانی ۱۹۹/۸ } قَوْلُهٗ تَعَالٰی (عالم الغیب) مَا غَابَ عَنِ الْعِبَادِ (یعنی جو چیز بندوں سے غائب ہو)

۹- ابن جریر ۲۹/۶۶ } عَالِمُ الْغَیْبِ (عَالِمُ مَا غَابَ عَنْ اَبْصَارِ خَلْقِهٖ فَلَمْ یَرَوْهُ (عالم الغیب جاننے والا اُس چیز کا جو مخلوق کی آنکھوں سے غائب ہو۔ تو انہوں نے اُس کو دیکھا نہ ہو)

اِن آیاتِ مذکورہ بالا سے ثابت ہوا۔ کہ جو شے حواس خمسہ سے اوجھل ہو اُس کو غیب کہا جاتا ہے۔ غیر موجود فی الخارج اگر غیب سے مراد لیا جائے تو معنی اور مطلب ہی بگڑ جاتا ہے۔ اس غیب کو غیب اضافی کہا جائیگا یعنی بہ نسبت الی العباد۔ کیونکہ اللہ کے علم کو جو اُس کو عالمین کا علم ہے یا اس سے زیادہ بے انتہا علم تو وہ بھی بالنسبۃ الی العباد ہے نہ کہ اُس سے بھی پوشیدہ ہے۔ بلکہ اُس کی ذات تو لَا یَخْفٰی عَلَی اللّٰہِ مِنْ شَیْئٍ یعنی اللہ پر کوئی چیز پوشیدہ نہیں ہے۔ جب اُس سے کوئی چیز اوجھل نہیں تو پھر عالم الغیب ہونے کا مطلب کیا۔ تو اس کا مطلب یہی ہو گا کہ بالنسبۃ الی العباد چونکہ غیب ہے اس واسطے جو دوسروں سے پوشیدہ ہو اُنہی کے لئے وہ غیب ہو سکتا ہے۔ اُس کی اپنی ذات کے واسطے نہیں۔ چنانچہ جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ جو چیز ظاہر ہوئی اُس پر غیب کا اطلاق نہیں آتا یہ غلط ہے۔ کیونکہ علم والے سے تو غیب کا پردہ اُٹھ گیا لیکن تو بالنسبۃ الی الغیر غیب ہی ہے۔ ورنہ تمہارے عقیدے کے مطابق تو اللہ کو عالم الغیب کہنا بھی درست نہ رہیگا۔ جب وہ خود عالم ہے۔ لیکن تمہارے غیب کو اپنے علم کے ساتھ ملحق کرکے عالم الغیب ہونے کا دعوٰے فرمادیں تو جائز ہو سکتا ہے اور رہے تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے واسطے جو باقی مخلوق سے غیب ہو علم غیب کا نسبت کرنا درست ہو جائے گا۔
اب اس امر کا فیصلہ اللہ تعالٰے سے مطلوب ہے کہ آیا جو انبیاء علیہم السلام کو اللہ کی طرف سے وحی ہو جائے جو ابھی باقی مخلوق تک نہیں پہنچی اُس پر غیب کا اطلاق کر سکتے ہیں یا

نہیں - یا بعد از اظہار اُس غیب کی نسبت انبیاء کی طرف کر سکتے ہیں یا نہیں - اور کیا انبیاء کو وہ غیب کا علم دیا ہوا علم غیب کہلائیگا ؟

ذَالِكَ مِنْ اَنْبَاءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهِ اِلَيْكَ (یہ قرآن

۱- ال عمران ۳/۵ شریف اغیب کی خبروں سے ہے - جو وحی کرتے ہیں ہم اُس کو آپ کی طرف (یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم)

اس آیت کریمہ سے تین مسئلے ثابت ہوئے (۱) نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو کسی قسم کی وحی ہو القا کے ذریعے یا بذریعہ رسول یا من ورا ء حجاب اُس کو غیب ہی کہا جائیگا - جیسا کہ یہ قرآن شریف - اب اگر کوئی شخص یہ کہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو علمِ غیب عطائی ماننا بھی کفر ہے وہ منکر قرآن شریف ہے - جیسا کہ دیوبندیوں کا عقیدہ ہے (صاعقۃ الرحمٰن ص ۱۳)

۲- نبی صلے اللہ علیہ والہ وسلم کو علمِ غیب باعطائے الٰہی ہے ذاتی نہیں - (۳) قرآن کریم کے تیس پارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے مغیبات سے بعض علمِ غیب ہے -

یہ قرآن کریم جو آپ کے علمِ غیب کا بعض ہے وہ آپ کے متعلق کس قدر علمِ غیب کو واضح کر رہا ہے -

وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ (اور اتاری

۲- نحل ۱۴/۱۲ ہم نے آپ پر (یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم) کتاب جو بیان کرنے والی ہے ہر چیز کو)

وَتَفْصِيْلَ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُدًى وَّرَحْمَةً

۳- یوسف ۱۳/۱۲ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ (اور "قرآن شریف" تفصیل ہے ہر چیز کی - اور ہدایت اور رحمت ہے ایمانداروں کے واسطے)

اِن آیتین میں اللہ تعالیٰ نے نَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ ارشاد فرمایا ہے۔ اور قرآن کے نزول کو اپنی طرف سے نبی صلے اللہ علیہ والہ وسلم پر نسبت کیا۔ تو اللہ تعالیٰ معلم اور حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے متعلم ثابت ہوئے تو جس قدر معلم اول حقیقی نے اِنَّكَ لَتُلَقَّى الْقُرْاٰنَ مِنْ لَّدُنْ حَكِيْمٍ عَلِيْمٍ (بے شک آپ" یارسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم" ضرور القا کئے گئے ہو قرآن شریف بڑے دانا جاننے والے کی طرف سے) سے بذریعہ القا متعلم اوّل حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کو بلا واسطہ سکھایا جو کسی اور کو وہ علم حاصل نہیں ہو سکتا کیونکہ وہ متعلم ثانی اگر متعلم اول کے برابر علم میں مساوی ہو جائے تو ثانی ثانی ہی نہیں رہتا۔ اور اولیت سوائے آپ کے اور کسی کو نہیں۔ چنانچہ معلم حقیقی کا ارشاد ہے۔ اَلرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ خَلَقَ الْاِنْسَانَ عَلَّمَهُ الْبَيَانَ (رحمٰن جس نے سکھایا قرآن پیدا کیا اس نے انسان کو سکھایا اس نے اس کو بیان)

(۱) یہ امر ثابت ہو گیا چونکہ یہ کتاب نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر ہی اللہ تعالیٰ نے نازل فرمائی ہے اس لئے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو ہی اللہ تعالیٰ نے مالک بنایا ہے۔ دوسرا نہیں اور جتنا مالک اپنی مملوکہ اور مقبوضہ کو سمجھ سکتا ہے اور کوئی نہیں (۲) قرآن کریم میں کُل شے کا بیان اور کُل شے کی تفصیل موجود ہے (۳) اِس بیانِ کُلّی اور تفصیل کُل شے سے خاص ایمانداروں کے واسطے ہدایت اور رحمت ہے تو یہ کُل شے کا علم اور تفصیل کُل کا کُلّی علم مغیبات میں شامل ہیں جس کو ارشاد الٰہی نے واضح فرمایا ذٰلِكَ مِنْ اَنْبَآءِ الْغَيْبِ (یہ غیبی خبروں سے بعض ہے) ثابت ہوا کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ والہ وسلم کو کُل شے کا علم یعنی علم کُلّی آپ کے بعض مغیبات سے ہے۔ جس کے علم میں کُلّی علمِ غیب اُس کے علم کا بعض حصہ ہے تو اُس کے کُل علمِ غیب کی انسان کو کیا طاقت ہے کہ سمجھ سکے یا وہاں تک اُس کی رسائی ہو۔ چہ جائیکہ اُس کے غلط کی پرکھ کر سکے بلکہ ملائکہ اُس علمِ غیب کے سمجھنے سے یا اندازہ لگانے سے قاصر ہیں۔ ہاں البتہ اُن کے معلم و ملہم حقیقی وحدہٗ لایزال جس کا

علم غیر محدود ہے۔ کُلّی جزی سے مبرّا اور بالاتر ہے۔ بلکہ جَعَلَ الْکُلِّیَّاتِ وَالْجُزْئِیَّاتِ ہے۔ جس نے تمام کلیّوں اور جزیوں کو پیدا کیا ہے۔ اللہ کے علم کو کُلّی سے متصف کر کے اپنی ذات پر قیاس کرنا۔ اللہ کے علم کو محدود کرنا اور صراحتہً شرک ہے۔ تو یہ علم کُلّی مخلوق اور حادث کی طرف منسوب ہو سکتا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کو عطا فرمایا۔

۴۔ انبیاء $\frac{۱}{۷}$ وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ (اور نہیں بھیجا ہم نے آپ کو یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم" مگر تمام جہانوں کے واسطے رحمت) کا خطاب دے کر تمام عالمین کا مختار بنا دیا۔ اس آیت مذکورہ سے شانِ مصطفےٰ صلے اللہ علیہ والہ وسلم کے عجیب نکات ظاہر ہوتے ہیں۔ (۱) جناب کی رسالت تمام جہانوں کے واسطے (۲) جناب کی رحمت کا تمام جہانوں کو محیط ثابت کرنا۔ اور عالمین کی تفصیلِ کل شے کا اظہار ہے (۳) رحمت کو نکرہ کہا تا کہ ثابت ہو جائے کہ رحمت کا ایک ہی وجود یعنی نبی صلے اللہ علیہ وسلم جو تمام جہانوں کو محیط ہے وہ ذاتِ واحدہ ہونے کی حیثیت سے تمام جہانوں کی خبر دار بھی ہے (۴) آپ کا حاضر و ناظر ہونا بھی ثابت ہو گیا۔ جس کو پیچھے مدلّل بیان کیا جا چکا ہے (۵) ل فائدے کیواسطے ہوتا ہے۔ لِلْعٰلَمِیْنَ نے مسئلہ استمداد اور وسیلہ کو ثابت کر دیا۔ کیونکہ جب تک آپ تمام جہانوں کا وسیلہ بن کر ہر شے کی امداد نہ فرمائیں رحمۃ للعالمین کا مصداق نہیں بن سکتے چنانچہ آپ کی رحمت سے ہی تمام جہان قیام پذیر ہیں (۶) نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو تمام جہانوں کا اختیار دیا جانا کیونکہ اللہ تعالےٰ نے رحمۃ للعالمین کا مطلق خطاب عنایت فرما کر آپ کو اختیارِ عام عنایت فرما دیا جس کو جتنا جس وقت چاہیں جس زمانہ میں چاہیں رحم فرما دیں یا نہ کوئی تخصیص نہیں فرمائی۔ یہ آیت پاک اِن اُمور ستہ ضروریہ پر تب ہی متحقق ہو سکتی ہے کہ جناب کو تمام عالمین کا علم تفصیلی و اجمالی حاصل ہو۔ اور علی الدوام ہے ورنہ

نہیں۔ اور نہ ہی بغیر علم عالمین کے آپ کسی صورت سے بھی رحمۃ للعالمین کہلا سکتے ہیں۔ تو جس کا ایمان آپ کے رحمۃ للعالمین ہونے پر صحیح ہے اُس کو بمعہ اِن امورِ ستہ ضروریہ آپ کے واسطے تمام عالمین کے علم کا قائل ہونا جزوِ ایمانی ہے۔ اور عالمین میں لوح و قلم بھی شامل ہیں۔ لہٰذا اگر نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رحمت قلم کو اللہ تعالےٰ شاملِ حال نہ فرماتا۔ تو وہ قلم کبھی لوح پر متحرک نہ ہو سکتی۔ اور تفصیلِ کُل شے محفوظ نہ کر سکتی۔ اور عالمین کے ذرہ ذرہ کا علم ظہور پذیر نہ ہوتا۔ اے جس کی رحمت سے قلم متحرک ہوا اُس کو تو تم ناواقف بے علم کہو اور قلم کے واسطے علم کُلّی کہا جائے یہ کونسا انصاف ہے ؏

وریں عقل و دانش بباید گریست۔ میں کہتا ہوں کہ لوحِ محفوظ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی رحمت سے ہی محفوظ ہے جس کی حفاظت اللہ تعالےٰ کے بھی ذمہ ہے۔ جیسا کہ قرآن کریم عنایت آپ کو ہوا ہے۔ مالک اس کے آپ ہیں لیکن اس کے محافظ معطیٔ و احد ربِ ذوالجلال خود ہیں۔ چنانچہ لوحِ محفوظ جس میں ذرہ ذرہ محفوظ ہے اُس کا قیام نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی رحمت سے ہے۔ لیکن محافظ اُس کا اللہ تعالےٰ ہے۔ تو اُس کی حفاظت کرنے سے لوحِ محفوظ کے رحیم کا انکار کر دینا اور اُس سے بے علمی کا اظہار کرنا یہ آپ کے رحمۃ للعالمین ہونے کا انکار کرنا ہے۔

وہابی اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے۔ قُلۡ لَّاۤ اَقُوۡلُ لَکُمۡ عِنۡدِیۡ خَزَآئِنُ اللّٰہِ وَلَاۤ اَعۡلَمُ الۡغَیۡبَ وَلَاۤ اَقُوۡلُ لَکُمۡ اِنِّیۡ مَلَکٌ ۚ اِنۡ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا یُوۡحٰۤی اِلَیَّ (فرما دیجئے یا رسول اللہ کہ میں تمہیں نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں اور میں غیب نہیں جانتا۔ اور میں نہیں کہتا کہ میں فرشتہ ہوں۔ میں کسی کی تابعداری نہیں کرتا۔ مگر جو میری طرف وحی کی جاتی ہے)۔

اس آیت میں تین امور ثابت ہیں (۱) آپ خزائن اللہ کے مالک نہیں یعنی مختارِ کل نہیں (۲) اور میں غیب نہیں جانتا مطلقاً غیب کی نفی ہو گئی (۳) میں فرشتہ

نہیں بلکہ بشر ہیں جو وحی کا متبع ہوں ان تینوں مسائل نے آپ کے مذہب کی بنیاد اکھاڑ دی کیونکہ تم نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو مختار کل مانتے ہو اور غیب دان مانتے ہو اور نور ملتے ہو۔ اس آیت سے تینوں کی نفی ہو گئی۔ لہٰذا ان تینوں مسائل میں تمہارا عقیدہ قرآن کے خلاف ہے۔

محمد عمر لَا اَقُوۡلُ لَکُمۡ اِنِّیۡ مَلَکٌ سے بشریت کیسے ثابت ہو گئی کیا خدا پر بھی بہتان لگانے شروع کر دیے۔ کیا قرآن کریم میں اس مقام پر بشریت کا ذکر ہے جو تم مراد لے رہے ہو۔ کچھ خدا سے ڈرو۔ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی نورانیت کا ثبوت ماقبل گزر چکا ہے۔ ملاحظہ کرو۔ باقی رہا یہ قُلۡ لَّاۤ اَقُوۡلُ لَکُمۡ عِنۡدِیۡ خَزَآئِنُ اللّٰہِ اللہ تعالےٰ نے خزائن اللہ سے آپ کا اس واسطے انکار کرنے کا ارشاد فرمایا کہ کفار نے اعتراض کیا جس کا یہ جواب دیا گیا (ھود ۱۲) لَوۡلَاۤ اُنۡزِلَ عَلَیۡہِ کَنۡزٌ (کیوں نہیں اتارا گیا آپ (نبی صلے اللہ علیہ وسلم) پر خزانہ) اللہ تعالےٰ نے کفار کو جواب دیا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی توہین ہے کہ ایسے رحمۃ اللعالمین ہوں اور لوگوں میں خزانہ تقسیم کر کے اپنی رسالت کا اقرار کراویں اور رحمت کی نعمت عظمیٰ کو تقسیم فرما کر دوزخ سے چھڑا دیں۔ چنانچہ اُن کے اس اعتراض کا جواب دیتے ہوئے اللہ نے فرمایا قُلۡ لَّاۤ اَقُوۡلُ لَکُمۡ عِنۡدِیۡ خَزَآئِنُ اللّٰہِ (یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم) فرما دیجئے تمہارے لئے میرے پاس اللہ کے خزانے نہیں ہیں تاکہ تم اُن خزانوں کی حرص سے مجھ پر ایمان لے آؤ۔ جب اللہ تعالےٰ مومنین کے ایمان لانے کا احسان اپنے محبوب صلے اللہ علیہ وسلم کے واسطے برداشت نہیں کرتے فرمایا یَمُنُّوۡنَ عَلَیۡکَ اَنۡ اَسۡلَمُوۡا قُلۡ لَّا تَمُنُّوۡا عَلَیَّ اِسۡلَامَکُمۡ بَلِ اللّٰہُ یَمُنُّ عَلَیۡکُمۡ اَنۡ ہَدٰىکُمۡ لِلۡاِیۡمَانِ (ترجمہ) یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یہ لوگ اپنے اسلام کا احسان کرتے ہیں۔ فرما دیجئے آپ مجھ پر اپنے اسلام لانے کا احسان نہ کرو۔ بلکہ تم پر اللہ

کا احسان ہے کہ اُس نے تمہیں ایمان کی ہدایت دی، چہ جائیکہ کفار کو خزائن اللہ کی لالچ دے کر رسالت پیش کی جائے بلکہ اپنے محبوب صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف سے بے نیازی کا اظہار فرمایا فَمَنْ شَاءَ فَلْيُؤْمِنْ وَمَنْ شَاءَ فَلْيَكْفُرْ (جس کا دل چاہے ایمان لائے جس کا دل چاہے کفر کر دے) مجھے اور میرے محبوب صلے اللہ علیہ وسلم کو تمہارے ایمان سے کوئی نفع یا نقصان نہیں۔ اسی بنا پر لَا أَقُولُ لَكُمْ عِنْدِي خَزَائِنُ اللهِ فرمایا۔ ورنہ اللہ تعالیٰ نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو تمام مخلوق سے زیادہ اور بہتر خزانے عطا فرمائے ہیں تاکہ معترضین استغنا رحضور صلے اللہ علیہ وسلم کا ناطقہ بند ہو جائے۔ فرمایا (۱) وَوَجَدَكَ عَائِلًا فَأَغْنَىٰ (اللہ نے آپ کو یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم (حیدی مال سے، نادار پایا تو غنی کر دیا) اور فرمایا (۲) النجم ۲۷/۳ هُوَ أَغْنَىٰ وَأَقْنَىٰ (بے شک اللہ وہ ذات ہے جس نے دولت مند کیا اور خزانے والا کیا) پھر فرمایا (۳) إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ (بے شک ہم نے آپ کو تمام کثرت عطا کی)

۱۔ تفسیر کبیر ۸/۷ { (قوله إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ) اے إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكَثِيرَ فَأَعْطِ أَنْتَ الْكَثِيرَ وَلَا تَبْخَلْ (ہم نے آپ کو بہت کچھ دے دیا۔ آپ بہت عطا فرمایئے۔ اور بخل نہ کیجئے۔

۲۔ تفسیر نسفی ۴/۲۸۲ { إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ هُوَ فَوْعَلٌ مِنَ الْكَثْرَةِ وَهُوَ الْمُفْرِطُ الْكَثْرَةِ (کوثر فوعل کے وزن پر ہے کثرت سے اور اُس کے معنی زیادہ کثرت کے ہیں)

۳۔ تفسیر خازن ۷/۲۵۰ { وَأَصْلُ الْكَوْثَرِ فَوْعَلٌ مِنَ الْكَثْرَةِ (اصل کوثر کا فوعل کے وزن پر کثرت سے ہے)

۴۔ مفردات راغب ص ۴۳۹۔ يُقَالُ لِلرَّجُلِ السَّخِيِّ كَوْثَرٌ وَيُقَالُ

تَکَوْثَرَ الشَّیْئُ کَثُرَ کَثْرَۃً مُتَنَاہِیَۃً (آدمی سخی کو کوثر کہا جاتا ہے اور جب کسی شے کی زیادہ کثرت ہوجائے تو اُس کو تَکَوْثَرَ الشَّیْئُ کہا جاتا ہے)

۵۔ تفسیر صاوی ۱/۱۷۸ { ما تحت لَیْسَ لَکَ مِنَ الْاَمْرِ شَیْئٌ جَعَلَ اللّٰہُ مَفَاتِیْحَ خَزَائِنِہٖ بِیَدِہٖ فَمَنْ زَعَمَ

اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم کَاٰحَادِ النَّاسِ لَا یَمْلِکُ شَیْئًا اَصْلًا وَلَا نَفْعٌ بِہٖ لَا ظَاھِرًا وَلَا بَاطِنًا فَھُوَ کَافِرٌ خَاسِرُ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ وَاسْتِدْلَالُہٗ بِھٰذِہِ الْاٰیَۃِ ضَلَالٌ مُّبِیْنٌ (اللہ تعالےٰ نے اپنے خزانوں کی چابیاں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں کیں تو جس شخص نے گمان کیا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم دوسرے لوگوں کی طرح کسی چیز کے بالکل مالک نہیں ہیں اور نہ آپ کے ساتھ ظاہری اور باطنی نفع ہے تو وہ کافر ہے۔ دنیا اور آخرت میں خسارے والا ہے۔ اور اس ایتہ سے یہ دلیل اخذ کرنا کہ آپ نفع نقصان کے مالک نہیں یہ گمراہی ظاہر ہے۔ پھر اللہ نے فرمایا (۶) وَلَسَوْفَ یُعْطِیْکَ رَبُّکَ فَتَرْضٰی (آپ کو یارسول اللہ اللہ جلدی عطا کرے گا۔ کہ آپ راضی ہو جائیں گے۔ جیسا کہ اِنَّا اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَرَ سے آپ کو تمام کثرت عطا فرمادی پھر فرمایا۔

(۷) ۲۲/۳ اِذْ تَقُوْلُ لِلَّذِیْٓ اَنْعَمَ اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاَنْعَمْتَ عَلَیْہِ (جب فرماتے تھے آپ اُس شخص کو جس پر اللہ نے انعام کیا اور آپ نے اُس پہ انعام کیا) اگر نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس خزائن اللہ نہیں ہیں تو اللہ تعالےٰ نے اَنْعَمْتَ عَلَیْہِ کا اطلاق آپ پر کیوں کیا۔ اور فرمایا۔ (۸) وَسَخَّرَ لَکُمْ مَّا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا مِّنْہُ۔

(اور اللہ نے جو چیز آسمانوں اور زمین میں ہے اُس کا مجموعہ تمہارے تابع کردیا ہے اس آیت کریمہ میں اللہ تعالےٰ نے زمین و آسمانوں کی ہر چیز کو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی تحویل میں کردیا جس میں خزائن اللہ بھی شامل ہیں۔

۹۔ بخاری شریف ۱/۵۰۸ وَاِنِّیْ قَدْ اُعْطِیْتُ مَفَاتِیْحَ خَزَائِنِ الْاَرْضِ

(اور بے شک میں یقیناً تمام زمین کے خزانوں کی کنجیاں دیا گیا ہوں۔

۱۰۔ مسلم شریف ۲/۳۹۰ { زُوِیَ لِیَ الْاَرْضُ حَتّٰی رَأَیْتُ مَشَارِقَهَا وَمَغَارِبَهَا وَاُعْطِیْتُ الْکَنْزَیْنِ (سمیٹی گئی میرے لئے زمین حتّٰی کہ میں نے اُس کے تمام مشرقوں کو دیکھا اور تمام مغربوں کو اور میں دو خزانے عطا کیا گیا ہوں)۔

قَالَ النَّوَوِیُّ قَالَ الْعُلَمَاءُ الْمُرَادُ بِالْکَنْزَیْنِ الذَّهَبُ وَالْفِضَّةُ

(علماء نے کہا ہے کہ کنزین سے مراد دونوں خزانے سونے اور چاندی کے ہیں۔ جو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو اللہ کی طرف سے عطا کئے گئے) حدیثِ مذکورہ بالا سے دو امور ثابت ہوئے (۱) تمام زمین کا غیب اللہ نے مرّہ واحدہ میں ہی عطا فرما دیا (۲) تمام سونے چاندی کے خزانوں کی کنجیاں آپ کو عطا کی گئیں۔

۱۱۔ بخاری شریف ۱/۴۱۸ { اُتِیْتُ بِمَفَاتِیْحِ خَزَائِنِ الْاَرْضِ فَوُضِعَتْ فِیْ یَدَیَّ (مجھے تمام زمین کے تمام خزانوں کی کنجیاں دی گئی ہیں۔ پھر میرے ہی ہاتھ میں رکھی گئی ہیں۔ چنانچہ اسی کی تصریح فرماتے ہوئے آپ نے ارشاد فرمایا:۔

۱۲۔ بخاری شریف ۱/۱۶۹ مسلم شریف ۱/۳۳۲ { اِنَّمَا اَنَا قَاسِمٌ وَیُعْطِی اللّٰہُ (آپ نے فرمایا اللہ عطا کرتا ہے اور میں تقسیم کرنے والا ہوں)۔

چنانچہ آپ کے قاسم ہونے کی دلیل اللہ تعالےٰ نے قرآن کریم میں بیان فرمائی۔

۱۳۔ وَاَمَّا السَّائِلَ فَلَا تَنْهَرْ (کوئی کسی قسم کا سوال کرنے والا آجائے تو اس کو یا رسول اللہ نہ جھڑکیے) اگر بقول تمہارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس خزائن اللہ

نہیں تو فلا تنھر فرمانے کا کیا مطلب۔ بلکہ فانھر چاہیے تھا۔ معلوم ہوا کہ آپ کے پاس خزائن اللہ ہیں۔ جن کو اللہ تعالیٰ تقسیم کا ارشاد فرما رہا ہے۔ اور نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے دروازے سے کسی کو واپس مڑنا مناسب نہیں سمجھتے۔

۱۴۔ وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُولَةً إِلَىٰ عُنُقِكَ وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ فَتَقْعُدَ مَلُومًا مَّحْسُورًا (اور آپ اپنے دستِ پاک کو تنگ نہ کیجیے اور نہ تمام فراخ کر دیجیے تو آپ افسوس سے تھکے ہوئے بیٹھے رہیں گے) اس آیہ کریمہ میں جناب کی قاسمیت کے میانہ روی کا ذکر فرمایا ہے۔ اگر آپ قاسم نہیں تو تقسیم اوسط کو بیان کرنے کا کیا مطلب۔ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو تو میانہ روی کی تقسیم کا ارشاد فرمایا اور مقسم علیہ کو فرمایا۔

۱۵۔ حشر ۲۸/۱ { مَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا (جو تمہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم دے دیں تو اس کو لے لو۔ اور جس سے انکار فرما دیں رک جاؤ۔

ثابت ہوا کہ آپ کے پاس خزائن اللہ کی کنجیاں تو ہیں۔ جس بنا پہ آپ کی ملکیت ثابت کی گئی۔ آپ کو تقسیم کا طریقہ فرمایا گیا۔ اور ہمیں لینے کا طریقہ فرمایا۔ لیکن وَلَا أَقُولُ لَكُمْ عِندِي خَزَائِنُ اللَّهِ اس لئے فرمایا کہ صداقتِ رسالت پہ دھبہ نہ لگے۔ کہ خزائن اللہ کو اپنی رسالت کی تصدیق پہ خرچ کر کے رسالت کا اقرار کروایا جا رہا ہے۔ اگر حقیقتاً سچے رسول اللہ ہوتے تو خزائن اللہ تقسیم کرنے کی ضرورت نہ ہوتی۔ یہ ہے حقیقت جو اس مقام پہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے خزائن اللہ کا انکار کروایا گیا اور دوسرے کئی مقامات پہ ثابت کیا گیا۔ جو لوگ آپ کی رسالت کے مصدق ہیں وہ بلا طمع آپ پہ ایمان لاتے ہیں۔ اور آپ کے واسطے خزائن اللہ ہونے پہ بھی ایمان رکھتے ہیں۔ باقی رہا ارشادِ الٰہی وَلَا أَعْلَمُ الْغَيْبَ (فرما دیجیے یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کہ میں غیب نہیں جانتا۔ آپ کی زبان مبارک سے یہ کلمات اس واسطے کہلوائے کہ کوئی کج طبع

آپ کے علم غیب ذاتی کا معتقد نہ ہو جائے۔ کیونکہ شے کا مدعی وہی ہو سکتا ہے جس کی ملکیت ذاتی ہو۔ چنانچہ غیب کا حقیقی مالک و عالم وہی ذات ہے اور وہی مدعی ہو سکتا ہے کیونکہ اس کا علم ذاتی ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کی طرف سے غیب عطائی ہونے کی وجہ سے آپ اعلم الغیب خود نہیں فرما سکتے۔ اللہ تعالیٰ اس عطیئے کو اپنی طرف سے عَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ سے خطاب کر سکتا ہے۔ چنانچہ اسی عطا کی بنا پر اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا

۵۔ال عمران۔ پارہ ۳ ذَالِكَ مِنْ اَنْبَاءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهِ اِلَيْكَ (یہ غیب کی خبروں سے ہے جو ہم نے آپ کی طرف وحی کی) اللہ تعالیٰ کا یہ دعوے کہ قرآن شریف اخبار غیبیہ ہیں تو اگر آپ کی ذات سے اللہ تعالیٰ بالذات ولا اَعْلَمُ الْغَيْبَ نہ کہلواتے بلکہ اعلم الغیب صراحتہً فرما دیتے تو مخالفین ذَالِكَ مِنْ اَنْبَاءِ الْغَيْبِ اور اَعْلَمُ الْغَيْبَ کو مطابق کر کے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو مصنفِ قرآن کہہ دیتے۔ کیونکہ آپ کا دعوے کرنا کہ میں غیب جانتا ہوں اور قرآن کا دعوے کہ یہ غیبی خبریں ہیں یہ صاف ظاہر ہو جاتا کہ آپ مصنفِ قرآن ہیں۔ بلکہ ہر منکر کو موقعہ مل جاتا اور جھوٹے نبی کو مصنفِ کتاب بننا آسان ہو جاتا۔ حالانکہ نبی اپنی ذات کی طرف سے کسی چیز کا جامع نہیں ہوتا۔ سوائے اللہ تعالیٰ کے۔ اسی واسطے اللہ تعالیٰ نے آپ کی ذات پاک سے وَلَا اَعْلَمُ الْغَيْبَ کہلوایا اور اپنی طرف سے علوم غیبیہ کے عطا کا انبیاء کے واسطے بیان فرمایا۔ چنانچہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے علوم غیبیہ کے متعلق تصریح فرمائی۔

۶۔تکویر ۳۰/۱ وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِيْنٍ (اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم غیب پر بخیل نہیں۔ اگر آپ کے پاس عطائی غیب کو بھی تسلیم نہ کیا جائے تو اللہ تعالیٰ کی یہ کلام معاذ اللہ جھوٹی ثابت ہوتی ہے کہ جو چیز آپ کے پاس ہی نہیں اس پر بخل کیسا۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ آپ کے پاس غیب تو ضرور ہے لیکن اللہ کی طرف سے عطائی ہے۔ اور وَلَا اَعْلَمُ الْغَيْبَ میں ذاتی علم غیب کی نفی ہے۔ ورنہ اگر لَا اَعْلَمُ الْغَيْبَ

سے مطلقاً غیب کی نفی مراد لی جائے ذاتی ہو یا عطائی تو قرآن کریم سے بھی ہاتھ دھونے پڑتے ہیں۔ کیونکہ آپ نے فرمایا کہ میں کوئی غیب جانتا ہی نہیں اور قرآن کریم مدعی ہے کہ یہ غیبی خبریں ہیں تو ثابت ہوتا ہے کہ آپ قرآن نہیں جانتے۔ اور جب قرآن کریم کا انکار رسولِ کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ثابت ہو جائے تو قرآن کا دعوے نَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ معاذ اللہ جھوٹ ثابت ہو گا۔ اور خداوند تعالےٰ کی کلام کا جھوٹ ہونا محال اور اللہ کی کلام میں کذب کی نسبت کرنے والا کافر۔ لہٰذا ماننا پڑیگا کہ وَلَا أَعْلَمُ الْغَيْبَ میں اللہ تعالےٰ علمِ غیب ذاتی کی نفی کروا رہا ہے نہ کہ عطائی کا۔

اور وَلَا اَقُوْلُ لَكُمْ اِنِّیْ مَلَكٌ (اور فرما دیجئے یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم میں تمہیں نہیں کہتا کہ میں فرشتہ ہوں)

نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی ذات سے فرشتہ ہونے کی نفی فرمائی۔ کیونکہ یہ آپ کی ہتک تھی ملائکہ تو آپ کے غلام ہیں بلکہ غلامانِ غلام ہیں۔ اور اُن کی نورانیت کا قیام آپ کی رحمت سے مستفیض ہے۔ اور جو تم نے ملکیت کے انکار سے بشریت کا نتیجہ نکالا ہے وہ اس عبارتِ قرآنیہ سے تجاوز کرنا ہے۔ کہ آپ کو یاد نہیں کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام جو سیدالملائکہ ہیں۔ اپنی ذات کو سدرۃ المنتہیٰ پر ختم کر چکے لیکن ذات پر نور حضور صلے اللہ علیہ وسلم بلا اعانتِ غیر مرتبہ دنا تک پہنچے۔ فرشتہ چونکہ اپنی ذات میں اور صفات میں نبی سے کم ہے اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم اپنی ذات اور ہر صفات میں اولیٰ تر اور بالاتر ہیں۔ اس واسطے آپ نے وَلَا اَقُوْلُ لَكُمْ اِنِّیْ مَلَكٌ فرمایا اور اللہ تعالےٰ نے اسی حقیقت کی بنا پر آپ کی زبان پاک سے کہلوایا۔ دوسری وجہ یہ کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم مذکور اور ملائکہ ذاکر اور خداوند بھی آپ کا ذاکر اگر آپ دعوے ملکیت فرماتے یا مساوات یا مماثلت کے مدعی بنتے تو شانِ الوہیت کی بھی ہتک تھی۔ اور ملائکہ ذاکر اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم مذکور میں کوئی فرق نہ رہ جاتا۔ اگر آپ کی شان ملائکہ سے بالاتر

سمجھی جائے تو ہی یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ کے مرتبہ پر آپ فائز ہو سکتے ہیں ورنہ نہیں۔ تمام آیت کا نتیجہ اللہ تعالےٰ نے منکروں کے واسطے اخیر جملہ میں نکال دیا فرمایا قُلْ ھَلْ یَسْتَوِی الْاَعْمٰی وَالْبَصِیْرُ" فرما دیجئے یارسول اللہ! اگر مجھے غیب نہیں تو تمہیں اتنی تمیز بھی نہیں کہ اندھا اور آنکھوں والا برابر نہیں ہو سکتے۔ منکرین غیب تو آپ کو بجائے بصیر ماننے کے ایمان سے خارج ہو کر اس کے برعکس مانتے ہیں۔

وہابی اللہ تعالےٰ نے قرآن کریم میں فرمایا ہے اور آپ کی زبان پاک سے کہلوایا ہے کہ قیامت کا علم اللہ کے پاس ہے۔ اور اگر میں غیب جانتا ہوتا تو بہت نیکی جمع کر لیتا اور مجھے برائی نہ مس کرتی۔ سنیئے:۔

اعراف ۹/۲۳ وَلَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ وَمَا مَسَّنِيَ السُّوْٓءُ اِنْ اَنَا اِلَّا نَذِيْرٌ وَّبَشِيْرٌ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ (اگر میں غیب جانتا تو کثرتِ خیر طلب کرتا۔ اور مجھے برائی نہ مس کرتی۔ میں ایمانداروں کے واسطے بشیر و نذیر کے سوا کچھ نہیں)

محمد عمر اس آیت کا ماقبل آپ نے چھوڑ دیا یَسْئَلُوْنَكَ كَاَنَّكَ حَفِيٌّ عَنْهَا قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللّٰهِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ قُلْ لَّآ اَمْلِكُ لِنَفْسِيْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ وَلَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ وَمَا مَسَّنِيَ السُّوْٓءُ اِنْ اَنَا اِلَّا نَذِيْرٌ وَّبَشِيْرٌ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ (آپ سے سوال کرتے ہیں (یارسول اللہ) قیامت کے متعلق، گویا کہ آپ بحث کرنے والے ہیں اُس سے فرما دیجئے اور کوئی بات نہیں اُس کا علم اللہ کے پاس ہے۔ لیکن اکثر لوگ جانتے نہیں۔ فرما دیجئے میں اپنے نفس کے واسطے نفع کے لحاظ سے اور نہ نقصان کے لحاظ سے مالک نہیں۔ مگر جو اللہ چاہے۔ اور اگر میں غیب جانتا تو کثرتِ خیر طلب کرتا اور مجھے برائی نہ مس کرتی۔ نہیں ہوں میں (معمولی آدمی) مگر ڈرانے والا

اور مبارک دینے والا میں ہی ہوں ایماندار قوم کے لئے)

اس آیہ کریمہ میں اللہ تعالےٰ نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق بحث وتمحیص کا ذکر فرمایا ہے کہ آپ سے یہ لوگ قیامت کا حال ایسے دریافت کرتے ہیں کہ آپ اُس سے جھگڑے میں پڑ جائیں۔ تو اللہ نے فرمایا کہ آپ اس جھگڑا میں مشغول نہ ہویئے۔ بلکہ فرمادیجئے قیامت کا علم اللہ کے پاس ہے۔ اور یہ نہیں فرمایا کہ اللہ کے پاس ہے اور کسی کو اُس نے سمجھایا یا جتایا نہیں۔ علم کی نفی ہے نہ تعلم کی۔ کیونکہ آگے ارشادِ الٰہی مذکور ہے وَلٰکِنَّ اَکْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ (لیکن اکثر لوگ (قیامت سے) بے خبر ہیں) اس آیت پاک میں اللہ تعالےٰ نے اکثریت کی بے علمی قیامت سے ثابت کی ہے۔ جس سے اقلیت کو علم عطائی ثابت ہوتا ہے۔ جس کا اللہ نے اس آیت میں انکار نہیں فرمایا بلکہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو اپنی ذات کے نفع اور نقصان کے متعلق مشیت ایزدی کے ماتحت رکھا۔ اسی واسطے فرمایا کہ اللہ کے ارادے کے سوا اپنے نفس کے واسطے میں نفع و نقصان کا مالک نہیں کیونکہ اگر نفع اور نقصان کی تملیک اپنے نفس کی طرف منسوب فرماتے تو ہو سکتا تھا۔ کہ آپ غیر کے نفع کے واسطے اپنی ذات کو نقصان پہنچاتے لیکن جب اپنے نفس کے نفع ونقصان کو مشیت ایزدی کے ماتحت رکھا تو یہ اس امر کی واضح دلیل ہے کہ محب اپنے محبوب کے ہر حال نفع کا خواہاں ہے اور نقصان سے وَاللّٰہُ یَعْصِمُکَ مِنَ النَّاسِ فرما کر محفوظ فرمانا ہے۔ یہی وجہ تھی قُلْ لَّآ اَمْلِکُ لِنَفْسِیْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰہُ فرمانے کی۔ کہ جب میرا محبوب اپنے نفع و نقصان کو میری مشیت کے ماتحت اپنی زبان پاک سے کہدے گا تو آپ کی ذات کو کسی قسم کے نقصان کا امکان ہی نہ رہے گا۔ وہ منافقین کی نظر میں آپ کی ذات کے واسطے ظاہراً نقصان دکھائی دے گا۔ لیکن میری مشیت میں وہ ہر صورت نفع ہی نفع ہوگا۔ چنانچہ اسی بنا پر اللہ تعالےٰ نے آپ کو رحمۃ للعالمین بنادیا۔ اگر بقول کسے آپ کو نقصان ہو سکتا ہے اور آپ نقصان دور کرنے کے اہل نہیں تو اس کا مطلب

یہ ہے کہ آپ کے رحمۃ للعالمین ہونے کا قائل نہیں۔ کیونکہ رحمت اور زحمت کا اجتماع ایک ذات میں محال ہے اسی واسطے اجتماع نقیضین محال ہوتا ہے۔ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے نقصان کے قائل کی مثال یوں سمجھئے جیسا کہ ایک شخص ایک ہی وقت میں دن کا بھی قائل ہو اور اسی دن کو رات بھی سمجھے۔ لہذا مذکورہ بالا آیت سے آپ کی ذات کے واسطے بمشیت الہٰی نفع ہی نفع ثابت ہوتا ہے۔ جس سے یہ امر بھی عیاں ہے کہ جب آپ کو اللہ کے ارادے سے محض نفع ہی ہے تو آپ اپنے متبعین کے واسطے نقصان کے خواہاں کیسے ہو سکتے ہیں۔ یہ ہے اس آیت کا مطلب جس کے متعلق نبی صلے اللہ علیہ والہ وسلم کے مخالفین مطلب کو اُلٹا بنا کر آپ کی توہین کرتے ہیں۔ اِتَّقُوا اللّٰہَ

آگے اللہ تعالےٰ نے فرمایا۔ وَلَوْ كُنْتُ أَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ وَمَا مَسَّنِيَ السُّوءُ۔ اس عبارت مذکورہ میں شرط ہے۔ اس واسطے یہ جملہ شرطیہ ہے۔

لَوْ كُنْتُ أَعْلَمُ الْغَيْبَ شرط ہے — لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ جزاے اوّل

وَمَا مَسَّنِيَ السُّوءُ جزاء ثانی ہے۔

وجود شرط جزا کے وجود کو مستلزم ہے اور انتفا شرط جزا کے انتفا کو مستلزم ہے اور جزا کا خارج میں مثبت ہونا مستلزم ہے کہ شرط بھی ثابت و موجود ہو۔ جیسا کہ ارشاد الہٰی ہے لَوْ كَانَ فِيهِمَا آلِهَةٌ إِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا اگر زمین و آسمان میں اللہ کے سوا کوئی معبود ہوتا تو یہ زمین و آسمان اُجڑ جاتے۔ اس میں لَفَسَدَتَا جزا ہے اور لَوْ كَانَ فِيهِمَا آلِهَةٌ إِلَّا اللّٰهُ شرط ہے۔ جب زمین و آسمان اُجڑے نہیں بلکہ قائم ہیں تو صرف اللہ ہی کا معبود ہونا ثابت ہو گیا۔ ثابت ہوا کہ انتفاء فساد انتفاء شریک باری کو مستلزم ہے۔ ایسے ہی آپ اس آیت کو دیکھ لیجئے کہ اگر نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے کثرتِ خیر جمع نہیں فرمائی اور برائی نے بھی مس کیا ہے تو آپ غیب نہیں جانتے۔ اور اگر آپ کے واسطے خیرِ کثیر خارج میں موجود ہے اور آپ کو سوء کا مس کرنا بھی محال ہے۔ کیونکہ رحمت

رؤف اور رحیم کی نقیض ہے۔ لہذا آپ کو علم غیب کا ہونا ضروری ہے کیونکہ شرط ہے۔ اب یہ فیصلہ دو جزاؤں کے اثبات کا اللہ پر موقوف ہے۔

۱۔ نساء ۹/۵ } وَاِنْ تَصْبِرُوْا خَیْرٌ لَّکُمْ (اور اگر تم صبر کرو تمہارے لئے بہتر ہے) آپ کے صبر پاک کی حد کس سے مخفی ہے۔ سب مخلوق سے زیادہ آپ کا صبر مشہور ہے۔ جیسا کہ طائف میں پتھر کھا کر آپ نے دعا سے مالامال فرمایا یہ بھی آپ کے لئے خیر ہے جو مثبت ہے۔

۲۔ توبہ ۱۰/۶ } وَجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ذٰلِكُمْ خَیْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ

اور اپنے مالوں اور نفسوں کے ساتھ اللہ کے رستے میں جہاد کرو یہ تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم جانتے ہو، اللہ تعالےٰ نے جہاد مالی اور نفسانی فی سبیل اللہ کو خیر فرمایا ہے۔ آپ کے جہاد کا اور خیر کا ثبوت اللہ نے دیا ہے ۳۔ توبہ ۱۰/۱۱ لٰكِنِ الرَّسُوْلُ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ جٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ وَاُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْخَیْرٰتُ

۴۔ طٰہٰ ۱۶/۱ } وَرِزْقُ رَبِّكَ خَیْرٌ وَّاَبْقٰى (اور آپ کے رب کا رزق خیر ہے۔ اور زیادہ باقی رہنے والا ہے) چنانچہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق وَیُطْعِمُنِیْ وَیَسْقِیْنِیْ رَبِّیْ کہ میرا رب مجھے کھلاتا ہے اور پلاتا ہے۔ اب نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے واسطے اس سے زیادہ بہتر رزق نہ میسر ہوا نہ ہے اور نہ ہو ہی سکتا ہے۔ لہذا مرزوق من اللہ آپ کی مثل دوسرا نہیں ہو سکتا تو خیر بھی آپ کے لئے ہی مخصوص ہوگی۔

۵۔ بخاری شریف ۱/۴ } عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ فَلَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَجْوَدُ بِالْخَیْرِ مِنَ الرِّیْحِ الْمُرْسَلَةِ

(ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم زیادہ سخی تھے خیر کے ساتھ

ہوا چلنے والی سے) ابن عباسؓ نے فرمایا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم تیز ہوا سے بھی زیادہ قائم خیر تھے۔ اور ہوا زمین کے ہر ذرہ ذرہ پر چلتی ہے اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم اُس ہوا سے بھی زیادہ اجود بالخیر ہوئے۔ تو معلوم ہؤا کہ رزق رب کی تمام خیر آپ کو ہی حاصل ہے۔

۶۔ جمعہ ۲۸/۲ { فَاسْعَوْا اِلٰی ذِکْرِ اللّٰہِ ذٰلِکُمْ خَیْرٌ لَّکُمْ اِنْ کُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ (اللہ کے ذکر کی طرف دوڑ کر آؤ۔ یہ تمہارے لئے خیر ہے اگر تم جانتے ہو)، اس سے ثابت ہؤا کہ ذکر اللہ کی طرف دوڑ کر آنے والا خیر کا مستحق ہے۔ اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے زیادہ اللہ کے ذکر کی طرف دوڑ کر آنے والا کون زیادہ ہو سکتا ہے۔ بلکہ اللہ کی طرف آپ کی دوڑ کو جبرئیل علیہ السلام بھی نہ پہنچ سکے چنانچہ آپ کے ذکر اللہ کی شان کو حضرت عائشہ صدیقہؓ نے جو سمجھا اور فرمایا وہ کسی سے مخفی نہیں۔ ترمذی شریف میں مذکور ہے کَانَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم یَذْکُرُ فِیْ کُلِّ اَحْیَانِہٖ یعنی نبی صلے اللہ علیہ وسلم ہر حین میں ذکر فرماتے رہتے تھے۔ بلکہ اللہ تعالےٰ نے آپ کے ذکر بہتات کو کم فرمایا یٰاَیُّھَا الْمُزَّمِّلُ قُمِ الَّیْلَ اِلَّا قَلِیْلًا نِّصْفَہٗ اَوِ انْقُصْ مِنْہُ قَلِیْلًا اَوْ زِدْ عَلَیْہِ وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِیْلًا۔

۷۔ ص ۲۳/۴ { وَکُلٌّ مِّنَ الْاَخْیَارِ (تمام انبیاء اخیار سے ہیں)، معلوم ہؤا کہ آپ خیر اور آپ کا ہر قول وفعل اخیار سے ہے۔ جن کا ذکر پہلے گزر چکا ہے۔

۸۔ بقرہ ۲/۷ { وَمَنْ یُّؤْتَ الْحِکْمَۃَ فَقَدْ اُوْتِیَ خَیْرًا کَثِیْرًا وَمَا یَذَّکَّرُ اِلَّا اُولُوا الْاَلْبَابِ (اور جو شخص حکمت اور دانائی دیا گیا تو وہ خیرِ کثیر دیا گیا۔ اور سوا عقل والوں کے کوئی نصیحت نہیں پکڑتا اور

حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق اللہ جل جلالہٗ نے معلم حکمت ہونے کا خطاب فرمایا ہے۔

ال عمران ۴ | لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ

وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ

دالبتہ تحقیق اللہ تعالےٰ نے مومنین پر احسان فرمایا ہے۔ جب اُس نے اُن کے نفسوں سے ایسے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا۔ جو ان پر اُس کی آئتیں تلاوت فرماتے ہیں۔ اور اُن کو پاک کرتے ہیں۔ اور اُن کو کتاب اور حکمت سکھاتے ہیں۔ اگرچہ وہ پہلے بیّن گمراہی میں ہی ہوں، اس آیت کریمہ میں رب العزت نے مومنین پر نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک کا بمعہ اوصافِ خمسہ کے مبعوث فرمانے کا احسان جتایا ہے (۱) نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو مومنوں کی فلاح کے واسطے رسول بنا کر بھیجا (۲) مومنین پر قرآن کریم کی تلاوت فرما کر آپ کو ہی بلا اُجرت قاری مقرر فرمایا (۳) نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو تمام دنیا میں کفر و نفاق معاصی اور عیوبات سے پاک کرنے کے لئے مقرر فرمایا (۴) قرآن کریم کی تعلیم حقیقی کے لئے مقرر کیا (۵) اور حکمت سکھانے والے یعنی تمام دنیا کے صحیح اُستاد دانش و فلسفہ و اقتصادیات آپ ہی ہیں معلوم ہوا کہ جب نبی صلے اللہ علیہ وسلم دنیا میں واحد معلّم حکمت ہیں۔ اور جس کو حکمت دی گئی تو اُس کے متعلق اللہ تعالےٰ نے فرمایا۔

وَمَنْ يُّؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ اُوْتِيَ خَيْرًا كَثِيْرًا (جو شخص حکمت دیا گیا تو وہ خیر کثیر دیا گیا۔ چنانچہ اللہ کی طرف سے جب آپ معلمِ حکمت ثابت ہو گئے تو بطریق اولیٰ خیر کثیر بھی آپ کو ہی عنایت ہوئی۔ جس خیر کثیر کو آپ نے تیز ہوا سے بھی زیادہ تقسیم فرمایا آپ کی ذاتِ پاک سے محض علم غیب کی نفی کرنے پر خیر کثیر سے بھی انکار کر دینا یہ ایمان بالقرآن سے بعید امر ہے تو بدلائل ثابت ہو گیا کہ جب آپ کو جزا کثرتِ خیر حاصل ہے۔ تو شرط بھی یعنی علم غیب کا حاصل ہونا آپ کی ذات کے واسطے ضروری ہے۔ جس کا نتیجہ یہ نکلا

کہ آپ کو چونکہ کثرتِ خیر حاصل ہے لہذا آپ غیب کے جاننے والے بھی ہیں۔ دنیا میں بھی آپ خیرِ کثیر کے مالک و قاسم اور وَ لَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى کے قانون سے آخرت میں خیرِ کثیر کے مالک و مختار بھی آپ ہی ہونگے۔ لہذا آپ کی ذاتِ مطہرہ سے غیب کا انکار کرنا یہ خداوند کریم کے مشروط و مثبتہ کا انکار کرکے قرآن کریم کا انکار کرنا ہے۔ کیونکہ جزا مثبتہ موجود فی الخیر مقرر من اللہ تو شرط کا اثبات حتمی ہے اور اس کو تسلیم کرنا جزوِ ایمان ہے۔ چونکہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو تمام جہانوں میں کثرتِ خیر حاصل ہے بلکہ اللہ تعالےٰ نے آپ کو کثرتِ خیر کا مالک و مختار کردیا ہے تو آپ کو علمِ غیب بھی حاصل ہوا۔

جب آپ کو خیرِ کثیر کی شرط سے علمِ غیب حاصل ہوا تو علم قیامت بھی اس میں شامل ہوگیا۔ لیکن اُس کی بحث و تحیث سے اللہ تعالےٰ نے بطریقِ احسن منع فرمایا۔ ایسے نہیں فرمایا کہ یارسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم آپ قیامت کے جھگڑے کو نہ چھیڑیئے بلکہ ادبِ محبوب صلے اللہ علیہ وسلم کو ملحوظ رکھتے ہوئے فرمایا۔ يَسْـَٔلُوْنَكَ كَاَنَّكَ حَفِیٌّ عَنْهَا ۔ (سوال کرتے ہیں یہ لوگ آپ سے گویا کہ آپ قیامت کے متعلق بحث کرنے والے ہیں) معلوم ہوا کہ قیامت کا علم تو آپ کو ہے۔ لیکن اُس کے ظاہر کرنے سے اللہ نے منع فرمایا ہے۔ جس کی بحث نہ کرنے کا اشارہ فرمایا۔ ورنہ اگر محض قیامت کے ذکر کو ہی چھیڑنا منع ہوتا تو اللہ تعالےٰ ہی اُس کے علامات اور اُس کے آثارات کا ہی ذکر نہ فرماتا۔ چنانچہ دوسرے مقام پر بھی ایسے ہی اشارہ فرمایا۔ اِلَيْهِ يُرَدُّ عِلْمُ السَّاعَةِ (اللہ کی طرف قیامت کا علم لوٹایا جاتا ہے)، یعنی اگر کوئی سائل سوال کرے تو اُس کو یہ نہیں کہا جاتا۔ کہ میرے پاس علم قیامت نہیں ہے بلکہ یہ کہا جاتا ہے کہ قیامت کا علم اللہ جانتا ہے۔ یہی مطلب ہے۔ يُرَدُّ کا اگر اپنے پاس اُس کا علم ہی نہیں تو پھیرنے یا لوٹانے کا کیا مطلب۔ کیونکہ پھیری یا لوٹائی وہی چیز جاتی ہے، جو مخاطب کی طرف سے آئے۔ اور متکلم کی

طرف لوٹائی جائے۔ ایسے ہی خبر جب دونوں جانتے ہوں اور پہلے کا دوسرے کو مشورہ یہ ہو کہ یہ خبر تم نہ ظاہر کرنا بلکہ مجھ پر ہی ڈال دینا۔ تو اُس کو کہا جاتا ہے کہ دوسرے نے پہلے پر بات کو لوٹا دیا۔ اور جس چیز کا علم دوسرے کو نہ ہو تو وہ صاف انکار کر دیتا ہے کہ پہلے نے مجھے بتایا ہی نہیں۔ ایسے ہی اگر نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالےٰ نے علم قیامت نہ دیا ہوتا تو اللہ تعالےٰ یہ نہ فرماتے کہ اللہ کی طرف قیامت کا علم لوٹایا جاتا ہے۔ بلکہ فرما دیتے کہ میں اپنے محبوب صلے اللہ علیہ وسلم کو علمِ قیامت تمہارے سوال کرنے پر بھی ظاہر نہیں کروں گا۔ جب لوٹانے کا ارشاد فرما دیا تو معلوم ہوا کہ آپ نے اللہ پر علم قیامت کی بات ڈالی ہے نہ کہ آپ بے خبر ہیں۔ جیسا کہ مخالف نے سمجھا ہے۔ اور آخری نکتہ علم قیامت کے اظہار نہ کرنے کا یہی ہے کہ ڈر اُسی چیز کا ہوتا ہے۔ جس سے بے خبری ہو۔ تو آپ لِلْعَالَمِیْنَ نَذِیْر اُسی وقت کہلوا سکتے ہیں کہ اُس کے وقت کا اظہار نہ کیا جائے۔ ورنہ نذیر نذیر نہیں رہ سکتا اور نہ منذور منذور رہ سکتا ہے۔ باقی رہا وَمَا مَسَّنِیَ السُّوْءُ جزا ثانی شرط اوّل کی ۔یعنی اگر میں غیب جانتا تو مجھے بُرائی مس نہ کرتی۔ اب اس کا فیصلہ قرآن کریم پر موقوف ہے کہ آیا آپ کو بُرائی نے مس کیا ہے یا نہیں۔ اگر بُرائی نے مس نہیں کیا تو آپ کو غیب سمجھے ہوئے کہہ سکتے ہیں ورنہ نہیں عقل تو یہی چاہتی ہے کہ نبی اللہ کو سُوْء کی طرف نسبت کرنا ہی ایمان سے خالی ہونا ہے۔ اور سُوْء کو آپ کی طرف بھی۔ اور آپ کا اسم ذاتی جو اللہ تعالےٰ نے آپ کی طرف منسوب فرمایا ہے مُحَمَّدؐ (صلے اللہ علیہ وسلم) برگزیدہ۔ تعریف کیا ہوا۔ بے عیب۔ یہ اسم پاک ہی سُوء کی نسبت کرنے سے مانع ہے۔ کیونکہ اگر سوء کو آپ کی طرف منسوب کیا جائے تو آپ مُحَمَّدؐ ہی نہیں بن سکتے۔ تو اللہ کا اس نام سے پکارنا ہی غلط ثابت ہو جائے گا۔ ثابت ہوا کہ منکرینِ علم غیب جو آپ کی طرف سوء کو منسوب کر کے آپ کی ذات سے علم غیب کی نفی کرتے ہیں۔ وہ درحقیقت آپ کے مُحَمَّدؐ ہونے

کے ہی قائل نہیں۔ چہ جائیکہ آپ کی رسالت کے نام لیوا بنیں۔

فیصلہ قرآنی متعلقہ سوء

۱۔ بقرہ ۲/۵ } اِنَّمَا يَأْمُرُكُمْ بِالسُّوْءِ وَالْفَحْشَاءِ (اور کوئی بات نہیں تمہیں شیطان، بُرائی اور فحشاء کے ساتھ حکم کرتا ہے، اگر نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف سوء کو نسبت کیا جائے اور غیب کا انکار کیا جائے تو معاذ اللہ اس سے یہ ثابت ہو گا۔ کہ آپ پر شیطانی تسلّط ظاہر کرنا ہے۔ کیونکہ سوء شیطان کی طرف ہی منسوب ہے۔ جو انبیاء علیہم السلام کی ہتک ہے اس کا قائل ایمان سے خارج ہو جاتا ہے۔ کیونکہ انبیاء علیہم السلام کی خیر سے شیطان کا بھی کمر ٹوٹا ہوا ہے۔ اُس نے بھی ڈرتے ہوئے اِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِيْنَ کہا ہوا ہے۔ اور اللہ تعالےٰ نے بھی اِنَّ عِبَادِيْ لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطَانٌ (میرے بندوں پر تیرا کوئی تسلّط نہیں، فرمایا ہوا ہے۔ اس واسطے اللہ تعالےٰ کے مخلص بندوں پر سوء شیطانی کا خیال کرنا یا نسبت کرنا یہ قانونِ قرآنی کے خلاف ہے۔ چہ جائیکہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ مطہرہ سے سوء کی اُمید لگانا یہ ایمان کے خلاف ہے۔

۲۔ یوسف ۱۲/۴ } قُلْنَ حَاشَ لِلّٰهِ مَا عَلِمْنَا عَلَيْهِ مِنْ سُوْءٍ۔ مصری عورتیں حضرت یوسف علیہ السلام کے متعلق کہ دیں۔ مَا عَلِمْنَا عَلَيْهِ مِنْ سُوْءٍ ہم یوسف علیہ السلام پر کسی قسم کی بُرائی نہیں جانتیں تم مصری عورتوں سے بھی گئے گزرے بن گئے۔

۳۔ انعام ۷/۶ } مَنْ عَمِلَ سُوْءً بِجَهَالَةٍ (جس شخص نے بُرا عمل کیا بے علمی سے، لہٰذا اس آیت کریمہ سے ثابت ہوا کہ سُوءٍ جہالت پر موقوف

ہے۔ اور جہالت نقص ہے۔ اور نقص آپ کی ذات سے محال ہے۔ چنانچہ سُوء کا آپ کو مس کرنا محال۔ ناقۃ اللہ کو اگر بُرائی مس کرے تو اُس کے مس کنندہ کو اللہ کی طرف سے عذاب نازل ہو۔ چہ جائیکہ نبی اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے واسطے بُرائی کا مس کرنا چنانچہ هٰذِهٖ نَاقَةُ اللّٰهِ لَكُمْ آيَةً فَذَرُوهَا تَأْكُلْ فِي أَرْضِ اللّٰهِ وَلَا تَمَسُّوهَا بِسُوءٍ فَيَأْخُذَكُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ (یہ اللہ کی اونٹنی ہے تمہارے لئے نشانی ہے۔ تم اُس کو کھُلی رکھنا۔ بُرائی سے مس نہ کرنا۔ کیونکہ تمہیں درد دینے والا عذاب پکڑے گا) ناقۃ اللہ کو اگر سُوء سے کوئی چھوئے تو اُس کو عذابِ الیم ہو تو نبی اللہ کو سُوء کیسے مس کر سکتی ہے۔ سُوء کا مس کرنا تو کجا میں کہتا ہوں کہ سُوء اگر آپ کی ذات پاک کی طرف توجہ کرے تو سُوء سُوء نہ رہ جائے بلکہ خیر بن جائے۔ کیونکہ آپ کو اللہ تعالےٰ نے سُوء کو پاک کرنے والے وَيُزَكِّيهِمْ کا رتبہ عنایت فرمایا ہے۔ اور آپ کی ذاتی شان میں اللہ تعالےٰ نے یوں سراہا ہے:-

انعام ۸/۲۰ } قُلْ إِنَّنِي هَدَانِي رَبِّي إِلَىٰ صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ (فرما دیجئے یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بے شک مجھے میرے رب نے صراطِ مستقیم کی ہدایت دی ہے) جب آپ نے صراطِ مستقیم کو تھا ہوا ہے تو بُرائی مس کرنے کے کیا معنی بلکہ فرمایا إِنَّكَ لَتَهْدِي إِلَىٰ صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ (بے شک آپ صراطِ مستقیم کی طرف ہدایت دیتے ہیں) کیا اگر خدانخواستہ آپ کو بُرائی مس کرے تو آپ صراطِ مستقیم کی طرف ہدایت دے سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں۔ اگر مس سُوء کا آپ کی ذاتِ مقدسہ میں شائبہ بھی ہو تو تبلیغ رسالت ہی مکمل نہیں ہو سکتی۔ لہٰذا ثابت ہوا جو آپ کی نسبت مس سُوء کا عقیدہ رکھتے ہیں وہ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهُ کا عقیدہ رکھتے ہیں۔ جو ایمانِ مومن کے منافی ہے۔

انعام ۸/۲۰:۔ قُلْ إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلّٰهِ رَبِّ

العٰلَمِیْنَ (فرما دیجئے یارسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کہ میری نماز اور قربانی اور میری زندگی اور میرا وصال اللہ رب العالمین کے واسطے ہے) جس کی حیات ووصال للہ رب العالمین کے واسطے ہونے کا فیصلہ اللہ نے فرمادیا ہو تو دوسرا کون ہے کہ آپ کی تمام عمر جو رب العالمین کے واسطے گذری ہو اُن سے رُوگردانی کرا کر سُوء کی طرف پھیر دے۔ اور ثابت ہوتا ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات کی طرف سُوء کو منسوب کرنے والے آپ کو رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ بھی تسلیم نہیں کرتے کیونکہ سُوء اور رحمت دونوں نقیضین ہیں۔ اور اجتماع نقیضین محال۔ پھر سُوء کو آپ کی طرف نسبت کرنے سے آپ کی ذات کا ہی انکار کرنا پڑتا ہے۔ خواہ کسی قسم کی سُوء کیوں نہ ہو۔ کیونکہ سُوء افعالِ ذم سے ہے۔ جو شخص نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو مجتبےٰ اور مصطفےٰ مانتا ہے تو وہ افعالِ ذم کو آپ کی طرف منسوب نہیں کر سکتا۔ اور نہ ہی افعالِ ذم کا آپ کو فاعل قرار دے سکتا ہے۔ اور اگر کوئی ایسا کرے تو اسلام سے خارج ہے۔

۵۔ یوسف ۱۲/۳ } كَذٰلِكَ لِنَصْرِفَ عَنْهُ السُّوْٓءَ وَالْفَحْشَآءَ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُخْلَصِیْنَ (اسی طرح تا کہ پھیریں ہم اُس یوسف علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام سے بُرائی کو اور بے حیائی کو۔ کیونکہ وہ ہمارے مخلص بندوں سے تھا) معلوم ہوا کہ اللہ تعالےٰ اپنے مخلص بندوں کی طرف بُرائی کو جانے ہی نہیں دیتا۔ اور نہ بُرائی کی جرأت ہے کہ اُس کے مخلص بندوں کی طرف بڑھ سکے۔ چہ جائیکہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف بُرائی کو نسبت کیا جائے۔ ایں خیال است ومحال است وجنوں۔

حقیقت یہ ہے کہ کفار نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف سے سُوء کے منتظر رہتے تھے جن کا رد اللہ نے فرمایا۔

۶۔ توبہ ۱۱/۱۲ } وَيَتَرَبَّصُ بِكُمُ الدَّوَآئِرَ عَلَيْهِمْ دَآئِرَةُ السَّوْءِ

(اور انتظار کرتے ہیں تمہارے ساتھ گردش کا۔ اُن پر بُری گردش ہو) جب کفار نے کافی الاحاد و قیامت وغیرہ کے اخبار غیبیہ کے متعلق نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال عام شروع کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے انکے متضاد خیالی کو نشر فرمایا کہ ایک وقت تو دوائر کے منتظر ہیں اور دوسرے وقت میں بنا بر عظیم وغیرہ سے سائل ہیں تو ایسے سائلین علوم خمسہ وغیرہم اگر تمہارا سوال مجھے یقینی ہے تو حتمی امر متعلقہ سوال پہلے یہ ہے کہ میری ذات محمد کی حقیقت میں کثرۃ خیر و عدم سوء کو داخل سمجھو ورنہ نہیں کیونکہ مائدہ امور کا تحقق مس سوء کو مستلزم ہے اور سوء کا لازم کثرۃ خیر کے انعدام سے ہوتا ہے اور جب تم مجھے کثرۃ خیر کا طلبگار اور سوء سے مبرا ہی نہیں سمجھتے تو قیامت وغیرہ کے متعلق تمہارا مجھ سے سوال کرنا حق بجانب نہیں جسکا جواب رب العزت نے بطور نقض پیش فرمایا وَلَوْ كُنْتُ أَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ وَمَا مَسَّنِيَ السُّوْءُ کیونکہ اگر میں غیب جانتا ہوتا تو کثرۃ خیر طلب کر لیتا اور تم کو میری ذات کیلئے اسکے بھی قائل نہیں اور اگر میں غیب جانتا ہوتا تو مجھے بُرائی بھی مس نہ کرتی (حالانکہ تم مجھے سوء سے بھی مبرا نہیں سمجھتے۔

اب اے فرقہ وہابیہ اگر تم بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ان پیشواؤں جیسا ہی خیال رکھتے ہو تو بلاشک نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ان علوم غیبیہ سے بے خبر سمجھو ورنہ اس آیۃ کریمہ سے آپکو ان عیوبات سے مبرا سمجھ کر مغیبات قیامت وغیرہ سے باخبر ماننا پڑیگا۔

۷ رجن ۲۹/۲ { قُلْ اِنْ اَدْرِيْ اَقَرِيْبٌ مَّا تُوْعَدُوْنَ اَمْ يَجْعَلُ لَهٗ رَبِّيْ اَمَدًا عَالِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ يَسْلُكُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ رَصَدًا لِّيَعْلَمَ اَنْ قَدْ اَبْلَغُوْا رِسٰلٰتِ رَبِّهِمْ وَاَحَاطَ بِمَا لَدَيْهِمْ وَاَحْصٰى كُلَّ شَيْءٍ عَدَدًا (فرما دیجئے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں جانتا میں جو تم وعدہ دیئے گئے ہو۔ کیا قریب ہے یا رب میرا اُس کے واسطے مدت بنا دے گا۔ غیب کے جاننے والا ہے۔ وہ نہیں مطلع کرتا اپنے تمام غیب پر کسی کو، مگر رسولؐ سے جس کو پسند کرے۔ اُس کے آگے اور اُس کے پیچھے نگہبان چلاتا ہے تاکہ وہ رسول جان لے کہ انہوں نے (ملائکہ نے) اپنے رب کی رسالت کو پہنچایا ہے اور مضبوط کیا اُس نے (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے) جو ملائکہ (جبرئیل علیہ السلام وغیرہ) کے پاس ہے۔ اور گھیر لیا اُس نے (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے) ہر چیز کو گنتی سے)، اس آیۃ کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کی طرف سے قیامت کی درایت کا انکار کرواتے ہوئے ظاہر فرمایا۔ کہ اللہ تعالیٰ

جسے چاہے اُس مدّتِ مقررہ کے علمِ غیب کو اپنے رسولوں پر جس کو مرتضےٰ بنائے ظاہر کر سکتا ہے۔ اور اُس کی حفاظت کے لئے چاروں طرف فرشتے بھی متعین فرما دیتا ہے تاکہ اُس کے علمِ غیب میں کوئی شیطان شریک نہ ہو جائے۔ اور وہ رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام اُن ملائکہ کی مراسلات کو محفوظ رکھتا ہے۔ اور کل چیز کے اعداد کو وہ محیط ہوتا ہے تو اللہ تعالےٰ نے عَلیٰ غَیْبِہٖ میں اپنے کسی علمِ غیب کی تخصیص نہیں فرمائی۔ جو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو عطا کیا گیا۔ بلکہ غَیْبِہٖ کی ضمیر کا مرجع اَلْغَیْب رکھا۔ اور الغیب میں ال جنس کا ہے۔ اگر اللہ رب العزت الغیب کی نسبت اپنی طرف کرکے اپنے تمام غیب کے عالم ہونے کا ثبوت دیتا ہے اور ثابت ہے تو اُس کی طرف ضمیر راجعہ کے منسوب نبی صلے اللہ علیہ وسلم فَلَا یُظْهِرُ عَلیٰ غَیْبِہٖ سے کیسے بے خبر ہو سکتے ہیں۔ کیونکہ ضمیر کا مرجع کُل غیب ہے۔ جب عطا کنندہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو اپنا کُل غیب عطا کرکے سراہے تو اِس کے انکار کرنے والے کو کیسے صحیح مومن سمجھا جا سکتا ہے اور اللہ تعالےٰ کے عموم کا احصار نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے واسطے کُل شے کو ہے۔ جس کُل کی تم تخصیص نہیں کر سکتے

تفسیر نیشاپوری $\frac{29}{66}$ { قال قتادہ ومقاتل اے لیعلم محمدا (صلی اللہ علیہ وسلم) اَنْ قد ابلغ جبرئیل ومن معہ من الملائکۃ الوحی بلا تحریف وتغییر وقولہ من بین یدیہ مع قولہ ان قد ابلغوا کقولہ فان لہ نار جہنم خالدین من الحمل علی اللفظ تارۃ وعلی المعنی اخری ثم اکد ما ذکرنا وھو ان المراد بالعلم ھو الظھور بقولہ واحاط بما لدیھم من الحکم والشرائع ای وقد احاط قبل بہ ثم عمم العلم فقال واحصی کل شیئ من ورق الاشجار وزبد البحار وقطار الامطار وعددا مصدر فی معنی الاحصاء او حال ای ضبط کل شیئ معدودا محصورا او تمیزا

واللہ اعلم۔

تفسیر ابن جریر ۲۹/۶۷ { عَنْ اِبْنِ عَبَّاسٍ لِیَعْلَمَ مُحَمَّدٌ اَنْ قَدْ اَبْلَغُوْا رِسٰلٰتِ رَبِّہِمْ وَاَحَاطَ بِمَا لَدَیْہِمْ وَاَحْصٰی کُلَّ شَیْءٍ عَدَدًا (ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ لیعلم کا فاعل محمد صلے اللہ علیہ وسلم ہیں۔ تاکہ جان لیں محمد صلے اللہ علیہ وسلم کہ ملائکہ نے اپنے رب کی رسالت کو صحیح پہنچایا۔ اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ اُن کے پاس تھا محفوظ فرمایا یعنی جبرئیل علیہ السلام کے پاس سے احکام شرعیہ اور عزرائیل علیہ السلام سے ہر چیز کے موت کا وقت اور مقام اور اسرافیل علیہ السلام سے وقتِ قیامت علیٰ ہذا القیاس مدبّراتِ امر سے آپ نے تمام تدبیریں محفوظ فرمائیں۔ حتیٰ کہ زبد البحر و قطار الامطار عدد سے محفوظ فرمائے۔ جس کا نتیجہ وَاَحْصٰی کُلَّ شَیْءٍ عَدَدًا اسے اللہ نے ظاہر فرمایا۔ یعنی نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ہر شے کے شمار کو گھیر لیا ہے۔

تفسیر ابن جریر ۲۹/۶۷ { قال ابوجعفر واولیٰ ھذہ الاقوال عندنا بالصواب قول من قال لیعلم الرسول ان الرسل قبلہ قد ابلغوا رسالات ربھم وذالک ان قولہ لیعلم من سبب قولہ فانہ یسلک من بین یدیہ ومن خلفہ رصدا فذالک خبر عن الرسول لمعلوم بذالک ان قولہ لیعلم من سببہ اذ کان ذالک خبرا عنہ وقولہ واحاط بما لدیھم یقول وعلم بکل ما عندھم واحصیٰ کل شیئ عددا یقول علم عدد الاشیاء کلھا فلم یخف علیہ منھا شیئ"۔

ثابت ہوا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالےٰ نے ہر ذرّے ذرّے کا علم عطا

عطا کیا ہے۔ اور آپ نے ہر شے کے علم کو محفوظ فرمایا ہوا ہے۔ زمانہ ماضی میں ہو یا حال میں یا استقبال میں۔

وہابی پانچ چیزوں کا علم سوائے خدا کے کسی کو نہیں ہو سکتا اور نہ ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالے نے فرمایا ہے۔ اِنَّ اللّٰہَ عِنْدَہٗ عِلْمُ السَّاعَةِ وَیُنَزِّلُ الْغَیْثَ وَیَعْلَمُ مَا فِی الْاَرْحَامِ وَمَا تَدْرِیْ نَفْسٌ مَّاذَا تَکْسِبُ غَدًا وَمَا تَدْرِیْ نَفْسٌ بِاَیِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ اِنَّ اللّٰہَ عَلِیْمٌ خَبِیْرٌ۔

محمد عمر کیا قرآن کریم کا انحصار صرف اسی آیۃ کریمہ پر ہے۔ یا ان اشیاء کا ظہور اور علم جس آیت سے ثابت ہوتا ہو اور شان علم رسالت ظاہر ہوتی ہو اس کی تطبیق بھی اس آیت سے ضروری ہے۔ چنانچہ آیت ماقبل سے انہی اشیاء کا ذکر علی غیبہ سے اللہ تعالے نے آپ کو عطا کیا۔ اور اللہ تعالے نے اس آیت میں اپنے غیر کی نفی فرمائی اور ثابت کیا کہ نبی اللہ کو بحیثیت نبی اللہ ہونے کے اللہ ہی کی طرف سے ان پانچ اشیاء کا علم ہو سکتا ہے۔ نہ اس کو ذاتی ہوتا ہے اور نہ کسی اللہ کے غیر کی طرف سے۔ اللہ تعالے نے اسی واسطے ان خمسہ اشیاء کے علوم کو اپنی طرف نسبت فرمایا۔ تاکہ یہ ثابت ہو جائے کہ جو شخص ان خمسہ اشیاء سے کسی چیز کی صحیح خبر دے تو یہ رسول اللہ کا ہی کام ہے اور نبی اللہ ہی ان کو جان سکتے ہیں۔ کیونکہ ان کا علم عطائے الٰہی سے ہوتا ہے۔ اسی واسطے اللہ کے نبی کے سوا ان خمسہ اشیاء کا مدعی جھوٹا سمجھا جائیگا۔ کیونکہ نبی اللہ کے بتلانے والی وہ ذات ہے جس کو ان خمسہ اشیاء کا علم ہے۔ اس کے سوا کسی کو علم نہیں۔ اس واسطے اس کے تعلق والا ہی ان کے علوم کو ظاہر کر سکتا ہے۔ دوسرا نہیں۔ چنانچہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق اللہ تعالے نے فرمایا ہے۔

۸۔ ال عمران $\frac{3}{5}$ } وَاُنَبِّئُکُمْ بِمَا تَاْکُلُوْنَ وَمَا تَدَّخِرُوْنَ فِیْ بُیُوْتِکُمْ اور میں تمہیں خبر دیتا ہوں اس چیز

کی جو تم اپنے گھروں میں کھاتے ہو۔ اور جو تم اپنے گھروں میں ذخیرہ کرتے ہو۔) اللہ تعالےٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو کئی انعامات عطا فرمائے جن میں سے یہ دو انعام بھی آپ کو حاصل تھے۔ (۱) پیٹ میں کھائی ہوئی مختلف چیزوں کا علم اور عیسیٰ علیہ السلام کا دعوےٰ کرنا کہ میں بتا سکتا ہوں۔ تمہارے پیٹ کی خوردہ اشیاء کی مقدار جنسیں اور حمل لڑکی کا ہے یا لڑکا مردہ ہے یا زندہ وغیرہ وغیرہ۔

(۲) جو گھروں میں ذخیرہ ہو مدفون ہو یا محفوظ ہو ذخیرے کو آپ غائبانہ بلا اسباب بیان کرنے کا دعوےٰ کرتے تھے۔ جس کی تصدیق اللہ تعالےٰ نے بھی فرمائی کہ اُن کو یہ علم تھا اور ہے اور عیسیٰ علیہ السلام کو علومِ غیبیہ پیدائشی حاصل تھے۔ جیسا کہ تمام انبیاء علیہم السلام کو ہوتے ہیں۔ چنانچہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ایک دو گھنٹہ کی عمر میں اپنی تمام عمر کے خصوصی علومِ غیبیہ الٰہیہ کو ماں کی گود میں قوم کے سوال کرنے پر ظاہر فرمائے۔

۹۔ مریم ۱۶/۲ } فَاَشَارَتْ اِلَیْهِ قَالُوْا کَیْفَ نُکَلِّمُ مَنْ کَانَ فِی الْمَهْدِ صَبِیًّا قَالَ اِنِّیْ عَبْدُ اللّٰهِ اٰتٰنِیَ الْکِتٰبَ وَجَعَلَنِیْ نَبِیًّا وَجَعَلَنِیْ مُبٰرَکًا اَیْنَمَا کُنْتُ وَاَوْصٰنِیْ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّکٰوةِ مَا دُمْتُ حَیًّا وَّبَرًّا بِوَالِدَتِیْ وَلَمْ یَجْعَلْنِیْ جَبَّارًا شَقِیًّا (حضرت مریم علیہا السلام نے "قوم کے سوال پر" حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف اشارہ فرمایا۔ تو انہوں نے کہا۔ ہم اس سے کیسے کلام کر سکتے ہیں جو گود میں بچہ ہے عیسیٰ علیہ السلام (گود سے) بولے میں اللہ کا بندہ ہوں اُس نے مجھے کتاب دی ہے۔ اور اُس نے مجھے نبی بنایا ہے۔ اور اُس نے مجھے برکت والا بنایا ہے۔ جس جگہ بھی رہونگا اور اُس نے مجھے نماز اور زکوٰۃ کا حکم بھی دیا ہے۔ جب تک کہ میں زندہ رہوں۔ اور اُس نے مجھے مع میری والدہ کے نیک و متقی بنایا ہے۔ اور اُس نے مجھے سرکش بدبخت نہیں بنایا۔

قوم کو تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے اُن کی والدہ کی بریت مطلوب تھی لیکن حضرت

عیسٰی علیہ السلام ~~وجعلنی~~ بَرًّا بِوَالِدَتِیْ وَلَمْ یَجْعَلْنِیْ جَبَّارًا شَقِیًّا ہی فرما دیتے تو کافی تھا۔ بجائے اس کے آپ نے اپنی کلام میں اتنی طوالت فرمائی تو یہ بھی آپ کو علم غیب ہونے کی ایک خاص علامت تھی۔ جو آپ نے استقبالیہ غیب کے علم کو ظاہر فرما کر اپنی قوم کو یقین دلا دیا۔ کہ جب میں آئندہ کے اپنے تمام واقعات غیبیہ صحیح پیش کر رہا ہوں۔ تو اپنی والدہ کی بھی صحیح خبر ظاہر کرنے میں شکی نہ ہوں گا۔ اسی واسطے فرمایا۔ اِنِّیْ عَبْدُ اللّٰہِ میں اللہ کا بندہ ہوں۔ یہ کلام بھی استقبالیہ غیب پر دال ہے۔ یعنی تم میرے بڑے ہونے کے بعد مجھے خدا کا بیٹا کہہ کر میرے اللہ کو شرک سے متہم کرو گے۔ چنانچہ حضرت عیسٰی علیہ السلام نے اپنی والدہ کی بریت سے پہلے اپنے رب کی بریت فرمائی۔ فرمایا اِنِّیْ عَبْدُ اللّٰہِ۔ آپ کو اُن کے ابن اللہ کہنے کا علم اُسی وقت تھا جس بنا پر آپ نے اُن کا رد کرتے ہوئے اپنے اللہ کی بریت فرمائی جس سے اُن کے علم غیب کا ثبوت ملا۔ اور علم مافی غد کی دلیل بیان فرما دی۔ پھر اٰتٰنِیَ الْکِتٰبَ فرما کر علم مَاذَا تَکْسِبُ غَدًا کا اظہار فرمایا۔ اور وَجَعَلَنِیْ نَبِیًّا سے ثابت کر دیا کہ نبی اللہ کی نظر پیدائشی علم غیب پر ہوتی ہے۔ کیونکہ جو چیز ابھی لوح محفوظ میں درج تھی جس کا نزول بعد از بلوغت ہونا تھا۔ پھر انہوں نے دعوے اکرنا تھا اُس کو حضرت عیسٰی علیہ السلام نے پیدائش کے پہلے دن ہی بیان فرما دیا۔ کیا یہ مَاذَا تَکْسِبُ غَدًا کا علم نہیں تو اور کیا ہے۔ اگر یہ خاصہ اللہ کا ہی ہوتا اور کسی انبیاء کو ظاہر نہ فرمایا ہوتا تو حضرت عیسٰی علیہ السلام کو اللہ تعالےٰ جھوٹا کر دیتے۔ اور وَجَعَلَنِیْ مُبٰرَکًا اَیْنَمَا کُنْتُ سے اپنے مقام کے متبرک ہونے کو ثابت کر کے بیان فرمایا کہ آپ کو بچپن میں ہی مَاذَا تَکْسِبُ غَدًا کا اپنی ذات کے متعلق بابرکت ہونے کا بھی علم ہے۔ جو علوم خمسہ کی ایک جزو ہے۔ وَاَوْصٰنِیْ بِالصَّلٰوۃِ وَالزَّکٰوۃِ مَا دُمْتُ حَیًّا سے بھی اپنی تمام عمر کے مَاذَا تَکْسِبُ غَدًا کا ثبوت دیا جس کی فرضیت

کا حکم ابھی عائد نہیں ہوا۔ لوح محفوظ میں ہی درج ہے۔ لیکن آپ اُس کو بیان فرما رہے ہیں۔ یہ بھی علوم خمسہ کی دلیل ہے۔ اتنے اعمال مستقبلہ کو صحیح ثابت کر کے اپنے علوم غیبیہ کا قوم کو پورا یقین دلایا۔ بعد ازاں علوم ماضیہ کو بیان کرتے ہوئے اپنی اور اپنی والدہ کی تہمت کو قوم کی نظروں میں صاف کیا۔ اور قوم منکرین غیب کو آپ نے اپنی ذات کے واسطے علوم خمسہ کا واضح ثبوت دیا ہے۔ فرمایا وَبَرًّا بِوَالِدَتِي وَلَمْ يَجْعَلْنِي جَبَّارًا شَقِيًّا میں مع اپنی ماں کے متقی ہوں۔ یعنی مجھے بھی اللہ نے پرہیزگار اور متقی بنایا ہے۔ اور میری والدہ بھی بڑی متقیہ ہے۔ اور میری والدہ کی عصمت کا ثبوت واضح ہے۔ کیونکہ اللہ نے مجھے متکبر اور بدبخت نہیں بنایا۔ اگر اللہ تعالے مجھے متکبر اور بدبخت بنا دیتا تو یہ علامت ولدالزنا کی ہوتی ہے جب میں متکبر اور شقی نہیں تو ولدالزنا نہیں معاذ اللہ۔ اور جب میں ولدالزنا نہیں تو میری والدہ مشکوکہ نہیں۔ جیسا کہ تم سمجھ بیٹھے ہو۔ اس آیت کریمہ سے مافی الارحام کا علم اور مافی القلوب کا علم حضرت عیسٰی علیہ السلام کے واسطے یقیناً ثابت ہو گیا۔

اس آیۃ کریمہ سے يَعْلَمُ مَا فِي الْأَرْحَامِ وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا کی تشریح عیسٰی علیہ السلام نے بیان فرما کر شان نبوت اور نبی اللہ ہونے کا پکا ثبوت دیا نبی اللہ اگر علوم خمسہ کو بیان نہ کر سکے تو اس کی صداقت واضح نہیں ہو سکتی خداوند تعالے جب اپنے نبی علیہ السلام کو باقی طاقت ایسی عطا کرتے ہیں جو مخلوقی طاقت کو عاجز کر دے تو ایسے ہی رب العزۃ علمی طاقت بھی اپنے نبی علیہ السلام کو ایسی ہی عطا فرماتے ہیں۔ جو انسانی علوم کو عاجز کر دے اور وہ صرف علم لدنی الٰہی سے ہی طاقت علمی ہو سکتی ہے۔ جس سے علوم خمسہ کی خصوصیت بھی ہے اور یہ علوم خمسہ علوم الٰہیہ سے اتنی مقدار بھی نہیں جیسا کہ سمندر سے ایک قطرہ کو نسبت ہو اور دیوبندی وہابی نے سمجھ لیا کہ اللہ تعالے اگر علوم خمسہ مخلوق کو عطا کر دے تو معاذ اللہ خدا کے ساتھ شرک لازم آئیگا بیچارہ ایسا کم علم ثابت ہوا کہ علم الٰہی کو علوم خمسہ میں ہی محیط سمجھ بیٹھا حالانکہ خداوند کریم کا اپنے بے پایاں علم سے علوم خمسہ

کو اپنے خصوصی علم کا ثبوت دینا اور ان کا مظہر علوم انبیاء علیہم السلام کو بتانا انبیاء اللہ ہونے کی زبردست دلیل دی ہے جس میں کسی کو مداخلت غیر نہیں محض احسان الٰہی ہی فیضان ہے۔ جن فیوضات الٰہیہ کا دیوبندی وہابی بیچارہ منکر ہو بیٹھا ہے اور دلیل نبوت کا انکار نبوت کے انکار کو مستلزم ہے۔

۱۰۔ ابراہیم ۱۳/۶ | رَبَّنَآ اِنِّیْٓ اَسْکَنْتُ مِنْ ذُرِّیَّتِیْ بِوَادٍ غَیْرِ ذِیْ زَرْعٍ عِنْدَ بَیْتِکَ الْمُحَرَّمِ اے رب میرے میں نے بسایا ہے اپنی اولاد سے غیر زراعتی وادی میں تیرے بیت الحرام کے پاس۔ اس آیت کریمہ سے مِنْ ذُرِّیَّتِیْ میں رب العزۃ نے من تبعیضیہ کو بیان فرما کر ابراہیم علیہ السلام کے واسطے علم مَا فِی الْاَرْحَامِ اور مَاذَا تَکْسِبُ غَدًا کا ثبوت پیش کر دیا کیونکہ اسحٰق علیہ السلام ابھی پیدا نہیں ہوئے تھے لیکن ابراہیم علیہ السلام نے پہلے ہی مِنْ ذُرِّیَّتِیْ فرما دیا اور منکرین کا دم توڑ دیا۔ پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بیت الحرام کا بیان فرمایا جس کا وہاں نام و نشان نہ تھا۔ اس مقام پر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بھی مَاذَا تَکْسِبُ غَدًا کا علم بیان کیا۔ چنانچہ رب العزۃ نے ابراہیم علیہ السلام کے متعلق علم غیب ہونے کی شہادت دی ہے۔ کوئی شخص ایمان لائے یا نہ۔ فرمایا۔

۱۱۔ انعام ۹/۱ | وَکَذٰلِکَ نُرِیْٓ اِبْرٰهِیْمَ مَلَکُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (اور ایسے ہی ہم نے ابراہیم علیہ السلام کو زمین و آسمان کی بادشاہیاں دکھا دیں) ابراہیم علیہ السلام کے متعلق تو اللہ تعالےٰ زمین و آسمان کے علوم غیبیہ عطا کرنے کا ارشاد فرما دیں اور تم یہ عقیدہ رکھو کہ غیب کا علم خدا کے سوا دوسرے کے واسطے تسلیم کرنا شرک ہے۔ اور وہ آیت پڑھتے ہو کہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں۔ لَهٗ غَیْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ کون کونسی آیت پڑھو گے رب العزۃ نے تو ان آیات میں اپنی طاقت علمی کا اظہار فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے — اِنَّ اللّٰهَ

عَالِمُ غَیْبِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اِنَّهٗ عَلِیْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ پھر فرمایا اِنَّ اللّٰہَ یَعْلَمُ غَیْبَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اور فرمایا وَلِلّٰہِ غَیْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اور سنیئے فرمایا اِنِّیْ اَعْلَمُ غَیْبَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَمَا کُنْتُمْ تَکْتُمُوْنَ اور اپنی اس طاقت علمی کو خصوصیت سے فوقیت دی فرمایا قُلْ لَّا یَعْلَمُ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَیْبَ اِلَّا اللّٰہُ جب اپنی طاقت علمی خصوصی کا دعویٰ فرماویا تو مدعی علیہ کے انکار پر دعویٰ کی دلیل پیش کرنا فرض تھا تو رب العزۃ نے اپنے ان مذکورہ بالا دعویٰ کی تائید میں انبیاء علیہم السلام کو مظہر علوم خمسہ بنا کر دلیل دی جیسا کہ ان مذکورہ بالا آیات کی دلیل ابراہیم علیہ السلام سے بیان فرمائی وَکَذٰلِکَ نُرِیْ اِبْرٰهِیْمَ مَلَکُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اور تاکہ زمین و آسمانی غیوبات نبی اللہ کے دیکھنے سے خداوند کے علمی دعوے غَیْبَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ کی بھی دلیل کفار کو ثابت ہو جائے تو علم سماوی و ارضی انبیاء علیہم السلام کو عطا ہونے سے دلیل علمی توحید و رسالت مکمل ہوئی۔ اور اگر دیوبندی وہابی کی طرح مذکورہ بالا آیات کو تلاوت کر کے علوم غیبیہ علوی سفلی کو محض خداوند پر ہی اکتفا کیا جاوے۔ اور نُرِیْ اِبْرٰهِیْمَ مَلَکُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ کو پس پشت ڈال دیا جاوے۔ تو معاذ اللہ یہ مذکورہ بالا آیتیں محض دعویٰ بلا دلیل ثابت ہونگی۔ لہٰذا ہر مومن کو تسلیم کرنا پڑیگا۔ کہ علوم غَیْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اللہ تعالےٰ نے انبیاء کرام کو عطا کر کے صداقت نبوت کے لیے دلیل پیش فرمائی ہے۔ ورنہ علوم الٰہیہ کا غَیْبَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ کے عالم ہونے کا منکر تو کوئی کافر بھی نہیں۔

یہ ہے آیت کا مطلب جو ایک آیت نے ہی تمہارے اختلافات کو حل کر دیا۔ اب تم انصاف کرو کہ تمہاری عقل و اجتہاد درست ہیں یا اللہ کا فرمان کافی ہے جس ذات نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو علوم خمسہ کا علم بھی عطا فرمایا۔ کیونکہ مَلَکُوْتَ السَّمٰوٰتِ

وَالْاَرْضِ میں علوم خمسہ اشیاء بھی شامل ہیں۔

۱۲۔ مریم $\frac{16}{3}$ { یٰۤاَبَتِ اِنِّیْ قَدْ جَآءَنِیْ مِنَ الْعِلْمِ مَا لَمْ یَاْتِكَ فَاتَّبِعْنِیْۤ اَهْدِكَ صِرَاطًا سَوِیًّا (اے میرے

باپ میری یہ شان ہے کہ میرے پاس ایسا علم آیا ہے جو تیرے پاس نہیں ہے تو میری اتباع کرے۔ میں تجھے سیدھے رستے کی ہدایت دوں گا)

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ تعالےٰ کے اُس فرمانِ مذکورہ بالا کی تصدیق کرتے ہوئے دعوےٰ فرمایا۔ کہ مجھے علمِ غیب حاصل ہے جو تیرے پاس نہیں۔ اگر تُو نے میری اتباع کی تو میں تمہیں سیدھے رستے کی طرف لے چلوں گا۔ اس مقام پہ ابراہیم علیہ السلام کے علم کے ساتھ جو غیب کی صفت لگائی گئی ہے۔ اُس کے تین وجوہات ہیں (۱) كَذٰلِكَ نُرِیْۤ اِبْرٰهِیْمَ آپ کے علم غیب کو واضح کر رہا ہے۔ کیونکہ اگر غیب کا علم نہ ہوتا تو آپ کی کمال رویت اور احسان الٰہی کیسے ہو سکتا ہے (۲) قَدْ جَآءَنِیْ مِنَ الْعِلْمِ آپ نے فرما کر علم کے ساتھ فعل جَآءَ کو بیان کیا تاکہ ثابت ہو جائے کہ یہ علم میرا غیب الٰہی سے ہے۔ اسی واسطے جَآءَ کی قید نے علم کو غیب سے متصف کر دیا (۳) اور مَا لَمْ یَاْتِكَ کے فرمان نے صاف غیب کی تاکید فرما دی۔ فرمایا کہ میرے پاس وہ علم آیا ہے جو تیرے پاس نہیں تو اسی مَا غَابَ عَنْكَ کی حقیقت ہی تو غیب ہے جو اس سے صاف عیاں ہے تینوں وجوہات کی بنا پہ ابراہیم علیہ السلام کے دعوےٰ سے علم غیب کی اصلیت واضح ہو گئی۔

۱۳۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے یوسف علیہ السلام کو کوئیں میں گرنے سے پہلے ہی مَا فِی الْغَدِ کا ارشاد فرمایا فَیَكِیْدُوْا لَكَ كَیْدًا کہ تجھ سے تیرے بھائی حیلہ کریں گے۔ فَیَكِیْدُوْا صیغہ استقبال فرما کر قبل از وقت علم غیب

کی اطلاع دے دی۔ پھر فرمایا:-

۱۴۔ یوسف ۱۲/۱ } وَكَذٰلِكَ يَجْتَبِيْكَ رَبُّكَ وَيُعَلِّمُكَ مِنْ تَاْوِيْلِ الْاَحَادِيْثِ وَيُتِمُّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكَ وَعَلٰٓى اٰلِ يَعْقُوْبَ كَمَآ اَتَمَّهَا عَلٰٓى اَبَوَيْكَ مِنْ قَبْلُ اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْحٰقَ اِنَّ رَبَّكَ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ (اور اسی طرح چنے گا تجھے تیرا رب اور سکھائے گا تمہیں تعبیر رویا اور اپنی نعمتیں تم پر پوری کرے گا۔ اور آل یعقوب پر پوری کرے گا۔ جیسا کہ تیرے باپ دادا ابراہیم اور اسحٰق علیہم السلام پر اُس نے اپنی نعمتیں پوری کیں بے شک تیرا رب بڑا جاننے والا اور بڑا دانا ہے۔) اس آیۂ کریمہ سے ثابت ہوا کہ یعقوب علیہ السلام نے یوسف علیہ السلام کے متعلق تین بڑے امور مَاذَا تَكْسِبُ غَدًا کے علوم غیبیہ کی اطلاع دی (۱) یوسف علیہ السلام کا دوسرے بھائیوں سے برگزیدہ ہونا۔ یعنی بادشاہی ملنا اور بھائیوں کا ماتحت ہونا (۲) تعبیر رؤیا کا علم جو ابھی یوسف علیہ السلام کو حاصل نہیں تھا۔ اللہ کے پاس ہے یا لوح محفوظ میں وَيُعَلِّمُكَ مِنْ تَاْوِيْلِ الْاَحَادِيْثِ سے اُس علوم الٰہیہ کی غیبی خبر دینا (۳) وَيُتِمُّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكَ سے یوسف علیہ السلام کی نبوت کی خوش خبری دینا یہ بھی مَا فِی الْغَدِ کا علم ہے اور آل یعقوب فرما کر مَا فِی الْاَرْحَامِ کے علم سے خبردار فرمایا۔ یہ ہیں خداوند کریم کے مَاذَا تَكْسِبُ غَدًا اور مَا فِی الْاَرْحَامِ کے پاس شدہ نبی جن کو تم محض خدا کا ہی خاصہ ثابت کر رہے تھے اور انبیاء علیہم السلام کی ذات سے ان علوم خمسہ کا ہونا بالکل محال سمجھتے تھے۔

۱۵۔ نوح ۲۹/۲ } وَقَالَ نُوْحٌ رَّبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْاَرْضِ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ دَيَّارًا اِنَّكَ اِنْ تَذَرْهُمْ يُضِلُّوْا عِبَادَكَ وَلَا يَلِدُوْٓا اِلَّا فَاجِرًا كَفَّارًا (اور نوح علیہ السلام نے فرمایا۔ اے میرے رب زمین پر کسی کافر کی آبادی کو نہ چھوڑ۔ اگر تو نے چھوڑا تو تیرے بندوں کو گمراہ کریں گے اور سوائے

فاجر اور کافر کے وہ نہ جنیں گے)، اس آیتہ کریمہ میں نوح علیہ السلام نے وہ امور غیبیہ کی علوم خمسہ سے اطلاع دی (۱) یُضِلُّوْا عِبَادَکَ سے کفار کے زمانہ استقبال میں گمراہ کرنے کو ظاہر کرنا۔ یعنی مَاذَا تَکْسِبُ غَدًا کے علم کا قبل از وقت ارشاد فرمانا (۲) وَلَا یَلِدُوْا اِلَّا فَاجِرًا کَفَّارًا سے تمام کفار کے مَا فِی الْاَرْحَامِ کی قبل از وقت صحیح خبر دینا اور مَا فِی الْاَصْلَابِ کا پتہ دینا۔

خضر علیہ السلام بھی مَاذَا تَکْسِبُ غَدًا پاس تھے ملاحظہ ہو:۔

۱۶۔ کہف ۱۶/۱۰ { (۱) خضر علیہ السلام نے ظالم بادشاہ کے پہنچنے کے پہلے کشتی کی ایک تختی اُکھاڑ دی جس کی تعبیر بعد میں ظاہر فرمائی (۲) لڑکے کو قتل کر دیا اس بنا پر کہ وہ اپنے ماں باپ کو بالغ ہو کر گمراہ کر دے گا (۳) دیوار بنا دی کیونکہ اُس کے نیچے خزانہ تھا۔

(نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا مَاذَا تَکْسِبُ غَدًا کی خبر دینا۔)

۱۷۔ کافرون ۳۰ { وَلَا اَنَا عَابِدٌ مَّا عَبَدْتُّمْ وَلَا اَنْتُمْ عَابِدُوْنَ مَا اَعْبُدُ (اور نہیں ہوں میں اُس چیز کی عبادت کرنے والا جس کی تم عبادت کرتے ہو۔ اور نہ تم عبادت کرنے والے ہو جس کی میں عبادت کرتا ہوں)، اس آیتہ کریمہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کل کی خبر دی کہ جس کی تم عبادت کرتے ہو اُس کی میں نہیں عبادت کروں گا۔ اور نہ تم ہی عبادت کرو گے۔ جس کی میں عبادت کرتا ہوں۔ تو یہ آپ کی پیشگوئی ہے مَا فِی غَدٍ کی۔

۱۸۔ ابوداود ۲/۱۰۲ و مسلم شریف ۲/۳۸۷ نسائی شریف ۱/۲۹۳

مسند ابوداود طیالسی ص۹ و خصائص کبریٰ ۱/۱۹۹

قَالَ اَنَسٌ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم ھٰذَا مَصْرَعُ فُلَانٍ غَدًا وَوَضَعَ یَدَہٗ عَلَی الْاَرْضِ وَھٰذَا مَصْرَعُ فُلَانٍ غَدًا وَوَضَعَ یَدَہٗ عَلَی الْاَرْضِ۔ فَقَالَ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ مَا جَاوَزَ اَحَدٌ مِّنْھُمْ عَنْ مَوْضِعِ یَدِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم فَاَمَرَ بِھِمْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم فَاُخِذَ بِاَرْجُلِھِمْ فَسُحِبُوْا فَاُلْقُوْا فِیْ قَلِیْبِ بَدْرٍ (انسؓ سے روایت ہے آپ نے فرمایا۔ کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ہے کل فلاں کے گرنے کی جگہ۔ اور آپ نے اپنے دستِ پاک کو زمین پر رکھا۔ اور یہ ہے کل فلاں کے گرنے کی جگہ اور آپ نے اپنے دستِ پاک کو زمین پر رکھا تو فرمایا حضرت انسؓ نے قسم ہے اُس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دستِ پاک کی جگہ سے اُن فرمودہ آدمیوں سے کوئی بھی پس و پیش نہیں ہوا تو بمطابق حکم حضور صلے اللہ علیہ وسلم اُن کو پاؤں سے پکڑ کر گھسیٹ کر قلیب بدر میں ڈالا گیا) اس حدیث پاک سے صاف ظاہر ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے امورِ خمسہ سے امرین کی اطلاع قبل از وقت فرمائی (۱) مَاذَا تَکْسِبُ غَدًا کا علم یعنی کل کیا ہو گا۔ (۲) اور بِاَیِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ کا علم یعنی کونسی زمین میں مرے گا۔ تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے صاف لفظِ غد یعنی کل کا علم ظاہر فرمایا۔ اور زمین پر دستِ پاک رکھ کر علیحدہ علیحدہ ہر ایک کے مرنے کی جگہ پہلے ہی ظاہر فرما دی۔ کیا ان دو کا امورِ خمسہ سے ارشادِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم صحیح نہیں؟ اگر صحیح ہے تو اس پر ایمان لانے سے آپ کو کوئی مذہبیت مانع نہ ہونی چاہیئے۔ کیونکہ شانِ مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم ہے۔ پھر تمہیں یاد ہونا چاہیئے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان سن کر کفارِ مغلوبین بھاگ گئے تھے۔ کہ مسلمانوں کے نبی نے جو کچھ فرما دیا ہے

وہ پیش ہو کر ہی رہیگا۔ لیکن دوسرے دن اُن کو میدانِ جنگ میں آنا پڑا اور انہیں فرمودہ مقامات پر وہ قتل کر دئے گئے۔ ذرا انصاف کی نظر سے غور کریں۔ کہ کفار کا عقیدہ تو انبیاء کے متعلق اُن کے علوم خمسہ پر صحیح ہو اور تم اُمتی بن کر اُن کے علومِ صحیحہ کا انکار کرو تو کیا منکرین علوم خمسہ کو اُن مقتولین کفار سے بدتر نہ کہا جائے۔ میرے خیال میں یہ کہنا بجا ہو گا زیادتی نہیں ہے۔ کیونکہ آپ کے فرمان کے مطابق ہی واقع ہوا۔

۱۹۔ مشکوٰۃ شریف صفحہ ۴۸۰ { عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بن عمرو قال قال رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللّٰہ علیہ وسلم يَنْزِلُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ إِلَى الْأَرْضِ فَيَتَزَوَّجُ وَ يُوْلَدُ لَهٗ وَ يَمْكُثُ خَمْسًا وَّ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً ثُمَّ يَمُوْتُ فَيُدْفَنُ مَعِيَ فِیْ قَبْرِیْ (عبداللہ بن عمروؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے عیسیٰ بن مریم زمین پر اُتریں گے تو نکاح کریں گے اور اُن کی اولاد ہو گی۔ اور ۴۵ سال قیام فرمائیں گے۔ پھر اُن کا وصال ہو گا تو میری قبر کے ساتھ میرے مقبرے میں دفن کئے جائیں گے) اس حدیث پاک میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پانچ غیبی امور کو ظاہر فرمایا۔ جو قربِ قیامت میں ہونے والے ہیں (۱) عیسٰی علیہ السلام کے نزول کی اطلاع (۲) عیسٰی علیہ السلام کے نکاح کرنے کی اطلاع (۳) عیسٰی علیہ السلام سے اولاد کا ہونا یعنی ما فی الارحام کے علم کی آپ نے کئی صدیوں پہلے اطلاع فرما دی (۴) عیسٰی علیہ السلام کے قیام کی پوری میعاد ۴۵ سال کا ارشاد فرما دینا (۵) عیسٰی علیہ السلام کے وصال کے مقام کی اطلاع دینا۔ لہٰذا اس حدیث پاک سے ثابت ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اُمورِ خمسہ سے اُمورِ ثلاثہ غیبیہ مخصوصہ کی خبر صحیح بیان فرمائی جس پر ہر کلمہ گو مسلمان کا ایمان ہے۔ کہ قربِ قیامت میں ایسے ہی ہو کر رہیگا۔ اِلّا فرقہ مرزائیہ جو ان اطلاع ثلاثہ کے منکر ہیں۔ اب تم سوچو کہ تمہارا ایمان نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے اُمورات مغیبہ فرمودہ پر پکا صحیح ہے تو تم نبی

صلے اللہ علیہ وسلم کے واسطے علوم خمسہ کے قائل ہو گئے۔ تو فبہا ورنہ فرقہ مرزائیہ میں شامل ہو گے۔

۲۰۔ کنز العمال ۷/۲۶۸ } عَنْ عَائِشَۃَ قَالَتْ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنِّیْ اَرٰی اِنِّیْ اَعِیْشُ مِنْ بَعْدِكَ فَتَاْذَنَ لِیْ اَنْ اُدْفَنَ اِلٰی جَنْبِكَ فَقَالَ وَاِنِّیْ لِیْ بِذٰلِكَ الْمَوْضِعِ مَا فِیْہِ اِلَّا مَوْضِعَ قَبْرِیْ وَقَبْرَ اَبِیْ بَکْرٍ وَعُمَرَ وَعِیْسٰی بْنِ مَرْیَمَ

(حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے۔ آپ نے فرمایا۔ کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم میں دیکھتی ہوں کہ میں آپ کے بعد زندہ رہونگی۔ آپ مجھے اجازت فرمایئے کہ میں آپ کے پہلو میں دفن کی جاؤں۔ تو آپ نے فرمایا۔ کہ بے شک میرے واسطے یہی جگہ ہے یعنی میرا مدفن یہی ہے۔ اور کسی کی جگہ نہیں سوائے میری قبر کے اور سوائے ابو بکرؓ کی قبر کے اور عمرؓ کی قبر کے اور عیسٰی بن مریم کی قبر کے) اس حدیث شریف میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے چاروں کے مدفن کا علم بیان فرما دیا۔ جس سے ما فی غد کا علم بھی ثابت ہو گیا۔ چنانچہ بمطابق فرمان مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم آپ کے اُسی مقررہ مقام پر آپ کا بھی اور حضرت ابو بکر صدیقؓ کا بھی اور حضرت عمرؓ کا بھی مدفن بن چکا ہے۔ اور حضرت عیسٰی علیہ السلام کا بھی جن کا قیام ابھی آسمان پہ ہے انشاء اللہ العزیز بقرب قیامت آپ کے فرمان کے مطابق حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے روضۂ اطہر میں ہی دفن ہونگے۔ فَاَخْبَرَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَفْسًا بِاَیِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ وَمَاذَا تَکْسِبُ غَدًا لَا کَمَا زَعَمْتَ۔

۲۱۔ مسلم شریف ۲/۴۰۱ } نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے دجال کے قتل کا مکان بیان فرمایا۔

فَیَطْلُبُہٗ حَتّٰی یُدْرِکَہٗ بِبَابِ لُدٍّ فَیَقْتُلُہٗ (تو دجال کو حضرت عیسٰی علیہ السلام

تلاش کرینگے۔ حتیٰ کہ بابِ لُد کے پاس دجال کو پالیں گے۔ تو اس کو قتل کردیں گے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مقام پر دونوں علوم غیبیہ کی اطلاع فرما دی۔ بِاَیِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ اور مَاذَا تَکْسِبُ غَدًا یعنی کل کا علم اور مرنے کا صحیح مقام۔

۲۲۔ کنز العمال ۷/۲۰۲ { لَیَقْتُلُ ابْنُ مَرْیَمَ الدَّجَّالَ بِبَابِ لُدٍّ (ابن مریم دجال کو بابِ لُد میں ضرور قتل کرے گا)

باقی رہا پیٹ کا علم دلیل قرآن کریم جس کے متعلق نوح علیہ السلام کے بیان میں وَلَا یَلِدُوْا اِلَّا فَاجِرًا کَفَّارًا واضح ہو چکا ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق مَا فِی الْاَرْحَام کا ذکر۔ (مَا فِی الْاَرْحَامِ کا ذکر حدیث صحیح سے)

۲۳۔ بخاری شریف ۱/۱۹ **مسلم شریف** ۲/۲۶۴ { عَنْ اَبِیْ بُرْدَہ عَنْ اَبِیْ مُوسٰی قَالَ سُئِلَ نَبِیٌّ صلی اللہ علیہ وسلم عَنْ اَشْیَاءَ کَرِھَھَا فَلَمَّا اُکْثِرَ عَلَیْہِ غَضِبَ ثُمَّ قَالَ لِلنَّاسِ سَلُوْنِیْ عَمَّا شِئْتُمْ فَقَالَ رَجُلٌ مَنْ اَبِیْ قَالَ اَبُوْکَ حُذَافَۃُ فَقَامَ آخَرُ فَقَالَ مَنْ اَبِیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ اَبُوْکَ سَالِمٌ مَوْلٰی شَیْبَۃَ فَلَمَّا رَاٰی عُمَرُ مَا فِیْ وَجْھِہٖ قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّا نَتُوْبُ اِلَی اللّٰہِ (ابو موسیٰ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے ابو بردہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ روایت کرتے ہیں۔ فرمایا۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم چند ایسی اشیاء سے متعلق سوال کیے گئے جن کے اظہار کو آپ بُرا محسوس فرماتے تھے تو جب آپ پر زیادہ دفعہ سوال کیا گیا۔ تو آپ نے جوشِ رحمت میں آکر لوگوں سے فرمایا جو تمہارا دل چاہے تم مجھ سے دریافت کر لو۔ تو ایک آدمی (عبد اللہ) نے کہا۔ یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم میرا باپ کون ہے۔ آپ نے فرمایا۔ کہ تیرا باپ حذافہ ہے تو دوسرا شخص (سعد) کھڑا ہوا۔ کہ یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم میرا باپ کون ہے۔ تو آپ

نے فرمایا تیرا باپ سالم مولیٰ شیبہ ہے۔ جب حضرت عمرؓ نے دیکھا کہ آپ کے رُخِ انور پر رحمت کے بل چمکتے نظر آرہے ہیں۔ کہ فرمایا کہ ہم اللہ کی طرف رجوع کرتے ہیں، اس کے آگے دوسری حدیث شریف میں ہے کہ آپ نے باربار فرمایا سَلُوْنِیْ سَلُوْنِیْ دریافت کرلو مجھ سے۔ دریافت کرلو مجھ سے، فَبَرَكَ عُمَرُ عَلٰی رُكْبَتَیْهِ۔ آحضرت عمر گھٹنے ٹیک کر آپ کے سامنے بیٹھ گئے اور پڑھنا شروع کردیا۔ رَضِیْنَا بِاللّٰهِ رَبًّا وَّبِالْاِسْلَامِ دِیْنًا وَّبِمُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم نَبِیًّا ثَلٰثًا فَسَكَتَ۔ تین دفعہ پڑھنے سے آپ نے خاموشی اختیار فرمائی۔ یعنی حضرت عمر رضی اللہ تعالے نے یہ اقرار کیا کہ ہم نے اللہ تعالے کو رب پسند کیا جس نے ہمیں اپنے محبوب صلے اللہ علیہ وسلم کی غلامی کی توفیق دی۔ اور اسلام کو دین پسند کرلیا جو اللہ کی طرف پہنچانے والا ہے۔ اور اُس کے رہبرِ مطلق محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو غیبی خبر دینے والا پسند کیا۔ دیوبندی وہابی اگر اس وقت موجود ہوتے تو حضرت عمر رضی اللہ تعالے عنہ کو بھی ان کے دربارِ رسالت میں دو زانو بیٹھنے سے فتویٰ جڑ دیتے لیکن کیا ہی عجیب کلامِ پاک ہے۔ جس سے حضرت عمر رضی اللہ تعالے نے حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے دربارِ مطہرہ میں مؤدبانہ گھٹنے ٹیک کر عرض کرکے آپ کی رضا کو حاصل کرلیا۔ اس حدیث پاک سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالے نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بلا اسباب مَا فِی الْاَرْحَامِ کا علم عطا فرمایا۔ بلکہ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے کئی سال پوشیدہ گزرے ہوئے نطفے کی حقیقت کو ما فوق الاسباب ظاہر فرما دیا۔ حضرت عبداللہ کو تو لوگ حضرت حذافہ اُن کے باپ کے علاوہ کسی غیر کی طرف نسبت کیا کرتے تھے۔ لیکن حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے تمام لوگوں کو جھوٹا کرکے حضرت عبداللہ کے اصلی باپ حذافہ کی نسبت سے ثابت فرمادیا۔ ایسے ہی سعد کو اُس کے باپ سالم مولیٰ شیبہ کی حقیقت ظاہر فرمادی۔ اس حدیث پاک سے تین مسائل ثابت ہوگئے (۱) نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو غیب کُلی کا علم حاصل تھا ورنہ سَلُوْنِیْ کا اعلان عام نہ فرماتے بلکہ آپ علومِ خمسہ کو اپنے اعلان میں مستثنےٰ

فرمادیتے۔ جب آپ نے پانچوں کو مستثنیٰ نہیں فرمایا تو دوسرا کون ہے جو آپ کے اعلان سے علومِ خمسہ کو ممتاز کرے اور شارع کے عموم کی تخصیص کرے۔ اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے علومِ خمسہ کے ایک ہی سوال سے آپ کے جواب کو معاذ اللہ جھوٹا سمجھے۔ اور آپ کے علم مَا فِی الْاَرْحَامِ کا انکار کرے تو یہ انکارِ رسالت ہے۔ کیونکہ آپ نے یہ نہیں فرمایا کہ مجھ سے وہی سوال کرنا جس کی وحی نازل ہو چکی ہو۔ اور لوگوں نے بھی امتحان رسالت کے واسطے علوم خمسہ کا ہی سوال پیش کیا اور آپ نے بھی بلا فصل علوم خمسہ کے حل کرنے کو معرضِ التوا میں نہیں ڈالا تاکہ تکذیب دعوے نہ لازم آئے۔ بلکہ جس نے بھی کھڑے ہو کر مَا فِی الْاَرْحَامِ کا سوال کیا تو آپ نے فوراً اس کا صحیح جواب سنا دیا۔ تو یہ سلونی آپ کا فرمان غیب کُلّی کے علم کی زبردست دلیل ہے۔ لیکن عطائی نہ ذاتی اسی واسطے حضرت عمرؓ نے رضیت باللہ ربا کا پہلے اقرار کیا تاکہ یہ ثابت ہو جائے کہ آپ کا مغیباتِ خمسہ کے علوم کو بیان کرنا اللہ کی طرف سے ہے۔ اور آپ کے علمِ غیبیہ کُلّیہ پر ایمان لانا چونکہ اسلام میں داخل تھا۔ اس واسطے وبالاسلام دینا کا اقرار کیا اور چونکہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے علوم امورِ خمسہ کا آپ کو یقین تھا اس بنا پر وَبِمُحَمَّدٍ نَبِیًّا ارشاد فرمایا کیونکہ نبی کے معنی ہی غیبی خبر رکھنے والے کے ہیں۔ اور چونکہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اس موقعہ پر مافی الارحام کی غیبی خبر بیان فرمائی تھی جس کا تعلق آپ کی صفتِ نبوت سے تھا اس بنا پر حضرت عمرؓ اس صفتِ عظیمہ علمی کا اقرار کرتے ہوئے آپ کو باقی مغیباتِ اربعہ سے متعلق اعلان کی بندش کروادی (۲) اِس حدیث سے آپ کا حاضر و ناظر ہونا بھی ثابت ہو گیا۔ ورنہ آپ اُسی وقت فرما دیتے کہ میں اُس وقت حاضر و ناظر نہ تھا جب انکار نہیں فرمایا بلکہ خود اُن کی ولایت کو ظاہر فرما دیا تو علاوہ مَا فِی الْاَرْحَامِ کے علم حاصل ہونے کے آپ کا حاضر و ناظر ہونا ثابت ہو گیا (۳) اپنے بزرگ کے سامنے عاجزانہ گھٹنے ٹیک کر بیٹھنا طریقہ مسنون ثابت ہوا۔ یہ فعل اُس کی عبادت نہ سمجھی جائے

گی۔ جیسا کہ بعض معتقدین جہلاانِ احادیثِ صحیحہ اور افعال و سُنن صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کا انکار کرتے ہوئے بزرگوں کے سامنے گھٹنے ٹیک کر بیٹھنا عبادت کی بنا پر شرک کہتے ہیں۔ حالانکہ اگر یہ اس بزرگ کی عبادت سمجھی جاتی تو حضرت عمرؓ اس فعل کو نہ کرتے بلکہ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم حضرت عمرؓ کو اس فعل سے منع فرما دیتے۔ آپ کی رضا طریقہ مسنونہ کے واسطے زبردست دلیل ہے۔ اسی واسطے امام بخاریؒ نے گھٹنے ٹیک کر بیٹھنے کا باب باندھا ہے۔ چنانچہ اسی مذکورہ حدیث کا باب بخاری شریف ۱/۲ درج ہے باب مَنْ بَرَكَ عَلٰى رُكْبَتَيْهِ عِنْدَ الْاِمَامِ اَوِ الْمُحَدِّثِ اور حضرت عمرؓ کے مذکورہ بالا فعل سے استدلال لیا ہے۔ اس واقعہ اس حدیث پاک کا یہ ہے۔

۲۴۔ تفسیر خازن ۱/۳۸۲ | نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھ پر میری اُمت اپنی خاکی صورتوں میں پیش کی گئی۔ جیسا کہ آدم علیہ السلام پر پیش کی گئی تھیں۔ تو جو مجھ پر ایماندار تھا یا میرا منکر تھا مجھے معلوم کروایا گیا۔ تو یہ خبر منافقین کو پہنچی تو انہوں نے (اس خبر کو سن کر) استہزا کیا (جیسا کہ آپ کے علوم کی شان سن کر آجکل بھی منافقین استہزا کرتے ہیں)، کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم نے گمان کیا ہے کہ وہ اپنے پر ایمان رکھنے والے کو بھی جانتا ہے۔ اور اپنے منکر کو بھی جانتا ہے اور جو کافر ابھی پیدا نہیں ہوا اُس کو بھی جانتا ہے۔ حالانکہ ہم اس کے ساتھ ہیں ہمیں نہیں جانتا تو یہ خبر نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو پہنچی تو آپ منبر شریف پہ کھڑے ہوئے اور اللہ کی تعریف و ثنا کہی۔ پھر فرمایا۔ مَا بَالُ اَقْوَامٍ طَعَنُوْا فِیْ عِلْمِیْ لَا تَسْئَلُوْنِیْ عَنْ شَیْئٍ فِیْ مَا بَیْنَکُمْ وَبَیْنَ السَّاعَۃِ اِلَّا نَبَّاْتُکُمْ بِہٖ فَکَانَ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ حُذَافَۃَ سَہْمِیْ فَقَالَ مَنْ اَبِیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ الخ کیا حال ہے ان قوموں کا جنہوں نے میرے علم میں طعن کیا ہے۔ جو تمہارا دل چاہے میرے اور قیامت کے درمیان سوال کرو تو میں تمہیں خبر دونگا۔ پھر عبداللہ بن حذافہ نے اپنے باپ کی حقیقت

کاسوال کیا۔ تو آپ نے صحیح خبر دے دی۔ آخیر جب حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے رَضِیْتُ بِاللہِ الخ پڑھ کر معافی مانگی تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فَهَلْ اَنْتُمْ مُنْتَھُوْنَ فَھَلْ اَنْتُمْ مُنْتَھُوْنَ ثُمَّ نَزَلَ عَنِ الْمِنْبَرِ یعنی کیا تم اپنے نبی کے علم پر اعتراض کرنے سے رُکتے نہیں۔ کیا تم باز نہیں آتے۔ پھر منبر سے نیچے تشریف لے آئے۔ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے منکرین غیب انبیاء کا رد فرماتے ہوئے خود منافقین کے اعتراضات کو توڑا۔ اگر آپ کو اُن کا علم نہ ہوتا یا امورِ خمسہ کا علم نہ ہوتا تو آپ اُن کو اپنے اعلان میں واضح فرما دیتے کہ اِن علوم خمسہ کے ماسوا جو چاہے دریافت کر لو۔ جب آپ نے اپنے علم کے متعلق کوئی کسی قسم کی تخصیص نہیں فرمائی تو تمہاری تخصیص فائدہ مند نہ ہو گی۔ باقی رہا قیامت کے علم کو ظاہر نہ فرمانا تو یہ آپ کے نذیر ہونے کے برخلاف تھا۔ کیونکہ آپ عالمین کے نذیر ہیں۔ نہ کہ خود مُنْذَرِیْن میں ہیں۔ تو بعد ازاں صحابہ کرام پر اس واقعہ کے بعد ڈر سے ایک سکتہ طاری تھا تو اللہ تعالےٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

۲۵۔ آل عمران $\frac{4}{18}$

مَا كَانَ اللّٰهُ لِيَذَرَ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلٰى مَا اَنْتُمْ عَلَيْهِ حَتّٰى يَمِيْزَ الْخَبِيْثَ مِنَ الطَّيِّبِ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِيْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَآءُ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَاِنْ تُؤْمِنُوْا وَتَتَّقُوْا فَلَكُمْ اَجْرٌ عَظِيْمٌ (اللہ تعالےٰ مومنین کو اس حالت پر نہیں چھوڑنا چاہتا جس پر تم ہو (مجموعہ مومنین و منافقین) جب تک کہ پلید (منافق) سے پاک (مومن) کو علیحدہ نہ کرے اور اللہ تعالےٰ ایسا نہیں کہ تم کو غیب پر مطلع کرے۔ اور لیکن اللہ ہی جس کو چاہتا ہے اپنے رسولوں سے (غیب کے سکھانے پر دوسروں سے) برگزیدہ کر لیتا ہے۔ تو اللہ تعالےٰ کے ساتھ تم ایمان لاؤ (کہ وہ جس کو چاہے غیب سکھا دیتا ہے) اور اُس کے رسولوں پر (کہ

اُن کو اللہ کا دیا ہوا غیب ہے، اور اگر تم (اِن دو امور پر) ایمان لے آئے اور ڈرے، تو تمہارے لیے اجرِ عظیم ہے)

اِس آیۂ کریمہ کے نزول کے بعد منافقین کو مومنین سے علیحدہ کیا گیا۔ اور اس علیحدگی کا سبب نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ بابرکات کے علومِ غیبیہ پر اعتراض کرنا تھا۔ اگر نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے علومِ غیبیہ پر اعتراض نہ کرتے تو شاید یہ مارِ آستین مومنوں کی صفوں میں ہی پردہ پوش رہتے۔ لیکن اِن کے اعتراض کرنے سے اللہ تعالےٰ نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے کُل غیب پر ایمان رکھنے والوں سے اِن کو علیحدہ کر دیا۔

وَمَا علینا الا البلاغ مبین

۲۶۔ نسائی شریف $\frac{2}{173}$ { عَنْ عَلِیٍّ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یَقُوْلُ یَخْرُجُ قَوْمٌ فِیْ اٰخِرِ الزَّمَانِ اَحْدَاثُ الْاَسْنَانِ سُفَهَاءُ الْاَحْلَامِ یَقُوْلُوْنَ مِنْ قَوْلِ خَیْرِ الْبَرِیَّةِ لَا یُجَاوِزُ اِیْمَانُهُمْ حَنَاجِرَهُمْ یَمْرُقُوْنَ مِنَ الدِّیْنِ كَمَا یَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِیَّةِ فَاِذَا لَقِیْتُمُوْهُمْ فَاقْتُلُوْهُمْ فَاِنَّ قَتْلَهُمْ اَجْرٌ لِمَنْ قَتَلَهُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ (حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرمایا میں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے آپ فرماتے تھے کہ آخر زمانہ میں ایک قوم نکلے گی جو اکثر عمر رسیدہ ہونگے۔ کم فہم ہوں گے اور حدیثِ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بیان کرینگے۔ اُن کا ایمان حنجروں سے نیچے نہ اُترے گا۔ اور دین الٰہی سے ایسے دُور گزر نکلیں گے۔ جیسا کہ تیر شکار سے پار نکل جاتا ہے (یعنی دین میں داخل ہو کر پھر دین کو چھوڑ کر پار نکل جائیں گے) تو اے مومنو تم جب اُن سے ملاقات کرو تو اُن کو قتل کر دو۔ کیونکہ اُن کے قتل کرنے کا ثواب قاتل کو اتنا ہے جیسا کہ اُس نے قیامت تک اُن کو قتل کیا ہے

تم سوچو کہ یہ جماعت کونسی ہے۔ اور اپنے ما فی غد کا علم کئی سو سال پہلے فرما دیا۔ اس وقت وہ ابھی ماؤں کے پیٹ میں بھی نہ تھے۔ اور ما فی الارحام مستقبلہ کا علم آپ نے اُس وقت ظاہر فرما دیا۔

۲۷۔ بخاری شریف ۱/۴۶۹ | حدثنا عمر بن حفص حدثنا ابی حدثنا الاعمش حدثنا زید بن وھب حدثنا عبد اللہ حدثنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وَھُوَ الصَّادِقُ وَالْمَصْدُوْقُ اِنَّ اَحَدَکُمْ یُجْمَعُ خَلْقُہٗ فِیْ بَطْنِ اُمِّہٖ اَرْبَعِیْنَ یَوْمًا ثُمَّ یَکُوْنُ عَلَقَۃً مِثْلَ ذٰلِکَ ثُمَّ یَکُوْنُ مُضْغَۃً مِثْلَ ذٰلِکَ ثُمَّ یَبْعَثُ اللہُ اِلَیْہِ مَلَکًا بِاَرْبَعِ کَلِمَاتٍ فَیُکْتَبُ عَمَلُہٗ وَاَجَلُہٗ وَرِزْقُہٗ وَشَقِیٌّ اَوْ سَعِیْدٌ ثُمَّ یُنْفَخُ فِیْہِ الرُّوْحُ۔

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ہمیں بیان فرمایا۔ جو سچے ہیں اور سچے کیے گئے ہیں کہ ایک تمہارا کوئی بھی ہو اُس کی ماں کے پیٹ میں ۴۰ دن اُس کا نطفہ جمع رہتا ہے پھر وہ خون کا لوتھڑا بنتا ہے ۴۰ دن۔ پھر وہ ۴۰ دن گوشت کا مضغہ بنتا رہتا ہے پھر اللہ تعالےٰ اُس کی طرف چار کلمے دے کر ایک فرشتہ بھیجتا ہے۔ (۱) تو وہ اُس کے عمل لکھتا ہے۔ (۲) اُس کی موت کا وقت لکھتا ہے (۳) اُس کا رزق لکھتا ہے (۴) بدبخت یا نیک بخت لکھتا ہے۔ پھر اُس میں رُوح پھونکا جاتا ہے۔ آپکے لئے بھی پیٹ کا علم کلی کا ہونا ثابت ہوا

اب حدیث کے دعوے واروں سے امر مطلوب یہ ہے کہ پیٹ کا علم کہا جاتا ہے کہ سوائے خدا کے کسی کو نہیں۔ حالانکہ اِس فرشتے کو ہے جس کا ذکر نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مَاذَا تَکْسِبُ غَدًا کا علم بھی اور اُس کے مرنے کے مقام کا بھی اور اُس کے رزق کا بھی اور اس کے شقی وسعید ہونے کا بھی پھر اُس میں رُوح پھونکا جاتا ہے۔ رُوح پھونکنے والا بھی فرشتہ ہوتا ہے۔ امورِ خمسہ کے علوم کے علاوہ یہ بھی ثابت ہو گیا۔ کہ

ملائکہ کو روح کا علم بھی ہے ۔ جیسا کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام کا روح ۔ کیونکہ اگر فرشتے کو روح کا علم نہ ہو تو اُس کا حامل کیسے ہو سکتا ہے ۔ اور اُس کا فاعل کیسے ہو سکتا ہے ۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ رُوح کا علم اور امورِ خمسہ کا علم باذن اللہ ملائکہ کو حاصل ہے اس حدیث صحیح بخاری سے یَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّیْ بھی حل ہو گیا لیکن عوام الناس کو حکم ہوا کہ وَمَآ اُوْتِیْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِیْلًا نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق ارواح کے علم کا ہونا بَیِّنٌ بِنَفْسِہٖ ہے چنانچہ مسجد اقصیٰ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام انبیاء کرام کو جماعت کرائی آپ کو ارواح کا علم تھا تو ہی تمام انبیاء کی پہچان فرمائی ملاحظہ ہو۔

مسلم شریف $\frac{1}{96}$ { اور قبور میں آپ کا پیش کیا جانا عالم ارواح سے آپ کے باخبر ہونے پر دال ہے اور خصوصًا آسمانوں سے پہلے آسمان پر روح آدم علیہ السلام کی پہچان کرنا دوسرے آسمان میں یحیٰی علیہ السلام اور عیسٰی علیہ السلام کو پہچاننا اور ارواح سے اجسام کی تمیز کرنا تیسرے آسمان پر روح یوسف علیہ السلام سے ملاقی ہونا چوتھے آسمان پر روح ادریس علیہ السلام کی تمیز کرنا پانچویں آسمان پر ہارون علیہ السلام کے روح سے ملاقات کرنا چھٹے آسمان پر روح موسٰی سے ہمکلام ہونا ساتویں آسمان پر روح ابراہیم علیہ السلام سے گفتگو کرنا احادیث صحیحہ مرفوعہ سے ثابت ہے۔

اور عالم ارواح میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کے علماء سے جو طبقات الشافعیۃ الکبری $\frac{4}{112}$ میں مذکور ہے امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کے روح کو پسند فرمایا عالم ارواح میں امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کے دشمن کو کوڑے لگوائے تم کہتے ہو کہ آپ کو روح کا علم نہیں اب ثابت ہو گیا کہ آپ کو تمام ارواح کا علم حاصل ہے ۔ کیا ملک الموت کو بھی روح کا علم نہیں مَلَكُ الْمَوْتِ الَّذِیْ وُكِّلَ بِكُمْ اگر مَلِكُ الْمَوْتِ کو روح کا علم نہیں تو وہ روح کو جسم سے علیحدہ کیسے کر لیتا ہے اور اسی لئے قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّیْ جواب

دیا گیا کہ روح کا قبضہ ملک الموت کو دیا گیا ہے۔ اس میں علم ظاہر کر کے کفار کو عاجز نہیں بننے دیا جاویگا۔ اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم تو روح اور جسم کے جابر تو کیا لِمَا یُحْیِیْکُمْ فرمان الہٰی کے مطابق روح کا تعلق ہی جسم کے ساتھ تب ہوتا ہے اور مخلوق کو حیات ہی تب میسر ہوتی ہے جب مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی رحمت شامل حال ہو تم کہتے ہو آپ کو روح کا علم نہیں ایں خیال است و محال میں کہتا ہوں کہ روح کو اتنا اپنی ذات کا علم نہیں جتنا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو ہے۔ روح روح ہی تب کہلا سکتا ہے۔ جب مطابق فرمان الہٰی مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہَ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا غلام ہو یعنی مطیع الہٰی جب تک پہلے مطیع رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نہ ہو مطیع الہٰی نہیں ہو سکتا۔ اور اُن ملائکہ کا علم اور اُن کا فعل ماں کے پیٹ میں جیسے جیسے ہوتا ہے۔ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو اُن کا علم کُلی ہے جس کی تفصیل اس حدیث پاک میں آپ نے فرما دی ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو علوم ما فی غد و ما فی الارحام قیامت تک کے حاصل ہیں

۲۸۔ دلائل النبوۃ $\frac{۳}{۲}$ ۲۰۱

تاریخ الخلفاء ۱۵

لابی نعیم حدثنا الحسن ابن اسحاق ابن ابراھیم بن زید حدثنا المنتصر بن نصر بن المنتصر حدثنا احمد بن رشید بن خثیم حدثنا عمی سعید بن خثیم عن حنظلہ عن طاؤس عن ابن عبّاسٍ رضی اللہ تعالیٰ عنہما قَالَ حَدَّثَتْنِیْ

اُمّ الفَضْلِ قَالَتْ مَرَرْتُ بِالنَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَ اِنَّکِ حَامِلٌ بِغُلَامٍ فَاِذَا وَلَدْتِ فَأْتِیْنِیْ بِہٖ قَالَتْ فَلَمَّا وَلَدْتُہٗ اَتَیْتُ بِہٖ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم فَاَذَّنَ فِیْ اُذُنِہِ الْیُمْنٰی وَاَقَامَ فِیْ اُذُنِہِ الْیُسْرٰی وَاَلْبَاہُ مِنْ رِیْقِہٖ وَسَمَّاہُ عَبْدَ اللّٰہِ وَقَالَ اِذْھَبِیْ بِاَبِی الْخُلَفَاءِ فَاَخْبَرْتُ الْعَبَّاسَ وَکَانَ رَجُلًا لَبَّاسًا فَلَبِسَ ثِیَابَہٗ ثُمَّ اَتٰی اِلَی النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم فَلَمَّا اَبْصَرَہٗ قَامَ فَقَبَّلَ بَیْنَ عَیْنَیْہِ قَالَ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ مَا شَیْءٌ اَخْبَرَتْنِیْ بِہٖ اُمُّ الْفَضْلِ قَالَ ھُوَ مَا اَخْبَرَتْکَ ھٰذَا اَبُو الْخُلَفَاءِ حَتّٰی یَکُوْنَ مِنْھُمُ السَّفَّاحُ حَتّٰی یَکُوْنَ مِنْھُمُ الْمَھْدِیُّ حَتّٰی یَکُوْنَ مِنْھُمْ مَنْ یُّصَلِّیْ بِعِیْسَی بْنِ مَرْیَمَ عَلَیْھِمَا السلام ابن عباس رضی اللہ تعالے عنہما سے روایت ہے کہ مجھے حدیث بیان کی ام الفضل نے (اسمہا لبابہ بنت الحارث الہلالیۃ امرءۃ العباس ابن عبد المطلب) کہا ام الفضل نے میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس سے گزری تو آپ نے فرمایا کہ تیرا حمل لڑکے کا ہے جب تو جنے تو لڑکا میرے پاس لانا تو ام الفضل رضی اللہ تعالے عنہا نے کہا تو جب میں نے اس کو جنا تو اس مولود کو میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت عالیہ میں لائی تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے بچے کے دائیں کان میں اذان فرمائی اور داہنے کان میں اقامت اور اپنی تھوک مبارک اس کو چٹایا اور اس کا نام عبد اللہ رکھا اور فرمایا کہ ابو الخلفاء کو لے جا تو میں نے حضرت عباس رضی اللہ تعالے عنہ کو اطلاع دی اور آپ سفر اللباس رکھنے والے تھے آپ نے فوراً لباس بدلا پھر دربار رسالت میں تشریف لائے جب حضرت عباس رضی اللہ تعالے عنہ کو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کھڑے ہو گئے اور حضرت عباس رضی اللہ تعالے عنہ کی دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا حضرت عباس رضی اللہ تعالے عنہ نے فرمایا کہ میں نے عرض کی یا رسول اللہ

صلے اللہ علیہ وسلم اپنے کس غیبی شی کی ام الفضل کو خبر دی آپ نے فرمایا کہ وہ وہی ہے جو تجھے بھی میں نے خبر دی یہ لڑکا مولود خلفا کا باپ ہے حتّٰی کہ ان سے سفاح پیدا ہوگا حتّٰی کہ امام مہدی علیہ السلام بھی ان کی ہی نسل سے ہونگے حتّٰی کہ جو شخص عیسٰی بن مریم علیہ السلام کے ساتھ نماز پڑھیگا۔ انہیں سے ہوگا۔

اس حدیث پاک سے سات امور ثابت ہوئے۔

۱۔ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا پردے میں عورت کے حاملہ ہونے کی غیبی اطلاع دینی۔

۲۔ آپ کا علم مافی الارحام کی حقیقت کا مطلع ہونا اور قبل از ولادت لڑکے کی مبارک دینا۔

۳۔ بچے کو بعد از ولادت اہل اللہ کی خدمت میں حاضر خدمت کرنا سنت ثابت ہوا۔

۴۔ اہل اللہ کا بچے کو بطور تبرک جنم گھٹی دینا سنت ثابت ہوا

۵۔ اہل اللہ اگر بچے کا نام مقرر فرمادیں تو سنت ہے۔

۶۔ اہل اللہ کی مجلس میں اچھا لباس پہن کر جانا سنت ثابت ہوا۔

۷۔ نبی صلے اللہ وسلم کو مافی غد اور قیامت تک کے مافی الارحام کا علم غیبی حاصل ہے۔ جیسا کہ اپنے عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالے عنہما کی قیامت تک نسل اور ان کے مراتب کا ظہور فرمایا اور عیسٰی علیہ السلام کے ساتھیوں تک کی اطلاع فرمادی یہ ہے علم مَا تَحْمِلُ كُلُّ اُنْثٰى وَمَا تَغِيْضُ الْاَرْحَامُ وَمَا تَزْدَادُ سے ایک نمونہ جس کے انعام الٰہی کے تم منکر ہو۔ کیوں جناب تم تو کہتے ہو کہ سوائے خدا کے مافی الارحام کا علم اور مافی غد کا علم کسی کو ہے ہی نہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تو قیامت تک کی نسلوں کا ثبوت دے دیا کیا اس پر بھی ایمان لاؤ گے یا نہ؟ ورنہ امام مہدی علیہ السلام اور عیسٰی علیہ السلام کے منکر بن جاؤ گے اور اپنے

رضاعی بھائیوں میں جا ملو گے ورنہ نبی صلے اللہ علیہ کے علم ما فی الارحام اور علم ما فی غد کے قائل ہو جاوٴ۔ اور اپنا ایمان درست کر لو کہ انعام الٰہی ہے جسے چاہے کر دے ذَالِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ اور خصوصًا نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق تو ارشاد الٰہی اِنَّ فَضْلَهٗ كَانَ عَلَيْكَ عَظِيْمًا اللہ کا فضل آپ پر بڑا ہے موجود ہے اور فضل کی بڑی خصوصیت قرآن کریم میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کے ساتھ مخصوص ہے وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا صرف علوم خمسہ کے انکار سے تین آیات کا تو لن دما انکار لازم آیا اور ایسا شخص تمام قرآن کریم کا تو حقیقۃ مکذب ہے۔

۲۹۔ مسلم شریف $\frac{۲}{۳۹۲}$ قَالَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم فَيَبْعَثُوْنَ عَشْرُ فَوَارِسَ طَلِيْعَةً قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اِنِّيْ لَاَعْرِفُ اَسْمَاءَهُمْ وَاَسْمَاءَ اٰبَاءِهِمْ وَاَلْوَانَ خُيُوْلِهِمْ هُمْ خَيْرُ فَوَارِسَ عَلٰى ظَهْرِ الْاَرْضِ يَوْمَئِذٍ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے قریب دس اسپ سوار نکلیں گے تو آپ نے فرمایا کہ میں اُن کے ناموں کو بھی جانتا ہوں۔ اور اُن کے آباء کے ناموں کو بھی۔ اور اُن کے گھوڑوں کے رنگوں کو بھی وہ اُس دن تمام زمین کے اسپ اسواروں سے بہتر ہوں گے۔

اس حدیث میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ما فی غد اور ما فی الارحام کے علوم قیامت تک بیان فرمادیئے۔

آپ کے غلام بچے علم ما فی الارحام سے واقف ہیں

۳۰۔ مستدرک $\frac{۳}{۴۱۸}$ عَنْ عُرْوَةَ قَالَ لَقِيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم رَجُلًا مِنْ اَهْلِ الْبَادِيَةِ

وَهُوَ يَتَوَجَّهُ اِلٰى بَدْرٍ لَقِيَهُ بِالرَّوْحَاءِ فَسَأَلَهُ الْقَوْمُ عَنْ خَبَرِ النَّاسِ فَلَمْ يَجِدُوْا عِنْدَهٗ خَبَرًا فَقَالُوْا لَهٗ سَلِّمْ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَ اَوَفِيْكُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالُوْا نَعَمْ قَالَ الْاَعْرَابِيُّ فَاِنْ كُنْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ فَاَخْبِرْنِيْ مَا فِيْ بَطْنِ نَاقَتِيْ هٰذِهٖ فَقَالَ لَهٗ سَلَمَةُ بْنُ سَلَامَةَ بْنِ وَقْشٍ وَكَانَ غُلَامًا حَدَثًا لَا تَسْاَلْ رَسُوْلَ اللّٰهِ اَنَا اُخْبِرُكَ نَزَوْتَ عَلَيْهَا فَفِيْ بَطْنِهَا سَخْلَةٌ مِنْكَ۔

(عروہؓ سے روایت ہے۔ ملاقات کی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک بدوی سے اور آپ غزوہ بدر کی طرف۔ روحا میں وہ آپ سے ملا تو قوم نے لوگوں کی خیروعافیت دریافت کی تو انہوں نے اُس سے کوئی خبر نہ پائی تو قوم نے اُسے کہا کہ تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں سلام علیکم عرض کر۔ تو اُس نے کہا کہ کیا تم میں رسول اللہ بھی ہیں؟ تو انہوں نے کہا کہ ہاں۔ اعرابی نے کہا۔ کہ اگر تو رسول اللہ ہے تو بتا کہ میری اِس اونٹنی کے پیٹ میں کیا چیز ہے۔ تو سلمہ بن سلامہ نے کہا حالانکہ وہ بچے ہی تھے کہ تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے نہ دریافت کر۔ تجھے میں بتا دیتا ہوں۔ کہ تو اِس پر جفت ہوا ہے تو اس اونٹنی کے پیٹ میں تیرا مضغہ ہے)۔

انصاف سے غور کرنا چاہیئے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے چھوٹے چھوٹے غلاموں کو پیٹ کا علم یعنی مَا فِي الْاَرْحَامِ کا علم ہو اور تم کہو کہ انبیاء کو ما فی الارحام کا علم نہیں ہوسکتا۔ کیا منکر کا ایمان بالانبیاء صحیح ہے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو علم ما فی الارحام تھا

۱۳۱۔ موطا امام مالک ۴ ۱۳ :- مالک عن ابن شہاب عن عروۃ ابن الزبیر

بیہقی شریف ۶/۱۶۱ طحاوی شریف ۲/۲۴۵ تاریخ الخلفاء ۶۱ اصابہ ۸/۲۸۶	عَنْ عَائِشَۃَ زَوْجِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّھَا قَالَتْ اَنَّ اَبَا بَکْرِ الصِّدِّیْقَ کَانَ نَحَلَھَا جَادَّ عِشْرِیْنَ وَسْقًا مِنْ مَالِہٖ بِالْغَابَۃِ فَلَمَّا حَضَرَتْہُ الْوَفَاۃُ قَالَ وَاللّٰہِ یَا بُنَیَّۃُ مَا مِنْ اَحَدٍ اَحَبَّ اِلَیَّ غِنًی بَعْدِیْ مِنْکِ وَلَا اَعَزَّ عَلَیَّ فَقْرًا بَعْدِیْ مِنْکِ وَاِنِّیْ کُنْتُ نَحَلْتُکِ جَادَّ عِشْرِیْنَ وَسْقًا فَلَوْ کُنْتِ جَدَدْتِیْہِ وَاحْتَزْتِیْہِ کَانَ ذَالِکَ

وَاِنَّمَا ھُوَ الْیَوْمَ مَالُ وَارِثٍ وَاِنَّمَا ھُمَا اَخَوَاکِ وَاُخْتَاکِ فَاقْتَسِمُوْہُ عَلٰی کِتَابِ اللّٰہِ قَالَتْ عَائِشَۃُ یَا اَبَتِ وَاللّٰہِ لَوْ کَانَ کَذَا وَکَذَا لَتَرَکْتُہٗ اِنَّمَا ھِیَ اَسْمَاءُ فَمَنِ الْاُخْرٰی قَالَ ذُوْ بَطْنِ ابْنَۃِ خَارِجَۃَ اُرَاھَا جَارِیَۃً۔ حضرت عائشہ صدیقہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے آپ کو تحفہ دیا بیس وسق ٹوٹی ہوئی خشک کھجوروں کا غابہ کے مال سے تو جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو وفات قریب ہوئی آپ نے فرمایا کہ اے میری بیٹی میرے بعد تیرے غنی سے کوئی پیارا نہیں اور میرے بعد میرے نزدیک تیرے فقر سے اور کوئی عزیز نہیں اور میں نے تجھے نیاز بھیجی بیس وسق کٹی ہوئی خشک کھجوریں پھر اگر تو فراخدلی کرے اور تو لپند کرے تو آج ورثار کا مال یہی ہے اور کوئی نہیں دو تیرے بھائی ہیں اور دو تیری بہنیں ہیں تو اللہ کی کتاب کے مطابق تم اس کو تقسیم کرلو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا نے فرمایا قسم اللہ کی اگر ایسے ایسے ہوتا تو میں اس کو چھوڑ دیتی (میری ہمشیرہ) وہ اسمار ہی تو ہے اور کوئی نہیں دوسری کون ہے تو ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا تیری والدہ کے پیٹ میں حمل لڑکی کا ہے جو پیدا ہونے والی ہے میں اس حمل کو لڑکی دیکھ رہا

ہوں۔

کیوں جناب تم تو کہتے ہو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو پیٹ کا علم نہیں یہاں تو آپ کے نام لیوا پیٹ کا علم ظاہر فرما رہے ہیں۔ اور سا تھ ہی ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالے عنہ نے فرما دیا کہ میں تیری والدہ کے پیٹ میں لڑکی دیکھ رہا ہوں فرمایا نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ مومن کی فراست سے ڈرو وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے۔ خداوند تمہیں بھی اس حدیث کے مطابق عقیدہ رکھنے کی توفیق عنایت فرما دے۔

علم نزولِ غیث

۳۲۔ بخاری شریف $\frac{1}{138}$ } عن انس بن مالک قَالَ بَیْنَمَا رَسُوْلُ اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم یَخْطُبُ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ اِذْ جَاءَ رَجُلٌ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم، قَحَطَ الْمَطَرُ فَادْعُ اللّٰہَ اَنْ یَّسْقِیَنَا فَدَعَا فَمُطِرْنَا فَمَا کِدْنَا اَنْ نَصِلَ اِلٰی مَنَازِلِنَا فَمَا زِلْنَا نُمْطَرُ اِلَی الْجُمُعَۃِ الْمُقْبِلَۃِ قَالَ فَقَامَ ذٰلِکَ الرَّجُلُ اَوْ غَیْرُہٗ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اُدْعُ اللّٰہَ اَنْ یَّصْرِفَہٗ عَنَّا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم اَللّٰھُمَّ حَوَالَیْنَا وَلَا عَلَیْنَا قَالَ لَقَدْ رَاَیْتُ السَّحَابَ یَتَقَطَّعُ یَمِیْنًا وَّشِمَالًا یُمْطَرُوْنَ وَلَا یُمْطَرُ اَھْلُ الْمَدِیْنَۃِ۔ (انس بن مالکؓ سے روایت ہے فرمایا کہ ہمارے درمیان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جمعہ کے دن خطبہ پڑھ رہے تھے۔ اچانک ایک آدمی آیا تو اُس نے عرض کی یارسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بارش کا کال پڑ گیا ہے۔ اللہ سے دعا فرمایئے۔ آپ نے دعا فرمائی تو بارش شروع ہو گئی ہمیں اپنے مکانوں تک

پہنچنا مشکل ہوگیا اور آئندہ جمعہ تک بارش ہوتی رہی۔ انس بن مالک رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا۔ کہ وہ آدمی یا کوئی اور کھڑا ہوا عرض کی یا رسول اللہ اللہ سے دعا فرمایئے ہم سے بارش ہٹا وے۔ تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یا اللہ ہمارے گرد و نواح پر ہم پر نہ۔ انس بن مالک رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا۔ میں نے دیکھا کہ بادل دائیں بائیں پھٹ گیا اور دائیں بائیں بارش ہو رہی ہے اور اہل مدینہ پہ بارش بند ہے۔

۳۴۳۔ مسلم شریف $\frac{1}{294}$ } قَالَ فَمَا يُشِيرُ بِيَدِهٖ اِلٰى نَاحِيَةٍ اِلَّا تَفَرَّجَتْ ۔

حضرت انس رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا۔ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے انگلی پاک کے اشارے سے ہی فوراً بادل پھٹ گیا۔

اس حدیث پاک سے ثابت ہوا کہ بارش کا برسنا آپ کے فرمان اور اشارے سے ہی ہوتا تھا جس کے اشارے سے بارش برسے اور جس کے اشارہ پاک سے بادل پھٹ جائے بادل کیا چاند ٹکڑے ہو جائے۔ سورج واپس لوٹ جائے اُس ذات کی نسبت یہ عقیدہ رکھنا کہ اُن کو بارش کا علم نہ تھا تو اس سے زیادہ کم فہمی اور کیا ہو سکتی ہے۔ کیونکہ آسمان پہ بادل کا نام و نشان نہ ہو۔ آپ کی زبان پاک سے بادل کا نام نکلے تو بادل آسمان سے جھک جائے اور فوراً گھر کر برسنا شروع ہو جائے۔ تو کیا یہ کہا جا سکتا ہے کہ آپ کو بارش کا پتہ نہیں۔ ایک بات یہ ہے کہ کسی چیز کا علم ہونا اور اس پہ طرہ یہ ہے کہ چیز منگا لینا۔ اگر شئے معلوم نہیں تو آ کیسے سکتی ہے۔ جیسا کہ آصف بن برخیا نے بلقیس کا تخت سلیمان علیہ السلام کے سامنے ایک آنکھ جھپکنے سے پہلے پیش کر دیا۔ آصف کو کوئی ذی شعور یہ کہہ سکتا ہے۔ کہ آصف کو تخت کا علم نہ تھا۔ بغیر علم کے ہی تخت کو اُٹھا لائے معلوم ہوا کہ بغیر علم کے اور یقین کے کوئی شخص ایسے نہیں کر سکتا۔ چنانچہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات کو بادل اور بارش کا علم اور یقین تھا اور ہے۔ جس بنا پہ آپ کے فرمان سے بادل پیش کیا گیا اور آپ کے اشارے

سے پھاڑ دیا گیا۔

۴۳۔ **مسلم شریف** ۲/۱۰۴ } فَیَاْمُرُ السَّمَآءَ فَتُمْطِرُ (نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دجال آسمان کو حکم کرے گا تو بارش شروع ہو جائے گی)

ذرا انصاف فرمایئے کہ دجال کافر کے حکم سے بارش برسے تو دجال کی اس طاقت پر تم ایمان بلا دلیل فوراً لے آؤ۔ لیکن نبی صلے اللہ علیہ وسلم جن کا فرمان آسمان، چاند، سورج بارش تسلیم کریں۔ بلکہ بارش والا آپ کا وظیفہ پڑھے تو تم آپ کی قوتِ علمی کا آپ کے متبعین سے بے خبر ہونے کا انکار کرو۔ اخیر مر کر آپ کے حضور ہیں پیش ہونا ہے تو حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو کس عقیدے پہ منہ دکھاؤ گے۔

بحث علم قیامت

وہابی " علوم خمسہ سے باقی اربعہ مسائل تو حل ہو گئے لیکن قیامت کا تم نے ذکر ہی نہیں کیا قیامت کے متعلق قرآن پاک میں مذکور ہے کہ سوائے خدا کے کسی کو علم قیامت نہیں۔

۱۔ یَسْئَلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ اَیَّانَ مُرْسٰهَا قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّیْ لَا یُجَلِّیْهَا لِوَقْتِهَا اِلَّا هُوَ ثَقُلَتْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَا تَاْتِیْكُمْ اِلَّا بَغْتَةً یَسْئَلُوْنَكَ كَاَنَّكَ حَفِیٌّ عَنْهَا قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللّٰهِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ۔

تجھ سے پوچھتے ہیں قیامت کس وقت ہے تو کہ اس کی خبر تو ہے میرے رب کے پاس وہی کھول دکھاویگا اس کو اپنے وقت میں بھاری بات ہے آسمان و زمین تم پہ آویگی تو

بے خبر آویگی تجھ سے پوچھنے لگتے ہیں۔ گویا کہ تو اس کا تلاشی ہے تو کہ اس کی خبر ہے خاص اللہ پاس لیکن اکثر لوگ سمجھ نہیں رکھتے۔

اور قیامت کا سوال کئی بار ہوا لیکن آپ کی زبانی اللہ تعالے نے انکار کروایا ہے۔

۲- یَسْئَلُکَ النَّاسُ عَنِ السَّاعَۃِ قُلْ اِنَّمَا عِلْمُھَا عِنْدَ اللّٰہِ

۳- وَعِنْدَہٗ عِلْمُ السَّاعَۃِ وَاِلَیْہِ تُرْجَعُوْنَ

۴- یَسْئَلُوْنَکَ عَنِ السَّاعَۃِ اَیَّانَ مُرْسٰھَا فِیْمَ اَنْتَ مِنْ ذِکْرٰھَا اِلٰی رَبِّکَ مُنْتَھٰھَا

۵- اِنَّ اللّٰہَ عِنْدَہٗ عِلْمُ السَّاعَۃِ

ان مذکورہ بالا آیات سے ثابت ہوا کہ سوائے خدا کے مخلوقات سے کسی کو علم قیامت نہیں ورنہ قرآن کریم کا انکار کرنا پڑیگا جو لوگ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے واسطے علم قیامت ہونے کے قائل ہیں وہ حقیقۃً قرآن وحدیث کے منکر ہیں۔

محمد عمر " بڑا افسوس ہے کہ علوم خمسہ سے چار کے تو تم قائل ہو جاؤ اور ایک سے انکار کرو حالانکہ قرآن کریم میں خصوصیت علوم الہٰیہ میں یہ چاروں بعد میں ہیں اور علم قیامت مقدم ہے اگر ان چاروں کا علم بقرآن وحدیث تعلیم الہٰی سے خیر الخلائق کے واسطے ثابت ہو چکا ہے تو علم قیامت بطریق اولیٰ ثابت ہوا چنانچہ آیت کریمہ کی ترتیب ملاحظہ ہو

لقمان ۲۱/۴ { اِنَّ اللّٰہَ عِنْدَہٗ عِلْمُ السَّاعَۃِ وَیُنَزِّلُ الْغَیْثَ وَیَعْلَمُ مَا فِی الْاَرْحَامِ وَمَا تَدْرِیْ نَفْسٌ مَّاذَا تَکْسِبُ غَدًا وَمَا تَدْرِیْ نَفْسٌ بِاَیِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ اِنَّ اللّٰہَ عَلِیْمٌ خَبِیْرٌ نزول غیث بھی امر مصطفے اصلی اللہ علیہ وسلم کے تحت ثابت ہو گیا اور ما فی الارحام کا حصول علم بھی نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے غلاموں تک ثابت ہو چکا اور ان کے متعلق پہلے انبیاء علیہم السلام سے

بھی ان چار امور کے علوم غیبیہ کا حصول ثابت ہوا ایک عجیب بات عرض کروں پہلے انبیاء علیہم السلام پر جب کسی نے سوال کیا تو وہ خود جواب دیتے لیکن نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر اگر کوئی سوال کرتا تو آپ خود مجیب نہ بنتے بلکہ بفرمان الہٰی وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی کے اللہ تعالےٰ آپ کی طرف سے جواب دیتے جیسا کہ قرآن کریم میں مذکور ہے۔ (پہلے انبیاء علیہم السلام کا اپنی قوم کو خود جواب دینا)

نوح علیہ السلام کی قوم نے کہا۔ اِنَّا لَنَرٰكَ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ تو نوح علیہ السلام نے جواب دیا لٰقَوْمِ لَیْسَ بِیْ ضَلٰلَۃٌ ہود علیہ السلام کو قوم نے کہا اِنَّا لَنَرٰكَ فِیْ سَفَاهَةٍ تو ہود علیہ السلام نے جواب دیا لٰقَوْمِ لَیْسَ بِیْ سَفَاهَةٌ فرعون نے موسیٰ علیہ السلام کو کہا اِنِّیْ لَاَظُنُّكَ یٰمُوْسٰی مَسْحُوْرًا موسیٰ علیہ السلام نے جواب دیا اِنِّیْ لَاَظُنُّكَ یٰفِرْعَوْنُ مَثْبُوْرًا علی هذا القیاس پہلے انبیاء علیہم السلام اپنے سوالات کے جوابات خود قوم کو دیتے رہے ہیں۔ لیکن مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم چونکہ رحمۃ للعالمین ہیں اس واسطے آپ کفار کے سوالات سے درگزر فرماتے تو آپ کی طرف سے رب العزت جواب دیتے جیسا کہ آپ کو قوم نے کہا اِنَّكَ لَمَجْنُوْنٌ تو اللہ تعالےٰ نے آپ کی طرف سے بدلہ لیا اور آپ کی صفائی پیش فرمائی مَا اَنْتَ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ بِمَجْنُوْنٍ کفار نے کہا اِنَّمَا اَنْتَ شَاعِرٌ تو رب العزت نے جواب دیا۔ وَمَا عَلَّمْنٰهُ الشِّعْرَ وَمَا یَنْبَغِیْ لَهٗ۔ چنانچہ آپ کی طرف سے ارشاد الہٰی ہے وَیَسْئَلُوْنَكَ عَنْ ذِی الْقَرْنَیْنِ قُلْ سَاَتْلُوْا عَلَیْكُمْ مِّنْهُ ذِكْرًا اِنَّا مَكَّنَّا لَهٗ فِی الْاَرْضِ وَاٰتَیْنٰهُ مِنْ كُلِّ شَیْءٍ سَبَبًا۔ پھر قوم نے سوال کیا یَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْاَنْفَالِ قُلِ الْاَنْفَالُ لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ پھر آپ کی طرف سے سوال کا جواب دیتے ہوئے ارشاد الہٰی ہے وَیَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْاَهِلَّةِ قُلْ هِیَ مَوَاقِیْتُ لِلنَّاسِ وَالْحَجِّ آپ کی طرف سے ارشاد الہٰی ہے یَسْئَلُوْنَكَ مَاذَا یُنْفِقُوْنَ قُلْ مَا اَنْفَقْتُمْ مِّنْ

خَيْرٍ فَلِلْوَالِدَيْنِ وَالْأَقْرَبِيْنَ وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسَاكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ
اور آپ کی طرف سے ارشاد الٰہی ہے يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ قِتَالٍ
فِيْهِ قُلْ قِتَالٌ فِيْهِ كَبِيْرٌ وَّصَدٌّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَكُفْرٌ بِهٖ اور سنیئے ۔
يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ قُلْ فِيْهِمَا اِثْمٌ كَبِيْرٌ اور سنیئے وَيَسْئَلُوْنَكَ
مَاذَا يُنْفِقُوْنَ قُلِ الْعَفْوَ ۔ اور ملاحظہ ہو وَيَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْيَتٰمٰى قُلْ
اِصْلَاحٌ لَّهُمْ خَيْرٌ وَّاِنْ تُخَالِطُوْهُمْ فَاِخْوَانُكُمْ اور ارشاد الٰہی سنو
وَيَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْمَحِيْضِ قُلْ هُوَ اَذًى فَاعْتَزِلُوا النِّسَآءَ فِي الْمَحِيْضِ
اور جواب الٰہی سنیئے وَيَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْجِبَالِ فَقُلْ يَنْسِفُهَا رَبِّيْ نَسْفًا ایک
اور جواب الٰہی ملاحظہ ہو وَيَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّيْ
وَمَا اُوْتِيْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا اور ارشاد الٰہی سنو قَالَ مَنْ يُّحْيِ الْعِظَامَ
وَهِيَ رَمِيْمٌ قُلْ يُحْيِيْهَا الَّذِيْ اَنْشَاَهَا اَوَّلَ مَرَّةٍ اس کے علاوہ اور
بھی بے شمار ہیں جو بوجہ طوالت ذکر نہیں کیے گئے کیا یہ ان کے تمام اعتراضات غیبی ہی
نہ تھے ؟ جن کا جواب رب العزۃ نے دیا ہے ۔ یہ ہے شان مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کہ
سوال آپ سے ہو اور مجیب رب العزۃ ہو۔ اور جو تم سمجھ بیٹھے ہو کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم
کو ان کے متعلق علم نہیں تھا یہ تمہارا سمجھنا غلط ہے جب آپ کا مجیب رب العزۃ ہے
تو تمہارا نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر معترض بے علمی بنانا یہ تمہاری کم فہمی ہے بلکہ خداوند کریم کو
بے علم کہو جو تمہارا عقیدہ ہے ۔ کیونکہ آپ تو بقانون خداوندی وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى
اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى کے بغیر حکم خداوندی کسی راز کو فاش نہیں کر سکتے آپ کا علم قیامت
کو ظاہر نہ فرمانا یہ آپ کی بے علمی پر دال نہیں بلکہ آپ کے علم لدنی کی دلیل ہے کہ باوجود علم
ہونے کے بغیر حکم ظاہر نہیں فرمایا جب آپ کا مجیب رب العزۃ فرما رہا ہے ۔ کہ
اِلَيْهِ يُرَدُّ عِلْمُ السَّاعَةِ اللہ کی طرف علم قیامت کو منسوب کیا جاتا ہے جب تمام سوالات

جو مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم پر وارد ہوں مولائے کریم خود جواب دیں جیسا کہ ماقبل گزر
چکا ہے۔ مثلاً یَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْيَتٰمٰى قُلْ اِصْلَاحٌ لَّهُمْ خَيْرٌ لیکن جب سوال
ہوتا ہے۔ يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ اَيَّانَ مُرْسٰهَا مولا کریم جو آپ کی طرف سے
جواب دیں اِلٰى رَبِّكَ مُنْتَهٰهَا تو اس جواب سے کافر تو آپ کو ہی معاذ اللہ بےخبر
سمجھے گا لیکن مومن خدا پر اس کو چھوڑیگا کہ جب خداوند ہم تک اس راز کو نہیں ظاہر فرماتا
تو ہمیں اس پر بحث نہیں کرنی چاہیئے۔ اور نہ ہی نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو ہی معاذ اللہ
بے خبر کہنا چاہیئے کیونکہ اس راز کو عوام پر نا ظاہر فرمانے کی علۃ آگے بیان فرما دی اِنَّمَا
اَنْتَ مُنْذِرُ مَنْ يَّخْشٰهَا اور کوئی بات نہیں آپ ظاہر تو فرما سکتے ہیں۔ اور میں قیامت
کے علم ظاہر کرنے کا حکم بھی جاری کر سکتا ہوں لیکن آپ ڈرانے والے ہیں جو قیامت سے
ڈرتا ہے جب کوئی شئی پاس آجائے یا اس کا علم ہو جائے تو اس کا ڈر چلا جاتا ہے
اور جو چیز اچانک اور بے خبر آنے والی ہو اس کا ڈر زیادہ ہوتا ہے۔ جیسا کہ ماں بچے کو ہوئے
سے ڈراتی ہے۔ حالانکہ وہ کوئی شئے نہیں لیکن ماں بچے کو اچانک کہتی ہے یہ قریب ہوا آیا
کھا جاویگا تو بچہ بدک کر فوراً ماں کے گلے لپٹ جاتا ہے یہ تو ہے مجاز اور یہاں ہے حقیقۃ
ملاحظہ ہو کہ اللہ تعالےٰ نے اخیر قیامت کا قیام فرمایا اور ادھر کافر و منافق کو ڈرایا لَا تَاْتِيْكُمْ
اِلَّا بَغْتَةً اور اِنَّ السَّاعَةَ اٰتِيَةٌ لَّا رَيْبَ فِيْهَا اور جب قیامت کے سوال يَسْئَلُوْنَكَ
عَنِ السَّاعَةِ سے اِلٰى رَبِّكَ مُنْتَهٰهَا جواب ملا اور اظہار کے متعلق اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ
عِلْمُ السَّاعَةِ اور اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّيْ اور يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ
کا جواب قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللّٰهِ خداوند کی طرف سے جواب ملا نہ کہ آپ نے اپنی طرف
سے فرمایا۔ اللہ کی طرف سے راز نہ فاش کرنے کا آپ کو حکم ہوا ہے تو کفار نے استہزاء اور
مخول کرنا شروع کر دیا وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ
تو بھی یہی جواب ملا قُلْ اِنَّمَا الْعِلْمُ عِنْدَ اللّٰهِ اور جب اپنے قُلْ اِنْ اَدْرِيْ

اَقَرِیبٌ اَمْ بَعِیدٌ سے قیامت کے علم کی بحث کو ختم کرنا چاہا تاکہ نذارت مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم میں فرق نہ آئے تو کفار تمہاری طرح پھر سوال کرکے استہزا کرتے ہیں وَیَقُولُونَ مَتٰی ھُوَ اور وہ کہتے ہیں کب ہے وہ۔ یہ سوال استہزائیہ تھا تو جواب ملا کہ پہلے تو کہا گیا تھا اِنْ اَدْرِیْ اَقَرِیبٌ اَمْ بَعِیدٌ مَّا تُوعَدُونَ لیکن اب جواب ملا قُلْ عَسٰی اَنْ یَّکُونَ قَرِیبًا شاید قیامت قریب ہی ہو اور وَمَا یُدْرِیکَ لَعَلَّ السَّاعَةَ قَرِیبٌ کے حکم کی تفصیل شروع ہوگئی۔ جب اس پر بھی پھر کفار کو صبر نہ آیا تو کہنا شروع کر دیا۔ وَیَقُولُونَ مَتٰی ھٰذَا الْوَعْدُ اِنْ کُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ اگر سچے ہو تو بتاؤ کہ قیامت ہے کب چاہتے تھے کہ جب وضاحت کاملہ ہو جائیگی تو ہم اس پر زیادہ مسخراپن ظاہر کرینگے اور جو مومنین بھی اس سے اتنے ڈر رہے ہیں ان کا ڈر بھی دور ہو جائیگا کہ ابھی بڑی دور ہے جو مومنین دن رات قیامت کے ڈر سے کانپ کانپ کر عبادت میں ترقی کر رہے ہیں وہ کم ہو جائینگے تو آپ کی نذارت میں بھی فرق آجائیگا۔ لیکن اللہ تعالےٰ نے جواب اور واضح فرما دیا اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ میرے محبوب صلے اللہ علیہ وسلم نے چاند ٹکڑے کرکے دکھا دیا کہ قیامت کو چاند سورج زمین و آسمان کا یہ حال ہو جائیگا۔ قیامت کا نمونہ دیکھکر بھی کافر طاقت مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کا منکر ہو بیٹھا بس قیامت قریب آگئی تاکہ مومن کا ڈر زیادہ ہو اور نذارت میں ترقی ہو اور رحمۃ اللعالمین صلے اللہ علیہ وسلم کی کملی پاک میں مومنین جلدی پناہ گزین ہوں اور ان کے جرائم معاف ہوں اور بچ جاویں خداوند کریم نے اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ فرما دیا لیکن دیوبندی وہابی پھر بھی اَقَرِیبٌ مَّا تُوعَدُونَ اَمْ یَجْعَلُ لَهٗ رَبِّیْ اَمَدًا پر ہی اڑ رہا اور اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ فرمان الٰہی کو پس پشت ڈال دیا ان منکرین کو اور وضاحت فرمائی اِقْتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُهُمْ وَهُمْ فِیْ غَفْلَةٍ مُّعْرِضُونَ لوگوں کے واسطے حساب قریب آگیا ہے اور وہ ابھی غفلت میں منہ پھیرے

ہیں۔

اور اس کو دور سمجھ رہے ہیں اور اس کے مخبروں کو بے خبر بنا رہے ہیں۔

وہابی "تمہارا کہنا غلط ہے کہ کفار نبی علیہ السلام کو قیامت کا سوال استہزاء کرتے تھے یہ تمہاری من گھڑت بات ہے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو قیامت کا علم ہی نہیں تھا اگر ہوتا تو بتا نہ دیتے۔

محمد عمر "فقیر نے پہلے بھی عرض کیا ہے کہ کفار کو جواب دینا آپ کا کام نہ تھا۔ بلکہ رب العزۃ آپ کی طرف سے ہی جواب دیتے رہے یہ شان مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم ہے باقی رہا تمہارا کہنا کہ قیامت کے متعلق کفار کا سوال حقیقۃً تھا۔ استہزاء پر مبنی نہ تھا اس کا فیصلہ قرآن کریم سے کرا لیتے ہیں سُنیے۔

جاثیہ ۲۵/۴ { وَاِذَا قِيْلَ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّالسَّاعَةُ لَا رَيْبَ فِيْهَا قُلْتُمْ مَّا نَدْرِيْ مَا السَّاعَةُ اِنْ نَّظُنُّ اِلَّا ظَنًّا وَّمَا نَحْنُ بِمُسْتَيْقِنِيْنَ وَبَدَا لَهُمْ سَيِّاٰتُ مَا عَمِلُوْا وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ اور جب کہا جاتا ہے کہ اللہ کا وعدہ سچا ہے اور قیامت میں شک نہیں تم نے کہا ہم نہیں جانتے قیامت کیا ہے ہم قیامت کو محض خیالی گمان کرتے ہیں اور ہم اس پر یقین نہیں رکھنے والے اور ظاہر ہو جائینگے ان کو ان کے بُرے اعمال اور گھیر لیگی ان کو وہ چیز جس کے ساتھ وہ مخول کرتے ہیں۔ (یعنی قیامت)۔

اس آیۃ کریمہ سے خداوند کریم نے ثابت کر دیا کہ کفار قیامت کو محض خیالی گمان کرتے تھے ان کو قیامت پر یقین نہ تھا اور اس آیۃ میں وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ نے واضح کر دیا کہ کفار کا قیامت کے متعلق نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو سوال کرنا یہ محض استہزاء تھا کہ حقیقۃً اور نہ اس واسطے کہ انہوں نے دریافت کر کے ایمان

ہی لانا تھا اور اگر تمہارے خیال کو ہی فریادیہ کے واسطے درست سمجھا جاوے تو یہ اس امر کی دلیل ہوگی کہ تمہارا سوال بھی قیامت کے متعلق نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو استہزاء ہے جیسا کہ تم کرتے ہو ایسا ہی اس وقت بھی یہی جھگڑا کفار کا اور یہی سوال نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر کیا کرتے تھے کہ اگر بطور علیمی خبر رکھنے کے مدعی ہو تو قیامت کی تاریخ بتاؤ اور تم بھی مسلمانوں پر یہی اعتراض کرتے ہو کہ اگر نبی صلے اللہ علیہ وسلم علم قیامت کی خبر رکھتے ہیں تو ان کے متعلق کوئی آیت یا حدیث ان کو قیامت کے علم ہونے کی پیش کرو تو کہنا پڑیگا۔ تَأْتِيَهُمْ بَغْتَةً قُلُوبُهُمْ تمہارے متعلق ہی ہے۔ جو قیامت کے مخبر صادق کو بے خبر سمجھے وہ خود بے خبر ہے آپ کے نافرمانوں کے لئے ہی قیام قیامت اور آپ کو ہی اس کا علم نہ ہو کیونکہ تمہارے علم نابینہ کی نری گوہر افشانی ہے ورنہ قرآن وحدیث میں آپ کو ہرشیٔ کے علوم غیبیہ کلیہ ہونے کے دلائل واضح موجود ہیں۔

اور سنیئے۔

جاثیہ ۲۵/۱ وَقَالُوا مَا هِيَ إِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا نَمُوتُ وَنَحْيَا وَمَا يُهْلِكُنَا إِلَّا الدَّهْرُ وَمَا لَهُم بِذَٰلِكَ مِنْ عِلْمٍ إِنْ هُمْ إِلَّا يَظُنُّونَ اور انہوں نے کہا قیامت کوئی شئی نہیں سوا ہماری دنیاوی زندگی کے ہم مر رہے ہیں اور پیدا ہو رہے ہیں زمانے کے سوا ہم کو کوئی مارتا اور نہیں ان کو اس کی کوئی خبر محض ان کا گمان ہے۔

اس آیۂ کریمہ سے دو امور قابل غور ہیں (۱) کفار کا قیامت سے انکار کرنا (۲) اور مومنین کو قیامت سے بے علم سمجھنا۔

جب کفار نے بھی مومنین انبیاء کرام اور اولیاء کرام کو قیامت سے بے خبر و بے علم سمجھا اور تم نے بھی ایسے ہی ان کے متعلق یہی عقیدہ رکھا تو تمہارے اور ان کے مابین اتحاد ذاتی ثابت ہو گیا یہ علیحدہ بات ہے کہ اولیاء کرام و انبیاء علیہم السلام بحکم الٰہی اس کے

اظہار کو صیغہ راز میں رکھیں۔ کیونکہ مامور من اللہ ہوتے ہیں۔ بغیر اس کی رضا کے کسی راز کو افشا نہیں کر سکتے باقی رہا علم قیامت کو خداوند کے سپرد کرنا تو چونکہ ان کو بھی اسی کی طرف سے اس کا حصول ہوتا ہے۔ اور اسی کی طرف سے ممانعت اظہار ہے تو وہ اس کے علم کو بھی اِلَیْہِ یُرَدُّ عِلْمُ السَّاعَۃِ کے فرمان سے خداوند کے سپرد کر چھوڑتے ہیں۔

وہابی بھائی علم قیامت محض خاصہ خدا ہے اس واسطے سوائے خدا کے کسی مخلوق کو قیامت کا علم نہ ہوا۔ ورنہ ہو سکتا ہے تمہاری اس ہیرا پھیری سے میں سوائے خدا کے کسی کے واسطے علم قیامت ہونا تسلیم نہیں کر سکتا۔ واللّٰہ اَعْلَمُ بالصواب۔

"محمد عمر" فقیر نے تمہارے سامنے ایسی آیت پیش کر دی جس سے یہ ثابت ہوا کہ مومنین انبیاء کرام و اولیاء عظام کو کفار قیامت سے بے علم تصور کرتے تھے باقی رہا تمہارا کہنا کہ سوائے خدا کے اور کسی کو قیامت کا علم ہے ہی نہیں۔ یہ خاصہ خدا ہے یہ قطعاً غلط اور تمہارا محض خیال ہے اعتقاد وہابیت کی بنا پر ہے ورنہ فقیر ثابت کرتا ہے کہ علم قیامت سوائے خداوند کے مخلوق خدا کو بھی حاصل ہے۔ جیسا کہ قرآن کریم و احادیث صحیحہ سے مروی ہے۔ علم قیامت کے تین پہلو ہیں ایک قیامت کی ہیئت کذائیہ حوادث کو متلزم ہوتی ہے اور دوسرا اس کا وقوع اور تیسرا وقت وقوع خداوند کریم نے پہلی بات یعنی قیامت کی ہیئت کذائیہ قرآن کریم میں مذکور فرما دی حالانکہ عِنْدَہٗ عِلْمُ السَّاعَۃِ میں مطلق علم ہے ہیئت کذائیہ ہو یا وقوع یا وقت وقوع لیکن بالترتیب رب العزۃ جل وعلا نے ہر ایک کا ذکر قرآن کریم میں بیان فرمایا کیونکہ قرآن کریم تفصیل کل شئی ہے جس میں قیامت بھی شامل ہے تم قرآن کریم کے اس دعویٰ پر ایمان لاؤ یا نہ بہر حال قرآن کریم ہر شئی کے علم کو محیط ہے کیونکہ کلام خداوندی ہے اور دعویٰ بھی خداوندی ہے۔

۳۵-یوسف ۱۳/۱۲ ۱ } وَتَفْصِيلَ كُلِّ شَيْءٍ وَهُدًى وَرَحْمَةً لِقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ - قرآن ہر شئی کی تفصیل ہے اور ہر شئی کی رہبر ہے اور یہ ایمان واروں کے واسطے رحمت ہے۔

قرآن کریم مدعی اس امر کا ہے کہ اس میں ہر شئی کی تفصیل موجود ہے علم قیامت ہو یا وقوع لیکن ایمانداروں کو اس سے ہدایت حاصل ہوتی ہے۔

قیامت کا وقوع اور ہیئت کذائیہ از روئے قرآن

۳۶-مرسلات ۳۰ ۲ } اِنَّمَا تُوْعَدُوْنَ لَوَاقِعٌ فَاِذَا النُّجُوْمُ طُمِسَتْ وَاِذَا السَّمَآءُ فُرِجَتْ وَاِذَا الْجِبَالُ نُسِفَتْ وَاِذَا الرُّسُلُ اُقِّتَتْ بے شک جو تم وعدہ کئے گئے ہو (قیامت کا) ضرور واقع ہونے والا ہے تو اس وقت تمام ستارے بے نور ہو جائینگے اور اس وقت آسمان پھٹ جائیگا - اور اس وقت پہاڑ اڑائے جائیں گے اور اس وقت تمام پیغمبر جمع کئے جاویں گے۔

ثابت ہوا (۱) کہ قیامت کا وقوع حتمی ہے (۲) تمام سیارگان سورج وچاند بے نور ہو جائینگے - لیکن رسل کا نور رسالت بدستور موج زن ہوگا آسمانوں اور پہاڑوں کی اصلیت مفقود ہوگی اور میدان صاف ہوگا - لیکن رسل بحیثیت رسل ہی موجود ہونگے - یہ ہے ذکر ہیئت کذائیہ قیامت کی۔

۳۷-تکویر ۳ ۳ } اِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ وَاِذَا النُّجُوْمُ انْكَدَرَتْ وَاِذَا الْجِبَالُ سُيِّرَتْ وَاِذَا الْعِشَارُ عُطِّلَتْ وَاِذَا الْوُحُوْشُ حُشِرَتْ وَاِذَا الْبِحَارُ سُجِّرَتْ وَاِذَا النُّفُوْسُ زُوِّجَتْ وَاِذَا الْمَوْءٗدَةُ سُئِلَتْ بِاَيِّ ذَنْۢبٍ قُتِلَتْ وَاِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتْ وَاِذَا السَّمَآءُ كُشِطَتْ وَاِذَا الْجَحِيْمُ سُعِّرَتْ وَاِذَا الْجَنَّةُ اُزْلِفَتْ

عَلِمَتْ نَفْسٌ مَّا اَحْضَرَتْ جب سورج گندھلا ہوگا اور اس وقت ستارے گر کر بے نور ہوجائینگے اور اس وقت پہاڑ بکھیرے جاویں گے اور اس وقت دس ماہی اونٹنیاں آوارہ پھریں گی اور اس وقت وحشی جانور سہمے ہوئے اکٹھے ہوں گے اور اس وقت دریا بھڑکائے جاوینگے اور اس وقت تمام جانیں ملائی جاوینگی۔ اور اس وقت زندہ درگور کی ہوئی لڑکی سوال کی جائیگی کہ کونسے جرم میں قتل کی گئی اور جب تمام اعمال نامے کھولے جاوینگے اور جب آسمان اُدھیڑ دیا جاویگا۔ اور جب دوزخ بھڑکائی جاویگی اور جب جنت نزدیک کی جاویگی (مومنین کے لئے) معلوم کریگا ہر نفس اپنے ماحضر کو۔

کیوں جناب یہ ہے قیامت کی ہیئت کہ ایۂ جس نے فیصلہ کردیا کہ جب سورج چاند سیارے بے نور ہوگئے ان کی گردش بند ہوگئی تو وقت کا تعین کیسے ہوگا جس کا سوال کرتے ہو اندازہ ضرور ہوگا لیکن وقت یہ وقت ہی نہ رہیگا تو تعین وقت کا سوال فضول اور سفیہ (۳۷) اَلْقَارِعَةُ مَا الْقَارِعَةُ وَمَا اَدْرٰىكَ مَا الْقَارِعَةُ يَوْمَ يَكُوْنُ النَّاسُ كَالْفَرَاشِ الْمَبْثُوْثِ وَتَكُوْنُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ الْمَنْفُوْشِ دہلانے والی کیا ہے دہلانے والی اور آپ کیا جانتے ہیں۔ کیا ہے دہلانے والی جس دن لوگ پتنگوں کی طرح بچھے ہونگے اور پہاڑ دھنی ہوئی اون کی طرح ہونگے۔

۳۸/۴ اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ زِلْزَالَهَا وَاَخْرَجَتِ الْاَرْضُ اَثْقَالَهَا اور جب زمین ہلائی جاویگی مثل اس کے بھونچال کی اور زمین اپنے تمام بوجھوں کو نکالدیگی۔

۳۹/۵ اِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ وَاَذِنَتْ لِرَبِّهَا وَحُقَّتْ وَاِذَا الْاَرْضُ مُدَّتْ وَاَلْقَتْ مَا فِيْهَا وَتَخَلَّتْ وَاَذِنَتْ لِرَبِّهَا وَحُقَّتْ

جب آسمان پھٹ جاویگا اور اپنے رب کے واسطے کان دھریگا اور لائق بھی ہے اور جب
زمین بچھائی جاویگی اور پھینک دیگی زمین جو اس میں ہوگا اور خالی ہو جاویگی اور اپنے رب
کے واسطے کان دھریگی اور لائق بھی اسے یہی ہے ۔ (۶) وَاِنَّ السَّاعَةَ آتِيَةٌ لَّا
رَيْبَ فِيْهَا اور بے شک قیامت آنے والی ہے اس میں شک نہیں ۔ وقوع قیامت
کو ثابت کر رہی ہے ۔ ایسی ہزاروں آیتیں قرآن کریم کی قیامت کے ہیئت کذائیہ کی مبین
ہیں ۔ جیسا کہ ان چند آیات سے وقوع قیامت اور ہیئت کذائیہ قیامت واضح ہے اور یہ
عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ کے قانون سے عِنْدَهٗ کی تصدیق کر رہی ہیں کہ اس کے پاس
ہی علم قیامت ہے تب ہی اسکی طرف سے یہ تمام غیوبات قیامت ظاہر ہو رہے ہیں
تو رب العزة کا علم قیامت کی تفصیل کو واضح کرنا عِنْدَهٗ کی دلیل ہے ورنہ کفار ضروری تعین
کر رکھتے کہ قیامت ویسے ہی خیالی امر ہے جیسا کہ انہوں نے سمجھا تو اللہ تعالے نے ان حقائق
قیامت کو ظاہر فرمایا کہ دعوے با دلیل ثابت ہو جاوے کوئی ایمان لائے یا نہ

(از روئے قرآن کریم مخلوق کو علم قیام قیامت ہے)

۴۰/۶ قمر ۲۷/۳ } وَكُلُّ صَغِيْرٍ وَّكَبِيْرٍ مُّسْتَطَرٌ ۔ اور ہر چھوٹی بڑی
چیز لکھی ہوئی ہے ۔

۴۱/۷ یٰس ۲۲/۱ } وَكُلَّ شَيْءٍ اَحْصَيْنٰهُ فِيْٓ اِمَامٍ مُّبِيْنٍ
اور ہر شے کو ہم نے امام مبین میں محفوظ رکھا ہے ۔

ان آیات سے ثابت ہوا کہ لوح محفوظ میں ہر شے درج ہے اور قیامت بھی كُلَّ
شَيْءٍ میں داخل ہے لہٰذا اس کا وقوع اور قیام اس کی ہر شے لوح محفوظ میں مذکور ثابت
ہوئی ۔

۴۲/۸ اَلَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ خداوہ ذات ہے جس نے قلم کو سکھایا اس اعتبار سے
تو لوح محفوظ میں لکھنے والی قلم کو بھی قیامت کے ہر ذرے ذرے کا علم

ثابت ہوا۔

۴۳/۹ تَفۡصِيۡلَ كُلِّ شَىۡءٍ قرآن مجید میں ہے لہٰذا قرآن کریم میں بھی علم قیامت موجود اور بفرمان اِنَّكَ لَتُلَقَّى الۡقُرۡاٰنَ کے قرآن کا علم نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو ہوا لہٰذا علم قیامت بھی نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو ثابت ہوا

۴۴/۱۰ وَنُفِخَ فِى الصُّوۡرِ فَاِذَا هُمۡ مِّنَ الۡاَجۡدَاثِ اِلٰى رَبِّهِمۡ يَنۡسِلُوۡنَ اور صور پھونکا جاویگا تو اس وقت لوگ اپنی قبروں سے اپنے رب کی طرف نکل بھاگیں گے۔

فرشتے اسرافیل علیہ السلام کے واسطے علم قیامت ثابت ہوا۔

۴۵/۱۱ آدم علیہ السلام کو قیامت کا علم دیکر زمین پر اتارا گیا وَلَكُمۡ فِى الۡاَرۡضِ مُسۡتَقَرٌّ وَّمَتَاعٌ اِلٰى حِيۡنٍ اور تمہارے لئے زمین میں آرام کی جگہ ہے اور نفع ہے ایک وقت تک حین قیامت ہے یعنی قیامت کا جب تک قیام نہ ہوگا تمہارا قیام پذیر ہوگا۔

۴۶/۱۲ - اعراف ۹/۲۳ } قُلۡ اِنَّمَا عِلۡمُهَا عِنۡدَ اللّٰهِ وَلٰكِنَّ اَكۡثَرَ النَّاسِ لَا يَعۡلَمُوۡنَ فرما دیجئے یارسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور کوئی بات نہیں قیامت کا علم اللہ کے پاس ہے اور بہت لوگ (قیامت سے) بے علم ہیں۔

اس آیۃ کریمہ سے ثابت ہوا کہ بہت لوگ قیامت کے علم سے بے خبر ہیں اللہ تعالےٰ نے تمام کی نفی نہیں فرمائی اکثریت کی نفی فرمائی تو اکثریت ہے کفار کی اور اقلیت ہے مومنین کی معلوم ہوا کہ انبیاء علیہم السلام اور اولیاء اللہ قیامت کا علم رکھتے ہیں کیونکہ کل کی نفی ایت کریمہ سے نہیں ہوئی

۴۷/۱۳ - جن ۲۹/۲ - قُلۡ اِنۡ اَدۡرِىۡۤ اَقَرِيۡبٌ مَّا تُوۡعَدُوۡنَ اَمۡ

يَجْعَلُ لَهُ رَبِّيْ اَمَدًا عَالِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖ اَحَدًا اِلَّا مَنِ
ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ فرما دیجئے یارسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم میں نہیں جانتا کیا قریب
ہے جو تم وعدہ دیئے گئے ہو یا۔ میرے رب نے اس کو لمبا کیا ہے ۔ وہ
عالم الغیب ہے وہ اپنے غیب (قیامت) پر کسی کو مطلع نہیں کرتا مگر جس کو رسولوں سے
پسند فرماوے۔

نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی زبانی اللہ تعالےٰ نے قیامت کے جھگڑے میں دخیل
نہ ہونے کی ترغیب دلاکر قُلْ اِنْ اَدْرِيْ اَقَرِيْبٌ مَّا تُوْعَدُوْنَ اَمْ يَجْعَلُ لَهٗ
رَبِّيْ اَمَدًا سے کفار کو ٹالا لیکن پھر اس خصوصی غیب علم قیامت کو اپنے رسل کے خواص
پر مطلع ہونے کا اظہار بھی فرمادیا تاکہ کفار یہ نہ سمجھیں کہ نبی خود بھی بے خبر ہے ہمیں ویسے
ہی اسکی خبریں سنا سنا کر ڈراتا ہے۔ اس لئے خصوصی خبر قیامت علٰی غَیْبِہٖ کے واسطے
رسل کے خاص مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم پر مطلع ہونے کی خبر اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ
رَّسُوْلٍ سے ظاہر فرمادی اب وہابی اگر نہ ایمان لائے تو اس کے علم وعقل کا قصور ہے
خداوند نے اپنے محبوب صلے اللہ علیہ وسلم کے علم میں کسر نہیں رکھی علم قیامت کا
ہی ما قبل ذکر اور اسی خصوصی علم قیامت کی اطلاع انبیاء علیہم سے خواص کو مخصوص فرمادیا
تو اسکی بے نیازی کی دلیل منعمہ ہے جس کے تم منکر ہو رہے ہو۔

معارج ٢٩/١ ٢٨/١٤ } اِنَّهُمْ يَرَوْنَهٗ بَعِيْدًا وَّنَرٰىهُ قَرِيْبًا
بے شک کفار قیامت کو دور دیکھتے ہیں اور ہم (یعنی
انبیاء اولیاء) قیامت کو قریب دیکھتے ہیں۔

تفسیر ابن کثیر ٤/٤٢٠ } (وَنَرٰىهُ قَرِيْبًا) ای المومنون
یعنی مومنین اس کو قریب دیکھتے ہیں۔

اس آیۃ کریمہ سے ثابت ہوا کہ مومنین یعنی انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام قیامت

کو قریب دیکھ رہے ہیں اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق آگے حدیثیں انشاء اللہ بیان کی جاوینگی جو ایمانداروں کے واسطے مقام مسرت ہے

۴۹/۱۵ - روم ۲۱/۹ { وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ يُقْسِمُ الْمُجْرِمُوْنَ مَا لَبِثُوْا غَيْرَ سَاعَةٍ كَذٰلِكَ كَانُوْا يُؤْفَكُوْنَ وَقَالَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ وَالْاِيْمَانَ لَقَدْ لَبِثْتُمْ فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ اِلٰى يَوْمِ الْبَعْثِ فَهٰذَا يَوْمُ الْبَعْثِ وَلٰكِنَّكُمْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ

اور جس دن قیامت قائم ہوگی مجرم لوگ قسم کھائینگے (کہ دنیا میں) ایک ساعۃ کے سوا وہ نہیں ٹھہرے اسی طرح (دنیا میں بھی یہ لوگ بہتان باندھا کرتے تھے اور کہینگے وہ لوگ جو (قیامت کا) علم اور ایمان دیے گئے تحقیق رہائش کی تم نے اللہ کی کتاب میں قیامت تک پس یہ ہے دن قیامت کا اور لیکن تم نہیں جانتے تھے۔

(۱) مجرموں کا آخرت میں دنیا کو صرف ایک ساعۃ سمجھنا اور آگے رب العزت نے فرمایا کہ مجرموں کو کون جواب دینگے۔ وَقَالَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ وَالْاِيْمَانَ اور کہینگے جن کو علم اور ایمان دیا گیا اب غور طلب امر یہ ہے۔ ایمان اور علم کس چیز کا مراد ہے تو اس مقام قیامت میں وہی کلام کرنے کا حقدار ہو گا۔ جن کو اس کا علم ہو اور اس پر ایمان بھی رکھتا ہو دوسرا شخص کلام کرنے کی طاقت ہی نہیں رکھتا مثلاً ہائیکورٹ کا پلیڈر ہی ہائیکورٹ میں وکالت کرنے کا حقدار ہے دوسرا پلیڈری نہیں کر سکتا ولایت میں وکالت وہی کر سکتا ہے۔ جو ولایت پاس ہو اور وہاں کا سند یافتہ ہو ایسے ہی رب العزت نے فرمایا کہ وہاں ویسے ہی مجرموں کو کوئی شخص جواب نہ دے سکے گا بلکہ میری طرف سے مجرموں کو وہی جواب دے گا جو قیامت کا علم رکھتا ہو اور اس پر ایمان بھی رکھتا ہو کیونکہ خداوند کریم تو مجرموں سے قیامت کے دن کلام نہ فرماوینگے جیسا کہ وَلَا يَنْظُرُ اِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ اللہ تعالےٰ مجرموں یعنی کفار کی طرف نہ نگاہ کرم فرماوینگے۔

اور نہ اُن سے ہمکلام ہونگے تو خداوند کی طرف سے کفار کو مومنین جواب دینگے جو دو طاقتوں کے مالک ہونگے ایک تو وہ جو قیامت کا علم اور ایمان رکھتے ہونگے اور دوسری طاقت علمی جو ان کے جواب کو متلزم ہے وہ جواب دینگے لَقَدْ لَبِثْتُمْ فِي كِتَابِ اللّٰهِ اِلٰى يَوْمِ الْبَعْثِ البتہ تحقیق رہائش کی تم نے بطابق لوح محفوظ کی تحریر کے دنیا میں قیامت تک مومنین کا یہ جواب تب درست ہوسکتا ہے جب مومنین کو لوح محفوظ کا علم ہو کیونکہ تعزیرات ہند کا استعمال قانون وہی کرسکتا ہے۔ جو تعزیرات ہند کا عالم ہو قرآن وحدیث کے روسے فتویٰ وہی صادر کرسکتا ہے اور لکھ سکتا ہے کہ میں از روئے قرآن وحدیث کے فلاں اصول کے ماتحت اس کا فیصلہ لکھتا ہوں۔ جو قرآن وحدیث کا عالم ہوگا۔ تو مومنین کا کفار کو یہ جواب دینا لَقَدْ لَبِثْتُمْ فِي كِتَابِ اللّٰهِ اِلٰى يَوْمِ الْبَعْثِ کہ تم بطابق تحریر لوح محفوظ قیامت تک دنیا میں ٹھہرے رہے ہو جو لوح محفوظ کا عالم ہوگا تو مومنین انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام کی دوسری طاقت علمی لوح محفوظ کی بھی ان کے لئے ثابت ہوگئی پھر اللہ تعالےٰ نے مومنین کے علم وایمان کی تفصیل کو بھی واضح فرمادیا کہ وہ ایماندار اور اہل علم قیامت کو کہینگے فَهٰذَا يَوْمُ الْبَعْثِ تو یہ ہے قیامت کا دن ولیکن اے قوم کفار تم نہیں جانتے تھے (ہم جانتے تھے) تو یہ دعویٰ پہچان اسی کو ہوسکتا ہے جس کو علم ہو بغیر علم کے مدعی جھوٹا سمجھا جاتا ہے تو اس آیت کریمہ سے بھی واضح ہوگیا کہ انبیاء علیہم السلام اور اولیاء عظام کو علم قیامت اور لوح محفوظ جس میں تمام مخلوق کا ذرہ ذرہ مسطور ہے کا علم رکھتے ہیں جو مومنین کو بطابق اس آیۃ مذکورہ بالا کے اب بھی یقین ہے اور منکرین کو ان کی ان علمی طاقت کا علم قیامت کو جھگڑے سے ظاہر ہوگا پھر پچھتائینگے اور دست افسوس ملیں گے لیکن پھر افسوس کام نہ آئے گا۔

اور پھر تمہیں خیال نہیں آتا کہ کفار کیا کہینگے کہ وہابی ایسے شخص کو اپنا مذہبی قیامت

مانتے ہیں جو خود قیامت سے بے خبر ہے لیکن اس کا نذیر بننے کا مدعی ہے۔ افسوس ہے تمہاری دانست پر جو تم غیروں کو اپنے نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر معترض ہونے کا موقعہ دے رہے ہو۔

یہ ہیں قرآنی دلائل جن سے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے واسطے علم قیامت ہونے کا ثبوت مل رہا ہے۔

ہمارا کام کہ دینا ہے یارو تم آگے چاہے مانو یا نہ مانو

وہابی "قرآن کریم میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا اُخْفِیَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْیُنٍ جَزَاءً بِمَا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ پس کوئی نفس نہیں جانتا جو چھپا رکھا ہے ان کے واسطے ٹھنڈک ہے آنکھوں کی بدلہ اس کا جو کرتے تھے اس آیۃ سے معلوم ہوا کہ اللہ نے اپنے نیک بندوں کے لیے ان کے اعمال صالحہ کے بدلے میں جو نعمتیں ہم نے چھپائے رکھی ہیں جن کے دیکھنے سے ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہوجائینگی ان مخفی نعمتوں کا کسی نفس کو علم نہیں چونکہ یہ نعمتیں جمیع ماکان ومایکون میں سے ہیں اور ثابت ہو رہا ہے کہ بعض اشیا جیسا کہ یہ مذکورہ بالا ہیں۔ بجز اللہ کے ان کا علم کسی کو نہیں اور حدیث شریف میں بھی مذکور ہے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ نے اپنے نیک بندوں کے لیے ایسی اشیاء تیار کی ہیں جو مَا لَا عَیْنٌ رَأَتْ وَلَا اُذُنٌ سَمِعَتْ وَلَا خَطَرَ عَلٰی قَلْبِ بَشَرٍ اس سے ثابت ہوتا ہے ان کا علم سوائے خدا کے کسی کو نہیں جو نہ کسی آنکھ نے دیکھا نہ کسی کان نے سنا نہ کسی دل پر اس کی بات کھلی۔

محمد عمر "یہ قانون خداوندی عام صحیح ہے لیکن خواص کے لئے وَلٰکِنَّ اللّٰهَ یُزَکِّیْ مَنْ یَّشَاءُ قانون بھی خاص ممتاز ہے۔ اللہ تعالےٰ ہر قانون میں اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سے صلحاء کو ممتاز فرما دے لیکن تمہارا علم خواص کو آیات خاصہ سمجھنے سے قاصر رکھتا ہے یہ وطیرہ کفار کا تھا کیا نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی امتیازی شان اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ کو پس پشت ڈال کر اور اس

اٰیۃ کریمہ سے آنکھیں بند کر کے صرف فَلَا تَعۡلَمُ نَفۡسٌ کے قانون کو ہی عام سمجھو گے؟
حالانکہ مومنین کے واسطے امتیازی قانون موجود ہے تمام مومنین کی حالت یکساں نہیں اور ایک
حکم نہیں جو وَاُولُوا الۡاَرۡحَامِ بَعۡضُهُمۡ اَوۡلٰى بِبَعۡضٍ فِىۡ كِتٰبِ اللّٰهِ سے
واضح ہے اور اولوا الابصار سے مخفی نہیں کیا مُنۡذِر اور مُنۡذَر کا حکم یکساں ہوتا
ہے؟ کچھ تو سوچو کیا مطیع اور مطاع کے علم کو مساوی سمجھتے ہو؟ یاد ہے کہ مَا نَرٰى لَكُمۡ
عَلَيۡنَا مِنۡ فَضۡلٍ مقولہ کس کا ہے اور تم کس جماعت میں شامل ہو رہے ہو اَفَتُؤۡمِنُوۡنَ
بِبَعۡضِ الۡكِتٰبِ وَتَكۡفُرُوۡنَ بِبَعۡضٍ شیوہ مومن کو موزوں نہیں۔

۵۰/۱۶ جواب (۲) بخاری شریف ۱/۱۶۱ مسلم شریف ۲۹۹

{قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم لَقَدۡ رَأَيۡتُ
فِىۡ مَقَامِىۡ هٰذَا كُلَّ شَيۡئٍ وُعِدۡتُّهٗ حَتّٰى لَقَدۡ رَأَيۡتُنِىۡ اُرِيۡدُ اَنۡ اٰخُذَ
قِطۡفًا مِّنَ الۡجَنَّةِ حِيۡنَ رَأَيۡتُمُوۡنِىۡ جَعَلۡتُ اَتَقَدَّمُ وَلَقَدۡ رَأَيۡتُ جَهَنَّمَ
يَحۡطِمُ بَعۡضُهَا بَعۡضًا حِيۡنَ رَأَيۡتُمُوۡنِىۡ تَاَخَّرۡتُ وَرَأَيۡتُ فِيۡهَا عَمۡرَو بۡنَ لُحَيٍّ
ضرور میں نے ہر شی کو دیکھا جس کا میں وعدہ کیا گیا ہوں اس مقام پر یعنی یہاں بیٹھے ہی بغیر کہیں
جانے کے، حتیٰ کہ میں نے ہر شی کو اچھی طرح ملاحظہ فرمایا میں نے ارادہ کیا کہ جنت سے
ایک خوشہ لے لوں جب تم نے مجھے آگے بڑھتے دیکھا اور میں نے جہنم کو دیکھا کہ بعض بعض
کو توڑ رہا ہے جب تم نے مجھے پیچھے ہٹتے دیکھا اور میں نے دوزخ میں عمر بن لحی کو بھی دیکھا

کیوں جناب وہابی صاحب مَاۤ اُخۡفِىَ لَهُمۡ مِّنۡ قُرَّةِ اَعۡيُنٍ کا نبی صلے اللہ علیہ
وسلم نے ملاحظہ فرمایا یا نہ؟

اور مَا لَا عَيۡنٌ رَأَتۡ وَلَا اُذُنٌ سَمِعَتۡ وَلَا خَطَرَ عَلٰى قَلۡبِ بَشَرٍ
دوزخ کے معاملات و عذابات کا بھی ملاحظہ فرمایا یہ تو ہے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا مقام
اس سے نیچے کی بات عرض کر دوں ملاحظہ ہو۔

۵۱/۱۷ مسلم شریف ۲/۲۹۲ { عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قَالَ اُرِيْتُ الْجَنَّةَ فَرَأَيْتُ الْجَنَّةَ فَرَأَيْتُ امْرَأَةَ اَبِیْ طَلْحَةَ ثُمَّ سَمِعْتُ خَشْخَشَةً اَمَامِیْ فَاِذَا بِلَالٌ"۔ جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں جنت دکھایا گیا تو میں نے جنت کو دیکھا پھر میں تے اس میں ابوطلحہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی عورت کو دیکھا پھر میں نے اپنے آگے جوتوں کی آہٹ سنی تو اچانک حضرت بلال تھے۔

کیوں جناب ؛ فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا اُخْفِیَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْيُنٍ کو تمہارے دماغ نے زیادہ سمجھا یا صحابہ کرام نے جو اس اخفا میں مع جوتوں کے پہنچ رہے ہیں

اب ذرا اس کے مقابلہ میں آقا کی شان ملاحظہ ہو جس کی تشریح مولائے ذوالجلال خود ممتاز فرماتے ہیں کہ وَهُوَ بِالْاُفُقِ الْاَعْلٰى ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰى فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى۔

پھر آگے ارشاد الٰہی موجود ہے۔ اَفَتُمٰرُوْنَهٗ عَلٰى مَا يَرٰى وَلَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً اُخْرٰى عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰى عِنْدَهَا جَنَّةُ الْمَاْوٰى اب تو قرآن کریم سے نبی صلے اللہ کا علو شان وعلم اور مَا اُخْفِیَ لَهُمْ قُرَّةَ اَعْيُنٍ تک پہنچایا نہ بالا ذکر تمہارا اگر ایمان ہے تو خود سوچ لو اور ایمان لے آو عاقل را اشارہ کافی است۔

وہابی "نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے جو معراج والی رات جنت و دوزخ وتمام انعامات موعودہ ملاحظہ فرمائے یہ اخروی انعامات کے علاوہ ہیں۔ جو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی حدیث مِنْ بَلْدَ مَا اَطْلَعْتُمْ عَلَيْهِ سے صاف واضح ہے کہ یہ نعمتیں ان کے ماسوا ہیں۔

"محمد عمر" سبحان اللہ تمہاری قرآن دانی پر بھی گدھ رو رہے ہیں اور تمہاری حدیث دانی کو کوا آسرا رہا ہے۔

جناب بھولے میاں فرمان مِنْ بَلْهَ مَا اَطْلَعْتُمْ عَلَيْهِ یہ شرح فرمان الٰہی وَاُتُوْابِهٖ مُتَشَابِهًا کی ہے کہ جن انعامات پر تم اطلاع پا چکے ہو اور اس سے مراد دنیاوی انعامات ہیں اور جو فروٹ جنت میں ملیں گے وہ ہونگے انہی کے متشابہ لیکن ہونگے ان کے علاوہ مثلاً رمان کا نام تو جو دنیا میں ہے اسی نام سے پکارا جائیگا شکل بھی یہی ہوگی لیکن ہونگے لطف میں کچھ اور مَا لَا عَيْنٌ رَأَتْ لیکن نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی نظر پاک ان سے وہ نہیں جیسا کہ رَأَيْتُ فِيْ مَقَامِيْ هٰذَا كُلَّ شَيْءٍ وُعِدْتُمْ يَاوُعِدْتُمْ نے تمہارے سوال کی بنیاد اکھاڑ کر رکھ دی جو اہل بصیرت سے مخفی نہیں کہ جو تم وعدہ کیے گئے ہو کل شی میں نے یہاں ہی دیکھ لی وُعِدْتُمْ اور وُعِدْتُهٗ سے ذرا اخروی انعام نکال کر تو دکھاؤ کہ دیو بندی علم فرمان عمومی مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم سے کیسے نکالتا ہے یہاں تو بھائی تمام علوم آکر جھک جاتے ہیں اور جھکنا پڑتا ہے تمہارا ہی علم دیو بندی ہے جو مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم کے علم کو نقائص کی صفت سے متصف کر سکے ہمارے مسلمانوں کلمہ پڑھنے والوں کی تو جرءت و جسارت اس پایہ تک نہیں پہنچ سکتی۔

اور دوسرا جواب بَلْهَ اصل میں دَعْ کے معنی کے لئے بنایا گیا ہے کم ازکم شرح مائۃ عامل ہی پڑھے ہوتے تو معلوم ہوتا بَلْهَ فَاِنَّهٗ مَوْضُوْعٌ لِدَعْ مِثْلُ بَلْهَ زَيْدًا اے دَعْ زَيْدًا بَلْهَ دع کے معنی کے لئے بنایا گیا ہے مثل بَلْهَ زَيْدًا کی یعنی چھوڑ تو زید کو تو مُتنازعہ فیہا جملہ کے معنی ہونگے کہ جس پر تم کو اطلاع ہے اسی پر چھوڑ دو۔ جب ان انعامات کو دیکھو گے تو تمہیں ان کی شان نظر آئیگی یا جنہوں نے دیکھا ہے جیسا کہ حضرت بلال رضی اللہ تعالٰے عنہ نے تو وہ بھی بیان کرنے کی زبان نہیں

رکھتے سوائے اس کے کہ جتنا قرآن کریم میں مذکور ہے ان کو بھی اسی پر چھوڑنے کا ارشاد ہوا۔

"وہابی" اَلَمْ یَاْتِکُمْ نَبَاُ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ قَوْمِ نُوْحٍ وَّعَادٍ وَّثَمُوْدَ وَالَّذِیْنَ مِنْۢ بَعْدِہِمْ لَا یَعْلَمُہُمْ اِلَّا اللّٰہُ

کیا نہیں آئی تمہارے پاس خبران کی جو پہلے تھے تم سے قوم نوح کی اور عاد اور ثمود اور جو ان سے پیچھے ہوئے ان کی خبر نہیں مگر اللہ کو۔

اس آیۃ میں قوم نوح اور عاد و ثمود کے بعد کی بعض ایسی قوموں کا پتہ دیا گیا ہے جن کے حالات حق تعالےٰ کے سوا کسی کو معلوم نہیں۔

"محمد عمر" نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے علم غیب کے تو تم قائل نہیں لیکن تمہیں اپنے علم غیب جاننے کا دعوےٰ بڑا ہے کیا تمہیں یہ علم غیب ہے کہ اللہ تعالےٰ نے پہلے انبیاء کرام کا علم کسی کو نہیں دیا حالانکہ قرآن کریم کے معانی سمجھنے سے تمہارے دماغ قاصر ہیں۔ بھائی اللہ کے سوا ان کی خبر تو کسی کو نہیں کیونکہ ان کے زمانے کا کوئی شخص موجود نہیں خداوند کریم کی ذات لایزال ہے اس واسطے خداوند اس وقت بھی موجود تھے اب بھی ہیں اور رہینگے بھی اسی واسطے فرمایا کہ اللہ کے سوا قوم نوح وعاد وثمود اور ان کے بعد کی اطلاع کسی کو نہیں اور وہی مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کو خبر رساں ہے چنانچہ اس آیۃ کریمہ میں بھی اپنے علوم غیبیہ کو بیان فرماتے ہوئے علوم غیبیہ مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم بیان فرمایا کہ اَلَمْ یَاْتِکُمْ نَبَاُ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِہِمْ کیا آپ کے پاس پہلے لوگوں کی خبر نہیں آئی قوم نوح وغیرہ کی یعنی آئی ہے اللہ تعالےٰ جل شانہٗ تو اَلَمْ یَاْتِکُمْ سے اپنے محبوب صلے اللہ علیہ وسلم پر جو پہلے انبیاء علیہم السلام غیر موجود ہیں ان کا انعام علم عطا فرما کر فخریہ اپنی عطا کو بیان فرما دیں لیکن وہابی صاحب ایسے سادہ لوح ہیں کہ آیت کریمہ کے ابتدائیہ جملہ کا ذکر ہی نہیں چھیڑا کہ کہیں ایسا نہ ہو مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کا

علم ثابت ہو جائے تو ہمارے عقیدہ میں فرق لازم آجائیگا۔

دوست نے اخیر ایت کریمہ لَا یَعْلَمُهُمْ اِلَّا اللّٰه کو تو جا لیا اور ابتدا جملہ جو شان وعلم مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کو ظاہر کر رہا ہے اَلَمْ یَاْتِکُمْ اس کو چھوڑ گئے تاکہ تمام ماسبق کا علم اگر مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے ثابت ہو گیا تو علم ما کان وما یکون نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو ثابت ہو جاویگا اور عقیدہ وہابیہ کی جڑ کٹ جائیگی یہ کیا خبر کہ اگر وہابی نے ماقبل کو ترک کیا تو کوئی حنفی ماقبل کی طرف بھی توجہ دلا دیگا تو ہمارے پلے کیا رہیگا۔ اور پھر اللہ تعالےٰ نے دوسرے مقام پر اسی کی وضاحت فرمائی:

۵۲/۱۸ طٰہٰ ۱۶/۵ } كَذٰلِكَ نَقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ اَنْبَاءِ مَا قَدْ سَبَقَ۔

اسی طرح بیان کرتے رہتے ہیں ہم آپ پر ان کی خبریں غیبیہ جو آپ سے پہلے گزر چکے ہیں۔ کیوں جناب وہاں تو استفہام سے اقرار کروایا لیکن اس آیۃ کریمہ میں آپ کو پہلے انبیاء علیہم السلام کے متعلق عطا کردہ علوم غیبیہ کی خبریں شائع فرما دی تاکہ کسی کو شک نہ رہ جائے اب بھی اگر تم اپنے ایمان کو قرآن کریم کے مطابق نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر ماسبق کے علوم غیبیہ کے عطا ہونے سے درست نہ کرو تو تُسْئَلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيْمِ میں خود گرفتار ہو گے اور تفاسیر کا شوق رکھتے ہو تو آئندہ انشاء اللہ العزیز تمام تفاسیر کے بیانات آ رہے ہیں۔ ملاحظہ فرمالیں۔ وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ

۵۳۔ نحل ۱۴/۱۱ } وَمَا اَمْرُ السَّاعَةِ اِلَّا كَلَمْحِ الْبَصَرِ اَوْ هُوَ اَقْرَبُ (اور قیامت کا امر کوئی اتنا بڑا نہیں مگر آنکھ جھپکنے کی مثل یا اس سے بھی زیادہ قریب)

اس آیۃ کریمہ سے ثابت ہوا۔ کہ قیامت صرف آنکھ جھپکنے کی مقدار میں ہے یا اس سے بھی قریب یہ مومن کے لئے وقت قلیل ہوگا۔ اور منافق و کافر کے لئے اتنی طوالت

ہوگی۔جس کی مقدار اللہ تعالےٰ نے پچاس ہزار سال فرمائی ہے۔ورنہ اُس کے قیام کا وقت ایک لمحہ سے بھی زیادہ قریب ہوگا۔معلوم ہوا کہ جیسے لمحۂ بصر کو ملاحظہ کرنے والا دیکھ بھی رہا ہے اور اُس کو اُس لمحہ کا علم یقینی بھی ہے۔لیکن اگر اُس کو کہا جائے کہ اُس کی تفصیل اور تعیّنِ وقت بتاؤ کہ کہاں سے کہاں تک لمحہ کی مقدار ہے تو یہ بیان سے باہر ہے تو رائی کومری کی ہیئت کذائیہ کے بیان نہ کرنے سے بے علم نہیں کہا جا سکتا۔ دوسری بات یہ ہے کہ میدان قیامت طلوع و غروب آفتاب و ماہتاب سے خالی ہوگا۔ اور وقت و زمان انہیں کے قیام سے متعین ہو سکتا ہے۔ اگر یہی نہ ہونگے تو تعیّنِ وقت کا سوال کرنا سائل کی کم عقلی کی دلیل ہے۔چنانچہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اُس لمحۂ بصر کی جس دن میں ہوگی آپ نے اُس دن کو واضح فرما دیا۔آگے چونکہ دن دن ہی نہ رہے گا تو اس کی تعیین کیسی۔ہاں البتہ اُس کے علامات اور حالات کو آپ نے بیان فرما دیا۔ اور منکرین کو اتنی سمجھ نہیں کہ صفات ذات سے تعلق رکھتے ہیں۔ اور ذات صفات سے مقدم ہوتی ہے۔جو شخص جس امر کے صفات بیان کر سکتا ہے۔ وہ حتمی طور پر اُس کی ذات کا بھی عالم ہے۔ہاں یہ بات ضروری ہے۔کہ مامور اپنے آمر کے حکم کے بغیر بیان نہیں کر سکتا۔ اور آمر نے اپنے مامور کو اگر اپنے امر کا علم ہی عطا نہیں فرمایا تو آمر آمر نہ رہا اور مامور مامور نہیں نبی صلے اللہ علیہ وسلم چونکہ اللہ تعالےٰ آمر کے مامور ہیں اس واسطے مامور من اللہ ہونے کی بنا پر اللہ کے حکم کے سوا امر کو بیان نہیں کر سکتے۔ہاں البتہ اپنی رویت کا ذکر کر سکتے ہیں۔فرمایا۔

اَدِلَّۃُ الْعُلُوْمِ الْخَمْسَۃِ لِاَھْلِ السُّنَّۃِ مِنَ الْاَحَادِیْثِ الصَّحِیْحَۃِ

۵۴۔نسائی شریف $\frac{1}{296097}$ **مسلم شریف** $\frac{1}{215}$ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلے اللہ علیہ وسلم

تَرَائَیْتُ فِیْ مَقَامِیْ هٰذَا کُلَّ شَیْئٍ وُعِدْتُمُ (نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اس مقام میں ہر چیز کو جس کا تم وعدہ کئے گئے ہو میں نے دیکھ لیا)
جس شخص کا نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات پر اور آپ کے فرمان پر ایمان صحیح ہے وہ تو آپ کے اس فرمان سے آپ کے لئے غیب کُلّی کے علم کا ضرور قائل ہو جائے گا۔ کیونکہ آپ نے فرمایا کہ میں نے اس مقام پر تمہارے ہر معہودہ اشیاء و امور کو دیکھ لیا ہے اس میں قیامت کی ہر چیز اور آپ کے اُمتیوں کا تغیرّ و تبدل بلکہ تمام مخلوق کی حقیقت آپ پر واضح ہو گئی اور علم روح کی وضاحت بھی ہو گئی۔ جس کی ذات مقدسہ و مطہرہ لامکان تک پہنچ سکتی ہے۔ اور جس کی نظر بے انتہا نور محیط کو دیکھ سکتی ہے تو وہ نظر لازمان یعنی قیامت تک بھی پہنچ سکتی ہے۔ میں کہتا ہوں کہ آپ کی ذات مطہرہ بحیثیت رحمۃ للعالمین ہونے کے جیسا کہ ایک لمحہ میں مکان و لامکان کو طے کر سکتی ہے ایسے ہی زمان و لازمان کو بھی طے کر سکتی ہے جیسا کہ مکان، دنیا اور لامکان عالمِ برزخ۔ مکان دُنیا اور لامکان عالمِ امر۔ مکان دُنیا اور لامکان حقیقی ایسے ہی زمان دُنیا اور لازمان عالمِ برزخ۔ زمان دُنیا اور لازمان قیامت۔ تو آپ کے واسطے یہ تمام امور یکساں ہیں۔ جیسا کہ حدیث مذکورہ بالا میں عیاں ہے۔ فرمایا کہ میں نے یہاں بیٹھے ہی تمہارے معہودہ امور کو جس میں قیامت بھی شامل ہے دیکھ لیا۔ جس ذات کی رویئت واحدہ علمِ کُلّی کو محیط ہے تو تمام عمر کی رویئت کے مناظر کا کیا ہی ٹھکانا ہو گا۔ جس تمام عمر کی قسم اللہ تعالےٰ کھاتے ہیں۔ لَعَمْرُکَ اِنَّهُمْ لَفِیْ سَکْرَتِهِمْ یَعْمَهُوْنَ (آپ کی تمام عمر کی قسم یا رسُول اللہ یہ لوگ اندھے ہیں) جو آپ کی کسی وصف کے علم ہو یا کچھ اور قائل نہ ہوں تو اُن کو اللہ تعالےٰ نے اندھوں سے خطاب کیا ہے۔ اندھا اگر بصیر کی رویئت کا انکار کرے تو بصیر کی بصارت میں فرق نہیں آتا۔

۵۵ مسند امام احمد حنبل $\frac{۲}{۲۲۹}$ بخاری شریف $\frac{۲}{۹۶۳}$ الم عن زیاد بن ابی زیاد۔

مولیٰ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنھم قَالَ اِنّی سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللہِ صلی اللہ علیہ وسلم یَقُوْلُ بُعِثْتُ اَنَا وَالسَّاعَۃُ کَھَاتَیْنِ وَمَدَّ اِصْبَعَہُ السَّبَّابَۃَ وَالْوُسْطٰی (ابن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنھما کے غلام زیاد بن ابی زیاد سے روایت ہے۔ فرمایا کہ میں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔ آپ فرماتے تھے کہ میں بھیجا گیا ہوں میرے اور قیامت کے درمیان کا واسطہ ان دو انگلیوں کی طرح ہے۔ اور آپ نے انگوٹھے والی انگلی اور درمیان کی بڑی انگلی دونوں کو باہر نکالا اور لمبا کیا)

نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا سبابہ اور وسطیٰ کو لمبا کرنا یہ اِس بات کی دلیل ہے۔ کہ جیسے وسطیٰ کو سبابہ سے کوئی چیز حاجز نہیں ایسے ہی میرے اور قیامت کے درمیان کوئی تیسری چیز حائل نہیں۔ کیا آپ کے اس فرمان سے کسی مومن کو انکار ہو سکتا ہے۔ کہ آپ نے سبابہ اور وسطیٰ کو اکٹھا لمبا کر کے فرمایا تاکہ یہ بھی ثابت ہو جائے جیسے کہ ان دونوں انگلیوں کا تعلق مرکزی ایک ہاتھ ہی ہے ایسے ہی میرا قیامت کے ساتھ تعلق ہے۔ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی ذات اور قیامت کے تعلق کو واحد ہی فرمایا۔ اب آپ کے اور قیامت کے درمیان انفصال کرنے والا اور آپ کو قیامت سے بے خبر کہنے والا صادق ہو سکتا ہے؟ اگر کوئی کہے کہ اللہ تعالےٰ کا فرمان عِنْدَہٗ عِلْمُ السَّاعَۃِ ہے اوّل تو اِس میں اُس نے کسی کو عطا کرنے کی نفی نہیں فرمائی۔ اور دوسری بات یہ ہے۔ کہ اگر عِنْدَہٗ عِلْمُ السَّاعَۃِ فرمان الٰہی ہے تو اَبِیْتُ عِنْدَ رَبِّیْ فرمانِ مصطفائی بھی ہے۔ اِسی بنا پر آپ نے اپنے سبابہ اور وسطیٰ کو لمبا کر کے اپنا اور قیامت کا تعلق ظاہر فرمایا۔ اگر تم کہو کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے قیامت کے تعین کا امر ہمیں کیوں نہیں ارشاد فرمایا تو آپ کا ظاہر نہ فرمانا آپ کے عدم علم پر دلالت نہیں کرتا۔

۵۶۔ مسلم شریف $\frac{1}{297}$ عن جابر بن عبد اللہ اَنَّہٗ عرض علیٰ کُلِّ شَیْئٍ تُوْلَجُوْنَہٗ (جابر بن عبد اللہ رض

سے روایت ہے۔ کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے سامنے ہر چیز پیش کی گئی جس کو تم داخل ہو گے،

اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو علم کلی عطا کیا گیا۔ قیامت کا بھی کیونکہ اس میں بھی ہمارا دخول ہے۔ اور مَاذَا تَكْسِبُ غَدًا بھی۔ کیونکہ تَدْخُلُوْنَهٗ صیغہ استقبال ہے اور مَا فِی الْاَرْحَامِ کا بھی۔ اور نزولِ غیث کا بھی۔

۵۷۔ ابن ماجہ ص۳۰۲ ابوداود طیالسی ص۲۶۶

عن ابی هریرة قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بُعِثْتُ اَنَا وَالسَّاعَةُ كَهَاتَيْنِ وَجَمَعَ بَيْنَ اَصَابِعِهٖ۔ (ابی ہریرہؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے میں اور قیامت ان دو انگلیوں کی طرح ہیں اور آپ نے اپنی انگلیوں کو جمع فرمایا)

اِنَّهُمْ يَرَوْنَهٗ بَعِيْدًا وَّنَرَاهُ قَرِيْبًا کے ساتھ اس کی مطابقت ہو گئی

۵۸۔ مشکوٰۃ شریف ص۷۲ کنز العمال ۸/۱۵۸

عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اَتَانِی اللَّيْلَةَ رَبِّیْ تَعَالٰی فِیْ اَحْسَنِ صُوْرَةٍ قَالَ اَحْسَبُهٗ يَعْنِیْ فِی الْمَنَامِ ... رَبِّیْ تَبَارَكَ وَتَعَالٰی فِیْ اَحْسَنِ صُوْرَةٍ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ صلی اللہ علیہ وسلم قُلْتُ لَبَّيْكَ رَبِّ قَالَ فِيْمَ يَخْتَصِمُ الْمَلَاُ الْاَعْلٰی قُلْتُ لَا اَدْرِیْ قَالَهَا ثَلٰثًا فَرَاَيْتُهٗ وَضَعَ كَفَّهٗ بَيْنَ كَتِفَیَّ حَتّٰی وَجَدْتُ بَرْدَ اَنَامِلِهٖ بَيْنَ ثَدْيَیَّ فَتَجَلّٰی لِیْ كُلُّ شَیْءٍ وَعَرَفْتُ (ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ میرا رب ایک رات احسن صورت میں میرے پاس آیا۔ آپ نے فرمایا۔ کہ میں اس کو یقین سے جانتا ہوں کہ میں اس وقت احسن صورت میں اپنے رب کیساتھ

ہوں۔ تو اللہ نے فرمایا۔ یا محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) میں نے عرض کیا لبیک ربِ تو اللہ نے فرمایا کہ یہ بڑے بڑے فرشتوں کا گروہ کس بات میں جھگڑا کر رہے ہیں۔ تو میں نے عرض کیا کہ مجھے کیا پتہ۔ تو اس بات کو اللہ نے تین بار فرمایا تو میں نے اللہ کو اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ میرے دو کندھوں کے درمیان اللہ نے اپنا بے کیف دستِ پاک رکھ دیا۔ حتی کہ اس کی انگلیوں کی ٹھنڈک بلا کیف و بلا تشبیہ میرے سینے تک پہنچی تو میرے واسطے کل شے روشن ہو گئی اور میں نے پہچان لیا)

نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالےٰ کے سوال فِیْمَ یَخْتَصِمُ الْمَلَأُ الْاَعْلٰی کرنے پر جواب دیا لَا اَدْرِیْ حالانکہ اللہ نے تین دفعہ ہی سوال فرمایا۔ اس کا مطلب آپ کی بے علمی پر دال نہیں ہے۔ کیونکہ اللہ کے حضور میں موجود ہونا اور پھر کسی چیز کا پوشیدہ رہنا یہ امر بعید ہے۔

(۲) اللہ تعالےٰ کا نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے ملاقی ہونا فرشتوں کی بات چیت دریافت کرنے کا مطلب تو نہ تھا بلکہ مقصد اپنے محبوب صلے اللہ علیہ وسلم کو بلا پردہ و بلا واسطہ دیدار کروانا مقصود تھا۔ اور انعامات غیر متبرقبہ عنایت کرنے مقصود تھے تو فرشتوں کی بات چیت چھیڑنا محض اس بنا پر تھا تاکہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا امتحاناً مقصد ظاہر ہو جائے کیونکہ موسیٰ علیہ السلام کے مطلوب زیارت کے موقعہ پر اللہ تعالےٰ نے وَلٰکِنِ انْظُرْ اِلَی الْجَبَلِ فرمایا تو موسیٰ علیہ السلام کی نگاہ فوراً پہاڑ پر جا پڑی تو اللہ تعالےٰ نے بجائے اس کے کہ موسیٰ علیہ السلام کو زیارت کرواتے۔ اپنی ذرا سی تجلی ان کے دیکھنے کے باعث پہاڑ پر ڈالی تو موسیٰ علیہ السلام بیہوش ہو کر گر گئے۔ ورنہ جب موسیٰ علیہ السلام نے رَبِّ اَرِنِیْ اے رب میرے مجھے اپنی زیارت کروا فرمایا تھا تو اللہ تعالےٰ کے فرمان وَلٰکِنِ انْظُرْ اِلَی الْجَبَلِ سے آپ پہاڑ کی طرف توجہ نہ فرماتے بلکہ عرض کرتے کہ یا مولیٰ میں تیرے دیدار کا طالب ہوں پہاڑ کا طالب نہیں تو ہو سکتا تھا کہ اللہ تعالےٰ بجائے پہاڑ پر تجلی ڈالنے کے موسیٰ علیہ السلام کو

طاقت دے کر وہی تجلی آپ کے سامنے پیش کرتے۔ لیکن موسیٰ علیہ السلام کے کلام اور عمل میں چونکہ فرق آگیا۔ کلام رب کے رویت کی اور عمل یعنی نظر پہاڑ کی طرف تو اس بنا پر اپنے مقصد سے ناکام رہ گئے۔ بجائے اس کے بیہوشی کی تکلیف میں بھی مبتلا رہے تو ایسے ہی امتحان اللہ تعالےٰ نے بموقعہ زیارت نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے فرمایا کہ آپ کی نگاہ یا مطمح نظر کہاں تک ہے۔ اگر آپ فرما دیتے کہ فرشتے اِن امُور میں جھگڑا کر رہے ہیں کیونکہ آپ کو علم تھا اُن کے پاس سے ہی گزر کر تشریف لائے تھے بلکہ اُس موقعۂ ملاقات پر بھی آپ اُن کو ملاحظہ فرما رہے تھے۔ تب ہی تو اللہ نے سوال فرمایا۔ اور اگر آپ کو قریبی فرشتے نظر ہی نہ آتے تو آپ مولیٰ تعالیٰ کے دربار میں صاف صاف عرض کر دیتے۔ کہ یا مولیٰ مجھے فرشتے ہی نظر نہیں آتے چہ جائیکہ اُن کے جھگڑے کا علم ہو اور معاذ اللہ اللہ کا سوال بھی عبث ہو جاتا۔ کہ جن کے وجودوں کو آپ دیکھ نہیں رہے تو اللہ اُن کے افعال سے سوال کر رہا ہے تو معلوم ہوا کہ آپ ملائکہ مقربین کو ملاحظہ بھی فرما رہے تھے اور جھگڑا بھی سُن رہے تھے۔ کیونکہ جس کی نظر وہاں تک پہنچ سکتی ہے۔ اُس کی سمع کا بھی یہی حال ہونا چاہیئے تو اللہ تعالےٰ کا سوال کرنا آپ کے علم اور بے علمی پر مبنی نہ تھا۔ بلکہ آپ کے مقصد خصوصی کو ظاہر کروانا مقصود تھا۔ کہ آپ کسی غیر کے جھگڑے میں پڑتے ہیں یا محض میری ذات کو ہی اپنا مطمح نظر رکھتے ہیں تو آپ بھی اللہ تعالےٰ کے اس راز و اشارے کو سمجھ گئے کہ یہ وہی موسیٰ علیہ السلام والی بات ہونے لگی۔ تو آپ بجائے اس کے کہ فرشتوں کے جھگڑے میں اُلجھتے صاف لَآ اَدْرِیْ کہدیا۔ تاکہ آپ اللہ کے دربار میں ثابت کر دیں کہ یا اللہ میرا مقصد غیر سے اُلجھنا نہیں ہے بلکہ تیری ذات ہے کیونکہ جب تیرا منشاء میرا ملاقی ہونا ہے تو میں بھی تیری ذات کے سوا اور کسی کو نہیں جانتا اور نہ میرا کوئی اور مقصد ہے۔ اسی واسطے جب نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے باقی جھگڑوں کا انقطاع کر دیا تو اللہ تعالےٰ نے آپ کی ذات کو بلا پردہ رویت سے مشرف فرمایا۔ (۳) اللہ تعالےٰ کا سوال کرنا اس واسطے

بھی ہو سکتا ہے کہ میرا محبوب میرے سوال کرنے پر اپنے علم کا اظہار کرتا ہے یا نہیں اگر آپ اسی سوال کو اللہ تعالےٰ کے دربار میں حل فرما دیتے تو ہو سکتا تھا کہ باقی اُن علوم سے جو اللہ تعالےٰ نے آپ کی اس عجز و انکساری پر اور لَا اَدْرِیْ کہنے پر عنایت فرمائے محروم رکھا جاتا۔ لیکن جب آپ نے اپنے علم کو اللہ کے دربار میں لَا اَدْرِیْ سے ظاہر فرمایا تو اللہ پاک نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو اپنے دستِ قدرت سے عُلوم کُلّی عطا کر کے سینہ بھر پور کر دیا۔ جس کی شرح اس حدیث پاک میں بیان فرمائی۔ کہ جب اللہ تعالےٰ نے میرے لَا اَدْرِیْ کہنے پر اپنا دستِ قدرت میرے دونوں شانوں کے درمیان رکھا تو میرا سینہ علومِ الٰہیہ سے بھر پور ہو گیا۔ فَتَجَلّٰی لِیْ کُلُّ شَیْءٍ تو کُل شے میرے واسطے روشن ہو گئی۔ وَعَرَفْتُ اور میں نے ہر چیز کو پہچان لیا۔ اللہ تعالےٰ اپنی نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو اپنے دستِ قدرت سے علمِ کُلّی عطا فرماوے لیکن منکر پھر بھی آپ کے علمِ کُلّی کے عقیدہ رکھنے والے کو فتویٰ شرک لگا کر نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے علم کُلّی کی تنقیص کرے تو اُس کو میں یہی کہونگا۔ کہ اللہ تعالےٰ اُسے اپنے محبوب صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کی توفیق عطا فرماوے۔

۵۹۔ ترمذی شریف ۲/۱۵۵ | ترمذی شریف میں اس مذکورہ بالا روایت کے الفاظ آخری یہ ہیں فَعَلِمْتُ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ (تو میں نے جان لیا جو چیز آسمانوں اور زمین میں ہے) اگر کوئی کہے کہ شاید اِس روایت کے رواۃ ثقات نہ ہوں تو اس کا ثبوت ثقہ بھی درج کیا جاتا ہے۔

سند (۱) | حدثنا محمد[۱] بن بشار حدثنا معاذ[۲] بن ھشام حدثنی ابی[۳] عن قتادہ[۴] عن ابی قلابہ[۵] عن خالد[۶] بن لجلاج عن ابن عباس۔

تقریب التہذیب ص۳۱۴ | محمد بن عثمان العبدی البصری ابو بکر بندار ثقة من العاشرة ۔

تہذیب التہذیب ۹/۷۰ | محمد بن بشار بن عثمان بن داود بن کیسان عبدی ابو بکر حافظ بصری بندار ۔ وقال

الآجری[۱] عن ابی داؤد کتبت عن بندار نحوا من خمسین الف حدیث وقال العجلی[۲] بصری ثقة کثیر الحدیث وقال النسائی[۳] صالح لاباس به وقال مسلم[۴] بن قاسم وقال ابن[۵] حبان کان یحفظ حدیثه ویقرأه من حفظه قلت کذا فی الثقات وقال ابن[۶] خزیمه فی التوحید حدثنا امام اهل زمانه محمد بن بشار وقال البخاری[۷] فی صحیحه کتب الی بندار فذکر حدیثا مسندا ولولا شدة وثوقه ما حدث عنه با المکاتبة مع انه فی الطبقة الرابعة من شیوخه وقال الدار[۸] قطنی من الحفاظ الاثبات وفی الزهرة روی عنه البخاری مائتی حدیث وخمسة احادیث ومسلم[۹] اربع مائته وستین ۔

تقریب التہذیب ص۳۵۷ | معاذ بن هشام بن ابی عبد الله الدستوائی البصری وقد سکن الیمن صدوق ۔

۲۔ تہذیب التہذیب ۱۰/۱۹۶ | معاذ بن هشام بن ابی عبد الله اسمه سنبر دستوائی البصری وقد سکن الیمن ثم البصرة وقال الدوری[۱] عن ابن معین صدوق وقال عباس[۲] بن عبد العظیم عن علی ابن المدینی سمعت معاذ

بن هشام یقول سمع ابی عن قتادة عشرة الاف حدیث و ذکره ابن حبان فی الثقات وقال عثمان الدارمی قلت لیحیی ابن معین معاذ بن هشام اثبت فی شعبة او غندر فقال ثقة و ثقة وقال ابن قانع ثقة مامون۔

۳۔ تقریب التہذیب ص۳۸۰ هشام بن ابی عبد الله ثقة

تہذیب التہذیب ۱۱/۴۳ | هشام بن ابی عبد الله الدستوائی کان یبیع الثیاب التی تجلب من دستواء فنسب الیها و ربما قیل له دستوائی وقال امیة بن خالد عن شعبة ما من الناس احد اقول انه طلب الحدیث یرید به وجه الله تعالی الا هشام وقال علی ابن الجعد سمعت شعبة یقول کان هشام احفظ منی عن قتادة وقال ایضاً کان اعلم بحدیث قتادة منی وکان ثبتاً۔ وقال ابو داؤد الطیالسی هشام الدستوائی امیر المومنین فی الحدیث وقال العجلی بصری ثقة ثبت فی الحدیث حجة۔ و ذکره ابن حبان فی الثقات۔ وقال البزار الدستوائی احفظ من ابی هلال۔

۴۔ تقریب التہذیب ص۳۰۵ { قتادة بن دعامة بن قتادة ثقة ثبت

تہذیب التہذیب ۸/۳۵۱ { قتادة بن دعامة بن قتادة بن عزیز بن عمر بن ربیعة۔

" ص۳۵۳ وقال ابن سیرین قتادة هو احفظ الناس۔ و قال ابو حاتم سمعت احمد بن حنبل و ذکر قتادة فاطنب

فی ذکرہ فجعل ینشر من علمہ و فقہہ ومعرفتہ با الاختلاف والتفسیر و
وصفہ با الحفظ و الفقہ وقال ابن حبان فی الثقات کان من علماء الناس
با القرات و الفقہ ومن حفاظ اھل زمانہ وقال الحاکم فی علوم الحدیث

۵۔تقریب التہذیب ص۱۹۹ { عبد اللہ بن زید بن عمرجرمی ابو قلابہ البصری ثقۃٌ فاضلٌ۔

تہذیب التہذیب ۵/۲۲۵ { عبد اللہ بن زید بن عمر ابوقلابہ الجرمی ذکرہٗ ابن سعد فی الطبقۃ الثانیۃ

من اھل البصرۃ وقال کان ثقۃٌ کثیر الحدیث وکان دیوانہٗ بالشام
وقال ابن عون ذکر ایوب لمحمد حدیثاً عن ابی قلابہ فقال ابوقلابہ
انشاء اللہ ثقۃٌ رجلٌ صالحٌ۔ وقال ایوب کان واللہ من الفقہاء
ذوی الالباب ما ادرکت بھذا المصر رجلاً کان اعلم با القضاء
من ابی قلابہ۔ وقال العجلی بصری تابعی ثقۃٌ وقال ابن خراش ثقۃٌ

۶۔تہذیب التہذیب ۳/۱۱۵ { روی عن ابن عباس خالد بن الجلاج عامر وعنہ ابوقلابہ

جری۔ وقال ابن حبان کان من افاضل اھل زمانہ وذکرہ ابن حبان
فی ثقات التابعین۔

سند (۲) حدثنا بندار حدثنا یحیٰی ابن سعید عن سفیان عن الاعمش
بندار کا نام محمد بن بشار ہے اس کا بیان ماقبل کیا جاچکا ہے۔

تقریب التہذیب ص۳۷۱ { یحیٰی ابن سعید بن فروخ التمیمی ابوسعید قطان البصری ثقۃٌ متقنٌ حافظٌ امامٌ

قدوۃٌ من کبار التاسعۃ۔

تہذیب التہذیب ۱۱/۲۱۹ } یحیٰ ابن سعید بن فروخ التیمی۔ وقال ابوداؤد عن یحیٰ بن معین
اقام یحیٰ القطان عشرین سنۃ یختم القرآن فی کل لیلۃ۔ و قال ابن سعد کان ثقۃ مامونا رفیعاً حجۃً۔ وقال العجلی بصری ثقۃٌ فی الحدیث۔ کان لایحدث الاعن ثقۃٍ۔ وقال ابوزرعۃ کان من الثقات الحفاظ۔ وقال ابوحاتم حجۃٌ حافظٌ وقال النسائی ثقۃٌ ثبتٌ مرضیٌ۔ وقال ابن منجویہ کان من سادات اہل زمانہ حفظاً وورعاً وفہماً وفضلاً ودیناً وعلماً وھو الذی مہد لاہل العراق رسم الحدیث وقال الخلیلی ھو امام بلامدافعۃ وھو اجل اصحاب مالک بالبصرۃ وکان الثوری یتعجب من حفظہ واحتج بہ الائمۃ کلھم وقالوا من ترکہ یحیٰ ترکناہ۔ اس حدیث کی دو سندوں کو رواۃ ثقات سے ثابت کیا گیا۔ اب حدیث مذکورہ بالا کو محض زبانی ضعیف کہدینا یا بلاوجہ حدیث صحیحہ پر جرح کرنا اصول حدیث کے برخلاف ہے اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی حدیث کو اپنے مذہبی عقیدہ کے برخلاف سمجھتے ہوئے پس پشت ڈال دینا ایمان کے منافی ہے۔ جب آپ کے علم غیب کلّی کی صحیح حدیثیں نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہیں تو ان سے انکار کرنا اور تاویلات فاسدہ کرکے لوگوں کو گمراہ کرنا یہ ایمان سے خارج ہونا ہے۔

۶۰۔ ابن ماجہ ص۷۷ } قَالَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم اِنَّ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ سَیِّدُ الْاَیَّامِ وَاَعْظَمُھَا عِنْدَ اللّٰہِ مِنْ یَوْمِ الْاَضْحٰی وَیَوْمِ الْفِطْرِ فِیْہِ خَمْسُ خِلَالٍ خَلَقَ اللّٰہُ فِیْہِ اٰدَمَ وَاَھْبَطَ اللّٰہُ فِیْہِ اٰدَمَ اِلَی الْاَرْضِ وَفِیْہِ تَوَفَّی اللّٰہُ اٰدَمَ وَفِیْہِ سَاعَۃٌ لَا یَسْاَلُ اللّٰہَ فِیْھَا الْعَبْدُ شَیْئًا اِلَّا اَعْطَاہُ مَا لَمْ یَسْأَلْ حَرَامًا وَفِیْہِ تَقُوْمُ السَّاعَۃُ مَا مِنْ

مَلَکٍ مُقَرَّبٍ وَلَا سَمَاءٍ وَلَا اَرْضٍ وَلَا رِیَاحٍ وَلَا جِبَالٍ وَلَا بَحْرٍ اِلَّا وَهُنَّ یُشْفِقْنَ مِنْ یَوْمِ الْجُمُعَۃِ (نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جمعہ کا دن تمام دنوں کا سردار ہے اور اللہ کے نزدیک بہت بزرگی والا ہے۔ اور وہ اللہ کے نزدیک عید الضحی اور عید الفطر کے دنوں سے بھی زیادہ بزرگ ہے۔ اس میں پانچ بڑی چیزیں ہیں۔ اللہ تعالے نے اس میں حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا اور اسی دن زمین پر اتارا اور اسی میں اللہ تعالے نے ان کو وصال کیا۔ اور اسی میں ایک ایسا وقت ہے جس میں بندہ اللہ سے کوئی بھی سوال کرے اللہ اس کو عطا کرتے ہیں جب تک کہ حرام کا سوال نہ کرے۔ اور اسی میں قیامت قائم ہوگی۔ کوئی مقرب فرشتہ اور آسمان اور زمین اور ہوائیں اور پہاڑ اور سمندر نہیں ہیں مگر وہ جمعہ کے دن سے ڈرتے ہیں)

نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے جمعہ کے فضائل بیان فرماتے ہوئے جمعہ کے متعلق ابتدا سے آخیر قیامت کا تمام واقعہ بیان فرما دیا (۱) آدم علیہ السلام کی پیدائش کی اطلاع دی کیا یہ زمانہ ماضی کے غیب کی اطلاع نہیں؟ اور آدم علیہ السلام کا مقررہ پیدائشی دن ظاہر فرمایا (۲) آدم علیہ السلام کے نزول الی الارض کے مقرر دن کی اطلاع دی۔ پھر آدم علیہ السلام کے وقت وصال کی اطلاع دی (۳) ایک ایسی گھڑی کی اطلاع دی جس میں اللہ تعالے بندے کے سوال کو لوٹاتا نہیں۔ کیا وہ ساعت کسی کو معلوم ہو سکتی ہے؟ حالانکہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو اس کا علم ہے۔ جیسا کہ بین الخطبتین ساعت کا کا تقرر ظاہر فرمایا۔ حالانکہ خطبتین کا وقت بھی ہر جگہ کا مختلف ہے۔ لیکن جس ساعت کا آپ نے ذکر فرمایا۔ وہ آپ کے خطبتین کے مابین ساعت ہو سکتی ہے۔ جس ساعت کا اندازہ کرنا دوسرے کے واسطے مشکل ہے۔ لیکن آپ نے جب اس ساعت کو وقت اجابت فرمایا تو اس کی صفت اجابت بیان کرنے سے معلوم ہوا کہ اس ساعت کی حقیقت کا بھی آپ کو علم ہے۔ ایسے ہی اس ساعت بلا ضبط کے بیان کرنے سے آپ نے صاف

بخوشت دے دیا۔ کہ جیسے میں اس ساعت کو جانتا ہوں تم نہیں جانتے ۔ اِلّا ماشاءاللہ ایسے ہی اسی جمعہ کے دن میں اس ساعۃ کا قیام بھی ہوگا۔ تو اس کو بھی آپ ہی جان سکتے ہیں۔ کیونکہ اُس کے اوصاف آپ نے بیان فرمائے ہیں۔ جو عدمِ وقوف پر دلالت نہیں کرتے جیسے مثلاً جمعہ کے دن کا تقرر ظاہر فرمائیں یا نہ۔ آپ کو ہر صورت قیامت کا علم ضرور ہے جو آپ کے اس فرمان سے ظاہر ہو رہا ہے۔

۶۱-ابوداؤد ۱/۱۵۶ } عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللّٰہ علیہ وسلم خَیْرُ یَوْمٍ طَلَعَتْ فِیْہِ الشَّمْسُ یَوْمُ الْجُمُعَۃِ فِیْہِ خُلِقَ اٰدَمُ وَفِیْہِ اُهْبِطَ وَفِیْہِ تِیْبَ عَلَیْہِ وَفِیْہِ مَاتَ وَفِیْہِ تَقُوْمُ السَّاعَۃُ وَمَا مِنْ دَابَّۃٍ اِلَّا وَهِیَ مُسِیْخَۃٌ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ مِنْ حِیْنَ تُصْبِحَ حَتّٰی تَطْلُعَ الشَّمْسُ شَفَقًا مِنَ السَّاعَۃِ اِلَّا الْجِنَّ وَالْاِنْسَ وَفِیْهَا سَاعَۃٌ لَا یُصَادِفُهَا عَبْدٌ مُسْلِمٌ وَهُوَ یُصَلِّیْ یَسْأَلُ اللّٰہَ عَزَّوَجَلَّ حَاجَۃً اِلَّا اَعْطَاهُ اِیَّاهَا (ابی ہریرہؓ سے روایت ہے - کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمام دنوں سے بہتر دن جمعہ کا ہے۔ اسی میں آدم علیہ السلام پیدا کیے گئے اور اسی میں اتارے گئے اور اسی میں آپ کی توبہ منظور کی گئی اور اسی میں آپ کا وصال ہوا اور اسی میں قیامت قائم ہوگی اور اسی دن صبح سے ہر زمین پر چلنے والا کوئی ایسا نہیں مگر وہ سننے والا ہے قیامت کی آواز کو سوائے جن اور انسان کے اور اسی میں ایک گھڑی ہے جس بندے مسلمان کو نماز پڑھنے کی حالت میں اُسے ملے تو وہ اللہ سے جو بھی حاجت طلب کرے اُس کو اللہ تعالے اعنایت کرتے ہیں)۔

اس حدیث پاک میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے آدم علیہ السلام کے ہر غیبی عظیم الشان مرحلے کو معین وقت میں بیان فرماتے ہوئے قیامت کے دن کا تعین بھی بیان فرمادیا۔ کیا عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَۃِ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو یاد نہ تھا یا آپ نے اِس کا مطلب

نہ سمجھا۔ جو تم نے سمجھا ہے یا نعوذ باللہ آپ نے جھوٹ بولا ہے سوائے اس کے کہ تم اس آیت کو اس فرمان مصطفوی صلے اللہ علیہ وسلم سے یہی تطبیق دو کہ اس حدیث پاک کے مطابق نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو یوم قیامت کے تقرر کا علم ہے۔ جیسا کہ آپ نے اس حدیث میں ارشاد فرمایا اور قرآن مجید میں اللہ تعالےٰ نے علمِ ذاتی کی غیر سے نفی فرمائی ہے۔ دوسرے کو عطا کرنے کی نفی نہیں فرمائی۔ جیسا کہ کوئی کارخانے کا مالک یہ دعوےٰ کرے کہ یہ چیز میرے پاس ہی ہے کیونکہ میری خود ساختہ ہے اور کسی کے پاس نہیں تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ اور کوئی دکاندار اس چیز کو اس سے لے بھی نہیں سکتا۔ حالانکہ جس کو وہ پسند کرے ایجنسی بھی دے سکتا ہے۔ ایسے ہی اللہ تعالےٰ نے علمِ قیامت کی تخصیص اپنی طرف فرمائی لیکن اپنی مرضی کے مطابق اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی کے قانون سے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو عطا بھی فرمایا۔ جیسا کہ اس حدیث میں مذکور ہے پھر آپ نے اس حدیث میں روئے زمین کے تمام جانداروں کے حرکات اور خشیت کا پورا علم ارشاد فرمادیا۔ اور جمعہ کے دن کی خصوصیت میں اُن کے قلوب کی خشیت کا علمِ کلّی ظاہر فرماتے ہوئے اپنے حاضر و ناظر ہونے کا بھی ثبوت دے دیا۔ اگر حاضر و ناظر نہیں تو علم کیسے ہو سکتا ہے اور اگر علم نہ ہو تو تمام روئے زمین کے جانداروں کی خشیت اور جن وانسان کا اُس خشیت سے بھی غفلت کا اظہار فرمانا نعوذ باللہ آپ پر کذب لازم آتا ہے اور آپ کا یہ فرمانا کہ سوائے جنوں اور انسانوں کے تمام روئے زمین کی جاندار چیزیں قیامت کی خشیت سے خاموش ہوتی ہیں اور اُن پر ایک سناٹا طاری ہوتا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ آپ کے اس فرمان سے ثابت ہوتا ہے کہ سوائے جن وانسان کے ہر ذی رُوح چیز کو قیامت کا علم ہے جس سے وہ خائف ہیں۔ جیسا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اہلِ قبور کا حال بھی سوائے جن وانسان کے ہر ذی رُوح جانتے ہیں۔

ابوداؤد میں ہے فَيَضْرِبُهُ بِمِطْرَقَةٍ يَسْمَعُهَا مَا بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ إِلَّا الثَّقَلَيْنِ (تو فرشتہ اُس میّت کو خوب مارتا ہے۔ اور اُس کی چیخ

ویکار کا علم بھی آپ کو حاصل ہے۔ جو آپ عالمین اور معلومین کے تمام حالات کو بیان فرما رہے ہیں۔ جب ہر ذی روح چیز سوائے جن و انس کے عالمِ برزخ کے حالات کو دیکھ رہے ہیں اور اُن کے حالات کو آپ بیان فرما رہے ہیں۔ ایسے ہی اُن کو قیامت بھی نظر آ رہی ہے اور سوائے جن و انسان کے اُس کو ہر ذی رُوح دیکھ کر خائف ہو رہا ہے۔ جن کے علم کا اظہار نبی صلے اللہ علیہ وسلم فرما رہے ہیں۔ تو ثابت ہوا کہ سوائے جن و انسان کے ہر ذی روح چیز کو قیامت کا علم ہے۔ اور اُن تمام کا علم مع قیامت نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو بھی حاصل ہے۔ جو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے علمِ قیامت کا اظہار اِس حدیث پاک میں فرما دیا ہے۔

۶۲۔ ابو داؤد ۱/۱۵۷ } عَنْ اَوْسِ بْنِ اَوْسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم اِنَّ مِنْ اَفْضَلِ اَیَّامِکُمْ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ فِیْہِ خُلِقَ آدَمُ وَفِیْہِ قُبِضَ وَفِیْہِ النَّفْخَۃُ وَفِیْہِ الصَّعْقَۃُ (اوس بن اوسؓ سے روایت ہے۔ کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ تمام دنوں سے جمعہ کا دن افضل ہے۔ اِسی میں آدم علیہ السلام پیدا کیے گئے اور اِسی میں قبض کیے گئے اور اسی میں اسرافیل قرنا پھونکیں گے اور اُسی میں قیامت ہو گی)

صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین کا بھی یہی عقیدہ تھا کہ آپ کو علمِ قیامت ہے

۶۳۔ مستدرک ۴/۵۶۷ } عمران بن حصینؓ سے روایت ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے قیامت کا بیان فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا۔ اَتَدْرُوْنَ اَیَّ یَوْمٍ ذَالِکَ قَالُوا اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَمُ۔ (کیا تم جانتے ہو کہ یہ دن کونسا ہے تو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کی کہ اللہ اور اُس کے رسولؐ زیادہ جانتے ہیں۔

معلوم ہوا کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا بھی یہی عقیدہ تھا۔ کہ آپ کو علم قیامت ہے۔

(اقوال بزرگان دین)

۶۴۔ تفسیر صاوی ۴/۱۱۱ { وَالَّذِیْ یَجِبُ الْاِیْمَانُ بِہٖ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم لَمْ یَنْتَقِلْ مِنَ الدُّنْیَا حَتّٰی اَعْلَمَہُ اللّٰہُ بِجَمِیْعِ الْمُغَیَّبَاتِ۔ (اور جس کے ساتھ ایمان واجب ہے یہ ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم دنیا سے نہیں منتقل ہوئے یہاں تک کہ اللہ نے آپ کو جمیع مغیبات کا علم سکھایا) کَاَنَّکَ حَفِیٌّ عَنْھَا کے ماتحت ملاحظہ ہو۔

۶۵۔ تفسیر صاوی ۳/۲۶۰ { وَمَا تَدْرِیْ نَفْسٌ مَّاذَا تَکْسِبُ غَدًا) اَیْ مِنْ حَیْثُ ذَاتِھَا وَاَمَّا بِاِعْلَامِ اللّٰہِ تَعَالٰی لِلْعَبْدِ فَلَا مَانِعَ مِنْہُ کَالْاَنْبِیَاءِ وَبَعْضِ الْاَوْلِیَاءِ قَالَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی وَلَا یُحِیْطُوْنَ بِشَیْءٍ مِّنْ عِلْمِہٖ اِلَّا بِمَا شَاءَ وَقَالَ تَعَالٰی عَالِمُ الْغَیْبِ فَلَا یُظْھِرُ عَلٰی غَیْبِہٖ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ (یعنی باعتبار ذات کے کسی نفس کو کل کی خبر نہیں۔ لیکن اللہ کے جتانے سے بندے کو کوئی روکاوٹ بھی نہیں۔ جیسا کہ تمام انبیاء اور بعض اولیاء کو اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ اللہ کے علم سے کوئی احاطہ نہیں کر سکتا۔ مگر جو اللہ چاہے۔ اور فرمایا کہ اللہ غیب کو جاننے والا ہے۔ سوائے اللہ کے کسی کو اس کے غیب کی اطلاع نہیں۔ سوائے اس رسول کے کہ جس کو اللہ برگزیدہ کرے۔

۶۶۔ ؍؍ :۔ اَلْحَقُّ اَنَّہٗ لَمْ یَخْرُجْ نَبِیُّنَا مِنَ الدُّنْیَا حَتّٰی اَطْلَعَہُ اللّٰہُ عَلٰی تِلْکَ الْخَمْسِ وَلٰکِنَّہٗ اُمِرَ بِکِتْمِھَا (سچی بات یہ ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم دنیا سے نہیں منتقل ہوئے حتیٰ کہ اللہ تعالےٰ نے ان خمسہ امور کے علم پر آپ کو مطلع فرمایا۔ اور لیکن ان کے چھپانے کا بھی حکم فرمایا)۔

اس سے صاف ظاہر ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو ان پانچ چیزوں کا علم عطا کیا گیا۔

۶۷۔ خصائص کبرےٰ شریف $\frac{۲}{۱۹۵}$ } ذَهَبَ بَعْضُهُمْ اِلَى اَنَّهٗ صلی اللہ علیہ وسلم اُوْتِیَ عِلْمُ الْخَمْسِ اَيْضًا وَعِلْمُ وَقْتِ السَّاعَةِ وَالرُّوْحِ وَاِنَّهٗ اُمِرَ بِکَتْمِ ذَالِكَ (بعض اس طرف گئے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو پانچ چیزوں کا بھی علم دیا گیا ہے۔ قیامت کے وقت کا بھی اور روح کا بھی اور آپ کو ان کے چھپانے کا حکم دیا گیا)۔

۶۸۔ الابریز مصنفہ حافظ عبد العزیز دباغ رحمۃ اللہ علیہ ص ۱۶۷ } فَقَالَ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ وَعَنْ سَادَاتِنَا الْعُلَمَاءِ وَكَيْفَ يَخْفٰى اَمْرُ الْخَمْسِ عَلَيْهِ صلی اللہ علیہ وسلم وَالْوَاحِدُ مِنْ اَهْلِ التَّصَرُّفِ مِنْ اُمَّتِهِ الشَّرِيْفَةِ لَا يُمْكِنُهُ التَّصَرُّفُ اِلَّا بِمَعْرِفَةِ هٰذِهِ الْخَمْسِ (فرمایا رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے اور بڑے بڑے علماء سے کہ پانچوں امور کا علم نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر کیسے مخفی ہو سکتا ہے۔ حالانکہ آپ کی اُمتِ شریفہ کے اہل تصرف سے کسی ایک کو تصرف کی قدرت نہیں ہوتی۔ جب تک کہ ان پانچ اشیاء کا اُس کو علم نہ ہو)

۶۹۔ کشف الغمہ عن جمیع الامۃ $\frac{۲}{۳۷}$ } وَاُوْتِیَ عِلْمَ كُلِّ شَيْءٍ حَتّٰى الرُّوْحِ وَالْخَمْسِ الَّتِیْ فِیْ اٰيَةِ اِنَّ اللہَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ (اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو کل شے کا علم دیا گیا۔ حتیٰ کہ روح کا اور ان پانچ کا بھی جو اِنَّ اللہَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ آیت میں ہیں)

۷۰۔ قسطلانی $\frac{۱۰}{۳۶۵}$ } اِنَّ صِحَّةَ النُّبُوَّةِ تَسْتَلْزِمُ اِطِّلَاعَ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم عَلٰى جَمِيْعِ الْمُغَيَّبَاتِ (بے شک نبوت کی صحت مستلزم ہے کہ تمام مغیبات پر نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو اطلاع ہو)

۱۷۔ تفہیمات الٰہیہ مصنفہ شاہ ولی اللہ صاحب ۱/۱۸ علم حق در علم صوفی گم شود (اللہ کا علم صوفی کے علم میں گم ہو جاتا ہے)۔

وہابی "تم نے قرآن و حدیث و اقوالِ بزرگاں سے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا علم کلی و کل ثابت کرنے کی بڑی کوشش کی ہے۔ لیکن نبی علیہ السلام کو منافقین کا علم نہیں تھا۔ دیکھو قرآن شریف ا۔ **توبہ** ۱۱/۱۳ وَمِمَّنْ حَوْلَكُمْ مِّنَ الْأَعْرَابِ مُنَافِقُونَ وَمِنْ أَهْلِ الْمَدِينَةِ مَرَدُوا عَلَى النِّفَاقِ لَا تَعْلَمُهُمْ نَحْنُ نَعْلَمُهُمْ سَنُعَذِّبُهُمْ مَرَّتَيْنِ ثُمَّ يُرَدُّونَ إِلَىٰ عَذَابٍ عَظِيمٍ۔ (اور بعض اعراب سے جو آپ کے گرد اگرد ہیں) منافق ہیں اور بعض مدینہ والوں سے نفاق پر اکڑے ہوئے ہیں تو اُن کو جلدی دُگنا عذاب کرینگے۔ پھر وہ بڑے عذاب کی طرف لوٹائے جائیں گے) اس آیت میں اللہ تعالےٰ نے لَا تَعْلَمُهُمْ نَحْنُ نَعْلَمُهُمْ ایسا جملہ فرمایا جس نے تمہاری کُلی کو توڑ کر رکھ دیا۔

محمد عمر "ذرا گستاخی سے کام نہ لو۔ یہ کُلی نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے علم کی طرف منسوب ہے ایسے الفاظ آپ کی نسبت نکالنا کفر ہے۔ باقی رہا اللہ تعالےٰ کا فرمانا لَا تَعْلَمُهُمْ نَحْنُ نَعْلَمُهُمْ تو اس کا جواب اللہ تعالےٰ نے اپنے محاورے کو سمجھانے کے واسطے سَنُعَذِّبُهُمْ مَرَّتَيْنِ فرمایا ہے۔ یہ محاورہ اُس وقت استعمال کیا جاتا ہے۔ جب کسی دوست کے مقابلہ میں اُس کے دشمن کو ضروری سزا دینی مقصود ہو تو دوست کی طرف مخاطب ہو کر اور دشمن کی طرف تہدیدی نظر اٹھا کر کہا جاتا ہے کہ تو نہیں جانتا یہ منکر بڑا بے ایمان ہے۔ میں اس کو جانتا ہوں۔ تاکہ دوست کے علم پر ہی موقوف رکھے۔ اور اُس کی سفارش نہ کرے۔ ایسے ہی اللہ تعالےٰ اس مقام پر لَا تَعْلَمُهُمْ فرما کر آپ کی بے علمی مراد نہیں رہا۔ بلکہ اُن کی بے ایمانی کو سختی سے اظہار کرنا مقصود ہے۔

تاکہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم اُن کی منافقانہ چال کو دیکھ کر اپنی رحمت سے چھڑا نہ لیں۔ اور آپ کے علمِ منافقین کے متعلق اللہ تعالےٰ نے دوسری جگہ وضاحت فرمائی ہے۔

۲۷۔ مائدہ ۶/۸ فَتَرَی الَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ آپ ملاحظہ فرماتے ہیں۔ اُن لوگوں کو جن کے دلوں میں بیماری ہے۔

اگر آپ کو منافقین کے نفاق کا علم نہیں تو اللہ تعالےٰ نے اُن کے دلوں کے نفاق کی رویت کو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے واسطے کیوں فرمایا۔ معلوم ہوتا ہے کہ آپ منافقین کے دلوں کی مرض کو جانتے ہیں۔ اور ملاحظہ فرما رہے ہیں۔

وہابی " نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو کفار نے مشورہ کر کے چند سوالات کئے۔ رُوح کے متعلق۔ ذوالقرنین کے متعلق اور اصحاب کہف کے متعلق۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ کل جواب دونگا۔ دوسرے دن پھر انہوں نے سوال کیا تو آپ نے پھر فرمایا کل جواب دونگا۔ ایسے ہی آپ کل پر ڈالتے رہے لیکن وحی بند رہی۔ اللہ کی طرف سے کوئی اشارہ نہ ہوا۔ آخر کئی دن کے بعد یہ آیت نازل ہوئی۔ وَلَا تَقُوْلَنَّ لِشَایْءٍ اِنِّیْ فَاعِلٌ ذٰلِكَ غَدًا اِلَّا اَنْ یَّشَاءَ اللّٰهُ "

محمد عمر " پہلے تو دریافت طلب امر یہ ہے۔ کہ کیا نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے جو جواب اللہ کے اشارے سے فرمانا ہوتا تھا۔ اس پر انشاء اللہ استعمال فرماتے تھے؟ یا امورِ امتحانیہ یا امورِ رشد عبیہ پر کبھی آپ نے انشاء اللہ فرمایا ہو؟ نہیں۔ آپ کو جب کبھی اپنے امور کے متعلق کوئی کام کرنا مطلوب ہوتا تو انشاء اللہ فرماتے۔ باقی امور میں تو آپ کا ہاں کرنا سوائے اشارے الٰہیہ کے ہو سکتا ہی نہ تھا۔ خصوصًا جب نبی علیہ السلام نے امتحان سے کفار کے ساتھ مقابلہ ہو تو اُس وقت اللہ تعالےٰ کی معیت بھی خاص طور پر ہوتی ہے۔ اور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی بغیر اشارہ الٰہیہ کے کلام نہیں فرماتے

جس کے متعلق اللہ تعالٰے نے بھی ارشاد فرمایا: نجم ۲۷ وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰی اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی (اور نہیں بولتے نبی صلے اللہ علیہ وسلم اپنی نفسانی خواہش سے۔ نہیں ہے وہ (آپ کا فرمان) مگر اشارہ جو اللہ تعالےٰ کی طرف سے اشارہ کیا گیا ہو) جیساکہ موسیٰ علیہ السلام کو بھی اللہ تعالےٰ نے فرمایا تھا اِنَّنِیْ مَعَکُمَآ اَسْمَعُ وَاَرٰی کہ میں تم دونوں کے ساتھ ہوں۔ میں تمہاری بات کو غور سے سنوں گا اور غور سے دیکھوں گا یہ ارشادِ الٰہی اس واسطے تھا کہ موسیٰ علیہ السلام نے فرعون کے مقابلہ میں اللہ کے سامنے اپنا عجز ظاہر فرمایا تو اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ تم دونوں بھائی فرعون کی طرف جاؤ۔ مقابلہ کے وقت میں تمہاری بات کو غور سے سنوں گا۔ اور غور سے دیکھوں گا۔ اور میری معیت تمہارے ساتھ ہوگی۔ کیا اس سے کوئی کُند ذہن یہ اندازہ لگا سکتا ہے کہ اللہ تعالےٰ ہر وقت سمیع و بصیر نہیں۔ اس موقعہ پر فرمایا کہ اِنَّنِیْ اَسْمَعُ وَاَرٰی ہرگز نہیں۔ بلکہ اس مقام پر اللہ تعالےٰ کا یہ فرمان موسیٰ علیہ السلام کو اس لئے ہوا تاکہ اِس تاکیدِ خصوصی سے موسیٰ علیہ السلام کو تسلی ہو جائے اور وہ اُن میں کمزوری کا خیال جو فرعون کے مقابلے کیواسطے جم گیا ہے وہ دور ہو جائے۔ اور یہ بھی ثابت کرنا تھا۔ کہ جب تم فرعون سے مقابلہ کروگے تو اُس وقت میں تمہاری ہی بات کو سُن کر قبول کرونگا۔ اور فرعون کی بات کو تمہارے مقابلے میں ٹھکرا دونگا۔ اور اَرٰی اِس لئے فرمایا کہ اگر مقابلہ میں تم پر فرعون بلادلائل حملہ آور ہوا تو میری رویئتِ خصوصی تمہاری جانب ہو گی۔ فرعون کی طرف میری توجہ بھی نہ ہو گی۔ اور جس طرف میری توجہ ہو گی کامیابی اُسی کی ہے۔ لہٰذا میں تم سے وعدہ کرتا ہوں کہ میری ہر قسم کی معیت تمہارے ساتھ ہے۔ تو اللہ تعالےٰ کے اس فرمان نے موسیٰ علیہ السلام کا حوصلہ اتنا بلند کر دیا۔ کہ سیدھے فرعون کی طرف پہنچے اور بلا خوف اُس کو اپنے خدا کی دعوت دی۔ حتّٰی کہ اللہ تعالےٰ کی وعدہ ایفائی موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ یہاں تک رہی کہ بوقتِ غرق فرعون نے اٰمَنْتُ بِرَبِّ مُوْسٰی وَهٰرُوْنَ (کہ

میں موسیٰ علیہ السلام وہارون علیہ السلام کے رب کے ساتھ ایمان لے آیا ہوں بھی کہا۔ لیکن اللہ تعالےٰ نے موسیٰ علیہ السلام کے اُس معہود وعدہ کو ایفا کرتے ہوئے اَلْاٰنَ وَقَدْ عَصَیْتَ مِنْ قَبْلُ فرما کر چلاّتے ہوئے فرعون کو غرق کر دیا۔ اور اُس کی ایک نشنی یہ ہے اللہ تعالےٰ کی معیتِ خاصہ اپنے انبیاء علیہم السلام کے ساتھ۔ ایسے ہی تمام انبیاء علیہم السلام سے بالاتر معیتِ الہیہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہے۔ کیا باقی انبیاء علیہم السلام کو اللہ تعالےٰ اپنے مخالفین پر بوقت مقابلہ اپنی معیت کا اظہار کرتے ہوئے غالب کریں۔ اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو بوقت مقابلہ کفار معاذ اللہ عاجز کریں۔ جن کی نبوت اور غلبہ قیامت تک رہنا تھا۔ یہ قانونِ خداوندی کے خلاف ہے۔ جو تم نے سمجھا ہے کہ اگر آپ کو غیب ہوتا تو پہلے ہی انشاء اللہ فرما دیتے۔ کیونکہ آپ کا فرمانا اُخْبِرُكُمْ غَدًا (میں تمہیں کل خبر دونگا) یہ حقیقتًہ اللہ کا ہی فرمانا ہے۔ کیونکہ اللہ نے ہی فرمایا ہے وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى تو وحی کا بند رہنا صرف امتحان کے لیے ہی تھا۔ کہ آیا میرا محبوب میرے قانون پر کتنا عمل کرتے ہیں۔ اور یہ امتحان اللہ کو اپنی ذات کے لیے مطلوب تھا بلکہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی حقیقت و اصلیتِ نبوت کے اظہار کے لیے تھا۔ تاکہ مخالفینِ نبوت کو یہ ثابت ہو جائے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت اپنی ذاتی اختراع نہیں ہے اور یہ غیبی خبر بھی آپ کی اختراعی نہیں ہے۔ بلکہ نبوت بھی عطائے الٰہی ہے اور غیبی خبر بھی عطائے الٰہی سے متعلق ہے۔ انبیاء کو علم ضرور ہوتا ہے۔ جیسا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو بھی ان اشیاء مسؤلہ کا علم ضرور تھا۔ لیکن وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى کے آپ عامل تھے بغیر اشارہ الہیہ اپنے علم کو نطق سے ظاہر نہ فرما سکتے تھے۔ کفار کے سامنے آپ کے اسی عمل کا یقین دلانا مقصود تھا۔ نہ کہ کفار کے سامنے عاجز کرنا مقصود تھا۔ جو تم نے سمجھا ہے۔ کیونکہ باقی ہر بات جب کوئی سوال کرے تو آپ کو اشارہ الہیہ فورًا اظہار کی اجازت بخشے لیکن اس موقعہ پر اظہار کی اجازت ملتی ہی نہیں تو اسکا مطلب یہی ہوگا۔ کہ بات کو ذرا مہلت دے کر

اور مہلت دے کر جواب کی اجازت دی جائے تاکہ آپ کی نبوت کا ظہور اللہ کی طرف سے کفار کے سامنے مضبوط ہو جائے۔

یہ ہے جواب اس امر کا کہ آپ کو وحی یعنی اشارہ الٰہیہ کئی دن تک نہ ہوا۔

باقی رہا وَلَا تَقُولَنَّ لِشَايْءٍ اِنِّيْ فَاعِلٌ ذٰلِكَ غَدًا اِلَّا اَنْ يَّشَاءَ اللّٰهُ

اور نہ کہیے کسی چیز کو کہ میں اس کو کل کرنے والا ہوں۔ مگر مشیت الٰہی سے یعنی انشاء اللہ فرمایا کرو تو یہ اللہ تعالےٰ کا فرمان آئندہ کے لئے قانون مقرر فرما رہا ہے۔ نہ کہ ماقبل کی سرزنش ہو رہی ہے کہ تم نے انشاء اللہ کیوں نہیں کہا۔ یہ تمہارا اجتہاد غلط ہے۔ جیسا کہ حضرت عمرؓ نے عبداللہ بن اُبَیّ کے جنازے کے وقت نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا کپڑا کھینچا جس اشارے کا مطلب یہ تھا۔ کہ یہ منافق ہے اس کے نفاق کی توثیق قرآن پاک میں آچکی ہے۔ آپ اسکا جنازہ نہ پڑھایئے۔ لیکن نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرؓ کے ہاتھ کو پیچھے ہٹاتے ہوئے اور مشورے کو نہ قبول فرماتے ہوئے عبداللہ بن اَبَیّ پر نماز جنازہ پڑھا دی تو بعد میں آیت نازل ہوئی۔ اگر اللہ تعالےٰ چاہتے کہ آپ کی مشیت کے خلاف حکم جاری فرمائیں۔ تو اُسی وقت نماز سے بند کرنے کے واسطے اشارہ الٰہیہ فوراً ہو جاتا یا آناً فاناً جبرئیلؑ ہی تشریف لے آتے کہ اس منافق کی نماز جنازہ نہ پڑھایئے۔ لیکن اللہ تعالےٰ نے آپ کی مشیت کیخلاف نہ کرتے ہوئے اُسی وقت فوراً حکم نازل نہیں فرمایا۔ بلکہ بعد از ادائے نماز جنازہ وَلَا تُصَلِّ عَلٰى اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا آیت نازل فرمائی۔ کہ آپ آئندہ کے لئے اگر کوئی بھی منافقوں سے مر جائے تو اُس کی نماز جنازہ نہ پڑھیے۔ حالانکہ اس سے پہلے یہ آیت نازل ہو چکی تھی اِسْتَغْفِرْ لَهُمْ اَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ اِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِيْنَ مَرَّةً فَلَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ (یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بخشش مانگئے ان کے لئے یا نہ بخشش مانگئے ان کے لئے۔ اگر ان کے لئے آپ ستر دفعہ بخشش مانگیں گے تو

اللہ اُن کو نہ بخشے گا یہ اس سبب سے کہ انہوں نے اللہ اور اُس کے رسول کے ساتھ کفر کیا ہے۔ اور اللہ فاسقوں کی قوم کو ہدایت نہیں دیتا۔

پہلے تو اِس امر کو دیکھنا ہے کہ اس آیت سے اللہ تعالےٰ کا مقصد منافقین کے اعمال پر سرزنش ہے یا نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو۔ تو اس آیت کریمہ سے صاف ظاہر ہے کہ اللہ تعالےٰ نے منافقین کے جرموں کا ایسا سختی سے اظہار فرمایا ہے۔ کہ اگر آپ ستر دفعہ بھی اُن کے لئے بخشش طلب کرو تو اللہ اُن کو نہیں بخشے گا۔ اِس کا سبب اللہ تعالےٰ نے اِس آیت میں بھی بیان فرمایا ہے۔ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ کہ نہ بخشنے کا سبب یہ ہے کہ وہ آپ کے بھی منکر ہیں اور اللہ کے بھی۔ اِس لئے وہ قابلِ بخشش نہیں ہیں اور اس کی شرح دوسرے مقام پر بیان فرمائی المنٰفقون ۲۸ سَوَآءٌ عَلَيْهِمْ اَسْتَغْفَرْتَ لَهُمْ اَمْ لَمْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ لَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ (اُن پر آپ کا اُن کے واسطے بخشش مانگنا اور نہ مانگنا یکساں ہے۔ اللہ اُن کو ہرگز نہیں بخشے گا۔ بے شک اللہ فاسقوں کی قوم کو ہدایت نہیں دیتا)، تو اللہ تعالےٰ نے اُن کی عدمِ بخشش کی یہ خاص وجہ فرمائی کہ وہ آپ کی بخشش طلب کرنے کے قدر دان نہیں ہیں۔ آپ کا بخشش طلب کرنا اور نہ کرنا چونکہ اُن پر یکساں ہے۔ اس واسطے اللہ تعالےٰ اُن کو ہرگز نہیں بخشے گا۔ چنانچہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اِسی مقام پر ارشاد فرمایا۔

بخاری شریف ۱/۱۶۹ { فَلَمَّا اَرَادَ اَنْ يُّصَلِّىَ عَلَيْهِ جَذَبَهٗ عُمَرُ فَقَالَ اَلَيْسَ اللّٰهُ نَهَاكَ اَنْ تُصَلِّىَ عَلَى الْمُنَافِقِيْنَ فَقَالَ اَنَا بَيْنَ خِيَرَتَيْنِ قَالَ اسْتَغْفِرْ لَهُمْ اَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ اِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِيْنَ مَرَّةً فَلَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ فَصَلّٰى عَلَيْهِ فَنَزَلَتْ وَلَا تُصَلِّ عَلٰى اَحَدٍ

مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰى قَبْرِهٖ (جب آپ نے عبداللہ بن اُبی کے نماز جنازہ کا ارادہ فرمایا۔ تو حضرت عمرؓ نے آپ کو کھینچا۔ پھر عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کہ آپ کو اللہ نے منافقین پر نماز جنازہ پڑھنے سے روکا نہیں؟ تو آپؐ نے فرمایا کہ اِسْتَغْفِرْ لَهُمْ اَوْلَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ اللہ تعالےٰ نے فرما کر مجھے دونوں کا اختیار دیا ہے۔ میں اُن کے لئے بخشش مانگوں یا نہ مانگوں (کیونکہ لفظ اَوْ سے اللہ نے ارشاد فرمایا ہے) تو آپ نے اُس پر نماز پڑھی، تو بعد ازاں اللہ تعالےٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ کہ یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم منافقین سے کوئی بھی مرے آپ اُس پر نماز جنازہ بھی نہ پڑھیئے۔ اور نہ اُس کی قبر پر آپ کھڑے ہوئیے) تو کیا قرآن مجید کا سمجھنا نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر موقوف ہے اور تمہیں آپ کی تقلید واجب ہے یا تمہیں بھی کوئی اختیار ہے کہ تم نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی سمجھی ہوئی تفسیر کے عمل کرنے پر اپنے اجتہاد کو دخل دے کر آپ کی ذات پر اعتراض کرو۔ بلکہ دوسرے مقام پر مذکور ہے۔

۷۳۔ بخاری شریف 1/182 } قَالَ اِنِّیْ خُیِّرْتُ فَاخْتَرْتُ لَوْ اَعْلَمُ اِنِّیْ اِنْ زِدْتُ عَلَى السَّبْعِيْنَ يُغْفَرُ لَهٗ

لَزِدْتُ عَلَيْهَا (نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اختیار دیا گیا ہوں تو میں مختار ہوں اگر میں جانوں کہ میں ستر پر زیادہ کروں تو اُس کو بخشا جائیگا تو میں اُس پر زیادہ بھی کر دوں) تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو آپ کے اس فرمان کے مطابق اختیارِ کلّی ثابت ہوگا۔ ایک مسئلہ اس حدیث پاک سے آپؐ کا مختارِ کل ہونا ثابت ہوگیا جس بنا پر آپ نے ارشاد فرمایا کہ مجھے اختیار دیا گیا ہے اور میں مختار ہوں۔ چنانچہ آپ نے اپنے اسی اختیارِ کُلّی پر عمل بھی فرمایا تو اللہ تعالےٰ نے آپ کی اس بخشش کی قدر (منافقین کو نہ کرتے ہوئے دیکھا تو آئندہ کے لئے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو اُن پر نماز جنازہ پڑھانے سے روک دیا عبداللہ بن اُبی پر پڑھے ہوئے جنازے کو اُن کے متعلق کسی قسم کا اعتراض نہیں فرمایا۔ یہ ضمناً آپ کے ایک بھاری

اعتراض کا جواب دیا گیا ہے۔ کیونکہ یہ پہلے سوال کے ہم مثل تھا۔ کہ جیسا کہ یہ حکم آئندہ کے لیے ہے آپ کے عدم علم پر دال نہیں۔ جیسا کہ تم نے سمجھا ہوا ہے۔ ایسے ہی آیت گزشتہ وَلَا تَقُوْلَنَّ لِشَایْءٍ آئندہ کے لیے اللہ تعالےٰ نے یہ قانون مقرر فرمایا ہے۔ اس سے قبل نہ یہ قانون الٰہی مقرر تھا۔ اور نہ اللہ تعالےٰ گرفت کر سکتے ہیں اور نہ تم کہہ سکتے ہو کہ آپ کے نسیان پر معاذ اللہ یہ آپ کو اللہ تعالےٰ کی طرف سے عتاب ہوا ہے۔ بلکہ یہ اللہ تعالےٰ نے آئندہ کے لیے آپ کی ذات پاک سے اُخبُرُکُم کا بوجھ ہی اُٹھا دیا۔ اللہ تعالےٰ نے آپ کی دلیل نبوت کو کفار کے واسطے مضبوط کرتے ہوئے اپنے محبوب پاک صلے اللہ علیہ وسلم کی اس انتظار کو بھی گوارا نہیں فرمایا۔ بلکہ فرمایا کہ یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم آپ وحی کی اتنی انتظار کیوں فرما رہے ہیں۔ آئندہ یہ تکلیف گوارا نہ فرمائیے۔ بلکہ اپنے ارشاد کے ساتھ انشاء اللہ کی قید لگا دیا کیجئے۔ تاکہ آپ پر کسی قسم کا اعتراض ہی نہ رہے۔ تو ان کے اعتراض کو دور کرنے کے واسطے آپ ہر بات کو انشاء اللہ فرما کر میرے سپرد کر دیا کیجئے۔ تاکہ آپ پر اعتراض ہی نہ رہے۔ اس بوجھِ انتظار کو اللہ تعالےٰ نے ناگوار فرماتے ہوئے اِلَّآ اَنْ یَّشَآءَ اللّٰہُ ارشاد فرمایا۔ اور اگر کوئی کہے کہ پھر بھی آپ کے علم کی نفی ہوئی کہ اگر آپ کو علمِ غیب کُلّی ہوتا تو آپ کو اس امر کے نزول کی خبر ہونی چاہیے تھی۔ پہلا جواب تو یہ ہے کہ آپ اگر قبل از وحی ہی انشاء اللہ فرما دیتے تو یہ قانونِ الٰہی باقی اُمت کے واسطے کیسے مقرر ہو سکتا تھا۔ اور دوسرا جواب یہ ہے کہ علمِ غیب کُلّی میں اللہ کا بے انتہا علم ہم نے کب شامل کیا ہے۔ ہمارا تو عقیدہ یہ ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالےٰ کی طرف سے عالمین کا غیب کُلّی حاصل ہے۔ نہ کہ اللہ تعالےٰ کا علم۔ اللہ تعالےٰ کے علم کو تو تم نے کُل اور بعض سے متصف کیا ہوا ہے۔ ہمارے نزدیک تو اللہ کا علم بے انتہا ہے۔ اُس کے علم پر مخلوق سے کسی کا علم محیط نہیں ہو سکتا۔ تم ایسا اعتراض کر رہے ہو جو اللہ کے علم سے متعلق ہے نہ کہ مخلوق کے علم سے۔ اور ہمارا ادعائے النبی صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق مخلوق کے

غیب کلی ہے نہ خالق کے علم کا۔ یہ اعتراض اس آیت کے اجتہاد سے جو تم نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق استنباط کیا ہے غلط ہے۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ تو آپ کو عطا کرنے والا ہے۔

وہابی " اللہ تعالےٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے۔ وَمَا يَعْلَمُ جُنُوْدَ رَبِّكَ اِلَّا هُوَ اور اللہ کے لشکر کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا، تمہارا یہ دعوےٰ ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو عالمین کا علم ہے اور اللہ فرماتے ہیں کہ اللہ کے لشکر کو جس سے ملائکہ مراد ہیں سوائے اللہ کے کوئی نہیں جانتا۔ یعنی جنود ملائکہ اتنے بڑے ہیں کہ اُن کے لشکروں کو کوئی نہیں جانتا۔

۴۷۔ **محمد عمر** " اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے:۔ الاحزاب ۲۲ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ (بے شک اللہ اور اُس کے تمام فرشتے نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتے ہیں، تمہارا یہ ایمان ہے کہ تمام ملائکہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتے ہیں۔ اگر ہے تو سوال یہ ہے کہ وہ تمام صلواتیں پہنچتی کہاں ہیں تو یہ بھی ماننا پڑے گا۔ کہ تمام صلواتیں ملائکہ کی ہوں یا کسی اور کی یا خداوند تعالےٰ کی وہ تمام آپ کے دربار میں ہی پیش ہوتی ہیں کیا تمام جنودِ رب کی صلواتیں تو آپ جانتے ہیں اور صلواتیں بھیجنے والے کا علم نہیں۔ جب ہر ایک کی صلواتیں آپ کے دربار میں پہنچتی ہیں تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو یہ بھی علم ہوتا ہے کہ فلاں فرشتہ فلاں مقام سے عالم علوی میں ہو یا سفلی میں مجھ پر درود بھیج رہا ہے۔ تم یہ کہتے ہو کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو ملائکہ کا علم نہیں۔ میں کہتا ہوں کہ ملائکہ کا علم تو معمولی بات ہے ملائکہ کے وظائف کا علم اور اُن تمام کے مقامات پر بھی آپ مطلع ہیں۔

وہابی " اللہ تعالےٰ نے قرآن شریف میں فرمایا ہے۔ کہ یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تم لوگوں کو فرما دو وَمَآ اَدْرِيْ مَا يُفْعَلُ بِيْ وَلَا بِكُمْ (نہیں جانتا ہوں جو کچھ میرے ساتھ کیا جائیگا اور جو کچھ تمہارے ساتھ کیا جائیگا) تو اس آیت پاک سے صاف ظاہر ہے کہ آپ کو اپنی ذات کے متعلق کوئی خبر نہیں کہ کل میرے ساتھ کیا ہونا

ہے۔ چہ جائیکہ تم تمام جہانوں کے خبردار آپ کو مانتے ہو۔

محمد عمر تمہارا اس آیت کو حجت کے واسطے پیش کرنا درست نہیں کیونکہ یہ آیت منسوخ ہے۔

تفسیر ابن کثیر $\frac{4}{155}$ قال علی بن ابی طلحۃ عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فی ھذہ الایۃ نزل بعدھا لِیَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ وَ اھکذا قال عکرمۃ والحسن وقتادۃ انھا منسوخۃ بقولہٖ تعالیٰ لِیَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ۔

وہابی اللہ تعالےٰ نے قرآن شریف میں فرمایا ہے۔ وَرُسُلًا قَدْ قَصَصْنٰهُمْ عَلَيْكَ مِنْ قَبْلُ وَرُسُلًا لَّمْ نَقْصُصْهُمْ عَلَيْكَ (اور بعض پہلے رسولوں کا قصہ ہم نے آپ پر بیان کیا ہے اور بعض رسولوں کا واقعہ آپ پر بیان نہیں کیا) اس آیت سے ثابت ہوا۔ کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو تمام انبیاء کا علم نہ تھا۔ حالانکہ تم نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے واسطے غیب کلّی کے قائل ہو۔

محمد عمر تمہارا یہ شیوہ ہے کہ تم نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی صفات کے واسطے اعتراضات تراشتے رہتے ہو۔ کیا یہ بھی جزوِ ایمان ہے؟ اگر آپ ایسے ہی ناواقف تھے تو تم کو علم کیسے آگیا۔ ایسے ناواقف نبی کا اُمتی بننا میرے خیال میں تو تمہاری توہین ہے خدارا کچھ سوچو اور جستجوئے تنقیص رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم چھوڑ دو۔ اس کا پہلا جواب یہ ہے کہ جس وقت یہ آیت نازل ہوئی تو کیا اس کے بعد وحی بند ہوگئی تھی؟ جو تم نے یقین کر لیا۔ کہ آپ کو بعض کا علم ہے اور بعض کا نہیں۔ حالانکہ یہ آیت قرآن مجید ہی کے متعلق ہے۔ کہ ہم نے ابھی آپ پر قرآن میں بعض انبیاء کا واقعہ بیان کیا اور بعض کا نہیں۔ دوسرا جواب یہ ہے۔ کہ دوسرے مقام پر اللہ تعالےٰ نے اس کا

جواب دیا ہے۔

ہود ۱۲/۱۰ } وَكُلًّا نَّقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ أَنْبَآءِ الرُّسُلِ (اور یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہم نے آپ پہ تمام رسولوں کی تھوڑی تھوڑی خبریں بیان کی ہیں، تا کہ کلام طول نہ ہو جائے۔

اس آیت کریمہ سے صاف ظاہر ہے اور منکرین کا منہ اللہ تعالےٰ نے بند کر دیا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ کو یہ علم تھا۔ کہ میرے نبی صلے اللہ علیہ وسلم پہ انبیاء کے علم کے متعلق معترض ہونگے۔ اسی واسطے اللہ تعالےٰ نے الرُّسُلِ کو جمع بیان فرمایا۔ اور اس جمع پر ال کو داخل کیا۔ جو فائدہ عموم کا دیتا ہے۔ پھر تمام شکوں کو رفع کرنے کے واسطے لفظ کُل کو داخل فرمایا۔ تا کہ یہ بات واضح ہو جائے کہ اللہ تعالےٰ نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو کُل رسولوں کا علم عطا فرمایا ہے۔ بعض جہال سے یہ اعتراض کرتے ہیں جو اپنی کم علمی کا ثبوت دیتے ہوئے کہتے ہیں کہ من انباء الرسل میں من تبعیضیہ ہے۔ لیکن وہ بیچارے ایسے علم سے کورے ہیں کہ من تبعیضیہ انباء پہ داخل ہے نہ رُسُل پر۔ رُسُل کا تعلق تو کُل کے ساتھ ہے۔ یعنی کُل رسولوں کے تھوڑے تھوڑے واقعات آپ پہ بیان کئے گئے ہیں۔ اور یہ بھی صرف قرآن مجید کے متعلق ہے نہ کہ باقی وحی کے متعلق۔ تیسرا جواب یہ ہے کہ مسلم شریف ۱/۹۶ میں درج ہے۔ کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے تمام انبیاء کو مسجد اقصیٰ میں معراج کی رات جماعت کرائی۔ کیا ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر کو آپ نے نماز نہیں پڑھائی؟ کوئی ایسا نبی نہیں جس نے آپ کے پیچھے نماز نہ پڑھی ہو۔ جن کے متعلق آپ نے بھی ارشاد فرمایا:۔

مستدرک ۲/۵۹۷ } ابو ذرؓ سے روایت ہے۔ کہ میں نے عرض کی یا رسول اللہ كَمِ الْنَّبِيُّوْنَ قَالَ مِائَةُ اَلْفٍ وَّاَرْبَعَةٌ وَّعِشْرُوْنَ اَلْفَ نَبِيٍّ قُلْتُ كَمِ الْمُرْسَلُوْنَ مِنْهُمْ قَالَ ثَلَاثَةُ مِائَةٍ وَ

ثَلَاثَۃَ عَشَرَ وذکر باقی الحدیث یارسول اللہ تمام انبیاء کتنے ہیں۔ آپ نے فرمایا ایک لاکھ اور چوبیس ہزار انبیاء ہیں میں نے عرض کی کہ اُن سے رسول کتنے ہیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا۔ کہ تین ۳۱۳ سو تیرہ۔ اس حدیث میں اس امر کی صاف دلیل ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو تمام انبیاء کا بالتفصیل علم ہے۔ تمہارا یہ کہنا کہ آپ کو انبیاء اللہ کا علم نہیں نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے انبیاء اللہ کی تفصیل تو بجائے خود جھوٹے نبیوں کی تعداد بھی فرمادی۔ کیا تم اُس حدیث کو بھول گئے ہو۔ جو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے بعد تیس ۳۰ دجال ہونگے جو نبی ہونے کا دعوے کرینگے۔ کیا یہ حدیث تم نے مرزائیوں کے مقابلہ میں پڑھنے کے واسطے یاد کی ہوئی ہے۔ اپنے عقیدے کو درست کرنے کے واسطے نہیں کیا یہ حدیث کافی نہیں۔ کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے قیامت تک کے تمام مستقبلہ جھوٹے انبیاء کی بھی غیبی اطلاع فرمادی۔ کیا یہ بغیر علم غیب کے فرمان صحیح ہوسکتا ہے۔ اگر نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے اس علم غیب پہ ایمان نہ لاؤ تو مرزا قادیانی کو تمہیں سچا ماننا پڑے گا۔ بدلائل ثابت ہؤا۔ کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو اللہ کے سچے انبیاء کا بھی پورا علم ہے۔ جو آپ کی اقتدا میں داخل ہوچکے اور جھوٹے انبیاء کا بھی جن کو آپ نے دجالوں کا خطاب دیدیا

وہابی ترمذی شریف میں روایت ہے اور بخاری شریف میں بھی کہ قیامت کو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے بعض آدمیوں کو پکڑا جائیگا تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اُس دن کہوں گا۔ رَبِّ اُصَیْحَابِی رَبِّ اُصَیْحَابِی تو ملائکہ کہیں گے اِنَّکَ لَا تَدْرِی مَا اَحْدَثُوْا بَعْدَکَ (بے شک تو نہیں جانتا۔ کہ تیرے بعد انہوں نے کیا کیا ہے) بڑے افسوس کی بات ہے کہ ملائکہ کہیں کہ آپ کو بعد کا علم نہیں اور تم کہو کہ کُلّی علم ہے۔ کچھ خدا کا خوف کرو۔

محمد عمر تم نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر نکتہ چینی کا ٹھیکہ لیا ہؤا ہے۔ حدیث کے ماقبل ومابعد اور اُس کی تتبع تم نہیں کرسکتے۔ اسی واسطے تم بلا سوچے

مذہبی تقلید کے گڑھے میں گر رہے ہو۔ پہلے تو تمہیں یہی سوچنا چاہیئے تھا۔ کہ یہ واقعہ جو آپ اپنا اور مجرموں کا فرما رہے ہیں یہ ہے کب کا۔ یہ قیامت کا واقعہ بھی تو غیب ہے۔ واقعہ ابھی قیامت کو ہو گا۔ اور اِنَّكَ لَاتَدْرِی ابھی ملائکہ کے ذہن میں بھی نہیں آیا قیامت کو آئیگا۔ آپ نے ابھی وقت فرما دیا کہ میں یہ کہوں گا اور ملائکہ یہ کہیں گے۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ یہاں استفہام ہے۔ دیکھئے دوسری حدیث۔

مسلم شریف ۲/۲۴۹ فَيُقَالُ اَمَا شَعَرْتَ مَا عَمِلُوْا بَعْدَكَ (تو کہا جائے گا کہ کیا آپ نہیں جانتے آپ کے بعد جو انہوں نے عمل کیا ؟) یعنی آپ جانتے ہیں۔ ثابت ہوا کہ اِنَّكَ لَاتَدْرِی میں بھی استفہام ضرور ہے۔ تیسرا جواب:۔

مسلم شریف ۱/۱۲۶ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَتَعْرِفُنَا قَالَ نَعَمْ (لوگ کہیں گے کہ یا رسول اللہ آپ ہمیں پہچانتے ہیں۔ تو آپ فرمائیں گے ہاں)

وہابی اِنَّ حرفِ تحقیق ہے اور تم کہتے ہو استفہام ہے۔

محمد عمر کیا حرفِ تحقیق جہاں موجود ہو۔ تو وہاں استفہام نہیں آسکتا؟ یہ آپ کو کس جاہل نے پڑھایا ہے۔ میں تمہیں قرآن شریف سے حوالہ بتاتا ہوں دیکھئے سورہ یوسف میں موجود ہے۔ ثُمَّ اَذَّنَ مُؤَذِّنٌ اَيَّتُهَا الْعِيْرُ اِنَّكُمْ لَسَارِقُوْنَ (پھر معلن نے اعلان کیا کہ اے اونٹوں والو کیا تم چور ہو؟)۔ اس مقام پر اِنَّ حرف تحقیق بھی موجود ہے اور استفہام بھی ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ استفہام سے اقرار کو پکا کرنے کے لئے اِنَّ حرف تحقیق لایا جاتا ہے۔ تفسیر سے بھی اس کی تحقیق سن لیجئے:۔

تفسیر خازن ۲۴۵/۳ | اسی مذکورہ آیت کے ماتحت درج ہے۔ ذٰلِكَ النِّدَاءُ عَلٰی سَبِیْلِ الْاِسْتِفْهَامِ دوسرے مقام پہ لفظِ اِنَّ پر ہمزہ استفہام موجود ہے۔ قَالُوْا ءَاِنَّكَ لَاَنْتَ یُوْسُفُ (یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے کہا۔ کہ تو یوسف ہے؟) یہ استفہام برائے ثبوت اقرار بحرفِ تحقیق اور ہمزہ استفہام بھی صاف طور پہ داخل ہے۔ ثابت ہوا کہ اِنَّكَ لَا تَدْرِیْ مَا اَحْدَثُوْا بَعْدَكَ کا مطلب بھی یہی ہے۔ جس میں استفہام انکاری ہے۔ کہ کیا آپ نہیں جانتے کہ انہوں نے آپ کے بعد کیا کیا؟ یعنی آپ جانتے ہیں۔ کیونکہ ملائکہ جو آپ کے غلام ہیں ان کی کیا جرأت ہے کہ رحمۃ للعالمین صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے کہ جن پر وہ درود پڑھتے ہوں۔ اُن کو بے خبر کہدیں۔ وہ غلام بھی پاک اور اُن کی غلامی بھی پاک۔ وہ ایسی گستاخانہ حرکت نہیں کر سکتے۔ یہ شیوہ آپ کا ہی ہے کہ جس کا کلمہ پڑھو اور درود بھی گلے بگاہے مجبوراً پڑھ ہی لو۔ پھر معاذ اللہ اُن کو بے علم بھی کہو۔

وہابی حدیث شریف میں آتا ہے" کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک دن نماز پڑھائی تو آپ نے دو رکعت پر ہی سلام پھیر دیا۔ تو بڑے بڑے صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین بھی موجود تھے۔ لیکن کسی کو اعتراض کرنے کی جرأت نہ ہوئی۔ ایک ذوالیدین بول اُٹھا اور عرض کی۔ کہ یارسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کیا آپ بھول گئے ہیں یا نماز قصر کی گئی ہے۔ تو آپ نے فرمایا کہ میں بشر ہوں بھولتا ہوں جیسا کہ تم بھول جاتے ہو۔ جب تم سے کوئی شخص نماز میں بھول جائے اور وہ ابھی بیٹھا ہی ہو تو سجدہ سہو کرے۔ تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے پھر کر اُسی وقت دو سجدے سہو کر دیئے۔" اس حدیث سے دو مسئلے ثابت ہوئے۔ ایک تو آپ کی بشریت ثابت ہو گئی جس سے تمہارا عقیدہ باطل ہو گیا۔ کہ تم نبی علیہ السلام کو نور سمجھتے ہو۔ اور دوسرا یہ بھی ثابت ہوا۔ کہ آپ کو غیب کلی نہیں۔ کیونکہ آپ نے فرمایا میں بھول جاتا ہوں جیسا کہ تم بھولتے ہو۔ ورنہ آپ

کو سجدہ سہو نکالنے کی کیا ضرورت تھی۔

محمد عمر کسی بچے کی ماں چھوٹے بچے کو گود میں لے کر اُس کو باتوں کا طریقہ سکھانے کے لئے ابتدا یہاں سے کرتی ہے۔ اماں بچے کو بار بار مخاطب کر کے اپنی زبان سے محض اماں کا لفظ ہی نکالتی ہے۔ اگلی پچھلی تمام کلام کو حذف کر دیتی ہے۔ اگر کوئی وہابی پاس سے گزرے تو وہ یہی کہے گا۔ کہ یہ بڑھیا بڑی بے وقوف ہے اپنے بیٹے کو اماں کہہ رہی ہے۔ لیکن وہ بڑھیا اُس کو تعجبانہ لہجہ میں ضرور جواب دے گی۔ کہ تمہاری اتنی عمر گزر چکی تمہیں یہ علم نہ ہؤا کہ مائیں اپنے بچے کو ایسے ہی آسان کلمے تعلیم دیتی ہیں۔ میں بطور تعلیم اُس کو کہہ رہی ہوں۔ تاکہ وہ بھی اپنی زبان سے یہی کلمہ نکالے۔ نہ کہ میں بیٹے کو اماں کا لفظ پکار رہی ہوں۔ یہ تمہاری کم فہمی ہے۔ میری غلطی نہیں ہے۔ ایسے ہی چونکہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم تمام کے رُوحانی باپ ہیں اور ہماری تعلیم کے لئے ہی آپ نے صرف دو رکعت پڑھ کر سلام پھیر دیا۔ اگر آپ ایسا کر کے یعنی بھول کر سجدہ سہو نہ نکالتے تو آپ کا تو بھولنا محال اور ہمارا بھولنا ضروری ہے۔ ہم اپنی بھول کو کیسے درست کرتے۔ چنانچہ جو تم نے حدیث بیان کی ہے وہ ابن ماجہ کی صـ۸۵ پر ہے اور اُس حدیث میں اختصار ہے۔ مکمل حدیث صـ۸۶ پر موجود ہے۔ جس کو امام بخاریؒ نے بھی دو مقام پر پوری حدیث بیان فرمائی ہے۔

بخاری شریف $\frac{1}{69}$ و $\frac{1}{164}$ اس حدیث میں مذکور ہے کہ ذوالیدینؓ نے جب عرض کی یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ، اَنَسِیْتَ اَمْ قُصِرَتِ الصَّلٰوۃُ قَالَ لَمْ اَنْسَ وَلَمْ تُقْصَرْ کیا آپ بھُولے ہیں یا نماز قصر کی گئی ہے۔ تو آپ نے فرمایا کہ نہ میں بھُولا ہوں اور نہ نماز قصر کی گئی ہے ، کیا تمہیں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے ارشاد پر بھی یقین نہیں۔ آپ فرمائیں ہیں بھُولا نہیں۔ اور تم کہو کہ آپ بھُولے ہیں۔ اور پھر طرہ یہ کہ آپ نے تو انکساری کے

واسطے فرمایا۔ اور تم نے آپ کی انکساری ظاہر فرمانے پر نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی توقیر چھوڑ دی اور کہتے ہو کہ جیسے ہم بھولتے ہیں ویسے نبی صلے اللہ علیہ وسلم بھی بھولتے تھے میرے کہنے سے تو تم سیخ پا ہو جاؤ گے اور کہو گے کہ حنفی ہم پر بہتان لگاتا ہے لیکن ذرا اپنے ایمان کو سامنے رکھ کر صحیح صحیح کہنا کہ تم نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو اپنے مولویوں سے بھی کم نہیں جانتے ؟ دیکھو مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری اپنی شان میں اپنے علم کو ظاہر کرتے ہوئے رقمطراز ہیں :۔

نور توحید صفحہ ۴۲ "مسرت آمیز واقعہ۔ ایک واقعہ ایسا مسرت آمیز ہے کہ میں اپنی عمر کی کسی حالت میں نہیں بھولا۔ اور نہ بھول سکتا ہوں "۔

اب اس عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ تمہارا عقیدہ اپنے مولویوں کیمتعلق اتنا بڑا ہے۔ کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو اپنے سے کم سمجھتے ہو۔ صرف تمہاری لغزش اس بنا پر ہے کہ تم اپنے علم پر فخر کرتے ہو۔ اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم باوجود عالمین کے خبر دار ہونے کے اَنْسیٰ کَمَا تَنْسَوْنَ فرماتے ہیں۔ اور واقعی اگر آپ کے ارشاد کو ظاہری عبارت پر ہی محمول کیا جائے اور حقیقتہً انکساری نہ سمجھی جائے۔ اور سمجھا جائے کہ آپ ہماری طرح ہی بھولتے ہیں تو اس سے صاف ظاہر ہو جائے گا۔ کہ آپ قرآن مجید میں بھی بھولے ہونگے۔ اور بعض اُن لوگوں کا کہنا تمہارے نزدیک سچا ہو جائیگا جو کہتے ہیں کہ قرآن مجید چالیس ۴۰ پارے تھے۔ تیس ۳۰ پارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو یاد ہے اور دس پارے آپ بھول گئے وہ ہمارے پاس ہیں۔ حالانکہ یہ عقیدہ رکھنے والے ہمارے نزدیک غلطی پر ہیں۔ اور وہی عقیدہ تمہارا ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم ہماری طرح بھولتے ہیں۔ کچھ خدا کا خوف کرو اور آپ کے انکسارانہ کلمات کو حقیقت پر مبنی نہ سمجھو۔ ایسے ہی آپ کا فرمانا اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ یہ آپ کی انکساری ہے۔ جس کی حقیقت آپنے دوسرے

مقام پر فرمائی ہے۔ جس کا ذکر پہلے گذر چکا ہے۔ حدیث مذکورہ بالا کے متعلق اور تحقیق سن لیجئے۔

مؤطا امام مالکؒ صـ۳۵ } اَنَّہٗ بَلَغَہٗ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قَالَ اِنِّیْ لَاُنْسٰی اَوْ اُنَسّٰی لِاَسُنَّ - امام مالکؒ کو یہ حدیث پہنچی ہے (کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں بھلایا گیا ہوں۔ تاکہ سُنّت مقرر کروں میں)

شفا شریف ۲/۲۴۹ } لَسْتُ اَنْسٰی وَلٰکِنْ اُنَسّٰی (میں نہیں بھولا اور لیکن میں بھلایا گیا ہوں)، آگے دلیل فرمائی۔

(سَنُقْرِئُكَ فَلَا تَنْسٰٓى اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ) اَیْ مَا اَرَادَ اللّٰہُ تَعَالٰی اَنْ یُّنْسِیَکَ اِیَّاہُ اللہ تعالےٰ نے فرمایا۔ کہ یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جلدی ہم آپ کو پڑھا دیں گے۔ کہ تو نہ بھولے گا۔ مگر جو اللہ چاہے) یعنی اللہ تعالےٰ کا جہاں آپ کو بھلانے کا ارادہ ہو وہاں مشیت ایزدی کے ماتحت بھول کر طریقۂ مسنونہ کو جاری فرمائینگے۔ اللہ تعالےٰ فرمائے کہ آپ کو میں ایسا پڑھا دونگا کہ آپ نہیں بھولیں گے۔ مگر جہاں اللہ کی مشیت ہوگی کہ یہاں ذرا بھول جایئے تو آپ وہاں اُس چیز کو ترک کر دیں گے۔ تو اس سے آپ کی بے علمی کا اندازہ نہ لگایا جائیگا۔ بلکہ یہ سمجھا جائیگا۔ کہ پڑھانے والا اتنا زبردست ہے اور پڑھنے والے بھی اتنے بلند پایہ ہیں۔ کہ آپ اُس پڑھے ہوئے کو بھول نہیں سکتے۔ بلکہ پڑھانے والے کے ارشاد کے مطابق آپ نے اُس کو ترک کر دیا ہے۔ اور نسیان کا لفظ جب اللہ تعالےٰ اور اُس کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آئے گا۔ یعنی اِس فعل نسیان کا فاعل جب اللہ تعالےٰ اور اُس کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم ہوں تو وہاں معنی ترک کے ہی لئے جائیں گے۔ جیسا کہ مفسرین نے بھی یہی معنی کئے ہیں۔ اور نسیان کے اصل معنی بھی ترک کے ہیں۔

ابن جریر ۱۵/۱۴۱ } (وَاذْكُرْ رَّبَّكَ اِذَا نَسِيْتَ) مَعْنَاہُ وَاذْکُرْ رَبَّکَ اِذَا تَرَکْتَ ذِکْرَہٗ (معنی اِس آیت کے یہ ہیں کہ اپنے

رب کی یاد کرو جب تو اُس کے ذکر کو چھوڑ دے) اس سے ثابت ہوا کہ جب فعل نسیان کو اللہ اور اُس کے رسول علیہ السلام کی طرف منسوب کیا جائے تو معنی ترک کے ہونگے۔

وہابی نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ستر آدمی قرار امداد کے لئے بھیجے تو وہ شہید کیے گئے۔ اگر آپ کو علم غیب ہوتا تو اُن کو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نہ بھیجتے۔ کیا آپ نے جانتے ہوئے اُن کو شہید کروا دیا؟

محمد عمر نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا رعل وذکوان وعصیہ وبنی لحیان کے ساتھ معاہدہ تھا۔ اُس معاہدے کی بنا پر انہوں نے اپنے دشمن پر نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے امداد چاہی۔ تو آپ نے ستر قرار انصار سے اُن کے ساتھ بھیج دیئے۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ کا فرمان ہے۔

بنی اسرائیل ۱۵/۳ وَاَوْفُوْا بِالْعَهْدِ اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُوْلًا (اور پورا کرو تم وعدے کو کیونکہ وعدہ کا سوال کیا جائیگا)

اگر آپ اُن کی امداد کے لئے آدمی نہ بھیجتے تو معاہدے کے خلاف تھا۔ ستر آدمی کو آپ کا بھیجنا آپ کے علم غیب پر دال ہے۔ کیونکہ آپ نے ایسے ستر آدمی چن کر بھیجے تو وہی بھیجے جنہوں نے وہاں درجہ شہادت حاصل کرنا تھا۔ اور اُن پر تمہارا اعتراض کرنا کہ اگر وہ یہاں مدینہ طیبہ میں رہتے تو وہ زندہ رہتے۔ یہ عقیدہ قرآن کریم کے خلاف ہے۔

نساء ۵/۱۰ اَيْنَمَا تَكُوْنُوْا يُدْرِكْكُّمُ الْمَوْتُ وَلَوْ كُنْتُمْ فِيْ بُرُوْجٍ مُّشَيَّدَةٍ وَاِنْ تُصِبْهُمْ حَسَنَةٌ يَّقُوْلُوْا هٰذِهٖ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَاِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ يَّقُوْلُوْا هٰذِهٖ مِنْ عِنْدِكَ قُلْ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ فَمَالِ هٰؤُلَاءِ الْقَوْمِ لَا يَكَادُوْنَ يَفْقَهُوْنَ حَدِيْثًا (جہاں کہیں بھی تم ہو تمہیں موت پالے گی۔ اگرچہ تم گچ شدہ برجوں میں بند ہو جاؤ۔ اور اگر انہیں نیکی پہنچے (یعنی فتح) تو منافقین کہتے ہیں کہ یہ اللہ کی طرف سے

ہے۔ اور اگر انہیں برائی (شکست) پہنچے تو وہ کہتے ہیں کہ یہ آپ کی طرف سے ہے فرما دیجئے یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہر چیز (فتح وشکست شہادت و واپسی بخیریت) اللہ کی طرف سے ہیں پھر کیا ہے اس قوم کو کہ یہ بات کو سمجھتے نہیں (یہ عقیدہ جو تم نے ظاہر کیا ہے کہ اگر نبی صلے اللہ علیہ وسلم اُن کو نہ بھیجتے تو وہ بچ جاتے یہ عقیدہ منافقین کا ہے۔ جیسا کہ منافقین نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کسی غزوہ میں جاتے تو اگر اُن کو فتح حاصل ہوتی اور مال غنیمت بھی ہاتھ آتا تو وہ کہتے کہ یہ اللہ کی طرف سے انعام ہے۔ اور اگر اُن کو شکست ہوتی یا اُن سے کوئی آدمی شہید ہو جاتے۔ اس کو وہ برائی سمجھتے تھے تو وہ کہتے کہ یا رسول اللہ اس برائی کا سبب تم ہو۔ اگر تم نہ بھیجتے تو یہ حال کیوں ہوتا۔ اس سے ثابت ہوا کہ یہ عقیدہ تم نے منافقین سے لیا ہوا ہے۔ اور یہی نفاق تمہیں نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر اعتراض کا موقعہ دیتا ہے۔ اور سُنئے۔

ال عمران ۴/۸ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ كَفَرُوا وَقَالُوا لِإِخْوَانِهِمْ إِذَا ضَرَبُوا فِي الْأَرْضِ أَوْ كَانُوا غُزًّى لَّوْ كَانُوا عِندَنَا مَا مَاتُوا وَمَا قُتِلُوا لِيَجْعَلَ اللَّهُ ذَٰلِكَ حَسْرَةً فِي قُلُوبِهِمْ وَاللَّهُ يُحْيِي وَيُمِيتُ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ۔ وَلَئِن قُتِلْتُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَوْ مُتُّمْ لَمَغْفِرَةٌ مِّنَ اللَّهِ وَرَحْمَةٌ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُونَ وَلَئِن مُّتُّمْ أَوْ قُتِلْتُمْ لَإِلَى اللَّهِ تُحْشَرُونَ۔ (اے ایمان والو تم اُن کافروں کی طرح نہ ہو جاؤ جنہوں نے اپنے بھائیوں کو کہا۔ جب وہ کہیں سفر کو گئے یا وہ لڑائی کو گئے۔ کہ اگر وہ ہمارے پاس ہوتے تو وہ نہ مرتے اور نہ قتل کیے جاتے۔ تاکہ اللہ تعالٰے اس کو اُن کے دلوں میں افسوس رکھے۔ اور اللہ ہی جلاتا ہے اور اللہ ہی مارتا ہے۔ اور جو تم عمل کرتے ہو اللہ تعالٰے دیکھنے والا ہے۔ اور اگر تم اللہ کے رستے میں مارے جاؤ یا مر جاؤ تو اللہ کی طرف سے

بخشش ہے اور رحمت ہے۔ بہتر ہے اُس چیز سے جو یہ لوگ جمع کرتے ہیں۔ اور اگر تم مرجاؤ یا قتل کئے جاؤ تو اللہ کی طرف تم اکٹھے کئے جاؤ گے،

اس آیۂ کریمہ سے یہ صاف ثابت ہو گیا۔ کہ یہی اعتراض جو تم نے کیا ہے کفار بھی آپ کے زمانے میں کیا کرتے تھے۔ اور دوستوں کے جانے پر افسوس کرتے تھے کہ اگر یہ نہ جاتے غزوہ ہو یا سفر تو یہ مارے نہ جاتے۔ تو اللہ نے جواب دیا کہ اللہ ہی زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے۔ اور پھر فرمایا کہ تم اے مسلمانو اپنا عقیدہ اُن کفار کی طرح نہ رکھنا۔ کیونکہ اگر تم اللہ کی راہ میں شہید کئے جاؤ یا مرجاؤ تو اللہ کی طرف سے بخشش اور رحمت ان کی تمام عمر کے اعمال سے بہتر ہے۔ تو یاد رکھو یہ اعتراض نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے علم غیب نہ ہونے پر کرو گے اور یہ کہو گے کہ اگر آپ کو علم ہوتا تو آپ اُن کو نہ بھیجتے اور اُن کی جانیں بچ جاتیں تو از روئے فرمان الٰہی کفار کی جماعت میں شامل ہو جاؤ گے۔ یہ ہے حدیث پاک پر تمہارے اعتراض کا جواب قرآن شریف سے۔ باقی حدیث پاک کے لحاظ سے جواب یہ ہے کہ جب نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آدمی امداد کے لئے پہنچا تو اُس نے عرض کی کہ یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب کو نجدیوں کی تبلیغ کے لئے بھیجئے تاکہ وہ آپ کی غلامی کی طرف اُن کو بلائیں۔

قسطلانی ۶/۲۱۴ | قَالَ يَا مُحَمَّدُ لَوْ بَعَثْتَ رِجَالًا مِنْ أَصْحَابِكَ إِلَى أَهْلِ نَجْدٍ فَدَعَوْتَهُمْ إِلَى أَمْرِكَ رَجَوْتُ

أَنْ يَسْتَجِيبُوا لَكَ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم إِنِّي أَخْشَى أَهْلَ نَجْدٍ عَلَيْهِمْ قَالَ أَبُو بَرَاءٍ أَنَا لَهُمْ جَارٌ فَابْعَثْهُمْ فَبَعَثَ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم۔ چونکہ اُن کے ساتھ آپ کا معاہدہ تھا تو انہوں نے نجدیوں کے لئے مبلغین طلب کئے۔ لیکن پھر بھی آپ نے فرمایا میں نجدیوں سے اُن پر ڈرتا ہوں ابوبرا کی ذمہ داری پر آپ نے ستر آدمی بھیجدیئے تو آپ کا فرمانا إِنِّي نَخَافُ أَهْلَ

نجدیہ یہ آپ کے علم غیب کی قبل از وقت خبر کا اظہار کرتا ہے کہ میں نجدیوں سے ڈرتا ہوں اور دوسری یہ بات بھی ثابت ہوگئی کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو بھی نجدیوں سے ڈر تھا۔ اب تم خود انصاف کر لو کہ نجدی آپ کی رحمت سے کیوں محروم ہیں۔ اور وہابی کیوں معترض ہیں۔

وہابی نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی بیوی صاحبہ حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ پر بہتان لگا تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اُن کو ابوبکر صدیق رضؓ کے مکان میں بھیج دیا اور بڑے مغموم رہے۔ اگر آپ کو علم غیب ہوتا تو آپ اتنے مغموم کیوں ہوتے اور حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ کو اُن کے باپ کے گھر کیوں بھیج دیتے۔

محمد عمر ہوائی جہاز کے چلانے والا جب جہاز رانی کی حالت میں ہوتا ہے تو وہ جہاز پر مختار ہوتا ہے۔ کیونکہ تمام جہاز کی مشینری اُس کے ہاتھ میں ہوتی ہے باوجود اس کے پھر بھی وہ وائرلیس اپریٹر کے اشارے پر جہاز ران کی ہر حرکت اُس کے ماتحت ہوتی ہے۔ ایسے ہی نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالےٰ نے تمام عالمین کے نقل وحرکت کی مشینری آپ کے قبضہ میں عطا کی ہوئی ہے۔ باوجود اس کے کہ آپ کو اس مشینری کا اختیارِ کلّی مل چکا ہے۔ لیکن آپ کی ہر نقل وحرکت اللہ کے اشارے سے باہر نہیں۔ اسی واسطے آپ حضر میں ہوں یا سفر میں غزوہ میں ہوں یا امن میں ہوں تو مَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ تو آپ کا اُس غزوہ کے رستے میں حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ کو چھوڑنا خدا کے اشارے پر تھا۔ اور آپ کا حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ کو اُن کے باپ کے گھر بھیجنا یہ بھی رضائے الٰہی کے بغیر نہ تھا۔ چنانچہ آپ نے اللہ کے حکم کو مقدم سمجھتے ہوئے حضرت ام المومنین رضؓ کی پرواہ نہ کی۔ بلکہ خداوند تعالےٰ کے توکّل پر اور حفاظت پر چھوڑ دیا۔ کیونکہ آپ سید الانبیاء تھے۔ اس لئے خلیل اللہ علیہ السلام سے اپنی اطاعت کو بالا ثابت کرنے کے لئے توجہ نہ فرمائی۔ کیونکہ دنیا کی محبوبہ اشیاء سے زیادہ محبوب اللہ تعالےٰ

نے عورت کو فرمایا ہے زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوَاتِ مِنَ النِّسَاءِ (لوگوں کے لئے عورتوں کی محبت شہوات کو مزین کیا گیا ہے) تو آپ نے باوجود محبت خاصہ کے اللہ کی محبت کو مقدم سمجھا۔ کیونکہ فرمان الٰہی ہے وَالَّذِينَ آمَنُوا أَشَدُّ حُبًّا لِلَّهِ (اور ایمانداروں کو اللہ کی بہت سخت محبت ہوتی ہے) اگر آپ حضرت عائشہ صدیقہؓ کے ہار ڈھونڈنے میں وقت صرف کرتے اور کوچ کو دیر کرتے تو اللہ کی محبت میں فرق لازم آتا۔

تیسرا جواب یہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے جب حضرت سارہؓ کو چھینا گیا تو اللہ تعالےٰ نے فرمایا كَذَٰلِكَ نُرِي إِبْرَاهِيمَ مَلَكُوتَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ (اور ایسے ہی ہم نے ابراہیم علیہ السلام کو زمین و آسمان کی بادشاہیاں دکھلادیں)۔ کیا ابراہیم علیہ السلام کو ان کی زوجہ مطہرہ کی جدائی کے وقت تو اللہ تعالےٰ زمین و آسمان کے پردے اٹھادے تو آپ ایمان لے آئیں کیا نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اللہ تعالےٰ کو معاذاللہ مخالفت تھی کہ آپ کی زوجہ مطہرہ کی جدائی کا پتہ نہ دیا۔ تاکہ تمہیں بھی اعتراض کا موقعہ مل جائے۔

چوتھا جواب۔ آپ اس لئے حضرت ام المومنینؓ کو اپنے گھر نہ لائے کہ اگر میں نے اپنی بیوی کو اپنے مکان میں جگہ دی تو منافقین معترض ہونگے۔ کہ گھر کی بات تھی اس لئے پردہ ڈال لیا۔ اور یہ آپ کے علم غیب کی بڑی دلیل ہے کہ اگر میں اپنے مکان میں نہ لاؤنگا تو اللہ تعالےٰ بہتان لگانے والوں کو ضرور سزا مقرر فرمائے گا۔ تو میں بحکم الٰہی منافقین کو اور اتہام لگانے والوں کو سزا دے کر اپنی بیوی کو اپنے گھر لاؤنگا۔ چنانچہ اس واقعہ کے بعد اللہ تعالےٰ نے متہمین کے واسطے سزا مقرر فرمائی۔

نور ۱۸ وَالَّذِينَ يَرْمُونَ الْمُحْصَنَاتِ ثُمَّ لَمْ يَأْتُوا بِأَرْبَعَةِ شُهَدَاءَ فَاجْلِدُوهُمْ ثَمَانِينَ جَلْدَةً وَلَا تَقْبَلُوا لَهُمْ شَهَادَةً أَبَدًا وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ إِلَّا الَّذِينَ

تَابُوْا مِنْ بَعْدِ ذٰلِكَ وَاَصْلَحُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ (اور جو لوگ نیک عورتوں کو تہمت لگاتے ہیں پھر وہ گواہ نہیں لائے تو اُن کو اسّی کوڑے مارو اور ہمیشہ اُن کی گواہی قبول نہ کرو اور یہی وہ فاسق ہیں۔ مگر جو لوگ توبہ کریں بعد ازیں اور وہ نیک ہو جائیں تو اللہ تعالےٰ بخشنے والا رحم کرنے والا ہے) تو تمام اتہام لگانے والوں کو اسّی اسّی کوڑے لگائے گئے تو بعد ازیں نبی صلے اللہ علیہ وسلم حضرت ام المومنین رض کو واپس گھر لائے۔ یہ تھی عصمتِ انبیاء جس کی وجہ سے آپ رُکے رہے اور گھر نہ لائے۔

پانچواں جواب یہ ہے کہ اگر نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو علم نہ ہوتا۔ تو آپ حضرت عائشہ صدیقہ رض کو فوراً طلاق دے دیتے۔ آپ کو حضرت عائشہ صدیقہ رض کے متعلق علم غیب یقینی معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ ابھی تک وحی پہنچا نہیں اور آپ نے طلاق نہیں دی۔ کیونکہ وحی آئی ہے تو بہتان لگانے والوں کو کوڑوں کا حکم لے کر ہی آتا ہے۔

چھٹا جواب یہ ہے۔ کہ آپ کو علم غیب تھا۔ کہ میری زوجہ مطہرہ حضرت عائشہ ام المومنین رض پر کوئی زمانہ ایسا آئیگا۔ کہ لوگ اُن کے متعلق اُن کے ایمان پر حملہ آور ہونگے۔ لہذا میں خاموش رہوں۔ تاکہ اُن کی شان اللہ تعالےٰ قرآن پاک میں بیان فرماوے تو قرآن کریم پر صحیح ایمان لانے والے اُن کی شان سے باخبر ہو جائیں۔ اور مخالفین کو حضرت ام المومنین رضی اللہ تعالےٰ عنہا کی شان قرآن مجید سے سنا سکیں۔ چنانچہ ایسے ہی ہوا کہ اللہ تعالےٰ نے آپ کی شان میں ایک سورۃ مکمل نازل فرمائی۔ جس کا نام بھی سورہ نور ہے۔

ساتواں جواب یہ ہے کہ جب یہ واقعہ افک شروع ہوا تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا کو اُن کے باپ کے گھر بھیجدیا اور تمام صحابہ کرام کو جمع کر کے خود منبر پر تشریف فرما ہوئے اور ہر ایک سے علیحدہ علیحدہ دریافت فرمایا جب ہر ایک کا مشورہ ختم ہوا تو آپ نے ارشاد فرمایا۔

بخاری شریف ۲/۶۹۷ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم وَهُوَ

عَلَى الْمِنْبَرِ يَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِينَ مَنْ يَعْذِرُنِي مِنْ رَجُلٍ قَدْ بَلَغَنِي أَذَاهُ فِي أَهْلِ بَيْتِي فَوَاللَّهِ مَا عَلِمْتُ مِنْ أَهْلِي إِلَّا خَيْرًا ۔ (اس حال میں کہ وہ منبر پر ہی تھے ۔ فرمایا اے تمام مسلمانوں کی جماعت کون شخص میرے پاس عذر کرتا ہے ۔ ایسے آدمی کے متعلق کہ جس کی تکلیف میرے اہلبیت کے بارے میں مجھے پہنچی ہے توقسم ہے خدا کی کہ میں اپنے اہل بیں سوائے بہتری کے کچھ نہیں جانتا) اس حدیث پاک سے دو امر ثابت ہوئے ایک تو یہ کہ جو آپ کے اہلبیت کے متعلق کسی قسم کی ناجائز بات کہے تو اُس کی تکلیف آپ کو پہنچتی ہے اب تم سوچو کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ کے متعلق جب تم آپ کو بے خبر ثابت کرو تو کیا مسلمان کہلانے کے حقدار ہو ۔ اور کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تمہارے اس اعتراض کرنے سے یا کتابوں میں شائع کرانے سے تکلیف نہیں پہنچتی ؟ جس کو آپ معافی دینے کے لئے بھی تیار نہیں ۔ جیسا کہ آپ نے منبر پر پُر زور فرمایا ۔ دوسرا امر یہ ثابت ہوا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو حضرت ام المومنین رض کی پاک دامنی کا علم تھا ۔ جس کو آپ نے منبر پہ کھڑے ہو کر اللہ کی قسم کھا کر یقین دلایا ۔ اور آپ کے علمی تسلی کے علاوہ قسم کھا کر فرمانا یہ بھی آپ کے علم غیب کی دلیل ہے ۔ کیونکہ آپ کو یہ علم تھا ۔ کہ میرے بعد میرے اس علم پر بھی کئی لوگ بے خبری کی تہمت لگائیں گے ۔ اس بنا پر آپ نے قسم کھا کر اپنے علم غیبی یقینی کا اظہار فرمایا ۔ تاکہ ہر مومن کو میری اس قسم پر یقین ہو جائے ۔ اور جو میری قسم پر بھی یقین نہ کرے گا ۔ تو وہ مومن کہلانے کا حقدار نہ ہو گا ۔ تمہارے اس اعتراض کی بھی آپ کو خبر تھی ۔ اسی واسطے آپ نے تیرہ سو سال پہلے ہی منبر پر کھڑے ہو کر قسم کھا کر اپنے علم کا یقین دلا دیا ۔ اور علم کے معنی بھی ملاحظہ ہوں :-

قسطلانی ۱/۱۰۲ } اَلْعِلْمُ اِدْرَاكُ الْكُلِّيِّ (علم کسی چیز کو پوری طرح سمجھ لینا) معلوم ہوا کہ آپ نے جو اپنے علم کے متعلق فرمایا تو آپ کو حضرت عائشہ صدیقہ رض کی نیکی کے متعلق کلی ادراک تھا ۔

وہابی بخاری شریف اور مسلم شریف میں ایک حدیث ہے کہ آپ کے دروازے پر ایک آدمی آیا تو اُس نے دروازے کے ایک سوراخ سے جھانکا۔ اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک کنگھی تھی۔ جو اپنے سر مبارک میں کر رہے تھے۔ تو آپ نے فرمایا کہ اگر میں جانتا کہ تو میری طرف دیکھ رہا ہے تو میں تیری آنکھ میں اُس کے ساتھ چونکا مارتا اور کوئی بات نہیں نظر کی وجہ سے ہی اذن طلب کیا جاتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ نبی علیہ السلام کو دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں۔

محمد عمر نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا فرمان صرف اتنا ہی ہے جس پر تمہارا اعتراض ہے لَوْ اَعْلَمُ اَنَّكَ تَنْظُرُنِی لَطَعَنْتُ بِہٖ فِی عَیْنَیْكَ جس کا ترجمہ تم نے کیا ہے کہ اگر میں جانتا تو یہاں اگر معنی یہی لئے جائیں کہ اَعْلَمُ کے معنی جاننے کے ہی ہیں علم تو اُس کے اقرار سے بھی ہو گیا تھا۔ بقول تمہارے۔ تو اُس وقت ہی آپ اُس کی آنکھ میں چونکا مار دیتے۔ کیونکہ اگر آپ اپنے علم غیب کے مطابق اُس کو چونکا مار دیتے تو وہ جھوٹ کہہ سکتا تھا۔ کہ میں تو حضورؐ ویسے ہی کھڑا تھا۔ میری دیکھنے کی نیت نہ تھی۔ تو آپ اپنے علم غیب کی دلیل میں پھر خدا کو پیش کرتے ؟ کہ تیرا ہی علم غیب دیا ہوا ہے۔ اور تُو ہی اس کے سامنے شہادت دے۔ تو یہ محال تھا اور اہل دنیا کے نزدیک یعنی منافقین اور کفار کے نزدیک معاذ اللہ آپ جابر قرار دیے جاتے یا آپ پر جرم عائد ہوتا۔ اس بنا پر آپ نے ارشاد فرمایا لَوْ اَعْلَمُ اَنَّكَ تَنْظُرُنِی کہ اگر میں ظاہر کرتا کہ تو مجھے دیکھ رہا ہے تو میں تیری آنکھ میں چوکا مارتا۔ کیونکہ بغیر میرے ظاہر کرنے کے تجھے چوکا مارنا یہ سنت مقرر ہو جاتی کہ سوراخ سے جھانکنے والے کی آنکھ میں بغیر اظہار ہی لوگ چونکا مارنا شروع کر دیتے۔ تو اس سے یہ ثابت ہوا۔ کہ اگر کوئی جھانکنے والا دیوار سے یا دروازے کے سوراخ سے جھانکے تو پہلے اُس کو اِنَّكَ تَنْظُرُنِی سے سوال کرے کہ کیا تو میری طرف دیکھتا ہے ؟ جب وہ اس کا جواب صحیح دیدے تو اُس کی آنکھ میں چوکا مار دے۔ یہی مطلب ہے اس حدیث میں کہ اگر میں ظاہر کرتا کہ اِنَّكَ

تَنْظُرُنِی اس بات کو کہ کیا تو میری طرف دیکھتا ہے اور تو جواب دے دیتا تو میں تیری دونوں آنکھوں میں چوکا مارتا۔ تو یہ آپ نے ناظر پہ اپنا احسان جتایا کہ میں نے تیرے دیکھنے کو اِنَّکَ تَنْظُرُنِی کے سوال سے تجھے ظاہر نہیں کیا اور تیری دونوں آنکھیں صحیح سلامت بچ گئیں۔ وَقَالَ لِلتَّھْدِیْدِ فقط

"وہابی" کیا علم کے معنی اظہار کے بھی آتے ہیں۔ جیسا کہ تم نے لَوْ اَعْلَمُ کو لَوْ اَظْھَرُ کے معنی میں لیا ہے۔

محمد عمر علم کے معنی اظہار کے قرآن کریم میں بہت جگہ آئے ہیں۔

محمد ۲۶/۴ } وَلَنَبْلُوَنَّکُمْ حَتّٰی نَعْلَمَ الْمُجٰھِدِیْنَ مِنْکُمْ وَالصّٰبِرِیْنَ (اور ضرور آزمائیں گے ہم تم کو تاکہ مجاہدین کو اور صابرین کو تم سے ظاہر کریں) تو یہاں علم کے معنی اظہار کے ہیں۔

حدید ۲۷/۳ } وَلِیَعْلَمَ اللّٰہُ مَنْ یَّنْصُرُہٗ وَرُسُلَہٗ بِالْغَیْبِ (اور تاکہ ظاہر کرے اللہ تعالےٰ کون اُس کی اور اُس کے رسولوں کی غیب میں مدد کرتا ہے)

مائدہ ۷/۱۳ } لِیَعْلَمَ اللّٰہُ مَنْ یَّخَافُہٗ بِالْغَیْبِ (تاکہ ظاہر کرے اللہ تعالےٰ کہ ین دیکھے اُس سے کون ڈرتا ہے)

اگر یہاں علم کے معنی اظہار کے نہ لئے جائیں تو لازم آئیگا کہ خداوند تعالےٰ ابھی معاذاللہ عالم الغیب نہیں۔ اسی واسطے تمام مفسرین نے بھی یہاں علم کے معنی اظہار کے لئے ہیں

"وہابی" مسلم شریف میں ایک روایت ہے کہ قیامت کے میدان میں میں اللہ کی وہ تعریف کروں گا۔ جو مجھے اللہ تعالےٰ اُس وقت الہام کرے گا۔ وہ تعریف مجھے اس وقت یاد نہیں۔ کیا وہ تعریف جو ابھی آپ کو یاد نہیں

ہے جو آپکی زبان پاک سے ہی ثابت ہے تم اب بھی تم اگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کیواسطے علم غیب کلی کو ثابت کرو تو تم پر بڑا افسوس ہے۔

محمد عمر حدیث پاک میں اپنے ارشاد فرمایا لَا تُحْضُرُنِی الْآنَ یعنی اس وقت میرے خیال میں نہیں آن کی نفی ہے نہ کہ باقی اوقات کی بھی اور اس آن کی نفی اس بنا پر فرمائی چونکہ جب آپ کو استغراق فی الذات ہوا اسوقت کسی اور کیطرف توجہ مبذول نہیں کیجاتی اور یہ محاورہ بھی ہے کہ جب انسان کی طبیعت ایکطرف مائل ہے تو اگر کسی بات کا علم ہو تب بھی انسان کہ دیتا ہے کہ بھائی اسوقت میری طبیعت حاضر نہیں لہذا میں بتاؤں گا نہیں ورنہ یُلْهِمُنِی کی ہیئت کذائیہ کا ذکر فرمانا اور فَاَحْمَدُہٗ بِتِلْکَ الْمَحَامِدَ کی بھی پوری واقفیت رکھیں تو یہ آپکے میلان خاطر کا باعث ہے نہ کہ عدم علم کا سبب جو آپنے صاف ارشاد فرما دیا۔ اور دوسرا جواب یہ ہے کہ آپنے یہ نہیں فرمایا کہ خدا کی طرف سے ابھی مجھے اس الہام کا پتہ ہی نہیں ہوا اگر بے خبر ہوتے تو صاف فرما دیتے کہ مجھے ابھی اللہ نے ان کی اطلاع ہی نہیں دی بلکہ فرمایا کہ صرف اسوقت ہی میرے خیال میں نہیں کہ بیان کروں کیونکہ میرا خیال اسطرف نہیں دوسری طرف متوجہ ہے اگر یہ نہ سمجھا جائے تو باقی تمام الہام قیامت کی ہیئت کذائیہ کو بیان فرمانا اور صرف لَا تُحْضُرُنِی الْآنَ سے ان الفاظ حمد کو واضح نہ فرمانا کسی وجہ کے باعث ہے جو عبارت حدیث سے صاف واضح ہے تیسرا جواب بقانون سَنُقْرِئُکَ فَلَا تَنْسٰی اِلَّا مَا شَاءَ اللّٰہُ خداوند کریم کی طرف سے پڑھایا ضرور گیا لیکن اسکو اسکے ترک کا حکم ہوگا۔ چوتھا جواب یہ ہے کہ یہ آخری عمر کا واقعہ نہیں اسلیئے ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالےٰ نے باقی تمام واقعہ آپکو دکھا دیا ہو لیکن اس الہام کے الفاظ کو شب معراج کیلیئے یا کسی خاص خلوت میں بیان فرمانے کے لطف کیلئے محفوظ رکھا ہو اور اسکے بتانے کا وعدہ ہو چکا ہو اسلیئے اپنے الآن کی قید سے دوسرے وقت پر موقوف رکھا پانچواں جواب یہ ہے کہ ہو سکتا ہو کہ خداوند کریم کیطرف سے القاء ہونے ہوتے وقت کسی دوسرے ضروری کام کا آپہنچا ہو اور اللہ تعالےٰ نے وعدہ فرما لیا ہو کہ باقی اس الہام کو کسی دوسرے وقت میں بیان کرونگا تو اسلیئے اپنے الآن کی قید لگائی اگر ان تمام وجوہات سے کوئی وجہ نہ ہوتی تو آپ صاف دنیا سے الہام کی نفی فرما دیتے کہ وہ مجھے یہاں نہیں بتایا جائیگا لا تُحْضُرُنِی الْآنَ نہ فرماتے اور اِنَّا سَنُلْقِی عَلَیْکَ قَوْلًا ثَقِیْلًا سے وہ کلمات بھی سکھا دیئے

وہابی ابو داؤد کی ایک روایت ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے تو اُس نے آکر خبر دی کہ یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ

وسلم آپ کے جوڑہ پاک میں کچھ میل لگی ہوئی ہے۔ تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے جوڑا پاک کو اتار دیا۔ پھر نماز پڑھائی معلوم ہوا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو اپنے جوتوں کے تلوؤں کا بھی علم نہ تھا۔ چہ جائیکہ تم غیبِ کُلّی کے قائل ہو۔

محمد عمر ابوداؤد کا اصل واقعہ یہ ہے کہ پہلے مسلمان معہ جوتوں کے نماز پڑھ لیا کرتے تھے تو ایک دن آپ نے اپنے جوڑہ پاک کو اتار لیا اور اپنے دائیں جانب رکھ لیا تو قوم نے آپ کو دیکھتے ہوئے اپنی جوتیاں بھی اتار لیں۔ جب آپ نے نماز کو ادا فرما لیا تو ارشاد فرمایا کہ آج تمہارے جُوتے اتارنے کا کیا سبب ہے؟ تو انہوں نے عرض کی کہ یارسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہم نے آپ کو جوڑا پاک اتارتے دیکھا تو ہم نے بھی جوتے اتار دیئے۔ تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے پاس جبرئیل آیا تو اُس نے مجھے کہا کہ آپ کے جوڑے پاک میں میل ہے۔

تو آپ کے اس فرمان سے یہ کب ثابت ہوا کہ آپ کو اپنے جوڑے پاک کے میل کا علم نہ تھا۔ بلکہ اس سے تو آپ کی شان پاک ظاہر ہوتی ہے کہ اللہ تعالےٰ آپ کے جوڑہ پاک میں ذرا سی میل کو بھی پسند نہیں فرماتے۔ بلکہ اپنے محبوب صلے اللہ علیہ وسلم کے جوڑہ پاک کو ذرا میل بھی چھوئی ہو تو جبرئیل علیہ السلام کو اس خدمت کے لئے بھیجا جاتا ہے۔ کیونکہ اپنے محبوب صلے اللہ علیہ وسلم کے جوڑہ پاک کو میل آلودہ اللہ تعالےٰ پسند نہیں فرماتے اب تم یہ اندازہ لگاؤ کہ آپ کو قذر کا علم نہ تھا تو یہ تمہاری کم فہمی ہے بلکہ نہیں اس حدیث پاک سے یہ عبرت حاصل کرنی چاہیئے کہ جب اللہ پاک اپنے محبوب صلے اللہ علیہ وسلم کے جوڑہ پاک کو ذرا سا میل آلود بھی پسند نہیں فرماتے تو کیا تمہارا نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو بے علمی سے یا کسی اور نقائص سے میل آلود کرنا پسند فرمائیگا ع باز آ باز آ ہر آنچہ کردی باز آ۔

وہابی نبی صلے اللہ علیہ وسلم ایک دفعہ مسجد میں تشریف لائے تو آپ نے مصلّی پہ کھڑے ہو کر جماعت پڑھانے کا ارادہ فرمایا تو آپ کو یاد

آیا کہ میں جنبی ہوں تو آپ نے فرمایا کہ تم اپنی جگہ پر ٹھہرے رہو میں جنبی ہوں۔ اگر آپ کو غیب ہوتا تو آپ جنبی مسجد میں کیوں داخل ہو جاتے۔

محمد عمر بڑے افسوس کی بات ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی حدیث پر بھی جھوٹ بولتے ہو حالانکہ حدیث اس طرح ہے۔ ابی ہریرہؓ سے روایت ہے کہ تکبیر پڑھی گئی اور صفیں کھڑے ہو کر برابر کی گئیں تو آپ ہماری طرف نکلے۔ آگے حدیث کی عبارت ہے۔ فَلَمَّا قَامَ فِیْ مُصَلَّاہُ ذَکَرَ اَنَّہٗ جُنُبٌ فَقَالَ لَنَا مَکَانَکُمْ ثُمَّ رَجَعَ فَاغْتَسَلَ ثُمَّ خَرَجَ اِلَیْنَا (تو جب نبی صلے اللہ علیہ وسلم اپنے جائے نماز پر کھڑے ہوئے آپ نے ذکر فرمایا کہ آپ جنبی ہیں۔ تو آپ نے ہمیں فرمایا اپنی اپنی جگہ پر ٹھہرے رہو۔ پھر آپ واپس تشریف لے گئے تو آپ نے غسل فرمایا۔ پھر آپ ہماری طرف نکلے پہلی بات تو یہ ہے کہ امام بخاریؒ نے باب باندھا ہے۔ جس میں یہ ذکر کیا۔ کہ آپ نے مسجد میں جنابت کا ذکر کیا اور تیمم نہیں کیا۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ آپ کی جنابت پاک ہے کیونکہ آپ وَیُزَکِّیْهِمْ کے حامل ہیں۔ اور پھر آپ ویسے ہی مسجد میں تشریف لے آئے بغیر تیمم پھر آپ تمام اصحاب کو فرمانے کے لئے اپنے جائے نماز پر تشریف لائے تاکہ اُن کو ثابت ہو جائے کہ آپ کی جنابت پاک ہے۔ ورنہ آپ مسجد کے باہر سے بھی فرما سکتے تھے تو جائے نماز پر کھڑے ہو کر آپ نے اعلان فرمایا کہ آپ جنبی ہیں لہذا غسل کر کے پھر جماعت کراونگا۔ اب جھگڑا صرف ایک جملے ذَکَرَ اَنَّہٗ جُنُبٌ میں ہے۔ تم نے ذَکَرَ کے معنی لئے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو یاد آیا۔ اگر یہی معنی لئے جائیں۔ جو تم نے کئے ہیں تو دریافت طلب امر یہ ہے۔ کہ ذکر کا قائل کون ہے۔ تو ہر صورت ذَکَرَ کا قائل ابوہریرہؓ ہی ہیں۔ اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو معاذ اللہ بھولی ہوئی بات یاد آنا یہ فعل قلبی ہے۔ تو یہ آپ کے قلب کے فعل کا علم ابوہریرہؓ کو کیسے ہو گیا۔ یا اُن کے قائل ہو جاؤ کہ اُن کو بھی علم غیب تھا تو یہ ہو سکتا ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو تو علم غیب نہ ہو بلکہ اپنی ذات کی خبر نہ ہو اور آپ

کے دل کا علم ابوہریرہؓ کو ہو۔ تو ہر صورت ذَکَرَ کے معنی جب تک صحیح نہ کرو گے۔ تو تمہارے لئے مشکل ہو جائیگی۔ تو ذَکَرَ کے معنی یہی ہونگے۔ کہ آپ نے ذکر کیا یعنی اعلان کیا۔ تو یہ تمہارا کہنا غلط ثابت ہوا کہ آپ بھول کر مسجد میں تشریف لے آئے اور آپ کی جنابت پاک ہونے کے متعلق حدیث دیگر ملاحظہ ہو۔

کنز العمال ۶/۱۵۲ } یَا عَلِیُّ لَا یَحِلُّ لِاَحَدٍ اَنْ یَّجْنُبَ فِی ھٰذَا الْمَسْجِدِ غَیْرِیْ وَغَیْرِکَ اے علی میرے اور تیرے سوا کسی جنبی کے لئے یہ مسجد حلال نہیں۔ چنانچہ اس حدیث پاک سے بھی آپ کی جنابت طاہرہ ہونے کا ثبوت ملا۔

وہابی مسلم شریف کی حدیث ہے کہ ایک مسجد کی خادمہ کو آپ نے گم پایا۔ تو اس کے متعلق سوال کیا۔ تو صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین نے عرض کیا کہ حضور وہ فوت ہو گئی ہے۔ تو آپ نے فرمایا۔ کہ تم نے مجھ سے اجازت کیوں نہیں لی۔ کیا یہ معمولی بات ہے جو تم نے سمجھا ہے تو آپ نے فرمایا کہ اُس کی قبر مجھے بتاؤ۔ تو وہ لوگ اس کی قبر پہ آپ کو لے گئے۔ تو آپ نے اُس پہ نماز پڑھی۔ اس حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ آپ نے اُس کو گم پایا۔ یہ بھی نبی علیہ السلام کے عدم علم کی دلیل ہے۔ پھر آپ کا اس کے متعلق سوال کرنا یہ عدم علم کی دوسری دلیل ہے۔ تیسری دلیل یہ ہے کہ تم نے مجھ سے اذن کیوں نہیں لیا۔ اگر آپ کو علم ہوتا تو اذن کی کیا ضرورت۔ چوتھی دلیل یہ ہے کہ آپ نے فرمایا کہ مجھے اُس کی قبر بتاؤ۔ اگر بقول تمہارے آپ قبر کے اندر سے ہو آئے تھے تو باہر کی جانب آپ کو کیسے یاد نہ رہی۔ یہ ہیں آپ کے عدم علم کے دلائل۔

محمد عمر تمہارا پہلا اعتراض کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اُس کو گم پایا تو ارشاد فرمایا کہ وہ کہاں ہے تو فَقَدَھَا کا لفظ جس سے تم نے بے علمی کو معاذاللہ ثابت کیا ہے۔ یہ تمہارا استنباط غلط ہے کیونکہ مسجد سے واقعی وہ گم تھی اور مسجد میں ہی اُس

کی ڈیوٹی تھی۔ تو جو ڈیوٹی پر حاضر نہ ہو اُس کو گم ہونے سے ہی تو تعبیر کیا جائے گا. جیسا کہ اس کی مثال قرآن پاک میں بھی موجود ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کو جب اپنی مجلس میں ہُدہُد غائب نظر آئی تو ارشاد فرمایا وَتَفَقَّدَ الطَّیْرَ فَقَالَ مَالِیَ لَآ اَرَی الْھُدْھُدَ اَمْ کَانَ مِنَ الْغَآئِبِیْنَ (اور سلیمان علیہ السلام نے پرندے کو گم پایا تو آپ نے فرمایا۔ کیا بات ہے کہ میں ہُدہُد کو نہیں دیکھتا۔ یا وہ آج غیر حاضروں سے ہے) اس سے بھی تم نے سلیمان علیہ السلام کے عدم علم کی دلیل اخذ کی ہے۔ حالانکہ تمہارا یہ دلیل اخذ کرنا کجروی ہے۔ کیونکہ آپ کا ناواقف ہونا تب ثابت ہوتا تھا۔ کہ آپ حاضر کو غائب فرماتے۔ تو جب آپ نے اُس پرندے کو جو مجلس سے غیر حاضر تھا اُسی کو فرمایا۔ کہ میں آج مجلس میں دیکھتا نہیں ہوں کیا بات ہے۔ کیونکہ اگر غیر حاضر کو بلا اظہار سبب اپنے علم پر ہی موقوف رکھتے تو یہ شاہی عدالت کے خلاف تھا۔ کیونکہ دوسرے وقتوں میں کئی اور بلا وجہ غیر حاضر ہو جاتے۔ اسی واسطے آپ نے ہُدہُد کے متعلق سختی کے الفاظ استعمال فرمائے۔ کہ اگر وہ میرے پاس کوئی بیّن دلیل نہ پیش کر سکی تو میں اُس کو سخت عذاب کروں گا۔ یا اُس کو ذبح کروں گا۔ تو یہ آپ کا فرمانا حضرت سلیمان علیہ السلام کے عدم علم پر دلالت نہیں کرتا بلکہ یہ دوسروں کو عبرت دلانا تھا۔ تاکہ کوئی دوسرا بلا وجہ اور بلا اجازت غیر حاضری نہ کرے اور نہ دیکھنے سے یعنی آپ کا یہ فرمانا لَآ اَرَی الْھُدْھُدَ یہ تم نے کہاں سے نکالا ہے کہ آپ کو باقی جگہ کا بھی علم نہ تھا کیونکہ آپ کو تو صرف مجلس کی حاضری کی ضرورت تھی۔ اور اُسی کے متعلق آپ نے ارشاد فرمایا کہ میں ہُدہُد کو نہیں دیکھتا۔ یہ تو آپ کے علم کی دلیل ہے کہ لکھوکھا پرندے ہر قسم کے جو جنّوں اور انسانوں۔ چوپایوں اور درندوں سے پچھلی صفوں میں ہوتے تھے۔ اتنی دور کی صفوں میں اتنے کثیر تعداد پرندوں سے خصوصًا ہُدہُد کو نامزد کر کے اور اُس کی غیر حاضری کی اطلاع دینا یہ آپ کے علم غیب کی دلیل ہے چنانچہ تَفَقَّدَ الطَّیْرَ کے معنی تمہارے اکابرین نے بھی اسی بنا پر گم ہونے کے نہیں کئے بلکہ

شاہ رفیع الدین صاحب نے ترجمہ کیا ہے تَفَقَّدَ کے معنی (خبر لی) اور مولوی اشرف علی صاحب نے معنی کئے ہیں کہ (حاضری لی) تو اب تم کیسے کہہ سکتے ہو کہ اُن کو علم نہ تھا۔ اِس بنا پر اُن کو ہُدہُد نظر آیا جملہ معترضہ کے طور پر میں تمہارا اگلا اعتراض بھی حل کر دوں وہ یہ کہ ہُدہُد نے کہا اَحَطْتُّ بِمَا لَمْ تُحِطْ بِہٖ (کہ میں نے ایسی بات کو معلوم کیا ہے جو تمہیں معلوم نہیں) اس سے تم استدلال کرتے ہو کہ ہدہد نے کہا میں ایسی بات معلوم کر کے آیا ہوں جس کا تمہیں علم نہیں۔ اگر سلیمان علیہ السلام کو علم غیب ہوتا تو ہدہد یہ کیوں کہتا۔ اب قابل غور امر یہ ہے کہ یہ کہنا ہدہد کا اپنا ہے یا حقیقت پر مبنی ہے۔ یہ تو ہو ہی نہیں سکتا اور نہ یہ کسی مسلمان کا عقیدہ ہو سکتا ہے کہ اُس ہُدہُد کا یہ کہنا حقیقۃً صحیح ہو۔ یہ محالات سے ہے کیونکہ سلیمان علیہ السلام جن سے ہوا کا ذرہ ذرہ بھی شرق و غرب میں جنوب و شمال میں بغیر اجازت کے اور خبر کے حرکت نہ کرے اور دُنیا کے ہر ذرے ذرے کی خبر رکھتے ہوں۔ لیکن اُن سے ایک پرندے ہُدہُد کے علم کو زیادہ کہا جائے تو یہ تمہارا ہی ایمان اجازت دیتا ہے۔ آیاتِ فرقانیہ کے بالکل خلاف ہے۔ کیونکہ جب اللہ تعالےٰ نے فرما دیا۔ کہ وَسَخَّرْنَا لَہُ الرِّیْحَ عَاصِفَۃً (اور ہم نے سلیمان علیہ السلام کے تمام ہوا کو تابع کر دیا۔ جو بھی چلنے والی ہو) کیا بلقیس کے شہر میں ہوا چلتی تھی یا نہیں ضرور چلتی ہو گی۔ بغیر ہوا کے گزارہ ہی نہیں۔ وہاں کے تمام مقامات کے ذرہ ذرہ کی ہوا سے سلیمان علیہ السلام باخبر ہوں۔ لیکن بلقیس اور اُس کے تخت سے بے خبر ہوں۔ یہ تمہارا خیال اور اعتراض ہُدہُد کی کلام کو لے کر قرآن کریم کے خلاف ہے۔ باقی رہا یہ کہ آپ نے اُس کا رد کیوں نہ فرمایا تو ہر ایک کا بیان سُننا اور اس کی عقل کے مطابق اُس کا انتظام کرنا یہ اصولِ سلطنت سے ہے۔ اور اگر بادشاہ اپنی عقل کے مطابق ہی اپنی سلطنت کے کاروبار کو چلائے تو یہ بھی اصول سلطنت کے خلاف ہے۔ اِسی واسطے ہُدہُد کے کہنے پر ہُدہُد کو چٹھی دی اور بلقیس کی طرف بھیجا۔ اور فرمایا اِذْھَبْ

دیکھیں گے کہ یہ سچا ہے یا جھوٹا ہے۔ تو اس ترتیب سے اور مہلت سے بلقیس کو بلایا اور وہ آپ کی چٹھی سے ہی مع اپنی جماعت کے مسلمان ہو گئی۔ اور سلیمان علیہ السلام کی عزت اپنے مقام پر ہی بالاتر رہی۔ ورنہ اگر آپ کو علم نہ ہوتا اور آپ کی نظر بلقیس کے شہر اور تخت تک نہ پہنچ سکتی۔ تو آپ نے عفریت کو فیل کر کے آصف بن برخیا کے عرض کرنے کو کیوں مقدم سمجھا۔ حالانکہ عفریت اتنا زبردست جن جو دعوے کرتا ہے کہ میں ہزاروں میلوں سے بلقیس کا اتنا بھاری اور کثیف تخت آپ کے کھڑے ہونے سے قبل پیش کر سکتا ہوں لیکن سلیمان علیہ السلام نے اُس کی اِس طاقت کو کمزور قرار دیا۔ کہ میں ایسا کمزور پسند نہیں کرتا۔ تو آصف بن برخیا جو آپ کی غلامی میں حاضر رہتا تھا۔ اُس نے عرض کیا۔ کہ حضور میں بلقیس کے تخت کو لے آؤنگا۔ تو سلیمان علیہ السلام نے فرمایا۔ کہ کتنے وقت میں لاؤ گے۔ تو انہوں نے عرض کیا کہ حضور میں آپ کے پلک جھپکنے سے قبل پیش کر دوں گا۔ سلیمان علیہ السلام نے جب دیکھا تو تخت سامنے پڑا ہے۔ پھر اگر ہُد ہُد کے کلام پر ہی تم کو اعتماد ہے تو ہُد ہُد جس کو عرشِ عظیم کہتا تھا۔ تو سلیمان علیہ السلام کا غلام اُس عرشِ عظیم کو ایک آنکھ جھپکنے سے پہلے ہی اُٹھا لایا۔ کیا وہ ہزاروں میلوں سے اتنے بڑے تخت کو بغیر علم کے ہی اُٹھا لایا؟ ارے جس کے غلاموں کو اتنا علم ہو اور اتنی نظر اور اتنی طاقت ہو تو بھلا اُس کے آقا کی طاقت کا کیا اندازہ ہو سکتا ہے جو تمام کے کنٹرولر تھے جن پر تم نے اعتراض شروع کیے تم تو اُن کے غلاموں کے اُس فعل کی ہیئت کذائیہ کو بیان نہیں کر سکتے۔ اور نہ سمجھ سکتے ہو۔ بھلا اُن کے آقا کے علم کی تمہیں کیا خبر۔ اور آقا کے آقا کی کیا شان جس کو تم سمجھ سکو۔ میں تم سے یہ دریافت کرتا ہوں۔ کہ اگر تمہارا ایمان ہُد ہُد کے کہنے پر ہی ہے جو اُس نے کہا تھا کہ میں اُس خبر کو پہنچا ہوں جس کو تم نہیں پہنچے۔ تو اُس نے تو یہ بھی کہا تھا وَلَهَا عَرْشٌ عَظِيمٌ (کہ اُس بلقیس کے پاس ایک عرشِ عظیم ہے) کیا اس پر بھی تمہارا ایمان ہے کہ اُس کا عرش اللہ کے عرش سے بڑا ہے یا مساوی؟ نہیں نہیں بلکہ تم یہی کہو گے کہ اُس کی اپنی عقل

کا اندازہ ہے۔ یہاں اُس کی عقل کا اندازہ کیا جاتا ہے۔ اور اَحَطْتُ بِمَا لَمْ تُحِطْ بِهٖ خُبْرًا میں اُس کی عقل کا اندازہ نہیں کیا جاتا۔ یہ تمہاری کونسی دیانتداری ہے معلوم ہوا کہ جس کے غلام اتنی اتنی دور کی خبریں رکھتے ہیں۔ تو اُن کے آقا کے متعلق اُن کے غیب کا ہم کیا اندازہ لگا سکتے ہیں۔ سوائے اِس کے کہ باطاعتِ فرمانِ الٰہی یہ ہی عقیدہ رکھیں۔ کہ سلیمان علیہ السلام کا علم ہوا کے ذرے ذرے ومافیہا کو محیط تھا۔ یہ تھا جملہ معترضہ جس میں آپ کو اعتراض کا موقعہ ملتا تھا۔ جس کو حل کیا گیا۔ اب اصل حدیث کے الفاظ کی طرف جو اسی قرآن مجید کی آیت کے مطابق ہی تھے واضح کرتا ہوں۔ یعنی راوی کا یہ کہنا فَقَدَهَا رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعنی غیر حاضر پایا اُس عورت کو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے واقعی وہ عورت مسجد میں موجود نہ تھی۔ اس سے تمہیں آپ کے علم غیب کی نفی کیسے ثابت ہوگئی۔ آپ کے علم غیب کی نفی تب ہوتی کہ آپ فرماتے کہ سوادکو تلاش کرو کہ وہ کہاں ہے؟ تو تمہارا اعتراض درست ہوسکتا تھا۔ اور اگر آپ نے غائبہ کو غائبہ فرمایا تو اس میں سوائے تمہارے اور کسی کو آپ کی بے علمی ثابت نہیں ہوتی۔ کیونکہ نور کو ظلمت کہنا یہ تمہارا ہی عقیدہ ہے۔ باقی رہا صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین کا عرض کرنا کہ وہ فوت ہوگئی ہے تو یہ انہوں نے کونسی بات نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے علم کے خلاف کہدی بلکہ فَقَدَهَا کی شرح ہی تو انہوں نے کردی۔ پھر نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا اُس عورت کے متعلق سوال کرنا تو یہ بے علمی کی دلیل نہیں کیونکہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی اجازت کے بغیر اُن کے فعل کو ثابت کرنا تھا۔ تو یہ سوال کرنا بطور حساب تھا۔ جیسا کہ مالک اپنے مملوک سے حساب طلب کرنے کے واسطے سوال کرتا ہے۔ تو اُس کا سوال کرنا بے علمی پر دلالت نہیں کرتا۔ بلکہ مالک کا کام اپنے مملوک سے حساب لینا ہوتا ہے اور غلام کو اُس کی تفصیل بیان کرنا اُس کے فرضِ مملوکیت میں داخل ہے۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ آپ کے سوال کرنے میں یہ حکمت تھی۔ کہ آپ نے اپنے علم غیب کے بموجب اُس کو بخشوانا تھا۔ اور اُس کے جنازے کی شمولیت مطلوب

تھی۔ جیسا کہ محبت کے وقت کسی کو فائدہ پہنچانا مطلوب ہوتا ہے تو اُس سے یا کسی اور سے اُس کی ذات کے متعلق سوال کیا جاتا ہے۔ جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالےٰ نے سوال کیا مَا تِلْكَ بِيَمِيْنِكَ يَا مُوْسٰى (تیرے ہاتھ میں اے موسیٰ علیہ السلام کیا ہے) حالانکہ موسیٰ علیہ السلام ہاتھ میں عصا لئے کھڑے تھے۔ کیا اللہ تعالےٰ کا سوال کرنا اُس کے عدم علم پر دلالت کرتا ہے؟ نہیں بلکہ اللہ تعالےٰ کو موسیٰ علیہ السلام سے محبت کا اظہار کرنا مقصود تھا اور کچھ عطا کرنا مقصود تھا۔ ایسے ہی نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا اُس عورت کے متعلق سوال کرنا بے علمی پر دال نہ تھا۔ بلکہ اُس کو فائدہ پہنچانا مقصود تھا۔ جیسا کہ آپ نے فائدہ پہنچایا۔ باقی آپ کا فرمان کہ تم نے مجھ سے اجازت کیوں نہیں لی اور تمہارا اس سے یہ استنباط کرنا کہ معاذاللہ یہ آپ کی بے علمی کی نشانی ہے؟ نہیں بلکہ حقیقت پر مبنی ہے۔ کیونکہ انہوں نے آپ کی اجازت کے بغیر اُس کا جنازہ پڑھ کر دفن کر دیا تھا۔ آپ کے علم سے اذن صحیح نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ علم اور ہے اذن اور ہے علم اذن کو مستلزم نہیں۔ اِن کی آپس میں نسبت عموم خصوص مطلق کی ہے۔ اور دوسری وجہ یہ ہے کہ انہوں نے اِذن بھی نہیں لیا تھا۔ اسی واسطے آپ نے فرمایا هَلَّا آذَنْتُمُوْنِی کہ تم نے مجھ سے کیوں اجازت نہیں لی پھر بے اذنی کو معمولی سمجھا فَكَأَنَّهُمْ صَغَّرُوْا أَمْرَهَا۔ یہ تو آپ کے علم غیب پر دال ہے پھر تمہارا یہ کہنا کہ اگر آپ کو علم غیب ہوتا تو دُلُّوْنِي عَلٰى قَبْرِهَا کیوں فرماتے کہ تم مجھے اُس کی قبر بتاؤ۔ تو یہ بھی آپ کے عدم علم کی دلیل نہیں کیونکہ انہوں نے آپ کی اجازت کے بغیر جنازہ پڑھا تھا۔ اور جنازہ بغیر ولی کی اجازت کے درست نہیں ہوتا۔ اور اُس عورت کی ولایت آپ کے ہی سپرد تھی۔ اور صحابہ کرام اس امر میں غلطی پر تھے۔ تو آپ نے اُن کی غلطی کا ازالہ اُنہی سے کروایا کہ اُن کو آپ کے فرمان کے مطابق ساتھ جانا پڑا۔ ورنہ آپ کو بغرض جنازہ اُن کو خاص طور پر لے جایا جاتا۔ کیونکہ جنازہ جماعت سے ہوتا ہے اور یہ لوگ اس بہانے سے ہی اُس عورت کی قبر پر پہنچ گئے تو اُس غلطی کو جو پہلے کر چکے ہیں میری اقتدا میں اُس کا ازالہ

کرلیں گے۔ یہ ہے حکمت دُکّونی کی۔ پھر تمہارا اس حدیث سے انکار کرنا اور مضحکہ اڑانا جو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا ہے کہ مجھے قبر میں پیش کیا جاتا ہے۔ اور منکر نکیر آپ کے متعلق سوال کرتے ہیں۔ یہ ایمان اسلام کیخلاف ہے۔ کیونکہ اس کا ثبوت بخاری شریف میں مذکور ہے۔

بخاری شریف ۱/۱۸۴ { اَتَاهُ مَلَكَانِ فَيُقْعِدَانِهِ فَيَقُوْلَانِ لَهُ مَا كُنْتَ تَقُوْلُ فِيْ هٰذَا الرَّجُلِ لِمُحَمَّدٍ

(میت کے پاس دو فرشتے آتے ہیں تو اس کو بٹھا دیتے ہیں تو کہتے ہیں کہ اس مرد محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق تو کیا کہتا ہے) تو بعض مبغضین رسالت نے یہ سوال کر دیا کہ کیا اس عورت کو قبر میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ملاحظہ نہ فرمایا تھا؟ جو پھر بھول گئے۔ تو اس دشمن رسالت کو بات کہتے ہوئے یہ شرم نہ آئی کہ میں بخاری شریف کی حدیث کا مضحکہ اڑا رہا ہوں۔ اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے فرمان صحیح کو جھٹلا رہا ہوں۔ یاد رکھو جو کام دنیا میں انسان کرتا ہوا فوت ہوتا ہے۔ قبر سے بھی اُٹھے گا تو وہی خیال اس کو ہوگا تم بھی منکر نکیر کے اُٹھانے سے اُن کے اِس سوال پر یہی جواب دو گے کہ معاذ اللہ ہم اِن کو بے علم سمجھتے ہیں تو اُس وقت جو تمہارا حشر ہوگا۔ اُس کی خبر تمہیں ہی ہوگی۔ یا اللہ اور اُس کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کو ہوگی۔ یا وحوش و طیور تمہارا تماشا دیکھیں گے یا حشرات الارض تمہاری قبر میں تشریف آوری پر نازاں ہونگے۔ لیکن معترض نے حدیث کو بیان کرتے ہوئے کچھ حدیث کا باقی حصہ ہضم کر لیا۔ میرے خیال میں پرانی عادت کا دورہ ہو گیا ہوگا۔ آگے ارشاد ہے ملاحظہ ہو۔

مسلم شریف ۱/۳۰۹ { فَصَلّٰى عَلَيْهَا ثُمَّ قَالَ اِنَّ هٰذِهِ الْقُبُوْرَ مَمْلُوْءَةٌ ظُلْمَةً عَلٰى اَهْلِهَا وَاِنَّ اللّٰهَ يُنَوِّرُهَا لَهُمْ بِصَلَاتِيْ

عَلَيْهِمْ (تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اُس عورت کی قبر پر نماز جنازہ پڑھی فرمایا کہ یہ

جتنی قبریں ہیں تمام اہل قبور پر اندھیرے سے بھری ہوئی تھیں۔ اور اللہ تعالےٰ نے اہل قبور کے واسطے ان پر میری نماز پڑھنے کے سبب سے ان کی قبور کو روشن کر دیا ہے) یہ تھا فائدہ جس غرض سے آپ نے سوال فرمایا تھا۔ اور یہ ہے آپ کو اہل قبور کے علم غیب کی خبر جس کا تم انکار کرتے ہو۔ تم تو یہ کہتے ہو کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو اُس عورت کی قبر کی خبر نہ تھی۔ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے تو تمام قبور کے حالات کو واضح فرما دیا۔ بلکہ دوسرے موقع پر آپ نے اہل قبور کے اعمالِ ماضیہ کی غیبی خبریں بھی بیان فرمائیں۔ سُنیئے۔

نسائی شریف $\frac{1}{12}$ و $\frac{1}{291}$ } عن ابنِ عباسٍ قال مَرَّ رسولُ اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم علی قبرین فقال انّھما یُعَذَّبانِ وما یُعَذَّبانِ فی کبیرٍ امّا ھٰذا فکان لا یستنزہ من بولہٖ واما ھٰذا فانّہٗ کان یمشی بالنمیمۃ۔ ابن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم دو قبروں سے گزرے تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ ان دو قبروں والوں کو عذاب ہو رہا ہے۔ اور کسی کبیرہ گناہ میں ان کو عذاب نہیں ہو رہا لیکن یہ اپنے بول سے پرہیز نہیں کرتا تھا۔ اور یہ دوسرا صاحب قبر چغلخور تھا، معلوم ہوا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو اہل قبور تو بجائے خود اہل قبور کے اعمال ماضیہ کا بھی علم تھا۔ اے نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان رکھنے والو کیا ان احادیث سے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو علم غیب کی خبر ہونے کا ثبوت اہل قبور کی واقفیت اور اہل قبور کی واقفیت ثابت ہوئی یا نہیں؟ بلکہ منکر کی استدلالیہ حدیث سے اُس کی بددیانتی کا ثبوت دیتے ہوئے اُسی کی حدیث کے آخری جملہ کو بیان کر کے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے علم غیب کی دلیل پیش کی گئی۔

وہابی بخاری شریف کی حدیث میں جو $\frac{1}{490}$ میں درج ہے (نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ میری دوستی کے دعوے کرنے والے دائیں بائیں ہونگے۔ دائیں جانب یعنی جنت میں اور بائیں جانب یعنی دوزخ میں تو قیامت کے دن میں کہوں

گا اصیحابی یا اللہ میرے دوست ہیں۔ تو کہا جائیگا کہ یہ لوگ وہ ہیں جو آپ کے بعد مرتد ہو گئے تھے۔ جب سے آپ نے ان کو چھوڑا۔ تو میں کہوں گا۔ جیسا کہ عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے کہ یا اللہ جب تک میں ان کے پاس رہا تو میں ان کے پاس موجود تھا اور جب تُو نے مجھے مار لیا تو تُو ان کا نگہبان ہے، اگر آپ کو علم غیب ہوتا تو اصیحابی اصیحابی کیوں فرماتے۔ اور آپ کو غیب نہیں تھا تو فرشتے کہیں گے کہ آپ کے بعد یہ لوگ مرتد ہو گئے تھے۔ اب تم سوچو کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے غیب کی نفی ہے یا نہیں۔

محمد عمر اس حدیث میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے علم غیب کی نفی نہیں۔ کیونکہ آپ کا اصیحابی اصیحابی فرمانا بے علمی کے سبب سے نہیں بلکہ رحم کے سبب سے ہے۔ کیونکہ آپ رحمۃ العالمین ہیں۔ اس واسطے آپ اپنے رحم کو ظاہر فرماتے ہوئے اور دُنیا میں اُن کے دوستی کے جھوٹے دعوے کو نقل فرماتے ہوئے اصیحابی کا لفظ استعمال فرمائیں گے۔ ورنہ اگر اُن کا دعوے دنیا میں سچا ہوتا تو خواہ اُن کے کتنے ہی کبیرہ گناہ ہوتے فرشتوں کے جواب دینے پر آپ خاموش نہ ہو جاتے۔ بلکہ فرماتے کہ خواہ یہ لوگ کتنے ہی گنہگار ہیں، میرا یہ حق ہے کہ ان کی بخشش کراؤں۔ لیکن اُن کا نفاق اور زبانی دعوے اور بعد میں مرتد ہو جانا یہ تمام اُمور سفارش کے قابل نہ تھے۔ اس لئے آپ محض اپنے رحم کو ظاہر فرماتے ہوئے اُن مرتدین کی طرف سے اپنی معذرت سفارش پیش کرینگے۔ جیسا کہ دوسری حدیث میں صاف واضح ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ یہ حدیث بخاری شریف میں تین جگہ مذکور ہے۔ اور تینوں جگہ میں ہی اس کا ضعف ثابت ہے۔

بخاری شریف ۱/۴۹۰ حدثنا محمد بن یوسف حدثنا سفیان عن المغیرۃ بن النعمان عن سعید بن جبیر عن ابن عباس

بخاری شریف ۱/۴۷۳ حدثنا محمد بن کثیر حدثنا سفیٰن

حدثنا مغیرہ بن النعمان حدثنی سعید بن جبیر ا ر ا ہ عن ابن عباس عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم

بخاری شریف $\frac{2}{665}$ { حدثنا ابو الولید قال حدثنا شعبہ قال اخبرنا المغیرہ بن النعمان قال سمعت سعید بن جبیر عن ابن عباس قال خطب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

نفس حدیث میں اضطراب ہے کیونکہ تینوں حدیثوں کی عبارتیں مختلف ہیں، حالانکہ تینوں کے راوی حضرت عباسؓ ہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ یہ حدیث ضعیف ہے اس لئے حجت نہیں ہو سکتی۔

میزان الاعتدال $\frac{3}{151}$ { محمد بن یوسف۔ قال العجلی اخطاء الفریابی فی مائۃ وخمسین حدیثا۔

تہذیب التہذیب $\frac{9}{537}$ { وقال لعض البغدادیین اخطاء محمد بن یوسف فی مائۃ وخمسین حدیثا من حدیث سفین

اور حدیث مذکورہ بالا کی دو سندوں میں سفیان راوی مذکور ہے۔ اس واسطے یہ حجت نہیں ہو سکتی۔

میزان الاعتدال $\frac{3}{125}$ { محمد بن کثیر قرشی کوفی۔ قال احمد خرقنا احدیثہ وقال البخاری کوفی منکر الحدیث قال ابن عدی الضعف علی حدیثہ بیّنٌ

تہذیب التہذیب $\frac{9}{418}$ { قال ابو داود عن الامام احمد خرقنا حدیثہ وقال البخاری

کونی منکر الحدیث قال ابن عدی الضعف علی حدیثہ بیّنٌ

تہذیب التہذیب 9/418 } قال ابوداود عن الامام احمد خرقنا حدیثہ وقال البخاری کونی منکر الحدیث قال ابوحاتم ضعیف الحدیث۔

محمد بن کثیر تمام ضعیف ہیں۔

میزان الاعتدال 3/255 } ابوالولید ہشام بن عبدالمالک۔ و ر و ی ابوعبید عن ابی داؤد ضعیف۔

تہذیب التہذیب 11/45 } وقال الاجری عن ابی داود شیخٌ ضعیفٌ۔

تہذیب التہذیب 4/345 } شعبہ بن حجاج - انہ کان یخطی فی الاسماء فقد قال الدارقطنی فی العلل کان شعبہ یخطیٌ فی اسماء الرجال کثیراً۔

کنز العمال 6/42 | سَیَجِیُّ یَوْمُ الْقِیٰمَۃِ فَیَقُوْلُ الْقَائِلُ مِنْھُمْ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اَنَا فُلَانُ بْنُ فُلَانٍ فَاَقُوْلُ اَمَّا النَّسَبُ فَقَدْ عَرَفْتُ وَلٰکِنَّکُمْ اِرْتَدَدْتُمْ بَعْدِیْ وَرَجَعْتُمْ اَلْقَھْقَرٰی قیامت کا دن جلدی آئیگا تو اُن سے بعض کہنے والا کہے گا یارسول اللہ میں فلاں بن فلاں ہوں تو میں کہوں گا تمہاری نسب تو میں پہچانتا ہوں۔ اور لیکن تم میرے بعد مرتد ہو گئے اور اپنی ایڑیوں پر تم بدل گئے، اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو قیامت کے دن منافقین کا علم بھی ہو گا۔ اور تمہارا استدلال غلط ثابت ہوا

وہابی نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک غلام آیا تو آپ نے اس سے بیعت لی اور آپ کو یہ خبر نہ تھی کہ وہ غلام ہے۔ بعد میں اس کا مالک آیا تو اس نے

لے جانے کا ارادہ کیا تو آپ نے دو غلام حبشیوں کے عوض میں اُس کو خرید لیا۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو علم نہ تھا۔ اگر علم ہوتا تو آپ غلام کو بیعت میں داخل نہ فرماتے۔

محمد عمر تم نے حدیث پاک کے معنی غلط کئے ہیں۔ کیونکہ حدیث پاک کے الفاظ ہیں راوی نے کہا ہے وَ لَمْ یَشْعُرْ اَنَّہٗ عَبْدٌ اس کا ترجمہ یہ ہے کہ غلام نے پتہ نہ دیا کہ وہ غلام ہے۔ یہ نہیں کہ راوی نے آپ کے متعلق فرمایا ہو کہ آپ کو خبر نہ تھی کہ وہ غلام ہے باقی رہا یہ کہ آپ نے غلام سے بیعت لی تو اس کے دو جواب ہیں۔ پہلی بات یہ ہے۔ کہ آپ کے احسانِ عام سے اور مکارم اخلاق سے آپ نے اُس سے بیعت لی تاکہ اُس کو آپ بچالیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم مُختارِ کُل ہیں۔ اسی واسطے آپ نے اُس غلام کی بیعت کو توڑنے نہیں دیا بلکہ اُس کے مقابلے میں اُس کے مالک کو دو غلام دے دیئے۔ ورنہ آپ کو اُس غلام کے نہ لے جانے میں کونسی کمی تھی جسکو آپ نے پورا فرمایا یہ آپ کے مُختارِ کُل ہونے کی دلیل ہے۔ دیکھیئے :-

دار قطنی ۱/۲۵۱ | علی بن ابی طالبؓ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا تو اُس نے عرض کی کہ حضور میں نے رمضان میں اپنی بیوی سے صحبت کر لی ہے اور روزہ ہی تھا۔ تو آپ نے غلام آزاد کرنے کا جرمانہ فرمایا۔ تو اُس نے عرض کی کہ میری طاقت نہیں۔ تو آپ نے دو مہینے متواتر روزہ رکھنے کی سزا فرمائی تو اُس نے اپنی کمزوری کا اظہار کیا تو آپ نے ساٹھ مسکین کے کھانا کھلانے کا ارشاد فرمایا تو اُس نے اپنا عجز ظاہر کیا تو آپ نے اپنی طرف سے پندرہ صاع عنایت فرما دیئے اور فرمایا کہ یہ مدینے کے مسکینوں کو تقسیم کر دے تو اُس نے عرض کی کہ حضور مجھ سے محتاج اور کوئی نہیں تو آپ نے فرمایا وَکُلْہُ اَنْتَ وَ عِیَالُکَ فَقَدْ کَفَّرَ اللہُ عَنْکَ (تو ہی اسے کھالے اور تیرا عیال تو تیری طرف سے اللہ تعالےٰ کفارہ منظور فرمالیگا) شرعی کفارہ ساٹھ مسکینوں پر کھانا تقسیم کرنا ضروری تھا۔ اور اسی مقام پر قدرِ

شرعی ختم تھی۔ لیکن نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے اختیار سے بجائے اس کے کہ مجرم کفارہ ادا کرے آپ نے اپنی طرف سے مجرم کو ہی ساٹھ مسکین کا کھانا عطا کر دیا۔ اور کفارہ کے ادا ہونے کی سند بھی دیدی۔ کیا یہ مختار کل ہونے کا ثبوت نہیں ؟

بخاری شریف ۲/۱۰۰۷ { پر بھی یہی روایت اسی طرح حضرت عائشہ صدیقہؓ سے موجود ہے۔

البدایہ والنہایہ لابن کثیر ۶/۱۴۸ { (نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک شکاری کی اجازت کے بغیر ہرنی کو چھوڑ دیا۔ تاکہ وہ اپنے بچوں کو دودھ پلا آوے) ہرنی آپ کی ملکیت نہ تھی اعرابی کی ملکیت تھی۔ حالانکہ وہ اُس کے پاس سویا بھی ہوا تھا۔ لیکن نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے اختیار سے ہرنی کو دودھ پلانے کے واسطے چھوڑ دیا۔ اب اس میں دو ہی صورتیں ہیں یا تو معاذ اللہ یہ کہو گے کہ آپ نے جرم کیا یہ بھی محال کیونکہ نبی جرم سے پاک ہوتا ہے۔ دوسری صورت مختارِ کُل ہونے کی تو یہی تمہیں تسلیم کرنی پڑے گی۔ جیسا کہ یہاں اپنے اختیار سے غیر کی ملکیت پر آپ نے رحم فرمایا۔ ایسے ہی نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو تمام غلاموں پر بھی اختیار کُلی ہے۔ جس اختیارِ کُلی کی بنا پر آپ نے غلام سے بیعت لی۔ اور جس کو آپ نے اپنی غلامی میں لے لیا۔ اُس غلامی کو توڑنے والی کوئی طاقت نہیں۔

البدایہ والنہایہ ۶/۱۷۱ { (نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے ایک کاتب کو اس کی بددیانتی کرنے کی وجہ سے ارشاد فرمایا۔ کہ اس کو زمین نہ قبول کرے گی۔ تو حضرت انسؓ نے فرمایا کہ مجھے ابو طلحہؓ نے بیان کیا۔ کہ جس زمین میں وہ مرا میں نے وہاں کے لوگوں سے دریافت کیا تو لوگوں نے کہا کہ ہم نے اُسے کئی دفعہ دفن کیا ہے۔ زمین اس کو قبول نہیں کرتی بلکہ اُس کو باہر پھینک دیتی ہے چنانچہ میں نے بھی اُسے باہر پھینکا ہوا دیکھا۔ کیا یہ آپ کے مختارِ کل ہونے کی دلیل نہیں ہے ؟

البدایہ والنہایہ ۶/۱۹۴ { نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے سراقہ بن مالک کے متعلق فرمایا کہ اس کو سونے کے کنگن پہنائے جائیں گے۔ چنانچہ عمر بن خطابؓ کو اپنی خلافت میں غزوہ کسریٰ میں جب کسریٰ کا تاج اور سنہری کنگن اور اُس کا سامانِ جنگ وغیرہ پیش ہوا۔ تو حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے سراقہ بن مالک رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو وہ کنگن پہنا دئے۔ کیا یہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے مختارِ کُل ہونے کی دلیل نہیں ؟ کہ ابھی وہ کنگن غیر کی ملکیت تھی یعنی کسریٰ کے ہاتھوں میں تھے لیکن آپ نے پہلے ہی عطا فرما دئے۔

مسند امام احمد بن حنبل ۴/۲۹۴ { نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے براء بن عازبؓ کو سونے کی انگوٹھی پہنا دی تو لوگوں نے براء بن عازبؓ پہ اعتراض کیا۔ کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے مرد پہ سونے کو حرام فرمایا ہے۔ تم نے یہ سونے کی انگوٹھی کیوں پہنی ہوئی ہے۔ تو اُس نے جواب دیا۔ کہ مجھے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے پاس بٹھا کر یہ انگوٹھی پہنائی اور فرمایا۔ اَلْبِسْ مَا کَسَاکَ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ (پہن لے جو تجھے اللہ اور اُس کے رسول نے پہنایا ہے) معلوم ہوا کہ سونا پہننا حرام ہے۔ آپ نے جو براء بن عازبؓ کو سونے کی انگوٹھی پہنائی تو یہ آپ کے مختارِ کُل ہونے کی دلیل ہے۔

المہند ص ۶۸ { فَھُوَ صلی اللہ علیہ وسلم حَیٌّ فِی قَبْرِہِ الْمُشَرِّفِ یَتَصَرَّفُ فِی الْکَوْنِ بِاِذْنِ اللّٰہِ کَیْفَ شَاءَ (تو وہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم اپنی قبر شریف میں زندہ ہیں اور تمام مخلوق میں جس طرح چاہتے ہیں اللہ کے اذن سے تصرف کرتے ہیں) اب تو تمہارے اپنے اکابرین کے مسلّمہ فتوے سے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا اختیارِ کُلی اور متصرف فی الکون ہونا اپنی مرضی کے مطابق ثابت ہو گیا۔ تو تمہارا وہ مسئلہ تمہارے گھر کی دلیل سے ہی حل ہو گیا۔ کہ آپ نے اپنی مرضی کے مطابق ہی غلام کی بیعت کر لی۔ کیونکہ یہ اختیار آپ کو حاصل ہے۔

وہابی مولوی صاحب بخاری کی حدیث ہے۔ قَالَ مَتَی السَّاعَۃُ قَالَ مَا الْمَسْئُوْلُ عَنْھَا بِاَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ وَسَاُخْبِرُكَ عَنْ اَشْرَاطِھَا جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا کہ یارسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قیامت کب ہے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسئول عنہا سائل سے زیادہ عالم نہیں اور جلدی خبر دیتا ہوں میں تجھے اس کے علامات کی لہذا اس سے ثابت ہوا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے جبرئیل میں تجھ سے زیادہ نہیں جانتا یعنی قیامت کو نہ تو جانتا ہے نہ میں ہم دو نو علم قیامت سے بے خبر ہونے میں مساوی ہیں تم کہتے ہو کہ نبی علیہ السلام کو مَا کَانَ وَمَا یَکُوْنُ کا کل علم ہے یہ غلط ثابت ہوا۔

محمدی "پہلے قابل غور یہ امر ہے کہ جبرئیل علیہ السلام کا سوال کرنا یعنی بحیثیت سائلانہ عرض کرنا نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے اعلم ہونے کی دلیل ہے اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی اپنی اسی اعلمیت کو ظاہر کرنے کے واسطے اپنے آپ کو مسئول قرار دیا اور جبرئیل علیہ السلام کو سائل ہونے کا خطاب دیا چونکہ آپ کا ارشاد ہے اُتِیْتُ بِجَوَامِعِ الْکَلِمِ لہذا ایسی کلام فرمائی جس نے (۱) آپ کو اپنا فخر بھی نہ ثابت ہونے دیا (۲) اپنی نسبت مسئولیت اور جبرئیل علیہ السلام کو سائلانہ حیثیت دے کر اپنی امت کو اپنی فوقیت علمی کا ثبوت بھی دے دیا (۳) ایسا جملہ استعمال فرمایا کہ جس سے آپ کا قیامت سے بے علم ہونا بھی ثابت نہ ہو اور اظہار دریافت کی گنجائش بھی نہ رہ گئی اور جو صاف الفاظ صریحہ سے واضح ہے۔ وہ یہی ہے کہ مسئول سائل سے اعلم نہیں یعنی اے جبرئیل قیامت سے تو بھی بے خبر نہیں اور میں بھی بے خبر نہیں تو بھی جانتا ہے میں بھی جانتا ہوں لیکن میرے اور تیرے علم میں مساوات نہیں میرے اور تیرے علم میں اتنا فرق ہے جتنا کہ سائل اور مسئول کا فرق ہے یعنی گھروائے اور سوالی کا فرق ہے اور پھر وَاَمَّا السَّائِلَ فَلَا تَنْھَرْ کو مدنظر رکھتے ہوئے فرما دیا کہ وَسَاُخْبِرُكَ عَنْ اَشْرَاطِھَا

اور قیامت کی علامات سے میں تجھے جلدی خبر دیتا ہوں جس کو کسی چیز کا علم نہ ہو وہ اس کے علامات کو کیسے بتا سکتا ہے جیسا کہ قیامت کے وقت کو در پردہ رکھتے ہوئے اللہ تعالےٰ نے فَقَدْ جَآءَ اَشْرَاطُهَا سے اپنے محبوب صلے اللہ علیہ وسلم سے بے خبری کو بھی دور فرما دیا لیکن مخالف پھر بھی تنقیص علمی سے باز نہیں آتا جس کے علم کو خداوند جل مجدہٗ نے عالمین کے علم سے نوازا جس میں قیامت بھی ہے عدو کے کہے وہ عطائی علم کو کیسے چھین سکتا ہے۔ اس حدیث شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم نے تمام پہلوؤں کو صحیح رکھا جبریل سوال کو مَا الْمَسْئُوْلُ بِاَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ کا ایک جملہ دعویٰ با دلیل فرما کر ساکت فرما دیا اور عِنْدَہٗ عِلْمُ السَّاعَةِ فرما کر خداوند کے حجاب محبوبانہ کو بھی فاش نہ فرماتے ہوئے قانون خداوندی کو بھی ہاتھ سے نہ جانے دیا اور تاکہ دشمن قیامت سے بھی بے خبر نہ سمجھیں سَاُخْبِرُكَ عَنْ اَشْرَاطِهَا سے قیامت کے علامات کو ظاہر فرما کر جمعہ کے دن کا تقرر بھی ثابت کرتے ہوئے دشمن رسالت کا منہ بند کر دیا اور شاید اتنے اشارے کو کوئی غبی نہ سمجھے اور عقدہ لَا يَعْلَمُهُنَّ سے مجھے بے خبر نہ سمجھے غیوبات خمسہ سے وہ خبر غیبی کی اطلاع فرمائی جو مافی الارحام اور قیامت دونوں سے متعلق تھی قدم آگے بڑھا کر اِذَا وَلَدَتِ الْاَمَةُ رَبَّهَا فرمایا گو ان امورات کو پردہ راز میں ہی رکھنا تھا لیکن ایک چیز بیان کر کے پردہ ڈال دیا جاوے تو یہ حکیم کی حکمت پر موقوف ہوتا ہے۔ اس کی مثال یوں سمجھئے کہ کوئی شخص سرکاری خزانچی کے پاس پہنچے کہ کچھ خیرات دو تو وہ کہے کہ یہ سرکاری خزانہ ہے اس کو تقسیم کرنا یا تقسیم کا جاری کرنا بادشاہ کا کام ہے میں تو خزانچی ہوں مالک نہیں اور جب سائل واپس جانے لگے تو خزانچی سائل کی جیب میں چپکے سے دو چار روپے ڈال دے اور پھر یہی کہے کہ یہ بادشاہ کا کام ہے۔ میرا نہیں تو سائل صاحب فراست ضرور سمجھ لیگا کہ یہ واقعی سرکاری خزانچی ہے اور شاہی مقرر شدہ ہے واقعی اسکو کچھ تقسیم کرنے کی اجازت ہو گی عام خرچ کرنے کی اجازت نہ ہو گی اور یہ خرچ بھی شاہی سمجھا جاویگا اسی لئے یہ بادشاہ کی طرف نسبت کر رہا ہے اپنے

ذمہ نہیں لیتا اور نہ اسکو اپنی طرف سے خرچ کرنے کا حکم ہی ہے اسی لئے یہ خزانچی ہر بات بادشاہ کی طرف منسوب کرتا ہے اور مجھے چپکے سے دیا تب بھی اس خرچ کی نسبت بادشاہ کی طرف کی اس کا اس سے خرچ کرنا خزانچی کے اختیار کو ثابت کرنا ہے ورنہ اسکو بادشاہ کی طرف سے گرفت ہونی لازمی امر ہے اور اس کا بادشاہ کی طرف منسوب کرنا اپنے ذمہ کسی بات کو نہ لینا یہ اس کے شاہی خزانچی ہونے پر دال ہے اور اسکا جواب بھی دینا خود اسنے کو خیرات کے واسطے حکم عام نہ کرنے کو ثابت کر رہا ہے۔ ایسے ہی نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا مَا الْمَسْئُوْلُ بِاَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ سے اَلَیْهِ یُرَدُّ عِلْمُ السَّاعَۃِ کی ترجمانی کرنا ہے اور وَسَاُخْبِرُكَ عَنْ اَشْرَاطِهَا اور وَاِذَا وَلَدَتِ الْاَمَۃُ رَبَّهَا سے علوم خمسہ سے علوم اربعہ یعنی قیامت اور ما فی الارحام اور ما فی غد اور اشراط ساعۃ میں عیسیٰ علیہ السلام کا آپ کے روضہ اطہر میں دفن ہونے کو بیان فرما کر علم بِاَیِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ ثابت کرنا مقصود تھا اور فرما دیا کہ ان علوم کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا اور میں جو تمہیں مخبر صادق ہونے کی حیثیت سے ان کی اطلاع دے رہا ہوں تو یہ مجھے اللہ کے رسول صادق ہونے کی بین دلیل ہے جس کا وہابی انکار کر رہا ہے اور وہابی صاحب اگر مَا الْمَسْئُوْلُ بِاَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ کے معنی معاذ اللہ بے علم ہونے کے ہی کرو گے تو تم سَاُخْبِرُكَ عَنْ اَشْرَاطِهَا اور اِذَا وَلَدَتِ الْاَمَۃُ رَبَّهَا اور وَاِذَا تَطَاوَلَ رُعَاۃُ الْاِبِلِ الْبُهْمِ فِی الْبُنْیَانِ کے مکذب ثابت ہو گے یعنی نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے ایک جملے کے معنی الٹے سے آپ کے تین جملوں کا انکار لازمی ہو گا۔ کیونکہ مَا الْمَسْئُوْلُ بِاَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ کے تمہارے مطلب سمجھنے سے اگلے تین جملوں سے اس کا تناقض لازم آئیگا چنانچہ تمہارے تمام اکابرین صرف مَا الْمَسْئُوْلُ بِاَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ کے معنی معاذ اللہ بے علمی کے کرتے ہیں اور حدیث پاک کے اگلے جملوں کی کبھی وضاحت نہیں فرمائی یہی وجہ ہے کہ اگلے جملوں کی تشریح کرتے

ہیں تو ان کے بیان کردہ معانی سے اگلی عبارت میں تناقض لازم آتا ہے لہذا حدیث کے ان اگلے جملوں کو جو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے واسطے علوم خمسہ ثابت کر رہے ہیں۔ پہلے جملے مَا الْمَسْئُوْلُ بِاَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ کے معنی صاف واضح کر رہے ہیں۔ کہ آپ نے فرمایا کہ مسئول یعنی میں محمد صلے اللہ علیہ وسلم قیامت کے اظہار کے متعلق، سائل سے یعنی جبرئیل سے زیادہ جاننے والا نہیں ہوں یعنی تو بھی قیامت کو جتنا جانتا ہے جانتا ہے اور میں بھی جتنا جانتا ہوں جانتا ہوں نہ تو اپنے علم کے مطابق اپنی خبر کو ظاہر کر سکتا ہے اور نہ اپنے علم کے مطابق میں ظاہر کر سکتا ہوں اس کے پوشیدہ رکھنے کا حکم ہے اسی لئے بیان بھی فرمایا تو اشارۃً اور پوشیدہ ہی ظاہراً بیان نہیں فرمایا جیسا کہ فرمایا۔

مسلم شریف $\frac{2}{393}$ | طُلُوْعُ الشَّمْسِ مِنْ مَغْرِبِهَا قیامت کی علامت یہ ہوگی کہ سورج مغرب کی طرف سے طلوع ہوگا۔

کیوں جناب نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے مَتَی السَّاعَۃ کے عقدہ کو ذی شعور کے واسطے حل فرما دیا۔ یا نہ؟ جناب حل کرکے رکھ دیا کہ سورج ہی مغرب کی طرف سے طلوع کریگا تو وقت کیسا جب سورج الٹا تو وقت بھی الٹا اور تمہیں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے اس مسئلہ کی سمجھ اس وقت آئیگی جب تم اُلٹے کیے جاؤ گے ورنہ اشراط ساعۃ کا بیان مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم سے سمجھ لو کہ آپ کو علم قیامت ہے اور آپ کا فرمان اِذَا وَلَدَتِ الْاَمَۃُ رَبَّهَا کہ قرب قیامت لونڈی اپنے مالک کو جنیگی لونڈیاں ابھی پیدا نہیں ہوئیں قرب قیامت میں ابھی ظاہر ہونے والی ہیں پھر وہ حاملہ ہونگی جب وہ بچہ جنیگی تو وہ لڑکا اس لونڈی والدہ کو خریدے گا اور اس سے مالکانہ برتاؤ کریگا اور اسکو شرم نہ آئے گی۔

ابھی لونڈی پیدا نہیں لیکن نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ہزارہا سال پیشتر اس کے حل کی حقیقی اطلاع فرما رہے ہیں بلکہ اس کے بچے کی پیدائش کے بعد والے افعال کو بھی جو صحیح ہونے والے تھے فرما دیے یعنی ما فی غد اور ما فی غد کے ما فی الارحام

جو قرب قیامت ہونے والے تھے غیوبات ظاہر فرما دیئے لیکن وہابی ایمان نہ لایا۔

اور وہ اونٹنیاں والے ابھی پیدا نہیں ہوئے قرب قیامت ہونگے جن کی اطلاع نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمائی اور وہ شہروں میں بس کر بڑی بڑی بلڈنگیں بنائیں گے ابھی نہیں اس وقت نہیں تھیں ابھی بننے والی ہیں لیکن نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کے اس عمل مافی غد کو ہزارہا سال پہلے ہی بیان فرما دیا ہم مسلمان تو بھائی آپ کے اس فرمان پر یقین کر چکے لیکن وہابی ان علوم خمسہ غیبیہ کو پڑھ کر سن کر بھی اپنے ایمان کو درست کرنے سے محروم رہا کیا نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا اندرونی بیرونی قیامت کے معاملات کو بیان کرنا معاذ اللہ آپ کی بے علمی کو ثابت کر رہا ہے کسی ان پڑھ کو کہو کہ حروف ہجا ہی پڑھے وہ کبھی نہیں پڑھ سکے گا* اگر معاذ اللہ آپ بھی ان علوم خمسہ سے بے خبر تھے جیسا کہ تم نے سمجھ رکھا ہے تو ان کی صحیح صحیح خبریں کیوں فرمائیں کچھ خدا کا خوف کرو اور مصطفے صلے اللہ علیہ وسلم کی معاذ اللہ بے علمی ثابت کرنے سے باز آجاؤ تو تمہاری پیش کردہ حدیث سے تمہارے اعتراض کا ہی حل کیا گیا کہ آپ کو علم قیامت ہے لیکن اظہار کی اجازت نہیں

* اور جو کچھ لکھا ہے وہ کبھی نہیں پڑھ سکتا ہے

"وہابی" طبرانی اور ابن مردویہ و در منثور کی روایت ہے ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سوال کیئے گئے قیامت کے متعلق اور میں موجود تھا تو آپ نے فرمایا اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا اور وہی اس کے وقت پر اسکو ظاہر کریگا۔ اور لیکن میں تم کو اس کی علامتیں اور اس سے پہلے جو فتنے اور خونریزیاں ہونے والی ہیں بتلا دیتا ہوں۔

لہٰذا اس حدیث سے بھی نبی علیہ السلام کا قیامت سے بے خبر ہونا ثابت ہوا۔

"محمد عمر" افسوس صد افسوس تمہارے اس عقیدے پر جو تمہیں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی معاذ اللہ بے علمی کی رغبت دلاتا ہے اور شان سمجھنے سے محروم

رکھتا ہے بھلا یہ تو بتاؤ کہ کسی مولوی سے کوئی دریافت کرے کہ فوجداری عدالت کہاں ہے
تو وہ جواب دے کہ کسی مجسٹریٹ یا وکیل سے دریافت کرو میں نہیں جانتا لیکن میں تمہیں اسکا
مقام بتا دیتا ہوں وہاں چلے جاؤ گے تو تمہیں خود بخود معلوم ہو جائیگا۔ کچہری روڈ پہ چلے جاؤ
وہاں جانب مشرق ایک گورمنٹ کالج ہے۔ اس کے آگے سیکرٹیٹ کا بڑا دفتر ہے اس
سے آگے گزر کر بائیں ہاتھ کمرے بنے ہوئے ہیں اور اس کمروں کے اندر کی میزوں کرسیوں
الماریوں کی تعداد بھی صحیح بتا دی جاوے تو پھر بھی وہ بے خبر سائل کہے کہ تجھے علم نہیں تو
لوگ سائل کو کم عقل سمجھیں گے ذرا اس سے اور آگے چلیئے جو شخص مجسٹریٹ کی قیام گاہ
بھی اور عدالت کی الماریوں میں جو فائلیں پڑی ہیں ان کی بھی اطلاع دے دے اور عدالت
کے قیام کی ہیئت کذائیہ کا بھی پورا نقشہ کھینچ دے تو پھر بھی سائل کی تسلی نہ ہو تو سائل سائل نہیں
بلکہ مخالف ہے محض تمسخر کی نیت رکھتا ہے۔ اب علم قیامت کے دلائل سنئے

قیام حشر

۱۔ $\frac{۲۴}{۷}$ } ثُمَّ نُفِخَ فِيهِ أُخْرَىٰ فَإِذَا هُمْ قِيَامٌ يَنظُرُونَ
پھر دوبارہ صور پھونکا جاویگا تو فوراً وہ کھڑے ہو کر جھانکنے
لگ جائیں گے۔

دوسرے مقام پر اسکی تشریح فرمائی۔

۲۔ یٰسٓ $\frac{۲۳}{۲۴}$ | وَنُفِخَ فِي الصُّورِ فَإِذَا هُم مِّنَ الْأَجْدَاثِ إِلَىٰ رَبِّهِمْ يَنسِلُونَ۔ اور صور پھونکا جاویگا تو وہ فوراً
قبروں سے اپنے رب کی طرف دوڑینگے۔

میدان حشر میں عدالت الٰہیہ

۳- حاقہ ۲۹/۱ { وَيَحْمِلُ عَرْشَ رَبِّكَ يَوْمَئِذٍ ثَمَانِيَةٌ
اور آپ کے رب کے عرش کو قیامت کے دن آٹھ فرشتے اٹھائیں گے۔

۴- مستدرک ۴/۵۶۹ { يُلْقَى لَهُ كُرْسِيٌّ عَنْ يَمِينِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ
تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے خداوند کی دائیں جانب کرسی بچھائی جاوے گی۔

حشر میں کفار کی حالت مختلف ہو گی

۵- طٰہٰ ۱۶/۷ { مَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِيْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا وَّ نَحْشُرُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَعْمٰى جس شخص نے میری یاد سے منہ پھیرا تو اسکی معیشۃ تنگ ہے اور قیامت کے دن اسے اندھا اٹھائینگے

۶- ابراہیم ۱۳/۷ { وَتَرَى الْمُجْرِمِيْنَ يَوْمَئِذٍ مُّقَرَّنِيْنَ فِي الْاَصْفَادِ
اور آپ مجرموں کو ملاحظہ فرماوینگے یارسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قیامت کے دن زنجیروں میں جکڑے ہونگے۔ پھر ان کے اعمال نامے بائیں ہاتھ ہونگے

۷- حاقہ ۲۹/۱ { وَاَمَّا مَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ بِشِمَالِهٖ فَيَقُوْلُ يٰلَيْتَنِيْ لَمْ اُوْتَ كِتٰبِيَهْ - اور لیکن جو شخص اپنی کتاب بائیں ہاتھ دیا گیا تو کہیگا اے کاش میں اپنی کتاب نہ دیا جاتا۔

میدان حشر کی ایک مبنی حصے کا ذکر سُنئے۔

۸-زمر ۲۴/۷ { وَأَشْرَقَتِ الْأَرْضُ بِنُورِ رَبِّهَا وَوُضِعَ الْكِتَابُ وَجِيءَ بِالنَّبِيِّينَ وَالشُّهَدَاءِ فَقُضِيَ بَيْنَهُمْ

بِالْحَقِّ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ - اور (قیامت کے دن) زمین روشن ہوگی اپنے رب کے نور سے اور کتاب رکھی جائیگی اور تمام انبیاء علیہم السلام اور شہدا اکٹھے ہونگے تو ان کے درمیان فیصلہ حقہ کیا جائیگا اور وہ ظلم نہ کیے جائیں گے۔

(اس حصہ میں شان مومنین کیا ہوگی)، يَوْمَ تَرَى الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ يَسْعَىٰ نُورُهُم بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَبِأَيْمَانِهِم اس دن ملاحظہ فرماوینگے یارسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم آپ مومنین اور مومنات کو ان کے سامنے نور اور ان کے دائیں نور ہوگا کیا شان ہوگی جب ان کو ملاحظہ فرمانے والے آپ ہونگے اور ان کے نیک اعمال کی پونجی ان کے سامنے ہوگی۔ فَمَن يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ تو بعد ازاں اخیر کا واقعہ عرض کردوں۔

۹-زمر ۲۴/۸ { وَسِيقَ الَّذِينَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ إِلَى الْجَنَّةِ زُمَرًا حَتَّىٰ إِذَا جَاءُوهَا وَفُتِحَتْ أَبْوَابُهَا وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَا سَلَامٌ

عَلَيْكُمْ طِبْتُمْ فَادْخُلُوهَا خَالِدِينَ۔ کیا شان ہوگی مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی جب آپ جنتیوں کے دولہابن کر آگے تشریف لے جارہے ہونگے۔

(اب اختصاراً میدان حشر کے میانہ درجہ کا ذکر سنیئے)

طٰہٰ ۱۶/۶ { يَوْمَئِذٍ لَّا تَنفَعُ الشَّفَاعَةُ إِلَّا مَنْ أَذِنَ لَهُ الرَّحْمَٰنُ وَرَضِيَ لَهُ قَوْلًا۔ اس دن کسی کی سفارش نفع نہ دیگی۔ مگر جس کو رحمٰن نے پہلے اذن دیا ہو اور جس کی بات کو مولا کریم پسند فرماوینگے۔ یہ طبقہ ہے مومنین گنہگاروں کا کہ آپ ان کی سفارش فرما کر جنت کے راستہ میں تشریف لے جاتے ہوئے

ساتھ ملا لیں گے۔ کیوں جناب وہابی صاحب اب نہ کہنا کہ خداوند نے علم قیامت کسی کو نہیں بتایا

وہابی " ابن ماجہ اور ابن جریر وغیرہما کی روایت ہے کہ ابو مسعود رضی اللہ تعالےٰ سے روایت ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے معراج کی رات ابراہیم علیہ السلام اور موسیٰ علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام سے ملاقات کی تو انہوں نے قیامت کے متعلق آپس میں بات چیت کی تو تمام نے ابراہیم علیہ السلام کے سپرد کیا تو ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ مجھے اس کا علم نہیں پھر انہوں نے موسیٰ علیہ السلام کے سامنے اس کو پیش کیا تو انہوں نے بھی فرمایا کہ مجھے اس کا علم نہیں پھر عیسیٰ علیہ السلام کے سامنے اس مسئلہ کو پیش کیا تو آپ نے فرمایا کہ اس کے وقوع کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ جب آپ کے سامنے معاملہ پیش ہوا تو آپ کی طرف سے بھی یہی جواب سمجھ لیا گیا کیونکہ جب عیسیٰ علیہ السلام کو علم قیامت نہیں دیا گیا جو قرب قیامت آنے والے ہیں تو آپ کو بطریق اولی نہیں دیا گیا۔

محمد عمر " بڑا افسوس کہ جس امر کے سوال کرنے کی جرأت نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو ابراہیم علیہ السلام جیسے اولوالعزم نبی اور موسیٰ علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام جیسے انبیاء کرام کو نہیں ہوئی تم کون ہو جو آپ کو اپنے فتوے سے بے خبر سمجھو۔ مذاکرین انبیاء کرام نے کیوں نہ کہہ دیا کہ سید الانبیاء صلے اللہ علیہ وسلم کو بھی اس کی خبر نہیں ہمیں نہ ہوئی تو کونسی بڑی بات ہے۔ انبیاء علیہم السلام کا آپ کے روبرو آپس میں مذاکرہ قیامت کرنا یہ آپسے امتحان لینا مقصود نہ تھا کہ آپ کو بھی قیامت کا علم ہے یا نہیں اگر یہی مقصد ہوتا تو علوم خمسہ سے باقی کسی بات کا بھی تذکرہ ہوتا اگر نہیں ہوا تو نہیں اس وجہ سے تسلیم کرنا پڑیگا کہ علوم اربعہ آپ کو حاصل تھے اسی لئے تذکرہ نہیں کیا ورنہ ان کا ذکر بھی ہوتا اگر نہیں تو ثابت ہوا کہ ان کا علم تمام انبیاء علیہم السلام کو بھی ہے اور ان کا صرف قیامت کے معاملہ کو پیش کرنا اور وہاں متی الساعۃ کا سوال نہیں بلکہ ثم ذکروا امرھم

اِلیٰ اِبْرَاھِیْمَ جملہ ہے۔

اپنے قیامت کے معاملہ کو انہوں نے ابراہیم علیہ السلام کے سپرد کیا کہ یہ واضح فرمادیں چنانچہ انہوں نے بھی ظاہر نہیں فرمایا پھر موسیٰ علیہ السلام کے سپرد کیا گیا انہوں نے بھی ظاہر نہیں فرمایا پھر عیسیٰ علیہ السلام کے سپرد کیا گیا انہوں نے فیصلہ ہی خدا کے سپرد کردیا تاکہ یہ ثابت ہو جائے کہ خدا جس کو چاہے جتاتے ہیں اور جاننے والے سامنے تشریف فرما ہیں اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی معراج کی رات کے اس واقعہ کو اسی لئے بیان فرمایا تاکہ میری امت کو بھی معلوم ہو جائے کہ جب اتنے بڑے اولوالعزم انبیاء کرام نے آپ سے سوال نہیں کیا تو ہمیں بھی قیامت کے متعلق سوال نہیں کرنا چاہیئے۔ کیونکہ قیامت کا قیام نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے مجرموں کے واسطے ہوگا اور جیل کے اکرام و تکلیف کے مذاکرے قیدی ہی کرتے ہیں یا نذیر کا کام ہے۔ دوسرا بیان کرنے سے ہی گریز کرتا ہے باقی رہا انبیاً علیہم السلام کا مذاکرہ تو یہ اس لئے تھا اور آپ کے روبرو اسی لئے ایک دوسرے پر بات ڈالتے تھے کہ آپ ملاحظہ فرمالیں کہ ہم نے آجتک قیامت کے راز کو فاش نہیں کیا آپ بھی اس کو فاش نہ فرمادیں صرف یہ بات جتانی مقصود تھی ویسے عرض کرنا کہ کہیں قیامت کا ذکر نہ کرنا اس جملے کو انہوں نے گستاخی سمجھی آپس میں مذاکرہ کر کے آپ کو جتادیا کہ آپ ملاحظہ فرمائیے آپ نے بھی ایسے ہی عمل کرنا ہے کسی کو جتانا نہیں جیساکہ انہوں نے ایک دوسرے پر ڈالا ظاہر نہیں فرمایا ورنہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آپ سے ضرور سوال کرتے انبیاً علیہم السلام کا آسمانوں میں مذاکرہ قیامت آپ کے سامنے اپنی بے علمی ظاہر کرنے کے واسطے نہ تھا جیساکہ تم نے سمجھا ہے اور نہ ہی انہوں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے آپ کے بے علم ہونے کی وجہ سے سوال نہیں کیا جیساکہ تم نے سمجھا ہے اور نہ اپنے ہی اس واقعہ سماوی کو اپنے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے سامنے اس لئے ظاہر فرمایا کہ میں آسمان میں انبیاء علیہم السلام کے سامنے علم قیامت میں فیل ہو کہ آیا ہوں کلا و حاشا آپ کا یہ مطلب نہ تھا۔

جو تم نے اپنے اختراع سے لوگوں کو دھوکا دیا ہے۔ بلکہ سماوی مذاکرہ بھی علم قیامت کے عدم افشار کے لئے ہوا اور اپنے بھی انبیاء علیہم السلام کے اس مذاکرے کو بیان فرما کر اُمت کو ان انبیاء علیہم السلام کی ہی راز نہ افشار کرنے والی تعلیم کی طرف توجہ دلائی لیکن آپ کے اس بیان سے اگر کوئی کج طبع آپ کی بے علمی کی دلیل اخذ کرے تو یہ اس کے نقص ایمانی کی دلیل ہے جو حدیث پاک کو سمجھ کر پھر حدیث میں الٹ پلٹ کرے میں تو یہی کہونگا کہ اللہ تعالےٰ ہر اہل علم کو مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے تجلیات سے بہرہ ور فرماوے۔

وہابی "کنز العمال و در منثور وغیرہ میں روایت ہے ابن عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ غیب کی پانچ کنجیاں ہیں۔ جن کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا کل کیا ہوگا۔ (۲) مافی الارحام کا علم (۳) بارش کب آئیگی (۴) آدمی نے مرنا کس جگہ ہے (۵) قیامت کب ہے۔

محمد عمر " ان کا مفصل بیان پہلے گزر چکا ہے۔ اس لئے ایسی حدیثیں پیش کرنے کی تکلیف نہ فرمادیں۔ ایسی حدیثوں کا جواب مذکورۃ الصدر آیات و احادیث کو ہی ملاحظہ فرمالیا کریں گو دلائل بہت ہیں ہر ایک کے لئے اور حدیثیں مزید پیش کر سکتا ہوں لیکن بوجہ طوالت گزشتہ کو ہی کافی سمجھیں۔

وہابی " حدیث کنز العمال میں مذکور ہے کہ میں قیامت کے دن پہلے اذن دیا جاؤنگا سجدہ کرنے کے لئے بارگاہ الٰہی میں چنانچہ میں سجدہ میں گر جاؤنگا اس کے بعد مجھے سر اُٹھانے کا حکم ہوگا پھر میں اُٹھ کر اپنی امت کو دائیں بائیں پہچانونگا عرض کیا گیا کہ حضور آپ کیسے پہچانینگے فرمایا ان کے چہرے اور دیگر اعضا وضو کے اثر سے روشن اور چمکتے ہونگے۔ اس حدیث سے ثابت ہوا کہ نبی علیہ السلام کو اس وقت غیبی علم سے پہچان نہ ہوگی بلکہ ان کے علامات وضو سے پہچان ہوگی۔

محمد عمر " لو آپ اپنے دام میں صیاد آگیا ہائے تعصب بڑی بُری بلا ہے جس کے

ساتھ تعصب ہو طاعن طعنہ سے باز نہیں آتا خواہ خود ہی اس میں مطعون ہو جائے نعمانی صاحب نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے عدم علم غیب کا استدلال ایسی حدیث سے اخذ فرمایا کہ جس نے نعمانی صاحب کے تمام مجموعہ اعتراضات کی گٹھری کو پرزے پرزے کر دیا نعمانی صاحب تم اپنے ٹھیکہ میں اپنے ٹھیکہ معہودہ کے خلاف دلیل لے آئے اس حدیث شریف سے تو صاف ثابت ہوا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو علم قیام قیامت ہے کیونکہ اس حدیث پاک میں قیامت کے افعال ذاتیہ کو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمادیا ہے۔

(۱) میں قیامت کے دن پہلے اذن دیا جاؤنگا۔ اس اذن کا ظہور بروز قیامت کو انشاء اللہ ضرور ہوگا۔ لیکن آپ نے پہلی اطلاع فرمادی۔

۲۔ قیامت کے دن رب کریم کے دربار میں آپ کا سر بسجود ہونا یہ بھی قیامت کے ذاتیات سے ہے۔

۳۔ آپ کو سجدہ سے سر اٹھانے کا حکم الٰہی ہوگا۔

۴۔ آپ کی امت کا آپ کے دائیں و بائیں ہونا اور درمیان میں آپ کا موجود ہونا

۵۔ آپ کا اپنی امت کو پہچاننا۔ یہ پہچان بھی ابھی بروز قیامت ہوگی لیکن آپ نے اطلاع ہزارہا سال پہلے فرمادی۔

۶۔ آپ کو قیام قیامت سے اپنی امت کے اعضاء وضو کی روشنی کا ابھی ملاحظہ فرمانا اور قیامت کی اس ذاتی خبر غیبی کو ایمان داروں کے لئے ابھی سے مطلع فرمادینا۔

۷۔ دُنیا میں اپنی امت کے وضو سے ضُوءِ اخروی کی فضیلت کو بیان فرمانا اور جو تم نے سمجھا ہے کہ آپ محض اسی علامت سے ہی پہچانینگے اور کوئی علامت امتی ہونے کی نہ ہوگی تمہارا یہ اجتہاد غلط ہے بلکہ آپ امت کے باطنی اعمال کو اور نیات کو بھی ملاحظہ فرما کر اپنی امت میں شامل فرمادیں گے اور اگر تمہارے اجتہاد کو ہی صحیح تسلیم کر لیا جاوے تو اصیحابی اصیحابی والی حدیث سے منافقین بھی غُرٌّ مُّحَجَّلُوْنَ مِنَ الْوُضُوْءِ سے آپ

کی اُمت میں شامل ہو جائینگے۔ حالانکہ وہ آپ کی امت میں شمولیت سے محروم ہونگے۔
تو اس حدیث شریف سے ایمان داروں کے لیے علم قیام قیامت اظہر من الشمس ہے اور تمہارے اجتہاد متعلقہ عدم علم نے عکس نقیض کا کام دیا۔
پھر آپ نے فرمایا کہ میں اپنی امت کے آدمیوں کو یوں پہچان لوں گا جیسا کہ گھوڑے کا مالک اپنے پانچ کلیان گھوڑے کو پہچان لیتا ہے بھلا مالک کو اپنے مملوک کا علم نہ ہو یہ بعید از عقل ہے اور آپ کے ارشاد عالیہ سے جو قیامت کے علم کی غیبی دلیل ثابت ہو رہی ہے اہل ایمان سے پوشیدہ نہیں۔

"وہابی" بخاری مسلم کی روایت ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگ قیامت کے دن بیہوش ہو جائینگے۔ پھر سب سے پہلے میں ہوش میں آؤں گا پس اچانک میں دیکھوں گا کہ جناب موسیٰ عرش کا کنارہ پکڑے ہوئے ہیں پس مجھے معلوم نہیں کہ آیا وہ بھی بیہوش ہونے والوں میں تھے۔ اور مجھ سے پہلے ہوش میں آگئے یا وہ اُن میں سے ہیں جن کو اللہ تعالےٰ نے اس دن کی بیہوشی سے مستثنیٰ کر دیا ہے اس حدیث سے ثابت ہوا کہ آپ کو علم جمیع ماکان وما یکون کا نہیں۔

"محمد عمر" اس حدیث پاک میں بھی نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے دو امور کو ظاہر فرمایا قیامت کے عوارضات ذاتیہ کو تا آپکا علم غیب قیامت ثابت ہو دوسرا امر موسیٰ علیہ السلام کی عزت کا پاس یعنی اَکُوْنُ اَوَّلُ مَنْ اُفِیْقُ سے آپ نے اپنی اَوّلویت کی حقیقت کو ظاہر فرما کر پھر موسیٰ علیہ السلام کی عزت کا پاس خاطر فرمایا اور نعمانی صاحب کو یہ سمجھ نہ آئی فَلَا اَدْرِیْ محاورہ کے بموجب فرما کر بعد ازاں ارشاد فرمایا مِمَّنْ اِسْتَثْنَی اللّٰہُ عزوجل یا موسیٰ علیہ السلام اس شخص سے ہیں جن کو اللہ تعالےٰ نے بیہوشی سے مستثنیٰ فرمایا اس فرمان مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہوا کہ کوئی اور شخص بھی ہے جس کو اللہ تعالےٰ نے پہلے بیہوشی سے ممتاز فرمایا جن سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بھی آنے

شمار فرمایا اور وہ اَوَّلُ مَنْ اُفِیْقُ ہے۔ باقی رہا آپ کا ارشاد کہ خبر نہیں موسیٰ علیہ السلام ان بیہوشوں سے ہیں جو میرے پہلے ہوش میں آگئے یا بیہوشی کے مستثناؤں سے ہیں اور آپ کا یہ جملہ شکیہ محض اپنی انکساری اور موسیٰ علیہ السلام کو بلحاظ نبی اللہ ہونے کے ان کی عزت کو ملحوظ رکھتے ہوئے ارشاد فرمایا ورنہ آپ کا فرمان اَکُوْنُ اَوَّلُ مَنْ یَّفِیْقُ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی اوّلیت اور موسیٰ علیہ السلام کی ثانویت ثابت کر رہا ہے اور فرمان الٰہی وَتَرَی النَّاسَ سُکَارٰی وَمَا هُمْ بِسُکَارٰی نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو بیہوشی سے ممتاز فرما رہا ہے کہ آپ رائی یعنی بیہوشوں کو دیکھنے والوں میں شامل ہیں باقی لوگ مرئی بیہوش ہونگے اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے علم غیب قیامت کی خاص خبر کہ موسیٰ علیہ السلام بھی اس شخص کیساتھ ہونگے جو بیہوشی سے مستثنیٰ ہوگا تو یہ اپنے اپنی ذات کے متعلق ہی ارشاد فرمایا جو مذکورہ ایت کریمہ اور حدیث شریف کے ابتدائی جملہ سے ثابت ہے اور فَلَآ اَدْرِی کا جملہ ایسا ارشاد فرمایا جس سے اپنی ذات کریمہ کو فخر سے بھی مبرا رکھا اور موسیٰ علیہ السلام کو بھی بیہوشی سے مستثنیٰ فرما دیا تو فَلَآ اَدْرِی کا جملہ شان موسویت کو ملحوظ رکھنے کے لئے نہ کہ اپنی بے علمی کے اظہار کے لئے فرمایا جیسا کہ تم نے سمجھا ہے اور یہ عام محاورہ بھی ہے کہ جو شخص کسی خاص مقام اعلیٰ پر پہنچے تو ان کے پیچھے فوراً ہی کوئی دوسرا بھی وہاں پہنچ جائے تو وہ اس دوسرے کی شان کے اظہار کے لیے اور اپنی انکساری ثابت کرنے کے لئے فوراً کہہ دیتا ہے کہ خبر نہیں کہ تو مجھ سے بھی پہلے ہی پہنچا معلوم ہوتا ہے تو وہ حقیقت کے مطابق عرض کرتا ہے۔ کہ نہیں حضور آپ ہی پہلے ہیں تو یہ آپ نے اپنی انکساری کا ثبوت دیا اور جواب موسیٰ علیہ السلام کو ظاہر تو نہیں فرمایا لیکن اگر تم موسیٰ علیہ السلام کا جواب سنو تو پھر تمہیں شان وفرمان مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم معلوم ہو۔

آیئے فقیر آپ کو شان موسیٰ علیہ السلام کے مقابلہ میں شان مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم عرض کرتا ہے۔ قیامت کو موسیٰ علیہ السلام کے متعلق تو آپ نے فرمایا فَاِذَا مُوْسٰی علیہ

السلام ہر باطش بجانب العرش میں دیکھوں گا۔ کہ موسیٰ علیہ السلام عرش کے کنارے کو پکڑے ہوئے ہیں۔

میکن مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی شان قیامت عرض کرتا ہوں۔

مستدرک $\frac{4}{569}$ } فَيُلْقَىٰ لَهُ كُرْسِيٌّ عَنْ يَمِينِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ
تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے لیے خداوند کے دائیں جانب کرسی سجائی جائے گی۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام عرش کا کنارہ تھامے ہوں گے اور نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم عرش خداوندی کے دائیں جانب کرسی نشین ہونگے۔

کیوں جناب وہابی صاحب پایہ تھامنے والا مقدم یا دائیں جانب کرسی نشین مقدم نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق اپنے ایمان کو درست کرنے کی کوشش کرو۔

ثابت ہوا کہ فرمان لا ادری محض انکساری کے لئے ہی ہے نہ حقیقت کے اظہار کے واسطے اور اگر لا ادری کے ماقبل ومابعد کی عبارت ومقام کے مطابق معنی نہ کروگے تو معاذاللہ تمہیں خدا کو بے علم تسلیم کرنا پڑیگا سنیئے۔

یونس $\frac{11}{2}$ } قُلْ أَتُنَبِّئُونَ اللّٰهَ بِمَا لَا يَعْلَمُ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْأَرْضِ سُبْحٰنَهُ وَتَعٰلىٰ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ - فرما دیجئے یارسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کیا خبر دیتے ہو اللہ کو جو اللہ تعالےٰ آسمانوں اور زمین میں نہیں جانتا پاک ہے اور بلند ہے اس چیز سے جو تم شرک کرتے ہو

رعد $\frac{13}{5}$ } وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَاءَ قُلْ سَمُّوْهُمْ أَمْ تُنَبِّئُوْنَهُ بِمَا لَا يَعْلَمُ فِي الْأَرْضِ أَمْ بِظَاهِرٍ مِّنَ الْقَوْلِ

اور انہوں نے اللہ کے لئے شریک بنائے فرما دیجئے یارسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کہ اے مشرکو نام تو ان کا بتاؤ کیا تم اللہ کو ایسی بات کی خبر دیتے ہو جس کو اللہ زمین میں جانتا نہیں۔

یا بناوٹی بات ہے۔

ان آیات کریمہ میں اگر لَا تَعْلَمُهُمْ کے تمہاری طرح ظاہری معنی ہی لئے جاویں تو معاذ اللہ خداوند عالم الغیب کو بھی بے علم تسلیم کرلو ایسے ہی لا ادری سے بھی ظاہری معنی نہ لیے جاوینگے بلکہ محاورہ کے لحاظ سے معنی لئے جاوینگے۔

"وہابی" نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ میں نے اللہ سے سوال کیا کہ یا اللہ میری امت کا حساب میرے ہاتھ میں دے دے تاکہ دوسری امتوں کے سامنے ان کی رسوائی نہ ہو تو میری طرف اللہ تعالےٰ نے وحی کی کہ اے محمد صلے اللہ علیک میں ان کا حساب لوں گا اور اگر کوئی ان سے لغزش ہوئی تو میں تم سے پوشیدہ رکھوں گا تاکہ وہ آپ کے پاس شرمسار نہ ہوں اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بعض کی لغزشیں ہمیشہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے بھی مخفی رہینگی لہذا آپ کو کل علم نہ ہوا اور نہ ماکان و یکون کا۔

"محمد عمر" وہابی صاحب آپ کا ڈھکسلہ تو پورا ہو چکا اب اصل حقیقت فقیر عرض کرتا ہے۔ اس حدیث پاک کو بیان کرنے سے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا مقصد معاذ اللہ اپنی بے علمی کا اظہار نہیں جو تم نے سمجھا ہے ہمیشہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے فرمان کو بیان کرتے وقت یہ خیال رکھنا چاہیئے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے اس بیان سے آپ کا مقصد کیا ہے چنانچہ آپ کے مقصد کے مطابق اپنی تفصیل کو دیکھنا چاہیئے ورنہ یاد رکھو مجرم ثابت ہوگے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا مقصد اس حدیث شریف سے محض امت کو تسلی دینا ہے کہ اللہ تعالےٰ میری امت کے جرموں پر میری وجہ سے پردہ پوشی فرمائینگے۔ اور اس پردہ پوشی کا وعدہ میں نے ابھی دنیا میں ہی اللہ کریم سے لے لیا ہے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم امت کے جرائم پر خداوند سے پردہ پوشی کا وعدہ لیں اور تم محض امتی ہونے کا دعوےٰ رکھنے والے معاذ اللہ آپ کو بے علم ثابت کرنے کے درپے ہو کچھ خدا کا خوف کرو۔

اور دوسرا جواب یہ ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ نے مجھے فرمایا
سَتَرْتُهَا عَنْكَ آپ کی وجہ سے میں اُن کی لغزشوں کو پردہ پوش کروں گا یعنی آپ
کی اُمت کے ایسے افروسے ان کی لغزشوں کا حساب ہی نہیں لوں گا تاکہ آپ کے
پاس کھڑے ہونے والے آپ کے قرب میں رسوائی کا منہ نہ دیکھیں۔ اور پھر اس کا جواب
قرآن کریم میں بھی موجود ہے۔

زمر ۲۴/۴ { لِيُكَفِّرَ اللّٰهُ عَنْهُمْ اَسْوَءَ الَّذِىْ عَمِلُوْا تاکہ مٹا وے
اللہ تعالےٰ ان کے بُرے اعمال کو وَيَجْزِيَهُمْ بِاَحْسَنِ
الَّذِىْ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ اور اچھا بدلہ دے گا۔ ان کو جو وہ عمل کرتے تھے۔

چنانچہ اس حدیث مذکورہ بالا میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے انعام کا ذکر فرمایا
ہے۔ کہ یہ جو اللہ تعالےٰ نے متبعین سے لغزشوں کی معافی کا ذکر فرمایا ہے۔ یہ وعدہ بھی میں
نے رب العزۃ سے لیا ہے تاکہ متبعین میرے پاس کھڑے ہوں۔ تو دوسری امتوں کے
مقابلہ میں میرے غلام بالکل بے گناہ میدان حشر میں کھڑے ہوں چنانچہ نبی کریم صلے اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا کہ

جامع صغیر ۲/۲۴ { سَاَلْتُ اللّٰهَ الشَّفَاعَةَ لِاُمَّتِىْ فَقَالَ لَكَ سَبْعُوْنَ
اَلْفًا يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ بِغَيْرِ حِسَابٍ وَّلَا عَذَابٍ

میں نے اللہ سے اپنی امت کے متعلق سفارش کی تو اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ آپ کی طفیل
ستر ہزار بغیر حساب وعذاب کے جنت میں داخل ہونگے۔

کیوں جناب یہ ہے تمہاری پیش کردہ حدیث کی ترجمانی ایت وحدیث سے جو تم نے
اپنی رائے سے ترجمانی کر کے معاذاللہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے عدم علم کو ثابت کرنا چاہا
اور چوتھا جواب پردہ پوشی عدم علم کو متلزم نہیں کیونکہ آپ نے فرمایا کہ میری امت کے
تمام اعمال میرے سامنے پیش کئے جاتے ہیں۔

جامع صغیر ۲/۵۰ { عُرِضَتْ عَلَیَّ اُمَّتِیْ بِاَعْمَالِہَا حَسَنِہَا وَسَیِّئِہَا
مجھ پر میری امت مع اچھے برے اعمال کے پیش کئے گئے

مشکوٰۃ شریف ۶۹ { عُرِضَتْ عَلَیَّ ذُنُوْبُ اُمَّتِیْ فَلَمْ اَرَ ذَنْبًا اَعْظَمَ مِنْ سُوْرَۃٍ مِّنَ الْقُرْاٰنِ اَوْ اٰیَۃٍ اُوْتِیَہَا رَجُلٌ ثُمَّ نَسِیَہَا۔

میرے سامنے میری تمام امت کے گناہ پیش کئے گئے (تو تمام امت کی تمام برائیاں دیکھیں) قرآن کی سورۃ یا ایت پڑھ کر پھر اس کو جس شخص نے بھلا دیا اس سے بڑا گناہ اور میں نے کوئی نہیں دیکھا۔ اور طبرانی صغیر ۱۲ کی حدیث اُمَّتِیْ اُمَّۃٌ مَّرْحُوْمَۃٌ الخ اسی مطلب کو حل کر رہا ہے

کیوں جناب اب نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا اعتبار کریں کہ آپ کو امت کے تمام سیات کا علم ہے یا وہابیوں کی بات پر اعتماد کریں مسلمان تو یہ گوارہ نہیں کرسکتا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ کر کسی غیر کی بات کو صحیح سمجھے ہم احناف کو بفضلہ تعالے حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے فرمان پر یقین ہے کہ آپ کو تمام کے سیات کا بھی علم ہے اور تمہارا اعتراض بے علمی کا نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات کے واسطے لغو ثابت ہوا کیونکہ اس حدیث سے صاف ثابت ہوا کہ آپ ہر عامل کی ہر لغزش سے ہر وقت واقف ہیں جو اصغر اور اکبر کی تمیز فرما رہے ہیں اور اس مختلف فیہا حدیث میں آپ کی فضیلت زیادہ ہے کہ اللہ تعالے نے آپ کے امتی کو مجرمانہ حیثیت میں آپ کے پاس پہنچنا گوارہ ہی نہیں فرمایا۔ خود آپ کی امت کو لغزشوں سے مبرا کر کے دربار رسالت میں پیش کرینگے

ابن ماجہ ۲۹۶
ترمذی شریف ۲/۸۹ { وَاِنَّ اُمَّتِیْ سَتَفْتَرِقُ عَلٰی ثِنْتَیْنِ وَسَبْعِیْنَ فِرْقَۃً کُلُّہَا فِی النَّارِ اِلَّا وَاحِدَۃً وَّہِیَ الْجَمَاعَۃُ۔
اور بے شک میری امت عنقریب بہتر فرقوں میں متفرق

ہوں گی تمام دوزخی ہوں گے۔ سوائے ایک کے (یعنی ایک فرقہ ان سے جنتی ہوگا) اور وہ جماعت ہے۔

بفرمان نبی صلے اللہ علیہ وسلم ثابت ہوا کہ آپ کو قیامت تک کے تمام لوگوں کے سیئات و حسنات اور ان کے عاملین کا علم ہے کیونکہ ابھی تمام فرقے پیدا ہوئے نہیں اور آپ نے ان کی تفریق کاملہ سے متنبہ فرمایا فرقے کا تعلق اعتقاد سے اور اعتقاد کا تعلق قلب سے تو آپ کو علم قلوب حاصل ہوا۔ معلوم ہوا کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم تمام قیامت تک کے آنے والوں کے علم قلوب کے عالم ہیں عاملین حسنہ ہوں یا سیئہ

"وہابی" بخاری مسلم میں حدیث ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو تین دفعہ بیہوشی طاری ہوئی جب ہوش میں آئے تو دریافت فرمایا کہ کیا لوگ نماز پڑھ چکے عرض کیا گیا نہیں اور تین دفعہ ہی غسل فرمایا اور نماز کے لئے تیاری کرتے تو پھر بیہوش ہو جاتے تین دفعہ ایسے ہی ہوا اگر آپ کو علم غیب ہوتا تو کیا نماز پڑھ چکے، سوال کیوں کرتے اور غسل کیوں کرتے ثابت ہوا کہ آپ کو جمیع ماکان و مایکون کا علم نہیں۔

"محمد عمر" حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کا بار بار غسل کرنا ہماری تعلیم کے لئے تھا کہ اگر کسی کو بیہوشی طاری ہو جائے تو غسل کر لینا چاہیئے قاضی عیاض نے لکھا ہے۔ کہ آپ کا غسل قائم مقام وضو کے تھا اور یہ غسل آپ کے تقدس پر مبنی ہے کیونکہ بیہوشی ناقض وضو ہے لیکن اگر غسل کر لیا جاوے تو سنت ہے۔ بیہوشی سے غسل کو سنت مقرر کرنے کے لئے آپ نے بار بار غسل فرمایا نہ کہ اس سے آپ کی بے علمی ثابت ہوتی ہے جیسا کہ وہابیوں نے سمجھا ہے اور آپ کا سوال فرمانا کہ أَصَلَّى النَّاسُ کیا لوگوں نے نماز پڑھ لی اس سے اپنی امت کو تعلیم دینا مقصود تھا کہ میری اطاعت کو مقدم سمجھیں اور سمجھانا مقصود تھا کہ فریضہ نماز بھی میری اطاعت کے بغیر جائز نہیں اور بار بار آپ کا سوال کرنا اس بات کی دلیل تھی کہ مجھے بار بار اغماء کے طاری ہونے سے تمہیں یہ غلطی نہ لگے کہ انتظار کر کے خود بخود

جماعت کرالو اس حدیث پاک سے ثابت ہوا کہ آپ کو علم غیب کلی جمیع ماکان وما یکون حاصل تھا کیونکہ آپ کو علم تھا کہ صحابہ کرام خود بخود نماز پڑھ لیں گے اس واسطے آپ نے اپنی اطاعت میں رکھنے کے لیے بار بار اشارۃ النص سے اپنی اطاعت میں رکھنے کی ترغیب دلائی دوسری دلیل اس سے یہ ثابت ہوئی کہ آپ کو علم غیب تھا کہ میں تیسرے اغماض کے بعد مسجد میں جاسکوں گا۔ اس لئے ان کو فقرہ سوالیہ سے ہی جماعت کرانے سے روکتے رہے اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین چونکہ آپ کے ہر اشارہ کو سمجھتے تھے رُکے رہے۔

وہابی "ابوداؤد" کی حدیث میں اسی مرض الموت کی جماعت کے واقعہ میں ہے۔ کہ آپ نے فرمایا این ابوبکر تو اس سے بھی ثابت ہوا کہ آپ کو جمیع ماکان وما یکون کا علم نہیں۔

"محمد عمر" خداوند دشمن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو ہدایت دے جو عالمین کے علیم ورحیم کی معاذ اللہ بے علمی ثابت کرے نعمانی صاحب کو اتنا علم بھی نہیں کہ یہاں این کا استعمال قائم مقام اُدْعُوْ کے ہے یعنی ابوبکر کو بلاتا ہوں اس سے آپ کی بے علمی ثابت نہیں ہوتی اگر نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو این کے استعمال سے بے علم کھو گئے تو دُنیائے وہابیت میں یہ فتویٰ خداوند پر بھی ثابت ہوگا۔

۱۔ انعام ۷/۳ } وَيَوْمَ نَحْشُرُهُمْ جَمِيعًا ثُمَّ نَقُولُ لِلَّذِينَ أَشْرَكُوا أَيْنَ شُرَكَاؤُكُمُ الَّذِينَ كُنْتُمْ تَزْعُمُونَ۔

۲۔ نحل ۱۴/۴ } ثُمَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يُخْزِيهِمْ وَيَقُولُ أَيْنَ شُرَكَائِيَ

۳۔ قصص ۲۰/۷ } فَيَقُولُ أَيْنَ شُرَكَائِيَ الَّذِينَ كُنْتُمْ تَزْعُمُونَ۔

۴۔ حم سجدہ ۲۵/۶ } وَيَوْمَ يُنَادِيهِمْ أَيْنَ شُرَكَائِي۔

کیا اللہ تعالےٰ کو شرکاء کا علم نہیں جو این شرکائی سے قیامت کو سوال کریگا بلکہ ان کا بلانا مقصود ہے تاکہ ان شرکاء کو مشرکین پر بھگتایا جاوے۔

۵۔ تکویر ۳۰/۱ } وَاِذَا الْمَوْءٗدَةُ سُئِلَتْ بِاَیِّ ذَنْۢبٍ قُتِلَتْ ۔ اور جب زندہ درگور کی ہوئی لڑکی کا سوال کیا جاویگا کہ کونسے گناہ میں قتل کی گئی۔

اب دریافت طلب یہ امر ہے کہ خداوند کا بِاَیِّ ذَنْۢبٍ قُتِلَتْ سے سوال کرنا بے علمی پر دال نہیں بلکہ اثبات جرم مقصود ہے۔

۶۔ تکویر ۳۰/۱ } وَمَا هُوَ بِقَوْلِ شَیْطٰنٍ الرَّجِیْمِ فَاَیْنَ تَذْهَبُوْنَ اور یہ شیطان مردود کا قول نہیں تم کہاں جاتے ہو۔

اس آیہ کریمہ سے این فرماکر قرآن کی طرف بلانا مقصود ہے۔

چنانچہ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کا این ابوبکر فرماکر ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو بلانا مقصود تھا جو آپ کی بے علمی پر دال نہیں بلکہ این ابوبکر فرمانا آپکے علم غیب کی علامت ہے کہ آپ گھر میں تشریف فرما ہیں اور ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ مسجد میں تو آپ ان کو مسجد سے طلب فرما رہے ہیں یہ نہیں فرمایا کہ ابوبکر ہے یا نہیں کیونکہ اگر فرماتے کہ ابوبکر ہے یا نہیں تو کچھ سوال کی گنجائش بھی الغرض آپ کا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو مسجد سے بلانا آپ کے غیبی علم کو ثابت کر رہا ہے۔

وہابی "حدیث قرطاس میں اپنے پہلے قلم دوات طلب فرمائی اور صحابہ کرام کے جھگڑے پہ آپ نے فرمایا چلے جاؤ اگر علم غیب پہلے ہی ہوتا تو پہلے قلم دوات کیوں طلب کرتے معلوم ہوا کہ کلی علم جمیع ماکان وما یکون کا نہیں تھا۔

محمد عمر "نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا قلم دوات کا سوال کرنا عدم علم کا ثبوت نہیں بلکہ علم غیبی کا ثبوت ہے کیونکہ امتحان مقصود تھا تاکہ جو لوگ قانون خداوندی سے

نا واقف ہیں ان کو یہ موقع نہ ملے کہ نبی اللہ کا تو وصال ہو گیا بس اب اسلام رخصت ہو گیا بلکہ ان کو یہ ثابت ہو جائے کہ اسلام قیامت تک قائم ودائم رہیگا کیونکہ قرآن باقی ہے اور قانون خداوندی باقی ہے اور دوسری غیبی علم ہونے کی وجہ یہ تھی کہ بعد میں صحابہ کرام کے مخالفین دل میں یہ خیال نہ کریں کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین بعد میں قرآن کریم کو چھوڑ گئے آپ نے اپنے سامنے ہی سوال کر کے ان کے عامل بالقرآن ہونے کا ثبوت دے دیا تاکہ ان کو ثابت ہو جائے کہ یہ قرآن کے باہر نہیں جائینگے۔ سوم انہوں نے عِنْدَنَا کِتَابُ اللّٰہِ حَسْبُنَا سے آپ کی مرضی کے مطابق آپ کے سامنے ہی اقرار کر لیا ورنہ پہلے اپنے کبھی کچھ لکھا؟ جب نہیں تو محض صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے ان کے آئندہ لائحہ عمل بالقرآن کی عوام کو تسلی کرانا مقصود تھا یہ آپ کے علم غیب کی دلیل ہے نہ کہ عدم علم کی جیسا کہ تم نے سمجھا ہے۔

وہابی "نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کو فرمایا کہ پتر لاؤ میں تمہیں امت کے لیے کچھ ہدایات لکھ دوں جن کے لکھنے کے بعد امت گمراہ نہ ہو۔ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ حضور میں یوں ہی یاد رکھوں گا آپ نے فرمایا میں نماز کی وصیت کرتا ہوں اور زکوٰۃ کی اور غلاموں سے حسن سلوک کی۔

اگر نبی علیہ السلام کو علم غیب ہوتا کہ مجھے زبانی ہی کہنا پڑے گا تو پہلے پتر طلب نہ فرماتے معلوم ہوا کہ آپ کو علم ماکان ومایکون کا نہیں تھا۔

محمد عمر "نعمانی صاحب تم تو یار اوچھے ہتھیاروں پر اتر آئے تمہیں تو خداوند کریم پر بھی یہ قانون استعمال کرنے سے گریز نہ ہوا۔ کیونکہ خداوند کو اگر علم غیب ہوتا تو پہلے شیطان کو کیوں ملائکہ کا سردار بنایا بعد میں پھر نکالنا پڑا دوسرا جواب اگر خداوند کو علم ہوتا کہ آدم علیہ السلام جنت میں رہنے کے قابل نہیں ہیں آخیر انہوں نے منھی عنہ کو کھا ہی لیا ہے تو پہلے ہی زمین پر اتار دیتے تیسرا جواب پہلے پچاس نمازیں کیوں

فرض فرمائیں جب علم تھا تو پہلے ہی پانچ کر دیتے معلوم ہؤا کہ اللہ اور اس کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کا امر اول کے خلاف ظاہر کرنا یہ امر کے عدم علم پر دال نہیں ہوتا بلکہ حکیم کی امر اول میں حکمت ہوتی ہے چنانچہ اس میں بھی نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ کا امتحان مقصود تھا کہ علی رضی اللہ تعالے عنہ لوگوں کے نادرے کو مقدم سمجھتے ہیں یا مجھے تو آپ امتحان میں پاس نکلے آپ کو چھوڑ کر نہ گئے یہ حکمت تھی حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے فرمان اول کی پانچواں جواب یہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالے کی زبان اور تحریر مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم یکساں ثابت ہوئی۔ ورنہ آپ ضرور منگوا لیتے لہٰذا ثابت ہؤا کہ

حضرت علی رضی اللہ تعالے عنہ کی روایت کا اعتماد ایسا ہے جیسا کہ وصیت مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کا چھٹا جواب اللہ تعالے نے اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً ملائکہ کو کیوں کہا جب علم تھا کہ انہوں نے خلاف مشورہ دینا ہے۔ ان تمام استدلات سے واضح ہوا کہ اللہ اور اس کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کا خلاف امر اول عمل کرنا حکمت سے خالی نہیں ہوتا اور مختار ہیں جس حکم کو جس طرح چاہیں جاری فرما سکیں کسی کو اعتراض کی گنجائش نہیں اور معترض ان کا نافرمان سمجھا جاویگا۔

وہابی "حدیث شریف میں مذکور ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم تین دن کسی کو نہ دیکھتے تو اس کا حال دریافت فرماتے اگر وہ کہیں باہر گیا ہوتا تو دعا خیر فرماتے اگر گھر پر بیمار ہوتا تو خود تشریف لیجا کر حال دریافت فرماتے اور بیمار پرسی کرتے اگر غیب ہوتا تو ایسا کیوں کرتے۔

محمد عمر "یہ تعلیم اُمت تھی کہ تم بھی اگر کسی مومن ساتھی کو چند دن نہ دیکھو تو اس کے گھر جا کر اسکی خبر گیری کیا کرو تا کہ تمہاری محبت میں فرق نہ آئے اور کسی دشمن کو تمہاری جدائی کا موقعہ نہ ملے۔

دوسرا جواب آپ رحمۃ للعالمین ہیں رحمۃ خود مرحوم کو تلاش کرے تو یہ کمال رحمت

ہے اور اگر کوئی آپ کی ایسی رحمت کو عدم علم پر محمول کرے تو وہ آپ کی رحمت سے بے نصیب ہے۔ تیسرا جواب ملائکہ صبح شام کے بدلتے ہیں تو اللہ تعالےٰ ملائکہ سے سوال کرتے کَیْفَ تَرَکْتُمْ عِبَادِیْ تو کیا خداوند کو علم نہیں ہوتا جو اپنے بندوں کا حال دریافت فرماتا ہے تو جیسا کہ یہاں شان مومنین ثابت ہوتی ہے وہاں شان صحابہ کرام ظاہر کرنی مقصود تھی۔

اس میں بھی تو شان صحابہ کرام ثابت کرنا مقصود تھا کہ میرے دوست خاص معاذ اللہ منافق نہیں وہ میرے محب ہیں میں ان کا محب ہوں اس سے تو آپ کی شان علمی ثابت ہوئی کہ آپ کو علم غیب تھا کہ میرے بعد میرے صحابہ کرام پر لوگ معاذ اللہ منافق ہونے کی تہمت لگائیں گے۔ اس اعتراض کی صفائی کے لئے آپ گھر تشریف لے جاتے تاکہ ان کی محبت کا اظہار ہو جائے اور دشمن کو ثابت ہو جائے کہ معاذ اللہ اگر وہ منافق ہوتے تو آپ ایسے لوگوں کے گھروں میں کیوں تشریف لے جاتے رہے یہ آپ کے علم غیب ہونے کی علامت ہے۔

"وہابی" ایک دن بعض صحابہ کرام کی معیت میں حضور صلے اللہ علیہ وسلم باہر نکلے تو ایک نئی قبر کو دیکھ کر آپ نے دریافت فرمایا تو عرض کیا گیا کہ یہ قبر فلاں باندی کی ہے تو آپ نے کھڑے ہو کر تمام کی معیت میں قبر پر ہی دوبارہ نماز پڑھائی اور فرمایا فَاِنَّ صَلٰوتِیْ لَہٗ رَحْمَۃٌ میرا نماز پڑھنا اس کے لئے رحمت ہے اگر آپ کو علم غیب ہوتا تو ایسا کیوں کرتے معلوم ہوا کہ آپ کو روزمرہ کے حوادثات کا بھی علم نہیں چہ جائیکہ ماکان وما یکون کا علم ہو۔

"محمد عمر" تم نے تو نعمانی صاحب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی دشمنی کا ٹھیکہ لیا ہوا ہے۔ آپ کا ان کے پہلے جنازے میں تشریف نہ لانا آپ کے عدم علم پر دال نہیں بلکہ آپ کے مختار کل ہونے پر دال ہے کہ آپ کو معلوم تھا کہ میں نے دوبارہ جنازہ پڑھا لینا ہے اس لئے مجھے اب جانے کا کیا فائدہ۔ دوسرا جواب اس حدیث سے ثابت ہوا کہ

آپ کا میت کو سامنے رکھ کر نماز جنازہ پڑھنا اور قبر پر پڑھنا یکساں مفید ہے اسی لئے فَاِنَّ صَلٰوتِیۡ لَهٗ رَحۡمَةٌ فرمایا۔

تیسرا یہ ثابت ہوا کہ آپ ہر مومن کے نفس کے وارث ہیں۔ کیونکہ بغیر وارث اصلی کے دوسرا جنازہ کوئی نہیں لوٹا سکتا۔

چوتھا یہ ثابت کرنا مقصود تھا کہ میرے بعد میرے کلمہ پڑھنے والے ایسے پیدا ہونگے جو میرے نفع دینے کے قائل نہ ہونگے آپ پہلی دفعہ اسی لئے شامل نماز جنازہ نہیں ہوئے قبر پر پڑھایا تاکہ ان منکرین کو ثابت ہو جائے کہ میرا نفع میرے امتی کو مرنے کے بعد بھی ویسے ہی پہنچتا ہے جیسا کہ دنیا میں اور جس کو نفع نہیں پہنچتا وہ سمجھے کہ میں آپ کا امتی نہیں۔

کیوں جناب نعمانی صاحب یہ ہے حدیث پاک جس کو تم نے عدم علم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ثابت کرنے کی بیفائدہ کوشش کی اس سے تو آپ کا حصول علم غیب ثابت ہوا۔

وہابی " آپ کو اگر جنازہ کے لئے بلایا جاتا تو پہلے دریافت فرما لیتے کہ اس کا چال چلن کیسا ہے اگر اچھا ہوتا تو پڑھتے ورنہ میت کے گھر والوں کو کہہ دیتے کہ تم خود پڑھ لو معلوم ہوا کہ آپ کو علم غیب نہ تھا اگر ہوتا تو دریافت کیوں فرماتے۔

محمد عمر " پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ معاملہ ہر ایک سے نہیں ہوتا تھا جیسا کہ تم نے پیچھے ابھی حدیث شریف باندی والی میں پڑھا ہے کہ آپ نے بن دریافت کئے جنازہ پڑھایا اور اسکی قبر پر پڑھایا اور اگر کسی کے متعلق دریافت فرماتے تو اسکا مطلب یہ ہے کہ تم بلا واقفیت اعتقاد کسی کا نماز جنازہ نہ پڑھنا دوسری حکمت دریافت فرمانے کی یہ ہے کہ اس کے اعمال صالحہ کی تشہیر ہو جائے تو وہ اس صورت میں بھی قابل بخشش ہو جائے اور تیسری وجہ یہ کہ اگر اور برا ہوا اور میں نے اسکے جنازہ پڑھنے میں پس و پیش کی تو عوام کو معلوم ہو جائے گا کہ آپ برائی کو پسند نہیں فرماتے اگر ہم نے بھی برائی ترک نہ کی تو ہمارا جنازہ بھی آپ نہ پڑھائینگے۔ تو ہم کب فلاح پا سکتے ہیں ایک تو وہ میت اس قابل نہ ہو گی کہ اس کا جنازہ

آپ پڑھائیں. اور دوسروں کو عبرت ہوئی ہزاروں کی اصلاح کی جانی مقصود تھی تو یہ تہدیداً تھا نہ کہ بسبب بے علمی کے جیسا کہ تم نے سمجھا ہے کیونکہ آپ نے کبھی ایسا نہیں کیا کہ مومن کے جنازہ پر تشریف لائے ہوں اور جنازہ نہ پڑھا ہو گئی سے پس وپیش ضرور کیا۔ جیسا کہ تم پر کیا جائے

"وہابی" نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک غلام آیا تو آپ نے ہجرت پر اس سے بیعت لی اور آپکو معلوم نہ تھا کہ یہ غلام ہے بعد ازاں اسکا مالک اس کو لینے آگیا تو آپ نے اس کو دو حبشی غلاموں کے بدلہ میں خرید لیا پھر آپ بیعت نہ کرتے حتیٰ کہ دریافت فرما لیتے کہ کیا وہ غلام ہے اگر آپ کو جمیع ماکان و مایکون کا علم غیب ہوتا تو اس تلخ تجربہ کے بعد آپ کو ہر مبایع کے متعلق یہ تحقیق کرنے کی ضرورت نہ ہوتی۔

"محمد عمر" نعمانی صاحب بیچارے ایسے سادہ لوح ہیں کہ قول راوی سے استدلال لیتے ہیں جس میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے علم غیب اور کشف الصدور کے منکر ہیں لیکن راوی کے علم غیب کا اقرار کر رہے ہیں بھلا راوی کو کیسے علم ہوا کہ لَمْ يَشْعُرْ أَنَّهُ عَبْدٌ تمہارا استدلال تب صحیح ہو سکتا تھا کہ جب بعد میں آپ فرماتے کہ میں نے غلطی کی مجھے علم نہ تھا جب آپ نے اپنے اس امر کو غلطی نہیں فرمایا تو بھلا تمہاری کون سنے یہ دربار رسالت دربار رحمۃ للعالمین ہے آپ کے در دولت پر سائل آئے پھر خالی چلا جائے تو وَأَمَّا السَّائِلَ فَلَا تَنْهَرْ میں فرق آجاتا باقی رہا اس غلام کے متعلق بغیر تحقیق بیعت میں داخل فرمانا اور باقی کی تحقیق کرنا یہ آپ کے جمیع ماکان ومایکون کے علوم غیبیہ کے حصول کا سبب ہے کہ آپ کو ہر ایک کا علم ہے کہ کون حقدار ہے اور کون نہیں آپ کو اس غلام کے ماقبل ومابعد کے اعمال ونیتجے کا علم تھا اسکے بدلہ میں دو غلام بھی دیگر آزاد فرما لیا باقی جس کے متعلق آپ تحقیق فرماتے ہونگے وہ حقدار آزادی نہ ہو گا۔ اس کے سابقہ اور آئندہ کے اعمال آزادی کے قابل نہ ہونگے اسی واسطے آپ تحقیق فرما لیتے خریدتے نہیں ویسے ہی رہنے دیتے جیسا کہ ایک اونٹنی نے آپ کے سامنے اپنے مالک کی شکایت کی تو آپ نے اسے خرید

کہ آزاد کر دیا اب تم کہو کہ تمام اونٹیوں کو آپ آزاد کیوں نہیں کراتے تو یہ تمہارے عدم علم کی دلیل ہے نہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے عدم علم کی آپ کسی کو آزاد کرائیں تو یہ بھی آپ کے جمیع علوم غیبیہ کی دلیل ہے اور اگر نہ آزاد کرائیں تو یہ بھی آپ کے جمیع ماکان وما یکون کے حصول کی علامت ہے ورنہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین تم سے کم عالم نہ تھے انہوں نے آپ کے عدم علم کے استدلال ایسے کیوں نہ پیش کئے اب تمہیں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے عدم علم کا الہام ہوا ہے اور غلام کو آزاد کرانا وہابی دین میں تلخ تجربہ ہے لیکن مسلمانوں کے نزدیک بقانون خداوندی کار ثواب ہے۔ پہلے ص۴۲۶ پر بھی گزر چکا ہے۔

وہابی ”نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی شخص میرے کسی صحابی کی طرف سے کوئی شکایت مجھ تک نہ پہنچائے میں چاہتا ہوں کہ میں تمہارے پاس اس حال میں آؤں کہ میرا سینہ (تمہاری طرف سے صاف ہو) اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ آپ کو جمیع ماکان وما یکون کا علم نہیں ورنہ کسی کی زبانی کسی کا بیان سن کر آپ پر کوئی اثر نہ ہوتا۔

محمد عمر ”وہابیوں کی عادت ہے کہ استدلال بنے یا نہ جڑ دینا کام ہے۔ نعمانی صاحب نے بھی اپنے مذہبی وطیرہ کو ہی لیا ہے شیخ علاؤ الدین صاحب کنز العمال میں فضل صحابہ کے ماتحت اس حدیث کو شان صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین میں پیش کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے سامنے میرے کسی اصحابی کی عیب جوئی نہ کرو کیونکہ اگر تم نے کچھ ان کی غیبت بیان کی تو تمہارے غیبت کرنے سے میرے سینے میں تمہارے متعلق رنج ہوگا تو دگنی لعنت کے مستحق تم ہو گے ایک میرے اصحابی کی غیبت کر کے اور دوسرا مجھے تکلیف دے کر اور میں چاہتا ہوں کہ میں تمہاری طرف نکلوں تو میرے سینے میں تمہاری طرف سے کوئی رنج حائل نہ ہو بلکہ میں تمہاری طرف سے سلیم الصدر ہوں کیوں جی نعمانی صاحب اس حدیث میں مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم کے عدم علم کی کونسی دلیل ہے کچھ سوچ کر تو بیان کیا کرو یا محض وہابیوں کو ہی خوش کرنا مقصود ہے۔ استدلال بنے یا نہ بنے مضائقہ نہیں تا فہم۔

"وہابی" آپ سورہ کی فصل کو نہ جانتے تھے بسم اللہ نازل ہوئی تو آپ کو سُور کی فصل کا پتہ چلا کہ بسم اللہ سورتوں کی فصل ہے۔

"محمد عمر" تم نے تو بھائی اس اعتراض میں بڑی کمزوری دکھائی تمہیں کہنا چاہیئے تھا کہ آپ کو قرآن کا علم نہ تھا اللہ نے عطا کیا میرے دوست کیسے بھولے بھالے ہیں آپ کو قرآن کا پورا علم خدا کی طرف سے پہلے ہی تھا باقی آپ بغیر وحی اظہار نہ فرماتے کیونکہ ارشاد الہٰی ہے۔ وَلَا تَعْجَلْ بِالْقُرْآنِ مِنْ قَبْلِ اَنْ يُّقْضٰى اِلَيْكَ وَحْيُهٗ جب تک وحی سے فیصلہ نہ ہو یارسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم آپ قبل از نزول جلدی نہ فرمادیں۔ اور یہ بھی تو سوچو کہ بسم اللہ کو بعد از نزول حد فاصل جسیان کس نے کی فافہم۔

اس آیت سے ثابت ہوا کہ قبل از وحی آپ کو علم قرآن ہے لیکن بغیر وحی اظہار کی اجازت نہیں کیوں جی وہابی صاحب حدیث کا جواب قرآنی آیت کریمہ سے ملا اس کا نام ہے جواب اب ایسا سوال منہ پر نہ لانا۔

"وہابی" حضور نے فرمایا کہ نماز میں میرا ارادہ ہوتا ہے کہ خوب لمبی نماز پڑھوں لیکن بچے رونے کی آواز میرے کان میں پہنچتی رہے تو میں نماز کو مختصر کر دیتا ہوں اس سے بھی آپ کے علم غیب کی نفی ثابت ہوئی کیونکہ اگر آپ کو پہلے بچے رونے کا علم نہ ہوتا تو نماز لمبی کرنے کی نیت ہی نہ کرتے۔

"محمد عمر" اس میں تو غیب کی دلیل ہے کہ بچہ اپنے مکان میں روئے اور نبی صلے اللہ کے کان مبارک مسجد میں سنیں لیکن وہابی اسکو بھی آپ کی بے علمی سمجھے تو اس کو خدا سمجھے دوسرا جواب اس حدیث سے یہ ثابت ہوا کہ نماز میں بھی آپ ہمارے نفع کو ہی ملحوظ رکھتے ہیں نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اس مقصد کے لئے اپنے دلی ارادہ کو ظاہر فرما کر ہماری رعایت رکھنے کا احسان جتایا وہابی جس کو بے علمی سمجھ بیٹھا اور کہنے لگا کہ علم ہوتا تو پہلے نماز لمبی کی ہی نیت کیوں کی اور یہ نہ سمجھا کہ لمبی نماز کی نیت کر کے پھر ہماری رعایت کے واسطے مختصر کریں احسان

بھی تب ہی تو ہے اگر پہلے ہی مختصر نماز کی نیت فرما لیتے تو پھر احسان جتانے کا مطلب کیا اور آپ کا احسان بھی ہے تو ہم پر وہابیوں پر احسان کیسا اگر آپ لمبی نماز فرماتے تو وہابی تب بھی تنگ ہی ہوتا پھر کب خوش ہوتا۔

"وہابی" نبی صلے اللہ علیہ وسلم جوتے کی آہٹ تک لوگوں کے منتظر رہتے اگر علم غیب ہوتا تو جوتوں کی آہٹ کی انتظار کیوں کرتے۔

"محمد عمر" یہ بھی آپ کا محبت و احسان کو ظاہر فرمانا ہے جیسا کہ کسی کی والدہ کہے کہ بچہ میں تیرے جوتوں کی آہٹ کی منتظر رہتی ہوں تو بچہ کہہ دے کہ تو تو جاہل ہے تو لعنت ہے ایسے بچے کی ایسی سمجھ پر۔

ایسے ہی نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی شفقت و محبت کا احسان جتایا کہ میں جلدی نہیں کرتا جب تک میرے کان میں تمہارے جوتوں کی آہٹ آتی رہتی ہے میں تمہیں اپنے ساتھ ملانے سے محروم نہیں رکھتا یہ آپ کی کمال رحمت کا اظہار فرمانا ہے نہ کہ اس سے معاذ اللہ آپ کی بے علمی کا اظہار ہے جیسا کہ وہابی سمجھ بیٹھا۔

"وہابی" نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے آپ نے فرمایا کہ میں اپنے بستر پر کھجور پاتا ہوں اور اس کو کھانے کے لئے اٹھا لیتا ہوں لیکن زکوٰۃ کے خوف سے اسکو رکھ دیتا ہوں۔ اگر آپ کو غیب ہوتا تو پہلے کھجور اٹھاتے کیوں لہذا علم غیب کی نفی ثابت ہوئی

"محمد عمر" نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی بے علمی ثابت کرنے کے لئے یہ واقعہ بیان نہیں فرمایا بلکہ آپ معلم الٰہی ہیں اس لئے اتقار کا سبق سمجھایا ہے۔ وہابی جس کو آپ کی بے علمی سمجھ بیٹھا ہے۔ اور یہ مسئلہ بھی سمجھا دیا ہے کہ ایک کھجور بھی اگر لقطہ پڑی ہو اور تمہارا دل بھی چاہے تو کھانے سے پرہیز کرو کیونکہ تم نے میری سنت پر عمل کرنا ہے۔

"وہابی" حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا نے فرمایا کہ ایک دفعہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا میں خوب جانتا ہوں جب تم مجھ سے راضی ہوتی

ہو اور جب غصہ میں ہوتی ہو، حضرت صدیقہ فرماتی ہیں۔ میں نے عرض کیا آپ کس طرح پہچانتے ہیں فرمایا جب تم مجھ سے خوش ہوتی ہو تو (قسم کھاتے وقت) کہتی ہو "رب محمد کی قسم" اور جب ناخوشی میں ہوتی ہو تو کہتی ہو "رب ابراہیم کی قسم" (صدیقہ فرماتی ہیں) میں نے عرض کیا ہاں یا رسول اللہ خدا کی قسم میں اس وقت بھی بظاہر آپ کے نام کو چھوڑتی ہوں۔

اس حدیث سے بھی ثابت ہوا کہ آپ علامات سے معلوم کرتے تھے غیبی علم نہ تھا۔

"محمد عمر" " فرمان مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم اس حدیث شریف میں کتنا واضح ہے اِنِّیْ لَاَعْلَمُ اِذَا كُنْتِ عَنِّیْ رَاضِيَةً وَاِذَا كُنْتِ عَلَیَّ غَضْبٰی۔ کہ بے شک جب تو مجھ سے راضی ہوتی ہو یا غصے ہوتی ہو تو تیری رضا اور غصے کا مجھے علم ہوتا ہے رضا و غضب باطن سے متعلق ہے اور آپ اگر اپنے علم باطنی معلوم کرنے کے مدعی بھی ہوں پھر بھی وہابی کو اعتبار نہیں آتا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا نے جب اس باطنی علم کی دلیل طلب فرمائی تو آپ نے بغیر کسی اطلاع دینے کے ان کے محاورے کا بھی اظہار فرمادیا۔ تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا کو آپ کے علم غیبی کے دعوے اِنِّیْ لَاَعْلَمُ فرمانے سے آپ کے علم غیبی پر یقین ہو گیا پھر منکرین کے لئے دلیل بھی واضح کرا دی لیکن وہابی نہ آپ کے دعوے پر نہ آپ کے علم غیب جاننے پر دلیل پیش کرنے سے ایمان لایا الٹا آپ کے اس صاف دعوے علم غیب مع دلیل پیش کرنے کو نفسانی حسد و بغض کی بنا پر عدم علم کی دلیل پیش کرتا ہے میرے خیال میں نعمانی صاحب کو تو ڈھول ہو گیا ہو گا۔ کیونکہ ایسے اہل علم کی یہ شان نہیں ورنہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا اپنے علم غیب ہونے کی دلیل پیش کرنا اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا کا اس کو تسلیم کرنا نعمانی صاحب کے دعوے کو الٹ دینا ہے وَمَا علینا الا البلاغ المبین

"وہابی" " بخاری مسلم وغیرہ کی حدیث ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ" اور کوئی بات نہیں میں بشر ہوں اور میرے پاس فریق (اپنے

مقدمے لے کر آتے ہیں ایسی صورت میں ممکن ہے کہ تم میں کوئی فریق دوسرے سے اچھا بولنے والا ہو۔ میں سمجھ لوں کہ وہ سچا ہے اور میں اس کے حق میں مقدمہ کا فیصلہ دے دوں (حالانکہ حق اس کا نہ ہو) پس اس طرح میں جس کسی کو دوسرے مسلمان کا حق دلوا دوں (تو اس کے لئے وہ جائز نہیں ہو جاتا۔) بلکہ وہ جہنم کا ایک ٹکڑا ہی ہے اب خواہ وہ اسے لے لے یا چھوڑ دے۔

اس حدیث کے مضمون سے ہی ہمارا مدعی صاف ہے یعنی آپ کو علم کلی جمیع ماکان وما یکون نہیں تھا۔

محمد عمر "پہلی بات قابل غور یہ ہے کہ یہ ارشاد نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے کسی فیصلہ کرتے وقت فرمایا اور اپنے پر چسپاں کر کے مخاصمین کو حق گوئی کی ترغیب دلائی اور عذاب الٰہی سے ڈرایا دھمکایا یا کبھی آپ کی تمام عمر میں آپ سے معاذ اللہ ایسا خلاف امر فیصلہ ہوا ہو تو پھر اپنے معذرۃً ان جملوں کو استعمال فرمایا ہو اور یہ ممکن بھی نہیں کیونکہ بموجب ارشاد الٰہی لِتَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ بِمَا أَرَاكَ اللّٰهُ آپ غلط فیصلہ کر ہی نہیں سکتے حقیقت یہی ہے کہ آپ نے مخاصمین کو ڈرا دھما کر حق گوئی کی ترغیب دلائی اور دوسری وجہ یہ ہے کہ آپ کے حکم کے لئے یہ اصول مقرر کرنا مقصود تھا کہ شاہدین اور مدعی اور مدعی علیہ کے ظاہری بیانات پر فیصلہ دیا جائے باطن میں خواہ کچھ ہو اگر باطن میں خلاف ہوگا تو اس کا وبال بیان کنندہ پر ہوگا نہ کہ فیصل پر اس واسطے فرمایا فَاَقْضِیْ لَہٗ عَلٰی نَحْوِ مَا اَسْمَعُ مِنْہُ تو میں فیصلہ کروں گا اس طرح جیسا کہ میں نے اس سے سنا چونکہ باطن کا علم حکم کو لازمی نہیں اور نہ باطنی علم پر فیصلہ کیا جا سکتا ہے اور نہ فیصل کا علم باطن مخاصمین یا شاہدین کے واسطے کافی ہو سکتا ہے اس واسطے آپ نے اپنے علم غیبی پر موقوف نہیں رکھا بلکہ اس قانون کو گواہوں اور متخاصمین کے بیانات پر موقوف رکھا چونکہ ہر بات کا اجراء آپ کی سنت کے مطابق ہونا تھا۔ اس واسطے آپ نے ایسی سنت مقرر فرمائی جو ظاہر پر موقوف ہو اور نہ آپ سے کسی کے

حق میں معاذ اللہ تمام عمر غلطی ہوئی۔ جیسا کہ تھانی صاحب نے سمجھا ہے ورنہ وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوٰى إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحٰى کی تکذیب لازم آئیگی۔

وہابی " نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو علوم غیر نافع حاصل نہیں تھے کیونکہ آپ خداوند سے دعا فرماتے ہیں اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ عِلْمٍ لَا يَنْفَعُ دوسری حدیث میں ہے۔ اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ عِلْمًا نَافِعًا وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ عِلْمٍ لَا يَنْفَعُ اے اللہ میں علم نہ نفع دینے والے سے پناہ مانگتا ہوں۔

معلوم ہوا کہ آپ کو علم جمیع ماکان ومایکون کا نہیں تھا۔

محمد عمر " ہر شئی کے حصول کے دو طریقے ہیں ایک خود طلب کرکے حاصل کرنا دوسرا یہ ہے کہ معطی خود اپنی طرف سے انعام فرماوے جب خود کسی شئی کو حاصل کیا جائے تو اعلیٰ شخص اعلیٰ شئی کو طلب کرتا ہے تو معطی رب کی طرف وَيَزِيدُهُمْ مِّنْ فَضْلِهِ کے قانون سے ادنیٰ اشیاء کا عموم بالتبع انعام فرما دیتا ہے۔ کیونکہ جو اعلیٰ شئی تھی اس کا علم تو رب العزت سے اپنے سوال کرکے لے لیا لیکن اللہ تعالے نے آپ کے اس سوال پر اکتفا نہیں فرمایا بلکہ فرمایا آپ یارسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اپنے سوال کو رَبِّ زِدْنِي عِلْمًا سے عام رکھیں تاکہ ہر شئی کا علم آپ کو عطا کیا جائے۔

اور دوسرا جواب یہ ہے کہ ادنیٰ شئی کا علم ادنیٰ نہیں ہوتا شئی ادنیٰ ہو تو ہو لیکن اس کا علم ادنیٰ نہیں ہوا کرتا جیسا کہ رب العزت ہر ادنیٰ و اعلیٰ کا عالم ہے تو اس کے علم میں ادنیٰ شئی کا علم نقص نہیں کہلا سکتا ایسے ہی اگر رب العزت آپ کو ادنیٰ شئی کا علم عطا فرماوے تو آپ کے علم میں کمزوری نہیں آئیگی۔

تیسرا جواب ہر شئی کا علم نفع دینے والا ہوتا ہے مثلاً ادنیٰ شئی کا علم اگر آپ کو نہ ہو تو اس میں بھی نفع نہیں کیونکہ وہابی کو اعتراض کا موقع مل جائیگا کہ آپ کو ادنیٰ شئی کا علم حاصل نہیں لہذا آپ کو ادنیٰ اشیاء کا علم بھی دشمن کے مقابل میں نافع ہے تو ادنیٰ اشئی کا علم بھی

سوال علماً نافعاً میں آگیا جس کو وہابی نہ سمجھ سکا۔

وہابی " حدیث شریف میں مذکور ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم جب اپنا نسب بیان فرماتے تو معد بن عدنان بن اود سے آگے نہ بڑھتے اور فرماتے تھے کہ پورا نسب بیان کرنے والے جھوٹے ہیں حق تعالے فرماتے ہیں کہ ان کے درمیان بہت سے قرن گزرے ہیں اس سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ یہ غیر معلوم حصہ خود آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے علم شریف میں بھی نہ تھا حالانکہ ماکان ومایکون میں وہ بھی داخل ہے لہٰذا آپ کو کلی علم نہ ہوا۔

"محمد عمر" پہلا جواب تو یہ ہے کہ تمہارا یہ دعویٰ ہے کہ ہم نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو سب مخلوق سے اعلم مانتے ہیں اس استدلال سے تم نے اپنے عقیدے کی خود ہی تکذیب کر دی جب تمہارے نزدیک آدم علیہ السلام تک کے آدمیوں کا ہی آپ کو پتہ نہیں تو ان سے زیادہ علم کے تم کب قائل ہوئے۔

دوسرا جواب جتنے وہ بالا قُرُوْنًا بَیْنَ ذٰلِكَ کَثِیْرًا ہیں وہ یا جنتی ہوں گے یا دوزخی اور دونوں کے اعداد وشمار کی کتاب نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس تھی جسکا بیان آگے باصفحہ ۴۶۶ میں مذکور ہے۔ ورنہ ترمذی شریف ۲/۳۶ سے عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی حدیث کہ جس میں انہوں نے ذکر فرمایا ہے۔ خَرَجَ عَلَیْنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللّٰہ علیہ وسلم وَفِیْ یَدِہٖ کِتَابَانِ مذکور ہے۔ تو معلوم ہوا کہ آپ کو تمام قرون کا علم ہے۔

تیسرا جواب اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں۔ وَمَا یَعْلَمُ تَاْوِیْلَهٗ اِلَّا اللّٰہُ وَالرّٰسِخُوْنَ فِی الْعِلْمِ قرآن کی حقیقت کوئی نہیں جانتا سوائے اللہ کے اور علم میں جو مضبوط ہیں اور سب علم والوں سے مضبوط علم نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا ہے۔ اسی واسطے قُرُوْنًا بَیْنَ ذٰلِكَ کَثِیْرًا کی حقیقت کے آپ اعلم ہیں آپسے کوئی

نسب مخفی نہیں۔

چوتھا جواب آپ کا فرمان کَذَبَ النَّسَّابُوْنَ تمام نسب بیان کرنے والے جھوٹے ہیں اگر آپ کو معاذ اللہ سچی نسب کا علم ہی نہیں بقول تمہارے تو دوسروں کو کاذب کیسے فرما سکتے تھے معلوم ہوا کہ آپ کو صحیح نسب کا علم ہے اسی واسطے دوسروں کی تکذیب فرمائی۔

پانچواں جواب آپ کو علم نہیں لیکن علم غیب کا تمہیں دعوے ہے؟ کیونکہ اپنے دوسروں کو جھوٹا فرما کر اپنی بے علمی کا اظہار نہیں فرمایا تو تمہیں آپ کی بے علمی غیب سے ثابت ہو گئی کچھ تو سوچ کر بات کرو۔ باقی چند اعتراضات غیب کلی کے جوابات انشاء اللہ ضمیمہ مقیاس حنفیت میں بیان ہونگے۔

علم غیب از احادیث

۱۔ بخاری شریف $\frac{۲}{۱۰۸۳}$ عن الزھری قال اخبرنی انس بن مالك ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال = مَنْ اَحَبَّ اَنْ یَّسْاَلَ عَنْ شَیْءٍ فَلْیَسْاَلْ عَنْهُ فَوَاللّٰهِ لَا تَسْاَلُوْنِیْ عَنْ شَیْءٍ اِلَّا اَخْبَرْتُكُمْ بِهٖ مَادُمْتُ فِیْ مَقَامِیْ هٰذَا

(آپ نے قیامت کا ذکر فرمایا۔ پھر فرمایا کہ جس کا دل چاہے وہ کسی قسم کا سوال کرے۔ قسم خدا کی جب تک میں اس مقام پہ کھڑا ہوں مجھ سے جو بھی تم کسی چیز کے متعلق سوال کرو گے تو میں تمہیں خبر دوں گا،

۲۔ بخاری شریف $\frac{۲}{۱۰۸۲}$ $\frac{۱}{۱۴۲}$ اسماء بنت ابی بکرؓ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

مَامِنْ شَیْءٍ لَمْ اَرَهٗ وَقَدْ رَاَیْتُهٗ فِیْ مَقَامِیْ هٰذَا حَتّٰی الْجَنَّةَ

وَالنَّارَ (کوئی ایسی چیز نہیں جس کو میں نے نہیں دیکھا اُس کو میں نے اس مقام پر دیکھ لیا ہے۔ حتیٰ کہ جنت اور دوزخ بھی) معلوم ہوا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو علم کلی ہے

۳۔ مسلم شریف ۲/۳۹۰ { قَالَ اِنَّ اللّٰہَ زَوٰی لِیَ الْاَرْضَ حَتّٰی رَاَیْتُ مَشَارِقَہَا وَمَغَارِبَہَا ۔ (بے شک اللہ نے میرے لئے زمین کو اکٹھا کیا ہوا ہے۔ میں نے اس کے تمام مشرقوں کو اور مغربوں کو دیکھ لیا ہے)

۴۔ مسلم شریف ۲/۳۹۰ { عَنْ اَبِیْ زَیْدٍ (یعنی عمر بن اخطب)، قَالَ صَلّٰی بِنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم الْفَجْرَ وَصَعِدَ الْمِنْبَرَ فَخَطَبَنَا حَتّٰی حَضَرَتِ الظُّھْرُ فَنَزَلَ فَصَلّٰی ثُمَّ صَعِدَ الْمِنْبَرَ فَخَطَبَنَا حَتّٰی حَضَرَتِ الْعَصْرُ ثُمَّ نَزَلَ فَصَلّٰی ثُمَّ صَعِدَ الْمِنْبَرَ فَخَطَبَنَا حَتّٰی غَرَبَتِ الشَّمْسُ فَاَخْبَرَنَا بِمَا کَانَ وَبِمَا ھُوَ کَائِنٌ فَاَعْلَمُنَا اَحْفَظُنَا ۔ (عمر بن اخطبؓ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ہمیں فجر کی نماز پڑھائی اور منبر پر چڑھے تو آپ نے ہمیں ظہر تک خطاب فرمایا۔ پھر منبر سے اُترے تو ہمیں نماز پڑھائی۔ پھر منبر پر تشریف لے گئے تو عصر تک ہمیں خطاب فرمایا۔ پھر اُترے اور نماز پڑھائی پھر منبر پر تشریف لے گئے۔ حتیٰ کہ سورج غروب ہو گیا تو آپ نے جو کچھ بھی پہلے ہو چکا تھا۔ اور جو کچھ بھی آئندہ ہونے والا تھا تمام بیان فرما دیا۔ جو ہم سے زیادہ حافظے والا تھا وہ ہم سے زیادہ عالم ہو گیا) اس حدیث پاک سے ثابت ہوا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی معجزانہ طاقت پر ایک ہی دن میں غیب کلی کو بیان فرما دیا۔

کیوں جناب وہابی صاحب اس کو کہتے ہیں سو سُنار کی اور ایک لوہار کی نعمانی صاحب نے کتاب تنقیص علم حضور صلے اللہ علیہ وسلم میں لکھی تو دیوبندی صاحب کے پاؤں

آسمان پر ہو گئے کہ اچھی لکھی لیکن ایک حدیث ایسی نہیں بیان فرمائی جس سے آپ کے
غیب کلی یعنی ماکان وما یکون کے علم کی نفی ثابت ہو محض اپنے اجتہاد سے تمام کام
لیا فقیر نے یہ حدیث مسلم شریف صحاح ستہ سے جس میں یہ بات نہیں کہ حدیث پیش کر
دی اور اخیر میں محمد عمر نے کہ دیا کہ آپ کا غیب کلی ثابت ہو گیا نہیں نہیں بلکہ حدیث
شریف صحاح کے صحیح الفاظ موجود ہیں کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی صلے اللہ
علیہ وسلم کے اصحابی فرما رہے ہیں فَاَخْبَرَنَا بِمَا کَانَ وَ بِمَا هُوَ کَائِنٌ ہمیں نبی
صلے اللہ علیہ وسلم نے ماکان وما یکون کی خبر منبر پر چڑھ کر ایک ہی دن میں فرما دی کیونکہ
آپ کو وہابی دیوبندی کا علم غیب تھا کہ بعض میری امت بننے کا دعوے کرنے والے
میرے علم غیب ماکان وما یکون کا انکار کرینگے اور میری سفارش کے قائل اور میرے نفع کو
نفع سمجھنے والے اور میری گستاخی کو اپنا نقصان سمجھنے والے اُمتی جن کو اپنے اعمال پر ناز نہ
ہوگا۔ میری سفارش پر آسرا رکھنے والے میرے علم غیب۔ ماکان وما یکون کا عقیدہ
رکھیں گے اور میری اس شان علمی کو برغم انف عدو بیان کرینگے تو سرور کائنات صلے
اللہ علیہ وسلم نے ایک ہی دن میں تمام ماکان وما یکون کا علم بیان فرما دیا یہ ہے میرے
آقا بے مثال کی قوت علمی قربان جاؤں آپ کے علم شریف ماکان وما یکون پر جس کا
دیوبندی وہابی منکر ہے اور قربان جاؤں آپ کی قوت گویائی پر قوت بیانیہ بھی میرے خالق نے
آپ کو ایسی عطا فرمائی جیسا کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے غلاموں کے علم کے مقابلہ
میں ملائکہ عاجز ہیں اور سرنگوں ہیں اسی طرح علم غیب ماکان وما یکون حضور صلے اللہ
علیہ وسلم کے علم اقدس کے مقابلہ میں ایک چلو برابر ہے جس کا وجود فی الخارج ابتدائے
تا انتہا ہزارہا برسوں میں ہونا ہے آپ نے ایک ہی دن میں بیان کر ڈالا۔ کوئی وہابی
دیوبندی آپ کے علم غیب ماکان وما یکون کی نفی کی ایک ہی حدیث پیش کر دے فقیر
اس کو ایک صد روپیہ بطور انعام انشاء اللہ پیش کریگا اور اس پر طرہ یہ ہے کہ جتنی احادیث

ایسی پیش کرے اتنے سو ہی خدا کے فضل سے انعام حاصل کرے۔ وَإِنْ لَمْ تَفْعَلُوا وَلَنْ تَفْعَلُوا فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِي وَقُودُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ أُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِينَ۔

اے امت مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کسی دیوبندی وہابی کی اقتدا میں اپنے ایمان کو نہ کھو بیٹھنا یہ عقیدہ نہ بنا لینا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو علم غیب مَا كَانَ وَمَا يَكُونُ یعنی اگلا پچھلا نہیں ورنہ یاد رکھو کملی والے کا دامن ہاتھ سے جاتا رہیگا پھر ہاتھ نہ آئیگا آپ کی سفارش سے بھی محروم ہو گے اور وہ تو اس عقیدہ پر اپنے اعمال بھی ضائع کر چکے آپ حضور صلے اللہ علیہ وسلم منبر پر چڑھ کر علی الاعلان مَا كَانَ وَمَا يَكُونُ کا علم غیب صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو سکھا دیں اور تم سرے سے آپ کی ذات عالمہ کو اس سے بے خبر کہو تو تمہارے اس ایمان کو اللہ تعالےٰ قعر دیوبند میں ہی رکھے تا کہ دوسرے سادہ لوح بھولے بھالے مسلمانوں کو قعر جہنم میں نہ لے جاؤ۔

۵۔ **مشکوٰۃ شریف** ص ۵۴۳ } پر بھی یہی حدیث موجود ہے۔

۶۔ **بخاری شریف** ۱/۴۵۳ **مشکوٰۃ شریف** ص۲۷ عن عمر قَالَ قَامَ فِينَا رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم مَقَامًا فَأَخْبَرَنَا عَنْ بَدْءِ الْخَلْقِ حَتّٰى دَخَلَ أَهْلُ الْجَنَّةِ مَنَازِلَهُمْ وَأَهْلُ النَّارِ مَنَازِلَهُمْ حَفِظَ ذٰلِكَ مَنْ حَفِظَهُ وَنَسِيَهُ مَنْ نَسِيَهُ۔ حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ ایک مقام پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہماری مجلس میں کھڑے ہوئے تو آپ نے ابتدائے خلقت سے لے کر جنتیوں کے جنت کے مقامات میں داخل ہونے تک اور دوزخیوں کو دوزخیوں کے مقامات میں داخل ہونے تک تمام خبریں ہمارے سامنے بیان فرمادیں جس کو یاد

رہا رہا جس کو بھول گیا بھول گیا؛ اس حدیث سے بھی جس کے راوی حضرت عمرؓ ہیں ثابت ہوا کہ آپ کو علم کلی تھا جس کو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمادیا جس پر حضرت عمرؓ کی شہادت بھی موجود ہے۔

۷۔ بخاری شریف ۱/۷ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم يَقُوْلُ اِنَّ اَتْقَاكُمْ وَاَعْلَمَكُمْ بِاللّٰهِ اَنَا (حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ آپ ہمیشہ فرمایا کرتے تھے کہ میں تم تمام سے زیادہ متقی اور زیادہ جاننے والا ہوں)

۸۔ ترمذی شریف ۲/۳۶ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم وَفِيْ يَدِهٖ كِتَابَانِ فَقَالَ اَتَدْرُوْنَ مَا هٰذَانِ الْكِتَابَانِ فَقُلْنَا لَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِلَّا اَنْ تُخْبِرَنَا فَقَالَ الَّذِيْ فِيْ يَدِهِ الْيُمْنٰى هٰذَا كِتَابٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ فِيْهِ اَسْمَاءُ اَهْلِ الْجَنَّةِ وَاَسْمَاءُ اٰبَائِهِمْ وَقَبَائِلِهِمْ ثُمَّ اُجْمِلَ عَلٰى اٰخِرِهِمْ فَلَا يُزَادُ فِيْهِمْ وَلَا يُنْقَصُ مِنْهُمْ اَبَدًا ثُمَّ قَالَ لِلَّذِيْ فِيْ شِمَالِهٖ هٰذَا كِتَابٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ فِيْهِ اَسْمَاءُ اَهْلِ النَّارِ وَاَسْمَاءُ اٰبَائِهِمْ وَقَبَائِلِهِمْ ثُمَّ اُجْمِلَ عَلٰى اٰخِرِهِمْ فَلَا يُزَادُ فِيْهِمْ وَلَا يُنْقَصُ مِنْهُمْ اَبَدًا الخ

(عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ ہم پر نبی صلے اللہ علیہ وسلم تشریف لائے آپ کے ہاتھ میں دو کتابیں تھیں۔ تو آپ نے فرمایا۔ کیا تم جانتے ہو یہ کتابیں کیسی ہیں تو ہم نے عرض کی نہیں یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم۔ مگر یہ کہ آپ ہمیں ارشاد فرمائیں تو آپ نے فرمایا یہ کتاب جو میرے دائیں ہاتھ میں ہے یہ رب العلمین کی طرف سے ہے۔ اس میں تمام جنتیوں کے نام اور ان کے آبا کے نام اور ان کے قبیلوں کے نام درج ہیں

پھر اُن کے اخیر پر میزان لگائی گئی ہے۔ تو اُن میں نہ زیادہ کیا جائیگا اور نہ کم کیا جائے گا ہمیشہ تک۔ پھر فرمایا یہ جو کتاب میرے بائیں ہاتھ میں ہے یہ رب العالمین کی طرف سے ہے۔ اس میں تمام دوزخیوں کے نام ہیں۔ اور اُن کے آبا کے نام اور اُن کے قبیلوں کے نام۔ پھر اُن کے آخیر پر میزان لگائی گئی ہے۔ نہ اُن میں کچھ زیادہ کیا جائیگا اور نہ کم ہمیشہ کے لئے، اس حدیث پاک سے ثابت ہوا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو تمام جنتیوں اور تمام دوزخیوں کی فہرستیں اللہ تعالےٰ نے عطا کر دی ہوئی ہیں۔ جن میں ان کے اعمال بھی شامل ہیں۔ اب تم کہو کہ آپ کو غیب کلی نہیں تو تمہاری بات کو سچا مانا جائے یا نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے فرمان کو۔ بہر صورت اِس حدیث پاک کے مطابق نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے واسطے ہر مسلمان کو غیب کلی تسلیم کرنا عین ایمان ہے۔

۹۔ بخاری شریف ۱/۲۲ عن ابی ھریرۃ قال قلت یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اِنِّیْ اَسْمَعُ مِنْکَ حَدِیْثًا کَثِیْرًا اَنْسَاہُ قَالَ اُبْسُطْ رِدَاءَکَ فَبَسَطْتُہٗ فَغَرَفَ بِیَدَیْہِ ثُمَّ قَالَ ضُمَّہٗ فَضَمَمْتُہٗ فَمَا نَسِیْتُ شَیْئًا بَعْدُ

(ابوہریرہؓ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ میں نے عرض کی یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم میں آپ سے بہت حدیثیں سُنتا ہوں تو اُن کو بھول جاتا ہوں۔ آپ نے فرمایا اپنی چادر پھیلا۔ تو میں نے چادر پھیلائی آپ نے اپنے دستِ پاک کا ایک چُلّو لیا۔ پھر فرمایا ملا لو اس کو میں نے ملا لیا اسکو تو میں اُس کے بعد کچھ نہیں بھولا) جن کے ایک چُلّو سے نسیان چلا جائے اور قوتِ حافظہ بڑھ جائے اور نسیان وجود سے ہی نکل جائے تو اُن کی ذات کو کوئی ناسی کہے تو وہ خود خاطی ہے۔

۱۰۔ بخاری شریف ۱/۱۷ عن ابن عباس قال ضَمَّنِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم وَقَالَ اَللّٰھُمَّ عَلِّمْہُ

الکتاب۔ (ابن عباسؓ سے روایت ہے آپ نے فرمایا کہ مجھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے ساتھ بغلگیر کیا اور فرمایا کہ اے اللہ اس کو کتاب (قرآن شریف) کا علم سکھا دے) حضرت عباسؓ کو بغلگیر کر کے اُستاد المفسرین بنا دیا۔

۱۱۔ کنز العمال ۱/۳۰۵ عن علیؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما نسیت (حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ مجھے کبھی نسیان نہیں ہوا۔

۱۲۔ زرقانی ۲۰۴ (عن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اِنَّ اللہ قَدْ رَفَعَ) اے اظْھَرَ وَکَشَفَ (لِیَ الدُّنْیَا) بِحَیْثُ اَحَطْتُ بِجَمِیْعِ مَا فِیْھَا (فَاَنَا اَنْظُرُ اِلَیْھَا وَ اِلٰی مَا ھُوَ کَائِنٌ فِیْھَا اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ کَاَنَّمَا اَنْظُرُ اِلٰی کَفِّیْ ھٰذِہٖ) اِشَارَۃٌ اِلٰی اَنَّہٗ نَظَرَ حَقِیْقَۃً (ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میرے لئے اللہ تعالےٰ نے تمام دُنیا کو ظاہر فرمایا تو جو کچھ اُس تمام دنیا میں تھا میں نے اُس کا احاطہ کر لیا۔ تو میں اُس تمام دنیا کی طرف دیکھ رہا ہوں۔ اور قیامت تک جو کچھ دنیا میں ہونے والا ہے دیکھ رہا ہوں۔ جیسا کہ اِس ہاتھ کی ہتھیلی کو دیکھتا ہوں۔ یہ آپ نے حقیقۃً دیکھا ہے، یہ جتنی حدیثیں بیان کی گئیں سب حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے علوم غیبیہ کو صراحۃً ثابت کر رہی ہیں اجتہاداً ثابت نہیں کئے گئے فافہم و آمن۔

وہابی ”مولوی صاحب تم نے تو اتنی حدیثیں اور بے بہا آئتیں پیش کر دیں جن سے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا علم غیب کلی ثابت ہوتا ہے جو ماکان و ما یکون کا مجموعہ ہے اور تم نے اُن آیات فرقانیہ کی وضاحت بھی کر دی جن کو ہمارے اکابرین پیش کرتے وقت نازسے جھوم جھوم کر بیان کرتے لیکن متقدمین کی تفسیر کا حوالہ

تم نے ایک بھی پیش نہیں کیا معلوم ہوتا ہے کہ تم نے تمام متقدمین کے خلاف بیان کیا ہے

"محمد عمر" جناب وہابی صاحب یہ کبھی ہو سکتا ہے کہ فقیر متقدمین کے خلاف بیان کرے فقیر نے پہلے قرآنی آیت کی تفسیر قرآنی آیت سے ہی بیان کی اور حدیث کی تفسیر اصل حدیث شریف سے ہی پیش کی اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے علم کلی یعنی علم ما کان وما یکون کو اپنے اجتہاد سے بیان نہیں کیا بلکہ آیت صریحہ سے اور احادیث صحیحہ مرفوعہ واضحہ کو بیان کر دیا اپنی طرف سے کوئی بات نہیں لگائی لفظی ترجمہ ہے جو کسی کی سمجھ میں آجائے ایمان درست کرلے اب اگر تمہارا ارادہ کتب تفاسیر سے تحقیق کرنے کا ہے تو آیئے تمہیں متقدمین کی کتب تفاسیر سے بھی اسی عقیدہ کو ظاہر کر دوں تاکہ تمہیں ثابت ہو جائے کہ یہ عقیدہ ہمارا وضع کردہ نہیں ہے بلکہ قرآن کریم احادیث صحیحہ سے مفسرین نے بھی یہی سمجھا ہے۔ اِنَّهٗ لَقَوْلٌ فَصْلٌ وَّمَا هُوَ بِالْهَزْلِ یہ بات فیصلے کی ہے مخول نہیں۔

علم غیب نبی صلے اللہ علیہ وسلم از تفاسیر

۱۔ تفسیر نیشاپوری $\frac{4}{148}$ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِيْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَآءُ، قَالَ السدى قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عُرِضَتْ عَلَىَّ اُمَّتِيْ فِيْ صُوَرِهَا كَمَا عُرِضَتْ عَلٰى اٰدَمَ وَاُعْلِمْتُ مَنْ يُّؤْمِنُ بِيْ وَمَنْ يَّكْفُرُ ۔ سدی نے کہا ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ مجھ پر میری تمام امت اپنی صورتوں میں پیش کی گئی۔ جیسا کہ آدم علیہ السلام پر پیش کی گئی تھی۔ اور مجھے معلوم ہو گیا کہ میرے ساتھ کون ایمان لائیگا اور کون کفر کرے گا،

۲۔ تفسیر نیشاپوری ۵/۱۷۰ { وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ مِنْ اَخْبَارِ الْاَوَّلِيْنَ فِيْهِ مَعْنَيَانِ اَحَدُهُمَا اَنْ

يَّكُوْنَ كَمَا قَالَ مَا كُنْتَ تَدْرِىْ مَا الْكِتَابُ وَلَا الْاِيْمَانُ اَىْ اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيْكَ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَاَطْلَعَكَ عَلٰى اَسْرَارِهِمَا وَاَوْقَفَكَ عَلٰى حَقَائِقِهِمَا مَعَ اَنَّكَ مَا كُنْتَ قَبْلَ ذَالِكَ عَالِمًا بِشَيْئٍ مِنْهُمَا اَلثَّانِىْ اَنْ يَكُوْنَ الْمُرَادُ مِنْهَا خَفِيَّاتُ الْاُمُوْرِ وَضَمَائِرُ الْقُلُوْبِ اَىْ عَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ مِنْ اَخْبَارِ الْاَوَّلِيْنَ (اور سکھایا اس نے آپ کو جو آپ نہیں جانتے تھے اولین کی خبروں سے۔ اس میں دو معنی ہیں۔ ایک تو یہ کہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا آپ نہیں جانتے تھے کہ کتاب کیا ہے اور نہ ایمان کو یعنی اللہ نے آپ پر کتاب اور حکمت نازل فرمائی۔ اور ان کے بھیدوں پر مطلع فرمایا۔ اور ان دونوں کی حقیقتوں پر واقف کیا۔ باوجود اس کے کہ آپ اس سے پہلے ان سے کچھ نہیں جانتے تھے۔ دوسرا معنی یہ ہیں کہ اس سے مراد تمام خفیہ امور ہیں۔ اور تمام دلوں کے بھید ہیں۔ یعنی آپ کو اللہ نے سکھایا جو آپ نہیں جانتے تھے تمام اولین کے اخبار سے،

۳۔ تفسیر نیشاپوری ۲۷/۷ { قَدْ نُقِلَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ الْاِنْسَانَ اٰدَمُ عَلَّمَهُ الْاَسْمَاءَ كُلَّهَا اَوْ مُحَمَّدٌ

صلی اللہ علیہ وسلم وَالْبَيَانُ الْقُرْاٰنُ فِيْهِ بَيَانُ مَا كَانَ وَمَا يَكُوْنُ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ (ابن عباس سے نقل کیا گیا ہے کہ انسان آدم علیہ السلام ہیں ان کو اللہ نے کل اسماء سکھائے یا مراد محمد صلے اللہ علیہ وسلم ہیں اور بیان قرآن ہے۔ جس میں مَا كَانَ وَمَا يَكُوْنُ کا قیامت تک بیان ہے)۔

کیوں جناب یہ ہے حوالہ تفسیر نیشاپوری کا جس میں صاف صاف مذکور ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو اللہ نے مَا كَانَ وَمَا يَكُوْنُ کا علم سکھایا۔

۴۔ تفسیر ابن جریر ۱۶۳/۳ { وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ مِنْ خَبَرِ الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ وَمَا كَانَ وَمَا هُوَ كَائِنٌ قَبْلَ ذٰلِكَ مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ عَلَیْكَ یَا مُحَمَّدُ مُذْ خَلَقَكَ (اور سکھایا اللہ نے آپ کو جو آپ نہیں جانتے تھے۔ تمام اولین کی خبروں سے اور آخرین کی خبروں سے جو کچھ ہوا اور جو کچھ ہونے والا تھا پہلے اس سے آپ پر اللہ کا فضل ہے یا محمد صلے اللہ علیہ وسلم جب سے اللہ نے آپ کو پیدا فرمایا) پیدائشی علم کا بڑا فضل ہے۔ ثابت ہوا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالےٰ نے پیدائش سے ہی علم ماکان وما یکون عطا فرمایا ہوا ہے۔

۵۔ تفسیر ابن جریر ۱/۲۷ { حدثنا بشر قال حدثنا یزید قال حدثنا سعید عن قتادة قوله عَلَّمَ اللّٰهُ الْبَیَانَ عَلَّمَهُ اللّٰهُ بَیَانَ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ بَیَّنَ حَلَالِهِ وَحَرَامِهِ لِیَحْتَجَّ بِذٰلِكَ عَلٰی خَلْقِهِ (قتادہؒ سے روایت ہے کہ اللہ کا فرمان کہ اس نے آپ کو بیان سکھایا۔ سکھایا آپ کو اللہ تعالےٰ نے دنیا وآخرت کا بیان۔ حلال اور حرام کے درمیان تاکہ خلقت پر اس کے ساتھ حجت ہو جائے)

۶۔ تفسیر خازن ۱/۴۹۹ { (وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ) یَعْنِیْ مِنْ اَحْكَامِ الشَّرْعِ وَاُمُوْرِ الدِّیْنِ وَقِیْلَ عَلَّمَكَ مِنْ عِلْمِ الْغَیْبِ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ وَقِیْلَ مَعْنَاهُ وَعَلَّمَكَ مِنْ خَفِیَّاتِ الْاُمُوْرِ وَاَطْلَعَكَ عَلٰی ضَمَائِرِ الْقُلُوْبِ وَعَلَّمَكَ مِنْ اَحْوَالِ الْمُنَافِقِیْنَ وَكَیْدِهِمْ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ (وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَیْكَ عَظِیْمًا) یَعْنِیْ وَلَمْ یَزَلْ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَیْكَ یَا مُحَمَّدُ عَظِیْمًا (اور سکھایا اس نے آپ کو جو آپ نہیں جانتے تھے یعنی شریعت کے احکام سے اور دین کے امور سے اور بعضوں نے کہا ہے کہ اس نے آپ کو سکھایا علم غیب سے جو آپ نہیں جانتے تھے۔ اور بعضوں نے

کہاہے کہ معنی اُس کے اور سکھایا اُس نے آپ کو تمام امُور کے بھیدوں سے اور مطلع کیا اُس نے آپ کو تمام قلوب کے ضمائر سے اور سکھایا اُس نے آپ کو منافقین کے احوال سے اور اُن کے مکر سے جو آپ نہیں جانتے تھے۔ اور آپ پر اللہ کا فضل بڑا ہے یعنی اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم آپ پر اللہ کا فضل (علم غیب) ہمیشہ بڑا ہے۔

۷۔ تفسیر خازن ۱؎ (اَلرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ) یعنی عَلَّمَ مُحَمَّدًا الْقُرْاٰنَ (خَلَقَ الْاِنْسَانَ عَلَّمَهُ الْبَیَانَ)

اَرَادَ بِالْاِنْسَانِ مُحَمَّدًا صلی اللہ علیہ وسلم عَلَّمَهُ الْبَیَانَ یَعْنِیْ بَیَانَ مَا یَکُوْنُ وَمَا کَانَ لِاَنَّهٗ صلی اللہ علیہ وسلم یُنَبِّئُ عَنْ خَبَرِ الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ وَعَنْ یَوْمِ الدِّیْنِ (رحمٰن جس نے قرآن سکھایا یعنی سکھایا اُس نے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو قرآن۔ پیدا کیا اُس نے انسان کو اُس کو بیان سکھایا۔ ارادہ کیا اُس نے انسان کے ساتھ محمد صلے اللہ علیہ وسلم کا سکھایا اُس کو بیان یعنی جو چیز پیدا ہو چکی۔ اس واسطے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم اوّلین اور آخرین اور قیامت کے دن کی خبر دیتے ہیں۔

اِس سے معلوم ہوا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو مَا کَانَ وَمَا یَکُوْنُ کا بیان سکھایا۔ اور اس عبارت سے یہ بھی ثابت ہو گیا کہ آپ اوّلین اور آخرین کی خبر رکھتے ہیں اور قیامت کے دن کی بھی آپ کو خبر ہے۔ کیوں جناب وہابی صاحب اب تو قیامت کے دن کا علم نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے واسطے علم کتب تفاسیر اہل السنت والجماعت سے بھی ثابت ہو گیا۔

۸۔ تفسیر معالم التنزیل ۱؎ قَالَ ابْنُ کَیْسَانَ خَلَقَ الْاِنْسَانَ یَعْنِیْ مُحَمَّدًا صلی اللہ علیہ وسلم عَلَّمَهُ الْبَیَانَ یَعْنِیْ بَیَانَ مَا کَانَ وَمَا یَکُوْنُ لِاَنَّهٗ کَانَ یُبَیِّنُ عَنِ الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ وَعَنْ یَوْمِ الدِّیْنِ (کہا ابن کیسان نے پیدا کیا اُس نے انسان کو یعنی محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو سکھایا اُس کو بیان یعنی اُس چیز کا بیان جو پہلے پیدا ہو چکی ہے اور جو

پیدا ہوگی۔ اس واسطے کہ آپ تمام اولین اور تمام آخرین اور قیامت کے دن کی خبریں دیتے ہیں۔ کیوں جناب وہابی صاحب علم قیامت مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کیلئے ثابت ہوگیا ایمان لاؤ۔ یا نہ

۹۔ تفسیر مدارک ١/١٩٥ } (وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ) مِنْ اُمُوْرِ الدِّيْنِ وَالشَّرَائِعِ اَوْ مِنْ خَفِيَّاتِ الْاُمُوْرِ وَضَمَائِرِ الْقُلُوْبِ (وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا) فِيْمَا عَلَّمَكَ وَاَنْعَمَ عَلَيْكَ

(اور سکھایا اُس نے آپ کو جو آپ نہیں جانتے تھے دین اور شریعتوں کے امور سے یا تمام پوشیدہ امور سے اور دلوں کے پوشیدہ رازوں سے اور اللہ تعالےٰ کا آپ پر بڑا فضل ہے اُس چیز میں جو اُس نے آپ کو سکھایا اور آپ پر جو اُس نے انعام کیا)۔

۱۰۔ تفسیر عرائس البیان ص ۱۵۹ } (وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ) اَے عُلُوْمُ عَوَاقِبِ الْخَلْقِ وَعِلْمُ مَا كَانَ وَمَا سَيَكُوْنُ (اور سکھایا اُس نے آپ کو جو آپ نہیں جانتے تھے۔ یعنی تمام خلقت کے عواقب کے علوم اور مَا كَانَ وَمَا سَيَكُوْنُ کا علم)

۱۱۔ تفسیر جامع البیان ص ۸۵ } وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ) قَبْلَ نُزُوْلِ ذٰلِكَ مِنْ خَفِيَّاتِ الْاُمُوْرِ

(اور سکھایا اُس نے آپ کو جو آپ نہیں جانتے تھے۔ اس کے نزول کے پہلے تمام پوشیدہ امور)

۱۲۔ تفسیر حسینی ص ۱۱۶ } وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ) در بحر الرائق مے فرمائید کہ آں علم مَا كَانَ وَمَا سَيَكُوْنَ است۔ اور سکھایا اُس نے آپ کو جو آپ نہیں جانتے تھے۔ بحر الرائق میں فرماتے ہیں کہ وہ مَا كَانَ وَمَا سَيَكُوْنُ کا علم ہے۔

وہابی "شرح فقہ اکبر میں لکھا ہے کہ انبیاء اشیاء کے مغیبات کو نہیں جانتے مگر جو اللہ اُن کو جتا دے۔ اور حنفیہ نے صراحتاً کفر کا فتوے لگایا ہے۔ جو یہ اعتقاد رکھے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم غیب جانتے ہیں۔

محمد عمر "اس مقام پر ملّاں علی قاریؒ نے علم غیب ذاتی مراد لیا ہے۔ سو ذاتی کے قائل ہم بھی نہیں ہیں۔ کیونکہ علم غیب ذاتی کے تمام احناف قائل نہیں ہیں۔ یعنی جو یہ اعتقاد رکھے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو بغیر اللہ کے سکھائے علم غیب ہے اُس کو ہم بھی کافر کہتے ہیں۔ کیونکہ ہم یہ بار بار کہہ چکے ہیں۔ کہ اللہ تعالے نے آپ کو علم کلی سکھایا۔ چنانچہ اسی بنا پر حضرت ملّا علی قاریؒ نے بھی علم غیب ذاتی کا یہاں بیان کیا ہے ورنہ دوسرے مقام پر وہ یوں رقمطراز ہیں سُنئے۔

شرح فقہ اکبر صہ ۹ مَاجَاءَ بِهِ الرَّسُوْلُ كَافٍ شَافٍ كَامِلٌ تَبَيَّنَ فِيْهِ حُكْمُ كُلِّ حَقٍّ وَبَاطِلٍ (جو چیز رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لائے (قرآن شریف) کافی ہے۔ شافی ہے۔ اُس میں ہر حق اور باطل کا کامل حکم بیان ہے)

اس سے ثابت ہوا کہ قرآن شریف میں علم کلی ہے۔ اور ملّا علی قاریؒ بھی اس کے قائل ہیں۔

شرح فقہ اکبر صہ ۱۸ وَقَدْ مَدَحَ اللّٰهُ تَعَالٰى الْاَنْبِيَاءَ وَالْمَلٰئِكَةَ وَالْمُؤْمِنِيْنَ بِالْعِلْمِ لَا بِنَفْيِ الْجَهْلِ فَمَنْ اَثْبَتَ الْعِلْمَ فَقَدْ نَفَى الْجَهْلَ وَمَنْ نَفَى الْجَهْلَ لَمْ يُثْبِتِ الْعِلْمَ (اللہ تعالے نے انبیاء اور فرشتوں اور مومنین کی علم کے ساتھ مدح کی ہے جہالت کی نفی کے ساتھ نہیں۔ تو جس شخص نے علم کو ثابت کیا تو اس نے جہالت کی نفی کی اور جس شخص نے جہالت کی نفی کی اُس نے علم کو ثابت نہیں کیا)

ملا علی قاریؒ نے انبیاء علیہم السلام ملائکہ اور مومنین کے واسطے علم کا عجیب نکتہ بیان فرمایا کہ اللہ تعالےٰ نے انبیاء علیہم السلام کی اور مومنین کی تعریف علم سے کی ہے۔ جہالت کی نفی کے ساتھ نہیں۔ اس سے ثابت ہوا۔ کہ جو شخص نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے واسطے تعریف علمی کرے تو اُس نے آپ کے علم کا ثبوت دیتے ہوئے آپ کی تعریف بیان کی اور جس شخص نے آپ سے جہالت کی نفی کی اور آپ کے علم کا انکار کیا تو اُس نے آپ کی مذمت کی۔ خصوصًا جس شخص نے آپ کے واسطے معاذ اللہ بے علم ہونے کا دعوےٰ کیا تو وہ خبر نہیں کونسے قعرِ جہنم میں پڑیگا۔

شرح فقہ اکبر ص ۶۹/۹۶ } اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی اِطَّلَعَ نَبِیَّہٗ صلی اللہ علیہ وسلم عَلٰی مَا یَکُوْنُ فِیْ اُمَّتِہٖ مِنْ بَعْدِہٖ مِنَ الْخِلَافِ وَمَا یُصِیْبُھُمْ قَالَ اَبُوْ سُلَیْمَانَ الدَّارَانِیُّ اَلْفِرَاسَۃُ مُکَاشَفَۃُ النَّفْسِ وَمُعَایَنَۃُ الْغَیْبِ وَھِیَ مِنْ مَقَالَاتِ الْاِیْمَانِ (بے شک اللہ تعالےٰ نے اپنے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو جو آپ کی اُمت میں ہونا تھا اور جو آپ کی اُمت سے آپ کے بعد اُن کے خلاف اعمال ہونے تھے اور جو اُن کو مصیبت پہنچنی تھی مطلع کر دیا۔ ابو سلیمان درانی نے کہا ہے کہ فراست نفس کے مکاشفے اور غیب کے معائنے کو کہا جاتا ہے۔ اور یہی مقالاتِ ایمان سے ہے)۔

معلوم ہوا کہ ملا علی قاریؒ کے نزدیک اگر نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے واسطے جو شخص اللہ تعالےٰ کی اطلاع سے غیب کلی کا قائل نہ ہو وہ ایمان سے خالی ہے۔ اور جو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے واسطے غیب کے معائنے کا قائل نہ ہو اور آپ کے مکاشفۂ نفس کا عقیدہ نہ رکھے تو وہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے واسطے فراست کا منکر ہے۔ اور ایمان سے خالی ہے یہ عقیدہ ملا علی قاریؒ کا ہے۔ جس پر آپ نازاں تھے۔ اور سنیئے:۔

شرح شفا ۱/۲۰:۔ (وَمِنْ مُعْجِزَاتِہِ الْبَاھِرَۃِ) اَیْ اٰیَاتِہٖ

الظَّاهِرَةِ رِمَا جَمَعَهُ اللّٰهُ لَهُ مِنَ الْمَعَارِفِ ، اَیِ الْجُزْئِیَّةِ وَالْعُلُوْمِ) اَیِ الْکُلِّیَّةِ وَالْمُدْرَکَاتِ الظَّنِّیَّةِ وَالْیَقِیْنِیَّةِ اَوِالْاَسْرَارِ الْبَاطِنِیَّةِ وَالْاَنْوَارِ الظَّاهِرِیَّةِ۔

یہ ہے عقیدہ ملاں علی قاریؒ کا جو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے واسطے تمام علوم جزیہ وکلیہ کے قائل ہیں۔

"وہابی" بحرالرائق اور قاضی خاں میں لکھا ہے۔ کہ اگر کسی شخص نے نکاح کے وقت اللہ اور اُس کے رسول کی شہادت میں نکاح منعقد کیا تو نکاح منعقد نہ ہوگا بلکہ جو یہ عقیدہ رکھے کہ آپ کو غیب ہے تو وہ کافر ہو جائے گا۔ یہ ہے فقہا کا عقیدہ۔

"محمد عمر" اس کا جواب اگر میں کہونگا۔ تو شاید تم یہ خیال کرو کہ یہ تاویل کرتا ہے۔ کیونکہ یہ عبارت بحرالرائق اور فتاوے قاضی خاں نے بیان کی ہے۔ چنانچہ اس میں بھی بعض فقہار کا اختلاف ہے۔ دیکھیے:۔

شامی ۲/۳۸۰ قِیْلَ یَکْفُرُ لِاَنَّہٗ اِعْتَقَدَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم عَالِمَ الْغَیْبِ قَالَ فِی التَّاتَارْخَانِیَّۃِ وَفِی الْحُجَّۃِ۔ ذَکَرَ فِی الْمُلْتَقَطِ اَنَّہٗ لَا یَکْفُرُ۔

(بعضوں نے کہا ہے کہ جو شخص اعتقاد رکھے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم عالم الغیب ہیں۔ تو وہ کافر ہو جاتا ہے۔ تاتارخانیہ اور کتاب الحجۃ ملتقط میں ذکر کیا گیا ہے کہ وہ کافر نہیں ہوتا)۔

معلوم ہوا کہ فقہار کا اس مسئلہ میں بھی اختلاف ہے۔ چنانچہ:۔

جامع فصولین جلد ۲ صـ۳۰۲ میں لکھا ہے کہ جو انبیار کے واسطے غیب کا اقرار نہ کرے وہ کافر ہے۔

اور فتاوے قاضی خاں اور بحرالرائق کا جواب علامہ جلال الدین سیوطیؒ نے لکھا ہے۔

تنویر الحلک فی رؤیۃ النبی و الملک ص۳۴ وما ذکر قاضی خان من کفر من قال لامرأۃ تزوجھا بشھادۃ الرسول و الملائکۃ و علا بان الرسول لا یعلم الغیب حیاً فکیف یعلمہ میتاً قلنا واللہ قادر ان یحضرہ و ھو یکلم کل من سلم علیہ و سائر امتہ و انما اتی الکفر من انکارہ الشھود فی النکاح وھو ثابت بالحدیث المتواتر فانکارہ کفر و النکاح بلا ولی و شھود خاص لنبینا صلی اللہ علیہ وسلم کما فی الخصائص ——— (اور جو قاضی خاں نے ذکر کیا ہے کہ وہ شخص کافر ہے جس نے اپنی عورت کے نکاح کے وقت رسول اور فرشتے کی گواہی کے ساتھ نکاح کیا۔ اور اس سے بڑی بات کہی اُس نے کہ رسول زندہ غیب کو نہیں جانتا مُردہ کیسے جان سکتا ہے ہم کہتے ہیں کہ اللہ قادر ہے اس بات پہ کہ آپ کو حاضر کرے اور جو شخص آپ پر سلام بھیجتا ہے اور تمام امت کے ساتھ آپ کلام کرتے ہیں۔ اور جو اُس نے کفر کا فتوے دیا ہے وہ نکاح میں گواہوں کے انکار سے ہے۔ جن کا ثبوت حدیث متواتر سے ہے تو اُس کا انکار کفر ہے۔ اور نکاح بلا ولی کے اور بلا گواہوں کے ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا خاصہ ہے۔ جیسا کہ خصائص کبرے میں موجود ہے)

اور اس کا جواب شیخ محمد بن اسمٰعیل نے اس طریق سے دیا ہے:۔

جامع فصولین ۲/۳۰۲ | بان المنفی ھو العلم بالاستقلال لا العلم بالاعلام (فقہا نے جو لکھا ہے کہ نکاح کے وقت اگر اللہ اور اُس کے رسول کو گواہ کہے تو وہ کافر ہے۔ کیونکہ وہ آپ کے علم غیب کا معتقد ہے۔ تو محمد بن اسمٰعیل نے جواب دیا ہے کہ یہ علم بالاستقلال کی نفی ہے۔ علم بالاعلام کی نفی نہیں معلوم ہوا کہ علم ذاتی کی نفی ہے عطائی کی نہیں۔

انبیاء علیہم السلام و اولیاء کرام سے استعانت وہابیہ کے نزدیک شرک ہے اور عقیدہ دیوبندیہ بھی یہی ہے اور احناف کے نزدیک از روئے قرآن و حدیث استعانت جائز ہے۔ اب تم سوچو کہ کون ہو؟

اَدِلّہ استعانت

۱۔ تحریم ۲۸/۱ | وَاِنْ تَظٰهَرَا عَلَيْهِ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ مَوْلٰهُ وَجِبْرِيْلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمَلٰٓئِكَةُ بَعْدَ ذٰلِكَ ظَهِيْرٌ (اور اگر تم ایک دوسری کی مدد کرو گی آپ پر تو بے شک اللہ تعالےٰ وہ آپ کا مددگار ہے۔ اور جبرئیل علیہ السلام اور مومنین سے صالحین اور فرشتے بھی اس کے بعد امداد کرنے والے ہیں۔)

اس آیۃ کریمہ میں اللہ تعالےٰ نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے ازواجِ مطہرات کو تنبیہ فرمائی ہے کہ اگر تم میرے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے بغیر ایک دوسری کی مدد کرو گی تو یاد رکھو آپ کی امداد کرنے والے بہت بڑی جماعت ہیں۔ سب سے پہلے اللہ مددگار ہے پھر جبرئیل علیہ السلام پھر جتنے مومنین صالحین ہیں۔ موجود ہوں یا زمانہ ماضی ہیں یا استقبال ہیں اور اسکے بعد تمام ملائکہ بھی آپ کے مددگار ہیں۔ صالح المومنین جو موجود تھے ان کے علاوہ باقی جن پر صالح المومنین کا لفظ صادق آسکتا ہے جو وَلَتَنْصُرُنَّهٗ سے ثابت ہے اور اللہ بھی اور جبرئیل علیہ السلام بھی اور ملائکہ کی مدد بھی آپ کو غائبانہ پہنچتی ہے۔ جو اس آیت سے صراحتہً ثابت ہے اور لفظ ظہیر فعیل کے وزن پر ہے۔ صفت مشبہ ہونے کی وجہ سے ان تمام کی جماعت ہر وقت آپ کے ممدو معاون ہیں۔

۲۔ توبہ ۱/۹ } وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَاۤءُ بَعْضٍ (اور بعض مومن آدمی اور مومنہ عورتیں بعض کے مددگار ہیں دونیا میں ہوں یا برزخ میں)

وہابی:۔ ولی کے معنی مددگار ہیں؟

محمد عمر: "ہاں ضرور۔ رعد ۱۳/۲ اولیاء کے معنی شاہ رفیع الدین صاحب نے کارساز کئے ہیں۔ اور مولوی اشرف علی صاحب نے ترجمہ مددگار کیا ہے۔

۳۔ توبہ ۱۱/۱ } لَقَدْ جَاۤءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ (البتہ تحقیق تمہارے پاس تشریف لائے تمہارے نفسوں سے ایسے رسول (صلے اللہ علیہ وسلم) جن پر تمہاری تکلیف شاق گزرتی ہے۔ اور ہر وقت تم پر حرص کرنے والے ہیں۔ مومنوں کے ساتھ آپ (ہر وقت ہر زمان) شفقت کرنے والے ہیں اور (ہر وقت ہر زمان) رحم کرنے والے ہیں)

اس آیت کریمہ سے ثابت ہوا کہ آپ ہماری تکلیف کو کسی وقت گوارا نہیں فرما سکتے۔ مومن خواہ کسی مکان یا کسی زمان میں ہو۔ جب مومنین کی تکلیف آپ کو گوارا نہیں تو مشکل کشائی کی صورت کو بھی اللہ تعالےٰ نے مومنین کے واسطے آپ کی شفقت اور رحم سے ہی حل فرمایا۔ تو آپ کی امداد ہر مومن کو ہر حال پہنچتی ہے۔ اسی واسطے مومن کا یہ عقیدہ ہے۔

۴۔ مائدہ ۶/۸ } اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ رٰكِعُوْنَ وَمَنْ يَّتَوَلَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فَاِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْغٰلِبُوْنَ (اور کوئی بات نہیں تمہارا مددگار اللہ تعالےٰ ہے اور اس کا رسول۔

(صلے اللہ علیہ وسلم) اور وہ ایماندار جو نماز قائم رکھتے ہیں اور رکوع کی حالت میں زکوٰۃ دیتے ہیں۔ اور جو شخص اللہ تعالےٰ اور اُس کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کو اور ایمانداروں کو مددگار بنا لیتا ہے تو بے شک اللہ کا گروہ ہی غالب ہونے والے ہیں۔

اس آیۃ کریمہ سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالےٰ بھی اور اُس کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم بھی اور اولیاء کرام بھی امداد کرتے ہیں۔ اور جو شخص اُن سے فریاد طلب کرتا ہے۔ تو اللہ تعالےٰ کے ارشاد کے مطابق یہ تمام گروہ کامیابی کا باعث بنتے ہیں مستغیث کو ان کی طرف سے کمزوری نظر نہیں آتی۔ کیونکہ یہ گروہ تمام ہی غلبے والے ہیں۔ اور ان کا مستغیث کبھی مغلوب نہیں ہو سکتا۔

وہابی "یہاں تو زندے مراد ہیں۔ کیونکہ نماز کو قائم زندے ہی رکھ سکتے ہیں۔"

محمد عمر "اہل اللہ کی امداد اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی امداد روحانیت پر مبنی ہوتی ہے۔ یعنی اُن کا امداد کرنا روحانی طاقت پر منحصر ہوتا ہے چنانچہ اُن کی روحانی طاقت عالمین میں یکساں رہتی ہے۔ اور خصوصًا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک عالمین میں متغیر نہیں ہوتی۔ اور اولیاء کرام کا محض انتقالِ مکانی ہوتا ہے۔ باقی طاقتیں بدستور قائم رہتی ہیں جس کے متعلق اللہ تعالےٰ نے بھی سَوَآءً مَّحْيَاهُمْ وَمَمَاتُهُمْ یعنی اُن کی حیات و ممات یکساں ہے ارشاد فرمایا ہے۔ اور اہل قبور سے ہمیں آس نہیں توڑنی چاہیئے۔ جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے۔

۵۔ الممتحنہ ۲۸/۲ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَوَلَّوْا قَوْمًا غَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ قَدْ يَئِسُوْا مِنَ الْاٰخِرَةِ كَمَا يَئِسَ الْكُفَّارُ مِنْ اَصْحٰبِ الْقُبُوْرِ۔ (اے ایمان والو جس قوم پر اللہ نے غضب کیا ہے تم اُن سے دوستی نہ کرو کہ وہ آخرت سے بے اُمید ہو چکے ہیں جیسا کہ

کفار قبروں والوں سے آس توڑ بیٹھے ہیں،

باقی رہا کہ اہل قبور کا قیام نماز تو وہ بھی حدیث پاک سے ثابت ہے۔

نسائی $\frac{1}{242}$ } عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ اَتَيْتُ لَيْلَةَ اُسْرِيَ بِيْ عَلٰى مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ عِنْدَ الْكَثِيْبِ الْاَحْمَرِ وَهُوَ قَائِمٌ يُصَلِّيْ فِيْ قَبْرِهٖ۔

(انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ میں ایک رات سیر کرایا گیا۔ تو میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا۔ ایک سرخ ٹیلے کے قریب اس حال میں کہ وہ اپنی قبر میں کھڑے ہو کر نماز ادا کر رہے ہیں۔ معلوم ہوا کہ بعد از وصال بھی وہ نماز کو قائم رکھتے ہیں تو جو اپنے رب کے اعمال صالح کرنے میں غافل نہیں تو وہ اپنی ولایت میں غافل کیسے ہو سکتے ہیں۔ اور جب اہل قبور ولی کی ولایت بدستور ہے۔ تو اُس کی امداد بھی اللہ کے فرمان کے مطابق بدستور ہے۔ ورنہ اللہ تعالےٰ کوئی تخصیص دنیا میں رہنے والوں کے لئے فرما دیتا۔ جب اُس نے کوئی تخصیص نہیں فرمائی تو تم مخصص کون ہو۔

باقی رہا نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق بھی کئی احادیث صحیحہ سے ثبوت ملتا ہے۔

۶۔ **بخاری شریف** $\frac{1}{183}$ **ترمذی شریف** $\frac{1}{127}$ } عن انس بن مالکؓ اَنَّهٗ

حَدَّثَهُمْ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ اَنَّ الْعَبْدَ اِذَا وُضِعَ فِيْ قَبْرِهٖ وَتَوَلّٰى عَنْهُ اَصْحَابُهٗ اَنَّهٗ لَيَسْمَعُ قَرْعَ نِعَالِهِمْ اَتَاهُ مَلَكَانِ فَيُقْعِدَانِهٖ فَيَقُوْلَانِ مَا كُنْتَ تَقُوْلُ فِيْ هٰذَا الرَّجُلِ لِمُحَمَّدٍ فَاَمَّا الْمُؤْمِنُ فَيَقُوْلُ اَشْهَدُ اَنَّهٗ عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُوْلُهٗ فَيَقُوْلَانِ نَمْ كَنَوْمَةِ الْعَرُوْسِ (انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے حدیث بیان کی لوگوں کو کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آدمی جب قبر میں رکھا جاتا ہے اور اُس کے

دوست اُس سے منہ پھیرتے ہیں تو اُن کے جوتوں کی آواز وہ صاحب قبر سنتا ہے۔اُس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں تو اُس کو بٹھاتے ہیں تو اُسے کہتے ہیں کہ اس شخص محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق تُو کیا کہتا تھا۔ تو مومن کہتا ہے کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے بندے اور اُس کے رسول ہیں، آگے ترمذی شریف میں یوں ارشاد ہے کہ اُس کو دونوں فرشتے کہتے ہیں کہ تو دُولہن کی نیند سو جا،

اِس حدیث پاک سے ثابت ہوا کہ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک کو پہچاننے والا آپ کی امداد سے قبر میں بھی پناہ گزین رہتا ہے۔بڑے افسوس کی بات ہے کہ شیطان کے امداد کرنے پر تم ایمان لے آؤ۔ اور اگر نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق اور اولیاء کرام کے متعلق اللہ تعالےٰ امداد کا ارشاد فرماوے تو فوراً انکار کر دو۔

"وہابی" کیا شیطان بھی غائبانہ امداد کر سکتا ہے؟

"محمد عمر" ضرور۔ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں :۔

اعراف ۲/۸ { اِنَّا جَعَلْنَا الشَّيٰطِيْنَ اَوْلِيَاۗءَ لِلَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ
(بے شک ہم نے بنایا شیطانوں کو بے ایمانوں کیواسطے مددگار)، کیا تمام جن و انس کو شیطان ایک ہی وقت میں بہکا سکتا ہے؟ اور بے ایمانوں کی امداد کر سکتا ہے؟ اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم رحمۃ للعالمین امداد نہیں کر سکتے۔یہ تمہارا انصاف اجازت دیتا ہے؟ جادو کے نفع نقصان کے تم قائل ہو جاؤ۔ اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے نہیں۔ سُنیئے :۔

۷۔ **بقرہ** ۱/۱۲ { فَيَتَعَلَّمُوْنَ مِنْهُمَا مَا يُفَرِّقُوْنَ بِهٖ بَيْنَ الْمَرْءِ وَزَوْجِهٖ ۭ وَمَا ھُمْ بِضَاۗرِّيْنَ بِهٖ مِنْ اَحَدٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ (تو سیکھتے
تھے وہ لوگ اُن دونوں فرشتوں سے جس کے ساتھ وہ مرد اور عورت کی جدائی کر دیتے تھے۔اور

وہ کسی کو نقصان دینے والے نہیں۔ مگر اللہ کے اذن کے ساتھ،

جادو کا نقصان تو اللہ کے اذن کے ساتھ تسلیم ہے۔ لیکن تم کو انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام کے نقصان کی طاقت انکو اللہ کی دی ہوئی ہے اُس سے انکار ہے۔

۸ مستدرک ۲/۶۱۵ | عن عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لما اقترف آدم الخطیئۃ قال یا رب اسألک بحق محمد لما غفرت لی فقال اللہ یا آدم وکیف عرفت محمدا ولم اخلقہ قال یا رب لانک لما خلقتنی بیدک ونفخت فی من روحک رفعت راسی فرأیت علی قوائم العرش مکتوبا لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ فعلمت انک لم تضف الی اسمک الا احب الخلق الیک فقال اللہ صدقت یا آدم انہ لاحب الخلق الی ادعنی بحقہ فقد غفرت لک ولولا محمد ما خلقتک ھذا حدیث صحیح الاسناد (عمر بن خطابؓ سے روایت ہے فرمایا انہوں نے کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ جب آدم علیہ السلام سے خطا ہوئی تو انہوں نے اقرار کیا اے رب میرے میں سوال کرتا ہوں محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی طفیل۔ تاکہ تو مجھے بخشدے تو اللہ تعالےٰ نے فرمایا اے آدم (علیہ السلام) تو محمد علیہ الصلوٰۃ کو کیسے جانتا ہے۔ حالانکہ میں نے ابھی اُس کو پیدا نہیں کیا۔ عرض کیا اے میرے رب جب تُو نے مجھے اپنے ہاتھ سے پیدا کیا اور مجھ میں اپنا رُوح پھونکا تو میں نے سر اُٹھایا عرش کی چوکھٹ پر لکھا تھا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ دیکھا۔ اس سبب سے میں جانتا ہوں۔ تو میں نے معلوم کیا کہ تُو نے یا اللہ اپنے نام کی طرف ویسے نسبت نہیں کی مگر جو تیری تمام مخلوق کا تجھے زیادہ محبوب ہوگا۔ تو اللہ نے فرمایا تُو نے سچ کہا ہے اے آدم علیہ السلام بے شک میرے نزدیک وہ تمام مخلوق سے زیادہ محبوب ہے۔ اُس کی طفیل مجھ سے دعا مانگے تو میں نے تجھے بخشا۔ اور اگر

محمد صلے اللہ علیہ وسلم نہ ہوتے تو میں تجھے پیدا ہی نہ کرتا اس حدیث کی سندیں درست ہیں،
فرمایئے جناب نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے آدم علیہ السلام کی غائبانہ امداد فرمائی یا نہ بلکہ اللہ تعالے نے آپ کے وسیلے کا آدم علیہ السلام کو ارشاد فرمایا۔ اگر بقول تمہارے شرک تھا تو کیا اللہ تعالے نے آدم علیہ السلام کو شرک کا سبق دیا۔ معلوم ہوا کہ اپنے پیاروں کے توسل سے اللہ تعالے دعا جلدی منظور فرماتے ہیں۔

۹۔ مستدرک ۱/۵۲۶ و ۱/۳۱۳
ابن ماجہ ص ۱۰۰
ترمذی شریف ۲/۱۹۷

عَنْ عُثْمَانَ بْنِ حَنِيْفٍ اِنَّ رَجُلًا ضَرِيْرُ الْبَصَرِ اَتَى النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللهِ صلى الله عَلَيْهِ وسلم عَلِّمْنِيْ دُعَاءً اَدْعُوْا بِهٖ يَرُدُّ اللهُ عَلَيَّ بَصَرِيْ فَقَالَ لَهٗ قُلْ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ وَاَتَوَجَّهُ اِلَيْكَ بِنَبِيِّكَ نَبِيِّ الرَّحْمَةِ يَا مُحَمَّدُ اِنِّيْ قَدْ تَوَجَّهْتُ بِكَ اِلٰى رَبِّيْ اَللّٰهُمَّ شَفِّعْهُ فِيَّ وَشَفِّعْنِيْ فِيْ نَفْسِيْ فَدَعَا بِهٰذَا الدُّعَاءِ فَقَامَ وَقَدْ اَبْصَرَ وَفِي الْمُسْتَدْرَكِ اِنِّيْ اَتَوَجَّهُ بِكَ اِلٰى رَبِّكَ فِيْ حَاجَتِيْ هٰذِهٖ فَتَقْضِيْهَا لِيْ (عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک نابینا آدمی نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو اُس نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مجھے ایسی دعا سکھایئے کہ میں وہ دعا مانگوں تو اللہ میری آنکھوں کو بینا کر دے تو آپ نے ارشاد فرمایا۔ کہ تو کہہ اے اللہ میں سوال کرتا ہوں تجھ سے تیرے نبی کی امداد کے ساتھ تیری طرف متوجہ ہوتا ہوں۔ جو نبی مجسمہ رحمت ہیں۔ یا محمد صلے اللہ علیہ وسلم میں بے شک متوجہ ہوتا ہوں آپ کی امداد کے ساتھ اپنے رب کی طرف۔ اے اللہ تو میرا سفارشی بنا آپ کو مجھ میں اور میرے نفس میں۔ تو اُس نابینے نے یہ دعا کی پھر کھڑا ہوا تو اچانک بینا ہو گیا۔ اور مستدرک کے الفاظ ہیں کہ میں یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم آپ کی امداد کے ساتھ آپکے رب

کی طرف متوجہ ہوتا ہوں اِس حاجت میں تو اُس کو میرے لیے پوری فرما،

اس حدیث پاک سے کئی مسائل متنازعہ فیہا ثابت ہو گئے (۱) مشکل کشائی کے لئے دربار رسالت میں حاضر ہونا سنت ثابت ہوا (۲) اللہ کی طرف نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو اپنا سفارشی پیش کرنا۔ اور اللہ تعالےٰ کو آپ کی سفارش کا جتانا (۳) مشکل کشائی کے وقت آپ کے اسم پاک ذاتی کو یا محمدؐ کہہ کر پکارنا تاکہ آپ کی سفارش ذاتی مشکل کشائی کا باعث بنے (۴)، اس پکار کو اللہ تعالےٰ کا منظور فرمانا ثابت ہوا۔

۱۰۔ معجم صغیر للطبرانی ص ۱۰۳ } میں مذکور ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد عثمان بن حنیفؓ نے کسی دوسرے آدمی کو یہ دعا فرمائی تو اُس کی آنکھیں درست ہو گئیں۔ اس حدیث پاک سے ثابت ہوا کہ عثمان بن حنیفؓ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے فرمان سے آپ کو متصرف فی الامور سمجھ کر غائبانہ پکارتے تھے۔ اور اسی تعلیم کو آگے جاری فرمایا۔

۱۱۔ خصائص کبرےٰ ۲/۲۶۰ } عَنْ خَالِدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ صَلٰوۃً وَاحِدَۃً قَضَیْتُ لَہٗ مِائَۃَ حَاجَۃٍ (حضرت خالدؓ سے روایت ہے۔ کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے جس شخص نے مجھ پر ایک دفعہ درود پڑھا میں اُس کی سو حاجت کو پوری کرتا ہوں،

۱۲۔ کنز العمال ۶/۴۲ } اَلَا مَا بَالُ اَقْوَامٍ یَزْعُمُوْنَ اِنَّ رَحِمِیْ لَا تَنْفَعُ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ اِنَّ رَحِمِیْ لَمَوْصُوْلَۃٌ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ (نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ خبردار کیا حال ہوگا اُن قوموں کا جو گمان کرینگی کہ میرا رحم نفع نہیں پہنچاتا۔ قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ بے شک میرا رحم ضرور پہنچنے والا ہے دنیا اور آخرت میں۔

۱۳- ادب المفرد للبخاری ص۱۹۳ شرح شفا للعلی قاری ۲/۱۸

شرح شفا الخفاجی ۳/۲۹۷ کتاب الاذکار للنووی ص۱۳۵ } حَدَّثَنَا اَبُوْ نُعَيْمٍ

قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ اَبِي اِسْحَاقَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ سَعْدٍ

قَالَ خَدِرَتْ رِجْلُ ابْنِ عُمَرَ فَقَالَ لَهٗ رَجُلٌ اُذْكُرْ اَحَبَّ النَّاسِ

اِلَيْكَ فَقَالَ يَا مُحَمَّدَاهُ وَقَدْ رُوِيَ اَنَّهٗ وَقَعَ مِثْلُهٗ لِاَبْنِ عَبَّاسٍ

رضی اللہ تعالےٰ عَنْهُمَا فَقَالَ يَا مُحَمَّدَاهُ (عبد الرحمٰن بن سعد سے روایت ہے

کہ عبداللہ بن عمرؓ کا پاؤں سُن ہو گیا۔ تو کسی آدمی نے اُسے کہا کہ تُو اپنے بڑے محبوب کو

یاد کر۔ تو عبداللہ بن عمرؓ نے کہا یا محمداہ یعنی اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم میری فریاد رسی فرمائیے

اور ابن عباسؓ سے بھی ایسے ہی روایت مذکور ہے تو انہوں نے فرمایا یا محمداہ)

اس حدیث پاک سے دو مسئلے ثابت ہوئے (۱) عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو وقتِ مصیبت یا محمداہ یعنی متصرف فی الامور سمجھ کر غائبانہ اپنی حاجت میں پکارنا (۲) یا حرفِ ندا سے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو حاضر و ناظر سمجھنا یہ ہے صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین کا عقیدہ اور عمل اور فتوےٰ جو خیر القرون سے ہے

کنز العمال ۷/۱۹۶ } وَاَنَا بَيْنَ اَظْهُرِكُمْ فَاللّٰهُ كَافِيْكُمْ وَرَسُوْلُهٗ

قربِ قیامت جب دجال کا ظہور ہو گا تو اس کو شیاطین ثابت قدم رکھیں گے اور میں تمہارا پشتیبان ہوں گا تو اللہ اور اس کا سچا رسول تمہارے لئے کافی ہوگا۔

تو اس حدیث شریف سے ثابت ہوا کہ قربِ قیامت بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی اُمت کی غائبانہ امداد فرمائینگے یعنی قیامت کا قرب ہوگا دنیا ختم ہونے کو ہوگی لیکن حضور

صلے اللہ علیہ وسلم کی امداد ختم نہ ہو گی ۔ سب آپ سے منقطع ہونگے لیکن آپکا اسرار زائل ہوگا

۱۴۔ شرح فقہ اکبر ص۱۱۳ } فَاِنَّہٗ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ بِالنِّسْبَۃِ اِلٰی جَمِیْعِ الْاُمَمِ کَاشِفُ الْغُمَّۃِ وَنَبِیُّ الرَّحْمَۃِ (پس تحقیق نبی صلے اللہ علیہ وسلم تمام امتوں کی طرف مصیبتوں کے حل کرنے والے اور رحمت والے نبی منسوب ہیں۔

۱۵۔ تحفۃ الذاکرین شوکانی ص۱۵۵

کتاب الاذکار ص۱۰۱ } عَنْ اِبْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم اِذَا انْفَلَتَتْ دَابَّۃُ اَحَدِکُمْ بِاَرْضٍ فَلَاۃٍ فَلْیُنَادِ یَا عِبَادَ اللّٰہِ اِحْبِسُوْا قَالَ النَّوَوِیُّ بَعْدَ اَنْ رَوٰی ھٰذَا الْحَدِیْثَ عَنْ کِتَابِ ابْنِ سُنِّیْ قُلْتُ وَحَکٰی لِیْ بَعْضُ شُیُوْخِنَا الْکِبَارِ فِی الْعِلْمِ اَنَّہَا انْفَلَتَتْ مَعَنَا بَہِیْمَۃٌ فَعَجَزُوْا عَنْھَا فَقُلْتُہٗ فَوَقَفَتْ فِی الْحَالِ بِغَیْرِ سَبَبٍ

(ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ جب تم سے کسی کا چوپایہ جنگل میں دوڑ جائے تو پکارے ۔ اے اللہ کے بندو روک لو۔ نووی نے ابن سنی کی کتاب سے اس حدیث کو روایت کرتے ہوئے کہا ہے کہ میں نے کہا اور میرے بڑے بڑے علمی مشائخ نے بھی بیان کیا ہے کہ ہمارے پاس بھی ایک چوپایہ بے قابو ہو گیا تو ہم اس سے عاجز ہو گئے۔ تو میں نے بھی وہی (یَا عِبَادَ اللّٰہِ اَحْبِسُوْا) کہا تو فوراً بغیر سبب کے رُک گیا)

اس حدیث پاک سے صاف ثابت ہو گیا۔ کہ اولیاء اللہ کو متصرف فی الامور سمجھ کر حاجات کے لئے غائبانہ پکارنا جائز ہے ۔ اور اس حدیث کو نقل کرنے والے رئیس وہابیین مولوی شوکانی ہیں۔ اور علامہ نووی نے بھی اس حدیث پاک کو صحیح تسلیم کرتے ہوئے

اپنے کبار مشائخ کا تجربہ بھی صحیح ثابت فرمایا۔ اور علماء و مشائخ کا عمل بھی ثابت کیا۔ چنانچہ مولوی شوکانی نے غائبانہ استعانت من عباد اللہ کی دوسری حدیث نقل فرمائی ہو:۔

۱۶۔ تحفۃ الذاکرین ص ۱۵۵ } وَ اَخْرَجَ الْبَزَّارُ مِنْ حَدِیْثِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم

قَالَ اِنَّ لِلّٰهِ مَلَائِكَةً فِی الْاَرْضِ سِوَی الْحَفَظَةِ يَكْتُبُوْنَ مَا سَقَطَ مِنْ وَرَقِ الشَّجَرِ فَاِذَا اَصَابَ اَحَدُكُمْ بِشَيْءٍ بِاَرْضٍ فَلَاةٍ فَلْيُنَادِ اَعِيْنُوْنِیْ يَا عِبَادَ اللّٰهِ قَالَ فِیْ مَجْمَعِ الزَّوَائِدِ رِجَالُهٗ ثِقَاتٌ وَفِی الْحَدِيْثِ دَلِيْلٌ عَلٰی جَوَازِ الْاِسْتِعَانَةِ مِمَّنْ لَّا يَرَاهُمُ الْاِنْسَانُ مِنْ عِبَادِ اللّٰهِ مِنَ الْمَلَائِكَةِ وَصَالِحِی الْجِنِّ وَلَيْسَ فِیْ ذٰلِكَ بَاْسٌ كَمَا يَجُوْزُ لِلْاِنْسَانِ اَنْ يَّسْتَعِيْنَ بِبَنِیْ اٰدَمَ اِذَا عَثَرَتْ دَابَّتُهٗ اَوِ انْفَلَتَتْ۔ اور ابن عباسؓ کی حدیث سے بزاز نے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ محافظین فرشتوں کے علاوہ اللہ تعالےٰ نے اور فرشتوں کو مقرر کیا ہوا ہے جو درخت کا پتہ بھی زمین پر گرے وہ لکھتے ہیں تو جب تمہیں کسی جنگل میں کوئی تکلیف پہنچے تو پکارنا چاہیئے۔ اَعِيْنُوْنِیْ يَا عِبَادَ اللّٰهِ یعنی اے اللہ کے بندو میری امداد کو پہنچو مجمع الزوائد میں کہا ہے کہ اس کے رجال ثقات ہیں۔ (یعنی اس حدیث کے رواۃ غیر مستند نہیں ہیں) اور حدیث میں دلیل ہے استعانت کے جواز پر جس شخص کو انسان نہ دیکھتا ہو۔ اللہ کے بندوں سے یعنی فرشتوں اور نیک جنوں سے۔ اور اس میں کوئی خوف نہیں ہے۔ جیسا کہ انسان کو جائز ہے کہ بنی آدم سے (غائبانہ) مدد طلب کرے۔ جب اُس کا چوپایہ دوڑ جائے یا بے قابو ہو جائے فرمایئے جناب اب تو تمہارے سردار کی صحیح حدیثیں بیان ہو گئیں۔ جن پر تم غیر معتبر ہونے کا فتوےٰ بھی نہیں دے سکتے۔ پھر مولوی شوکانی صاحب نے اپنا عقیدہ بھی بیان کر دیا۔ جو تمہارے لئے بڑی حجت ہے۔

۱۷۔ قصیدۃ النعمان ص ۶۳ } مولفہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ

یَا مَالِکِی کُنْ شَافِعِی فِی فَاقَتِی — اِنِّی فَقِیْرٌ فِی الْوَرٰی لِغِنَاکَ

یَا اَکْرَمَ الثَّقَلَیْنِ یَا کَنْزَ الْوَرٰی — جُدْ لِی بِجُوْدِکَ وَاَرْضِنِی بِرِضَاکَ

اَنَا طَامِعٌ بِالْجُوْدِ مِنْکَ وَلَمْ یَکُنْ — لِاَبِی حَنِیْفَۃَ فِی الْاَنَامِ سِوَاکَ

(اے میرے مالک (نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے) میرے فاقہ میں سفارش فرمایئے۔ میں تمام مخلوقات میں آپ کے غنی کا محتاج ہوں۔ اے جن و انسان کے بزرگ ترین اے مخلوقات کے خزانے اپنی سخاوت سے کچھ مجھے بھی عطا فرمایئے۔ اور اپنی رضا سے مجھے بھی پسند فرمایئے۔ میں آپ کی سخاوت کا طمع کرنے والا ہوں اور سوائے آپ کے تمام مخلوقات میں ابو حنیفہ کا کوئی حامی نہیں۔)

حنفی کہلانے والو یہ ہے امام ابو حنیفہ رح کا مذہب: اب تم اپنی حنفیت کو امام ابو حنیفہ رح کے عقیدہ کی کسوٹی پر پرکھو کہ واقعی تم حنفی ہو یا نہیں۔ اور استمداد من عباد اللہ کا انکار کر کے حنفی کہلانے کے حقدار ہو یا وہابی؟

نذر و نیاز اور قبور بزرگان دین پر چادر چڑھانا

اور مجاوریت کا ثبوت

وہابی بزرگان دین کو نذر و نیاز دینا بُرا سمجھتے ہیں بلکہ حرام سمجھتے ہیں اور قبول کرنیوالوں کو معاذ اللہ ٹھگ اور دن کے ڈاکو کہتے ہیں۔

اور احناف بزرگان دین کو نذر و نیاز دینا سنت اور باعث برکت سمجھتے ہیں اور حرام کہنے والوں کو منکر قرآن کریم و دشمن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سمجھتے ہیں اب تم سوچو کہ کون ہو۔

قصص ۲۰/۶ اَوَلَمْ نُمَكِّنْ لَّهُمْ حَرَمًا آمِنًا يُّجْبٰى اِلَيْهِ ثَمَرَاتُ كُلِّ شَيْءٍ رِّزْقًا مِّنْ لَّدُنَّا وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ اور کیا نہیں جگہ دی ہم نے ان کو امن والے حرم میں کھچے چلے آتے ہیں اسکی طرف ہر شئی کے پھل خاص ہماری طرف سے رزق ہے اور لیکن اکثر ان کے بے علم ہیں۔

اس آیۂ کریمہ میں اللہ رب العزۃ بیت اللہ کے مجاوروں کنجی برداروں کو اپنا احسان جتاتا ہے کہ یہ تمہارے پاس جو پھلوں کے نذرانے چاروں طرف سے کھچے چلے آتے ہیں کوئی ٹوکری پھلوں کی لا رہا ہے کوئی جھولی بھر کر لا رہا ہے کوئی گٹھری باندھ کر لا رہا ہے ہر ملک سے چڑھاوے چڑھ رہے ہیں یہ ہماری طرف سے رزق حلال پاک ہے۔

اس آیۂ کریمہ سے پانچ مسائل کا ثبوت ملا۔

۱۔ بیت اللہ کی کنجی برداری یعنی مجاوری کا ثبوت جس سے مقامات متبرکہ کی مجاوری بحکم الٰہی جائز ثابت ہوئی۔ جو اَوَلَمْ نُمَكِّنْ لَّهُمْ سے ثابت ہے۔

۲۔ مقامات متبرکہ کی طرف پھلوں کے نذرانے لے جانا جیسا کہ الیہ کی ضمیر ثبوت دے رہی ہے۔

۳۔ مقامات متبرکہ کے چڑھاوے یہ خدائی رزق حلال پاک اور خاص خدائی انعام ہے جس پر اس کا احسان ہو ملتا ہے۔

۴۔ یہ رزق جو عوام وہاں لے جاتے ہیں جب وہ وہاں دیا جائے تو رِزْقًا مِّنْ لَّدُنَّا یعنی پھر وہ خاص خدائی رزق ہونے کی وجہ سے تبرک بن جاتا ہے تو اگر مجاورین اس کو تقسیم کر دیں تو تبرکاً پاک سمجھ کر لیا جاوے تو ثواب ہے تو ایک تو وہ رِزْقًا مِّنْ لَّدُنَّا

ہونے کی وجہ سے اور دوسری وجہ آگے حدیث شریف میں انشاء اللہ ذکر ہوگی۔

۵ - اگر مجاورین بے علم بھی ہوں تو رب العزت ان کے بے علم ہونے کی وجہ سے ان کے نذرانے میں فرق نہیں لاتا۔ البتہ ان کو بے عمل نہ ہونا چاہیئے کیونکہ بے عمل لائق مجاورۃ نہیں۔

وہابی "تم نے مولوی صاحب عجیب دلیل نکالی بیت اللہ کی مجاوری سے قبور کی مجاوری کا استدلال لے لیا یہ قبر ہے وہ بیت اللہ ہے کچھ تو خیال کرو اگر یہ مجاوری جائز ہوتی تو صحابہ کرام نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی نہ کرتے کیسی بناوٹی باتیں گھڑتے ہو۔

محمد عمر "بیت اللہ تو ابوجہل وغیرہ نے بھی تعمیر کیا پھر ابراہیم علیہ السلام کی یا آدم علیہ السلام کی ابتدائی بنیاد سمجھ لو گے اور اس کے حرم خاص مطاف میں انبیاء علیہم السلام کی قبریں بھی ہیں جن کا ثبوت بفضلہ موجود ہے اور دوسری بات یہ ہے کہ الیہ کی ضمیر بیت اللہ کی طرف راجع ہے جس سے ثابت ہوا کہ نذر نیاز لوگ لاتے کعبہ کے لئے تھے لیکن کھاتے مجاورین تھے اور مجاوریت کا ثبوت قرآن کریم میں لَا يُجَاوِرُوْنَكَ سے ثابت ہے کہ ان منافقوں کو خدا آپ کی مجاوری نصیب نہ کرے گا اور تیسری عرض ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے روضہ اطہر کی کنجی برداری اور مجاورت کا کام حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے خود سرانجام دیا ہے سنیئے۔

مشکوٰۃ شریف ۴۹

ابوداود ۲/۱۰۳

حدثنا احمد بن صالح ابن ابی فدیک اخبرنی عمرو ابن عثمان بن ہانی عن القاسم قال دخلت علیٰ عائشۃ فقلت یا امہ اکشفی لی عن قبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و صاحبیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما فکشفت لی عن ثلثۃ قبور۔

محمد بن ابی بکر رضی اللہ تعالٰے عنہما نے فرمایا کہ میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالٰے عنہا کی خدمت اقدسہ میں حاضر ہوا تو عرض کیا اما جان دمیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے روضہ مطہرہ کی زیارت کا طلبگار ہوں، میرے لیے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی قبر سے اور صاحبین رضی اللہ تعالٰے عنہما سے اچھاڑ اٹھائیے تو آپنے میرے لئے ان قبروں سے اچھاڑ کو ہٹایا۔

اس سے تین مسائل ثابت ہوئے (۱) قبور کی زیارت کے لیے جانا (۲) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالٰے عنہا کا روضہ اطہر کی کنجی برداری کرنا ورنہ آپ سیدھے روضہ اطہر پہ پہنچ جاتے (قبر پر اچھاڑ کا ہونا ثابت ہوا۔

قبور پر اچھاڑ چڑھانے کی ایک اور دلیل عرض کروں۔

المغرب $\frac{2}{217}$ } (فی حدیث) فاطمہ رضی اللہ تعالٰے عنہا سُجِّیَ قَبْرُهَا بِثَوْبٍ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالٰے عنہا کی قبر کو اچھاڑ کپڑے کا چڑھایا گیا۔

توبۃ $\frac{11}{13}$ } خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيْهِمْ بِهَا وَصَلِّ عَلَيْهِمْ اِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ۔

ان کے مالوں سے نذرانہ قبول فرمائیے ان کے ظاہر کو بھی پاک کیجئے اور اس کے ساتھ ان کے باطن کا تزکیہ نفس بھی فرمائیے (اور نذرانہ قبول فرما کر بعد ازاں) ان کے لئے دعا خیر بھی فرمائیے آپ کا دعا فرمانا ان کے لیے تسلی ہے اور اللہ تعالٰے بڑا دعاؤں کے سننے والا ہے اور دلوں کے بھیدوں کو جاننے والا ہے۔

اس آیۃ کریمہ سے تین مسائل ثابت ہوئے۔

۱۔ پیر و پیغمبر و بزرگان دین کا معتقدین سے نذرانہ قبول کرنا۔

۲- معتقدین کے ظاہر و باطن کی اصلاح کرنا۔

۳- بعد از قبول نذرانہ ان کے لئے دعا کرنا۔

طلاق ۲۸/۱ { وَمَنْ يَتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ وَمَنْ يَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ اِنَّ اللّٰهَ بَالِغُ اَمْرِهٖ قَدْ جَعَلَ اللّٰهُ لِكُلِّ شَيْءٍ قَدْرًا ○

اور جو شخص اللہ سے متقی ہے اس کے لئے اللہ دنیاوی مشکلات سے نکلنے کا آسان طریقہ بنا دیتا ہے اور اسکو ایسی جگہ سے رزق بھیجتا ہے جو کسی کے گمان میں نہیں اور جو شخص اللہ پر توکل کرتا ہے تو وہی اس کے لئے کافی ہے بے شک اللہ تعالےٰ اپنے حکم کو کر گزرنے والا ہے ضرور اللہ نے ہر شئی کے لئے اندازہ بنایا ہے۔

ثابت ہوا کہ متقین چونکہ محض خداوند کے توکل پر ہی آسرا رکھتے ہیں تو اللہ تعالےٰ ان کے تمام دنیاوی مشکلات کو بھی خود بخود آسان فرماتے ہیں اور ایسے مقامات سے ان کو اللہ تعالےٰ رزق بھیجتا ہے کہ کسی کے گمان میں بھی نہیں آتا کہ کہاں سے آیا اور کتنا آیا اور کس وقت آیا خرچ لنگر بدستور جاری رہتا ہے اور یہ ان کا کام نہیں بلکہ رب العزت فرماتے ہیں کہ یہ اللہ کا کام ہے کیونکہ وہ اللہ کے کام لگے رہتے ہیں تو ان کے کام کو خداوند اپنے حکم سے ہی کر گزرتے ہیں اور ہر شئی کا اللہ نے اندازہ مقرر کیا ہوا ہے جتنا کسی بزرگ متقی ولی اللہ کا خرچ ہوتا ہے وہ بافراغت اس کو ارسال کرتا ہی رہتا ہے (حاسد جلیں تو جلیں اس کو کیا اور اس کا کوئی کیا بگاڑ سکتا ہے)

مولود کے ساتھ نذرانہ پیش کرنا

مسلم شریف ۲/۲۰۹ { فَوَلَدَتْ غُلَامًا فَقَالَ لِیْ اَبُوْطَلْحَةَ اَحْمِلْهُ

حَتّٰی تَاْتِیَ بِهٖ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم وَبَعَثَتْ مَعَهٗ بِتَمَرَاتٍ فَاَخَذَهُ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَ اَمَعَهٗ شَیْءٌ قَالُوْا نَعَمْ تَمَرَاتٌ فَاَخَذَهَا النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم۔

ام سلیم رضی اللہ تعالےٰ عنہا کے گھر بچہ پیدا ہوا تو مجھے ابو طلحہ نے کہا اسے اٹھالے حتّٰی کہ وہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس لے آئی اور بچے کے ساتھ اس نے کھجوریں بھیجیں تو بچے کو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے لے لیا پھر فرمایا کیا اس کے ساتھ کوئی شئی ہے انہوں نے عرض کیا کہ جی ہاں کھجوریں ہیں تو ان کھجوروں کو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے لے لیا۔
پھر آگے مذکور ہے کہ ان کھجوروں سے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ذرا سی کھجور چبا کر بچے کے منہ میں ڈالی اور اسکا نام عبداللہ رکھا۔ یہ بچہ عبداللہ بن ابی طلحہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی دعا سے ہی پیدا ہوا تھا ماقبل مذکور ہے آپ نے فرمایا تھا اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَهُمَا فَوَلَدَتْ آپ نے دعا فرمائی تو بچہ پیدا ہوا اس حدیث پاک سے سات مسائل ثابت ہوئے۔

۱۔ پیر و پیغمبر اولیاء اللہ کی دعا سے خداوند کا بچہ عطا کرنا۔

۲۔ جو بچہ بزرگوں کی دعا سے پیدا ہو اس کو ان کے پاس بھیجنا۔

۳۔ بچے کے ساتھ میوہ جات کا نذرانہ بھیجنا۔

۴۔ بچے کو بابرکت بنانے کے واسطے اہل اللہ کا بچے کو گود میں اٹھانا۔

۵۔ بچے کو اہل اللہ کا خود گھٹی دینا۔

۶۔ اہل اللہ کا خوشی سے نذرانہ طلب کرنا اور قبول فرمانا۔

۷۔ اہل اللہ کا بچے کے لئے نام تجویز فرمانا۔

"وہابی" نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو ام سلیم کی گود کا پتہ تو نہ لگ سکا اسلئے آپنے دریافت فرمایا
"محمد عمر" یہ بھی آپکے علم غیب کی دلیل ہے آپکو علم تھا کہ میرے بعد نذرانے کو حرام کہا جائیگا آپ کا ام سلیم رضی اللہ تعالےٰ عنہا سے سوال کر کے نذرانے کا ثبوت دینا اصل مقصد تھا۔

پیروں بزرگوں پیغمبروں کو پہلا پھل نذرانہ کرنا پھر خود کھانا۔

مسلم شریف ۱/۴۴۲
ابن ماجہ ۲۴۷

عَنْ ابی ھریرۃ اَنَّہٗ قَالَ کَانَ النَّاسُ اِذَا رَاُوْا اَوَّلَ الثَّمَرِ جَاءُوْا بِہٖ اِلَی النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم فَاِذَا اَخَذَہٗ رَسُوْلُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ

اَللّٰھُمَّ بَارِکْ لَنَا فِیْ ثَمَرِنَا وَبَارِکْ لَنَا فِیْ مَدِیْنَتِنَا وَبَارِکْ لَنَا فِیْ صَاعِنَا وَبَارِکْ لَنَا فِیْ مُدِّنَا ثُمَّ یَدْعُوْ اَصْغَرَ وَلِیْدٍ لَہٗ فَیُعْطِیْہِ

ابوہریرہ رضی اللہ تعالے عنہ سے روائت ہے کہ لوگ جب پہلا پھل دیکھتے تو اس کو دربار رسالت میں نذرانہ پیش کرتے تو جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پھول کا نذرانہ قبول فرماتے دعا فرماتے اے اللہ ہمارے پھلوں میں برکت فرما۔ ہمارے مدینے میں برکت فرما اے اللہ ہمارے صاع میں برکت فرما اور ہمارے مُدّ میں برکت فرما۔ (جب دُعا کو ختم فرماتے) پھر چھوٹے بچّوں کو بلاتے تو وہ نذرانہ ان کو تقسیم فرما دیتے آگے امام نووی نے لکھا ہے قَالَ الْعُلَمَاءُ کَانُوْا یَفْعَلُوْنَ ذَالِکَ رَغْبَۃً فِیْ دُعَائِہٖ لِلثَّمَرِ فِی الْمَدِیْنَۃِ وَالصَّاعِ وَالْمُدِّ وَاِعْلَامًا لَہٗ صلی اللہ علیہ وسلم بِابْتِدَاءِ اِصْلَاحِھَا لِمَا یَتَعَلَّقُ بِھَا مِنَ الزَّکٰوۃِ وَغَیْرِھَا وَتَوْجِیْہِ الْخَارِصِ

اس حدیث پاک سے تین مسائل ثابت ہوئے۔

۱۔ پہلا پھل باغات سے پیروں پیغمبروں بزرگوں کو پھلوں میں برکت کے واسطے

نذرانہ بھیجنا۔

۲- پھلوں کو سامنے رکھکر اہل اللہ کا دعا کرنا یا قرآن پڑھنا

۳- پھر قبول کنندہ کا خاص طور پر معصوم بچوں میں اس کو تقسیم کرنا۔

اس کے آگے دوسری حدیث ہے اس میں اخیر حدیث پاک کا یہ جملہ ہے۔ ثُمَّ يُعْطِيْهِ اَصْغَرَ مَنْ يَّحْضُرُهٗ مِنَ الْوِلْدَانِ پھر آپ اس نذرانے کو حاضرین سے جو سب سے چھوٹے بچے ہوتے ان کو تقسیم فرماتے۔

"یہ بچے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا تبرک لے کر ضرور خوش ہوتے ہونگے" اور سُنیئے

معجم صغیر ۱۶۳ } عن ابن عباسؓ اَنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم كَانَ اِذَا اُتِيَ بِالْبَاكُوْرَةِ مِنَ الثَّمْرَةِ قَبَّلَهَا وَجَعَلَهَا عَلٰى عَيْنَيْهِ ثُمَّ اَعْطَاهَا اَصْغَرَ مَنْ يَّحْضُرُهٗ مِنَ الْوِلْدَانِ

ابن عباس رضی اللہ تعالے عنہ سے روائت ہے کہ بے شک نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو جب پہلے پھل کا نذرانہ پیش کیا جاتا تو آپ اس کو قبول فرماتے اور اس کو اپنے سامنے رکھ کر جو آپ کے پاس چھوٹے بچے حاضر ہوتے تقسیم فرما دیتے۔

کیوں جناب وہابی صاحب نذرانے حرام ہیں یا سنت مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم توبہ کرو اور بزرگان دین کو پہلے پھل کا نذرانہ دیا کرو تا کہ برکت حاصل ہو جاوے۔

بزرگوں کو نذرانہ پیش کرنا اور ان پر ان کا دعا پڑھنا اور تبرکاً اس کو باقی طعام میں ملانا

ترمذی شریف $\frac{۲}{۲۴۴}$ } عن ابی هريرة قَالَ اَتَيْتُ النَّبِيَّ صلى

اللہ علیہ وسلم تمرات فقلت یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ادع اللہ فیھن بالبرکۃ فضمھن ثم دعا لی فیھن بالبرکۃ فقال لی خذھن فاجعلھن فی مزودک ھذا او فی ھذا المزود کلما اردت ان تاخذ منہ شیئا فادخل یدک فیہ فخذہ ولا تنثرہ نثلا فقد حملت من ذالک التمر کذا وکذا من وسق فی سبیل اللہ وکنا ناکل منہ ونطعم وکان لا یفارق حقوی حتی کان یوم قتل عثمان فانہ انقطع ھذا حدیث حسن غریب من ھذا الوجہ فقد روی ھذا الحدیث من غیر ھذا الوجہ عن ابی ھریرۃ۔

ابو ہریرہ رضی اللہ تعالے عنہ سے روایت ہے فرمایا آپ نے کہ میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس کھجوریں لایا پھر میں نے عرض کی کہ یارسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اللہ سے دعا فرمایئے کہ ان میں برکت کرے تو آپ نے ان تمام کو جمع کیا پھر ان میں برکت کے لئے دعا فرمائی تو آپ نے مجھے فرمایا ان کو اٹھالے اور ان کو اپنے اس توشہ دان میں ڈال لے جب تو اس سے کچھ لینے کا ارادہ کرے تو اپنے ہاتھ کو اس میں ڈال پھر اس کو لے اور اس توشہ دان کو بکھیرنا نہیں تو میں نے اس کھجور سے فی سبیل اللہ کئی اونٹ کے لدے لے لئے اور ہم اس سے کھاتے بھی اور کھلاتے بھی تھے اور میرا اصل ذخیرہ ختم نہیں ہوتا تھا حتی کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالے عنہ کی شہادت کے دن ختم ہوا۔

اس حدیث سے تین امور کا سمجھنا ضروری ہے۔

۱۔ بزرگوں کے دربار میں نذرانہ لے جانا۔

۲۔ جب وہ اس میں کچھ پڑھ دیتے ہیں تو تبرک بن جاتا ہے۔

۳۔ اس کو تبرکاً باقی اشیاء میں ملایا جائے تو برکت ہوتی ہے بدعت نہیں شرک

نہیں حرام نہیں۔

کیوں جناب وہابی صاحب ہم اگر ختم پڑھے ہوئے تھوڑے کھانے کو تبرکاً باقی تمام کھانے میں ملائیں تو تم بیخ پا ہو جاتے ہو اب بتاؤ اب تو ایسے کرنا مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی سنت ثابت ہو گیا۔ امید ہے کہ اب تم بھی ایسے سنت سمجھ کر عمل کرو گے۔

ختم طعام پر پڑھنا اور بعد میں کھانا

اور سنیئے حضرت زینب رضی اللہ تعالےٰ عنہا کے ساتھ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے جب شادی کی تو ولیمے کے کھانے پر آپنے خود ختم پڑھا۔

مستدرک ۲/۱۷۱ } عن انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ قَالَ لَمَّا تَزَوَّجَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم زَیْنَبَ بَعَثَتْ اُمُّ سُلَیْمٍ حَیْسًا فِیْ تَوْرٍ مِنْ حِجَارَۃٍ قَالَ اَنَسٌ فَقَالَ لِی النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم اِذْھَبْ فَادْعُ مَنْ لَقِیْتَ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ فَذَھَبْتُ فَمَا رَاَیْتُ اَحَدًا اِلَّا دَعَوْتُہٗ قَالَ وَوَضَعَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم یَدَہٗ فِی الطَّعَامِ وَدَعَا فِیْہِ وَقَالَ مَا شَاءَ اللّٰہُ قَالَ فَجَعَلُوْا یَاْکُلُوْنَ وَیَخْرُجُوْنَ۔

انس بن مالک رضی اللہ تعالےٰ عنہا سے روایت ہے انہوں نے فرمایا جب نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت زینب رضی اللہ تعالےٰ عنہا سے نکاح کیا ام سلیم رضی اللہ تعالےٰ عنہا نے پتھر کا ایک پیالہ میٹھے دلیے سے بھر کر بھیجا حضرت انس رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا کہ مجھے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جا تجھے جو مسلمانوں سے ملے بلا لاؤ میں نے کوئی نہ چھوڑا جس کو دیکھا بلا لیا فرمایا حضرت انس رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے نبی صلے اللہ

علیہ وسلم نے اپنا دست پاک کھانے پر رکھا اور اس پر دعا فرمائی اور فرمایا (ماشاء اللہ) فرمایا تمام ہی (اس پیالہ دلیہ کو) کھا کر سیر ہوتے اور نکل جاتے۔

اس حدیث شریف سے چار امور کا سمجھنا ضروری ہے۔

۱۔ پتھر کے ایک پیالے سے کئی آدمیوں کا سیر ہونا۔

۲۔ ولیا کھلانا سنت ثابت ہوا۔

۳۔ میٹھا دلیہ پکا کر نذرانہ بھیجنا اور آپ کا قبول فرمانا۔

۴۔ کھانا کھانے سے پہلے کھانے پر دعا پڑھنا۔

کیوں جناب وہابی صاحب تم نے بھی کبھی اس حدیث پر عمل کیا ہے۔

دن مقرر کرکے نیاز پکانا

بخاری شریف ۱/۱۲۸ } عَنْ سَھْلٍ قَالَ کَانَتْ فِیْنَا امْرَءَۃٌ تَجْعَلُ عَلٰی اَرْبَعَاءَ فِیْ مَزْرَعَۃٍ لَھَا سِلْقًا فَکَانَتْ اِذَا کَانَ یَوْمُ الْجُمُعَۃِ تَنْزِعُ اُصُوْلَ السِّلْقِ فَتَجْعَلُہٗ فِیْ قِدْرٍ ثُمَّ تَجْعَلُ عَلَیْہِ قَبْضَۃً مِّنْ شَعِیْرٍ تَطْحَنُھَا فَتَکُوْنُ اُصُوْلُ السِّلْقِ عَرْقَہٗ وَکُنَّا نَنْصَرِفُ مِنْ صَلٰوۃِ الْجُمُعَۃِ فَنُسَلِّمُ عَلَیْھَا فَتُقَرِّبُ ذٰلِکَ الطَّعَامَ اِلَیْنَا فَنَلْعَقُہٗ وَکُنَّا نَتَمَنّٰی یَوْمَ الْجُمُعَۃِ لِطَعَامِھَا ذٰلِکَ۔ سہل بن سعد رضی اللہ تعالےٰ عنہما سے روایت ہے کہ ہمارے مسلمانوں میں ایک عورت تھی جو نالے کے پانی سے اپنے کھیت میں چقندر بوتی تو جب جمعہ کا دن ہوتا چقندر کی جڑیں علیحدہ کر کے دیگچی میں ڈالتی اور اس پر ایک مٹھی بھر جو ڈال کر تمام کو (نیاز) پکاتی تو چقندر کی جڑیں اس میں گوشت کے قائمقام ہوتیں

جب ہم جمعہ کی نماز سے فارغ ہوتے تو ہم اس عورت پر السلام علیکم جا کہتے تو اُس طعام کو وہ ہمارے سامنے قریب کر دیتی تو ہم اسکو چا ٹتے اور ہر جمعہ کے دن ہم اس کھانے کے متمنی ہوتے۔

اس سے تین مسائل ثابت ہوئے۔

۱۔ مقررہ دن میں نیاز پکانا۔

۲۔ برکت والے دن کا تقرر کرنا۔

۳۔ نیاز کھانے والے کا نیاز کا متمنی ہونا۔

"وہابی" بزرگوں کے لئے نذر و نیاز پیش کرنے کے قائل تو ہم ہو جائیں لیکن بعض پیر ایسے ظالم ہوتے ہیں مرید خواہ کیسا ہی تنگ ہو وہ اپنی نذر لینے سے درگزر نہیں کرتے۔

"محمد عمر" جو بزرگان دین ہیں اور رہنمایان طریقت ہیں وہ کسی سے مانگتے نہیں جانتے مدعیان رہنمائی اسلام خواہ لاکھوں روپے چندہ مانگ مانگ کر کھا جائیں تو متہم نہیں مگر پیشوایان حقیقت کو بغیر طلب اگر کوئی برضائے خود نذرانہ مالا نہ وال لہ اجرۂ پیش کر دے تو تم ان کو مطعون بناتے ہو کچھ خدا کا خوف کرو اور اگر کوئی معتقد پیشوا کو تنگی کی حالت میں بھی نذرانہ مرشد حق کی خوشنودی کے لئے ادا کرے تو وہ بھی مالک کل کو ہی راضی کرنا ہے۔

تنگی کی حالت میں صرف کر کے پیشوایان حق کو راضی رکھنا

بخاری شریف $\frac{1}{535}$ } عَنْ اَبِی ھُرَیْرَۃَ اَنَّ رَجُلاً اَتَی النَّبِیَّ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فَبَعَثَ اِلٰی نِسَاءِہٖ

فَقُلْنَ مَا مَعَنَا اِلَّا الْمَاءُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم مَنْ یَضُمُّ اَوْ یَضِیْفُ ھٰذَا فَقَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ اَنَا فَانْطَلَقَ بِہٖ اِلٰی اِمْرَءَتِہٖ فَقَالَ اَکْرِمِیْ ضَیْفَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَتْ مَا عِنْدَنَا اِلَّا قُوْتُ صِبْیَانٍ فَقَالَ ھَیِّئِیْ طَعَامَکِ وَ اَصْبِحِیْ سِرَاجَکِ وَ نَوِّمِیْ صِبْیَانَکِ اِذَا اَرَادُوْا عَشَاءً فَھَیَّأَتْ طَعَامَھَا وَ اَصْبَحَتْ سِرَاجَھَا وَ نَوَّمَتْ صِبْیَانَھَا ثُمَّ قَامَتْ کَاَنَّھَا تُصْلِحُ سِرَاجَھَا فَاَطْفَأَتْہُ فَجَعَلَا یُرِیَانِہٖ اَنَّھُمَا یَاْکُلَانِ فَبَاتَا طَاوِیَیْنِ فَلَمَّا اَصْبَحَ غَدَا اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَ ضَحِکَ اللّٰہُ اللَّیْلَۃَ اَوْ عَجِبَ مِنْ فَعَالِکُمَا فَاَنْزَلَ اللّٰہُ وَ یُؤْثِرُوْنَ عَلٰی اَنْفُسِھِمْ وَلَوْ کَانَ بِھِمْ خَصَاصَۃٌ وَمَنْ یُّوْقَ شُحَّ نَفْسِہٖ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ - ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے دربار شریف میں حاضر ہوا تو حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے ازواج مطہرات کی طرف بھیجا تو انہوں نے فرمایا کہ سوائے پانی کے اور ہمارے پاس کچھ نہیں تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی ایسا شخص ہے جو اس شخص کو اپنا مہمان بنائے تو ابوطلحہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے عرض کیا حضور میں حاضر ہوں تو وہ اس مامور کو اپنی عورت کے پاس لے گئے پھر انہوں نے اپنی بیوی کو کہا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے مہمان کی اچھی مہمان نوازی کرنا تو ان کی بیوی صاحبہ نے عرض کی کہ جناب ہمارے پاس سوائے چھوٹے بچوں کی غذا کے اور کچھ نہیں تو ابوطلحہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا کہ کھانا تیار کرو اور دیے کو روشن کرو اور بچوں کو بھوکے، سُلاؤ جب انہوں نے عشا کا ارادہ کیا تو آپ کی بیوی نے کھانا تیار کر لیا اور چراغ روشن کیا اور بچوں کو سُلا دیا پھر کھڑی ہو گئیں گویا کہ وہ چراغ کو درست کر رہی ہیں تو اسکو بجھا دیا تو دونو ایک دوسرے کو کھاتے ہوئے معلوم کر رہے ہیں درویش نبوی کو کھانا کھلا دیا، اور خود دونو بیوی خاوند بچے بھوکے رات سو رہے جب صبح ہوئی تو دربار مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم میں حاضر

ہوئے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ رات کو تمہاری اس کارروائی سے بڑا خوش ہوا پھر اللہ تعالےٰ نے یہ آیت نازل فرمائی وَیُؤْثِرُوْنَ عَلٰی اَنْفُسِہِمْ وَلَوْ کَانَ بِہِمْ خَصَاصَۃٌ وَمَنْ یُّوْقَ شُحَّ نَفْسِہٖ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ اور اپنی جانوں پر ان کو مقدم رکھتے ہیں اگرچہ ان کو تنگی ہو اور جو شخص اپنے نفس کی بخیلی سے بچ گیا تو وہی ہیں وہ بچنے والے۔

اس حدیث پاک سے چند مسائل ثابت ہوئے۔

۱۔ رہبر کے حکم کے سامنے سر تسلیم خم کرنا خواہ کیسا ہی معذور ہو اپنی اور اپنے اہل وعیال کی رضا سے رضا مرشد کو مقدم رکھنا۔

۲۔ پیشوا کا مہمان نوازی ارشاد فرمانا تو باوجود تنگدستی کے ان کے حکم ارشاد کی تعمیل کرنا خواہ خود اور اپنے اہل وعیال کو بھوکا سلائے اور اس حالت میں بھی متعرض نہ ہونا بلکہ خوش ہونا۔

۳۔ مرشد کی رضا سے بموجب آیۃ کریمہ خداوند کریم کو راضی ہونا۔

۴۔ خداوند کا غیب میں راضی ہونا اور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو خداوند کے غیبی رضا کا علم ہونا۔ اور آپ کا غیبی حاضر و ناظر ہونا۔

۵۔ صاحب ارشاد کے واسطے مالی قربانی کرنا۔

جب مرید کا تعلق مرشد سے اس سنت کے مطابق ہو جائے تو ہر قسم کی رحمۃ الٰہیہ کا نزول ہو جاتا ہے جیسا کہ حدیث شریف میں مذکور ہے۔

مستدرک $\frac{1}{62}$ } عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اَلْبَرْکَۃُ مَعَ اَکَابِرِکُمْ ھذا حدیث صحیح علی شرط البخاری ولم یخرجاہ

ابن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارے اکابرین کی معیت میں برکت ہے۔

بجائے ہم تو خوشحال ہوں یا تنگحال اہل اللہ کی معیت اور ان کی غلامی اور ان کی رضا کے خواہاں ہیں اور اس عمل کو رضا الٰہی سمجھتے ہیں اور یہی سبق ہمیں قرآن کریم اور حدیث مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم سے حاصل ہوا ہے ان کے علاوہ سب گمراہی ہے۔

وہابی "پیری مریدی محض کھانے کا ڈھونگ بنا ہوا ہے مرید بنایا اور پیسے بٹور لیے۔"

محمد عمر "فقیر نے پہلے قرآن وحدیث سے بوضاحت اس کو بیان کر دیا ہے۔ لیکن اب تمہارے اس اعتراض کو بھی رد کرتا ہوں کہ آیا بوقت بیعت مرید اپنے پیشوا کو کچھ نذر و نیاز پیش کر سکتا ہے یا نہیں۔

بوقت بیعت مرید کا پیر طریقت کو ھدیہ پیش کرنا اور پیر کا قبول فرمانا طمع نفسانی پر محمول نہیں بلکہ سنت ہے

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالےٰ عنہ جب سلسلہ میں داخل ہوئے تو آپ نے ھدیہ پیش فرمایا تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے خود بھی تناول فرمایا اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو بھی تقسیم فرمایا۔

مستدرک ۳/۶۰۴ — **دلائل النبوۃ** ۱/۸۹

عن سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ . . . قَطَعْتُ تَمْرًا جَيِّدًا ثُمَّ انْطَلَقْتُ حَتّٰى أَتَيْتُ بِهِ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم فَوَضَعْتُهُ بَيْنَ يَدَيْهِ فَقَالَ مَا هٰذَا فَقُلْتُ صَدَقَةٌ فَقَالَ لِلْقَوْمِ كُلُوْا وَلَمْ يَأْكُلْ ثُمَّ لَبِثْتُ مَا شَاءَ اللهُ ثُمَّ أَخَذْتُ مِثْلَ ذٰلِكَ ثُمَّ أَتَيْتُهُ فَوَضَعْتُهُ بَيْنَ يَدَيْهِ فَقَالَ مَا هٰذَا فَقُلْتُ

هَدِيَّةٌ فَاكَلَ مِنْهَا وَقَالَ لِلْقَوْمِ كُلُوا فَقُلْتُ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَنَّكَ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ

سلمان فارسی رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روائت ہے آپ نے فرمایا کہ میں نے تازی کھجوریں توڑیں پھر چلا اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا تو اس کھجور کو میں نے آپ کے سامنے رکھ دیا تو آپ نے فرمایا کہ یہ کیا ہے میں نے عرض کیا کہ حضور صدقہ ہے تو آپ نے قوم کو فرمایا کہ کھاؤ اور آپ نے خود نہ تناول فرمایا۔ پھر میں جتنا اللہ نے چاہا ٹھہرا رہا پھر میں نے اتنی ہی کھجور لی اور آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ کے سامنے رکھ دی تو حضور نے ارشاد فرمایا کہ یہ کیا ہے تو میں نے عرض کی کہ حضور نذرانہ ہے تو حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے اس سے خود بھی تناول فرمایا اور قوم کو بھی کھانے کی اجازت فرمائی (تو میں نے مال زکوٰۃ آپ کو، خود نہ تناول فرماتے دیکھا اور نذرانہ قبول فرماتے اور استعمال کرتے دیکھ کر ایمان لے آیا)، پھر میں نے کہا اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَنَّكَ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ۔ کیوں زکوٰتی ملاؤ اب بتاؤ طلبا کے نام سے مال زکوٰۃ خود ہضم کر جاؤ تو تمہارے لئے جائز اور اولیاء اللہ کو اگر خداوند کریم غیبی خزانے سے مریدین و معتقدین کو بھیج کر بلا طلب نذرانے عطا فرماوے تو ان کو حرام کہو معلوم ہوا کہ تمہارا یہ عقیدہ حدیث مذکورہ بالا کے عکس نقیض ہے اور اولیاء اللہ کا اپنے معتقدین و مریدین سے بلا طلب نذرانے قبول فرمانا سنت مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم ہے اور جو سنت مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کو فتویٰ حرام دے وہ خود مشکوک ہے۔ وَما علینا الا البلاغ المبین۔

وہابی جمعرات کی خصوصیت کے منکر ہیں اور جمعرات منانے والوں کو مخول کرتے ہیں۔ اور احناف جمعرات کو خاص دن شمار کرتے ہیں۔ اب تم سوچو تم کون ہو۔

فضیلت جمعرات

۱۔ کنز العمال ۶/۲۶۹ } اَللّٰھُمَّ بَارِکْ لِاُمَّتِیْ فِیْ بُکُوْرِھَا یَوْمَ الْخَمِیْسِ۔ ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ سے روائت ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے اللہ میری امت کو برکت عطا کر جو جمعرات کے دن میں عباوات میں جلدی کرنے والے ہوں۔

۲۔ کنز العمال ۶/۲۶۹ } اِنَّ اَعْمَالَ بَنِیْ آدَمَ تُعْرَضُ یَوْمَ الْاِثْنَیْنِ وَیَوْمَ الْخَمِیْسِ۔

اسامہ بن زید رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے۔ کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک آدم علیہ السلام کی تمام اولاد کے اعمال پیر کے دن اور جمعرات کے دن پیش کئے جاتے ہیں۔

۳۔ مسند امام احمد بن حنبل ۲/۳۲۹ } حدثنا عبد اللہ حدثنی ابی حدثنا ابو عاصم انا محمد بن رفاعۃ
مسلم شریف ۲/۳۱۷
عن سھیل ابن ابی صالح عن ابیہ عن ابی ھریرۃ اَنَّ رَسُوْلَ اللہِ صلی اللہ علیہ وسلم اَکْثَرُ مَا یَصُوْمُ الْاِثْنَیْنِ وَالْخَمِیْسِ قَالَ فَقِیْلَ لَہٗ قَالَ فَقَالَ اِنَّ الْاَعْمَالَ تُعْرَضُ کُلَّ اِثْنَیْنِ وَخَمِیْسٍ اَوْکُلَّ یَوْمِ اِثْنَیْنِ وَخَمِیْسٍ فَیَغْفِرُ اللہُ لِکُلِّ مُسْلِمٍ۔

ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے۔ کہ بے شک رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم

پیر اور جمعرات کو زیادہ روزے رکھتے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالے عنہ نے فرمایا کہ آپ کو اس کے متعلق، عرض کیا گیا تو آپ نے فرمایا بے شک پیر وار اور ہر جمعرات یا ہر دن پیر وار کے یا ہر دن جمعرات کے اعمال پیش کیے جاتے ہیں تو اللہ تعالے ہر مسلمان کو بخش دیتا ہے۔

کیوں جناب اب تو نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی زبان پاک سے ثابت ہو گیا کہ جمعرات کی بڑی خصوصیت اور فضیلت ہے کہ اس دن میں عبادت زیادہ کرتے ہیں اور اپنے اکابرین کی طرف سے بھی صدقہ خیرات کرتے ہیں۔ تاکہ جانبین کی بخشش کا باعث ہے۔

۴۔ ترمذی شریف $\frac{1}{92}$ حدثنا محمد بن یحیی نا ابو عاصم عن محمد بن رفاعۃ عن سھیل بن ابی صالح عن ابیہ

عن ابی ھریرۃ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ تُعْرَضُ الْاَعْمَالُ یَوْمَ الْاِثْنَیْنِ وَالْخَمِیْسِ فَاُحِبُّ اَنْ یُّعْرَضَ عَمَلِیْ وَاَنَا صَائِمٌ۔

ابی ہریرہ رضی اللہ تعالے عنہ سے روایت ہے بے شک رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پیر وار اور جمعرات کے دن تمام اعمال (دربار الٰہی میں) پیش کیے جاتے ہیں تو میں اس امر کو محبوب سمجھتا ہوں کہ میرے عمل پیش کیے جائیں اس حالت میں کہ روزے دار ہوں۔

یہ محض تعلیم امت کے واسطے ہے کہ اے مسلمان تو پیر وار اور جمعرات کو روزہ رکھ تاکہ جب دربار الٰہی میں تیرے اعمال پیش ہوں تو تو روزے کی حالت میں ہو تو تیری بخشش ہو جاوے ورنہ آپ کو تو خداوند نے لِیَغْفِرَ لَکَ اللّٰہُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِکَ وَمَا تَاَخَّرَ کا سفید چیک عطا کیا ہوا ہے یعنی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مُزَکّٰی ہیں۔ اس لیے خود بے گناہ ہیں بلکہ گنہگاروں کو بے گناہ بنانے والے ہیں تو شاید دشمن کہے معاذ اللہ آپنے فلاں گناہ کیا تو اللہ تعالے فرماتے ہیں کہ بقول دشمن اگر آپ سے کوئی لغزش سرزد بھی ہو جائے تو قبل از فعل میں نے اس کو بخش دیا بلکہ یُبَدِّلُ اللّٰہُ سَیِّاٰتِھِمْ حَسَنَاتٍ کے قانون سے وہ لغزش آپ کی نیکی شمار ہو گی تو جب آپ کو

یہ درجہ حاصل ہے۔ تو ثابت ہوا کہ آپ کی طرف سے کوئی لغزش والا فعل وقوع میں آ ہی نہیں سکتا پھر میرے اعمال پیش کئے جاویں تو میں روزے دار ہو دوں کا مطلب یہ ہے۔ کہ چونکہ امت بھی آپ کی ہے تو آپ نے امت کے اعمال سیئات کو اپنی طرف منسوب فرماتے ہوئے فرمایا کہ میں پیر دار اور جمعرات کا روزہ اس لئے رکھتا ہوں کہ میرے اعمال یعنی میری امت کے اعمال دربارالٰہی میں پیش ہوں تو ان میں بعض سیئات بھی ہوں گے۔ اس لئے میں ان دو نو دنوں میں روزہ رکھتا ہوں تاکہ میرے روزہ رکھنے کی وجہ سے خداوند میری امت کے اعمال سیئہ کو معاف فرمادے جب آپ ان دونوں دنوں میں ہماری معافی کے لئے اتنی کوشش فرماویں تو ہمیں بھی چاہیئے کہ ہم بھی ان دونوں دنوں میں عبادت کی کوشش اور اپنے سابقین کے واسطے بھی بخشش کے اسباب مہیا کریں تاکہ ہماری بھی ان دونوں دنوں میں سنت مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم پر عمل کرتے ہوئے بخشش ہو جاوے تو آپ نے ہماری تعلیم کے واسطے ان دنوں کی عبادت واستغفار کا ارشاد فرمایا چنانچہ ہماری سمجھ میں جمعرات اور پیر وار کی خصوصیت آچکی ہے۔ ہم خصوصاً ان دونو دنوں میں ہر عبادت اور صدقے کی کوشش کرتے ہیں تم بھی اگر مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی امت ہو تو کوشش کر لو ورنہ کوئی ضرورت نہیں۔ تم وہابی ہمیں مطعون کرتے ہو کہ یہ جمعراتی ملاں ہیں اب تم فیصلہ کرو کہ یہ طعن کہاں تک پہنچتا ہے اور اپنے دل سے فیصلہ کرو کہ آج اس مسئلہ کو سن کر تم یہ طعن وتشنیع جمعرات کی کروگے یا نہیں اور کرنی چاہیئے یا نہیں اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے چونکہ متقدمین وسابقین کیلئے ہی کوشش فرمائی اسی لئے ہم سب کو شامل سمجھتے ہیں۔

وہابی ”تمہارے اس استدلال سے ثابت ہوا کہ تم بزرگان دین کو بھی گنہگار سمجھتے ہو۔ کیونکہ گنہگاروں کے لئے تو بھلا تم نے ان کی بخشش کے لئے ان کی طرف سے کچھ خرچ کیا یا کلام پڑھ کر بخشی تاکہ ان کے اعمال میں ترقی ہو لیکن تم تو

بزرگوں کے لئے بھی جمعرات کو یہ سلسلہ کرتے ہو۔

محمد عمر "بھائی ہم اکثر اپنے قریبی فوت شدہ کے لئے ہی یہ تمام صدقہ خیرات وروزہ اس کی طرف سے رکھتے ہیں تاکہ میت کے اعمال صالحہ میں زیادتی ہو اور اِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ کے قانون سے ان کی سیئات خداوند کریم مٹا دیں اور حسنات کی زیادتی سے اس کی بخشش ہو جائے لیکن بعض بزرگان دین کے لئے بھی ہم اس کار خیر سے حصہ لیتے ہیں کیونکہ اولیاء اللہ کے لئے یہ دن بڑی خوشی کا ہے۔ ان کے اعمال صالحہ اس دن اللہ تعالیٰ کے دربار میں پیش ہوتے ہیں تو خداوند ان کے اعمال صالحہ کو ملاحظہ فرما کر رَضِيَ اللهُ عَنْهُ کے ارشاد سے راضی ہوتے ہیں تو ان کی رضا کے لئے رب العزت انعامات تقسیم فرماتے ہیں تو اِدھر ہم بھی خداوند کریم کی اس سنت کو ادا کرتے ہوئے ان کی طرف سے صدقہ خیرات کرتے ہیں یا کلام پڑھ کر ان کی ملک کرتے ہیں یا ان کی طرف سے روزہ رکھتے ہیں۔ تو جب اولیاء اللہ کو اس کا ثواب پہنچتا ہے تو وہ بھی ہمارے حق میں دعا کرتے ہیں۔ تو رب العزت وَرَضُوا عَنْهُ کے قانون سے ان کی رضا کے لئے ان کی دعا کو قبول فرماتے ہیں ان کی طفیل اور ان کی دعا سے ہماری بخشش بھی ہو جاتی ہے تو ہم اولیاء اللہ کے واسطے یہ سلسلہ اس لئے کرتے ہیں کہ خداوند ہمیں بھی اس کار خیر کی وجہ سے جو محض للہ کیا گیا ہے بخشش فرما دیں اور جمعرات کے دن کی فضیلت ملاحظہ ہو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

۵۔ **کنز العمال** $\frac{6}{269}$ { تُفْتَحُ الْجَنَّةُ كُلَّ اِثْنَيْنِ وَخَمِيسٍ وَتُعْرَضُ الْاَعْمَالُ فِي كُلِّ اِثْنَيْنِ وَخَمِيسٍ تمام جنت کے دروازے ہر پیر وار وجمعرات کو کھولے جاتے ہیں اور ہر پیر وار وجمعرات کو تمام اعمال پیش کئے جاتے ہیں۔

کیوں جناب۔ وَجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ مُّسْفِرَةٌ ضَاحِكَةٌ مُّسْتَبْشِرَةٌ وَوُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ عَلَيْهَا غَبَرَةٌ تَرْهَقُهَا قَتَرَةٌ کا پورا نقشہ بنتا ہے یا نہیں تو تم کو بھی اگر فریق اوّل میں شامل ہو کر اسی حلیہ سے کھلے دروازوں جنت میں پہنچنے کی خواہش ہے تو جمعرات مناؤ ورنہ دوسرے فریق میں شامل تو خود بخود ہی ہو جاؤ گے۔

وما علینا الا البلاغ المبین

"وہابی" بھلا مولوی صاحب یہ تو معلوم ہو گیا کہ جمعرات کی بڑی فضیلت ہے اور اس دن عبادت کرنے کا زیادہ ثواب ہے لیکن ملانوں کو جمعرات کے دن حلوا اور گوشت گھی والے پراٹھے اور دودھ زیادہ کیوں پسند ہے اور ان کو لوگ یہی زیادہ تر دیتے ہیں۔ اس کی کیا کوئی شرعی دلیل ہے۔

"محمد عمر" حلوا اور گوشت دودھ وغیرہ محض ملانوں اور مسلمانوں کو ہی پسند نہیں بلکہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے پسند فرمایا ہے اس لیے ان کو بھی پسند ہے اور لوگ بھی اسی لیے ان کا ہی صدقہ کرتے ہیں۔ سنیے

فضیلت دودھ

ابن ماجہ ۲۴۶ } عَائِشَةَ تَقُوْلُ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اِذَا اُتِیَ بِلَبَنٍ قَالَ بَرَكَةٌ اَوْ بَرَكَتَانِ۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالے عنہا فرماتی ہیں کہ جب نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو دودھ دیا جاتا تھا تو آپ فرماتے ایک برکت ہے۔ یا دو برکتیں۔

فضیلت حلوا وشہد

ابن ماجہ ۲۴۶ } عن عائشۃ قالت کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یُحِبُّ الحَلْوَاءَ وَالعَسَلَ

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا سے روایت ہے آپ نے فرمایا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم ہمیشہ حلوے اور شہد کو زیادہ محبوب رکھتے تھے۔ اب تمہارا طعن کہاں تک پہنچتا ہے خود سوچو

فضیلت گوشت

ابن ماجہ ۲۴۵ } عن ابی الدرداء قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سَیِّدُ طَعَامِ اَھْلِ الدُّنْیَا وَاَھْلِ الْجَنَّۃِ اللَّحْمُ۔ ابودرداء رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے دنیا والوں اور جنت والوں کا اعلیٰ کھانا گوشت ہے۔

ابن ماجہ ۲۴۷ } عن ابن عمر قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذَاتَ یَوْمٍ وَدِدْتُ لَوْاَنَّ عِنْدَنَا خُبْزَۃً بَیْضَاءَ مِنْ بُرَّۃٍ سَمْرَاءَ مُلَبَّقَۃً بِسَمْنٍ نَاکُلُھَا۔

ابن عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہما سے روایت ہے کہ ایک دن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرا دلی ارادہ ہے کہ اگر ہمارے پاس پراٹھا گھی کا گندھا ہوا ہو تو کھائیں معلوم ہوا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو گھی کے پراٹھے کا شوق تھا۔ اور لوگ پیش کرتے تھے۔ آپ تناول فرماتے ملاحظہ ہو۔

ایک پراٹھہ پکا کر نذرانہ کرنا اور قبول فرمانا

ابن ماجہ ۲۴۷ } عن انس بن مالک قَالَ صَنَعَتْ اُمُّ سُلَیْمٍ لِلنَّبِیِّ صلی اللّٰہ علیہ وسلم خُبْزَۃً وَصَنَعَتْ فِیْھَا شَیْئًا مِنْ سَمْنٍ ۔ انس بن مالک رضی اللّٰہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ ام سلیم رضی اللّٰہ تعالےٰ عنہا نے نبی صلے اللّٰہ علیہ وسلم کے لئے ایک پراٹھہ گھی کا تیار کیا معلوم ہوا کہ آپ کو پراٹھے کے نذرانے آتے تھے۔ ہاں گٹھلیوں کے ساتھ ذکر وصلوٰۃ پڑھنے کو بدعت سمجھتے ہیں۔ اکثر بزرگانِ احناف نے ہر روز اس کو اپنا معمول بنایا ہوا ہے اب تم سوچو تم کون ہو۔

گٹھلیوں یا کنکریوں کی تسبیح اور وظیفہ پڑھنا

ا ترمذی شریف ۲/۱۹۶ } حدثنا احمد بن الحسن اصبغ بن الفرج اخبرنی عبد اللّٰہ بن وھب عن عمرو بن الحارث انہٗ اخبرہٗ عن سعید بن ابی ھلال عن خزیمۃ عن عائشۃ بنت سعد بن ابی وقاص عَنْ اَبِیْھَا اَنَّہٗ دَخَلَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم عَلٰی اِمْرَءَۃٍ وَ بَیْنَ یَدَیْھَا نَوَاۃٌ اَوْقَالَ حَصَاۃٌ تُسَبِّحُ بِھَا فَقَالَ اَلَا اُخْبِرُكِ بِمَا ھُوَ اَیْسَرُ عَلَیْكِ مِنْ ھٰذَا اَوْ اَفْضَلُ سُبْحَانَ اللّٰہِ عَدَدَ مَا خَلَقَ فِی السَّمَآءِ وَ سُبْحَانَ اللّٰہِ عَدَدَ مَا خَلَقَ فِی الْاَرْضِ وَ سُبْحَانَ اللّٰہِ عَدَدَ مَا بَیْنَ ذَالِكَ وَ سُبْحَانَ اللّٰہِ عَدَدَ مَا ھُوَ خَالِقٌ وَ اللّٰہُ اَكْبَرُ مِثْلُ ذَالِكَ وَ الْحَمْدُ لِلّٰہِ مِثْلُ ذَالِكَ

وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ مِثْلُ ذَالِكَ ھذا حدیث حسن غریب من حدیث سعد۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا سعد بن ابی وقاص کی بیٹی حضرت سعد رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت کرتی ہیں حضرت سعد نے فرمایا کہ میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک عورت کے پاس گیا اور اس کے آگے کھجور کی گٹھلیاں ہیں یا نے کہا کہ کنکریاں تھیں جن کے ساتھ وہ تسبیح پڑھ رہی ہے تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تجھے اس سے آسان یا افضل نہ بتادوں سُبْحَانَ اللّٰهِ عَدَدَ مَا خَلَقَ (اخیر لاحول ولاقوۃ الاباللہ تک جو اوپر لکھا ہے تمام ایسے ہی پڑھ لیں) تو اس حدیث شریف سے ثابت ہوا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں بھی لوگ گٹھلیوں یا پتھر کے کنکروں کے ساتھ تسبیح وغیرہ پڑھا کرتے تھے تو بزرگان دین بھی گٹھلیاں اور کنکریاں ملا کر سنت پر عمل کرنے کے لئے پڑھتے ہیں جسکو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے مشکل فرمادیا اور پھر اس کی آسان صورت بھی فرمادی اب تم نہ آپ کے فرمودہ آسان کا وظیفہ کرو اور نہ مشکل کا وظیفہ کرو بلکہ مشکل وظیفہ وعبادت کرنے والوں کو روکو تو معلوم ہوا کہ تم مَنَّاعٍ لِّلْخَيْرِ کی اقتدا میں مسلمانوں کو عبادت سے روکتے ہو اگر یہ بدعت ہوتا جیسا کہ تمہارا دعوےٰ ہے تو آپ کے زمانہ کے بعد یہ جاری ہوتا اور پھر بھی بدعت حسنہ ہوتی سیۂ پھر بھی نہ کہلاتی لیکن جب یہ طریقہ مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں رائج ہوا تو سنت ثابت ہوا اور اگر یہ طریقہ برا ہوتا تو حضور صلے اللہ علیہ وسلم ہی روک دیتے تمہیں آج تکلیف نہ اٹھانی پڑتی اور جب آپ نے نہیں روکا تو تمہاری آج کون سر پھرا مانتا ہے اور سنیئے اس حدیث کے اسناد مستدرک میں دوسرے طرق سے مذکور ہیں جو اس کے لئے ممد و شاہد ہے۔

مستدرک $\frac{1}{547}$ } حدثناہ اسمٰعیل بن احمد الجرجانی ثنا محمد

بن الحسن بن قتیبۃ العسقلانی ثنا حرملۃ بن یحییٰ انبانا ابن وھب اخبرنی عمرو بن الحارث اَنَّ سعید بن ابی ھلال حدثہ عن عائشۃ بنت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما عن ابیھا الخ اور اس اسناد کو علامہ ذہبی نے صحیح لکھا ہے۔ اور ابوداود نے باب التسبیح بالحصیٰ لکھ کر اس روایت کو بیان کیا ہے اور انہوں نے اس حدیث کے اسناد کو اور طریقے سے بیان فرمایا ہے سُنیے۔

۲۔ ابوداود $\frac{1}{217}$ } **باب التسبیح بالحصیٰ** حدثنا احمد بن صالح نا عبد اللہ بن وھب اخبرنی عمرو اَنَّ سعید بن ابی ھلال حَدَّثَہٗ عَنْ خُزَیمۃ عَنْ عائشۃ بنت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہا عن ابیھا الخ۔ ایک حدیث کا تین اسناد سے صحیح نبی صلے اللہ علیہ وسلم تک پہنچنا مسلمانوں کے لئے بلاتاویل حجۃ ہے کوئی ایمان لائے یا نہ

۳۔ مستدرک $\frac{1}{547}$ } حدثنا علی بن الحمشاذ العدل ثنا ہشام ابن علی السدوسی ثنا شاذ بن فیاض ثنا ھاشم بن سعید عن صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا قَالَتْ دَخَلَ عَلَیَّ رَسُوْلُ اللہِ صلی اللہ علیہ وسلم وَبَیْنَ یَدَیَّ اَرْبَعَۃُ اٰلَافِ نَوَاۃٍ اُسَبِّحُ بِھِنَّ فَقَالَ یَا بِنْتَ حُیَیٍّ مَا ھٰذَا قُلْتُ اُسَبِّحُ بِھِنَّ قَالَ قَدْ سَبَّحْتُ مُنْذُ قُمْتُ عَلٰی رَأْسِکِ اَکْثَرَ مِنْ ھٰذَا قُلْتُ عَلِّمْنِیْ یَا رَسُوْلَ اللہِ قَالَ قُوْلِیْ سُبْحَانَ اللہِ عَدَدَ مَا خَلَقَ مِنْ شَیْءٍ ھٰذا حدیث صحیح الاسناد ولم یخرجاہ

صفیہ بنت حُیَیّ رضی اللہ تعالےٰ عنہا سے روایت ہے آپ نے فرمایا کہ میرے پاس رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور میرے سامنے چار ہزار گٹھلیاں پڑی تھیں ان کے ساتھ میں تسبیح پڑھ رہی تھی تو آپ نے فرمایا اے حُیَیّ کی بیٹی

یہ کیا ہو رہا ہے میں نے عرض کی کہ حضور ان کے ساتھ میں تسبیح پڑھ رہی ہوں آپ نے فرمایا کہ میں جب سے تیرے سر پر کھڑا ہوں اس سے زیادہ میں نے تسبیح پڑھ لی ہے میں نے عرض کی کہ حضور مجھے بھی سکھایئے آپ نے فرمایا تو پڑھ سُبْحَانَ اللّٰہِ عَدَدَ مَا خَلَقَ مِنْ شَیْئٍ اس حدیث کے اسناد صحیح ہیں اور بخاری مسلم نے اسے بیان نہیں کیا اور اس اسناد کو علامہ ذہبی نے بھی صحیح لکھا ہے۔ احادیث مذکورہ بالا جب کئی اسناد سے محدثین کی معتبر اور صحیح تسلیم شدہ ثابت ہے کہ گٹھلیوں سے ورد وظائف کا پڑھنا سنت ہے اور سنت کو بدعت کہنے والے پر جو فتویٰ عائد ہوتا ہے وہ میں وہابی صاحب کے انصاف پر ہی چھوڑتا ہوں وہ خود ہی لگا لیں گے۔

"وہابی" بھائی صاحب جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمادیا کہ اَلَا اُخْبِرُکَ بِمَا ھُوَ اَیْسَرُ عَلَیْکَ مِنْ ھٰذَا اَوْ اَفْضَلُ کہ کیا میں تجھ کو اس سے آسان یا افضل نہ بتاؤں تو معلوم ہوا کہ آپ نے جو فرمایا وہ گٹھلیوں سے آسان تھا۔

"محمد عمر" قانون خداوندی ہے کہ خداوند دینی دشمن سے جب علم چھینتا ہے تو عقل بھی ساتھ ہی مفقود کر دیتا ہے اگر ھذا کا مرجع نواۃ یا حصاۃ ہوتے تو آپ اسم اشارہ ھٰذِہٖ مونث فرماتے کیونکہ مرجع مونث تھا اور دوسری بات یہ ہے اگر مرجع نواۃ یا حصاۃ ہوتے تو بجائے گٹھلیوں کے پڑھنے کا آلہ کوئی اور فرماتے نہ کہ ذکر لیکن جب الیسر اور افضل اور اکثر کی تفصیل بیان کردہ ذکر سُبْحَانَ اللّٰہِ عَدَدَ مَا خَلَقَ مِنْ شَیْئٍ الخ سے فرمائی تو ثابت ہوا کہ ھذا کا مرجع ذکر ہے نہ حصاۃ و نواۃ جس سے معلوم ہوا کہ حضرت عائشہ بنت سعد رضی اللہ تعالےٰ عنہا جو وظیفہ پڑھ رہی تھیں آپ نے اس ذکر سے افضل اور آسان اور اکثر وظیفہ دوسرا فرمایا نہ گٹھلیوں سے افضل جو تمہارے دماغ نے اختراع کیا ہے بلکہ انہی گٹھلیوں سے جیسا کہ وہ ذکر پڑھ رہی تھیں اس کی بجائے انہوں

نے آپ کا فرمودہ وظیفہ انہی گٹھلیوں پر پڑھا۔

میت کو قبر میں دفن کر کے احناف اس کے سر کی جانب بیٹھکر ختم پڑھتے ہیں اور وہابی بدعت سمجھتے ہیں اب تم سوچو کہ تم کون ہو۔

قبر کے پاس ختم کا پڑھنا

بیہقی شریف ۴/۵۶ } اخبرنا ابو عبد اللہ الحافظ حدثنا ابو العباس محمد بن یعقوب ثنا العباس بن محمد قال سألت یحیی بن معین عن القراءۃ عند القبر حدثنا مبشر بن اسماعیل الحلبی عن عبد الرحمٰن بن العلاء بن اللحلاج عن ابیہ انہ قال لبنیہ اذا ادخلتمونی قبری فضعونی فی اللحد وقولوا باسم اللہ وعلی سنۃ رسول اللہ وسنوا علی التراب سنا واقرؤا عند رأسی اول البقرۃ وخاتمتہا فانی رأیت ابن عمر یستحب ذالک

عبد الرحمٰن اپنے باپ علاء سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنے بیٹے عبد الرحمٰن کو وصیت کی کہ جب تم مجھے قبر میں داخل کرو تو مجھے لحد میں رکھو اور کہو اللہ کے نام سے اور سنت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر ہم اسکو رکھ رہے ہیں اور میری قبر پر مٹی کا کوہان بلند کرنا اور میرے سر کے قریب سورہ بقر کا اول پڑھنا یعنی الم سے اُولٰئِکَ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ تک اور اخیر کی آئتیں یعنی اٰمَنَ الرَّسُوْلُ سے فَانْصُرْنَا عَلَی الْقَوْمِ الْکٰفِرِیْنَ تک کیوں جناب وہابی صاحب تم نے کبھی اس ختم کی سنت کو ادا کیا ہے سنت حسنہ کے عاملین احناف ہی ہیں۔

"وہابی" تمہارے مرنے وغیرہ میں کئی کئی بدعتیں جاری ہیں جیسا کہ میت کو جب

تم دفنا کر آتے ہو تو گھر میں ایک کپڑا بچھا کر آدمی بیٹھتے ہیں۔ اور رواج ہے کہ اس کے ملنے والے آکر وہاں بیٹھ کر افسوس کرتے ہیں اور فاتحہ خوانی ہوتی ہے کیا یہ پھوڑی میت کی رچانا شرع میں درست ہے؟ یہ تمام بدعات ہیں جو تم نے اپنی طرف سے گڑھی ہوئی ہیں۔

محمد عمر "کپڑا بچھا کر بیٹھنا یا مسلمانوں کا اجتماع تو شرعاً ناجائز نہیں باقی رہا بعد از دفن میت ایسا کرنا تو یہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے اور میت والوں کے پاس ان کی دلجوئی کے لئے جانا مسنون ہے۔ بدعت نہیں اور میت کے لئے کچھ قرآن پڑھکر بخشنا یا اُن کے حق میں دعاءِ خیر تو یہ بھی سنت ہے سنیئے

پھوڑی کا ثبوت

ابوداود $\frac{2}{89}$ } عن عبد اللہ بن عمرو بن العاص قال قبرنا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعنی میتاً فلما فرغنا انصرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وانصرفنا معہ فلما حاذی بابہ وقف فاذا نحن بامرءۃ مقبلۃ قال اظنہ عرفھا فلما ذھبت اذا ھی فاطمۃ فقال لھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما اخرجک یا فاطمۃ من بیتک قالت اتیت یا رسول اللہ اھل ھذا البیت فرحمت الیھم میتھم او عزیتھم بہ

عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالے عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا ہم نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی معیت میں ایک میت کو دفن کیا پھر جب ہم فارغ ہوئے نبی

صلے اللہ علیہ وسلم واپس تشریف لائے اور ہم بھی آپ کے ساتھ واپس لوٹے تو جب آپ اپنے دروازے کے بالمقابل آئے ٹھہر گئے تو اچانک ایک عورت آرہی ہے عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالےٰ عنہما نے فرمایا میں نے گمان کیا کہ آپ نے اس کو پہچان لیا ہے تو جب وہ چلی گئی تو وہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تھیں تو اس کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے فاطمہ تجھے کس کام نے اپنے گھر سے باہر نکالا تو آپ نے عرض کیا کہ حضور میں اس گھر والوں کی طرف آئی ان کی میت کے لئے فاتحہ خوانی کی ہے یا میں نے ان کی دلجوئی کی میت کے سبب۔

کیوں جناب وہابی صاحب ثابت ہوا کہ آپ کے زمانہ میں بھی پھوڑی کا رواج تھا۔ اور ان کی پھوڑی پر میت کی فاتحہ خوانی کی جاتی اور اہل خانہ کو صبر و تحمل کی ترغیب دلائی جاتی۔ جیسا کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا نے کیا تو صاحب میت کے گھر چل کر جانا اور اس کے ساتھ دلجوئی کی کلام کرنا سنت ثابت ہوا تم سمجھو یا نہ اور پھوڑی کے لئے میت والے کپڑا بھی ضرور بچھاتے ہونگے ورنہ تمام قریبی کہاں آکر بیٹھتے ہونگے ہاں البتہ پھوڑی پر حقہ لوٹی اور بے وضو بیٹھنا اور غیبت جھوٹ کا رواج شرعاً یہ منع ہے اگر باوضو بیٹھا جائے اور جو آئے بیٹھے اور صاحب میت کی دلجوئی کرے اور میت کو کچھ کلام پڑھکر بخشے تو دونو کو ثواب ہوگا نہ عذاب اور ثواب و سنت کے طریقہ کو عذاب کہنے والا خود عذاب میں گرفتار ہے اور سنیئے۔

ابوداود $\frac{۲}{۸۹}$ } عن انس قَالَ اَتَی النَّبِیُّ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عَلٰی امْرَءَۃٍ تَبْکِی عَلٰی صَبِیٍّ لَھَا فَقَالَ لَھَا اِتَّقِ اللّٰہَ وَ اصْبِرِیْ۔ حضرت انس رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم ایک عورت کے پاس تشریف لائے جو اپنے لڑکے پر رو رہی تھی تو آپ نے اس کو فرمایا اللہ سے ڈر اور صبر کر۔

اس حدیث سے بھی ثابت ہوا کہ میت والوں کے گھر جا کر ان کی دلجوئی کرنا سنت ہے

وہابی ”میت والے کے گھر جا کر ان کی دلجوئی کرنا تو سنت ثابت ہو گیا اور وہاں جا کر فاتحہ خوانی کا رواج تم نے کہاں سے نکال لیا۔

”محمد عمر“ بھائی فقیر اسکو بھی حدیث شریف سے ثابت کرتا ہے۔

میّت کے لئے فاتحہ خوانی

مسلم شریف ۲/۳۰۳ عبید ابی عامر کے مرنے کے بعد نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کے لئے دست پاک اٹھا کر دعا فرمائی سنئے

فَدَعَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم بِمَاءٍ فَتَوَضَّأَ مِنْهُ ثُمَّ رَفَعَ يَدَيْهِ ثُمَّ قَالَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِعُبَيْدٍ اَبِيْ عَامِرٍ حَتّٰى رَأَيْتُ بَيَاضَ اِبْطَيْهِ ثُمَّ قَالَ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَوْقَ كَثِيْرٍ مِّنْ خَلْقِكَ ۔

پھر نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے وضو کے لئے پانی منگایا پھر اس سے وضو کیا پھر آپ نے دونو دست پاک اُٹھائے پھر فرمایا اے اللہ عبید ابی عامر کو بخش دعا کے وقت میں نے دیکھا کہ آپ کی بغلوں کی سفیدی نظر آرہی تھی پھر فرمایا کہ اے اللہ اس کو قیامت کے دن اپنی بہت مخلوق پر مرتبہ عنایت فرما۔

وہابی ” معلوم ہو گیا کہ میت کے لئے واقعی دعائے مغفرت کرنی ثواب ہے لیکن جب تم میت کے لئے دعائیں مانگ لیتے ہو تو ایک زور سے بول اُٹھتا ہے کہ مولوی صاحب دعا خیر کرو تو پھر بار بار ہاتھ اٹھائے جاتے ہیں۔ یہ کہاں تک درست ہے ۔

"محمد عمر" یہ بھی نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے اسی حدیث کے آگے مذکور ہے کہ جب ابو موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کہنے سے حضرت عبید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے آپ نے دعا فرمائی تو ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی کہ حضور میرے لئے بھی دعا خیر فرمایئے تو جناب حضرت نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے پھر کرم نوازی فرمائی اور پھر دعا خیر فرمائی۔

فاتحہ کے بعد دعا خیر

مسلم شریف ۲/۳۰۳ } فَقُلْتُ وَلِي يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَاسْتَغْفِرْ فَقَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ قَيْسٍ ذَنْبَهٗ وَاَدْخِلْهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مُدْخَلاً كَرِيْمًا وَقَالَ اَبُوْ بُرْدَةَ اِحْدٰهُمَا لِاَبِيْ عَامِرٍ وَالْاُخْرٰى لِاَبِيْ مُوْسٰى

ابو موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ بعد میں میں نے عرض کی حضور میرے لئے بھی دعا خیر فرمایئے تو آپ نے میرے لئے بھی دعا بخشش فرمائی پھر فرمایا نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اے اللہ عبد اللہ بن قیس کے گناہ بھی بخش دے اور قیامت کے دن اس کو جنت میں داخل فرما اور ابو بردہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ایک دعا آپ نے ابو عامر کے لئے فرمائی اور دوسری دعا ابو موسیٰ اشعری کے لئے۔

کیوں جناب دعا خیر کا ثبوت حدیث شریف سے ثابت ہو گیا اب تم بھی اس پر عمل کرنا۔

فرقہ وہابیہ دیوبندیہ نماز کے بعد بلند آواز سے اجتماعی طور پر

درود شریف پڑھنے کو بدعت کہتے ہیں اور پڑھنے والے کو روکتے ہیں اور احناف کی مساجد میں صلوٰۃ فریضہ کے بعد درود شریف کو بلند آواز سے لازمی پڑھا جاتا ہے۔ اب تم اپنے عمل سے فیصلہ کر لو کہ تم وہابی ہو یا حنفی۔

۱۔ احزاب ۲۲/۷ اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا (بے شک اللہ اور اس کے فرشتے نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھتے رہتے ہیں۔ اے ایمان والو تم بھی نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھو اور سلام حق سلام بھیجنے کا یعنی ذوق شوق سے)

اس آیۃ کریمہ سے اللہ تعالےٰ نے مومنوں پر درود شریف پڑھنا حکماً فرض کیا۔ اور اس کی دلیل کو حکم پر مقدم فرمایا۔ کہ اللہ اور اس کے تمام فرشتے ہر وقت نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھتے رہتے ہیں۔ لہذا تم بھی صلوٰۃ وسلام ذوق شوق سے پڑھو۔ لہذا ہر مسلمان پر نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے واسطے صلوٰۃ وسلام پڑھنا فرض ہوا اور اس فریضہ کو ادا کرنے کے واسطے فریضہ صلوٰۃ خداوندی کو فریضہ صلوٰۃ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ملحقہ حکم بجا لانا اور فریضتین سے سبکدوش ہو کر مستقل رحمت سے سرشار ہونا ہے۔ اللہ اور اس کے ملائکہ کی سنت پر عمل کر کے حزب اللہ میں شمولیت کرنا ہے۔ کیونکہ اپنے عمل کو رب کریم کے عمل سے بقدرِ ہمت ادا کر رہا ہے۔ اگر کوئی شخص اسے روکے تو وہ اس حزب اللہ سے نکالنے کے درپے ہے اور ان کی رحمت

سے دور ہٹا رہا ہے۔ باقی رہا نمازِ فریضہ کے بعد متصل ہی اس فریضہ صلوٰۃ وسلام کو حتمی طور پر ادا کرنا اور اس ہیئت کذائیہ سے بلند آواز کے پڑھنا تو اس کا ثبوت احادیثِ صحیحہ میں موجود ہے۔

۲۔ بخاری شریف $\frac{1}{116}$ مسلم شریف $\frac{1}{217}$ } عَنْ ابنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَفْعَ الصَّوْتِ بِالذِّكْرِ حِيْنَ يَنْصَرِفُ النَّاسُ مِنَ الْمَكْتُوْبَةِ كَانَ عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم وَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ كُنْتُ اَعْلَمُ اِذَا انْصَرَفُوْا بِذٰلِكَ اِذَا سَمِعْتُهُ

(ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ بلند آواز سے ذکر کرنا بعد از فراغت نماز مکتوبہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں تھا۔ اور فرمایا ابن عباسؓ نے نمازی جب نماز سے فارغ ہوتے تھے تو میں اس ذکر کو اپنے کانوں سے سنتا تھا۔ اور میں زیادہ جانتا ہوں)

اس حدیث پاک سے ثابت ہوا کہ بلند آواز سے مل کر ذکر کرنا بعد از نماز فریضہ یہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا مسنون طریقہ ہے۔ اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ یہاں کونسا ذکر مراد ہو سکتا ہے۔ تو یہ لازمی امر ہے کہ وہ درود شریف ہی ہے۔

۳۔ خصائص کبرےٰ $\frac{2}{196}$ } عن ابی سعید الخدری عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی قولہ تعالیٰ وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ قَالَ قَالَ لِيْ جِبْرِيْلُ قَالَ اللہُ اِذَا ذُكِرْتُ ذُكِرْتَ مَعِيْ (ابی سعید خدریؓ سے روایت ہے انہوں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے اللہ تعالےٰ کے ارشاد وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ کے متعلق آپ نے ارشاد فرمایا کہ مجھے جبرئیل نے کہا ہے کہ اللہ نے فرمایا جب میں ذکر کیا جاؤں تو آپ واضح بھی میرے ساتھ ذکر کئے جائیں گے)

اِس حدیث قدسی سے اللہ تعالےٰ نے اپنے ذکر کے ساتھ ذکر رسول صلے اللہ علیہ وسلم کو بھی لازمی قرار دیا۔ جیسا کہ صلوٰۃ الہٰی پڑھی جائے تو یہ عمل ذکر الہٰی ہے تو اس کے بعد صلوٰۃ رسول صلے اللہ علیہ وسلم اللہ کے فرمان سے لازمی ہوا۔ تو جو شخص بعد از نمازِ فریضہ درود پاک کو بدعت سمجھے تو وہ منکر فرمانِ خداوندی ہے۔ چنانچہ اگر کوئی شخص لا الہ الا اللہ پڑھتا ہے۔ تو بعد ازاں محمد رسول اللہ پڑھنے کو بدعت کہے تو اُس کو مومن و مسلمان نہیں کہا جائیگا۔ کیونکہ اُس نے ذکر الہٰی کے ساتھ ذکر رسول صلے اللہ علیہ وسلم کو لازمی نہیں سمجھا۔ قرآن کریم میں تمہیں کئی ایسی مثالیں ملیں گی جس میں اللہ تعالےٰ نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو اپنے عمل کے ساتھ ملحق فرمایا۔ چنانچہ مذکور ہے أَطِيعُوا اللهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ اور پھر فرمایا وَمَنْ يَّعْصِ اللهَ وَرَسُولَهُ یعنی اطاعت اللہ کا الحاق اطاعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے اور ان کی نافرمانی اللہ تعالےٰ کی نافرمانی سے متعلق ہے۔ ایسے ہی نمازِ فریضہ کے بعد درود شریف کا انکار کرنا بعین نمازِ الہٰی کا انکار کرنا ہے۔

وہابی "نماز فریضہ کے بعد دعائیں بھی نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے پڑھی ہیں۔ لہٰذا وہ دعائیں ہی ہونگی۔

"محمد عمر" بڑا افسوس ہے کہ تم ذکر اور دعا کی تمیز بھی نہیں کر سکتے۔ دعائیں درود شریف کے بعد ہوتی ہیں۔ ورنہ اللہ کے دربار سے بغیر درود شریف دعائیں مردود ہو جاتی ہیں۔

۴۔ ترمذی شریف $\frac{1}{64}$ عن عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ اِنَّ الدُّعَاءَ مَوْقُوْفٌ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ لَا يَصْعَدُ مِنْهُ شَيْئٌ حَتّٰى تُصَلِّيَ عَلٰى نَبِيِّكَ صلی اللہ علیہ وسلم۔ عمر بن الخطاب نے فرمایا۔ کہ دعا زمین و آسمان کے درمیان اٹکی رہتی ہے۔ اُس سے کچھ بھی اوپر نہیں جاتی حتّٰے کہ اپنے نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر تو درود پڑھے)

معلوم ہوا کہ دعا بغیر درود شریف زمین و آسمان کے درمیان لٹکی رہتی ہے ایک واحد طاقت نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ وسلام کی ہے۔ جو اس دعا کو دربار مولے تک پہنچاتی ہے۔

۵۔ ترمذی شریف ۲/۱۸۶ } عن فضالۃ بن عبید قال بینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قاعد اذ دخل رجل فصلی فقال اللھم اغفرلی وارحمنی فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عجلت ایھا المصلی اذا صلیت فقعدت فاحمد اللہ بما ھو اھلہ وصل علی ثم ادعہ قال ثم صلی رجل اخر بعد ذالک فحمد اللہ وصلی علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال لہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم ایھا المصلی ادع تجب ھذا حدیث حسن

(فضالہ بن عبیدؓ سے روایت ہے کہ ہمارے درمیان نبی صلے اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے۔ اچانک ایک آدمی آیا تو اس نے نماز پڑھی۔ پھر اس نے کہا اللّٰھمّ اغفرلی وارحمنی تو آپ نے فرمایا کہ اے نمازی تو نے بڑی جلدی کی ہے۔ جب تو نماز پڑھے تو وہیں بیٹھا رہ۔ تو اللہ کی تعریف بیان کر جو اس کے لائق ہے اور مجھ پر درود پڑھ۔ پھر اللہ سے دعا مانگ۔ تو فضالہؓ نے فرمایا کہ اس آدمی (عبداللہ بن مسعود) نے بعد ازاں نماز پڑھی۔ پھر اللہ کی تعریف بیان کی۔ اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجا تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اسے فرمایا۔ اے نمازی (اب تو) دعا مانگ۔ تو قبول کیا جائیگا۔

اس حدیث پاک میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے بعد از نماز فریضہ بغیر درود شریف پڑھے کے دعا نہ مانگنے دی بلکہ نماز کی ترتیب پوری فرمائی۔ پہلے نماز فریضہ بعد ازاں تسبیحات تحمید اور بعد ازاں صلوٰۃ النبی صلے اللہ علیہ وسلم پھر دعا۔ چونکہ عبداللہ بن مسعودؓ نے بعد از نماز فریضہ درود شریف نہیں پڑھا تھا۔ اس واسطے انہوں نے نماز کو دوبارہ

لوٹایا۔

۶۔ترمذی شریف ۱/۶۴ } عَنْ عبد اللہ قَالَ کُنْتُ اُصَلِّیْ وَالنَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم وَاَبُوْ بَکْرٍ وَعُمَرُ مَعَہٗ فَلَمَّا جَلَسْتُ بَدَءْتُ بِالثَّنَاءِ عَلَی اللّٰہِ ثُمَّ الصَّلٰوۃَ عَلَی النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم ثُمَّ دَعَوْتُ لِنَفْسِیْ فَقَالَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم سَلْ تُعْطَہْ سَلْ تُعْطَہْ (حضرت عبد اللہؓ سے روایت ہے کہ میں نماز پڑھ رہا تھا۔ اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکرؓ اور عمرؓ آپ کے ساتھ ہو لئے۔ جب بھی میں بیٹھا تو اللہ کی ثنا سے شروع کیا۔ پھر نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھا۔ پھر اپنے نفس کے لئے دعا مانگی تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مانگ لے عطا کیا جائے گا۔ مانگ لے عطا کیا جائے گا

اس حدیث پاک سے معلوم ہوا۔ کہ صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین کا ہمیشہ عمل ایسا ہی ہوتا تھا۔ کہ نماز سے فارغ ہوئے اور تسبیحات پڑھیں اور پھر درود پاک شروع کر دیا۔ پھر دعا مانگتے تھے تو جو طلب کرتے تھے اُن کا سوال پورا ہوتا تھا۔ اسی واسطے جو لوگ درود شریف نہیں پڑھتے وہ اجابت سے محروم رہتے ہیں۔

۷۔ترمذی شریف ۲/۱۷۴ } عن ابی ھریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ مَا جَلَسَ قَوْمٌ مَجْلِسًا لَمْ یَذْکُرُوا اللّٰہَ فِیْہِ وَلَمْ یُصَلُّوْا عَلٰی نَبِیِّہِمْ اِلَّا کَانَ عَلَیْہِمْ تِرَۃً فَاِنْ شَاءَ عَذَّبَہُمْ وَاِنْ شَاءَ غَفَرَ لَہُمْ (ابوہریرہؓ نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے۔ فرمایا آپ نے کوئی قوم کسی مجلس میں بیٹھے اس میں انہوں نے اللہ کا ذکر نہیں کیا اور انہوں نے اپنے نبی علیہ السلام پر درود شریف نہیں پڑھا تو اُن پر اللہ کو اختیار ہے اگر چاہے تو عذاب کرے اُن کو اور اگر چاہے

تو اُن کو بخشے۔

معلوم ہوا کہ نماز سے فارغ ہو کر جب تم بیٹھتے ہو تو اللہ تعالےٰ کے عذاب اور بخشش کے مابین رہتے ہو۔ یعنی بغیر درود شریف اور بغیر ذکر اللہ مشیت ایزدی پر انحصار ہے دعا کا قبول ہونا ضروری نہیں۔ اور درود شریف پڑھنے سے اللہ تعالےٰ دعا کو لوٹاتے نہیں۔

۸۔ جلاء الافہام لابن قیم ص۲۹۷ ذکرھا ابو موسی المدینی من طریق عبد الغنی بن سعید قال سمعت اسماعیل بن احمد بن اسماعیل الحاسب قَالَ اَخْبَرَنِی ابوبکر محمد بن عمر قَالَ کُنْتُ عِنْدَ اَبِی بَکْرِ بْنِ مُجَاھِدٍ فَجَاءَ الشِّبْلِیُّ فَقَامَ اِلَیْہِ اَبُوْ بَکْرِ بْنِ مُجَاھِدٍ فَعَانَقَہٗ وَ قَبَّلَ بَیْنَ عَیْنَیْہِ فَقُلْتُ لَہٗ یَا سَیِّدِی تَفْعَلُ ھٰذَا بِالشِّبْلِیِّ وَاَنْتَ وَجَمِیْعُ مَنْ بِبَغْدَادَ یَتَصَوَّرُ اَنَّہٗ مَجْنُوْنٌ فَقَالَ لِیْ فَعَلْتُ بِہٖ کَمَا رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم فَعَلَ بِہٖ وَذَالِکَ اِنِّیْ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم فِی الْمَنَامِ وَقَدْ اَقْبَلَ الشِّبْلِیُّ فَقَامَ اِلَیْہِ وَقَبَّلَ بَیْنَ عَیْنَیْہِ فَقُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ھٰذَا اَبَا الشِّبْلِیِّ فَقَالَ ھٰذَا یَقْرَءُ بَعْدَ صَلٰوتِہٖ لَقَدْ جَاءَکُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ اِلٰی اٰخِرِ السُّوْرَۃِ وَیَقُوْلُ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْکَ یَا مُحَمَّدُ فَلَمَّا دَخَلَ الشِّبْلِیُّ سَاَلْتُہٗ عَمَّا یَذْکُرُ بَعْدَ الصَّلٰوۃِ فَذَکَرَ مِثْلَہٗ صلی اللہ عَلَیْکَ یَا مُحَمَّدُ (ابو موسیٰ مدنی نے ہمیں بیان کیا عبد الغنی بن سعید کے طریقے سے انہوں نے کہا کہ میں نے اسمٰعیل بن احمد بن اسماعیل حاسب سے سُنا کہ اُس نے کہا کہ مجھے ابوبکرؓ محمد بن عمر نے خبر دی اُس نے کہا کہ میں ابوبکرؓ بن مجاہد کے پاس تھا تو شبلی آیا۔ ابوبکر بن مجاہد اُس کی تعظیم کے لئے کھڑا ہوا اور اُس سے معانقہ کیا اور اُس کی دو آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا تو میں نے اُسے کہا اے میرے صاحب تو یہ شبلی کے ساتھ کرتا ہے تو اور تمام

جو شخص بغداد میں ہے تصور کرتے ہو کہ وہ دیوانہ ہے۔ تو اُس نے مجھے کہا کہ میں نے اس کے ساتھ کیا ہے جیسا کہ میں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو اُس کے ساتھ کرتے دیکھا۔ اور یہ میں نے نبی صلے علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ شبلی آیا تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم اُس کی تعظیم کے لئے کھڑے ہوئے۔ اور اُس کی دو آنکھوں کے درمیان بوسہ لیا۔ تو میں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم شبلی کے ساتھ آپ یہ کیا کرتے ہیں۔ تو آپ نے فرمایا کہ یہ اپنی نماز کے بعد لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنْفُسِكُمْ یہ تمام آیت پڑھتا ہے۔ اور اُس کے بعد مجھ پر صلوٰۃ پڑھتا ہے۔ اور ایک روایت میں ہے۔ کہ اُس نے کوئی فرضی نماز نہیں پڑھی مگر وہ ہر نماز کے پیچھے پڑھتا ہے لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنْفُسِكُمْ آخر تک اور تین دفعہ یہ پڑھتا ہے صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ يَا مُحَمَّدُ تو اُس نے کہا کہ جب شبلی آیا تو میں نے بھی یہ نماز کے بعد کا واقعہ جو بیان کیا گیا تھا دریافت کیا تو اُس نے ویسے ہی بیان کیا)۔

اب تو تمہارے بڑے امام اور تمہارے شیخ ابن قیم کی طرف سے دلیل صحیح مل گئی اب بھی اگر صلوٰۃ وسلام بعد از نماز فریضہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر بلند آواز سے نہ پڑھو تو پھر میں تو یہی کہونگا کہ اللہ تمہیں ہدایت دے۔

جلاء الافہام ص۲۳ { قَالَ الطبرانی حدثنا یحیٰی ابن ایوب العلاف حدثنا سعید ابن ابی مریم

عن خالد بن زید عن سعید ابن ابی ہلال عن ابی الدرداء قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم أَكْثِرُوا الصَّلٰوةَ عَلَيَّ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَإِنَّهُ يَوْمٌ مَشْهُودٌ تَشْهَدُهُ الْمَلَائِكَةُ لَيْسَ مِنْ عَبْدٍ يُصَلِّي عَلَيَّ إِلَّا بَلَغَنِي صَوْتُهُ حَيْثُ كَانَ قُلْنَا وَبَعْدَ وَفَاتِكَ قَالَ وَبَعْدَ وَفَاتِي إِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلَى الْأَرْضِ أَنْ تَأْكُلَ أَجْسَادَ الْأَنْبِيَاءِ

(رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جمعہ کے دن مجھ پر زیادہ درود شریف پڑھا کرو۔ کیونکہ وہ حاضری والا دن ہے اُس میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں۔ کوئی ایسا آدمی نہیں۔ جو مجھ پر درود پڑھتا ہو مگر اُس کی آواز مجھے پہنچتی ہے۔ جہاں بھی ہو۔ ہم نے عرض کیا آپ کے وصال کے بعد بھی؟ آپ نے فرمایا کہ میرے وصال کے بعد بھی۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ نے انبیاء کے جسموں کو کھانا زمین پر حرام کیا ہے)

اس حدیث شریف سے ثابت ہوا۔ کہ آپ ہماری آواز کو جس جگہ سے بھی ہم درود شریف پڑھیں سنتے ہیں۔ آپ کی سمع مبارک کا اتنا بلند پایہ ہے تو آپ کی نظر پاک بھی ہمیں ضرور ملاحظہ فرما رہی ہے۔ جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔ تو جیسا کہ ہمارے درود پاک کو سن کر ہماری مشکلیں حل فرماتے ہیں ویسا ہی تمہیں درود شریف پڑھنے کے وقت تمہارا ناشاد ہونا بھی آپ ملاحظہ فرما رہے ہیں۔ اور تمہاری اس علیحدگی کا فتوےٰ بھی نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے ہی بیان کیا جاتا ہے:۔

۹۔ ابن ماجہ ص۶۵ } عن ابن عباس قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللّٰہ علیہ وسلم مَنْ نَسِیَ الصَّلٰوۃَ عَلَیَّ خَطِیَٔ طَرِیْقَ الْجَنَّۃِ (ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص مجھ پر صلوٰۃ پڑھنا بھول گیا تو وہ جنت کا راستہ بھلایا جائیگا)۔

پہلے بیان ہو چکا ہے کہ نسیان کے معنی ترک کے ہیں۔ تو جو شخص درود شریف پڑھنے کے وقت درود شریف کو چھوڑ کر مسلمانوں سے علیحدگی اختیار کرتا ہے تو خواہ وہ کتنا ہی عامل کیوں نہ ہو اُس کو جنت کا راستہ نہیں مل سکتا۔

۱۰۔ خصائص کبریٰ ۲/۲۶۰ } اِنَّ النَّبِیَّ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قَالَ مَنْ ذُکِرْتُ عِنْدَہٗ فَلَمْ یُصَلِّ عَلَیَّ فَقَدْ خَطِیَٔ طَرِیْقَ الْجَنَّۃِ (بے شک نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص کے

پاس میں، ذکر کیا گیا تو اُس نے مجھ پر درود نہیں پڑھا تو اُس کو جنت کا راستہ بھلا دیا جائیگا۔

اِس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ جو لوگ آپ پر لوگوں کو درود پڑھتے دیکھ کر پیچھے ہٹ جاتے ہیں یا مسجد سے نکل جاتے ہیں تو اُن کی تمام عبادت اُن کے لیے جنت کی راہ بند ہوگی۔ وہابیوں کے سردار اور بانیٔ وہابیتِ ہند نواب صدیق حسن خاں صاحب بھی تسلیم کر چکے ہیں۔

۱۱۔ مسک الختام شرح بلوغ المرام ۱/۲۵۹ { نیز آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم

نسب العینِ مومناں و قرۃ العین عابدان است۔ در جمیع احوال و اوقات خصوصًا در حالتِ عبادات و نورانیت و انکشاف دریں محل بیشتر و قوی تر است و بعضے از عرفا قدس سرہم گفتہ اند کہ ایں خطاب بجہتِ سریان حقیقت است علیہ الصلوٰۃ والسلام در ذرائر موجودات و افرادِ ممکنات پس آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم در ذواتِ مصلیاں موجود و حاضر است پس مصلی باید کہ ازیں معنی آگاہ باشد و ازیں شہود غافل نبود تا بانوار قرب و اسرارِ معرفت منوّر و فائز گردد۔ آرے شعر

در راہِ عشق مرحلۂ قرب و بعد نیست ۔۔۔ مے بینمت عیاں و دعامے فرستمت

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بھی مومنوں کے نسب العین اور عابدوں کی آنکھ کی ٹھنڈک ہیں۔ تمام حالتوں اور تمام وقتوں میں خصوصًا عبادات کی حالت میں اس مقام میں نورانیت اور انکشاف بہت زیادہ قوی تر ہوتی ہے بعض از عرفا قدس سرہم نے کہا ہے کہ یہ خطاب حقیقتِ محمدیہ کے سریان کے سبب سے ہے تمام موجودات کے ذرّوں اور ممکنات کے افراد میں تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم درود پڑھنے والوں کے وجودوں میں موجود اور حاضر ہیں۔ تو نمازی کو چاہیئے کہ اس حقیقت سے خبردار رہے۔ اور اِس شہود سے غافل نہ ہو تا کہ قرب کے انوار اور معرفت کے اسرار

سے منور اور فائز ہو جائے۔ ہاں عشق کے رستے میں قرب اور بعد کا مرحلہ نہیں ہے میں تجھے ظاہر دیکھتا ہوں اور میں تیرے لئے دعا کرتا ہوں۔

۱۲۔ ضیاء القلوب مصنفہ حاجی امداد اللہ صاحب ص۸۱۔ دل کو تمام خیالات سے خالی کر کے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی صورت کا سفید شفاف کپڑے اور سبز پگڑی اور منور چہرہ کے ساتھ تصور کریں۔ اور اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللہِ کی داہنے اور اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَانَبِیَّ اللہِ کی بائیں اور اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَاحَبِیْبَ اللہِ کی ضرب دل پر لگائے۔

فرمائیے اب تو آپ کے بزرگ نے ایک عجیب عمل ارشاد فرمایا جس میں تمہیں عذر نہ ہونا چاہیئے ورنہ اُن پر بھی تمہیں وہی فتوے دینا پڑے گا۔ جو ذکر عالمین پر اقدا جب تم نے ان پر بھی فتویٰ جڑنے سے دریغ نہ کیا تو ایسے اہل اللہ پر فتویٰ شرک ثبت کرنیوالے کو خداوند جنت انشاء اللہ کبھی نہ دیگا۔

احناف نماز جنازہ کے بعد دعا مانگتے ہیں۔ وہابی بُرا جانتے ہیں دیوبندی بھی منکر ہیں۔ اب تم فیصلہ کرو کہ دعا کا انکار کرتے ہوئے تم کون ہو۔

۱۔ فرقان ۱۹/۱۶ قُلْ مَا يَعْبَؤُا بِكُمْ رَبِّي لَوْلَا دُعَاؤُكُمْ فَقَدْ كَذَّبْتُمْ فَسَوْفَ يَكُوْنُ لِزَامًا فرما دیجئے یارسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم میرا رب تمہاری پرواہ نہ کریگا۔ اگر تمہاری دعا نہ ہو۔ پھر

تحقیق تم نے جھٹلا دیا تو جلدی عذاب چمٹنے والا ہو گا)

اس آیۂ کریمہ سے معلوم ہوا کہ اگر کسی نیک عمل کے بعد اللہ سے دعا کریں تو اللہ تعالٰی پرواہ کرتے ہیں ورنہ نہیں۔ مثلاً نماز جنازہ نیک عمل ہے۔ اس کے بعد اگر اللہ سے دعا کی جائے تو اللہ تعالٰی صلوٰۃ جنازہ کی پرواہ کرینگے اور بخشیں گے۔ ورنہ اگر تم نے دعا نہ مانگی بلکہ اس کو بدعت کہا تو تم نے اسکو جھٹلا دیا تو بفرمانِ الٰہی عذابِ الٰہی میں جلدی مبتلا ہو جاؤ گے۔

۲۔ مومن $\frac{24}{6}$ } وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ إِنَّ الَّذِينَ يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِي سَيَدْخُلُونَ جَهَنَّمَ

دَاخِرِينَ (اور آپ کے پروردگار نے کہا کہ مجھ سے دعا کرو میں قبول کروں گا تمہارے واسطے بے شک جو لوگ میری دعا سے تکبر کرتے ہیں جلدی جہنم میں ذلیل ہو کر داخل ہونگے)

اللہ کریم نے اس آیۂ کریمہ میں اپنے مومنوں کو خاص طور پر دعا مانگنے کا ارشاد فرمایا اور مومنوں کی دعا کو خصوصیت سے قبول فرمانے کا وعدہ بھی کیا۔ اور جو لوگ اللہ کی دعا سے تکبر میں رہیں تو اُن کو اللہ تعالٰی ذلیل کر کے جہنم میں ڈال کر فرمائیں گے کہ تم وہ جماعت ہو کہ مجھ سے مانگنے والوں کو بھی روکتے تھے اور میرے دربار میں میرے بندوں کو بدعتی کہہ کر ہاتھ پھیلانے نہ دیتے تھے۔ اب تم اپنے گریبان میں منہ ڈال کر سوچو کہ جو لوگ نماز فریضہ جنازہ کے بعد دعا سے روکتا ہے تو کیا اُس کی سزا جو اللہ تعالٰی نے سَيَدْخُلُونَ جَهَنَّمَ دَاخِرِينَ فرمائی ہے نہ دیگا؟ کیونکہ اللہ تعالٰی کا اعلانِ عام ہے لیکن بعض کا خیال یہ ہے کہ اللہ ہر وقت سمیع و بصیر ہے۔ اور اُس سے دعا کا حکم عام ہے۔ لیکن صلوٰۃ جنازہ کے بعد نہیں۔

۳۔ مومنون $\frac{18}{6}$ } وَقَالَ اخْسَئُوا فِيهَا وَلَا تُكَلِّمُونِ إِنَّهُ كَانَ فَرِيقٌ مِنْ عِبَادِي يَقُولُونَ رَبَّنَا

فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَأَنْتَ خَيْرُ الرَّاحِمِينَ فَاتَّخَذْتُمُوهُمْ سِخْرِيًّا

"اور قیامت کو اللہ تعالےٰ ارشاد فرمادینگے۔ دُرانْدے ہوئے جہنم میں پڑے رہو اور مجھ سے کلام نہ کرو کیونکہ ایک فرقہ میرے بندوں سے دعا مانگتے تھے کہ اے رب ہمارے تو ہمیں بخش لے اور ہم پر رحم فرما۔ اور تو بہتر ہے رحم کرنے والوں کا۔ تو تم نے اُن کا مذاق بنایا)

اِس آئیہ کریمہ سے ثابت ہوا کہ جو لوگ خداوندکریم سے دعا مانگنے کو منع کرتے ہیں اور مسخرا کرتے ہیں وہ بفرمان الٰہی بلاعذر جہنم میں جائیں گے۔ نماز جنازہ کے بعد اللہ سے سوال کرنے کو بدعت کہنے والو ذرا سنبھل کر قدم رکھنا۔

۴۔ بقرہ $\frac{۲}{۲۳}$ } وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لِیْ وَلْیُؤْمِنُوْا بِیْ لَعَلَّهُمْ یَرْشُدُوْنَ (اور جب سوال کریں آپ سے میرے بندے میرے متعلق تو میں قریب ہوں۔ جواب دیتا ہوں دعا مانگنے والے کی دعا کا جب مجھ سے دعا مانگے۔ اُن کو چاہیئے کہ میرے حکم کو قبول کریں اور میرے ساتھ ایمان لائیں تاکہ وہ رُشد پائیں)

اِس آیۃ کریمہ میں اللہ تعالےٰ نے اعلانِ عام فرمایا کہ میں اپنے بندوں سے بہت قریب ہوں۔ جب مجھ سے میرا بندہ کوئی دعا مانگے تو میں اُس کی دعا قبول کرتا ہوں۔ اللہ تعالےٰ نے اس آیۃ کریمہ میں اپنے سوال کے ساتھ عِبَادِیْ کی قید فرمائی تاکہ یہ ثابت ہو جائے کہ وہ اپنے بندوں کی دعا کو جلدی قبول فرماتے ہیں تو جنازہ کے بعد دعا نہ مانگنے کی سب سے بڑی وجہ یہ ہو سکتی ہے۔ کہ وہ عِبَادِیْ میں داخل نہیں ہیں تو اُن کو یقین ہے کہ ہماری دعا مردود ہے۔ مانگنے کا کوئی فائدہ نہیں۔ اس لئے منع کیا جاتا ہے۔ اگر یہ بات صحیح ہے۔ تو واقعی اللہ کے فرمان کے مطابق منکرین دعا سچے ہیں۔ کیونکہ اللہ نے فرمایا ہے۔ وَمَا دُعَاءُ الْكٰفِرِیْنَ اِلَّا فِیْ ضَلٰلٍ اور کفار کی دعا سوا بے اثر ہونے کے اور کچھ نہیں۔ اور

اسی واسطے چونکہ ان کی دعا مردود ہوتی ہے مطلقاً منع کر دیتے ہیں۔ ورنہ مومنین کی شان ہے وَيَسْتَجِيْبُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَيَزِيْدُهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ (ایماندار اور صالحین کی دعا اللہ تعالیٰ قبول فرماتے ہیں اور اپنے فضل سے ان کو زیادہ دیتے ہیں) یا یہ وجہ ہے کہ وہ اپنی میت کو بیقین سمجھتے ہیں کہ یہ دعا کے اہل نہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے نوح علیہ السلام کو ان کے بیٹے کے متعلق دعا کرنے سے روکا اور فرمایا کہ اِنَّهٗ لَيْسَ مِنْ اَهْلِكَ وہ تمہارے اہل سے نہیں ہے۔ ورنہ اگر میت کی نیکی پر مانع کا اعتقاد صحیح ہو تو وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ (اور نیکی پر اور تقویٰ پر تم ایک دوسرے کی مدد کرو۔ اور گناہ اور ظلم پر معاونت نہ کرو) کے رُو سے میت کی معاونت بدعا بفرمان الٰہی ضروری سمجھیں۔ چونکہ مانعین کو یقین ہے کہ ہماری میت عداوتِ رسالت میں مستقل رہی ہے۔ اس کے لئے دعا سے امداد کرنی گناہ سمجھتے ہیں۔

۵۔ الم نشرح پ ۳۰

فَاِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ وَاِلٰى رَبِّكَ فَارْغَبْ۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جب تم نماز سے فارغ ہو جاؤ تو بعد میں اللہ سے دعا مانگو۔ اس کا ثبوت حدیث پاک میں موجود ہے۔

۶۔ تفسیر ابن جریر طبری ۳۰/۱۳۰

حدثنی علی قال حدثنا ابو صالح قال حدثنی معاویۃ عن علی عن ابن عباس فی قولہ فَاِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ يَقُوْلُ فِى الدُّعَاءِ

(ابن عباسؓ سے روایت ہے۔ فرماتے تھے کہ فَاِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ کہ جب تو فارغ ہووے تو کھڑا رہو۔ تو یہ قیام دعا کے واسطے ہے)

(۲) حدثنی محمد بن سعد قال حدثنی ابی قال حدثنی

عمی قال حدثنی ابی عن ابیہ عن ابن عباس فَاِذَا فَرَغْتَ مِمَّا فُرِضَ عَلَيْكَ مِنَ الصَّلٰوۃِ فَسْئَلِ اللہَ وَارْغَبْ اِلَيْہِ وَانْصَبْ لَہٗ (ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ جب تو فارغ ہووے اُس چیز سے جو اللہ نے تجھ پر نماز فرض کی ہے تو اللہ سے سوال کر اور اُس کی طرف رغبت کر اور اُس کے لئے کھڑا رہ)

(۳) حدثنی محمد بن عمرو قال حدثنا ابو عاصم قال حدثنا عیسٰی وقال حدثنی الحرث قال حدثنا الحسن قال حدثنا الورقاء جمیعا عن ابن نجیح عن مجاھد قولہ فَاِذَا فَرَغْتَ قَالَ اِذَا قُمْتَ اِلَى الصَّلٰوۃِ فَانْصَبْ فِي حَاجَتِكَ اِلٰى رَبِّكَ (مجاہد سے روایت ہے کہ جب تو فارغ ہووے تو اللہ نے فرمایا کہ جب تو کھڑا ہو نماز کی طرف تو اپنی حاجت میں اپنے رب کی طرف کھڑا رہ)

(۴) حدثنا بشر قال حدثنا یزید قال حدثنا سعید عن قتادہ قولہ فَاِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ وَاِلٰى رَبِّكَ فَارْغَبْ قَالَ اَمَرَہٗ اِذَا فَرَغَ مِنْ صَلٰوتِہٖ اَنْ يُّبَالِغَ فِي دُعَائِہٖ (قتادہ سے روایت ہے کہ جب تو فارغ ہووے تو کھڑا رہ۔ اور اپنے رب کی طرف رغبت کر۔ اللہ کا فرمان یہ ہے کہ جب فارغ ہو اپنی نماز سے تو اپنی دعا میں پہنچ)

(۵) حدثنا ابن ثور عن معمر عن قتادہ فی قولہ فَاِذَا فَرَغْتَ مِنْ صَلٰوتِكَ فَانْصَبْ فِي الدُّعَاءِ (قتادہ سے روایت ہے اللہ کے فرمان میں۔ کہ جب تو اپنی نماز سے فارغ ہووے تو دعا میں کھڑا رہ)

اس آیۃ کریمہ کی اِن تمام تفاسیر سے ثابت ہوا کہ جب کسی نماز سے تو فارغ ہووے نماز جنازہ ہو یا اور تو نماز کے بعد وہیں ٹھہرے رہنا اور بحکمِ الٰہی وہیں دعا مانگنا ضروری ہوا۔ چنانچہ اصولِ تفسیر کے مطابق سب سے مقدم عبداللہ بن عباسؓ کی

تفسیر ہے۔ پھر قتادہ کی پھر مجاہد کی۔ لہٰذا اِن تمام کی مستند تفاسیر سے اس آیۃ کریمہ کا ترجمہ ثابت کیا گیا۔

۶۔ تفسیر خازن و تفسیر معالم التنزیل ۷/۲۲۰ | فَاِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ، قال ابن عباس وقتادۃ والضحاک ومقاتل والکلبی فَاِذَا فَرَغْتَ من الصلوٰۃ المکتوبۃ فَانْصَبْ اِلٰی رَبِّکَ فِی الدُّعَاءِ وَارْغَبْ اِلَیْہِ فِی الْمَسْأَلَۃِ یُعْطِیْکَ (ابن عباسؓ اور قتادہ اور ضحاک اور مقاتل اور کلبی نے کہا ہے کہ جب تو نماز فرضی سے فارغ ہووے تو اپنے رب کی طرف دعا میں کھڑا رہ۔ اور سوال کرنے میں اُس کی طرف رغبت کر وہ تجھے عطا کریگا)

۷۔ ابن کثیر ۴/۵۲۶ ابن کثیر نے بھی اس آیت کا یہی ترجمہ کیا ہے۔

غنیۃ الطالبین ص۶۴۷ | حضرت غوث الثقلین رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس آیت کا یہی ترجمہ کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ عالم الغیب کو علم تھا کہ میرے محبوب صلے اللہ علیہ وسلم کی اُمت میں نماز کے بعد دعا کو بدعت کہیں گے۔ اس واسطے اُس نے اِس آیۃ کریمہ کو نازل فرما کر ہر نماز کے بعد خصوصًا نماز فرضی کے بعد دعا کو ضروری قرار دیا۔ نماز جنازہ ہو یا غیر تاکہ جو شخص نماز کے بعد دعا کو بُرا سمجھے گا تو وہ منوجب عتاب ہوگا۔

۷۔ حشر ۲۸/۱۔ وَالَّذِیْنَ جَاءُوْ مِنْ بَعْدِھِمْ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِیْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِیْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِیْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَا اِنَّکَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ (اور جو لوگ اُن کے بعد آئے وہ دعا مانگتے ہیں کہ اے ہمارے رب ہمیں بھی بخش اور ہمارے اُن بھائیوں کو جو ایمان کے ساتھ گزر چکے ہیں۔ اور ہمارے دلوں میں ایمان والوں کے واسطے کھوٹ نہ کر (میرے حاسد نہ پیدا کر)

اے رب ہمارے بے شک تو بخشنے والا رحم کرنے والا ہے

اس آیۃ کریمہ میں اللہ تعالےٰ نے مومنین کی شان بیان فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ مومنین جب ایمان کے ساتھ عالمِ ارواح میں پہنچ جاتے ہیں تو اُن کے بقایا مومنین کی یہ شان ہوتی ہے کہ وہ اپنے سابقین کے لیے دعائیں مانگتے ہیں۔ کہ اے اللہ ہمیں بخش اور ہمارے سابقین بالایمان کو بھی بخش۔ اور ہمیں ایسا بنا دے کہ ہم اُن کے لئے ایسے دعائیں مانگتے رہیں۔ اور اُن سے ہمیں حسد نہ ہو کہ اُن کے لئے دعا نہ کریں یا دعا مانگنے والوں کو دعا مانگنے سے روکیں۔

اب فیصلہ تم پر ہے کہ جنازہ کے بعد تم مومنین سابقین کے متعلق دعا کرنے سے روکتے ہو تو اس کی دو ہی صورتیں ہیں کہ یا تم اُن کے بھائی نہیں یا وہ تمہارے بھائی نہیں۔ یعنی یا تم ایماندار نہیں یا وہ ایماندار نہ تھے۔ اللہ تعالےٰ ہمیں اور تمہیں توفیق عنایت فرماوے کہ ہم قرآن پاک پر عمل کرتے ہوئے اپنے سابقین کے حق میں دعائے خیر کریں۔

دلائل دُعا از احادیث

۱۔ مستدرک $\frac{1}{491}$ } عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم من لا یدعو اللّٰہ یغضب علیہ (ابوہریرۃؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اللہ سے دُعا نہیں مانگتا اللہ تعالےٰ اُس پر غضب کرتا ہے) متفق

۲۔ مشکوٰۃ شریف ص ۱۹۵ } لا یرد القضاء الا الدعاء (نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کے بندے کی دعا تقدیر کو پھیر دیتی ہے ، کوئی شئی تقدیر کو نہیں پھیر سکتی سوا دعا کے ۔

ثابت ہوا کہ تقدیر میں اگر میت کو اللہ کی طرف سے عتاب لکھا ہو تو دعا کرنے سے انشاء اللہ العزیز وہ عتاب سے رحمت کی طرف بدل جاتا ہے۔

۳- بیہقی شریف ۴/۴۲ فتح ربانی ۷/۱۳۶

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ اَبِیْ اَوْفٰی وَ کَانَ مِنْ اَصْحَابِ الشَّجَرَۃِ فَمَاتَتْ اِبْنَۃٌ لَہٗ وَ کَانَ یَتْبَعُ جَنَازَتَھَا عَلٰی بَغْلَتِہٖ خَلْفَھَا فَجَعَلَ النِّسَاءُ یَبْکِیْنَ فَقَالَ لَا تَرْثِیْنَ فَاِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم نَھٰی عَنِ الْمَرَاثِیْ فَتَفِیْضُ اِحْدَاکُنَّ مِنْ عَبْرَاتِھَا مَا شَاءَتْ ثُمَّ کَبَّرَ عَلَیْھَا اَرْبَعًا ثُمَّ قَامَ بَعْدَ الرَّابِعَۃِ قَدْرَ مَا بَیْنَ التَّکْبِیْرَتَیْنِ یَدْعُوْا ثُمَّ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم یَصْنَعُ فِی الْجَنَازَۃِ ھٰکَذَا (عبداللہ بن ابی اوفیٰؓ اصحابِ شجرہ سے تھے۔ اُن کی ایک بیٹی فوت ہو گئی۔ تو کسی عذر کی وجہ سے، اُس کے جنازے کے پیچھے ایک خچر پر اسوار تھے عورتوں نے رونا شروع کر دیا۔ انہوں نے فرمایا کہ کوئی عورت واویلا نہ کرے۔ کیونکہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے واویلا سے منع فرمایا ہے۔ تم اپنی آنکھوں سے آنسو بہا سکتی ہو جو چاہے۔ پھر اس پر چار تکبیریں نماز جنازہ پڑھیں۔ پھر نماز جنازہ ختم کرنے کے بعد آپ وہیں کھڑے رہے۔ اندازہ دو تکبیروں کے مابین کا دعا فرماتے رہے۔ پھر آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جنازہ میں ہمیشہ ایسا کرتے تھے)

اب تو صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین کا فعل بھی اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا دائمی عمل ثابت ہو گیا۔ اگر تم اب بھی دعا بعد نماز جنازہ نہ پڑھو تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی رسی قیامت کے دن منکر کے گلے میں ہو گی۔ اور تمہارے اس انکار کی شہادت ہم بھی انشاء اللہ دینگے۔

۴۔ شرح عقائد نسفی ص ۱۲۲ | وَفِي دُعَاءِ الْاَحْيَاءِ لِلْاَمْوَاتِ وَ صَدَقَتِهِمْ اَیْ صَدَقَةِ الْاَحْيَاءِ عَنْهُمْ اَیْ عَنِ الْاَمْوَاتِ نَفْعٌ لَهُمْ اَیْ لِلْاَمْوَاتِ خِلَافًا لِلْمُعْتَزِلَةِ

(اور زندوں کا مُردوں کے واسطے دعا کرنے میں اور اُن کی طرف سے صدقہ کرنا یعنی زندوں کا مُردوں کی طرف سے صدقہ کرنا مُردوں کے واسطے نفع ہے معتزلہ صدقہ اور دُعا دونوں کے منکر ہیں)

یہ کتاب مذکورہ بالا احناف کے عقائد کی مستند کتاب ہے جس سے یہ ثابت ہوا کہ مُردوں کے حق میں دُعا کرنا یا اُن کی طرف سے صدقہ کرنا احناف کے نزدیک میت کو مفید ہے معتزلہ اس کے مخالف ہیں۔ اصلی حنفیت کا دم مارنے والو ذرا انصاف سے کہیو کہ تم جنازے کے بعد دعا کا انکار کر کے حنفی ہو یا معتزلی

جو دعا سے روکے وہ تمام زمانے سے زیادہ احمق ہے

تتمہ مجمع البحار ۶۵ | وَتَحَقَّقَ مَا ذَكَرُوا اَنْ كَوْنَ الدُّعَاءِ غَيْرُ جَائِزٍ لَمْ يَقُلْ بِهِ اَحَدٌ لَمَّا نُقِلَ عَنْ حَمْقَةِ زَمَانِنَا مِمَّنْ لَا شُعُوْرَ لَهُمْ فِي عِلْمِ الدِّيْنِ بِوَجْهٍ مِنْ اَهْلِ الْبِدْعَةِ الْمُسْتَحْدِثَةِ طَهَّرَ اللّٰهُ الْاَرْضَ مِنْهُمْ بِمَنِّهٖ۔ اور جو انہوں نے ذکر کیا ہے۔ ثابت ہوتا ہے کہ دعا کرنی ناجائز ہے۔ حالانکہ دعا کو کسی نے ناجائز نہیں کہا جیسا کہ نقل کیا گیا ہے ہمارے زمانہ کے ایسے احمقوں سے جن کو علم دین میں کوئی سمجھ نہیں بوجہ بدعتی ہونے کے جو نئی نکلی ہے۔ اپنے احسان سے اللہ تعالےٰ زمین کو ان سے پاک کرے۔

سوال دیوبندی نمبر ۳۳
حرمین میں وہابی رہتے ہیں کیا وہ پلید ہیں اور تم نے وہابیوں کے پیچھے نماز نہیں ادا کی ؟

"محمد عمر" فقیر خدا کے فضل سے بلا مخالفتِ غیر اپنی جماعت علیحدہ کرواتا رہا ہے۔ وہابیوں نے عدالت سعودیہ میں بہت شکایات کیں۔ لیکن فقیر نے اُن کے خلاف وہاں کوئی کلمہ ادا نہیں کیا۔ تو حاسدین کی کوئی دال نہ گلی۔ اب حرمین شریفین سے مدینہ طیبہ کا حال ملاحظہ ہو۔

"مدینہ طیبہ میں نجدی کی طرف سے ایک مولوی عبدالجبیر دیوبندی مفتی مقرر ہے اہالیانِ مدینہ طیبہ اُس کو اکثر بُرائی سے یاد کرتے ہیں۔ کیونکہ اُس نے حکماً روضہ انور کے اندرونی و بیرونی جوانب میں اور مسجد کے ستونوں اور دیواروں پر جہاں جہاں حضور پُر نور شفیعِ یوم النشور کی شان میں ترکوں نے پتھروں میں جو آیاتِ شریفہ مثلاً اِنَّا اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وھٰکذا امثالہا کندہ کروائی ہوئی تھیں لوہے کی چھینیوں سے چھلوا دیا ہے اور بعض کو سریش کی قسم کا مصالحہ چسپاں کر کے آیات کو بند کر دیا ہے اور جس جس جگہ آپ کے اسماء گرامی مکتوب تھے روغن سے پلستر کر کے مٹا دیئے گئے ہیں۔ اور جالی پاک میں جہاں موجہ مبارک کی جانب یا محمد صلے اللہ علیہ وسلم پیتل کی ڈھلائی میں لکھا ہوا تھا اُس سے لفظ یا کو کاٹ دیا گیا ہے اور آپ کے اسم پاک کو ہتھوڑوں سے کوٹ کر ٹیڑھا کر دیا گیا ہے۔ کئی متبرکہ مقامات میں ترکوں نے مساجد تعمیر کی ہوئی تھیں مثلاً جنت البقیع کے جانب شرق مسجد بغلہ و مسجد توبہ وغیرہم کو شہید کر دیا گیا ہے۔ میدانِ اُحد میں دو مسجدیں مسمار کر کے بنیادوں سے اکھاڑ کر میدان بنا دیا گیا ہے۔ اُحد کے راستہ میں ایک مسجد تعمیر تھی جس کا محض نشان باقی ہے۔ باقی سب شہید کر دی گئی ہے۔ مسجد حمزہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا تمام سنگ مرمر اور عشرہ مبشرہ کے مکانوں کا سنگ مرمر اُکھاڑ کر ابن سعود عبدالعزیز اپنے دارالخلافہ ریاض میں لیجا کر اپنے مکانات

میں استعمال کر چکا ہے۔ جنت البقیع کے تمام مقابر کو مسمار کر کے مزروعہ زمین کی طرح برباد کیا گیا ہے۔ مدینہ طیبہ اور مکہ مکرمہ کے مابین ہر منزل پر مسجد بنی ہوئی تھی اُن تمام کو شہید کر دیا گیا ہے۔ ساکنانِ مدینہ طیبہ کو تنگ کر کے جلا وطن کر دیا گیا ہے۔ جو اس وقت مصر و ماحولہ، اور قسطنطنیہ و ماحولہ، میں پناہ گزیں ہیں۔ اور بعض کو شہید کر دیا گیا ہے حضرت عثمانؓ کا کنواں مسجدِ نبی صلے اللہ علیہ وسلم میں بالکل بند کر دیا گیا ہے۔ یہ تو ہے مختصر حال مدینہ طیبہ کا اب مکہ مکرمہ کا حال سُنیئے۔ مکہ مکرمہ کی اکثر مساجد کو شہید کر دیا گیا ہے مثلاً جبل ابو قبیس پر ایک مسجد تھی جو حرم سے بیٹھے جنوب مشرق میں نظر آ رہی ہے۔ اور اُس مقام پر ابراہیم علیہ السلام نے اذان فرمائی اور حضرت بلالؓ نے بھی پہلی اذان وہیں پڑھی اُس مسجد کو بھی شہید کر دیا گیا ہے۔ ترکوں نے ابوجہل کے مکان میں ٹٹیاں بنائی ہوئی ہیں۔ اُس کا بدلہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پیدائشی مکان کو شہید کر کے اوپر بول و براز ڈال کر لیا جا رہا ہے۔

وہابی اگر اللہ تعالےٰ کے نزدیک اِن متبرکہ مقامات کو شہید کرنا گناہ تھا تو برباد کنندگان کو ابرہہ کی طرح ہلاک کیوں نہ کیا۔

محمد عمر اس میں حکمتِ الٰہی ہوتی ہے۔ کیا اللہ کی مساجد کو شہید کرنا بھی جائز ہے؟ جب اس کام سے اللہ تعالےٰ نے اُن کو نہیں روکا تو بیتِ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے کیسے روکا جاتا۔ کیونکہ اللہ کی مساجد کو بھی تو شہید کیا گیا ہے دوسرا جواب یہ ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا فرمان هُنَاكَ الزَّلَازِلُ وَالْفِتَنُ کی غیبی خبر کو اللہ تعالےٰ نے سچا کرنا تھا۔ اِسی لئے نہیں روکا اور نہ ہلاک کیا۔ کہ میرے محبوب صلے اللہ علیہ وسلم کی خبر صادقہ میں تکذیب لازم نہ آئے۔

جواب نمبر ۲۳۔ احزاب ۲۲/۶ { وَلَا تُطِعِ الْكَافِرِينَ وَالْمُنَافِقِينَ وَدَعْ أَذَاهُمْ وَتَوَكَّلْ

عَلَی اللّٰہِ وَکَفٰی بِاللّٰہِ وَکِیْلًا۔ اور فرمایا وَاھْجُرْھُمْ ھَجْرًا جَمِیْلًا وَذَرْنِیْ وَالْمُکَذِّبِیْنَ اُولِی النَّعْمَۃِ وَمَھِّلْھُمْ قَلِیْلًا پھر فرمایا فَذَرْھُمْ یَاکُلُوْا وَیَتَمَتَّعُوْا وَیُلْھِھِمُ الْاَمَلُ فَسَوْفَ یَعْلَمُوْنَ پھر فرمایا وَمَآ اَنْتَ عَلَیْھِمْ بِجَبَّارٍ۔

ان ارشاداتِ الٰہیہ پر آپ ایسے عامل تھے اور ہیں اور رہیں گے جس کی مثال تمہارے سامنے موجود ہے۔

جواب نمبر ۴ وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ (اور نہیں بھیجا ہم نے آپ کو یارسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مگر تمام جہانوں کے واسطے رحمت)

آپ کو اللہ تعالےٰ جل جلالہٗ نے ایسا رحمت بنا کر بھیجا کہ کافر اور منافق بھی آپ کی رحمت سے محروم نہ رہے۔ صرف نجدی اپنے اعمال میں ایسا تھا جو نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی رحمت سے محروم رہا۔ انہی اعمال کی بنا پر تو آپ نے دعا نہیں فرمائی۔ لیکن آپ کے رحمۃ للعالمین ہونے کی وجہ سے نجدی کو گرفتار بھی نہیں کرتے۔

جواب نمبر ۵ اللہ تعالےٰ نے اپنے محبوب صلے اللہ علیہ وسلم سے وعدہ کیا ہوا ہے۔ وَمَا کَانَ اللّٰہُ لِیُعَذِّبَھُمْ وَاَنْتَ فِیْھِمْ (اے محبوب جب تک آپ ان میں موجود ہیں اللہ کو لائق نہیں کہ ان کو عذاب کرے۔ اسی واسطے جب تک آپ وہاں تشریف فرما ہیں۔ عذاب الٰہی نازل نہیں ہوسکتا۔ اور بعد کے متعلق ارشاد فرمایا فَاِمَّا نَذْھَبَنَّ بِکَ فَاِنَّا مِنْھُمْ مُّنْتَقِمُوْنَ (جب ہم آپ کو یارسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لے جائیں گے تو ان سے ہم بدلہ لینے والے ہیں۔ یہ تو تمہارے اعتراض کی بات نہیں۔ ان کو ایسے نہیں چھوڑا جائے گا بلکہ وقت آنے پر ان سے ذرا ذرا بدلہ لیا جائیگا۔ کیونکہ ہر کام کا وقت مقرر ہوتا ہے۔

انہی اعمال کی بنا پر تو قرن شیطان کا خطاب ملا۔ مدینہ اور بد اعمل لوگوں سے ان کا کونسا تھا۔ باقی رہا حرمین شریفین کی ذاتی طہارت و شرافت ہر وقت نص قطعی سے ثابت ہے عوارضات سے ان میں نجاست کا حکم نہیں لگا سکتے۔ جیسا کہ سمندر میں نجاست گرنے سے پلیدی کا حکم نہیں دیا جا سکتا۔ یہ حرمین شریفین چونکہ خود مطہر بالذات ہیں ان کو کوئی چیز نجس نہیں کر سکتی۔ جیسا کہ مکہ معظمہ بتوں سے نجس نہ ہو سکا۔ اور اسی وجہ سے اُس کو ہر سال دھویا جاتا ہے۔ حرمین شریفین میں نہ خود فقیر نے وہابیوں کی اقتدا کی اور نہ کوئی تخریبی کارروائی ہی کی۔ حالانکہ تمام پنجاب کے وہابیہ نے حکومت سعودیہ سے مختلف جھوٹی شکایتیں کیں۔ لیکن حکومت نے بعد از تحقیق آمرین بالمعروف کے کچھ نہ کہنا اور میرے ساتھ کوئی مذہبی مداخلت سے پیش نہ آئے۔ حالانکہ حکومت سعودیہ کی سختی مشہور تھی اور فقیر بھی اُس کا مطالعہ کر چکا تھا۔ چنانچہ مولوی اسمٰعیل صاحب وہابی خود ترجمانی فرماتے ہیں۔

تحفہ وہابیہ صـــ۶۸ { اگر کوئی حق نہ ماننے والا اور راستی کو قبول نہ کرنے والا یہ اعتراض کرے کہ تم جو قطعی طور پر کہتے ہو کہ جو کوئی یوں کہے یا رسول اللہ میں آپ سے شفاعت چاہتا ہوں تو وہ شخص مشرک ہوگا اور اُس کا خون مباح ہوگا۔ میں کہتا ہوں ایسے لوگوں کو ہم کافر کہتے ہیں۔ ان میں غالب حصہ اُن لوگوں کا ہے۔ جن سے آجکل ہم جنگ کر رہے ہیں۔

تحفہ وہابیہ صـــ۷۱ { مولود شریف کرنے والے یا تسبیح ہاتھ میں رکھنے والوں کو سمجھایا جاتا ہے۔ اگر مان لیں تو بہتر ورنہ حاکم اُن کو سزا دیتا ہے کہ وہ باز آئیں۔

اب انصاف سے غور فرمایئے کہ شامی کا $\frac{۳}{۲۷۴}$ کا مبلغ فہ حوالہ اور یہ عبارت ان میں کوئی تطبیق ہے یا نہیں۔ عبارت مذکورہ بالا سے خود بخود ہر ذی شعور وہابیت کے بنیادی مفاسد کو اور حقیقی مخالفت اسلامی کو بطریق احسن سمجھ سکتا ہے۔

حرمین شریفین میں سونے۔ کو اقتباس کر کے قصور کے وہابیہ نے مسجدوں کو ڈیرہ بنا رکھا تھا تو فقیر نے اُن کے اس پیچ کو اور مسلمانوں کے ورغلانے کو لوگوں کے سامنے عیاں کیا۔ چنانچہ اس مسئلہ کو واضح کرنے سے وہابیہ نے حرمین شریفین کا حوالہ دیا۔ تو یہ قیاس مع الفارق ہے کیونکہ حرمین شریفین کے احکام باقی مساجد سے جداگانہ ہیں جس کو وہابیہ بھی تسلیم کرتے ہیں۔ چنانچہ فرقہ وہابیہ کے نزدیک مساجد ثلاثہ کی طرف سفر کرنا جائز ہے۔ ماسوا دیگر مساجد کے۔ اور مَنْ دَخَلَہٗ کَانَ اٰمِنًا بیت اللہ کی شان ہے جس کے سامنے لیٹے رہنا بھی عبادت ہے۔ اور حرمین شریفین سے باقی مساجد کا از روئے ثواب بھی امتیاز ہے۔ دوسری وجہ وہابیہ کے نزدیک خون بہنے سے وضو فاسد نہیں ہوتا جب وضو فاسد نہ ہوا تو خون سے مسجد کی چٹائی نجس ہونے کا احتمال یقینی ہے تیسری وجہ یہ ہے کہ وہابیہ کے نزدیک منی پاک ہے۔ جیسا کہ عنقریب ہی انشاء اللہ ذکر ہوگا۔ ان تمام بناؤں پر اصحابِ مساجدِ حنفیہ حتی الامکان وہابیوں سے اپنی مساجد کو محفوظ رکھتے ہیں۔ اور اسی بنا پر احناف وہابیہ کی مسجد سے بھی اجتناب کر لیتے ہیں۔ آخری فیصلہ یہی ہے کہ وہابیہ اپنی مساجد میں جا کر شب باشی اختیار کریں تو بہتر ہے تاکہ ہمیں اس شرعی مسئلہ کے اظہار کی ضرورت ہی درپیش نہ آئے۔ وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغ

ہمارا کام کہدینا ہے یارو　　　　تم آگے چاہے مانو یا نہ مانو

اب تم اپنے بڑے بھائیوں کے امتیازی مسائل بھی سن لو جو کہ منبع وہابیت ہیں۔

"وہابی" بھائی مجھے وہابی سے خطاب نہ کرو۔ کیونکہ ہمارے اکابر اس کو برا سمجھتے ہیں۔

"محمد عمر" کیوں بھئی وہابی کے خطاب سے آپ کو کیوں چڑ آئی۔ حالانکہ تمہارے اکابرین اپنا وہابی ہونا تسلیم کر چکے ہیں۔ ملاحظہ ہو:۔

اخبار توحید۔ مدیر سید محمد داؤد غزنوی ۱۷ اپریل ۱۹۲۹ء۔ اگر کوئی

شخص خالص اللہ کی عبادت کرنے والا ہو ایک خدا کے ماننے والا ہو نصوص محکمہ اور احادیث مسلمہ کا تابع ہو تو اُسے شیخ الاسلام عبد الوہاب کے نام سے منسوب کرکے "وہابی" کہہ کر پکارا جاتا ہے۔ اِن تیرہ چشموں کو اتنا بھی نہیں معلوم کہ اول تو یہ نام اہلحدیث سے موسوم ہے۔ اور اگر "وہابیت" کی ہی رٹ لگانا ہے تو چلو وہابی ہی سہی۔

اہلحدیث کا مذہب مصنفہ مولوی ثناء اللہ صاحب صت ۲

اِنْ کَانَ تَوْحِیْدُ الْاِلٰہِ تَوَہُّبًا فَلْیَشْہَدِ الثَّقَلَانُ اِنِّیْ وَاہِبِیْ

(یعنی اگر توحید خداوندی سے آدمی وہابی بنتا ہے تو جنوں اور انسانوں تم گواہ رہو ہم "وہابی" ہیں۔

تجلی اسمانی ۔ مولوی نورحسین گھرجاکھی صت ۶

ہُن ہیں لکھ عقیدے تیرے ویاں جواب شتابی یاد کریں گا توُ بھی بینوں ملیا اک "وہابی"

مولوی اسمٰعیل صاحب غزنوی نے "تحفۂ وہابیہ" کے نام سے ایک کتاب کا ترجمہ لکھا جس کا نام پہلے گذر بھی چکا ہے۔ اور مولوی ثناء اللہ صاحب نے تحریک وہابیت ایک رسالہ کا نام رکھا۔ اگر یہ لفظ بُرا تھا تو انہوں نے اس عنوان سے اپنی کتابوں کی اشاعت کیوں فرمائی۔ اب وہابیہ کے چیدہ چیدہ چند عقائد ملاحظہ فرمایئے۔

غیرمقلدین وہابیوں کا خُدا

مولوی وحید الزماں کے مترجم قرآن مجید کے حاشیہ صت ۶ پر لکھا ہے:۔

(اللہ) جب کرسی پر بیٹھتا ہے تو چار انگل بھی بڑی نہیں رہتی ہے۔ اور اُس کے بوجھ سے چرچر کرتی ہے۔

غیر مقلدین وہابیہ کے نزدیک صفاتِ الٰہیہ حادثہ ہیں

کنز الحقائق مؤلفہ وحید الزمان ص ۳۴و } اللہ تعالےٰ کئی ناموں اور صفتوں سے موصوف ہے۔ جو قرآن حدیث

میں آئی ہیں۔ ان میں سے بعض ذاتیہ قدیم ہیں۔ جیسے حیات۔ علم۔ قدرت۔ ارادہ مشیت۔ سمع۔ بصر اور قوت الکلام۔ اور بعض فعلیہ حادثہ ہیں۔ جیسے کلام کرنا اور عرش پہ استوا کرنا وغیرہ۔

غیر مقلدین وہابیوں کا کلمہ

فتاویٰ نذیریہ ۱/۴۴۹ | سوال۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ وظیفہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کا

جائز ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا۔ الجواب۔ وظیفہ مجموعہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول کا ثابت نہیں ہے۔ وظیفہ کے واسطے صرف لا الٰہ الا اللہ ہے۔ واللہ تعالےٰ اعلم حررہٗ السید ابوالحسن عفی عنہ سید نذیر حسین۔

غیر مقلدین وہابیوں کا نیا قرآن اور نیا رسول

سوانح عمری مولوی عبداللہ صاحب امرتسری ص ۳۵-۳۶-۳۷ اور فرماتے تھے (مولوی عبداللہ صاحب)

کہ الہام ہوا فَاِذَا قَرَءْنٰهُ فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَهٗ ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهٗ
یعنی جو کچھ الہام ہوتا ہے اُس کے لفظ یاد رکھے۔ اور اُس کا بیان کرنا تفسیر ہمارا ذمہ
ہے اور فرماتے تھے الہام ہوا وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ الاٰیۃ یعنی اے پر
وہ شخص کہ ڈرا اپنے رب کے سامنے کھڑا ہونے سے اور یہ بھی الہام ہوا۔ کہ ہمیشہ
بدلِ خود مطالعہ کردہ باش۔ مبادا کہ وائے از ما سوای بنشنید یعنی ہمیشہ اپنے دل
میں جھانکتے رہو ایسا نہ ہو کہ اللہ تعالےٰ کے سوا اور کدورت بیٹھ جاوے۔ اور شہر
دہلی میں یہ الہام ہوا۔ وَلَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ اِلٰى مَا مَتَّعْنَا بِهٖ اَزْوَاجًا مِّنْهُمْ
زَهْرَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا اور باغ سکندریہ میں یہ الہام ہوا قُلْ لِاَزْوَاجِكَ
وَلِاَوْلَادِكَ وَاَتْبَاعِكَ قُوْمُوْا لِلّٰهِ قَانِتِيْنَ یعنی کہدے اپنی بیویوں اور
اولاد تابعداروں کو کہ کھڑے ہو جاؤ اللہ کے لئے تابعدار ہو کر۔ اور اس کے اخیر میں
یہ الہام ہوا اَنَا جَلِيْسُكَ وَاَنِيْسُكَ فَلَا تَحْزَنْ یعنی میں تیرا مددگار ہوں تو غم نہ
کھا۔ اور یہ بھی الہام ہوا وَلَا تَنْسَ مَا اَوْدَعْتُ فِيْ قَلْبِكَ فَاِنَّ رُؤْيَا الْمُؤْمِنِ
جُزْءٌ مِّنْ سِتَّةٍ وَّاَرْبَعِيْنَ جُزْءً مِّنَ النُّبُوَّةِ یعنی جو تدبر اور تفکر قرآن کا
تیرے دل میں ہم نے ڈال دیا ہے اُس کو مت بھول۔ کیونکہ مومن کا خواب ایک حصہ
ہے نبوت کے چھیالیس حصوں میں سے۔ اور فرماتے تھے۔ دہلی میں یہ الہام ہوا وَلَا تُطِعْ
مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ وَكَانَ اَمْرُهٗ فُرُطًا اور
فرماتے تھے تین بار یہ الہام ہوا وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ
اِلَيْهِ سَبِيْلًا اور فرماتے تھے الہام ہوا وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى
یعنی البتہ جلدی دے گا تجھ کو رب تیرا پھر تو خوش ہو جاوے گا۔ اور فرماتے تھے
الہام ہوا اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ۔

یہ وہابیوں کے نئے قرآن اور مصنوعی نبی کے بعض اختراعی الہام تھے جو وہابیوں

کے امام کو مختلف مقامات پر ہوئے۔ کیا یہ غلام احمد قادیانی سے کم ہیں۔
فرقہ وہابیہ کے امام مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری نے سو سے زیادہ آیات کی تحریف کی اور معجزاتِ انبیاء کا بھی انکار کیا۔ یہ نمونہ بھی فرقہ وہابیہ کو زیبا ہے۔

وہابیوں کے مذہب میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے روضہ اطہر ودیگر انبیاء و صلحاء کے مزارات پر جانا شرک ہے

فتح المجید شرح کتاب التوحید ص ۲۱۵ } وَفِی الحَدِیثِ دَلِیلٌ عَلٰی مَنْعِ شَدِّ الرِّحَالِ اِلٰی قَبْرِہٖ صلی اللہ علیہ وسلم وَ اِلٰی غَیْرِہٖ مِنَ الْقُبُوْرِ وَالْمَشَاهِدِ لِاَنَّ ذٰلِکَ مِنْ اَعْیَادِ ہَا بَلْ مِنْ اَعْظَمِ اَسْبَابِ الْاِشْرَاکِ بِاَصْحَابِهَا وَهٰذِهٖ هِیَ الْمَسْاَلَةُ الَّتِیْ اَفْتٰی فِیْهَا شَیْخُ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ اَعْنِیْ مَنْ سَافَرَ لِمُجَرَّدِ زِیَارَۃِ قُبُوْرِ الْاَنْبِیَاءِ وَالصَّالِحِیْنَ ۔ اور حدیث میں دلیل ہے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی قبر کی طرف سفر کرنے کی ممانعت پر اور اس کے علاوہ باقی قبور اور زیارتوں کی طرف بھی اس واسطے کہ یہ عیدوں سے ہے۔ بلکہ شرک کے بڑے اسباب سے ہے اُس کے اہل کے ساتھ اور یہی مسئلہ ہے جس میں ابن تیمیہ نے فتویٰ دیا۔ یعنی جس نے محض انبیاء اور صالحین کی قبور کے واسطے سفر کیا۔ میں بھی یہی عقیدہ رکھتا ہوں،

رحلۃ الصدیق مصنفہ صدیق حسن خان ص ۷۹ } وَالسَّفَرُ اِلَی الْمُجَرَّدِ

الزِّيَارَةِ فِيهِ نِزَاعٌ وَمَنْ سَافَرَ لِمُجَرَّدِ قَبْرٍ فَلَمْ يُصِبْهُ زِيَارَةً شَرْعِيَّةً بَلْ بِدْعِيَّةً (محض زیارت کے واسطے سفر کرنا اس میں نزاع ہے اور جس نے سفر محض قبر کے واسطے کیا تو اُس نے زیارت شرعیہ نہیں کی بلکہ بدعت کی ہے)

عرف الجادی صہ ۲۴۹ :۔ دو وجہ منع از سفر زیارۃ خواہ قبور انبیاء باشد یا غیر ایشاں آنست کہ دلیلے بر جواز آں از کتاب وسنت یا اجماع یا قیاس قائم نیست (زیارت کے سفر سے منع کرنے کی وجہ خواہ انبیاء کی قبور ہوں یا ان کے سوا یہ ہے کہ کوئی دلیل اُس کے جواز پر کتاب اور سنت یا اجماع یا قیاس سے قائم نہیں ہے)

فقہ محمدیہ کلاں صـ ۱۰۵ } مکان متبرک کی طرف سفر کرنا درست نہیں برابر ہے کہ کسی نبی کی قبر ہو یا ولی کی۔ لیکن اگر تقرب الی اللہ مقصود نہیں بلکہ کوئی اور حاجت ہو مانند تجارت اور سیکھنے علم وغیرہ کے تو اُس کے لئے ہر جگہ اور ہر مکان کی طرف سفر کرنا درست ہے بالاجماع۔

مسئلہ سماع موتیٰ مصنفہ حافظ عبداللہ صاحب صـ ۱۱۹ } طالب علم اور دیگر ضروریات کے لئے سفر کا کوئی حرج نہیں۔ صرف کسی جگہ کی طرف جس میں قبر نبوی بھی داخل ہے ثواب کی نیت سے سفر کرنا جائز نہیں۔

تحفہ وہابیہ مصنفہ اسماعیل غزنوی صـ ۱۶-۱۵

آستانوں کی زیارت کیلئے شد رحال — اس میں کیا شانِ پرستاری اصنام نہیں

باوجودیکہ مساجد کی طرف چل کر جانے میں بے شمار فضائل مروی ہیں تو پھر

قبور کی طرف سفر کر کے جانا کیونکر شرعاً جائز اور موجب ثواب ہو سکتا ہے بلکہ یہ تو بطریق اولیٰ ممنوع ہوگا۔

مذہب وہابیہ کے نزدیک دنیا کے ہر گوشہ میں سفر کرنا جائز ہے۔ لیکن روضۂ مطہرہ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم و مزاراتِ دیگر انبیاء و صلحاء کی طرف سفر کرنا گناہ ہے یہ ہے فرقہ وہابیہ کا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے اور بیتِ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے حسد اور بغض۔ تو بھلا مذہبِ رسول صلے اللہ علیہ وسلم سے اِن کو کیا تعلق۔ جس کی ذات سے حسد اُس کے مکان کی طرف جانا گناہ تو اُس کے رستے کی طرف جانا کیسے ثواب ہو سکتا ہے۔ محبوب کی ہر چیز محبوب ہوتی ہے۔ اور دشمن کی ہر چیز دشمن خداوند کریم چونکہ آپ کے محب ہیں اس واسطے آپ پر صلوٰۃ و سلام بھیجتے ہیں۔ اور لاکھوں ملائکہ روضۂ مطہرہ کے گرد مؤدبانہ صلوٰۃ و سلام پڑھتے ہیں۔ اور مومنین بھی اُسی جماعت میں وہاں جا کر شمولیت کرتے ہیں۔ لیکن وہابیوں کو وہاں سے نفرت ہوتی ہے۔ اور وہابی اگر نسیاناً چلا بھی جائے تو مشرک بدعتی ہو جاتا ہے۔ یہ ہے نشانِ وہابیت ہاں البتہ حنفی وہاں جانے سے مشرک اور بدعتی نہیں ہوتا بلکہ وہاں جا کر گناہ سے پاک اور مبرا ہوتا ہے۔ چنانچہ آپ کا روضہ اطہر دنیا کے تمام مقامات سے بالاتر ہے — بیت اللہ ہو یا غیر۔

وہابیوں کے مذہب میں بیت رسول صلے اللہ علیہ وسلم کی قدر

تطہیر الاعتقاد ص۲۶ } فَاِنْ قُلْتَ هٰذَا قَبْرُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَدْ عُمِّرَتْ عَلَيْهِ قُبَّةٌ عَظِيْمَةٌ اُنْفِقَتْ فِيْهِ الْاَمْوَالُ قُلْتُ هٰذَا جَهْلٌ عَظِيْمٌ

بحقیقۃ الحال (پھر اگر تو کہے کہ اس رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی قبر پر ایک بڑا قبہ تعمیر کیا گیا ہے۔ جس میں بہت مال خرچ کیا گیا ہے۔ تو میں کہتا ہوں یہ حقیقۃً بڑی جہالت ہے۔

فتح المجید صـ۲۰۸ } فَاِنَّ هٰذِهِ الْقُبَابُ الَّتِیْ صَارَتْ اَعْظَمُ ذَرِیْعَةِ الشِّرْكِ وَالْاِلْحَادِ وَاَكْبَرُ وَسِیْلَةٍ اِلٰی هَدْمِ الْاِسْلَامِ وَخَرَابِ بُنْیَانِهٖ غَالِبٌ (پھر یہ تمام قبے شرک اور الحاد کا بڑا ذریعہ ہیں اور اسلام کو مٹانے اور اس کی بنیادوں کو خراب کرنے کی طرف زبردست ہیں،

وبل الغمام لشوکانی } فَمَا اَقْبَحَ مَا ابْتَدَعَهُ الْجَهَلَةُ مِنْ زَخْرَفَةِ الْقُبُوْرِ وَتَشْیِیْدِهَا وَمَا اَسْرَعَ مَا خَالَفُوْا وَصِیَّةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ مَوْتِهٖ فَجَعَلُوْا قَبْرَهٗ عَلٰی هٰذِهِ الصِّفَةِ الَّتِیْ هُوَ عَلَیْهَا اَلْاٰنَ وَقَدْ شَدَّ مِنْ عَضُدِ هٰذِهِ الْبِدْعَةِ۔

عرف الجادی صـ۶۰ } واز بنا بر قبر نہی آمدہ پس ہر چہ مرفوع یا مشرف بودن قبر لغۃ راست آید از منکرات شریعت باشد و انکار بر آں و برابر ساختنش بخاک واجب است بر مسلمین بدوں فرق درانکہ گور پیغمبر باشد یا غیر او۔

ان عبارات مذکورہ بالا سے صاف ظاہر ہے کہ وہابیہ کے نزدیک روضہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو شہید کرنا واجب ہے۔ اور اسی حالت میں بلند رہنا ان کے نزدیک گناہ ہے جو آپ کے مکان کو دنیا میں بلند نہیں دیکھ سکتے۔ بلکہ نظروں کے سامنے نہیں کر سکتے۔ آپ کے اسم پاک کو بلند نہیں پڑھنے دیتے۔ افسوس آج

مسلمانوں کے سامنے وہ منافقانہ شکل سے لوگوں کو دھوکا دیتے ہیں۔ مسلمانو! ایسے عقائد سن کر پڑھ کر بھی اگر تم جہنم کا ایندھن بنو تو اس سے اور زیادہ کیا بدقسمتی ہو سکتی ہے۔

احناف کے نزدیک محض نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نیت یا سے روضۂ اطہر کی طرف سفر کرنا قرآن کریم واحادیث صحیحہ و اجماع سے ثابت ہے۔

نساء ۵/۹ | وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا اِلٰى مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَاِلَى الرَّسُوْلِ رَاَيْتَ الْمُنٰفِقِيْنَ يَصُدُّوْنَ عَنْكَ صُدُوْدًا (اور جب کہا جاتا ہے ان کو تم اس چیز کی طرف آؤ جو اللہ نے اتاری ہے۔ اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف تو آپ منافقین کو ملاحظہ فرمائیں گے وہ آپ سے منہ پھیرتے ہیں پوری طرح منہ پھیرنا)

معلوم ہوا کہ جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف اور قرآن شریف کی طرف بلایا جائے تو منافقین پوری طرح آپ سے منہ پھیر جاتے ہیں۔ مومن کی یہ شان نہیں۔

نساء ۵/۱۴ | وَمَنْ يَّخْرُجْ مِنْۢ بَيْتِهٖ مُهَاجِرًا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ يُدْرِكْهُ الْمَوْتُ فَقَدْ وَقَعَ اَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا (اور جو شخص نکلتا ہے اپنے گھر سے ہجرت کرنے والا اللہ اور اس کے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف پھر اس کو موت نے لے لیا تو اس کا اجر اللہ پر لازمی ہے اور اللہ تعالےٰ بخشنے والا رحم کرنے والا ہے)

تفسیر ابن عباس صـ۶۳ { (وَمَنْ يَّخْرُجْ مِنْ بَيْتِهٖ) بمكة (مُهَاجِرًا اِلَى اللّٰهِ) الى طاعة الله (وَرَسُوْلِهٖ)

الى رسوله بالمدينة (ثُمَّ يُدْرِكْهُ الْمَوْتُ) بالتنعيم (فَقَدْ وَقَعَ اَجْرُهٗ) وجب ثواب هجرته (عَلَى اللّٰهِ)

اس آیۂ کریمہ سے ثابت ہوا کہ جو شخص رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف اپنے مکان کو چھوڑ کر مکہ معظمہ ہو یا غیر پہنچے تو اُس کا ثواب اللہ تعالٰے پر لازمی ہے اور دوسرا امر یہ بھی ثابت ہوا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف سفر کرنا اللہ کی طرف پہنچنا ہے۔ جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے روکتا ہے وہ اللہ سے روکتا ہے اور جو بیتِ رسول صلے اللہ علیہ وسلم کے شہید کرنے کو جائز سمجھتا ہے یا واجب تو اُس کے دونوں جہانوں کے مکانوں کو برباد کرنا اللہ تعالٰے پر واجب ہے۔ اور بیتِ رسول صلے اللہ علیہ وسلم بلکہ بیوتِ رسول صلے اللہ علیہ وسلم جن کی شان میں اللہ تعالٰے نے ایک خاص سورہ حجرات نازل فرمائی اور آپ کے بیوت کی توقیر بیان فرمائی تو اُن کی طرف نگاہِ بد سے دیکھنے والے کو اللہ تعالٰے دین ودنیا میں نظرِ غضب سے اپنی لعنت کا متوجب قرار دیتا ہے۔

نساء ۵/۹ { وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ

تَوَّابًا رَّحِيْمًا (اور اگر یہ لوگ اپنے نفسوں پر ظلم کرکے جناب کی خدمت اقدس میں حاضر ہو جائیں تو اللہ سے بخشش طلب کریں اور اُن کے لئے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بھی بخشش کے خواہاں ہوں تو وہ اللہ تعالٰے کو بڑا توبہ قبول کرنے والا رحم کرنے والا پائیں گے)۔

اس آیۂ کریمہ سے ثابت ہوا کہ ہر گنہگار کو لازمی ہے کہ وہ دربار رسالت میں پہنچے

جس میں اس بات کی تمیز نہیں فرمائی کہ تا حین حیات دنیاوی ہی پہنچا جائے بعد میں نہیں بلکہ لو حرفِ شرط سے حکم عام کر دیا۔ کہ جب کوئی ظالم ظلم کرے قبل از وصال ہو یا بعد از وصال تو اُس کی بخشش کے واسطے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا دربار کھلا ہے۔

منفقون ۲۸ پ } وَاِذَا قِیْلَ لَھُمْ تَعَالَوْا یَسْتَغْفِرْ لَکُمْ رَسُوْلُ اللّٰہِ لَوَّوْا رُءُوْسَھُمْ وَرَاَیْتَھُمْ یَصُدُّوْنَ وَھُمْ مُّسْتَکْبِرُوْنَ (اور جب اُن کو کہا جاتا ہے آجاؤ تم بخشوالیں گے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تو اپنے سروں کو وہ پھیرتے ہیں۔ اور آپ اُن کو دیکھیں گے کہ وہ تکبّر کرتے ہوئے منہ پھیرتے ہیں)

زید } کیا وجہ ہے کہ یہ وہابی آپ کے پاس جانے سے چراتے ہیں۔

"محمد عمر" اس کا سبب خاص ہے کہ اگر ہم اُس کو بیان کریں۔ تو اللہ تعالےٰ شاید ان کو ہدایت دیدے۔ حقیقت یہ ہے کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالےٰ جل جلالہٗ نے ارشاد فرمایا ہے۔

یوسف ۱۳/۱۲ } قُلْ ھٰذِہٖ سَبِیْلِیْٓ اَدْعُوْٓا اِلَی اللّٰہِ عَلٰی بَصِیْرَۃٍ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِیْ (فرما دیجئے یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یہی ہے میرا راستہ میں اللہ کی طرف بلاتا ہوں۔ میں بینائی پر ہوں اور میرا متبع بھی)

معلوم ہوا کہ جو آپ کے راستے سے متنفر ہے وہ اللہ سے متنفر ہے اور فرمایا

انعام ۸/۱۹ } وَاَنَّ ھٰذَا صِرَاطِیْ مُسْتَقِیْمًا فَاتَّبِعُوْہُ (اور بلاشک یہی میرا راستہ سیدھا ہے تو تم اُس پر چلو)

"وہابی" یہ زندگی میں ہوگا مرنے کے بعد کب ہو سکتا ہے۔

"محمد عمر" نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے ہی دریافت فرمالیں۔

کنز العمال $\frac{8}{99}$ } مَنْ حَجَّ فَزَارَ قَبْرِیْ بَعْدَ وَفَاتِیْ کَانَ کَمَنْ زَارَنِیْ فِیْ حَیَاتِیْ (جس شخص نے حج کیا پھر میری قبر کی زیارت کی میرے وصال کے بعد ایسے ہوا جیسا کہ کسی نے میری حیاتی میں زیارت کی)۔

ثابت ہوا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی حیات وممات یکساں ہے۔

دار قطنی $\frac{2}{279}$ حدیث مذکورہ بالا کو باسند بیان کیا گیا ہے۔

ابن ماجہ ص $\underline{119}$ } فَنَبِیُّ اللّٰہِ حَیٌّ یُرْزَقُ (نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کا نبی زندہ ہے۔ رزق دیا جاتا ہے) یعنی اُس کو لباس وخوراک اللہ کی طرف سے پہنچتے ہیں اور یہی زندہ ہونے کی دلیل ہے معلوم ہوا کہ آپ کی حیات وممات یکساں ہیں۔

مسلم شریف $\frac{1}{314}$
نسائی شریف $\frac{1}{285}$
مستدرک ص $\underline{376}$
} قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کُنْتُ نَہَیْتُکُمْ عَنْ زِیَارَۃِ الْقُبُوْرِ فَزُوْرُوْھَا (نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے تمہیں زیارتِ قبور سے منع کیا تھا۔ پس اب تم زیارت کر لیا کرو)

جب نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے عام قبور کی زیارت کا ارشاد فرمایا اور زیارت قبور سفر سے ہی ہو سکتی ہے تو روضۂ اطہر کی زیارت کو جانا بطریق اولیٰ ضروری ہوا۔ کیونکہ زُوْرُوْا صیغۂ امر ہے۔

بیہقی شریف $\frac{5}{249}$ } عَنْ طلحہ بن عبید اللہ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نُرِیْدُ

قُبُوْرُ الشُّهَدَاءِ حَتّٰی اِذَا اَشْرَفْنَا عَلٰی حَرَّةِ وَاقِمٍ فَلَمَّا تَدَلَّيْنَا مِنْهَا فَاِذَا قُبُوْرٌ بِمُحْنِيَةٍ قَالَ قُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اَقُبُوْرُ اِخْوَانِنَا هٰذِهٖ قَالَ قُبُوْرُ اَصْحَابِنَا فَلَمَّا جِئْنَا قُبُوْرَ الشُّهَدَاءِ قَالَ هٰذِهٖ قُبُوْرُ اِخْوَانِنَا۔

ابوداؤد ۱/۲۸۶ } مذکورہ بالا حدیث اس میں موجود ہے۔ اس حدیث پاک سے ثابت ہوا کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم قبور کی زیارت کے واسطے سفر کرکے تشریف لے جایا کرتے تھے۔

ابوداؤد ۱/۲۸۶ } عن نافع قال رأیت ابن عمر اذا ذهب الی قبور الشهداء علی ناقته ردها هکذا فقیل لہ فی ذالك فقال انی رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی هٰذا الطریق علی ناقته (حضرت نافع ؓ سے روایت ہے کہ میں نے عبد اللہ بن عمر کو دیکھا۔ کہ جب وہ اپنی اونٹنی پر سوار ہو کر شہداء کی قبور کی طرف گئے۔ اور اس اونٹنی کو ایسے اور ایسے موڑا تو ان کو اس کے متعلق کہا گیا۔ تو انہوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو اپنی اونٹنی پر اس راستے میں دیکھا۔

فرمایئے نام کے اہلحدیثوا ب تو بلند آواز سے آمین پکار دو۔ اور شدِ رحال سے زیارتِ قبور کے واسطے جانا سنت کہدو اور عمل بھی کرو کیونکہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا مع صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین سفر کر کے جانا اور آپ کے بعد اسی سنت پر عمل کرنے کے واسطے صحابہ کرام کا عمل ثابت ہونا یہ ایک جزو ایمان ہے۔

"لَا تُشَدُّ الرِّحَالُ اِلَّا اِلٰی ثَلٰثَةِ مَسَاجِدَ" کا مطلب

"وہابی" کیا ہوا؟

"محمد عمر" جواب :۔ یہ حدیث منسوخ ہے۔ ملاحظہ ہو۔

شرح نخبۃ الفکر ص۴۶ | يُعْرَفُ النَّسْخُ بِاُمُوْرٍ اَصْرَحُهَا مَاوَرَدَ فِي النَّصِّ لِحَدِيْثِ بُرَيْدَةَ فِيْ صَحِيْحِ مُسْلِمٍ كُنْتُ نَهَيْتُكُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُوْرِ فَزُوْرُوْهَا الخ

(امام قسطلانی نے لَا تُشَدُّ الرِّحَالُ کی حدیث کے متعلق لکھا ہے کہ اس حدیث کو کئی امور سے منسوخ کیا گیا ہے۔ جو نص میں وارد ہے۔ بریدہ کی حدیث سے جو صحیح مسلم میں موجود ہے کُنْتُ نَهَيْتُكُمْ الخ۔ دوسری حدیث:

بخاری شریف ۱/۱۵۹
مسلم شریف ص۲۴۸
عن ابن عمر قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم يَأْتِي مَسْجِدَ قُبَاءٍ كُلَّ سَبْتٍ مَاشِيًا وَرَاكِبًا وَكَانَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ يَفْعَلُهُ۔ (ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم ہمیشہ ہر ہفتے کو کبھی پیدل اور کبھی سوار ہو کر مسجد قبا تشریف لاتے تھے۔ اور عبد اللہ بن عمر بھی اسی فعل کو ہمیشہ کرتے تھے)

علامہ ابن حجر نے اِن دونو حدیثوں سے ثابت کیا کہ لَا تُشَدُّ الرِّحَالُ کی حدیث منسوخ ہے۔

جواب۲:۔ مختصر معانی ص۱۰۵ } اِنَّ النَّفْيَ فِي الْاِسْتِثْنَاءِ الْمُفَرَّغِ الَّذِيْ حُذِفَ فِيْهِ الْمُسْتَثْنٰى مِنْهُ وَاُعْرِبَ مَا بَعْدَ اِلَّا بِحَسْبِ الْعَوَامِلِ يَتَوَجَّهُ اِلٰى مُقَدَّرٍ وَهُوَ مُسْتَثْنٰى مِنْهُ لٰكِنَّ اِلَّا لِلْاِخْرَاجِ يَقْتَضِيْ مُخْرَجًا عَامًّا لِيَتَنَاوَلَ الْمُسْتَثْنٰى وَغَيْرَهٗ فَيَتَحَقَّقُ الْاِخْرَاجُ مُنَاسِبٌ لِلْمُسْتَثْنٰى فِيْ جِنْسِهٖ بِاَنْ يُقَدَّرَ۔

مطول ص۲۷۵ میں بھی ایسے ہی لکھا ہے۔

ثابت ہوا کہ استثنیٰ مفرغ جس میں کہ مستثنیٰ منہ حذف کیا گیا ہو۔ جیسا کہ لَاتُشَدُّ الرِّحَالُ اِلَّا اِلٰی ثَلٰثَۃِ مَسَاجِدَ میں ہے۔ اس میں اِلَّا کے ماقبل مستثنیٰ منہ مذکور نہیں ہے تو اس میں مستثنیٰ منہ کو مقدر ماننا جائیگا۔ کیونکہ اِلَّا اخراج کے لئے آتا ہے اور اخراج مخرج عام کو چاہتا ہے۔ لہٰذا مستثنیٰ منہ کا مقدر ماننا ضروری ہوا اور وہ مستثنیٰ کی جنس سے ہی مقدر مانا جائیگا۔ ثَلٰثَۃُ مَسَاجِدَ جو مستثنیٰ ہے اس کی جنس سے ہی لَاتُشَدُّ الرِّحَالُ کے جملہ میں اِلَّا کے ماقبل مساجد کو ہی مقدر مانا جاسکتا ہے نہ کہ کچھ اور لہٰذا باقی مساجد کی طرف شد رحال سے اس حدیث میں ممانعت ثابت ہوئی۔ اور شد رحال باقی مساجد کی طرف نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی مذکورہ بالا حدیث سے جائز ثابت ہوتا ہے اور یہ حدیث لَاتُشَدُّ الرِّحَالُ والی اس حدیث سے منسوخ ثابت ہو چکی ہے نہ کہ زیارت قبور کا سفر جیسا کہ تم نے سمجھا ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ فرقہ وہابیہ روضۂ اطہر کی طرف جانے سے مطلقاً اسواسطے منع کرتے ہیں کہ اگر روضۂ اطہر پہ چلے گئے تو کہیں کفر و نفاق سے وصل نہ جائیں جیسا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

کنز العمال $\frac{6}{228}$ { غُبَارُ الْمَدِیْنَۃِ شِفَاءٌ مِّنَ الْجُذَامِ (مدینہ طیبہ کا غبار کوڑھ سے شفا بخشتا ہے)

غُبَارُ الْمَدِیْنَۃِ یُبْرِءُ الْجُذَامَ (مدینہ طیبہ کا غبار جذام سے بچا دیتا ہے)

غُبَارُ الْمَدِیْنَۃِ یُطْفِئُ الْجُذَامَ (مدینہ طیبہ کا غبار جذام کو مٹا دیتا ہے)

نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے مدینہ طیبہ کے غبار کی شان ایسے ثابت ہوئی جیسا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ پھیرنے سے کوڑھی درست ہوتا تھا۔ وہابی بھی اسی وجہ سے مدینہ طیبہ کی طرف سفر کر کے جانا شرک کہتا ہے۔ کہ اگر مدینہ طیبہ کے بازاروں میں بھی چلا گیا تو ایسا نہ ہو کہ اندر کا کوڑھ چلا جائے۔ اللہ تعالےٰ ہر مسلمان کو اپنے محبوب

صلے اللہ علیہ وسلم کے روضۂ اطہر کی زیارت نصیب فرماوے۔ اور آپ کا بغض حاسدوں کے دلوں سے نکالے۔ اور راہ راست پہ چلنے کی توفیق عطا فرماوے۔ بخصوصًا مدینہ طیبہ کے راستہ کی۔ کیونکہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔

کنز العمال ۶/۲۴۸ { مَنِ اسْتَطَاعَ اَنْ یَّمُوْتَ بِالْمَدِیْنَۃِ فَلْیَفْعَلْ فَاِنِّیْ اَشْفَعُ لِمَنْ یَّمُوْتُ بِھَا (جو شخص مدینہ میں مرنے کی طاقت رکھے تو چاہیئے کہ ایسا کرے۔ کیونکہ میں یہاں مرنے والوں کی شفاعت کروں گا)۔

اِس حدیث پاک سے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے شفیع مطلق ہونے کی زبردست دلیل ہے۔ وہابیہ چونکہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی سفارش کے اور امداد کے منکر ہیں اس واسطے اُن کا خیال ہے کہ شاید اگر وہاں جان نکل گئی ایسا نہ ہو کہ آپ ہماری بھی امداد فرمائیں۔ لیکن یہ اُن کا خیال غلط ہے۔ کیونکہ جب تک کہ وہ اپنے وجودوں سے حسد کو نکال کر نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی محبّت میں سرشار ہو کر بنیّتِ صحیحہ مدینہ طیبہ نہ جائیں۔ تب تک مومن نہیں۔ اور جب تک مومن نہ ہو تب تک شفاعت نصیب نہیں۔ چوتھی وجہ روضۂ اطہر سے منع کرنا اس سبب سے ہے کہ آپ نے فرمایا۔

بخاری شریف ۱/۱۵۹ کنز العمال ۶/۲۵۴ مسلم شریف ۲/۲۴۶

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ مَا بَیْنَ قَبْرِیْ وَمِنْبَرِیْ رَوْضَۃٌ مِّنْ رِّیَاضِ الْجَنَّۃِ (ابی ہریرہؓ سے روایت ہے۔ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ میری قبر اور میرے منبر کے درمیان جنّت کے باغوں سے ایک باغ ہے)۔

اللہ تعالےٰ جس مسلمان کو جنّت سے بے نصیب رکھنا چاہتا ہے تو اُس کو اِس ریاضِ جنّت سے بے نصیب رکھتا ہے۔

وہابی "نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لَا تَجْعَلُوْا قَبْرِیْ عِیْدًا" میری قبر کو عید نہ بناؤ۔ اس حدیث پر عمل کرنے کے واسطے ہم نہیں جاتے۔

"محمد عمر" اس کا مطلب تم نے سمجھا ہی نہیں۔ کیونکہ اس حدیث کا مطلب" میری قبر کو عید نہ بناؤ" یہ ہے کہ عید چونکہ سال بسال آتی ہے۔ جیسا کہ مثال مشہور ہے کہ جو دوست دیر سے ملے اُسے کہا جاتا ہے کہ تُو عید کا چاند بن گیا ہے۔ یعنی دیر سے پہنچا ہے یہی مطلب لَا تَجْعَلُوْا قَبْرِیْ عِیْدًا" کا ہے یعنی میری قبر پر دیر سے نہ پہنچنا بلکہ بفرمان الٰہی وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ کو یاد رکھنا اور اسی پر عمل کرنا۔ جب گناہ کرو، جُرم کرو تو عید کی طرح دیر سے نہ آنا بلکہ جلدی پہنچنا۔

دوسرا مطلب یہ ہے جو عید میں لوگ فاخرانہ لباس پہن کر جاتے ہیں۔ کیونکہ انہیں گناہ کی بخشش پر ناز ہوتا ہے۔ کہ ہم رمضان میں گناہ سے پاک ہو چکے ہیں اور عید میں شامل ہوا ہے۔ لہٰذا آپ نے روضۂ اطہر پر آنے والے کو ایسی عید منانے سے روکا کہ میری قبر کو عید نہ بناؤ۔ یعنی فاخرانہ لباس پہن کر میرے دربار میں حاضری نہ دینا بلکہ مجرمانہ حیثیت سے اپنے آپ کو ظالم سمجھتے ہوئے وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ کا نقشہ ذہن میں رکھتے ہوئے حدودِ مدینہ طیبہ میں داخل ہو کر جَآءُوْكَ پر عمل کرنا تاکہ ملائکہ بھی تم کو پاک کر کے دربارِ رسالت کے لائق بنا دیں۔ اور جبرئیل علیہ السلام کی طرح ایسے مؤدبانہ داخل ہونا۔ کہ دربارِ اقدس میں حاضر ہوتے ہی وَيُزَكِّيْهِمْ کے اصول سے تمہاری صفائی جلدی ہو جائے۔

تیسرا مطلب یہ ہے جیسے تم عید میں تکبیریں پڑھتے ہو تاکہ ملائکہ کو معلوم ہو جائے کہ یہ عید منا رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ لَا تَجْعَلُوْا قَبْرِیْ عِیْدًا" یعنی عید کی طرح بلند آواز سے میری جنت کے پاس صلوٰۃ وسلام اور دعائیں نہ پڑھنا۔ بلکہ آہستہ اور عجز سے آواز نکالنا۔ تاکہ ایسا نہ ہو کہ بجائے تزکیہ اور بخشش کے پچھلی عبادت بھی اَنْ

تحبط اعمالکم کے رُو سے ضائع کر جاؤ۔

وہابی "حدیث شریف میں آتا ہے لا تجعلوا قبری وثنا یعبد (میری قبر کو بُت نہ بنانا جس کی عبادت کی جاتی ہے) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی قبر پر متواتر جانے اور تعظیم کرنے سے منع فرمایا ہے۔ جیسا کہ بُت پرست کرتے ہیں۔ اور وہی تمہارا عمل ہے۔

محمد عمر "سُبحان اللہ۔ جناب تم نے تو علمِ غیب کا اپنی زبان سے اقرار کرلیا کہ آپ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو علمِ غیب ضرور حاصل تھا لیکن مذہبی تعصب سے زبانی اقرار نہیں کرتے۔ اور اس حدیث کے مطلب کو غلط بیان کرکے عوام کی آنکھوں میں جادو کا کام کر رہے ہو۔ ہاتھی کے دانت دکھانے کے اور کاٹنے کے اور۔ کیونکہ حدیث پاک کا مطلب یہ ہے کہ میری قبر کو بُت نہ بنانا۔ اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ بُت کسے کہا جاتا ہے اور بُت کیوں فرمایا۔ ابراہیم علیہ السلام نے بُت کے صفات بیان فرمائے۔ یٰٓاَبَتِ لِمَ تَعْبُدُ مَا لَا یَسْمَعُ وَلَا یُبْصِرُ وَلَا یُغْنِیْ عَنْكَ شَیْئًا (اے میرے باپ تو اُس چیز کی کیوں عبادت کرتا ہے جو نہ سُنتی ہے نہ دیکھتی ہے اور نہ تجھ سے کسی تکلیف کو دور کرتی ہے) ثابت ہوا کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو علم غیب حاصل تھا۔ کہ ابھی وہ قوم پیدا ہی نہیں ہوئی جو آپ کی قبر کو بُت سمجھے گی۔ لیکن آپ نے تیرہ سو سال پہلے ارشاد فرما دیا۔ کہ تم میری قبر کو بت نہ سمجھنا۔ یعنی جیسا کہ بُت نہیں سُنتا۔ میری قبر کو ایسے نہ سمجھنا۔ کیونکہ میں سُنتا ہوں اور بعد از وصال بھی سُنتا رہوں گا۔ اور بُت دیکھ نہیں سکتا۔ میری قبر کو بُت نہ سمجھنا۔ بلکہ مجھے قبر میں بھی بصارت والا سمجھنا۔ کیونکہ میں قبر میں بھی بصیر رہوں گا۔ پھر فرمایا بُت نہ سمجھنا۔ یعنی جیسا کہ بُت پرست سے بُت کسی تکلیف کو دُور نہیں کر سکتا ایسا مجھے نہ سمجھنا کیونکہ میں رحمۃ للعالمین ہوں۔ تمہاری ہر تکلیف کو دُور کرتا رہونگا۔ حضور اکرم صلے اللہ علیہ

وسلم اگر سمیع نہ ہوں تو اللہ کا درود اور ملائکہ کا کیسے سن سکتے ہیں اور آپ کی چونکہ شان میں شاھداً اللہ تعالےٰ فرما چکے ہیں - اس واسطے آپ کا مشاہدہ بھی ضروری ہے - اور کوئی وقت مشاہدے سے خالی نہیں - اور آپ لوگوں سے بہر طور خصوصاً مومنین کا تزکیہ نفس فرما کر اور عَزِیْزٌ عَلَیْہِ مَا عَنِتُّمْ سے لوگوں کی مشکل کشائی فرماتے ہیں - نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے تو اس حدیث کو بیان فرما کر تمہارا ایسا رد کیا اور اپنے علم کا ایسا اظہار فرمایا کہ تمہارے تمام عقیدے کو فَاِذَا ھُوَ زَاھِقٌ سے معاملہ صاف کر دیا - اور پھر عام قبور کے متعلق نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ادب کا سبق سکھایا -

ابوداؤد ۲/۱۰۴ } عن ابی ھریرۃ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لَاَنْ یَّجْلِسَ اَحَدُکُمْ عَلٰی جَمْرَۃٍ فَتُحْرِقَ ثِیَابَہٗ حَتّٰی تَخْلُصَ اِلٰی جِلْدِہٖ خَیْرٌ لَّہٗ مِنْ اَنْ یَّجْلِسَ عَلٰی قَبْرٍ (ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے تم سے کوئی آگ پر بیٹھ جائے تو اس کے کپڑوں کو آگ جلا دے یہانتک کہ آگ اس کے چمڑے تک پہنچ جائے اس کے واسطے بہتر ہے اس سے کہ قبر پر بیٹھے)

دوسری حدیث میں مذکور ہے فَاِذَا رَجُلٌ تَمْشِیْ فِی الْقُبُوْرِ عَلَیْہِ نَعْلَانِ فَقَالَ یَا صَاحِبَ السِّبْتِیَّتَیْنِ وَیْحَکَ اَلْقِ سِبْتِیَّتَیْکَ (تو اچانک ایک آدمی قبور میں مع جوتوں کے جا رہا تھا - تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا - او جوتوں والے افسوس ہے تجھ پر اپنے جوتے اتار دے) یہ ہیں آدابِ قبور جو قبرستان میں آپ جوتا لے کر بھی چلنے نہیں دیتے ایسا ادب حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا - کیا بقول تمہارے آپ نے لیٹے ہوئے بتوں کی تعظیم فرمائی - بیت اللہ کو تو بتوں سے ایسا صاف فرمائیں کہ قیامت تک وہاں بت نظر نہیں آئیں گے - اور اہل قبور کی قبور کا احترام نبی صلے

اللہ علیہ وسلم نے پُرزور فرمایا۔ اور مسلمانوں کو بت شکن بنا کر انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام کے مزارات پر ڈھونڈھ ڈھونڈھ کر سے زیارت کا حکم جاری فرمایا۔ تاکہ انبیاء اور اولیاء کی قبور کی زیارت کر کے مسلمانوں کے دلوں میں خشیت الٰہی پیدا ہو جائے۔ ہاں البتہ دیوبندیوں اور وہابیوں کی قبریں بموجب تمہارے عقیدہ کے ضرور بت ہیں۔ کیونکہ اُن کے باشندے دنیا میں بھی ایسے ہی تھے جیسے قبور میں۔

غیر مقلدین وہابیوں کی فقہ کے مسائل

۱۔ فقہ محمدیہ کلاں مصنفہ محمد ابوالحسن مصنف فیض الباری ص ۱۲-۱۳

پیشاب اور جماع کے وقت ذکر کرنا مکروہ تنزیہی ہے تحریمی نہیں اگر کوئی ایسی حالت میں اللہ کا ذکر کرے تو گنہگار نہیں ہوتا۔ پاخانے کے وقت قبلے کی طرف منہ کرنا اور پیٹھ دینا مطلق جائز ہے۔ یعنی خواہ عمارتوں میں ہو یا میدان میں۔

۲۔ فقہ محمدیہ کلاں ص ۱۲-۱۳ } جماع کے وقت قبلے کی طرف منہ کرنا جائز ہے۔ خواہ عمارتوں میں ہو یا میدان میں۔

۳۔ فقہ محمدیہ کلاں ص ۲۳ } جب بچہ عورت کی فرج سے باہر نکلے اور اُس پر فرج کی رطوبت ہو تو وہ بھی پاک ہے۔

۴۔ فقہ محمدیہ کلاں ص ۲۴ } پاک ہے جوٹھا کل درندے کا اور وہابیہ کے نزدیک خنزیر کا جوٹھا پاک ہے۔

۵۔ فقہ محمدیہ کلاں ص ۳۶ } ہر جانور کا چمڑا رنگنے سے پاک ہو جاتا ہے یہاں تک کہ کتے اور خنزیر کا بھی چمڑے

کا ظاہر بھی پاک ہو جاتا ہے اور باطن بھی۔

۶۔ فقہ محمدیہ کلاں ص۳۷ | چمڑا اُڑ کر رنگنے کی جگہ میں جا پڑے تو پاک ہو جاتا ہے۔

۷۔ فقہ محمدیہ کلاں ص۴۰
عرف الجادی ص۱۰ | انسان کی منی پاک ہے۔ امام مالکؒ اور امام ابو حنیفہؒ کہتے ہیں کہ انسان کی منی ناپاک ہے۔ منی ہرچند پاک است۔

۸۔ فقہ محمدیہ کلاں ص۴۱ | زیادہ تر صحیح قول یہ ہے کہ کتے اور خنزیر کے سوا اور سب جانوروں کی منی پاک ہے۔

۹۔ فقہ محمدیہ کلاں ص۴۱ | عورت کی شرمگاہ کی رطوبت پاک ہے۔

۱۰۔ فقہ محمدیہ کلاں ص۶۱ | اگر قُبل اور دُبر کے سوا کسی اور جگہ سے خون نکلے تو اس سے وضو نہیں ٹوٹتا۔ اگر جاری ہو خون سر سے پاؤں تک۔

۱۱۔ فقہ محمدیہ کلاں ص۶۱ | اور اسی طرح نہیں ٹوٹتا وضو نکسیر پھوٹنے سے کہ وہ بھی مانند خون کے ہے۔

۱۲۔ فقہ محمدیہ کلاں ص۶۲ | اسی طرح وضو نہیں ٹوٹتا سنگی لگواتے سے۔

۱۳۔ فقہ محمدیہ کلاں ص۶۵ | اگر سارا حشفہ غائب نہ ہو یعنی بلکہ بعض غائب ہوا اور بعض باہر رہے۔ تو اس

کے ساتھ کوئی حکم متعلق نہیں ہوتا۔ نہ اس پر غسل واجب ہوتا ہے اور نہ کوئی اور حکم اس کے ساتھ متعلق ہوتا ہے (یعنی حد نہیں لگتی اور وضو بھی نہیں ٹوٹتا)

۱۴۔ فقہ محمدیہ کلاں حصہ دوم ص۱۰۶ { اور جائز ہے عزل کرنا عورت سے۔

۱۵۔ روضہ الندیہ ص۲۳۶ { وَيَجُوْزُ اِرْضَاعُ الْكَبِيْرِ وَلَوْ كَانَ ذَا لِحْيَةٍ (اور جائز ہے بڑے کو دودھ پلانا۔ اگرچہ داڑھی والا ہو)

۱۶۔ فقہ محمدیہ کلاں ص۱۴۶ { لڑکے اور لڑکی کا نماز میں اٹھانا جائز ہے برابر ہے کہ فرضی نماز یا نفل ہو اور برابر ہے کہ امام ہو یا مقتدی یا اکیلا۔ اور اسی طرح نماز میں اٹھانا ہر جانور پاک کا پرندے اور بکری وغیرہ ہے۔

(وہابیہ کے نزدیک امام مسجد وہابی جماعت بھی کرائے اور محلہ کے بچے بھی کھلائے تو نماز پڑھائے۔ اگر امام وہابی بٹیر بازی یا مرغ بازی نماز میں کرے تو مقتدیوں کو کوئی اعتراض نہیں) اور نہ نماز میں حرج ہے۔

قرآن کریم :- قُوْمُوْا لِلّٰهِ قَانِتِيْنَ (کھڑے ہو تم اللہ ہی کیواسطے فرمانبرداری کرنے والے)

قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلٰوتِهِمْ خَاشِعُوْنَ وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ (تحقیق خلاصی پائی اُن مومنوں نے جو اپنی نماز میں خشوع کرنے والے ہیں۔ اور وہ لوگ وہی لغو سے منہ پھیرنے والے ہیں)

۱۷۔ فقہ محمدیہ کلاں ص۱۵۷ { اگر عورت مرد کے ساتھ کھڑی ہو جاوے تو جمہور علماء کے نزدیک اس کی نماز بھی

نہیں ٹوٹتی۔ اور حنفیہ کہتے ہیں کہ اگر مرد عورت کے برابر کھڑی ہو جائے تو مرد کی نماز ٹوٹ جاتی ہے۔

(آج کل مخلوط تعلیم سے لوگ گھبراتے ہیں چہ جائیکہ مخلوطی نماز ہو)

۱۸۔ عرف الجادی ص۱۰ } پس دعوے انجس عین بودن سگ و خنزیر و پلید بودن خمر و دم مسفوح

و عیون مردار ناتمام است۔ پس کتے اور خنزیر کو نجس عین کہنا اور شراب اور خون بہنے والے اور عین مردار کا پلید ہونا صحیح نہیں۔

۱۹۔ عرف الجادی ص۱۱ } طہارت پاپوش آلودہ بنجاست ہمیں سودنش بزمین است و بس در آں نماز گزاردن بمسجد

درآمدن رواست و جائز است تا ذین محدث دنجاست سے لتھڑی ہوئی جوتی کا پاک ہونا یہی ہے کہ اس کو زمین سے رگڑا جاوے اور بس اسی میں نماز ادا کرنی اور مسجد میں داخل ہونا جائز ہے۔ اور جنبی اذان کہہ سکتا ہے،

غیر مقلدین وہابیوں کے نزدیک اپنے نطفے کی لڑکی سے نکاح جائز ہے

۲۰۔ عرف الجادی ص۱۰۹ } و نیست وجہ برائے منع نکاح با دختریکہ ایں کس با مادرش زنا کردہ وایں دختر بنت

شرعی نیست تا داخل باشد زیر قولہ تعالےٰ وَبَنَاتُکُمْ و نیز آن لغت کہ اسم بنت لاحق مخلوقہ بماء اوست زیرا کہ ایں طوق اگر بشرح است باطل است و اگر مراد آنست

کہ غیر شرعی است پس مضر نیست۔ چہ اگرچہ مخلوق از آب او ست لیکن آب نہ آبے ست کہ بداں لحوق نسب ثابت شدہ بلکہ آبے است کہ صاحب او را اجز جر دیگر حاصل نیست۔

۲۱۔ نزل الابرار ۲ / ۲۱ } فَلَوْ زَنَا بِامْرَأَةٍ تَحِلُّ لَهُ اُمُّهَا وَبِنْتُهَا وَكَذَالِكَ اَبْنُهُ بِامْرَأَةٍ تَحِلُّ لِاَبِيْهِ وَكَذَالِكَ لَوْزَنَا اَبُوْهُ بِامْرَأَةٍ فَتَحِلُّ لِابْنِهٖ (اور اگر کسی شخص نے کسی عورت کے ساتھ زنا کیا تو اُس کے واسطے اُس کی ماں اور اُس کی بیٹی حلال ہے۔ اور اسی طرح اُس کا بیٹا ایسی عورت کے ساتھ جو اُس کے باپ کے لئے حلال ہے۔ اور اسی طرح اگر کسی کے باپ نے عورت کے ساتھ زنا کیا تو وہ عورت اُس کے بیٹے کے لئے بھی حلال ہے)

وہابیہ کے نزدیک مُشت زنی واجب ہے

۲۲۔ عرف الجادی ص ۲۰۷ } بالجملہ استنزال منی بکف یا بچیزے از جمادات نزد دعا حاجت مباح است۔ بلکہ گاہے واجب گردد (الحاصل منی کا ہاتھ سے نکالنا یا کسی سخت چیز سے بوقت حاجت جائز ہے۔ بلکہ کبھی واجب ہو جاتا ہے)

وہابیہ کے نزدیک بجو کھانا جائز ہے

۲۳۔ عرف الجادی ص ۲۳۵ } بجو صید است (بجو شکار ہے)

وہابیہ کے نزدیک کتا کنوئیں میں گر جائے تو کنواں پاک ہے۔ بشرطیکہ رنگ، بُو و مزہ نہ بدلے

۲۴۔ فتاوی نذیریہ $\frac{1}{200}$ ｝ سوال چہ فرمائند علماء دین دریں مسئلہ کہ اگر سگ در چاہ اُفتد چہ حکم است بینو۔

الجواب:۔ حکم چاہ مذکور آنست کہ اگر آب آں چاہ از افتادن سگ متغیر نہ شدہ است بلکہ بر حال خود است آں چاہ طاہر است۔

سوال:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اگر کتا کنوئیں میں گر پڑے کیا حکم ہے بیان کرو۔

الجواب:۔ کنوئیں مذکور کا حکم یہ ہے کہ اگر پانی اس کنوئیں کا کتا گرنے سے متغیر نہ ہووے بلکہ اپنی حالت پر ہے وہ کنواں پاک ہے۔

۲۵۔ فتاوی نذیریہ ص ۲۴۸ ｝ سجدۂ تلاوت بے وضو نیز ثابت است (سجدۂ تلاوت بے وضو بھی جائز ہے)

۲۶۔ اخبار اہلحدیث ۲۱ محرم ۱۳۳۱ھ۔ مولوی ثناء اللہ نے دادی اور نانی کے ساتھ نکاح کرنے کو مباح اور جائز کر دیا۔ اور سوتیلے بھانجہ کی پوتی سے نکاح جائز کر دیا۔

(بحوالہ کتاب التوحید والسنہ مصنفہ عبد الاحد وہابی خانپوری)

عرف الجادی ص ۳۷ ｝ وہابیہ کے نزدیک عورت امام مقرر ہو سکتی ہے۔

وہابیہ کے نزدیک ساس سے جماع کرے تو عورت خود حرام نہیں ہوتی۔ اور

ساس سے نکاح جائز ہے۔

۲۷۔ نزل الابرار ۲/۲۹ { وَلَوْ جَامَعَ أُمَّ امْرَأَتِهٖ لَا تَحْرُمُ عَلَيْهِ امْرَأَتُهُ (اور اگر کسی نے اپنی ساس سے جماع کیا تو اس پر اُس کی عورت حرام نہیں ہوتی)

۲۸۔ نزل الابرار ۲/۲۸ { وَكَذَالِكَ لَوْ جَامَعَ زَوْجَةَ ابْنِهٖ لَا تَحْرُمُ عَلَى ابْنِهٖ (اور اگر کسی شخص نے اپنے سگے بیٹے کی بیوی کے ساتھ جماع کیا تو اُس کے بیٹے پر حرام نہیں ہوتی)۔

وہابیہ کے نزدیک کنجری بازی جائز ہے

۲۸۔ نزل الابرار ص۳۳ { وَنِكَاحُ الْمُتْعَةِ وَالْمُوَقَّتِ وَكَذَالِكَ لِبَعْضِ أَصْحَابِنَا فِي نِكَاحِ الْمُتْعَةِ فَجَوَّزُوْهَا لِأَنَّهُ كَانَ ثَابِتًا۔ وَقَدْ وَقَعَ الْإِجْمَاعُ عَلَيْهِ (اور نکاح متعہ اور وقت مقرر کر کے نکاح کرنا جائز ہے۔ اور اسی طرح ہمارے بعض اصحاب نے نکاح متعہ کو جائز رکھا ہے اس واسطے کہ وہ ثابت ہے۔ اور اس پر اجماع واقع ہے)

وہابی "تم نے ہمارے مذہب کے پول نکالے ہیں۔ لہٰذا میں تمہارے مذہب کے پول بھی ظاہر کرتا ہوں۔ ہدایہ میں لکھا ہے کہ جو شخص اپنی ماں بہن سے نکاح کرے تو امام ابوحنیفہ کے نزدیک اُس پر حد واجب نہیں۔ خواہ اس کے ساتھ اُس نے وطی بھی کی ہو۔ اور اُس کو جانتا بھی ہو۔

محمد عمر "جناب عرض یہ ہے کہ واقعی امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا ہے اس واسطے کہ حدِ شرعیہ اُس شخص کے واسطے ہوتی ہے

جو شریعت کی حد میں رہ کر جرم کرے۔ کیونکہ جب اُس پر شرعی حد لگ جاتی ہے۔ تو وہ شخص گناہ سے پاک ہو جاتا ہے۔ والدہ اور ہمشیرہ وغیرہ کے ساتھ وطی کرنے والا چونکہ ایمان سے نکل جاتا ہے۔ اس واسطے وہ شرعی حد سے پاک نہیں ہو سکتا۔ جیسا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی فرمایا ہے:۔

بیہقی شریف ج ۸ ص ۲۳۴ ابن ماجہ ۱۸۷ } عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مَنْ وَقَعَ عَلٰی ذَاتِ مُحْرَمٍ فَاقْتُلُوْهُ (ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو شخص ذی محرم سے زنا کرے تو اُس کو قتل کر دو)

چنانچہ فتح القدیر وغیرہ میں بھی یہی فیصلہ کیا گیا ہے۔ جس سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ زنا کی دونوں حدوں سے اُس کو کوئی حد نہیں لگائی گئی۔ بلکہ شریعت کی حد توڑنے کی سزا قتل مقرر کی ہے۔

"وہابی" تمہاری کتب فقہ میں لکھا ہے کہ اگر کوئی شخص مجنونہ یا صغیرہ سے زنا کرے تو حد نہیں لگائی جاتی۔

"محمد عمر" غلط ہے۔

ہدایہ ج ۱ ص ۴۹۴ } وَاِنْ زَنٰی صَحِیْحٌ بِمَجْنُوْنَةٍ اَوْ صَغِیْرَةٍ تُجَامَعُ مِثْلُهَا حُدَّ الرَّجُلُ خَاصَّةً وَهٰذَا بِالْاِجْمَاعِ

(اگر صحیح نے دیوانی کے ساتھ زنا کیا یا صغیرہ سے جو قابل جماع ہو تو آدمی کو خود حد لگائی جاویگی۔ اور یہ تمام احناف کا اتفاقی مسئلہ ہے)۔

"وہابی" تمہاری فقہ میں لکھا ہے کہ جس شخص نے چارپائے سے وطی کی تو اُس پر حد نہیں۔

"محمد عمر" واقعی اُس پر حد نہیں۔ کیونکہ اُس پر زنا کی تعریف صادق نہیں آتی۔

اس واسطے کہ شریعت میں زنا کہتے ہیں آدمی کا وطی کرنا عورت غیر مملوکہ کی قبل میں۔ اور اس وطی سے اس کو سزا دی جائے گی۔ ملاحظہ ہو۔

ہدایہ ۱/۴۹۵ { اَنَّہٗ لَعَنَّ رُلِمَا بَیَّنَا اَنَّ مَنْ اَتٰی بَہِیْمَۃً فَاقْتُلُوْہُ وَاقْتُلُوْھَا (اس کو سزا دی جائے گی۔ جیسا کہ ہم نے بیان کیا۔

یعنی جس نے چوپائے سے وطی کی تو اس آدمی کو بھی اور چوپائے کو بھی قتل کرو) حدیث پاک میں بھی نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے یہی سزا فرمائی ہے۔

بیہقی شریف ۸/۲۳۴ { مَنْ وَقَعَ عَلٰی بَہِیْمَۃٍ فَاقْتُلُوْہُ (جو شخص چارپائے سے زنا کرے تو اس کو قتل کر دو)

وہابی " تمہارے مذہب حنفی میں متعہ جائز ہے۔ دیکھو ہدایہ وَتُسْتَحَبُّ الْمُتْعَۃُ لِکُلِّ مُطَلَّقَۃٍ ہر مطلقہ کو متعہ مستحب ہے۔

"محمد عمر" لعنۃ اللہ علی الکاذبین
دیکھئے آپ کا بہتان۔

ہدایہ ص ۳۰۴ { وَتُسْتَحَبُّ الْمُتْعَۃُ لِکُلِّ مُطَلَّقَۃٍ اِلَّا مُطَلَّقَۃً وَّاحِدَۃً وَھِیَ الَّتِیْ طَلَّقَھَا الزَّوْجُ قَبْلَ الدُّخُوْلِ بِھَا وَقَدْ سَمّٰی لَھَا مَھْرًا (اور متعہ مستحب ہے ہر مطلقہ کو سوائے ایک طلاق کے اور وہ عورت ہے جسکو خاوند نے قبل دخول طلاق دی۔ اور اس کے لئے مہر مقرر کیا معلوم ہوا کہ یہاں سامان مراد ہے۔ دیکھئے (ہ ۳۰) میں لکھا ہے وَالْمُتْعَۃُ ثَلٰثَۃُ اَثْوَابٍ مِنْ کِسْوَۃِ مِثْلِھَا وَھِیَ دِرْعٌ وَّخِمَارٌ وَّمِلْحَفَۃٌ (اور متعہ تین کپڑے ہیں یعنی سامان اور وہ کرتہ ہے اور دوپٹہ اور چادر) حکم متعہ اس سے زیادہ صاف ملاحظہ ہو۔ ہدایہ اولین (۲۹۲) وَنِکَاحُ الْمُتْعَۃِ بَاطِلٌ (نکاح متعہ باطل ہے) ہاں البتہ تمہارے مذہب میں متعہ جائز ہے۔ اپنے مذہب کا عمل ہم پر

چسپاں کرتے ہو۔ دیکھئے نزل الابرار صفحہ ۳۳ جو پہلے گزر چکا ہے ملاحظہ ہو۔ اور یہ مذہب روافض کا شعار ہے۔ اسی واسطے آپ کو حضرت پیر پیراں صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے روافض کی ایک جماعت سے شمار کیا ہے۔ ملاحظہ ہو غنیۃ الطالبین ص۲۱۷ اما الروافضۃ فتفرقت اربع عشرۃ فرقۃ القطعیۃ و الکیسانیۃ والکربیۃ و المغیریۃ والمحمدیۃ الخ اور محمدی تم خود لکھواتے ہو۔ دیکھئے آپ کے امام و مقتدا مولوی محمد اسمٰعیل صاحب ایضاح الحق میں فرماتے ہیں :۔ خود را از ملکان جند محمدی باید ساخت۔ یعنی اپنے آپ کو محمدی لشکر میں منسلک کرو اور۔

معیار الحق مصنفہ مولوی نذیر حسین ص۸۱ :۔ آئمہ اہل سنت را برحق مے داند وخود را محمدی مے گوید (آئمہ اہل سنت کو برحق جانے اور اپنے آپ کو محمدی کہلائے)

تجلی آسمانی ص۲۹ :۔

یعنی جیہڑا ہوگ محمدی اوہ جنت وچہ جاوے ۔۔۔ باجھ محمدیاں دے سبھنوں دوزخ حکم سناوے

حضرت پیر پیراں صاحب رحمۃ اللہ علیہ جن کی غنیۃ الطالبین کو پڑھ کر محظوظ ہوتے ہو وہ تم کو جو محمدی ہونے کے دعویدار ہو فرقہ ناجیہ سے خارج کر رہے ہیں۔ چونکہ آپ کو محمد بن عبدالوہاب نجدی کے متبعین محمدی کہلانے والوں کا غیبی علم تھا۔ اسواسطے انہوں نے محمدی کہلانے والوں کو پہلے ہی فرقہ ناجیہ سے خارج کر دیا۔ کیونکہ وہابیوں کا محمدی کہلانا اس بنا پر نہیں کہ وہ اپنے آپ کو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ بلکہ اپنے آپ کو محمد بن عبدالوہاب کی طرف منسوب کرتے ہوئے محمدی کہلاتے ہیں۔ جیسا کہ قادیانی اپنے آپ کو غلام احمد قادیانی کی طرف منسوب کرتے ہوئے احمدی کہلاتے ہیں۔ جو ناواقف کو دھوکا ہوتا ہے۔ ایسے ہی تمہارا بھی محمدی کہلانا

عوام الناس کو دھوکا دیتا ہے۔

پھر دوسری جگہ بھی حضرت غوث الاعظمؓ نے تمہارے برخلاف فتویٰ دیا ہے۔

غنیۃ الطالبین ص۳۸ | روی عبد اللّٰہ بن عمر عنھما انّہٗ قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم

لَیْسَ مِنَّا مَنْ حَلَقَ الشَّارِبَ۔ وَلِاَنَّ فِیْ ذَالِکَ مُثْلَۃٌ وَذِھَابًا لِمَاءِ الْوَجْہِ وَجَمَالُہٗ فِیْ بَقَاءِ اُصُوْلِ الشَّعْرِ زِیْنَۃٌ وَجَمَالٌ۔

(عبد اللہ بن عمرؓ عنہما سے روایت ہے۔ کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے۔ جس شخص نے مونچھیں منڈائیں وہ ہم سے نہیں ہے اور اس واسطے کہ اس میں بھونڈا پن ہے۔ اور چہرے کی رونق چلی جاتی ہے۔ اور چہرے کی خوبصورتی اور زینت مونچھوں کی جڑوں کو باقی رکھنے میں ہے)

اب تم اپنے گریبان میں منہ ڈال کر سوچو کہ تمام فرقہ وہابیہ عموماً مونچھیں منڈواتے ہیں۔ کیا نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی اُمّت میں داخل ہیں یا خارج۔ باقی قابل غور یہ امر ہے کہ یہ فرقہ یا یہ عقیدہ کب سے شروع ہوا ہے۔

سب سے پہلا محض کوری توحید کا قائل انبیاء اور اولیاء کا حاسد اور اُن کے مقابلہ میں اپنے آپ کو اَنَا خَیْرٌ مِّنْہُ کی رٹ لگانے والا اور اپنے علم سے انبیاء کے علم کو کم سمجھنے والا اور عبادتِ الٰہیہ کا پرانا دعویدار ابلیس تھا۔ جو اپنے نفس کے مقابلے میں نبی ولی کی عزت کو کم سمجھنے لگا۔ تو اللہ تعالےٰ نے اُس کی تمام عبادت حبط کر کے فَاخْرُجْ مِنْهَا فَاِنَّکَ رَجِیْمٌ کا فتویٰ دے کر نکال دیا۔ اور راندۂ درگاہ بنا دیا۔ چنانچہ وہ موحّدِ متکبر باوجود مردود و ملعون ہونے کے اکڑ کر پھرتا رہا۔ جیسا کہ آجکل بھی بعض مُصَلّی سنتِ ابلیسی کو ادا کرتے ہوئے سینہ تان کر قائمین کے حکم کے برخلاف کھڑے ہوتے ہیں بعد ازاں کفارِ مکہ جو ابلیس کے مرکزی ممبر تھے انہوں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے برخلاف میٹنگ کی۔

اور اُس مقام کا نام جہاں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے برخلاف مجلس شوریٰ قائم کی جاتی تھی دار الندوہ سے موسوم کیا۔ جیسا کہ آجکل ہندوستان میں بھی اُن کے متبعین نے سنت کو رائج کرتے ہوئے حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی ہتک کا اشاعتی مرکز کھول کر دار الندوہ مقرر کیا ہوا ہے۔ تو اُس مکہ معظمہ کے کفار کی مجلس شوریٰ میں ابلیس بھی اپنے محبوب نجدی کی شکل میں متشکل ہو کر مکہ کے دار الندوہ میں پہنچا تو ہر ایک نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے برخلاف آپ کے مذہب کو مٹانے کے لیے مشورے پیش کیے۔ تو ابلیس بشکل نجدی بولا۔ کہ میں بھی مشورہ دے سکتا ہوں؟ تمام حیران ہو گئے کہ یہ مشورہ دینے والا کون ہے۔ ابوجہل نے اُس سے سوال کیا تو اُس نے جواب دیا کہ اَنَا شَیْخٌ مِّنْ اَھْلِ نَجْدٍ میں نجدی بزرگ ہوں " ابلیس کو بھی بشکل نجدی ظاہر ہونا پسند آیا"۔ تو ابوجہل نے مشورہ دریافت کیا۔" ابوجہل کو بھی یقین تھا کہ جتنی مخالفت اور عناد نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے نجدیوں کو ہے اتنی ہمیں بھی نہیں" ابلیس نے کہا کہ جب تک تم اُس کو قتل نہ کرو گے تم کامیاب نہیں ہو سکتے۔ تمہاری حکومتیں چھین لے گا۔ تمہاری عزتیں جاتی رہیں گی۔ اَلَمْ تَرَ حُسْنَ حَدِیْثِہٖ کیا تم نے اُس کی اچھی اچھی باتوں کا ملاحظہ نہیں کیا وَحَلَاوَۃَ مَنْطِقِہٖ اور اُس کی کلام کی مٹھاس نہیں دیکھی وَغَلَبَتِہٖ عَلٰی قُلُوْبِ الرِّجَالِ بِمَا یَاْتِیْ بِہٖ اور وہ قرآن کی برکت سے لوگوں پہ چھایا ہوتا ہے۔ ابوجہل کو شیخ نجدی کی قتبیہ کا مشورہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے قتل کرنے والا پسند آیا تو ابوجہل نے چند آدمی ننگے سر حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے دروازے پر مسلح کھڑے کر دیے۔ تو اللہ تعالےٰ نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو ہجرت کا ارشاد فرمایا تو آپ نے سورہ یٰسین کی پہلی پانچ آئتیں پڑھ کر ایک مُشت مٹی اُن کی طرف پھینک دی چنانچہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم اُن کو تشریف لے جاتے ہوئے نظر نہ آئے ... اُن اشخاص قاتلین کی ہیبت

کذائیہ کو ادا کرتے ہوئے نجدی بھی ننگے سر نماز پڑھتا ہے۔ قیام بھی اُس کا اُسی طور کو متلزم ہوتا ہے۔ اور چونکہ اُن کے سر پر آپ نے مٹی ڈالی تھی۔ وہی نشانی آج تک اِن کے چہروں پر نمایاں ہو رہی ہے) یہ تمام واقعہ نجدی ار الندوہ کا تاریخ طبری ۲/۹۸ ابن ہشام ۲/۹۳ میں مذکور ہے۔ تاریخ کامل لابن اثیر ۲/۳۸

چنانچہ دوسرے مقام پر نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ اِنِّیْ اَخْشٰی اَھْلَ نَجْدٍ میں نجدیوں سے ڈرتا ہوں۔ قسطلانی ۶/۳۱۴ اور بخاری شریف ۲/۱۰۵۱ مشکوٰۃ شریف ص۵۸۲ میں مذکور ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے نجدیوں کے حق میں دعا نہیں فرمائی۔ بلکہ فرمایا کہ نجد سے فتنے اور زلزلے اٹھیں گے۔ اور قرن شیطان کا طلوع ہوگا اور آپ کا رُخ انور مشرق کی جانب تھا۔ آپ نے انگلی کے اشارے سے اَلْفِتْنَۃُ ھٰھُنَا اَلْفِتْنَۃُ ھٰھُنَا مِنْ حَیْثُ یَطْلُعُ قَرْنُ الشَّیْطَانِ (فتنہ یہاں سے ہوگا۔ جہاں سے قرنِ شیطان طلوع ہوگا) آپ کا اُس وقت علم غیب کی اطلاع دینا اِس وقت میں مِنْ وَعَنْ صحیح ہو رہا ہے۔

درر کامنہ

مصنفہ ابن حجر عسقلانی ص۱۴۵ ابن تیمیہ حرانی نے بعد ازاں ۶۹۸ھ میں صوفیائے کرام کے حق میں زبان درازی شروع کی۔ اور اس اُمت میں یہ نیا مسئلہ نکالا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کسی کے نفع نقصان کے مالک نہیں ہیں۔ اور نہ کچھ کر سکتے ہیں۔ لہذا اُن سے فریاد کرنا اور اُن سے امداد و شفاعت کی اُمید وابستہ رکھنا شرک ہے۔ اور یہ کہا کہ روضۂ اطہر پر سفر کر کے جانا شرک ہے۔ سب سے پہلا یہ شخص ہے جس نے ان مسائل کی بنیاد رکھی اور مسلمانوں کو مشرک کہا۔ چنانچہ روضۂ اطہر پر سفر کر کے جانے پر ابن تیمیہ سے تقی الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ سے مناظرہ ہوا۔ علامہ سبکی رحمۃ اللہ علیہ نے ابن تیمیہ حرانی کو بدلائل روضۂ اطہر پر سفر کر کے جانا ثابت کر دیا۔ ابن تیمیہ نے باوجود مغلوب ہونے کے توبہ نہ کی تو جلال الدین

قزوینی نے ابن تیمیہ کو قید کر دیا۔ بعد ازاں اُس کے توبہ کرنے پر بری کیا گیا۔ پھر بدلا۔ پھر قید ہوا تو بادشاہ کی طرف سے اعلان کیا گیا۔ کہ علماء کے اتفاق سے اس شخص کا عقیدہ درست نہیں ہے۔ لہٰذا مَنْ اعْتَقَدَ اِعْتِقَادَ ابْنِ تَیْمِیَّۃَ حَلَّ مَالُہٗ وَدَمُہٗ۔ جو تمہیں ابن تیمیہ کے عقیدے کا ملے اُس کا مال لوٹ لو اور اُس کو قتل کر دو۔ چنانچہ چند دن کے واسطے وہابیت روپوش ہو گئی۔ بادشاہ کے مرنے کے بعد احمد بن محمد ابن تیمیہ کے شاگرد نے جامعہ امیر حسین اور جامعہ عمر بن عاص میں ابن تیمیہ کے عقیدے کا وعظ کیا۔ درر کامنہ صـ ۳۰۲ میں لکھا ہے کہ منبر پر کھڑے ہو کر احمد بن محمد نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم اور بزرگوں کی شان میں گستاخانہ لفظ استعمال کئے تو اُس کو ناصر بادشاہ نے اپنے نائب کے سپرد کر دیا تو اُس نے عدالت میں ہی محمد بن احمد کو مار مار کر خون آلود کر دیا۔ اور گدھے پر اُلٹا سوار کر کے شہر میں پھرایا۔ اور اعلان کیا کہ یہ وہ شخص ہے جس نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی ہتک میں وعظ کیا ہے۔ پھر اُس کو بھی قید کیا گیا۔ دوسری جگہ ابن تیمیہ کے دوسرے شاگرد ابن قیم نے نے تیمی مذہب کی تبلیغ شروع کر دی اور درس و تدریس کا سلسلہ شروع کر دیا۔ چنانچہ انہی دونوں کے فتوے سے آجکل بھی وہابی اُن کی تقلید میں فتوے دیتے ہیں۔ ابن قیم وغیرہ تقلید کے برخلاف بھی کچھ کہنے پر تُل آئے۔ آہستہ آہستہ ابن تیمیہ کے عقیدے کا وھوال رہتا رہا۔ باوجود اس کے شاہانِ اسلام کی طاقت کے باعث علی الاعلان اس مذہب کی اشاعت نہ ہو سکتی تھی۔ یہاں تک کہ ۱۱۵۵ھ میں محمد بن عبدالوہاب نجدی نے ابن تیمیہ اور ابن قیم کی پرانی ضائع شدہ کتابوں کی اشاعت شروع کر دی۔ اور زور شور سے اس مذہب کی مستقل بنیاد رکھ دی اور اپنے آپ کو حنبلی مذہب کے نام کا پردہ ڈال کر تیمی مذہب کی اشاعت شروع کر دی۔ اور اپنے مذہب کی چند کتابیں کتاب التوحید و کشف الشبہات وغیرہما تصنیف کیں۔ اور ۱۱۴۳ھ میں قومی رضاکار بھرتی کر کے تمام نجد پر چھا گیا۔ چنانچہ تمام عرب پر ایسا مسلط ہو گیا۔ کہ جو مسلمان نبی صلے اللہ

علیہ وسلم کے روضہ اطہر کی زیارت کو جاوے یا انبیاء اولیاء اور صالحین کے وسیلہ کا اظہار کرے تو اس پر مشرک کا فتوے لگا کر محمد بن عبد الوہاب کے مخالف مذہب ہونے کی بنا پر اسکو قتل کیا جاتا۔ لیکن اللہ نے اس کے بھائی شیخ سلیمان کو اس کے مقابلے کے واسطے بنا دیا۔ جس نے تحریراً و تقریراً اپنے بھائی کا رد کیا۔ محمد بن اسمٰعیل یمنی نے محمد بن عبد الوہاب کی کتابوں کا مطالعہ کر کے وہابی مذہب کو قبول کر لیا۔ محمد بن اسمٰعیل یمنی نے یمن میں وہابیت کو کافی فروغ دیا۔ اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی ہتک میں کافی اشاعت کی۔ اس طرف ہند میں شاہ ولی اللہ صاحب ہندی ۱۱۱۴ھ میں پیدا ہوئے جو محمد بن عبد الوہاب نجدی سے ۹ برس چھوٹے تھے۔ شاہ صاحب نے اپنے والد ماجد سے تمام علوم حاصل کیے۔ شاہ صاحب کا عقیدہ حنفی تھا۔ اور انہوں نے اپنے باپ شاہ عبد الرحیم صاحبؒ کی ولایت کی جانشینی اختیار کی۔ شاہ صاحب کا نام احمد تھا۔ شہرت اس حد تک پہنچ گئی کہ کوئی شاہ ولی اللہ کہتا تھا کوئی قطب الدین کے لقب سے نوازتا تھا۔ چنانچہ آپکو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی محبت نے اتنا بھانپا کہ آپ نے ایک قصیدہ مدحیہ جس کا نام الطیب النغم فی مدح سید العرب و العجم تحریر فرمایا۔ جسکا ایک شعر تحریر کیا جاتا ہے ؎ ص۲۲

وَصَلّٰی عَلَیْکَ اللّٰہُ یَا خَیْرَ خَلْقِہٖ ‏ ‏ ‏ وَیَا خَیْرَ مَأْمُوْلٍ وَّیَا خَیْرَ وَاھِبٖ

خود ترجمہ فرماتے ہیں (یعنی رحمت فرستد بر تو خدا اے تعالے اے بہترین خلق خدا اے بہترین کسیکہ امید او داشتہ شود و اے بہترین عطا کنندہ) اور بزرگان دین کے تمام وظائف کا ہر روز ورد فرمایا کرتے تھے۔ جیسا کہ الانتباہ فی سلاسل اولیاء ایک کتاب لکھی جس میں لکھا کہ اوراد فتحیہ جس میں الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول بھی درج ہے۔ مجھے اجازت ہے میں پڑھتا ہوں۔ جواہر خمسہ بھی پڑھا کرتے تھے جس میں یا شیخ عبد القادر جیلانی شیئاً للہ موجود ہے اور ہر روز پڑھتے تھے۔ اچانک ارادہ حج آپ کو حجاز لے گیا

وہاں محمد بن عبد الوہاب نے دیکھا کہ بڑا ذی اثر عالم ہے۔ شاہ صاحب سے بڑی محبت کا طرہ اختیار کیا۔ اور اپنے عقائد سے شاہ صاحب کو ورغلانا شروع کیا۔ داناؤں نے سچ کہا ہے ؎

صحبت بد راہ تباہ مے کند		دیگ سیاہ جامہ سیاہ مے کند

باپ کی صحبت نے شاہ صاحب کو رنگا۔ اور حرمین شریفین تک رسائی کروادی جس کے متعلق آپ نے کئی کتابیں لکھیں۔ دیکھئے فیوض الحرمین وغیرہ۔ نجدی کی صحبت ملی تو رسائی بھی گئی۔ اور رنگ بھی جاتا رہا۔ جب واپس پہنچے تو حالت دگرگوں ہو چکی تھی۔ اور اپنے والد ماجد کا عطیہ ولایت بھی کھو بیٹھے۔ حتےٰ کہ والد ماجدؒ کے سلجھے ہوئے مریدین نے جب ہتک آمیز کلمات بزرگوں کی شان میں سنے تو دستِ افسوس ملتے ملتے علیحدہ ہو گئے۔ محمد بن عبد الوہاب کے عقیدہ کی چند کتابیں بلاغ المبین وغیرہ انبیاء و اولیاء کی توہین میں شائع کیں۔ مسلمانان ہندوستان کا چونکہ عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ کی سعی بلیغ سے حنفیت کا رنگ پکا ہو چکا تھا۔ اور شاہ عبد الرحیم صاحب کی صحبت سے لوگ متاثر تھے۔ شاہ صاحب کی تحریر و تقریر مسلمانوں کو بے رنگ نہ کر سکی۔ دہلی میں ایک شور برپا ہو گیا کہ ولی اللہ وہابی ہو چکا ہے۔ چنانچہ حیات طیبہ کے صـ۱۲ پر درج ہے کہ تمام علماء اسلام نے متفقہ طور پر فتوے الکفر صادر کئے تو شاہ صاحب کا جدی و علمی وقار ہبا منثورا ہو گیا۔ شاہ صاحب نے اپنے نئے مذہب وہابیت کی اشاعت کے واسطے اپنے خاندانی مذہب حنفی کے نام کو بدل کر محمدی رکھ لیا۔ چنانچہ چند متمول اشخاص شاہ صاحب کے معتقد بن گئے۔ اور مذہبی آسانی اور آزادی دیکھ کر پسند کر لیا۔ اور ہر وقت شاہ صاحب کی حفاظت میں مقید ہو گئے کیونکہ ہر مسلمان شاہ صاحب کے کلمات کو انبیاء اللہ و اولیاء کرام کے برخلاف برداشت نہ کر سکتا تھا۔ اور چونکہ مسلمان فرقہ وہابیہ سے باخبر ہو چکے تھے۔ اس واسطے عوام و خواص ان کو بجائے محمدی کے وہابی ہی کہتے تھے۔ کیونکہ سوائے شاہ صاحب کے اور کوئی عالم شخص وہابی نہ تھا۔ لوگ اُس وقت شاہ صاحب کو بڑا مذہبی مجرم سمجھ کر حملہ آور بھی ہوتے

تھے۔ لیکن حکومتِ اسلامی کے انصاف سے خائف تھے۔ شاہ صاحب کس مپرسی کی حالت میں اپنے دینی وطن نجد کو آبائی وطن پر مقدم سمجھتے ہوئے محمد بن عبد الوہاب کے پاس جا کر وہابیت کے مقتدر رہنماؤں کی حیثیت میں قیام پذیر ہوئے۔ چنانچہ اخیر عمر میں پھر لوٹے۔ محمدی مذہب کی حالت میں جب ہندوستان پھرے تو اپنے جانشین دو لائق بیٹے شاہ عبد العزیز صاحب و شاہ رفیع الدین صاحب چھوڑ گئے۔ ان دو حضرات نے بھی اپنے دادا کے حنفی مذہب کو پسند فرمایا۔ لیکن آبی اثر ضرور متاثر ہوتا ہے کچھ نہ کچھ شاہ ولی اللہ صاحب کا معمولی رہا رنگ چڑھا جس کا علمائے کرام نے کافی جواب دیدیا۔ ان کے بعد ۱۱۹۳ھ میں ان کے بھتیجے اسمٰعیل پیدا ہوئے۔ علمِ دین حاصل کیا لیکن تحریر سے بیچارے بالکل عاری تھے۔ محمد اسمٰعیل صاحب نے بھی شاہ ولی اللہ صاحب کی تائید میں اپنا مذہب محمدی کہلوایا۔ گو تمام مسلمان ان کو مدعتی اور وہابی کے نام سے مدعو کرتے تھے۔ اسمٰعیل صاحب نے اپنے ساتھ ایک بالکل ان پڑھ شخص سید احمد بریلوی کو وہابیت کا دستی ممد و معاون بنا لیا۔ دہلی میں کچھ حنفیت غالب تھی۔ صاحبزادگان شاہ ولی اللہ صاحب عقیدہ احناف کے مطابق فتوے دیتے تھے۔ بھلا اسمٰعیل صاحب کی کون سنے۔ اسمٰعیل صاحب چاہتے تھے کہ میں وہابیت کا پرچار کھلم کھلا کروں اور اس مذہب کی اشاعت ہندوستان میں بھی ہو۔ لیکن ان کو کوئی موقعہ نہ ملتا تھا۔ آخر کتاب التوحید مولفہ محمد بن عبد الوہاب نجدی کی ترجمانی میں کتاب تقویۃ الایمان، صراط مستقیم اور تنویر العینین وہابیت کی تائید میں شائع کیں۔ لوگ سوائے چند اشخاص کے کتابیں پڑھ کر بڑے متنفر ہوئے اور ان کے جواب میں کتابیں لکھیں۔ چنانچہ سکھ قوم حکومت مغلیہ سے باغی ہو کر صوبہ پنجاب کے حاکم بن چکے تھے۔ انہوں نے مسلمانانِ پنجاب پر ایسے ایسے مظالم ڈھائے کہ خدایا تیری پناہ۔ اسمٰعیل صاحب نے سیاسی موقعہ سوچا کہ سکھوں کے برخلاف اعلان جہاد کر کے مسلمانوں کو اپنی فوج بنا کر پنجاب فتح کیا جائے تو حکومت وہابیہ مستقل بن جائیگی

اور آہستہ آہستہ سارا ہندوستان وہابیہ سے پُر ہو جائیگا۔ مولوی اسمٰعیل صاحب اور سید احمد صاحب نے سرحد ہند و افغانستان میں آ کر آزاد قبائل کو سکھوں کے برخلاف جہاد کے واسطے بھڑکایا۔ ان میں چونکہ جہاد کی تڑپ پہلے ہی موجود تھی ان کے ساتھ شامل ہو گئے۔ لیکن اللہ کریم کو دونوں کی کامیابی الاعمال بالنیات کے اصول سے منظور نہ تھی۔ سکھوں کے مقابلہ میں شکست فاش دی۔ اور ۱۲۴۶ھ میں سکھوں کے ہاتھوں قتل کروا دئے۔ اور ساری سکیم ملیامیٹ ہو گئی۔ اس طرف حجاز میں ۱۲۲۰ھ میں سعود امیر وہابیہ نجدیہ نے تمام قبے شہید کر دئے تھے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا روضہ اطہر بھی شہید کر دیا۔ ۱۲۲۹ھ میں سعود کے فوت ہونے کے بعد اس کی جگہ عبداللہ بن سعود جانشین ہوا۔ ۱۲۳۳ھ میں ابراہیم بادشاہ مصری عبداللہ کو شکست دے کر عبداللہ کو قید کر کے مصر لے گیا۔ اور حجاز پر قبضہ کیا۔ ۱۲۳۵ھ میں عبداللہ بن سعود نجدی کو مصر کے ہمایوں دروازہ کے پاس قتل کروا دیا۔ ہندوستان میں مولوی مملوک علی صاحب جو تمام دیابنہ کے استاد ہیں دہلی میں اجمیری دروازہ عربک ہائی سکول کے مدرس اوّل تھے۔ ان کو حرمین شریفین کی زیارت کا شوق ہوا تو وہاں پہنچتے ہی وہابیت سے متاثر ہو گئے۔ اور اپنا نام مملوک علی کی بجائے مملوک العلیٰ بدل دیا۔ اور اور واپس گھر پہنچتے ہی نانوتہ ضلع سہارنپور سے مولوی محمد قاسم صاحب کو ساتھ لیتے آئے۔ اور مولوی رشید احمد صاحب بھی مولوی مملوک علی صاحب کے پاس پہنچ گئے۔ دونوں نے مولوی صاحب مذکور سے علوم حاصل کئے۔ یہ دونوں مولوی مملوک علی صاحب کے بڑے شاگردوں میں سے تھے۔ حقیقتہً مولوی مملوک علی صاحب سلطنت مغلیہ حنفیہ کے خوف سے اور علماء کرام کے جم غفیر کے ہراس سے اپنے وہابی مذہب کی علی الاعلان اشاعت تو نہ کر سکتے تھے۔ لیکن درس میں عقائد وہابیہ کے کئی پُرزے تیار کر لئے۔ جو اس قابل بن گئے کہ عوام کالانعام کو وہابی عقیدہ سے مضبوط کر کے وہابی مشن کی ترقی کریں۔ مولوی مملوک علی صاحب دیوبندی مذہب کی مشین ہیں باقی سب پُرزے یا فرع ہیں۔ چنانچہ مولوی صاحب مذکور نے

چند دیگر علماء کو کسی لالچ یا کئی دیگر وجوہات سے اپنا ہم عقیدہ بنا لیا۔ مثلاً مولوی صدر دین صاحب وغیرہ۔ نے تمام عقیدہ وہابیہ اور اعمال خفیہ سے مجموعہ ایک مستقل مذہب ایجاد کر لیا۔ حکومت مغلیہ کا جب زوال ہوا اور حکومت برطانیہ مسلط ہوئی تو مولوی خلیل احمد صاحب انبیٹھوی نے مولوی رشید احمد صاحب کی امداد سے ریاست بہاولپور میں اپنا تسلط جمانا شروع کر دیا تو ہمارے بزرگ مولانا مولوی غلام دستگیر صاحب قصوری رحمۃ اللہ علیہ نے ان کے عقائد فاسدہ پر دونوں سے مناظرہ کر کے ان کو والئ ریاست کی طرف سے اخراج کا حکم صادر فرمایا۔ اور اُن کی شکست کا ایک رسالہ تقدیس الوکیل شائع کیا جس میں ان کے تمام عقائد جمع کر کے عرب و عجم کے علماء دین سے فتویٰ کفر ثبت کروا کر تمام ہندوستان میں تقسیم کیا۔ جس کا اثر یہ ہوا کہ دیابنہ منہ دکھانے کے قابل نہ رہے۔ آخر بچاروں نے تنگ آ کر ہندوؤں کے ساتھ کانگریس جماعت کی تبلیغ شروع کر دی۔ یہاں تک کہ ہندوانہ لباس بھی اپنا فخر سمجھا۔ اور برخلاف قرآن کریم ہندو مسلم اتحاد کا سبق دینا شروع کر دیا۔ حتیٰ کہ ہندوؤں کے تہوار کی پوری کچوری کو جائز کیا۔ اور پیر پیراںؒ کی گیارھویں پر حرام ہونے کا فتوے لگا دیا۔ ملاحظہ ہو فتوے رشیدیہ۔ اگر کسی مسلمان نے کسی اور بزرگ کی رُوح کو ثواب طعام بخشا اور قرآن پاک کو بھی اہل قبور کی ارواح کو بخشا یا چند آیات قرآن کریم بھی پڑھ کر بخشیں تو قرآن کریم کے پڑھنے سے اس کھانے کو بھی حرام کہہ دیا۔ جب ہندوؤں کو اُن کی ہندو نوازی کا پورا اعتماد ہو گیا تو ہندوؤں نے سوچا کہ اگر ہم اسلام اور بانی اسلام کے نقائص تحریر کرتے ہیں تو ہمارا نقص بیان کرنا کامیاب نہ ہو سکے گا۔ البتہ انہی دیوبندیوں سے ہی کام لیا جاوے تو ممکن ہے انہوں نے مولوی محمد قاسم صاحب سے مدرسہ قاسمیہ دارالعلوم دیوبند کا اجرا کروایا۔ اور اس میں مولوی اسمٰعیل دہلوی کی تقویۃ الایمان اور صراط مستقیم سے اسلامی طلباء کو ورغلانا شروع کر دیا۔ اور تراجم قرآن کریم اپنی مرضی کے مطابق شائع کرنے شروع کر دیئے۔ اور مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی اور مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی اور مولوی اشرف علی

صاحب تھانوی نے ایسی کتابیں شائع کیں جن میں انبیاء عظام اور اولیاء اللہ کی جی بھر کر توہین کی۔ اور ہندو مذہب کی وکالت برملا کی۔ اور جواب لکھنے والوں سے اپنی بناوٹ کو حقیقت کہا۔ حتیٰ کہ حسین علی صاحب واں بھچراں دیابنہ سے یہاں تک سبقت لے گئے۔ اور معاذ اللہ یہ کہا کہ انبیاء و اولیاء تمام شیطان ہیں۔ برطانیہ بھی اسلام اور بانی اسلام کا چونکہ پرانا دشمن تھا۔ اس نے بھی اس شاخ کو ترقی سے ہی نوازا۔ اور باقی اسلامی مدارس آہستہ آہستہ ان کی کس مپرسی کی حالت سے کمزور ہو گئے۔ کیونکہ ان کا پشت پناہ انگریز اور ہندو متمول قومیں تھیں وہ ترقی کر گیا۔ حتیٰ کہ ریاستوں سے چندہ آنا شروع ہو گیا۔ جس کے نشے میں دیابنہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے استاد بننے کے مدعی بن گئے۔ چنانچہ ہر کمالے را زوال است رب کریم نے اعلیحضرت قبلہ احمد رضا خاں صاحب بریلوی کو ان کے مقابلہ کے واسطے قائم کر دیا۔ انہوں نے فضل ایزدی سے دیوبندیوں کے ہر پول کا جواب احسن طریقہ سے دیا۔ جب تائب ہوتے نظر نہ آئے تو ان کے اکابر کے تمام عقائد لکھ کر تمام علماء عرب و عراق کو بھیجے تو انہوں نے ان عقائد دیوبندیہ پر پرزور فتوے الکفر ثبت کئے تو اعلیحضرت رحمۃ اللہ علیہ نے ان کو شائع کر دیا۔ جس کا نام حسام الحرمین رکھا جس کا جواب آج تک دیابنہ نہ دے سکے۔ اور نہ اپنے عقائد سے تائب ہوئے بلکہ تاویلات فاسدہ سے اپنی گندگی کو چھپانے کی کوشش کی۔ جو اب تک۔ ان کے معتقدین ان کی تقلید میں کانگرس کے ہی کلمہ گو ہیں اور اپنے عقائد فاسدہ پر ڈٹے ہوئے ہیں۔

۱۲۴۸ھ کو بانس بریلی میں نواب صدیق حسن خان پیدا ہوئے۔ قنوج میں پرورش پائی۔ بھوپال میں جا کر ایک سیاسی چال سے نواب بن گئے۔ علم دین حاصل کیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ۱۲۸۵ھ میں حج کو تشریف لے گئے تو وہاں سے وہابیت کا سبق سیکھ آئے اور ہندوستان واپس آ کر استاد الوہابین بن گئے۔ اور بھوپال میں تمام ہندوستان سے وہابی علماء کو اکٹھے کر کے فقہ وہابیہ کی تدوین کی۔ جس سے پردہ سے نکل کر مذہب وہابیہ ایک

مستقل مذہب شروع ہو گیا۔ خود بھی کتابیں لکھیں اور مولوی بشیر احمد شہسوانی وغیرہ سے بھی کتابیں لکھوائیں۔ اور حیدر آباد دکن جو مسلمانوں کے واسطے پرانا تباہی کا گھڑا مشہور چلا آیا ہے وہاں وحید الزمان صاحب نے بھی وہابیت کی فقہ پر کئی کتابیں لکھیں۔ بہت کوشش کی لیکن سوائے چند حواریوں کے کسی کو اپنے مذہب میں نہ ڈھال سکے۔

دہلی میں مولوی نذیر احمد صاحب نے درس شروع کر دیا۔ اور اسمٰعیل صاحب دہلوی کے عقیدے سے اپنے آپ کو محمدی کہلانا شروع کر دیا۔ حتیٰ کہ کچھ عرصہ بعد غیر مقلد ہونے کا دعوے کیا۔ پھر حنبلی کہلوا کر پکے نجدی کی شکل میں متشکل ہو گئے۔ جن کے بڑے شاگرد حافظ محمد لکھو کے والے اور حافظ عبد المنان وزیر آبادی اور مولوی عبد اللہ صاحب غزنوی یہ تینوں حضرات دہلی میں علم دین حاصل کرنے کو گئے لیکن وہابیت کے نرغے میں جا پھنسے۔ دہلی میں تو چونکہ حضرت مولانا مولوی احمد علی صاحب میرٹھی موجود تھے۔ مولوی نذیر حسین صاحب کار" و فرماتے رہے۔ اور مولوی احمد علی صاحب کے بڑے شاگرد نواب قطب الدین جنہوں نے مشکوٰۃ شریف کی شرح بھی لکھی ہے۔ مولوی نذیر حسین صاحب کو الیباز یرکیا۔ کہ مولوی نذیر حسین صاحب جب کبھی وہابیت کا مسئلہ جاری فرماتے یا تحریری اشاعت کرتے تو نواب صاحب رات کو ہی اس کا جواب لکھ کر صبح شائع کروا دیتے۔ مسلمانوں پر حقیقت واضح ہو جاتی اور دھوکے سے بچ جاتے۔ ہاں البتہ جو باہر کے طلبا بھولے بھالے بچارے پھنس جاتے ان کا نکلنا مشکل تھا۔ چنانچہ حافظ محمد صاحب خاندانی حنفی علماء میں سے تھے۔ جب مولوی نذیر حسین صاحب سے تعلیم حاصل کر کے تشریف لائے تو ضلع فیروز پور میں اپنے گاؤں لکھوکے میں ایک وہابیت کا مرکز کھول دیا جس سے اُن کے پرانے مُریدین بھی متنفر ہو گئے۔ سوائے چند کے۔ احناف میں ان کے سر پر مولانا غلام دستگیر صاحب قصوری اور ولی محمد صاحب جالندھری تھے۔ انہوں نے سوائے چند ان کے خاندان کے آدمیوں کے کسی کو وہابی نہ بننے دیا۔ چنانچہ اپنی ناکامی دیکھتے

ہوئے انہوں نے تفسیر محمدی ایک پنجابی زبان کے شعروں میں قرآن کریم کی تفسیر لکھی کہ اس طرح نہ سہی ایسے تو لوگ ضرور ہمارے مذہب کو ترقی دینگے۔ لیکن پھر بھی ان کی مرضی کے مطابق وہابیت نہ پھیل سکی۔ حافظ عبدالمنان صاحب وزیر آباد میں بہت کوشش کر چکے لیکن وہاں ملاں ملتانی صاحب نے ان کو نہ اُٹھنے دیا۔ وزیر آباد میں تو اثر نہ ہوسکا البتہ گوجرانوالہ میں اُن کا اثر کافی رہا۔ فرقہ وہابیہ پہلے اپنے آپ کو امام حنبلؒ کی طرف غلط نسبت کرتے رہے۔ پھر اپنے مذہب کو محمدی لقب سے مشہور کیا۔ شاہ ولی اللہ صاحب نے بھی نجد سے آکر محمدی کہلوایا۔ اور وہ بھی نجد میں قیام پذیر رہے۔ ان کی اولاد حنفی کہلاتی رہی اور ازاں بعد اسمٰعیل صاحب دہلوی نے محمدی کہلوایا۔ مولوی نذیر حسین صاحب نے پھر محمدی کہلوایا۔ بعد میں وہابی پھر عرصہ تک غیر مقلد کہلواتے رہے جب مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری نے اہلحدیث اخبار نکالا تو تمام غیر مقلدین وہابیوں کو وہابی اور اہلحدیث کے لقب سے منسوب کرنے کی تلقین کی۔ چنانچہ آجکل فرقہ وہابیہ اپنے تمام اسماء سے مدعو ہوتا ہے۔ اور سمجھا جاتا ہے۔

وہابی "بعض علاقوں میں تمہارے حنفیوں نے نئی نئی بدعتیں جاری کر رکھی ہیں۔ حالانکہ شرعاً اس کا کوئی ثبوت نہیں اگر ہے تو اس کا ثبوت چاہیئے۔

۱۔ احناف میت کی چارپائی لے جاتے ہوئے کلمہ کا ذکر کرتے ہیں۔

۲۔ جنازہ پڑھ کر میت کے پاس میت کی طرف سے اس کے ورثا ایک قرآن کریم اپنی طرف سے لاتے ہیں اور ساتھ کچھ رقم یا غلہ وغیرہ ہوتا ہے تو وہ ولی میت کہتا ہے کہ ہماری میت ھذا نے کچھ حقوق الہیہ کو ادا کیا ہے اور کچھ اس کے ذمہ حقوق اللہ فرائض و وجوبات اور کفارات و منذورات باقی ہیں ان باقی حقوق کے بدلے میں یہ فدیہ قرآن کریم اور یہ نقود یا غلہ وغیرہما کا اس عاجز میت کی طرف سے جواب ادا کرنے سے قاصر ہے ادا کر رہا ہوں تاکہ اللہ تعالےٰ اس حیلہ کو قبول فرما کر اس کے گناہوں کو ساقط فرماوے اور اپنے مغفورین میں شامل فرماوے۔

۳- اور یہ بھی رواج ہے کہ جب میت کو دفن کرکے فارغ ہوتے ہیں تو چلے جاتے ہیں - ایک آدمی قبر کے پاس ٹھہرا رہتا ہے اور وہ بلند آواز سے صاحب قبر کو تلقین کرتا ہے کہ اے فلاں فلانی کے بیٹے اے فلاں فلانی کے بیٹے اے فلاں فلانی کے بیٹے تین دفعہ ایسے کہکر پھر کہتا ہے کہ خداوند کریم کی طرف سے تیرے پاس منکر نکیر آئینگے اور وہ دریافت کرینگے کہ تیرا خدا کون ہے تیرا رسول کون کیا ہے دین تیرا کون ہے امام تیرا تو تو جواب دینا جیسا کہ تو دنیا سے نکلا اور تو اقراری تھا لا الہ الا اللہ وان محمد رسول اللہ

وَ اِنَّکَ رَضِیْتَ بِاللّٰہِ رَبًّا وَ بِمُحَمَّدٍ نبیا و بالاسلام دینا وَبِالْقُرْآنِ اِمَامًا کیا یہ تینوں رواج بدعت ہے یا واقعی ان کا کوئی ثبوت شرعیہ تمہارے پاس ہے تو بیان کرو۔

"محمد عمر" جنازے کے ساتھ ذکر کرنا کسی صورت میں منع نہیں ہے کیونکہ ارشاد الٰہی ہے۔ فَاذْکُرُوا اللّٰہَ کَثِیْرًا لَّعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ پھر تم اللہ کا ذکر بہت کرو تاکہ تم فلاح پاؤ۔

اور وہابیہ کا انکار کرنا یا روکنا یہ معیت شیطانی کی بنا پر ہے جیسا کہ ارشاد الٰہی ہے۔

زخرف ۲۵/۳ } وَمَنْ یَّعْشُ عَنْ ذِکْرِ الرَّحْمٰنِ نُقَیِّضْ لَہٗ شَیْطٰنًا فَهُوَ لَہٗ قَرِیْنٌ وَ اِنَّهُمْ لَیَصُدُّوْنَهُمْ عَنِ السَّبِیْلِ وَیَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ۔

اور جو شخص چشم پوشی کرتا ہے رحمٰن کے ذکر سے مسلط کر دیتے ہیں ہم اس کے لئے شیطان کو تو وہ اس کا ساتھی بن جاتا ہے۔ اور بے شک وہ ضرور روکتے ہیں ان کو اللہ کے رستے سے اور وہ گمان کرتے ہیں کہ وہ ہدایت والے ہیں اور ایسے لوگوں کو جو ذکر اللہ سے روکتے ہیں اللہ تعالےٰ نے ان کو حزب الشیطان سے خطاب کیا ہے سنئے۔

مجادلہ ۲۸/۳ } اِسْتَحْوَذَ عَلَیْهِمُ الشَّیْطٰنُ فَاَنْسٰهُمْ ذِکْرَ اللّٰہِ

اُولٰئِكَ حِزْبُ الشَّيْطٰنِ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ الشَّيْطٰنِ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ان پر شیطان مسلط ہے تو انہوں نے ذکر اللہ کو بھلا دیا ہے۔ یہی شیطانی فرقہ ہے خبردار ہو وہ شیطانی فرقہ وہ خسارے والے ہیں۔ اور اللہ تعالےٰ نے ہمیں ایسے لوگوں کے میل جول سے منع فرمایا ہے۔

حشر ۲۸ } وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ نَسُوا اللّٰهَ اور نہ ہو تم ان لوگوں کی طرح جنہوں نے اللہ کو بھلا دیا۔ اور حدیث شریف میں مذکور ہے۔

جنازہ کے ساتھ کلمہ طیبہ پڑھنا

جامع صغیر ۸۵ مصنفہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ
کنوز الحقائق للامام مناوی رحمۃ اللہ علیہ ۴۹
کنز العمال ۸/۹۹

اَكْثِرُوْا فِى الْجَنَازَةِ قَوْلَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ
نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قَوْلَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ جنازہ میں زیادہ پڑھا کرو۔

کنز العمال ۸/۹۹ } لَقِّنُوْا مَوْتَاكُمْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ

نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے مُردوں کے لیے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کا سامان تیار کرو۔ تو ان مذکورہ بالا احادیث و آیات سے ثابت ہوا کہ جنازہ کے ساتھ کلمے کا ذکر ثواب ہے اور میت کو بھی مفید ہے۔

اور اس زمانہ میں ذکر جہری بالمیت کرنا اہل سنت کے لیے ضروری ہے کیونکہ مسلمانوں کو وہابی اور حنفی کے جنازے کا علم ہو جائے اگر وہابی کا جنازہ ہے تو نمازی کو دریافت نہ کرنا

پڑے کہ یہ جنازہ حنفی کا ہے یا وہابی کا تو آجکل چونکہ فرقے بہت پیدا ہو گئے ہیں۔ اسواسطے مابہ الامتیاز صورت یہی ہے کہ کلمہ طیبہ با الجھر پڑھا جاوے۔

"وہابی" فقہائے ذکر بالجہر فی الجنازہ مکروہ لکھا ہے۔

"محمد عمر" بحرالرائق $\frac{2}{207}$ } میں مذکور ہے کہ وَلَا بَأسَ بِمَرثِیَّۃِ المَیِّتِ شِعْرًا میت کا شعروں میں مرثیہ پڑھنے میں کوئی حرج نہیں۔ تم اپنے جنازہ کے ساتھ فقہاء کی اتباع میں مرثیہ خوانی کر لیا کرو ہم ذکر کلمہ کر لیا کریں گے۔

حیلہ اسقاط

آپ کا دوسرا سوال کہ حیلہ اسقاط تو اس کے متعلق عرض ہے۔

قرآن کریم میت کی طرف سے حفاظ یا امام مسجد کو پڑھنے کے لئے دینا بڑا ثواب ہے۔ جبتک قرآن کریم لوگ پڑھتے رہینگے۔ اتنا عرصہ ہی میت کو ثواب پہنچتا رہتا ہے۔ صدقہ جاریہ ہے اور قرآن کریم کو کئی آدمیوں کے ملک کرنا ثواب کو زیادہ بڑھانے کے واسطے تاکہ قرآن کریم ایک اور کئی لوگوں کے ملک کرنے سے کئی قرآن کا ثواب میت کو پہنچ جائیگا یہ ہے حیلہ میت کے گناہوں کے ساقط کرنے کا کام تھوڑا لیکن قرآن کریم کے شان سے میت کے لئے حیلہ زبردست بن گیا چنانچہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

جامع صغیر $\frac{2}{43}$ } اَلصِّیَامُ وَالقُرْآنُ یَشْفَعَانِ لِلْعَبْدِ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ۔ روزے اور قرآن قیامت

کے دن بندے کی سفارش کرینگے۔

اس لئے میت کی طرف سے قرآن کریم ہدیہ دیا جاتا ہے "تاکہ میت کا سفارشی بنے اور دوسری وجہ ہے۔ کہ قرآن کریم کے افشار کا ثواب بھی میت کو پہنچیگا جیسا کہ حدیث شریف میں مذکور ہے۔

مشکوٰۃ شریف ۱۹۲ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا اَھْلَ الْقُرْآنِ لَاتَتَوَسَّدُوا الْقُرْآنَ وَاتْلُوْہُ حَقَّ تِلَاوَتِہٖ مِنْ آنَاءِ اللَّیْلِ وَالنَّھَارِ وَاَفْشُوْہُ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اے قرآن والو قرآن میں غفلت نہ کرو اور اس کو پڑھو حق پڑھنے کا دن رات اور قرآن کا افشار کرو۔

اے مانعین اگر تم میت کی طرف سے ولی کے قرآن دینے کو بند کروگے تو بموجب اس حدیث پاک کے تم نے قرآنی افشار کو بند کردیا اور جو اس قرآنی عطیہ سے میت کے اعمال سیئہ ساقط ہونے تھے وہ نہ ہوئے تو اس کے اس بوجھ کا گناہ تم مانعین کو بھی ضروری ہوگا۔ باقی رقم یا غلے کا میت کی طرف سے صدقہ کرنا تو یہ بھی حدیث شریف سے ثابت ہے میت وصیت کرے یا نہ اور میت کی طرف سے ہر صدقہ حلال شئی کا ہو سکتا ہے سُنیئے۔

مسلم شریف ۲/۱۴ عَنْ عائشۃ اَنَّ رَجُلًا اَتَی النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّ اُمِّی افْتُلِتَتْ نَفْسُھَا وَلَمْ تُوْصِ وَاَظُنُّھَا لَوْ تَکَلَّمَتْ تَصَدَّقَتْ اَفَلَھَا اَجْرٌ اِنْ تَصَدَّقْتُ عَنْھَا قَالَ نَعَمْ۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالے عنہا سے روایت ہے کہ ایک آدمی آیا نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس تو آپ سے عرض کی یا رسول اللہ بے شک میری والدہ اچانک فوت ہوگئی ہے اور اس نے کوئی وصیت نہیں کی۔

اور مجھے اس سے گمان ہے کہ اگر اسے کلام کا موقعہ ملتا صدقہ کرتی اگر میں اس کی طرف سے صدقہ کر دوں تو کیا اسکو اس صدقے کا کوئی ثواب ملے گا آپ نے فرمایا ہاں

اس حدیث پاک سے ثابت ہوا کہ میت خواہ وصیت نہ بھی کرے پھر بھی اس کی طرف سے مطلق صدقہ دینا جانبین کو ثواب ہے چنانچہ اس حدیث کے ماتحت علامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی تحریر فرمایا ہے۔ وَفِي هٰذَا الْحَدِيْثِ جَوَازُ الصَّدَقَةِ عَنِ الْمَيِّتِ وَاسْتِحْبَابُهَا وَإِنَّ ثَوَابَهَا يَصِلُهُ وَيَنْفَعُهُ وَيَنْفَعُ الْمُتَصَدِّقَ أَيْضًا وَهٰذَا كُلُّهُ أَجْمَعَ الْمُسْلِمُوْنَ۔

اور اس حدیث میں میت کی طرف سے مطلقاً صدقہ جائز اور مستحب ثابت ہوا اور بے شک صدقے کا ثواب میت کو پہنچتا ہے اور اس کو نفع دیتا ہے اور صدقہ کرنے والے کو بھی نفع ہوتا ہے اور اس تمام مسئلے پر تمام مسلمانوں کا اجماع ہے اور امام بیہقی نے السنن الکبریٰ ۴/۶۲ میں باب مقرر فرمایا۔ (باب ما یستحب لولی المیت من التصدق عنہ وان لم یوص بہ) اور اس کے ماتحت وہی مذکورہ بالا حدیث بیان فرمائی ہے۔

کیوں جناب وہابی صاحب اب بتاؤ کہ میت کے گناہوں کے ساقط کرنے کے واسطے غلے یا داموں کا حیلہ مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی زبان پاک سے ثابت ہوا میت قبل از موت وصیت کرے یا نہ اس کی طرف سے صدقہ دینے سے اس کے گناہ ساقط ہوتے ہیں اور علامہ نووی نے لکھا کہ اس پر مسلمانوں کا اجماع ہے اب اگر تم اس خرچ کو معیوب سمجھو گے تو تم مسلمانوں کے اجماع سے خارج ہو جاؤ گے۔ اور يَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ میں داخل ہو کر خداوند کے عتاب نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ میں گرفتار ہو جاؤ گے۔

وہابی "اور یہ قبرستان ہی میں اسی وقت کیوں دیا جاتا ہے گھر آ کر کیوں نہیں دیا جاتا اس سے ثابت ہوتا ہے کہ محض اپنی عزت کے واسطے اور ریاکاری ہے

"محمد عمر" گھر میں آکر بھی ولی خرچ کرتا ہے لیکن وہاں قبر کے پاس اس لئے خرچ کیا جاتا ہے۔ کہ جب اس کو قبر میں رکھا گیا تو اس کا حساب شروع ہوگا اور میت کے ذمے کئی فرائض روزے و نماز و کفارات وغیرہم ہونگے اور ابھی اس کا حساب شروع ہونے والا ہے تو قبل از حساب ہی اس کی طرف سے ولی اس کے حساب میں یُسر کے لئے وہیں فقرا و حفاظ و علما ر وغیرہم کو تقسیم کر دیتا ہے۔ اور میت کے روزے کا ولی کو کفارہ ادا کرنا حدیث شریف میں مذکور ہے۔

ابن ماجہ ۱۲۷ } عَنْ ابن عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم مَنْ مَاتَ وَعَلَیْہِ صِیَامُ شَھْرٍ فَلْیُطْعَمْ عَنْہُ مَکَانَ کُلِّ یَوْمٍ مِسْکِیْنًا ابن عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جو شخص فوت ہو گیا اور اس پر ماہ رمضان کے روزے ہیں تو اس کی طرف سے ہر دن کے بدلے ایک مسکین کا کھانا کھلایا جاوے۔

اس حدیث شریف سے ثابت ہوا کہ ولی میت کے رمضانی روزے کے بدلے مساکین کو غلہ یا نقدی پیسے ادا کرے تو ثواب ہے اور میت کی طرف سے اس کے روزوں کا حساب ولی کے ادا کرنے سے ساقط ہو جاتا ہے یہ ہے حیلہ اسقاط اور ایسے ہی میت کے ذمہ جو نمازیں فریضہ قضا ہو چکی ہوں اُس کی طرف سے بھی ولی ادا کرتا ہے اور یہ بھی شرعًا جائز ہے۔

مشکوٰۃ شریف ۱۲۱ | عن سمرۃ بن جندب قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم مَنْ تَرَکَ الْجُمُعَۃَ مِنْ غَیْرِ عُذْرٍ فَلْیَتَصَدَّقْ بِدِیْنَارٍ فَاِنْ لَّمْ یَجِدْ فَبِنِصْفِ دِیْنَارٍ

ابن ماجہ ۸

ابوداؤد $\frac{1}{185}$

سمرہ بن جندب رضی اللہ تعالےٰ عنہا سے روایت

ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے جس شخص نے ایک جمعہ بلا عذر ترک کیا تو چاہیئے کہ ایک دینار صدقہ کرے اگر نہ طاقت رکھے تو نصف دینار دے۔

ابوداؤد ۱/۱۸۵ } قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مَنْ فَاتَتْهُ الْجُمُعَةُ مِنْ غَيْرِ عُذْرٍ فَلْيَتَصَدَّقْ بِدِرْهَمٍ اَوْ نِصْفِ دِرْهَمٍ اَوْ صَاعِ حِنْطَةٍ اَوْ نِصْفِ صَاعٍ

فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے جس شخص سے بلا عذر جمعہ فوت ہو گیا تو ضرور ایک درہم یا نصف درہم صدقہ کرے یا گندم کا ایک یا نصف صاع ہی صدقہ کرے جمعے کی چونکہ قضائی نہیں اس واسطے صدقہ ہے اور میت بھی چونکہ قضائی نہیں اوا کرسکتا اس واسطے میت کا ولی قبل از حساب ہی اسکی طرف سے گندم یا رقم صدقہ کر دیتا ہے تاکہ اس کے حساب میں تخفیف ہو جاوے۔

پھر تیسری دلیل یہ ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔

جامع صغیر ۲/۱۴ } اَلصَّدَقَةُ تَمْنَعُ مِيْتَةَ السُّوْءِ
صدقہ مردے سے عذاب کو روکتا ہے۔

کیوں جناب وہابی صاحب اب بتاؤ کہ اس صدقہ نے میت کو فوری فائدہ دیا یا نہ اور اس سے اس کی برائیاں اس صدقے کی وجہ سے ساقط ہوئیں یا نہ فقیر نے واضح طور پر اس حیلہ اسقاط کو از روئے حدیث ثابت کر دیا جس سے تم روک نہیں سکتے باقی رہا تمہارا کہنا کہ ظاہراً ریاکاری معلوم ہوتی ہے یہ غلط ہے کیونکہ اگر یہ صدقہ دینا ریاکاری ہے تو تمہارا نماز پڑھنا روزہ رکھنا حج کرنا زکوۃ دینا سب ریاکاری ہو سکتی ہے دلوں کے حساب سے تو خداوند خود بنٹ لیں گے۔ صدقہ ظاہر اور چھپا کر دینا دونوں طرح جائز ہے۔ جیسا کہ قرآن مجید میں مذکور ہے۔

بقرہ ۳/۳۷ } اِنْ تُبْدُوا الصَّدَقٰتِ فَنِعِمَّا هِيَ وَاِنْ تُخْفُوْهَا وَتُؤْتُوْهَا

اُلْفُقَرَاءَ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَ يُكَفِّرُ عَنْكُمْ مِّنْ سَيِّاٰتِكُمْ وَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ۔ اگر ظاہر کر دو تم صدقوں کو تو بھی بہت اچھا ہے۔ اگر پوشیدہ کرو تم ان کو اور فقراء کو تقسیم کرو تو وہ بھی تمہارے لیے بہتر ہے اور خداوند تم سے تمہارے گناہ مٹا دیگا اور جو تم عمل کرتے ہو اللہ تعالےٰ باخبر ہے۔

قبر پر تلقین

(اور تیسرا مسئلہ) بعینہٖ حدیث شریف کے مطابق عمل ہے سنیئے

کنز العمال $\frac{8}{89}$ اِذَا مَاتَ اَحَدٌ مِّنْ اِخْوَانِكُمْ فَنَشَرْتُمْ عَلَيْهِ التُّرَابَ فَلْيَقُمْ رَجُلٌ مِّنْكُمْ عِنْدَ رَأْسِهٖ ثُمَّ لِيَقُلْ يَا فُلَانَ ابْنَ فُلَانَةٍ فَاِنَّهٗ يَسْمَعُ وَلٰكِنْ لَّا يُجِيْبُ ثُمَّ لِيَقُلْ يَا فُلَانَ ابْنَ فُلَانَةٍ فَاِنَّهٗ يَسْتَوِيْ جَالِسًا ثُمَّ لِيَقُلْ يَا فُلَانَ بْنَ فُلَانَةٍ فَاِنَّهٗ يَقُوْلُ اَرْشِدْنَا رَحِمَكَ اللّٰهُ وَلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ ثُمَّ لِيَقُلْ اُذْكُرْ مَا خَرَجْتَ عَلَيْهِ مِنَ الدُّنْيَا شَهَادَةَ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ وَاَنَّكَ رَضِيْتَ بِاللّٰهِ رَبًّا وَبِمُحَمَّدٍ نَبِيًّا وَبِالْاِسْلَامِ دِيْنًا وَبِالْقُرْاٰنِ اِمَامًا فَاِنَّهٗ اِذَا فَعَلَ ذٰلِكَ اَخَذَ مُنْكَرٌ وَّنَكِيْرٌ اَحَدُهُمَا بِيَدِ صَاحِبِهٖ ثُمَّ يَقُوْلُ لَهٗ اُخْرُجْ بِنَا مِنْ عِنْدِ هٰذَا مَا نَصْنَعُ بِهٖ فَقَدْ لُقِّنَ حُجَّتَهٗ وَلٰكِنِ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ حُجَّتُهٗ دُوْنَهُمْ قَالَ رَجُلٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَاِنْ لَّمْ اَعْرِفْ اُمَّهٗ قَالَ اَنْسِبْهُ اِلٰى حَوَّاءَ

نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تمہارا مسلمان بھائی کوئی فوت ہوجائے تو تم

اس پو مٹی ڈال کر فارغ ہو جاؤ تو اس کی قبر کے سرہانے تمہارا ایک آدمی دو ہابی دیوبندی نہ ہو سنی ہو) کھڑا ہو جائے پھر کہے اے فلاں شخص فلانی عورت کے بیٹے تو بے شک وہ سنے گا اور لیکن جواب نہیں دے گا پھر ضرور کہے اے فلاں شخص فلانی عورت کے بیٹے تو بلا شک وہ قبر میں اسیدھا بیٹھ جاویگا پھر چاہیئے کہ کہے اے فلاں شخص فلانی کے بیٹے تو بیشک وہ صاحب قبر کہیگا جس نے ہمیں ہدایت دی تجھے رحم کرے اللہ تعالےٰ دیہ جواب دے گا صاحب قبر) اور لیکن تم نہ سمجھو گے پھر چاہیئے کہ کہے اُس بات کو یاد کر جس پر تو دنیا سے نکلا گواہی وہ لا الٰہ الا اللّٰہ وَ اَنَّ محمداً عبدہٗ و رسولہٗ اور یہ بھی شہادۃ دیتا کہ رضیت باللّٰہ ربّاً و بمحمدٍ نبیاً و بالاسلام دیناً و بالقرآن اماماً پھر تحقیق جب اس نے یہ بیان کر لیا تو منکر نکیر کا ایک اپنے دوسرے کے ہاتھ کو پکڑ لیتا ہے پھر کہتا ہے اسکو اس کے پاس سے ہمارے ساتھ نکل۔ کیا کریگا تو اس کے ساتھ پس تحقیق پورا کیا اس نے اپنی حجت کو اور لیکن اللہ تعالےٰ عزوجل نے ان کے دوسرے ہی ارادہ کیا اس کا کہا ایک آدمی نے یا رسول اللہ پھر اگر نہ پہچانوں میں میت کی والدہ کو آپنے فرمایا نسبت کر اس کو حوا کی طرف۔

اس حدیث سے تین امر ثابت ہوئے۔

۱۔ صاحب قبر کا دنیا والے کی پکار کو سننا اور اس کا آواز وغیرہ بھی پہچاننا۔

۲۔ صاحب قبر کو زندوں سے فائدہ پہنچنا

۳۔ صاحب قبر کو تلقین کرنا سنت ثابت ہوا۔

"وہابی" تمہارے سنی بزرگوں کے مزارات کو روضہ کہہ دیتے ہیں مثلاً کہتے ہیں روضہ داتا گنج بخش روضہ بابا فرید کیا یہ جائز ہے یا اس کا ثبوت شرعی ہے؟

"محمد عمر" ہاں ثبوت ہے۔

کنز العمال ۸/۸۸ } اَلْقَبْرُ حُفْرَۃٌ مِّنْ حُفَرِ النَّارِ اَوْ رَوْضَۃٌ مِّنْ رِّیَاضِ الْجَنَّۃِ - نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قبر گڑھا ہے آگ کے گڑھوں سے یا روضہ ہے جنت کے باغوں سے ۔

اس حدیث پاک سے ثابت ہوا کہ بزرگوں کو جن کی ولایت میں شک نہیں ان کی قبر کے روضہ ہونے میں بھی شک نہیں ۔

ارشادات حضرت پیر پیران شیخ عبد القادر جیلانی

استمداد اولیاء اللہ کے متعلق آپ کا عقیدہ

فتوح الغیب مترجم شاہ عبد الحق محدث دہلوی ۲۳/مقالہ ۳ } بِکَ تَنْکَشِفُ الْکُرُوْبُ وَبِکَ تُسْقَی الْغُیُوْثُ وَبِکَ تُنْبَتُ الزُّرُوْعُ وَبِکَ تُدْفَعُ الْبَلَایَا وَالْمِحَنُ عَنِ الْخَاصِ وَالْعَامِ ، و بہمت تو کشادہ مے شود و دور کردہ مے شود اندوہ ہائے سخت کہ دم باز گیرد

برکت تو و دعائے تو آب دادہ مے شود خلق را و فرستادہ مے شود باراں ہا و نبور ئند مے شود کشتہا و بامداد و اعانت تو دور کردہ مے شود بلاہا و محنتہا از تمامہ مردم خاص و عام - اور تیری ہمت سے دور ہو جائیں سخت غم (و تکالیف) کہ فوراً واپس آجائے اور تیری برکت اور دعا سے بارش ہو جائے اور خلق کو بارش بھیجی جاوے اور تیرے وسیلے سے کھیت اگائے جائیں اور تیری امداد اور مدد سے بلائیں دور کی جائیں اور تمام تکلیفیں خاص و عام آدمیوں سے ۔ کیوں جناب وہابی صاحب تم اگر حضرت غوث الثقلین رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی بات معتبر سمجھتے ہو تو اب اولیاء اللہ کی غائبانہ استمداد کے قائل

ہو جاؤ اور ایمان درست کر لو۔

فتوح الغیب ۲۳۲ مقالہ ۳۹ } فَتَکُوْنُ فِیْ ھٰذِہِ الْحَالَۃِ کَاَنَّکَ اُحْیِیْتَ بَعْدَ الْمَوْتِ فِی الْاٰخِرَۃِ (پس مے باش

تو دریں حالت گویا کہ تو زندہ گردانیدہ شدۂ پس از مردن بوقت آخرت)

فتوح الغیب ص ۲۳۲ } فَتَکُوْنُ کُلِّیَّتُکَ قُدْرَۃً تَسْمَعُ بِاللّٰہِ وَتُبْصِرُ بِاللّٰہِ وَتَنْطِقُ بِاللّٰہِ وَتَبْطِشُ

بِاللّٰہِ وَتَسْعٰی بِاللّٰہِ وَتَعْقِلُ بِاللّٰہِ (پس مے باشد ہمہ وجود تو مظہر قدرت الٰہی تعالےٰ بلکہ عین قدرت مبالغہ میشنوی بخدا وے بینی بخدا ومیگوئی بخدا ومیگیری بخدا ومیروی بخدا وے فہمی بخدا)

پس ہو جائیگا تمام وجود تیرا قدرت الٰہی کا مظہر بلکہ عین قدرت بالغہ سُنے گا تو خدا کے ساتھ اور دیکھے گا تو خدا کے ساتھ اور بولے گا تو خدا کے ساتھ اور پکڑیگا تو خدا کے ساتھ اور چلے گا تو خدا کے ساتھ اور سمجھیگا تو خدا کے ساتھ۔

کیوں جناب سن لو شان اولیاء اللہ حضرت غوث پاک رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی زبانی۔

فتوح الغیب ۳۶ مقالہ ۶ } وَیُغْرِقُکَ فِیْ بِحَارِ خَیْرِہٖ فَتَکُوْنُ وِعَاءً لِکُلِّ خَیْرٍ وَمَنْبَعًا لِکُلِّ نِعْمَۃٍ وَسُرُوْرٍ

وَبُحُوْرٍ وَنُوْرٍ وَضِیَاءٍ وَاَمْنٍ وَسُکُوْنٍ (وغرق گرداند ترا خدائے تعالےٰ در دریائے خیر خود پس میباشی تو ظرف ومحل ہر نیکی وباشی تو چشمہ زائندہ مر ہر نعمتہ را خوشی وآراستگی را ونور وشنائی وامینی وآرام ونور را)

فتوح الغیب ۲۷۱ مقالہ ۴۶ } وَھِیَ الَّتِیْ حَالَۃُ الْفَنَاءِ الَّتِیْ عَلَیْہِ اَحْوَالُ الْاَوْلِیَاءِ وَالْاَبْدَالِ ثُمَّ قَدْ

یُرَدُّ اِلَیْہِ التَّکْوِیْنُ فَیَکُوْنُ جَمِیْعُ مَا یَحْتَاجُ اِلَیْہِ بِاِذْنِ اللّٰہِ وَ ھُوَ قَوْلُہٗ فِیْ بَعْضِ کُتُبِہٖ یَا اِبْنَ آدَمَ اَنَا اللّٰہُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنَا اَقُوْلُ لِلشَّیْءِ کُنْ فَیَکُوْنُ اَطِعْنِیْ تَقُوْلُ لِلشَّیْءِ کُنْ فَیَکُوْنُ دوایں بار آمدن بیاد حق از سوال وطلب حوائج حالت فناونیستی است کہ آں نہایت احوال اولیا روابدال است پس بعد از رسیدن بمرتبہ فناولایت وبدلیت گاہے رد کردہ میشود او بسپردہ مے شود پیدا کردن اشیاء وتصرف دراکوان کہ عبارت از خرق عادت وکرامت است پس یافتہ بے شود تمامہ آنچہ احتیاج کردہ میشود بسوئے آں بدستوری خدا وقدرت عزوجل یعنی آں درحقیقت فعل حق است کہ بردست ولی ظہور یافتہ وایں رد تکوین واعطار تصرف درکائنات ثابت ومذکور است بقول حق سبحانہ، دربعض کتابہائے وے کہ بر پیغمبراں خود فرستادہ اے فرزند آدم منم خدا نیست خدا جز من میگویم چیزے را پیدا شو پس پیدا مے شود آں چیز اطاعت وفرمانبرداری کن مرا میگوئی تو مرچیزے را شو پس میشود۔

یہ ہے فرمان حضرت شیخ پیر پیراں عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ۔ اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس تصرف فی الامور کی طاقت ہر وقت رہتی ہے یا اذن کی ضرورت ہوتی ہے؟

غنیۃ الطالبین ص ۹۸۴ | وَقَدْ یُنْقَلُوْنَ اِلٰی حَاجَۃٍ بَعْدَ اَنْ جَعَلُوْا الْاُمَنَاءَ وَخُوْطِبَ کُلُّ وَاحِدٍ مِّنْھُمْ بِالْاِنْفِرَادِ فِیْ حَالَتِہٖ اِنَّکَ الْیَوْمَ لَدَیْنَا مَکِیْنٌ اَمِیْنٌ فَلَا یَحْتَاجُوْا فِیْھَا اِلٰی اِذْنٍ لِاَنَّھُمْ صَارُوْا کَالْمُفَوَّضِ اِلَیْھِمْ اَمْرُھُمْ فَھُمْ فِیْ قَبْضَتِہٖ حَیْثُمَا ذَھَبُوْا فِیْ شَیْءٍ مِّنْ اُمُوْرِھِمْ (اور کبھی امین بنائے جانے کے بعد ایک حالت کی طرف منتقل کئے جاتے ہیں۔ اور ان میں سے ہر ایک بحالت خود تنہائی سے خطاب کیا جاتا ہے کہ تو آج کے دن ہمارے پاس صاحب

مرتبہ اور امان ہے۔ پس اس میں اذن کے محتاج نہیں ہوتے۔ چونکہ وہ سپرد کردہ امر ہم کی طرح ہوجاتے ہیں جہاں وہ کہیں جس کام پر مامور ہوں تو انہی کے قبضہ میں ہوتے ہیں۔

حاضر و ناظر و غیب کے متعلق حضرت پیران پیر صاحب رح کا ارشاد

غنیۃ الطالبین ص۲۶۱ } وَاَشْغَلَ قُلُوْبَهُمْ بِمُطَالَعَةِ اَسْرَارِ الْغُيُوْبِ (اور مشغول کیا اس نے ان کے دل کو غیوب کے بھیدوں کے مطالعہ کے ساتھ)

〃 ص۹۷۵ :- وَيَطَّلِعُ عَلٰی اَسْرَارٍ نَّحْفَظُهٗ فَلَا يَبُوْحُ بِهَا عِنْدَ غَيْرِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ (ولی اللہ کی شان ہے، اور مطلع ہوجاتا ہے اسکے خاص بھیدوں پر اللہ کے سوا پاس ان کو ظاہر نہیں کرتا وہ ولی)

〃 ص۹۸۱ - ثُمَّ يَجْلِسُ عَلَى الْكُرْسِيِّ التَّوْحِيْدِ ثُمَّ يُرْفَعُ عَنْهُ الْحُجُبُ (پھر ولی اللہ بیٹھ جاتا ہے توحید کی کرسی پر۔ پھر اس سے تمام پردے اُٹھائے جاتے ہیں۔

غنیۃ الطالبین ص۹۸۲ } اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ وَهُوَ عَزَّ وَجَلَّ اَطْلَعَهُمْ عَلٰى مَا اُضْمِرَتْ قُلُوْبُ الْعِبَادِ وَ انْطَوَتْ عَلَيْهِ النِّيَّاتُ اِذْ جَعَلَهُمْ رَبِّيْ جَوَاسِيْسَ الْقُلُوْبِ وَ الْاُمَنَاءَ عَلَى الْاَسْرَارِ وَ الْخَفِيَّاتِ

(اللہ مومنوں کا مددگار ہے جو ایمان لائے اُن کو اندھیروں سے نکالتا ہے نور کی طرف اور وہ عزوجل بندوں کے دلوں کے بھیدوں پر اور نیتوں پر ان کو مطلع کرتا ہے۔ اس وقت میرے رب نے ان کو تمام قلوب کے جاسوس مقرر کر دئے ہیں۔ اور بھیدوں اور غیوبات کا امین واقف بنایا ہے۔

غنیۃ الطالبین ص۸۹ } یُکْشَفُ لَھُمْ عَنِ الْمَلَکُوْتِ وَتُضِیُٔ لَھُمْ اَنْوَاعُ الْعُلُوْمِ مِنَ الْجَبَرُوْتِ وَیُلَقَّنُوْنَ غَرَائِبَ الْحِکَمِ وَالْعُلُوْمِ وَیَطَّلِعُوْنَ عَلٰی مَاغَابَ عَنْھُمْ مِنَ الْاَقْسَامِ وَالْحُظُوْظِ (منکشف ہوجاتا ہے اور اولیاء اللہ کے واسطے عالم ملکوت اور روشن ہوجاتے ہیں ان کے لئے کئی قسم کے علوم عالم جبروت سے عجیب عجیب علوم اور حکمتیں ان کو القا کئے جاتے ہیں اور مطلع ہوتے ہیں کئی قسم کی غیبی خبروں)

" ص۱۹۳ :- وَقِیْلَ اِذْطَلَبْتَ اللّٰہَ بِالصِّدْقِ اَعْطَاکَ مِرْءٰۃً تُبْصِرُ فِیْھَا کُلَّ شَیْءٍ مِنْ عَجَائِبِ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ۔ (اور بیان کیا گیا ہے جس وقت تو اللہ کو صدق دل سے طلب کرے تو تجھے اللہ ایک شیشہ عطا کریگا۔ جس میں تو دنیا و عقبیٰ کی کل اشیاء کو اس میں دیکھے گا)

اب تو حضرت پیر پیران رحمۃ اللہ علیہ ہر ولی کے واسطے دنیا و عقبیٰ کے علم کُلّی کا حکم صادر فرما رہے ہیں اور اولیاء اللہ کے حاضر و ناظر ہونے کا ارشاد فرماتے ہیں۔ ان پر بھی فتوے اکفر جڑ دیتے۔ یا اپنے ایمان کو ہی درست کرلو اگر تمہیں ضرورت ہو۔

حیات اولیاء اللہ از ارشاد حضرت پیر پیران صاحب رح

غنیۃ الطالبین ص۲۶۱ } وَھُمْ فِیْ نَعِیْمٍ لَانَفَادَ لَہٗ وَالَاعِ لَا انْقِطَاعَ لَھَا دَسُرُوْرٍ لَاغَایَۃَ لَہٗ وَلَا مُنْتَھٰی فَاِذَا بَلَغَ الْکِتَابُ اَجَلَہٗ وَاِنْتَھٰی مَاقُدِّرَ لَھُمْ

مِنَ الْبَقَاءِ فِی دَارِ الْفَنَاءِ نَقَلَهُمْ مِنْهَا بِاَحْسَنِ الْاِنْتِقَالِ كَمَا يُنْقَلُ
الْعُرُوْسُ مِنْ حُجْرَةٍ اِلٰى دَارٍ مِنَ الْاَدْنٰى اِلَى الْاَعْلٰى فَالدُّنْيَا فِي
حَقِّهِمْ جَنَّةٌ وَفِي الْاٰخِرَةِ لِاَعْيُنِهِمْ قُرَّةٌ وَهُوَ النَّظْرُ اِلٰى وَجْهِهِ
الْكَرِيْمِ مِنْ غَيْرِ حِجَابٍ (اور وہ ایسی نعمتوں میں ہیں جن کو ختم ہونا نہیں اور
ایسی عطاؤں میں جن کو انقطاع نہیں اور ایسے سرور وں میں جن کی انتہا نہیں اور
نہ حد تو جب میعاد مقررہ کو پہنچ گیا ہے اور انتہا ہو گئی جو ان کے لئے بقا سے مقدر کیا
گیا دار فنا میں نقل کیا اس نے ان کو اس دار فنا سے بہت احسن انتقال کے ساتھ
جیسا کہ منتقل کیا جاتا ہے۔ دلہن کو تنگ مکان سے کشادہ مکان کی طرف ادنیٰ سے
اعلیٰ کی طرف تو دنیا ان کے حق میں جنت ہے۔ اور آخرۃ میں ان کی آنکھوں کو ٹھنڈک
ہے اور وہ دیکھتا ہے اللہ کے وجہہ کو بلا حجاب)

تبرکاً بزرگ کے ہاتھ چومنا اور اسکے واسطے قیام کرنا

(از قلم حضرت پیر پیران رحمۃ اللہ علیہ)

غنیۃ الطالبین ص ۳۵ } وَاِنْ تَعَانَقَا وَقَبَّلَ اَحَدُهُمَا رَأْسَ الْاٰخَرِ وَيَدَهُ عَلٰى وَجْهِ التَّبَرُّكِ
وَالتَّدَيُّنِ جَازَ وَاَمَّا تَقْبِيْلُ الْفَمِ فَمَكْرُوْهٌ فَصْلٌ وَيُسْتَحَبُّ الْقِيَامُ
لِاِمَامِ الْعَادِلِ وَالْوَالِدَيْنِ وَاَهْلِ الدِّيْنِ وَالْوَرَعِ وَاَكْرَمِ
النَّاسِ وَاَصْلُ ذٰلِكَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم اَرْسَلَ اِلٰى
سَعْدٍ فِي شَانِ اَهْلِ قُرَيْظَةَ فَجَاءَ اِلٰى حِمَارٍ اَقْمَرَ۔ فَقَالَ
رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم قُوْمُوْا اِلٰى سَيِّدِكُمْ

وَقَدْ رَوَتْ عَائِشَةُ عَنْهَا اَنَّهَا قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللّٰه عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا دَخَلَ عَلٰى فَاطِمَةَ عَنْهَا قَامَتْ اِلَيْهِ فَاَخَذَتْ بِيَدِهٖ وَقَبَّلَتْهُ وَاَجْلَسَتْهُ فِيْ مَجْلِسِهَا وَاِذَا دَخَلَتْ عَلَى النَّبِيِّ صلی اللّٰه عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ اِلَيْهَا وَاَخَذَ بِيَدِهَا وَقَبَّلَهَا وَاَجْلَسَهَا فِيْ مَجْلِسِهٖ وَقَدْ رُوِيَ عَنْهُ صلی اللّٰه عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ اِذَا جَاءَكُمْ كَرِيْمُ قَوْمٍ فَاَكْرِمُوْهُ۔ (اور اگر دونوں بغلگیر ہوئے اور ایک دوسرے کے سر کو انہوں نے بوسہ دیا ایک دوسرے کے ہاتھ کو تبرکاً شرعاً جائز ہے۔ اور لیکن منہ کو چومنا مکروہ ہے۔ **فصل** اور مستحب ہے کھڑا ہونا امام عادل کے واسطے اور والدین کے واسطے اور دینداار کے واسطے اور پرہیزگار کے واسطے اور جو لوگوں کا بڑا ہو اس کے واسطے اور اس کا اصل یہ ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کسی کو حضرت سعدؓ کی طرف بھیجا اہل قریظہ کے کام میں تو حضرت سعدؓ سفید گدھے پر سوار ہو کر تشریف لائے تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے سردار کے لئے کھڑے ہو جاؤ اور تحقیق حضرت عائشہؓ عنہا سے روایت کیا گیا ہے کہ آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جب حضرت فاطمہؓ کے پاس تشریف لائے تو حضرت فاطمہؓ آپ کی طرف کھڑی ہو جاتیں۔ اور آپ کے دستِ پاک کو پکڑتیں اور اُس کو بوسہ دیتیں۔ اور اپنی جگہ پر بٹھاتیں۔ اور جب حضرت فاطمہؓ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس تشریف لاتیں۔ تو آپ حضرت فاطمہ کے واسطے کھڑے ہوتے اور اُن کے ہاتھ کو پکڑتے اور بوسہ دیتے اور اپنی جگہ پر بٹھاتے۔ اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا گیا ہے کہ جب قوم کا بزرگ آئے تو اُس کی عزت کرو)

عہ اور یہ روایت حضرت عائشہ صدیقہؓ سے از ابتدا تا انتہا ادب المفرد للبخاری صلاا میں مذکور ہے۔

غنیۃ الطالبین ص ۳۳ } وَاِنْ اَحَبَّ اَنْ یَّتَمَسَّحَ بِالْمِنْبَرِ تَبَرُّکًا بِہٖ (اور اگر محبوب سمجھے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے منبر کو تبرکاً ہاتھ پھیرے تو جائز ہے)۔

یہ ہے عقیدہ اور فرمان حضرت غوث پاک رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا جنہوں نے از روئے حدیث صحیحہ تعظیم و تقبیل کو ثابت فرمایا۔ چنانچہ اس کے متعلق حدیثیں اور بھی موجود ہیں۔ لہٰذا ایمانداروں کے لیے درج کی جاتی ہیں :۔

ادب المفرد للبخاری ص ۱۹۴ } عن ابن عمر قَالَ فَقَبَّلْنَا یَدَہٗ (ابن عمرؓ سے روایت ہے آپ نے فرمایا کہ ہم نے حضور کے دستِ پاک کو بوسہ دیا)۔

ص ۱۹۴ :۔ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بن رزین قال مَرَرْنَا بِالرَّبْذَۃِ فَقِیْلَ لَنَا ھٰھُنَا سَلَمَۃُ بْنُ الْاَکْوَعِ فَاَتَیْنَہٗ فَسَلَّمْنَا عَلَیْہِ فَاَخْرَجَ یَدَیْہِ فَقَالَ بَایَعْتُ بِھَاتَیْنِ نَبِیَّ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم فَاَخْرَجَ کَفًّا لَہٗ ضَخْمَۃً کَاَنَّھَا کَفُّ بَعِیْرٍ فَقُمْنَا اِلَیْھَا فَقَبَّلْنَاھَا۔

(عبدالرحمٰن بن رزینؓ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ ہم ایک جماعت کے پاس سے گزرے تو اُن کو کہا گیا کہ یہاں سلمہ بن الاکوع ہیں تو میں اُس کے پاس آیا تو اُس پہ سلام علیکم کہا تو اُس نے اپنے دونوں ہاتھ نکالے تو اُس نے کہا کہ میں نے ان دونوں ہاتھوں کے ساتھ نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی ہے تو اُس کے لئے اپنے ہاتھ کی ہتھیلی اُس نے کھولی۔ گویا کہ وہ اونٹ کی ہتھیلی ہے تو ہم اُس کے لئے کھڑے ہوئے تو ہم نے اُس کو بوسہ دیا)

اس حدیث پاک سے بزرگ کے ہاتھ کو بوسہ دینا بھی ثابت ہوا اور مصافحہ با الیدین ثابت ہوا۔

ادب المفرد للبخاری صـ۱۹۴ { قَالَ ثَابِتُ لِاَنَسٍ اَمَسَسْتَ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم بِیَدِكَ قَالَ نَعَمْ فَقَبَّلَهَا (حضرت ثابتؓ نے حضرت انسؓ کو عرض کیا کہ کیا آپ نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے دستِ پاک کو چھوا ہے تو حضرت انسؓ نے فرمایا۔ ہاں تو حضرت ثابتؓ نے حضرت انسؓ کے ہاتھ کو بوسہ دیا)

ادب المفرد للبخاری صـ۱۹۵ { عن صهیب قَالَ رَأَیْتُ عَلِیًّا یُقَبِّلُ یَدَ الْعَبَّاسِ وَرِجْلَیْهِ (حضرت صہیبؓ سے روایت ہے آپ نے فرمایا۔ میں نے حضرت علیؓ کو دیکھا کہ آپ حضرت عباسؓ کے دستِ مبارک اور پاؤں کو بوسہ دیتے تھے)

فتاوی الامام النووی صـ۳۶ { (مسئالہ) تَقْبِیْلُ یَدِ غَیْرِهٖ مَا حُکْمُهٗ (اپنے غیر کے ہاتھ کو بوسہ لینے کا کیا حکم ہے؟)

الجواب: یُسْتَحَبُّ تَقْبِیْلُ اَیْدِی الصَّالِحِیْنَ وَفُضَلَاءِ الْعُلَمَاءِ (مستحب ہے صالحین اور فضلاء اور علماء کے ہاتھ کو چومنا)

یہ تو عمل ہے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین اور تابعین رحمہم اللہ تعالے اجمعین کا اور آئمہ عظام کا اور تمام کی سنت۔ اب تم دیوبندی اور وہابی اگر ان احادیث کو سن کر بھی مسنون طریقہ کو شرک کہو تو یہ تمہارے ایمان کا انصاف ہے۔ جیسا کہ جواہر القرآن صـ۱۳ وغیرہ میں درج ہے۔

دیوبندی:- مؤذن جب اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ کہتا ہے تو تم انگوٹھے چوم کر آنکھوں پر لگاتے ہو۔ تم نے یہ کیا بدعت نکالی ہوئی ہے۔

"محمد عمر" یہ بدعت نہیں ہے بلکہ صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین سے ثابت ہے۔

طحطاوی شریف صہ ۱۲۲ { ذکر القھستانی عن کنز العباد اَنَّہٗ یُسْتَحَبُّ اَنْ یَقُوْلَ عِنْدَ

سِمَاعِ الْاُوْلٰی مِنَ الشَّھَادَتَیْنِ لِلنَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ وَعِنْدَ سِمَاعِ الثَّانِیَۃِ قُرَّتْ عَیْنِیْ بِکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اَللّٰھُمَّ مَتِّعْنِیْ بِالسَّمْعِ وَالْبَصَرِ بَعْدَ وَضْعِ اِبْھَامَیْہِ عَلٰی عَیْنَیْہِ فَاِنَّہٗ صلی اللہ علیہ وسلم یَکُوْنُ لَہٗ قَائِدًا اِلَی الْجَنَّۃِ وَذَکَرَ الدَّیْلَمِیُّ فِی الْفِرْدَوْسِ مِنْ حَدِیْثِ اَبِیْ بَکْرِ الصِّدِّیْقِ مَرْفُوْعًا مِنْ مَسْحِ الْعَیْنَیْنِ بِبَاطِنِ اَنْمُلَتَیِ السَّبَّابَتَیْنِ بَعْدَ تَقْبِیْلِھِمَا عِنْدَ قَوْلِ الْمُؤَذِّنِ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ وَقَالَ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ رَضِیْتُ بِاللّٰہِ رَبًّا وَّبِالْاِسْلَامِ دِیْنًا وَّبِمُحَمَّدٍ نَّبِیًّا حَلَّتْ شَفَاعَتِیْ وَکَذَا رُوِیَ عَنِ الْخِضْرِ عَلَیْہِ السَّلَامُ وَبِمِثْلِہٖ یُعْمَلُ فِی الْفَضَائِلِ (قہستانی نے کنز العباد سے ذکر کیا ہے کہ مستحب ہے کہ اشھد ان محمد رسول اللہ جب موذن پہلی دفعہ کہے تو (سُننے والا) کہے صلے اللہ علیک یارسول اللہ اور دوسری دفعہ اشھد ان محمد رسول اللہ کہنے کے وقت (سننے والا) کہے قُرَّتْ عَیْنِیْ بِکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اَللّٰھُمَّ مَتِّعْنِیْ بِالسَّمْعِ وَالْبَصَرِ اپنے دونوں انگوٹھوں کو دونوں آنکھوں پر رکھ کر یہ پڑھے تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم جنت میں اس کے قائد ہونگے۔ اور دیلمی نے فردوس میں ذکر کیا ہے ابوبکرؓ کی حدیث سے مرفوعاً دونوں ہاتھوں کے دونوں انگوٹھوں کے پوروں کا بوسہ لے کر آنکھوں پر ملنا موذن کے اشھد ان محمد رسول اللہ کہنے کے وقت۔ اور

کہے اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ رَضِيْتُ بِاللّٰهِ رَبًّا وَّبِالْاِسْلَامِ دِيْنًا وَّبِمُحَمَّدٍ نَبِيًّا تو اُس کو میری شفاعت لازمی ہوئی اور اسی طرح خضر علیہ السلام سے روایت کیا گیا ہے۔ اور اسی طرح فضائل میں عمل کیا جاتا ہے،

ردالمختار شامی ۱/۳۷۰ } (تتمۃ) يُسْتَحَبُّ اَنْ يُّقَالَ عِنْدَ سَمَاعِ الْاُوْلٰى مِنَ الشَّهَادَةِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَعِنْدَ الثَّانِيَةِ مِنْهَا قُرَّةُ عَيْنِيْ بِكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ثُمَّ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ مَتِّعْنِيْ بِالسَّمْعِ وَالْبَصَرِ بَعْدَ وَضْعِ ظُفْرَيِ الْاِبْهَامَيْنِ عَلَى الْعَيْنَيْنِ فَاِنَّهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَكُوْنُ قَائِدًا لَّهٗ اِلَى الْجَنَّةِ۔

مستحب ہے یہ کہ کہا جائے موذن کے کلمہ شہادت اشہد ان محمد رسول اللہ کہنے کے وقت صلے اللہ علیک یارسول اللہ اور دوسرے کلمہ شہادت کے وقت کہے قُرَّةُ عَيْنِيْ بِكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ پھر کہے اَللّٰهُمَّ مَتِّعْنِيْ بِالسَّمْعِ وَالْبَصَرِ دونوں آنکھوں پر دونوں ہاتھوں کے انگوٹھوں کے ناخون کو رکھنے کے بعد اس لئے کہ وہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جنت کی طرف اُس کے قائد ہونگے۔

کیوں جی نام کے حنفی کہلانے والو اگر حنفی ہو تو اس پر عمل کرکے اپنی حنفیت کو تھام لو ورنہ حنفیت کہلانا چھوڑ دو کیونکہ جو فقہا کو سمجھ آئی ہے وہ تمہیں نہیں آئی۔

موضوعات ملا علی قاری ص۶۴ } قُلْتُ وَاِذَا ثَبَتَ رَفْعُهٗ اِلَى الصِّدِّيْقِ فَيَكْفِي الْعَمَلُ بِهٖ لِقَوْلِهٖ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ بِسُنَّتِيْ وَسُنَّةِ خُلَفَاءِ الرَّاشِدِيْنَ

حضرت ملا علی قاری رح فرماتے ہیں :- (میں کہتا ہوں کہ) یہ عمل جب صدیق اکبر تک مرفوع ثابت ہوا تو اُس کے ساتھ عمل (انگوٹھے چومنے کا) کافی ہے۔ نبی صلے